انظر کیف نصرف الآیات لعلهم یفقهون

ارشاد الصیغہ

بمع خاصیات ابواب

داخل نصاب وفاق المدارس العربیہ پاکستان۔

تصحیح شدہ متن، مطلب خیز ترجمہ، نام بنام ہر قاعدہ کی آسان پیرایہ میں وضاحت، تمام ابواب کی مکمل گردانیں اور ان میں قواعد کا اجراء، افادات کے عام فہم اور جامع خلاصہ جات، صیغ مشکلہ کی توضیح بطرز جدید، متعلقہ مقام کی مکمل تشریح و تحقیق، صرفی اصطلاحات کا تعارف حل مشکل الفاظ، جگہ جگہ انتہائی مفید اور نادر معلومات، ہر بحث سے متعلق ذہن میں اُٹھنے والے متوقع سوالات اور انکے جوابات دلچسپ اور جاذب انداز تفہیم طالبان علم صرف کے لئے ایک انمول تحفہ۔

استاد الصرف و النحو

مولانا رشید احمد سواتی

استاد جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی

سائٹ —— کراچی

أُنظُر كيف نُصرّفُ الآيٰتِ لعلّهم يفقهون

إِرشادُ الصِّيغة

شرح عِلمُ الصِّيغة

بمع خاصیات ابواب

داخل نصاب وفاق المدارس العربیہ پاکستان۔

تصحیح شدہ متن، مطلب خیز ترجمہ، نام بنام ہر قاعدہ کی آسان پیرایہ میں وضاحت، تمام ابواب کی مکمل گردانیں اوران میں قواعد کا اجراء، افادات کے عام فہم اور جامع خلاصہ جات، صیغ مشکلہ کی توضیح بطرز جدید، متعلقہ مقام کی مکمل تشریح و تحقیق، صرفی اصطلاحات کا تعارف حل مشکل الفاظ، جگہ جگہ انتہائی مفید اور نادر معلومات، ہر بحث سے متعلق ذہن میں اُٹھنے والے متوقع سوالات اور انکے جوابات دلچسپ اور جاذب انداز تفہیم طالبان علم صرف کے لئے ایک انمول تحفہ۔

استاد الصرف والنحو

مولانا رشید احمد سواتی

استاد جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی

نام کتاب ________ ارشادالصیغہ
مؤلف ________ مولانا رشید احمد سواتی
قیمت ________ ....
ناشر ________ مکتبہ دارالقلم کراچی
0333-3002253

کاپی رائٹس رجسٹریشن نمبر

مؤلف کا گرامی نامہ برائے مکتبہ دارالقلم کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد

بندہ نے اپنی کتاب "ارشادالصیغہ "اردو شرح علم الصیغہ بمع" خاصیات ابواب" کے نشر واشاعت کے جملہ حقوق مدیر مکتبہ دارالقلم جناب مفتی عبدالغفور صاحب کوسونپ دیئے ہیں، لہذا اس کی طباعت کے تمام حقوق بحق حضرت مفتی صاحب کے محفوظ ہیں۔ان کے علاوہ کسی بھی شخص یا ادارہ کو اس کتاب کی کسی بھی طریقہ سے طبع کرنے کی اجازت نہیں۔

از بندہ
رشید احمد سواتی

ملنے کے پتے

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی
مکتبۃ الرازی بنوری ٹاؤن کراچی
ادارۃ الانور بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ دارالقرآن بنوری ٹاؤن کراچی
اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی
اقبال بک سینٹر صدر کراچی

کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی
بیت الکتب گلشن اقبال کراچی
مکتبہ رحمانیہ اُردو بازار لاہور
کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
دارالاشاعت اُردو بازار کراچی
مکتبہ جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

گزارش

****

اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں کہ علم الصیغہ فن صرف کی ایک ایسی کتاب ہے جو درس نظامی کے تمام مدارس میں داخل نصاب ہے۔نیز عموماً درس کے اعتبار سے علم الصرف کی یہ آخری کتاب ہے اسی افادیت اور اہمیت کے پیش نظر وفاق المدارس العربیہ نے اسے ابتداء سے اپنے نصاب میں شامل کیا ہے مصنفؒ کے طرز و انداز مختصر اور فارسی زبان میں ہونے کی وجہ سے اس کی بہت ساری شروحات لکھی گئیں ہیں۔مگر ان میں بھی کافی اختصار سے کام لیا گیا اسی سلسلہ کی ایک کڑی کے طور پر میرے دیرینہ رفیق جامعہ بنوریہ کے استاد مولانا رشید احمد سواتی صاحب نے اس پر قلم اٹھایا ہے۔انداز بیان انتہائی سہل، عام فہم اور ہر بحث کی ایسی وضاحت جسکے بعد کوئی گوشہ تشنۂ تکمیل نہیں رہتا۔

مولانا موصوف کو علم الصرف والنحو میں مہارت کاملہ حاصل ہے عرصہ دراز سے یہ دونوں فن ان کے زیرِ درس ہیں۔جس محنت ولگن اور عرق ریزی کے ساتھ موصوف نے اس کتاب پر کام کیا ہے یہ بندہ کی چشم دید حقیقت ہے۔

مکتبہ دارالقلم کیلئے یہ بات باعث فخر ومسرت ہے کہ فن صرف کی یہ اہم کتاب شائع کرنے کی سعادت اِسے حاصل ہوئی۔

(مفتی) عبدالغفور

مدیر

مکتبہ دارالقلم لیبرا سکوائر نزد جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی۔

انتساب

وہ بہت کڑی آزمائش کی گھڑی تھی، ایک طرف وقت کا نمرود اپنے تمام تر آلاتِ حرب وضرب کے ساتھ سر پر کھڑا تھا جس کی طاقت کے خوف سے پوری دنیا لرزہ براندام تھی اور دوسری طرف ظاہری ساز وسامان سے تہی دست شمعِ حق کے پروانوں، اور تاریخِ جہد وحریت کے جانبازوں کی ایک چھوٹی سی جماعت تھی، ایک طرف ڈالروں کی جھنکار، اور خاک وخون میں تڑپانے کی دھمکیوں کی گونج تھی دوسری طرف ایمانی استقلال، اور چٹان کیطرح پختہ عزائم تھے، قدرت نے آج ایک مرتبہ پھر اولادِ ابراہیم کی ایمانی پختگی کا امتحان لینا تھا۔ اور یقیناً وہ اس عظیم آزمائش میں اچھی طرح کامیاب اور سرخرو ہوئے، انہوں نے طاغوتی قوتوں کے ساتھ ٹکرانے اور راہِ حق میں کٹ مرنے کا فیصلہ کرلیا۔ اور آخر دم تک پورے استقلال کے ساتھ اپنے فیصلہ پر پہاڑ کیطرح جمے رہے۔ ساری دنیا کی مضبوط ترین طاقتیں ان کے خلاف متحد ہوگئیں مگر وہ ایک لمحہ کیلئے ان کے سامنے نہ جھکے ان پر ہر طرح کا دباؤ ڈالا گیا لیکن ان کے پائے استقامت میں ذرا بھی لغزش نہیں آئی، ان کے سینے گولیوں سے چھلنی ہوگئے لیکن زبان سے آہ تک، نہ نکلی وہ کونسے مصائب تھے جوان پر نہیں آئے ان کی حکومت چھن گئی، ان کے ہزاروں ساتھیوں پر ہولناک مظالم ڈھائے گئے وہ لاشوں پر لاشیں اٹھاتے رہے مگر مجال ہے کہ کبھی کوئی کمزور بات زبان پر لائے ہوں۔ وہ آگ کے سمندر میں کود گئے مگر اسلام نہیں چھوڑا' وہ تباہ کن بمباری کی لپیٹ میں آئے' خاک وخون میں مل گئے لیکن اسلام کے اصولوں کو کفر کے سامنے پست نہیں ہونے دیا اور دنیا کو دکھادیا کہ ایمانی تقاضوں پر حکومت واقتدار، جان ومال اور گھر بار، سب کچھ قربان کیا جاسکتا ہے راہِ وفا کے ان راہیوں نے جرأت وشجاعت کی جو روایت قائم کی اس پر اسلامی تاریخ کو ہمیشہ ناز رہے گا۔ حالات کے مدوجزر پر کسی کا زور نہیں' ہر چڑھتے سورج کو ایک دن غروب ہونا ہے اور ہر موجِ مست دریا کو ایک روز اترنا ہے۔ تاریخ کے آسمان پر شہابِ ثاقب کی طرح نمودار ہونے والے یہ درخشندہ ستارے بالآخر ہماری نگاہوں سے اوجھل ہوگئے جنکی جدائی وفراق پر آج اہلِ درد کی ہر محفل اُداس اور بے رونق ہے۔

ویراں ہے میکدہ خم وساغر اداس ہیں۔
تم کیا گئے روٹھ گئے دن بہار کے

لیکن ہر رات کیلئے ایک صبح ضرور ہوتی ہے قافلۂ حق کے یہ سربکف مجاہد اپنے دشمن کے سرگرم تعاقب میں آج بھی جگہ جگہ موجود ہیں اور ان لازوال قربانیوں کی روشنی میں ذاتِ باری تعالیٰ سے یہ قوی امید ہے کہ تاریک راہوں کے مسافروں کو صبح کی آمد کے پیغام دینے والے یہ روشن ستارے پہلے سے زیادہ آب وتاب کے ساتھ ایک دن صفحۂ عالم پر ضرور نمودار ہونگے ہر اہلِ ایمان اور اہلِ درد، ان اولوالعزم ہستیوں کی آمد کا منتظر اور ان کے لئے شب وروز دعا گو ہیں۔

یہ حقیر کاوش قندھار سے اٹھنے والے اس قافلہ عزم وحریت کے نام جنہیں دنیا طالبان کے نام سے یاد کرتی ہے۔
اور میں انہیں عشق ووفا کی داستان، اور تاریخ دعوت وعزیمت کے میر کارواں کہتا ہوں۔

فہرست مضامین ارشاد الصیغہ

افتتاحیہ کلمات

استاد العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب مدظلہ العالی بانی ومہتمم جامعہ بنوریہ عالمیہ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفی و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

امابعد! اھل علم حضرات سے یہ بات مخفی نہیں کہ علوم عربیہ میں علم صرف کو کلیدی حیثیت حاصل ہے اسی وجہ سے کہا گیا ہے الصرف امّ العلوم، کیونکہ بقیہ تمام علوم کی پختگی اور مضبوطی میں علم صرف کا بڑا عمل دخل ہے اس فن کے بغیر عربی لغۃ میں کسی بھی اعتبار سے مہارت حاصل نہیں ہوسکتی بول چال کے اعتبار سے نہ تحریر وتقریر کے اعتبار سے اور نہ ہی اس کے بغیر عربی علوم کے درس وتدریس میں رسوخ اور مہارت ممکن ہے.

علم الصیغہ فن صرف کی ایک ایسی کتاب ہے جو درس نظامی کے تمام مدارس میں داخل نصاب ہے چونکہ کتاب کی زبان فارسی ہے اور بہت سے مقامات پر نہایت اختصار سے کام لیا گیا ہے جبکہ اس کے قارئین مبتدی طلباء ہوتے ہیں اسلیے بعض علماء نے بغرض تسہیل اس کے ترجمہ وشرح کیطرف توجہ فرمائی لیکن متن کے طرح یہاں بھی اختصار غالب رہالہذا کامل فہم اور مکمل استفادہ کیلئے ایک تفصیلی شرح کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی چنانچہ جامعہ بنوریہ کے مایہ ناز استاد مولانا رشید احمد سواتی صاحب نے ارشاد الصیغہ کے نام سے ایک تفصیلی اور نہایت عمدہ شرح تحریر کرکے اس ضرورت کی تکمیل کردی، انداز بیان انتہائی عام فہم اور ہر بحث کی ایسی وضاحت کی گئی ہے جسکے بعد اس کا کوئی گوشہ تشنۂ تکمیل باقی نہیں رہتا، مولانا سواتی صاحب جامعہ کی صف اول کے ممتاز اساتذہ میں سے ہیں اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ استعداد اور علمی صلاحیتوں سے نوازا ہے بالخصوص علم صرف اور علم نحو میں امتیازی حیثیت حاصل ہے دوران تعلیم از ابتداء تا انتہاء وفاق المدارس کے امتحان سمیت تمام امتحانات میں ہمیشہ نمایاں پوزیشن لیتے رہے اور فراغت کے بعد درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کے ذریعہ اپنی صلاحیتوں کے بہترین استعمال میں مصروف عمل ہیں.

دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبولیت عطا فرما کر اسکو اھل علم کیلئے نافع بنائیں اور تدریس وتصنیفی اور دینی خدمات کا یہ سلسلہ تاحیات جاری رہے. آمین

(مفتی) محمد نعیم

جامعہ بنوریہ عالمیہ سائٹ کراچی

تقریظ!

شمس العلماء خطیب العصر مصنف و مبلّغ مفسر و محقق داعی قرآن حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلي على رسوله الكريم

اما بعد! علم صرف کو علوم کی ماں کہا گیا ہے اس لیے کہ عربیت میں مہارت اس کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی اور لغۃ عربیہ میں مہارت پیدا کیے بغیر قرآن وسنت سے براہ راست استفادہ نہیں کیا جا سکتا، اسی لیے دینی مدارس میں حصول علم کی ابتداء نحو وصرف سے کی جاتی ہے، یوں تو نحو وصرف کے موضوع پر بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن ان میں سے چند کتابیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بے پناہ مقبولیت سے نوازا ہے، انہی کتابوں میں سے ایک علم صرف کے موضوع پر مفتی عنایت احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ''علم الصیغہ'' بھی ہے جو انہوں نے تیرھویں صدی ہجری میں تالیف کی تھی مگر آج پندرھویں صدی میں بھی اس کی تازگی اور افادیت ویسے ہی ہے جیسے تالیف کے زمانہ میں تھی، فرق صرف یہ پڑا ہے کہ فارسی زبان سے طلباء کا تعلق بہت کمزور ہو گیا ہے جس کی وجہ سے فارسی زبان میں لکھی گئی کتابوں کے پڑھنے اور سمجھنے میں انہیں پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اہل علم نے طالبان علوم نبویہ کی اس مشکل کو محسوس کرتے ہوئے متعدد ایسی کتابوں کو جو فارسی میں لکھی گئی تھیں نہ صرف اردو میں منتقل کر دیا ہے بلکہ ان کی عام فہم شروحات بھی لکھ دی ہیں، ان اہل علم میں عزیزم مولانا رشید احمد سواتی سلمہ اللہ کا نام بہت نمایاں ہے جو زمانہ طالب علمی ہی سے اپنے حسن اخلاق، اعلیٰ علمی استعداد، جذبہ خدمت اور پاکیزہ کردار کی وجہ سے مرکز نگاہ بنے رہے، فراغت کے بعد ایک طرف درس وتدریس میں انہوں نے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا تو دوسری جانب بعض درسی کتابوں کے تراجم وشروحات لکھ کر اپنے آپ کو ایک صاحب نظر مؤلف ثابت کیا، ان تراجم اور شروح میں ''علم الصیغہ'' کی شرح ''ارشاد الصیغہ'' کو علمی حلقوں میں خاص طور پر سراہا گیا ہے، امید ہے کہ مولانا سواتی صاحب کا قلم یونہی رواں دواں رہے گا اور عوام وخواص ان کے علمی اور تالیفی کمالات سے مستفید ہوتے رہیں گے۔

محتاج دعا: محمد اسلم شیخوپوری

تقریظ

زبدة الأدباء ثروة العلماء ، الشيخ ولي خان المظفر دامت بركاتهم العاليه

استاد الحديث والادب ومسؤل المعهد بالجامعة الفاروقية (كراتشي)

ركن رابطة الادب الاسلامي العالمية (رياض)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لاریب کلام کی معجزاتی تابانی کا کھوج لگانا ہو، یا دبستان حدیث کی چٹکتی کلیوں میں فصاحت و بلاغت کی دلآویز مہک کی تلاش یا پھر عربی زبان کی گہرائی کو ماپنا ہو، تو حقیقت یہ ہے کہ بنا علم صرف کے بات نہیں بنتی، تب ہی تو کہا گیا کہ "الصرف أم العلوم والنحو أبوها" ماں ہی تو ہے جو کسی چیز کی زیست کا سبب بنتی ہے.

کسی بھی زبان کی تعلیم و تعلم کا مدار مفرد الفاظ پر ہے، جس کسی کو مفرد الفاظ کی جانکاری نہ ہو وہ مرکب عبارت کے پیچ وخم، اس میں موجود حکمت، بلاغت، معانی کے جواہر کو کیسے ڈھونڈے گا؟

علم الصرف عربی زبان میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے، اس میں صیغوں کی پہچان، ان میں جاری قوانین و تعلیلات کے احوال، صیغوں کی اصل وغیرہ معلوم ہوتی ہے، اس لیے علماء نے علم الصرف کی طرف خصوصی توجہ دی ہے، اس پر کتابیں و کتابچے لکھے گئے، اس کی ترویج واشاعت، تعلیم و تعلّم کا خوب سے خوب تر اہتمام کیا گیا.

ہمارے درس نظامی میں فن صرف کے متعلق مختلف کتابیں داخل نصاب تھیں، جن کی تعداد اکثر جگہوں پر گھٹ کر صرف دو میں منحصر ہو کر رہ گئیں یعنی ارشاد الصرف اور علم الصیغہ، لیکن تاہنوز بعض مدارس میں صرف کی ڈھیر ساری کتابیں پڑھائی جاتی ہیں مثلا: شافیہ، مراح الارواح، زنجانی وغیرہ وغیرہ.

علم الصرف کی ہر کتاب کی اپنی خصوصیت ہوتی ہے جو کم دوسری کتابوں میں پائی جاتی ہے، اگر کسی کتاب کے اندر قواعد ہیں تو ابواب ندارد، ابواب ہیں تو تعلیلات مفقود، تعلیلات ہیں تو خصوصیات ابواب موجود نہیں، ان حالات کے تناظر میں اگر دیکھا جائے تو علم الصیغہ نے کافی حد تک اس ضرورت کو پورا کیا اور اس تشنگی کا ممکن حد تک مداوا کیا، قواعد مختصر انداز میں، خصوصیات ابواب کی طرف بھرپور توجہ اس کتاب کے اوصاف خاصہ ہیں، اسی وجہ سے علم الصیغہ ابھی تک داخل نصاب ہے اور نہایت لگن اور ذوق وشوق سے یہ کتاب پڑھائی جاتی ہے.

چونکہ علم الصیغہ فارسی زبان میں ہے اور فارسی عربی مدارس سے تقریبا بیدخل ہو چکی ہے اس لیے اس کتاب کی

ایک جامع شرح عام فہم زبان میں وقت کی ضرورت تھی، عصر حاضر کے کئی علماء نے اس پر قلم اٹھایا اور مقدور بھر خاصا اچھا کام کیا،

لیکن حال ہی میں مولانا رشید احمد سواتی صاحب جو ایک سنجیدہ، ذی استعداد، آزمودہ کار مدرس ہیں نے اس اہم کام کا بیڑا اٹھایا اور اپنے اچھوتے انداز، انوکھے اسلوب اور نایاب طرز کے ساتھ محنت وعرق ریزی کی مہمیز لگا کر رنگ کو چوکھا کر دیا، تمام ابواب کی مکمل گردانیں اور ان میں قواعد کا اجرا، فارسی عبارت کا پورا متن اور اس کا دلنشین، عام فہم ترجمہ، مشکل صیغہ جات کی وضاحت، صرفی اصطلاحات کی آسان توضیح اور جابجا مفید معلومات اس کتاب کی چیدہ چیدہ خصوصیات ہیں، جو دیگر شروحات میں بصورت اتم نہیں پائی جاتی، طالبان علوم دینیہ کے لئے بنیادی استعداد کے حصول کے واسطے یہ کتاب نہایت مفید ثابت ہوگی۔

اللہ سے دعا ہے کہ مذکورہ کتاب طلبہ کے لئے مفید تر ثابت ہو اور عام وخاص ہو کر شارح، مؤلف اور متعلقین کے لئے ذخیرہ آخرت بن جائے آمین.

راقم الحروف

(الشیخ) ولی خان المظفر

جامعہ فاروقیہ کراچی ۲۰ رجب ۱۴۲۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف آغاز

الحمدلله الذی صرف قلوبنا الی الهدایة بکلمة التقوی وخیر الکلام وهذب نفوسنا بقواعد الدین وابنیة الاسلام، تعالٰی عن الندو المثال وتقدس عن التغیر والانتقال والصلوٰة والسلام علی من بعثه لتأسیس محاسن الافعال والاقوال ولتبلیغ امره ونهیه ماینعلق بالحرام والحلال وعلی اله وصحبه الذین هم مصادر الرشد والعرفان ضاعف الله اجوراعمالهم عند وضع المیزان.

امابعد! ہر مسلمان کی زندگی کے تمام مسائل کا مرکز ومحور قرآن وسنت ہیں اوران کے فہم وادراک عربی علوم کے بغیر ممکن نہیں' اورعربی علوم میں علم صرف اساسی اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے اسی وجہ سے یہ علم ہر زمانہ میں اصحابِ فضل وکمال کا منظور نظر رہا اوردرس وتدریس' شرح وتالیف' ہراعتبار سے اس کی خدمت کی گئی۔

فنِ صرف میں علم الصیغہ کی جوامتیازی شان اور جامع حیثیت ہے وہ اہل علم سے مخفی نہیں یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب اپنی تصنیف کے وقت سے لیکر آج تک برصغیر کے تقریباً تمام مدارس میں داخل نصاب ہے اورایک طویل عرصہ گزرنے کے باوجوداس کی شادابی وتازگی میں آج تک کوئی فرق نہیں آیا دورِتصنیف کے احوال کے پیش نظر کتاب فارسی زبان میں لکھی گئی ہے لیکن وقت کے گذرنے ،اورحالات کے بدلنے سے اب طلباء میں فارسی زبان کی رغبت باقی نہیں رہی ہے تو ضروری ہوا کہ فی الوقت رائج اردوزبان میں اس کا ترجمہ اورتشریح کی جائے تاکہ اس سے پورا پورا فائدہ حاصل کیا جاسکے اگرچہ مختلف اربابِ قلم نے اپنے اپنے انداز میں اختصار کے ساتھ اس کی تشریح وتوضیح کی ہے اور الفضل للمتقدم۔لیکن اہل علم احباب کے اصرار اورتوجہ دلانے ،اورفراغت سے لیکرآج تک فن صرف کے ساتھ طویل تدریسی تعلق کی بنیاد پر بندہ نے اس کتاب کی ایک ایسی شرح لکھنے کی ضرورت محسوس کی جس میں تمام مغلق مقامات کی توضیح ،اورمشکل الفاظ کا حل ہو۔جس جگہ کوئی سوال پیدا ہوتا ہواس کا جواب ہو جہاں مشکل گردانیں نامکمل ہیں ان کی تکمیل ہو۔نہ اتنی تفصیل ہو جس سے طلبہ اکتاجائیں اورنہ اتنا اختصار ہو کہ بعض مسائل تشنۂ بحث رہ جائے اورمتعلقہ مقام حل نہ ہو۔

پس اپنی قلمی کم مائیگی اورعلم سے تہی دامنی کے احساس کے باوجود محض خدا کے فضل وکرم اوراسی کی مدد کی امید کے سہارے اس کام کی ابتدا کی جوآپ کے سامنے ہے۔چونکہ درس نظامی کے اعتبار سے علم الصیغہ فن صرف کی آخری کتاب ہے اس بناء پر شرح ھٰذا میں اس کے خوب سمجھنے اورسمجھانے کی کوشش کی گئی ہے اور بالخصوص ان اہم اورضروری چیزوں کی وضاحت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے جوعموماً درجہ اولیٰ میں بتلانے کی تو ہوتی نہیں اوردرجہ ثانیہ میں بھی انہیں نظرانداز کرنے کی

وجہ سے طلبہ ہمیشہ کیلئے ان سے ناواقف رہ جاتے ہیں۔

شرح ھذا کی ترتیب وانداز اور امتیازی خوبیاں،

(۱) اولاً مطلوبہ متن درج ہے اور اس میں کتابت کی ان اغلاط کی تصحیح کی گئی ہے جن کی وجہ سے مطلب سمجھنے میں بڑی دشواری پیش آتی تھی۔

(۲) متن کے بعد اس انداز سے ترجمہ کیا گیا جو لفظی ہونے کے ساتھ ساتھ معنی خیز بھی ہو اور بین القوسین درج شدہ عبارت کے ذریعہ فہم میں مخل اغلاق کو دور کیا گیا ہے ترجمہ بغور پڑھنے سے متن بالکل حل ہو جاتا ہے اور متعلقہ بحث کا اجمالی خاکہ سامنے آجاتا ہے۔

(۳) اس کے بعد تشریح وتحقیق کے عنوان کے تحت آسان سے آسان تر انداز میں متن کی مکمل وضاحت کی گئی ہے۔

(۴) ہر موضوع کے مندرجات کو آسانی کے ساتھ ذھن میں بٹھانے کیلئے جلی حروف میں نمبروار ذیلی عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔

(۵) متن میں جو مشکل الفاظ مستعمل ہیں ان کی وضاحت اور جو صرفی اصطلاحات مذکور ہیں ان کی تعریف کی گئی ہے۔

(۶) اگر کہیں پر کوئی سوال یا اعتراض متوقع طور پر ذہن میں پیدا ہو سکتا ہو تو اس کو ذکر کرنے کے بعد اس کا جواب دیا گیا ہے۔

(۷) ہر صرفی قاعدہ اپنے نام کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے تاکہ یاد رکھنے میں سہولت ہو۔

(۸) معتل، مضاعف، اور مرکبات کے جو ابواب مشکل ہیں اور مصنف نے صرف انکا مصدر یا کچھ صیغے ذکر کئے ہیں جس کی وجہ سے طلبہ کو بلکہ بسا اوقات نئے مدرسین کو بھی گردان میں پریشانی لاحق ہوتی ہے ایسے ابواب کی تمام اہم گردانیں ذکر کی گئی ہیں اور ان میں جاری ہونے والے قواعد کی نشان دہی کی گئی ہے اس کے علاوہ ہر باب کی صرف صغیر اور اس میں اجراء قواعد کا التزام کیا گیا ہے۔

(۹) افادات، جو علم الصیغہ کا اہم اور مشکل باب سمجھا جاتا ہے ان میں سے اولاً ہر افادہ کی مکمل تفصیل وتشریح اور اس کے بعد ایک جامع اور آسان خلاصہ تحریر کیا گیا ہے۔

(۱۰) کتاب کے آخر میں جو مشکل صیغے ہیں اختصار کے ساتھ نقشوں کے انداز میں ان کی خوب وضاحت کر دی گئی ہے۔ نقشہ دیکھتے ہی ایک نظر میں پورا صیغہ حل ہو جاتا ہے۔

(۱۱) وفاق المدارس کے نصاب میں داخل ہونے کی وجہ سے انتہائی اسان انداز میں تحریر شدہ خاصیات ابواب بھی طلبہ کی سہولت کی خاطر شرح ھذا کے ساتھ آخر میں منسلک ہیں تاکہ طالب علم ساتھیوں پر خاصیاتِ ابواب الگ لینے اور محفوظ کرنے کا

اضافی بوجھ نہ ہو۔

اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی نہ تو اہلیت ہے اور نہ ہی جرأت، البتہ یہ ضرور ہے کہ کسی کام کو مفید سے مفید تر بنانے کیلئے ترتیب وتہذیب اور حسب موقع مباحث ومعلومات کے انتخاب میں اپنی فکر و ذھن سے کام لینا ہی پڑتا ہے۔ اس کی بہر حال جرأت کی گئی ہے۔ اور اپنی بے بضاعتی کی بناء پر بہت سے مقامات پر یہ بے جا جرأت بھی ہو سکتی ہے۔

اپنی بساط کے مطابق کتاب کو بہتر سے بہتر بنانے کیلئے حتی الامکان سعی ومحنت کی گئی ہے باقی یہ فیصلہ اب صاحب علم احباب اور طالب علم ساتھیوں نے کرنا ہے کہ میں اس کوشش میں کس قدر کامیاب رہا ہوں امید ہے کہ اہل علم اسے شرف قبولیت بخش کر بندہ کی حوصلہ افزائی کرینگے۔

ناظرین سے گذارش ہے کہ دوران مطالعہ اگر کوئی غلطی اور خطاء نظر آئے تو بغرض اصلاح مطلع فرمادیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جاسکے۔

ناسپاسی ہوگی اگر میں اس موقع پر اپنے استاد محترم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحمید صاحب زید مجدہم (ناظم تعلیمات جامعہ بنوریہ) کا ذکر نہ کروں کیونکہ فن صرف میں بندہ کو جو کچھ سمجھ بوجھ حاصل ہے اس میں حضرت ناظم صاحب کی محنت وشفقت کا بڑا گہرا دخل ہے۔ فجزاهم الله تعالیٰ خیر الجزاء،

اس کے ساتھ ساتھ برادر محترم مفتی عبدالغفور صاحب، استاد ورفیق دارالافتاء (جامعہ بنوریہ) کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے پوری دلچسپی اور اہتمام کے ساتھ طباعت کے دشوار گزار مراحل کو بحسن خوبی تکمیل تک پہنچایا۔ اور اول سے آخر تک اس سفر میں خوب ساتھ دیا۔

رفیق محترم مولانا آفتاب الحق صاحب اور برادرم مولانا محمد شعیب اعوان صاحب (اساتذۂ جامعہ ھذا) کا بھی بڑا ممنون ہوں جنہوں نے کتاب کو منظر عام پر لانے کے سلسلے میں خصوصی توجہ فرمائی، جنکے پرخلوص مشوروں اور بھرپور تعاون سے کتاب کی جلد اشاعت ممکن ہوسکی۔

اللہ رب العزت ان تمام حضرات کو علمی اور عملی ترقیوں سے نوازیں حق تعالیٰ اس حقیر کاوش کو مقبول عام بنا کر بندہ اور ان کے جمیع اساتذہ، والدین، اور دوست واحباب کیلئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ (آمین)

ربّنا تقبّل منا انک انت السمیع العلیم۔

احقر العباد
رشید احمد سواتی

۷/رجب ۱۴۲۳ھ۔ بمطابق 15 ستمبر 2002

چند ضروری اور اہم چیزوں کا تعارف

جن سے ہر فن اور کتاب میں واسطہ پڑتا ہے۔

(۱) لغت (۲) اصطلاح (۳) علم (۴) معنی (۵) صیغہ (۶) تعریف (۷) موضوع (۸) غرض وغایت (۹) واضع۔

(۱) لغت:...... لفظی معنی، زبان، بولی، لفظ

اصطلاحی تعریف:...... ہر قوم کا وہ کلام اور آوازیں جن سے وہ اپنی اغراض ومقاصد کا اظہار کرے۔

(۲) اصطلاح:...... لفظی معنی، باہم صلح کرنا جمع ہونا،

اصطلاحی تعریف:...... کسی علمی یا فنی گروہ کا کسی لفظ کے لغوی اور عام معنوں کے علاوہ کوئی اس کیلئے خاص مفہوم مقرر کرلینا۔

(۳) علم:...... لفظی معنی، جاننا، اصطلاحی تعریف، حصول صورۃ الشئ فی الذھن یعنی ذھن میں شئ معلوم کی صورت کا حاصل ہونا۔

(۴) معنیٰ:...... لغۃً، قصد وارادہ کرنا۔ اصطلاحی تعریف...... مایقصد بشئ یعنی جو شئ سے مقصود ہو۔

(۵) صیغہ: لغوی معنیٰ، بنانا، سونے چاندی کو سانچے میں ڈھالنا۔ قسم، اصل۔ اصطلاحی تعریف: وہ شکل جو کلمہ کو حاصل ہوتی ہے مختلف حروف اور حرکات وسکنات کی تقدیم وتأخیر سے۔

(۶) تعریف:...... لفظی معنی: پہچنوانا، تعارف کرانا، آگاہ کردینا، اصطلاحی تعریف: مایمیز الشئ عن غیرہ۔ یعنی جو ایک شی کو دوسری اشیاء سے ممتاز کرے۔

(۷) موضوع:...... لغوی معنیٰ: وضع کیا ہوا، رکھا گیا، عنوان ومضمون۔ اصطلاحی تعریف:...... مایبحث فی الفن عن عوارضہ الذاتیۃ یعنی وہ شئ جس کے عوارض ذاتیہ سے فن کے اندر بحث ہو جیسے بدنِ انسانی علم طب کا موضوع ہے کیونکہ علم طب میں انسانی بدن کے عوارض ذاتیہ مثلاً صحت مرض وغیرہ سے بحث ہوتی ہے۔

(۸) غرض وغایت:...... لغوی معنی: ھدف، مقصد وفائدہ۔ اصطلاحی تعریف:...... مالاجلہ وجود الشئ۔ یعنی جو کسی شی کے وجود اور حصول کا سبب ہو مثلاً قلم کے وجود کا سبب کتابت یعنی لکھنا ہے قلم اس لئے ایجاد کیا گیا ہے اور اسی لئے حاصل کیا جاتا ہے کہ اس سے لکھا جائے تو یہی کتابت اس کے وجود کی غرض وغایت ہے۔

(۹) واضع:...... لغوی معنی: بانی، ایجاد کرنے والا۔ اصطلاحی تعریف:...... من وضع الشئ لفائدۃ۔ یعنی وہ شخص جو کسی فائدہ کی غرض سے کوئی چیز ایجاد کرے۔

مقدمة فی علم الصرف

ہر علم وفن شروع کرنے سے پہلے چند چیزوں کا جاننا ضروری ہوتا ہے۔

(۱) اس علم کی لغوی اور اصطلاحی تعریف۔ (۲) موضوع۔ (۳) غرض وغایت۔ (۴) مرتبہ وفضیلت۔ (۵) واضع (۶) تدوین۔

۱......تعریف کا جاننا تو اس لئے ضروری ہے کہ مجہول مطلق کی طلب لازم نہ آئے یعنی بالکل نامعلوم چیز کی طلب اور حصول لازم نہ آئے۔

۲......موضوع کا جاننا اس لئے ضروری ہے کہ مطلوبہ علم دوسرے علوم سے جدا ہو کیونکہ علوم ایک دوسرے سے ممتاز ہوتے ہیں اپنے موضوعات کی بناء پر۔

۳......غرض وغایت کا جاننا اس لئے ضروری ہے تاکہ بے فائدہ اور لایعنی چیز کی طلب لازم نہ آئے، اگر حصول فن کی غرض اور مقصد معلوم نہ ہو تو پھر اس علم کا حاصل کرنا ایک فضول اور لایعنی کام ہوگا اور اس میں مصروف رہ کر اپنا وقت ضائع کرنا ہوگا۔

۴......مرتبہ اور مقام کا جاننا اس لئے ضروری ہے تاکہ دل میں اس علم کی اہمیت اس کے سیکھنے کی رغبت اور شوق، پیدا ہو۔

۵......واضع کا جاننا اس لئے ضروری ہے تاکہ واضع کی حیثیت اور مرتبہ سے واقف ہو کر طالب علم کا شوق زیادہ ہو۔

۶......تدوین کا جاننا اس لئے ضروری ہے کہ مُدَوِّن کا علم ہو جائے اور اس فن کی تاریخی حیثیت ذھن میں محفوظ ہو جائے۔

۱......تعریف:......صرف کا لغوی معنی پھیرنا، ہٹانا، تبدیل کرنا۔

علم الصرف کی اصطلاحی تعریف:......هو علم باصول يعرف بها صيغ الكلمات العربية وابنيتها وصورها الاصلية والمتغيرة وكيفية تغييرا تها وتكوينها۔ یعنی علم الصرف چند ایسے اصول کے جاننے کا نام ہے جن سے عربی کلمات کے صیغے اور اوزان، ان کی اصلی اور متغیر صورتوں کی پہچان، ان کی بناوٹ اور ادل بدل کے طریقے معلوم ہوں۔

۲...... موضوع علم الصرف:......

الکلمات العربیة من حیث الصیغة والاصل والبناء (عربی زبان کے کلمات صیغہ، اصل، اور وزن کے اعتبار سے) یعنی اس علم میں عربی کلمات کے صیغوں، اصل، اور اوزان سے بحث ہوتی ہے [1]۔

۳...... غرض وغایت:......

تعلم صحة التلفظ بکلمات العربیة وصیانة الذهن فیها عن الخطاء فی الصیغة والبناء۔
یعنی عربی کلمات کا صحیح تلفظ سیکھنا اور ان میں ذہن کو صیغے اور بنا کی غلطی سے بچانا۔

۴...... مرتبہ ومقام:......

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارے لئے شرعی احکام کا جاننا واجب ہے اور احکام شرعیہ کا منبع اور سرچشمہ قرآن وسنت ہے۔ اور قرآن وسنت کے فہم وادراک کیلئے علوم عربیہ سے واقفیت حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور عربی علوم میں علم الصرف بنیادی اور کلیدی حیثیت رکھتا ہے اس کے بغیر نہ تو فہم قرآن ہوسکتا ہے نہ احادیث رسول ﷺ کی شناخت ہوسکتی ہے۔ مشہور نحوی علامہ ابن فارسؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص سے علم الصرف فوت ہوگیا اس سے بہت کچھ فوت ہوگیا۔

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ علم لغت، علم النحو، اور علم الصرف کا حصول فرض کفایہ ہے۔ علم الصرف کی اہمیت اور فضیلت کے متعلق مختلف مقولہ جات منقول ہیں۔ مثلاً الصرف ام العلوم۔ اور الصرف للمرام کالعین للانام۔ اور الصرف فی العلوم کالبدر فی النجوم وغیرہ۔

۵...... علم الصرف کا واضع:......

فن صرف علم نحو ہی کا ایک شعبہ اور حصہ ہے اسی وجہ سے ابتداء میں یہ علم نحو کی ایک شاخ سمجھی جاتی تھی کافی عرصہ بعد اس نے ایک مستقل فن کی حیثیت اختیار کی ہے۔ اور صحیح قول کے مطابق علم نحو کے واضع اول حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ہیں آپ ہی کے بتائے ہوئے چند اصول کی روشنی میں ابوالاسود دؤلیؒ نے قواعد نحو یہ جمع کئے ہیں لہٰذا

---

(۱) واضح رہے کہ علم الصرف میں ہر کلمہ سے بحث نہیں ہوتی بلکہ اسماء متمکنہ اور افعال متصرفہ سے بحث ہوتی ہے۔ مبنیات اور افعال جامدہ غیر متصرفہ سے اس میں بحث نہیں ہوتی، اسی طرح حروف کے اوزان وغیرہ سے بھی عموماً بحث نہیں ہوتی کیونکہ حروف میں تصرف اور گردان بہت ہی نادر ہے۔ باقی اسم متمکن تو اس معرب کا دوسرا نام ہے اور فعل متصرف اس فعل کو کہتے ہیں جس سے مختلف گردان اور صیغے استعمال ہوتے ہوں۔ جیسے نصر سے ینصر، ناصر، منصور، انصر، لاتنصر، وغیرہ اور فعل جامد اور غیر متصرف وہ ہوتا ہے جس سے تمام گردانیں اور صیغے مستعمل نہ ہوں جیسے فعل تعجب، افعال مدح وذم، اسی طرح لیس وغیرہ۔

اس اعتبار سے علم صرف کے واضع اول بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوئے۔اور یہ قواعد جمع کرنے والے چونکہ ابوالاسود تھے اِس بناء پر بعض حضرات کہتے ہیں کہ علم صرف کے واضع اول ابولاسود الدئلی ہیں۔ایک تیسرا قول یہ ہے کہ فن صرف کے واضع اول ابوالاسود کے شاگرد حضرت معاذ بن مسلمؒ ہیں۔

تدوین:...... مشہور قول کے مطابق علم صرف کو علم نحو سے الگ کرکے باقاعدہ مستقل فن کی حیثیت سے مرتب و مدوّن کرنے والے پہلے شخص ابوعثمان بکر بن حبیب المازنی المتوفی ۲۴۸ھ ہیں۔اور بقول حضرت اقدس مفتی محمد رفیع عثانی مدظلہ العالی فن صرف کے مدوّن اول ابوعثمان المازنی نہیں بلکہ ان سے ایک صدی پہلے امام اعظم ابوحنیفہ النعمان بن ثابتؒ المتوفی ۱۵۰ھ ہیں جو فقہ کے مدوّنِ اول ہونے کے علاوہ علم صرف میں بھی ایک مستقل رسالہ "المقصود" کے نام سے تصنیف فرما چکے تھے۔یہ رسالہ آج بھی اپنی شرح وحواشی کے ساتھ موجود ہے۔

صاحب علم الصیغہ کے حالات زندگی

نام:...... مفتی عنایت احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

والد کا نام:...... منشی محمد بخش بن غلام محمد۔

تاریخ پیدائش:...... ۹ شوال ۱۲۲۸ھ

جائے پیدائش:...... آپ ھندوستان میں ضلع بارہ بنکی کے ''دیوہ'' نامی قصبہ میں پیدا ہوئے۔

تحصیل علم:...... ابتدائی تعلیم اپنے آبائی قصبہ ''دیوہ'' میں حاصل کی پھر ۱۳ سال کی عمر میں رامپور تشریف لے گئے جہاں مولوی سید محمد بریلویؒ، مولانا حیدر علی ٹونکیؒ اور مولانا نور الاسلام دھلوی سے مختلف علوم میں کسب فیض کیا۔ اس کے بعد دہلی جا کر محدثِ دھلوی حضرت شاہ محمد اسحاق صاحبؒ سے علم حدیث حاصل کیا پھر شیخ بزرگ علی صاحب سے علوم عقلیہ کی تکمیل کیلئے علی گڑھ تشریف لے گئے جہاں شیخؒ، جامع مسجد کے مدرسہ میں تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے وہی پر علوم نقلیہ اور عقلیہ کی تکمیل کی اور فارغ التحصیل ہوئے۔

درس وتدریس:...... فراغت کے بعد یہی علی گڑھ ہی میں مدرس مقرر ہوئے اور اپنے استاد شیخ بزرگ علیؒ کی وفات کے بعد ان کے جانشین کی حیثیت سے تشنگانِ علم کو سیراب کرتے رہے۔ ایک سال کے بعد مفتی کے عہدہ پر فائز ہوئے اس لئے آپ مفتی عنایت احمد کے نام سے مشہور ہوئے کچھ عرصہ بعد آپ قاضی بھی مقرر ہوئے، پھر یہاں سے بریلی تشریف لے گئے اور یہی ''الصدر الامین'' کے عظیم منصب پر فائز ہوئے اور درس وتدریس کا سلسلہ بھی برابر چلتا رہا، چار سال کے بعد ''صدر الصدور'' کا جلیل القدر عہدہ آپ کو تفویض کیا گیا اور آپ کا تبادلہ بریلی سے آگرہ کر دیا گیا۔ لیکن بریلی سے آگرہ روانہ ہونے سے قبل ہی ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کا قیامت خیز ہنگامہ برپا ہوا اور آپ آگرہ نہ جا سکے۔

تحریک آزادی اور حضرت مصنفؒ

جب انگریزوں کے خلاف جہاد شروع ہوگیا تو دوسرے علماء حق کی طرح حضرت مفتی صاحب نے بھی انگریز حکومت کے خلاف مسلمان مجاہدین کی مالی اور جانی امداد کا فتوی صادر فرمایا اور خود اس جدوجہد میں عملی طور پر شریک ہوئے۔

جب تحریک آزادی ناکام ہوئی اور انگریزوں کا دوبارہ ملک پر تسلط ہوگیا تو حضرت مفتی صاحب کو گرفتار کر لیا گیا مقدمہ چلا اور آپ کیلئے جزیرہ انڈمان (کالا پانی) کی طرف جلاوطنی، اور وہاں دائمی قید کی سزا تجویز ہوئی۔

مصنف جزیرہ انڈمان میں

حضرت مفتی صاحب نے اس مکروہ اور زہر آلود فضا جزیرہ میں کئی سال گزارے یہاں بھی آپ نے درس وتدریس اور تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری رکھا، اگرچہ آپ کے پاس اس جزیرہ میں کسی بھی علم کی کوئی کتاب نہ تھی لیکن اپنے غیر معمولی حافظے اور خداداد صلاحیت سے کام لیتے ہوئے اس عالم ربانی نے اس جان سوز اسیری میں مختلف علوم وفنون میں کئی کتابیں تصنیف کیں جن کی صحت وافادیت کا اہل علم نے اعتراف کیا ہے۔ علم الصیغہ بھی انہیں ایام اسیری کی ایک عظیم یادگار ہے۔

رہائی:...... جزیرہ کے انگریز حاکم کی فرمائش پر "تقویم البلدان" نامی کتاب کا عربی سے اردو میں ترجمہ کیا جو دو برس میں مکمل ہوا اور یہی ترجمہ رہائی کا سبب بنا۔

رہائی کے بعد مستقل قیام کانپور میں اختیار کیا اور یہاں "فیضِ عام" کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا جو کانپور کی مشہور دینی درسگاہ ہے۔

انتقال:...... رہائی کے دو سال بعد ۱۲۷۹ھ میں بذریعہ بحری جہاز سفر حج پر روانہ ہوئے اس سفر میں مفتی صاحب ہی امیر الحجاج یعنی قافلہ کے امیر تھے۔ جدہ کے قریب جہاز ایک پہاڑی سے ٹکرا کر ڈوب گیا اور علم کا یہ بحر بیکراں بحالت احرام بمع اپنے رفقاء سفر غریق وشہید ہوئے، تاریخ شہادت ۷ شوال ۱۲۷۹ھ ہے۔

علمی مقام اور مرتبہ:...... علوم نقلیہ وعقلیہ دونوں میں غیر معمولی تبحر اور مہارت تامہ رکھتے تھے۔ درس وتدریس میں اپنے منفرد طرز وبیان کی بناء پر بہت مقبولیت حاصل تھی تمام علوم بڑی محنت سے پڑھاتے تھے۔

فن ریاضی میں خاص امتیاز حاصل تھا، علم ادب کا بڑا ذوق تھا اردو کے بہت سارے شعراء کا کلام یاد تھا، آپ کی نادر تصنیفات آپ کے تبحر علمی اور غیر معمولی ذہانت پر شاہد عدل ہیں۔

تصنیفات: کئی کتابیں تصنیف کیں جن میں سے چند مشہور یہ ہیں (۱) علم الفرائض (۲) ملخصات الحساب (۳) الکلام المبین فی آیات رحمۃ للعالمین (معجزات نبوی کے متعلق ہے) (۴) نقشہ مواقع النجوم (جدید علم ہیئت پر ہے) (۵) علم الصیغہ (۶) ترجمہ "تقویم البلدان" (۷) تصدیق المسیح (۸) تواریخ حبیب اللہ (سیرت پر)

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمدلله الذی بیدہ تصریف الاحوال وتخفیف الاثقال والصلوۃ والسلام علی سیدا لهادین إلی محاسن الافعال وعلی اله وصحبه المضارعین له فی الصفات والاعمال۔

امابعد!

میگوید بندۂ نیاز مند بارگاہ رب صمد المعتصم بذیل سید الانبیاء محمد عنایت احمد غفرلہ الاحد کہ این رسالہ ایست درعلم صرف کہ بپاس خاطر شفیق محسن مجمع محاسن حافظ وزیر علی صاحب بجزیرہ انڈمین بمعرض تحریر درآمد ورود حقیر دران جزیرہ از نیرنگ تقدیر بودہ وکتابے از ہیچ علم نزد خود نداشت این رسالہ رابوضعے نگاشت کہ بجائے میزان ومنشعب وپنج گنج وزبدہ وصرف میر بکار آید وبرفوائد دیگر ہم مشتمل باشد نفع الله به الطالبین ورزقهم وإیای اتباع سنة سید المرسلین صلی الله علیه وعلی اله اجمعین.

ترجمہ:...... "تمام تعریفیں اس اللہ جل جلالہ کے لئے ہیں جس کے دست قدرت میں ہے احوال عالم کی تبدیلی، اور بندوں کے بوجھوں کا ہلکا کرنا، اور درود وسلام ہو افعال حسنہ کی طرف رہنمائی کرنے والوں کے سردار پر اور ان کے آل اور اصحاب پر جو ان کے مشابہ ہیں صفات اور اعمال میں۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد: کہتا ہے بے نیاز رب کی بارگاہ کا محتاج، اور سردار انبیاء کے دامن کو مضبوطی سے تھامنے والا، بندہ محمد عنایت احمد (خدائے واحد اس کی مغفرت فرمادیں) کہ یہ ایک رسالہ ہے علم صرف کے متعلق جو مہربان، و محسن، اور بہت سی خوبیوں کے مجموعہ جناب حافظ وزیر علی صاحب کی خاطر داری کے لئے جزیرہ انڈمین میں معرض تحریر میں آیا، (یعنی لکھا گیا) اس ناچیز کا اس جزیرہ میں جانا گردش تقدیر کی بناء پر تھا (یعنی مقدر میں ایسا لکھا تھا) وہاں کوئی کتاب کسی علم کی اپنے پاس نہ رکھتا تھا (یعنی کوئی کتاب کسی بھی علم کی ساتھ نہ تھی) اس رسالہ کو میں نے اس انداز سے لکھا ہے کہ میزان ومنشعب، پنج گنج، زبدہ، اور صرف میر، کی جگہ کام آئے (یعنی ان کتب صرف سے مستغنی کردے) اور ساتھ دوسرے فوائد پر بھی مشتمل ہو، اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے ذریعہ طلبہ کو نفع دے اور اللہ جل جلالہ ان طلبہ کو اور مجھ کو سید المرسلین (صلوات اللہ علیہم) کی سنت کے اتباع کی توفیق نصیب فرمادیں۔ اللہ کی رحمت نازل ہو آپ ﷺ پر اور آپ کی تمام اولاد پر۔

تشریح وتحقیق

حل مشکل الفاظ:

تصریف: بمعنی پھیرنا، بدل دینا، **تخفیف**: بمعنی ہلکا کرنا۔ **الاثقال**: ثقل کی جمع ہے بمعنی بوجھ۔ **محاسن**: حسن کی جمع ہے خلاف قیاس بمعنی خوبیاں، نیکیاں، **مَحَاسِن الافعال**: نیک کام، **المضارعین**: مشابہ، قریب، نیازمند محتاج، **صمد**: بے نیاز جو کسی کا محتاج نہ ہو، **المُعتَصِم**: تھامنے والا، پکڑنے والا، پناہ لینے والا، **ذیل**: دامن، چیز کا آخری حصہ، اس کی جمع ذُیُول اور اَذیال ہے، **پاس خاطر**: خاطرداری، دلجوئی، لحاظ ورعایت، **شفیق** مہربان۔ **محسن**: نیکی اوراحسان کرنے والا، **مجمع**: جمع ہونے کی جگہ، **مجمع محاسن**: خوبیوں کا مجمع، **معرض**: محل ظہور، یعنی ظاہر ہونے کی جگہ، **تحریر**: لکھنا۔

معرض تحریر سے مراد ہے لکھا جانا۔ **نیرنگ**: گردش، تغیر وانقلاب،

بیدہ تصریف الاحوال: کا مطلب یہ ہے کہ احوال عالم کی تبدیلی مثلاً غربت اورفقر کو مالداری سے اور مالداری وامیری کو فقر وفاقہ سے بدل دینا، خاک نشینوں اور بوریا نشینوں کو عزت وتکریم کے تاج وتخت سے سرفراز کرنا، اورتخت نشینوں کو ذلت کی پستیوں میں گرانا، معزز کو ذلیل اور ذلیل کو معزز بنانا صرف خدا ہی کے دست قدرت میں ہے۔

وتخفیف الاثقال: یعنی ہرقسم کے بوجھوں کی تخفیف، مثلاً گناہ اور معاصی کے بوجھوں کو معاف کرنا، قرض کا بوجھ اتاردینا، پریشانیوں اور بدحالیوں اور قید وبند کے بوجھوں سے نجات دینا، یہ سب کچھ اسی کے اختیار میں ہیں، اس قادر مطلق اورمختارکل کے سوا کسی کو کوئی اختیار حاصل نہیں۔

سیدالھادین: سے مراد حضور اقدس ﷺ ہیں۔ تعظیم اورادب کی وجہ سے آپ ﷺ کا اسم گرامی ذکرنہیں کیا کہ یہ زبان اس قابل نہیں کہ اس سے آپ کا مقدس ومبارک نام نامی اسم گرامی لیا جائے۔

المضارعین له فی الصفات والاعمال: کا مطلب یہ ہے کہ درود وسلام نازل ہو آپ ﷺ کے ان آل اوراصحاب پر جو آپ کی صحبت کیمیا اثر کی برکت سے، اعمال واخلاق، ایمان وتقویٰ، جذبہ اطاعت وعبادت، ایثار وقربانی کے اعتبار سے اس قدر آپ ﷺ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے کہ قرآن نے دوسروں کے لئے انہی کو حق وہدایت کا معیار قراردیا کہ غیرمعصوم ہونے کے باوجود اپنی جان ومال اوراہل وعیال کی پروا کئے بغیر محض اللہ اوراس کے پیارے رسول ﷺ کی اطاعت اورخوشنودی کی غرض سے اطراف عالم میں دین حق پھیلانے، اوراعلاء کلمۃ اللہ

کے لئے ایسی عظیم اور لازوال قربانیاں دی جو تاریخ اسلام کا ایک زریں اور بے مثال باب ہے۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنَّا وَرَضِيَ عَنْهُمْ وَاَرْضَاهُمْ (امین)

مصنفؒ نے خطبہ میں تصریف، تخفیف، الافعال، المضارعین، وغیرہ الفاظ میں صنعت براعت استھلال کی رعایت فرمائی ہے۔

براعت استھلال دراصل علم بدیع کی ایک اصطلاح ہے۔ جو عمدگی اور خوبصورتی کے ساتھ اپنے کلام کی ابتداء کرنے کا ایک بہترین طریقہ، اور ایک نہایت حسین قسم ہے۔

براعت استھلال کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:

براعت کا لغوی معنی ہے علم وفضیلت وغیرہ میں اپنے ساتھیوں اور ہمعصروں سے بڑھ جانا۔ اور استھلال کا معنی ہے آواز بلند کرنا، اور پیدائش کے وقت بچہ کا چلانا۔

اصطلاحی تعریف: کلام کے آغاز میں ایسے الفاظ استعمال کرنا جن سے آئندہ کلام کے موضوع اور مقصود کی طرف اشارہ ہو جائے۔ جیسے خطبہ کتاب میں اصطلاحاتِ فن کا ذکر کرنا، یا اس فن میں تصنیف شدہ کتابوں کے اسماء کا ذکر کرنا۔

تو مصنفؒ نے اس کتاب کے خطبہ میں تصریف، تخفیف، مضارع وغیرہ اصطلاحاتِ علم صرف استعمال کر کے اس بات کی طرف اشارہ فرمادیا کہ یہ رسالہ علم الصرف میں ہے۔

واین رسالہ مشتمل است بر یک مقدمہ و چہار باب و خاتمہ، مُقَدِّمَةٌ در تقسیم کلمہ واقسام آن کلمہ کہ لفظ موضوع مفرد را گویند بر سہ قسم است فعل واسم وحرف، فعل آن کہ دلالت کند بر معنی مستقل بایکے از ازمنہ ثلاثہ ماضی وحال واستقبال چوں ضَرَبَ ویَضْرِبُ واسم آنکہ دلالت کند بر معنی مستقل نہ بایکے از ازمنہ ثلاثہ چون رَجُلٌ وضَارِبٌ وحرف آنکہ دلالت کند بر معنی غیر مستقل کہ بے ضم کلمہ دیگر فہمیدہ نشود چون مِنْ والیٰ۔

ترجمہ.......: "یہ رسالہ ایک مقدمہ، چار ابواب اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ مقدمہ، کلمہ کی تقسیم اور اس کے اقسام کے بیان میں ہے۔ کلمہ اس لفظ کو کہتے ہیں جو معنی مفرد کے لئے وضع کیا گیا ہو اور کلمہ کی تین قسمیں ہیں فعل۔ اسم۔ حرف۔ فعل وہ کلمہ ہے جو دلالت کرے معنی مستقل پر تین زمانوں یعنی ماضی حال، استقبال میں سے کسی ایک زمانہ کے پائے جانے کے ساتھ، جیسے ضَرَبَ یَضْرِبُ اور اسم وہ کلمہ ہے جو دلالت کرے معنی مستقل پر تین زمانوں میں سے کسی زمانہ کے پائے جانے کے بغیر جیسے رَجُلٌ اور ضَارِبٌ اور حرف وہ کلمہ ہے جو دلالت کرے معنی غیر مستقل پر کہ وہ معنی دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر نہ سمجھا جائے جیسے مِنْ اور اِلیٰ۔

تشریح و تحقیق

یہ علم الصیغہ ایک مقدمہ، چار ابواب اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔

مقدمہ: ..... کلمہ کی تقسیم اور اس کے اقسام کے بیان میں۔

باب اوّل: ..... صیغوں کے بیان میں۔

باب دوم: ..... ابواب کے بیان میں۔

باب سوم: ..... مھموز، معتل، مضاعف کی گردان اور ان کے قواعد کے بیان میں۔

باب چہارم: ..... چند افادات نافعہ کے بیان میں۔

اور خاتمہ: ..... چند مشکل صیغوں کے حل کے بیان میں۔

لفظ مقدمہ کی تحقیق:

لفظ مقدمہ دراصل مُقدّمة الجیش سے مأخوذ ہے اور مقدمۃ الجیش لشکر کا وہ دستہ کہلاتا ہے جو آگے آگے جائے تاکہ پہلے سے فوج کے لئے قیام کی مناسب جگہ کا انتخاب، اور دوسری تمام ضروریات کا انتظام کرے تو جس طرح اس مُقدّمة الجیش پر باقی فوج کی سہولت وراحت، کامیابی وحفاظت کا دارومدار ہوتا ہے اسی طرح کتابوں میں مقدمہ کے اندر بھی وہ باتیں لکھی جاتی ہیں جن پر باقی مسائل کا سمجھنا موقوف ہوتا ہے اور جس طرح انتظام کی غرض سے مقدّمة الجیش کا آگے بھیجنا ضروری ہوتا ہے تو اسی طرح مقدمہ کو مقصود پر مقدم کرنا اہم اور ضروری سمجھا جاتا ہے ،اس مناسبت کی وجہ سے یہ لفظ منتخب کیا گیا۔

لفظ ''مقدّمة'' بفتح الدّال بھی ہوسکتا ہے اور بکسر الدال بھی جب کہ بعض حضرات جیسے علامہ زمخشری وغیرہ نے دال کے فتحہ کو غلط قرار دیا ہے۔ اگر بفتح الدال ہو تو یہ باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی آگے کیا ہوا، چونکہ اس کو مقصود سے آگے لایا جاتا ہے اس وجہ سے اس کو مقدمہ کہتے ہیں۔ اگر بکسر الدّال ہو تو باب تفعیل سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی آگے کرنے والا چونکہ یہ مقدِمہ اپنے جاننے والے کو اس شخص سے آگے کرتا ہے جو اس کو نہ جانتا ہو اسلئے اس کو مقدمہ کہتے ہیں۔ یا کسرہ کی صورت میں باب تفعیل بمعنی تفعّل سے ہے یعنی لازمی ہے متعدی نہیں ہے، پس مقدمہ بمعنی متقدّمه ہے یعنی آگے ہونے والا، چونکہ یہ بھی مقاصد سے آگے ہوتا ہے اس لئے اس کو مقدمہ کہتے ہیں۔

لفظ مقدمہ میں تاء وصفیت سے اسمیت کی طرف منتقل ہونے پر دلالت کرنے کے لئے ہے۔ یعنی اصل میں تو یہ صفت کا صیغہ تھا (اسم فاعل یا اسم مفعول تھا) لیکن بعد میں معنی وصفی سے منتقل ہو کر لشکر کے اگلے دستہ کا نام بن گیا، اس کے بعد لفظ مقدمہ کو مقدمۃ الجیش سے کتاب کے مقدمہ کے لئے منتقل کیا گیا۔

بعض حضرات کے نزدیک تاء اس میں اس لئے ہے کہ یہ صفت ہے اور اس کا موصوف اصل میں مؤنث ہے جس کو حذف کیا گیا ہے۔ یعنی اَلْاُمُوْرُ الْمُقَدِّمة یا اَلطَّائِفَةُ الْمُقَدِّمة۔

پھر مقدمہ کی دو قسمیں ہیں (۱) مقدمۃ العلم (۲) مقدمۃ الکتاب۔

دونوں میں فرق:

مقدمۃ العلم ان چیزوں کا نام ہے جن پر اُس علم کا شروع کرنا علی وجہ البصیرۃ موقوف ہو۔ یعنی کامل فہم اور مکمل سمجھداری اور دانائی کے ساتھ اس علم کا آغاز ان چیزوں پر موقوف ہو جیسے تعریف، موضوع، غرض وغایت وغیرہ۔

اور مقدمۃ الکتاب کلام کے اس مجموعہ کا نام ہے جو مقصود یعنی فن کے مسائل سے پہلے لایا جاتا ہے اس غرض سے کہ اس کے ساتھ مقصود کا ربط ہوتا ہے اور مقصود سے نفع حاصل کرنا اس سے وابستہ ہوتا ہے، مثلاً فن صرف کے اصل مسائل ومباحث سے قبل کلمہ اور اس کے اقسام ثلاثہ، شش اقسام اور ہفت اقسام وغیرہ کی وضاحت پر مشتمل کلام۔ یہاں مقدمہ سے مراد مقدمۃ الکتاب ہے۔

کبھی کبھی مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب دونوں ایک ساتھ جمع بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً وہ مجموعہ کلام جس پر شروع فی العلم موقوف ہو اور مقاصد فن سے پہلے مذکور ہو اس پر مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب دونوں صادق آتے ہیں۔

کلمہ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف:

لغوی معنی ہے لفظ اور بات، قصیدہ مفید جملہ، عند البعض کَلْمٌ سے مشتق ہے بمعنی زخمی کرنا۔

اصطلاح میں کلمہ اس بامعنی لفظ کو کہتے ہیں جو معنی مفرد کے لئے وضع کیا گیا ہو۔

معنی مفرد: وہ ہوتا ہے کہ اس کے لفظ کا جزء اس معنی کے جزء پر دلالت نہ کرے جیسے سیارۃ ایک کلمہ ہے بمعنی موٹر کار، موٹر کے مختلف اجزاء ہوتے ہیں انجن، باڈی، ٹائر، سیٹیں، بریک وغیرہ۔ اب لفظ سیارۃ کا ایک جزء یعنی حرف مثلاً سین انجن پر دلالت نہیں کرتا، اسی طرح حرف یاء باڈی پر اور لفظ الف ٹائر پر دلالت نہیں کرتے۔

سوال:...... مصنفؒ نے کلمہ کی تین قسموں میں سے فعل کو کیوں مقدم کیا۔ حالانکہ نحوی حضرات تو اسم کو مقدم کرتے ہیں؟

جواب:...... صرفیوں کی زیادہ تر بحث تغیر وتبدل اور گردان سے ہوتی ہے اور یہ چیزیں فعل میں زیادہ ہوتی ہیں اس لئے فعل کو مقدم کیا، اور نحوی لوگ اسم کو اس لئے مقدم کرتے ہیں کہ ان کی اصل بحث اعراب اور بناء سے ہوتی ہے اور اعراب وبناء کا زیادہ تر تعلق اسم کے ساتھ ہوتا ہے۔

فعل کی تعریف: لغوی معنی ہے کام کرنا۔ اصطلاح میں فعل اس کلمہ کو کہتے ہیں جو دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر اپنے معنی مستقل پر دلالت کرے اور اصل وضع کے اعتبار سے تین زمانوں میں سے کوئی زمانہ اس میں پایا جائے جیسے ضَرَبَ یَضْرِبُ۔

معنی مستقل: اس معنی کو کہتے ہیں جو کلمہ سے دوسرے کلمہ کے ملانے بغیر سمجھ میں آجائے اور معنی غیر مستقل جو ایسانہ ہو یعنی دوسرے کلمہ کے ملانے بغیر سمجھ میں نہ آتا ہو بلکہ اس کے سمجھنے کے لئے دوسرے کلمہ کے ملانے کی ضرورت ہو۔

سوال:...... فعل کی وضاحت کے لئے ایک مثال کافی تھی دو مثالیں کیوں دی؟

جواب:...... اس لئے کہ فعل میں زمانہ پایا جاتا ہے اور زمانے کل تین ہیں تو ضَرَبَ زمانہ ماضی کی مثال ہے اور یَضْرِبُ زمانہ حال اور استقبال کی مثال ہے کیونکہ یہ فعل مضارع ہے اور فعل مضارع میں دو زمانے پائے جاتے ہیں۔

اسم کی تعریف: لغوی معنی عالی اور بلند ہونا، یا نشان اور علامت لگانا، اصطلاح میں اسم اس کلمہ کو کہتے ہیں جو دوسرے کلمے کے ملائے بغیر اپنے معنی مستقل پر دلالت کرے اور اصل وضع کے اعتبار سے تین زمانوں میں سے کوئی زمانہ اس میں نہ ہو جیسے رَجُلٌ اور ضَارِبٌ۔

سوال:...... یہاں کیوں دو مثالیں دی؟

جواب:...... اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کہ اسم کبھی جامد ہوتا ہے اور کبھی مشتق تو ایک اسم جامد کی مثال دی اور ایک اسم مشتق کی۔

حرف کی تعریف: لغوی معنی طرف وکنارہ۔ اصطلاح میں حرف اس کلمہ کو کہتے ہیں جو دوسرے کلمہ کے ملائے بغیر اپنے معنی مستقل پر دلالت نہ کرے (بلکہ غیر مستقل معنی پر دلالت کرتا ہو جو دوسرے کلمہ کے بغیر سمجھ میں نہ آتا ہو اور اس میں کوئی زمانہ بھی نہ ہو) جیسے مِنْ اور اِلیٰ۔

سوال:...... یہاں دو مثالیں کیوں دی؟

جواب:...... اس لئے کہ حرف کے معنی کو سمجھانے کے لئے جو مشہور مثال دی جاتی ہے وہ ہے سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَى الْكُوْفَةِ۔ اس مثال میں من اور الیٰ دونوں مستعمل ہیں تو سہولت کی غرض سے مصنفؒ نے بھی ان دونوں کو ذکر کیا اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کہ یہاں بھی یہی مشہور اور پرانی مثال دی جائے تا کہ نئی مثال دینے سے طلبہ کے ذہن منتشر نہ ہوں۔

فعل باعتبار معنی وزمانہ بر سہ قسم است: ماضی ومضارع وامر۔ ماضی آنکہ دلالت کند بر وقوع معنی در زمانہ گذشتہ چون فَعَلَ کرد آن یک مرد در زمانہ گذشتہ ومضارع آنکہ دلالت کند بر وقوع معنی در زمانہ حال یا آئندہ چون يَفْعَلُ میکند یا خواہد کرد آن یک مرد بزمانہ حال یا آئندہ وامر آنکہ دلالت کند بر طلب کارے از فاعل مخاطب بزمان آئندہ چون اِفْعَلْ بکن تو یک مرد بزمانہ آئندہ۔

ماضی ومضارع اگر نسبت فعل دران بفاعل یعنی کنندۂ کار باشد معروف باشد چون ضَرَبَ زد آن یک مرد ويَضْرِبُ می زند یا خواہد زد آن یک مرد واگر بمفعول باشد یعنی آنکہ کار بر دواقع شدہ باشد مجہول بود چون ضُرِبَ زدہ شد آن یک مرد ويُضْرَبُ زدہ میشود یا زدہ خواہد شد آن یک مرد وامر مذکور نمی باشد مگر معروف، ماضی ومضارع معروف ومجہول اگر دلالت بر ثبوت کارے کند اثبات باشد چون نَصَرَ يَنْصُرُ واگر بر نفی دلالت کند نفی باشد چون مَا ضَرَبَ وَلَا يَضْرِبُ۔

ترجمہ:...... معنی اور زمانہ کے اعتبار سے فعل تین قسم پر ہے: فعل ماضی، فعل مضارع، فعل امر۔ فعل ماضی وہ ہوتا ہے جو زمانہ گزشتہ میں اپنے معنی کے واقع ہونے پر دلالت کرے جیسے فَعَلَ۔ (کیا اس ایک مرد نے زمانہ گزشتہ میں) اور فعل مضارع وہ ہوتا ہے جو زمانہ موجودہ یا آئندہ میں اپنے معنی کے واقع ہونے پر دلالت کرے جیسے يَفْعَلُ (کرتا ہے یا کرے گا وہ ایک مرد زمانہ حال یا استقبال میں) اور فعل امر وہ فعل ہوتا ہے جو زمانہ مستقبل میں فاعل مخاطب سے کسی کام کی طلب پر دلالت کرے جیسے اِفْعَلْ (کر تو ایک مرد زمانہ مستقبل میں) فعل ماضی یا فعل مضارع میں اگر فعل کی نسبت فاعل یعنی کام کرنے والے کی طرف ہو تو یہ فعل معروف ہے جیسے ضَرَبَ مارا اس ایک مرد نے (یہ فعل ماضی معروف کی مثال ہے) اور يَضْرِبُ مارتا ہے یا مارے گا وہ ایک مرد (یہ فعل مضارع معروف کی مثال ہے) اور اگر نسبت مفعول کی طرف ہو یعنی اس کی طرف جس پر فعل واقع ہوا ہے تو یہ فعل مجہول ہے جیسے ضُرِبَ مارا گیا وہ ایک مرد (یہ فعل ماضی مجہول ہے) اور يُضْرَبُ۔ مارا جاتا ہے یا مارا جائیگا وہ ایک مرد (یہ فعل مضارع مجہول ہے) اور فعل امر جو

(اوپر) مذکور ہوا (یعنی فعل امر حاضر) وہ نہیں ہوتا مگر معروف (مجہول کبھی نہیں ہوتا پھر) فعل ماضی اور مضارع معروف ہو یا مجہول، اگر کسی کام کے ثابت ہونے پر دلالت کرے تو وہ اثبات ہے جیسے نُصِرَ (معروف ومجہول ماضی مثبت کی مثال ہے) اور یَنصُرُ (معروف ومجہول فعل مضارع مثبت کی مثال ہے) اور اگر کسی کام کی نفی پر دلالت کرے تو منفی ہے جیسے مَا ضَرَبَ (معروف ومجہول ماضی نفی کی مثال ہے) اور لَا یُضْرِبُ (معروف ومجہول یہ مضارع منفی کی مثال ہے)۔

تشریح وتحقیق

فعل کی پہلی تقسیم:

کلمہ کی تین قسموں میں سے ہر ایک کی تعریف کرنے کے بعد چونکہ ان میں قسم اول فعل تھا، اب مصنف اس قسم اول ہی کی تقسیم کرتے ہیں کیونکہ تعریف کے بعد تقسیم کا نمبر ہوتا ہے تو اپنے معنی اور زمانہ کے اعتبار سے فعل کی تین قسمیں ہیں:

(۱) فعل ماضی (۲) فعل مضارع (۳) فعل امر

سوال:...... فعل ماضی کی اصطلاحی تعریف تو مصنفؒ نے بیان فرمادی لیکن لغوی معنی کیا ہے؟

جواب:...... ماضی کا لغوی معنی ہے گزر جانے والا، گزشتہ زمانہ۔

سوال:...... اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔ یعنی اس کو ماضی کیوں کہتے ہیں؟

جواب:...... اس لئے کہ فعل ماضی زمانہ گزشتہ میں کسی کام کے واقع ہونے پر دلالت کرتا ہے اس لئے اس کو ماضی کہتے ہیں۔

سوال:...... مضارع کا لغوی معنی بھی بتلادیں؟

جواب:...... مضارع کا لغوی معنی ہے مُشابہ۔

سوال:...... اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

جواب:...... چونکہ فعل مضارع مختلف وجوہات سے اسم فاعل کے مشابہ ہوتا ہے اس لئے اس کو مضارع کہتے ہیں۔

مشابہت کی وجوہات یہ ہیں:

(۱) تعداد حروف اور حرکات وسکنات میں کہ جتنے حروف اسم فاعل میں ہوتے ہیں اتنے ہی فعل مضارع میں ہوتے ہیں اور اسم فاعل میں جس ترتیب سے حروف متحرک اور ساکن ہوتے ہیں فعل مضارع میں بھی وہی ترتیب ہوتی

ہے۔ جیسے یَنْصُرُ میں نَاصِرٌ کی طرح چار حروف ہیں اور جس طرح نَاصِرٌ میں حرف اول مفتوح، حرف ثانی ساکن پھر دو حرف متحرک ہیں تو اسی طرح یَنْصُرُ میں ہے اور جیسے یُدَحْرِجُ میں مُدَحْرِجٌ کی طرح چار حروف ہیں اور جس طرح مُدَحْرِجٌ میں پہلے دو حرف متحرک تیسرا ساکن اور آخری دو حرف پھر متحرک ہیں تو یہی ترتیب یُدَحْرِجُ میں ہے۔

(۲) مشابہت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ جس طرح اسم فاعل کا نکرہ کے لئے صفت واقع ہونا درست ہے جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ تو اسی طرح فعل مضارع بھی نکرہ کی صفت کے موقع میں استعمال ہوتا ہے جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ يَضْرِبُ۔

(۳) تیسری وجہ مشابہت یہ ہے کہ اسم فاعل کی طرح فعل مضارع پر بھی لام ابتداء داخل ہوتا ہے جیسے اِنَّ زَيْدًا لَقَائِمٌ اور اِنَّ زَيْدًا لَيَقُوْمُ۔

تو ان وجوہات سے یہ اسم فاعل کے مشابہ ہے اس لئے اس کو مضارع کہتے ہیں۔

فعل مضارع میں دو زمانے پائے جاتے ہیں، حال، اور استقبال، جیسا کہ اوپر اس کی تعریف سے معلوم ہوا۔ لیکن قرینہ کی وجہ سے یہ کسی ایک زمانہ کے ساتھ خاص ہو جاتا ہے مثلاً جب فعل مضارع پر لام تاکید، یا مانافیہ داخل ہوں تو یہ زمانہ حال کے ساتھ خاص ہو جاتا ہے اور اگر اس پر سَوْفَ، سِيْنَ، لَنْ، اَنْ، اِنْ میں سے کوئی داخل ہو تو پھر یہ زمانہ استقبال کے ساتھ خاص ہو جاتا ہے۔

سوال:...... جب فعل مضارع میں دو زمانے پائے جاتے ہیں تو کیا فعل مضارع ان دونوں زمانوں کے درمیان مشترک ہے یا ایک زمانہ میں حقیقت دوسرے میں مجاز ہے؟

جواب:...... اس میں اختلاف ہے کل تین قول ہیں:

(۱) فعل مضارع زمانہ حال اور استقبال دونوں میں مشترک ہے یعنی دلالت تو دونوں زمانوں پر کرتا ہے لیکن بیک وقت ان دونوں میں سے صرف کسی ایک معین زمانہ کا ارادہ کیا جا سکتا ہے۔ دونوں زمانے بیک وقت مراد نہیں ہو سکتے ورنہ عموم مشترک لازم آئے گا جو ناجائز ہے، یہ جمہور کا مذہب ہے۔

(۲) دوسرا قول یہ ہے کہ فعل مضارع زمانہ حال میں حقیقت ہے اور استقبال میں مجاز یعنی فعل مضارع کی اصل وضع تو زمانہ حال پر دلالت کرنے کے لئے ہوئی ہے لیکن مجازاً زمانہ استقبال میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

(۳) تیسرا قول:۔ اس کا برعکس یعنی استقبال میں حقیقت ہے اور زمانہ حال میں مجاز ہے (والادلة فی المطولات)

سوال:......امر کی لغوی تعریف کیا ہے؟

جواب:......حکم دینا، فرمان جاری کرنا۔

وجہ تسمیہ:......اس کو امر اس لئے کہتے ہیں کہ فعل امر کے ذریعہ سامنے موجود شخص کو کسی کام کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

سوال:......فعل کی تو بہت ساری قسمیں ہیں جیسے فعل جحد، فعل نفی، فعل مستقبل فعل نہی۔ پھر فعل ماضی کی بھی متعدد قسمیں ہیں ماضی قریب، ماضی بعید، ماضی احتمالی، ماضی تمنائی، ماضی استمراری تو مصنفؒ نے یہ کیسے فرمایا کہ فعل کی تین قسمیں ہیں؟

جواب......درحقیقت یہ تمام قسمیں انہی تین قسموں کی طرف لوٹتی ہیں اور انہی سے بنتی ہیں اس لئے مصنفؒ نے تین قسمیں بتلائی ہیں۔

فائدہ:......بعض صرفیوں نے فعل کی چار قسمیں لکھی ہیں۔ فعل ماضی، فعل مضارع، فعل امر، فعل نہی۔ لیکن فعل نہی درحقیقت کوئی مستقل فعل نہیں ہے بلکہ یہ فعل مضارع ہے جس کی ابتداء میں لائے نہی لگا دیا جاتا ہے تو یہ قسم فعل مضارع میں داخل ہے اور بعض حضرات نے اس کو فعل امر میں داخل کیا ہے کہ دونوں میں طلب ہوتی ہے امر میں کام کرنے کی طلب، اور نہی میں کام نہ کرنے کی طلب ہوتی ہے تو نفس طلب میں دونوں مشترک ہیں۔

فعل کی دوسری تقسیم

قولہ ماضی و مضارع اگر نسبتِ فعل دراں بفاعل الخ۔

یہ فعل کی دوسری تقسیم نسبت کے اعتبار سے ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ فعل ماضی اور فعل مضارع میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں:

(۱) معروف جس کو معلوم بھی کہتے ہیں۔ (۲) مجہول۔

اگر فعل کی نسبت فاعل کی طرف ہو۔ بالفاظ دیگر اگر فعل کا فاعل معلوم ہو تو یہ فعل معروف اور معلوم کہلاتا ہے جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ ماضی معروف ہے اور يَضْرِبُ زَيْدٌ یہ فعل مضارع معروف ہے اور اگر فعل کا فاعل معلوم نہ ہو تو وہ فعل مجہول ہوتا ہے جیسے ضُرِبَ زَيْدٌ يُضْرَبُ زَيْدٌ یہاں مارنے والا معلوم نہیں ہے کہ کون ہے۔

سوال:......مصنفؒ نے فعل کی پہلی تقسیم میں تو فعل کی تین قسمیں لکھیں ہیں فعل ماضی، فعل مضارع، فعل امر لیکن اس دوسری تقسیم میں فعل امر کا تذکرہ نہیں کیا یعنی معلوم اور مجہول کی طرف فعل امر کی تقسیم نہیں کی، صرف فعل ماضی

اور فعل مضارع کی تقسیم کی حالانکہ امر بھی تو مجہول ہوتا ہے جیسے لِتُضْرَبْ لِتُضْرَبَا ...... الخ

جواب: ...... مصنف علیہ الرحمۃ نے و امر مذکور نمیباشد مگر معروف اس عبارت سے اس سوال کا جواب دے دیا، جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ مصنفؒ کے نزدیک امر صرف فعل امر حاضر معروف ہی کا نام ہے باقی امر حاضر مجہول، امر غائب معلوم اور مجہول ان کے نزدیک مضارع ہیں جس پر عامل جازم۔ یعنی لام امر داخل ہوا ہے مجازاً ان کو امر کہا جاتا ہے ورنہ حقیقت میں یہ فعل مضارع مجزوم بالام ہے۔ تو اس لئے مصنف نے فعل امر کی تقسیم مجہول کی طرف نہیں کی۔

فعل کی تیسری قسم

اس کے بعد اس عبارت ماضی و مضارع معروف و مجہول اگر دلالت الخ سے فعل کی تیسری تقسیم نفی اور اثبات کے اعتبار سے کی ہے کہ فعل ماضی اور مضارع معلوم ہوں یا مجہول اس کی پھر دو قسمیں ہیں: (۱) مثبت (۲) منفی دونوں کی تعریف متن سے واضح ہے۔

و فعل باعتبار تعداد حروف اصلی بر دو قسم است: ثلاثی و رباعی۔ ثلاثی آنکہ سہ حرف اصلی درو باشد چون نَصَرَ وَيَنْصُرُ و رباعی آنکہ چار حرف اصلی دران باشد چون بَعْثَرَ يُبَعْثِرُ و ہر یکے ازین ہر دو یا مجرد باشد کہ جز حروف ثلثہ یا اربعہ اصلی زیادتی در ماضی نداشتہ باشد یا مزید فیہ کہ دران در ماضی زیادت بر حروف اصلی باشد مثال ثلاثی مجرد نَصَرَ يَنْصُرُ مثال ثلاثی مزید فیہ اِجْتَنَبَ اَكْرَمَ مثال رباعی مجرد بَعْثَرَ مثال رباعی مزید فیہ تَسَرْبَلَ اِبْرَنْشَقَ۔

ترجمہ: ...... اور حروف اصلی کی تعداد اور گنتی کے اعتبار سے فعل کی دو قسمیں ہیں: ثلاثی، رباعی، ثلاثی وہ فعل ہے جس میں حروف اصلی تین ہوں جیسے نَصَرَ (فعل ماضی ہے) يَنْصُرُ (فعل مضارع ہے) اور رباعی وہ فعل ہے جس میں حروف اصلی چار ہوں جیسے بَعْثَرَ (بروزن فَعْلَلَ یہ فعل ماضی ہے بمعنی بکھیرنا اور اٹھانا) اور يُبَعْثِرُ (بروزن يُفَعْلِلُ یہ فعل مضارع ہے) پھر ان دونوں (یعنی ثلاثی اور رباعی) میں سے ہر ایک یا تو مجرد ہوگا کہ ماضی میں تین حروف اصلی (ثلاثی میں) یا چار حروف اصلی (رباعی میں) کے علاوہ کوئی زائد حرف نہ رکھتا ہو یا مزید فیہ ہوگا کہ اس کی ماضی میں تین حروف اصلی یا چار حروف اصلی کے علاوہ کوئی زائد حرف بھی ہو (یہ چار قسمیں ہوگئیں ثلاثی مجرد ثلاثی مزید فیہ رباعی مجرد رباعی مزید فیہ اب ہر ایک کی مثال) ثلاثی مجرد کی مثال جیسے نَصَرَ يَنْصُرُ ثلاثی مزید فیہ کی مثال جیسے اِجْتَنَبَ (بمعنی پرہیز کیا) اور اَكْرَمَ (بمعنی اکرام کیا) رباعی مجرد کی مثال جیسے بَعْثَرَ رباعی مزید فیہ کی مثال ہے

تَسَرْبَلَ (بمعنی کرتا پہننا) اور اِبْرَنْشَقَ (بمعنی خوش ہونا)

تشریح وتحقیق

فعل کی چوتھی تقسیم:

یہ فعل کی چوتھی تقسیم ہے حروف اصلی کی تعداد کے اعتبار سے۔ درحقیقت یہ اس بحث کا آغاز ہے جس کو دوسری کتب صرف میں ''شش اقسام'' کہتے ہیں۔ یعنی ثلاثی مجرد، ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد، رباعی مزید فیہ، خماسی مجرد، خماسی مزید فیہ۔ لیکن مصنف کا طرز دوسرے صرفیوں سے الگ ہے، اس لئے اول صرف فعل کی تقسیم کی ہے اسم سے بعد میں بحث کرتے ہیں اور حروف اصلی کی تعداد کے اعتبار سے فعل کی دو ہی قسمیں ہیں۔

(۱) ثلاثی یعنی تین حرفی (۲) رباعی یعنی چہار حرفی۔

پھر ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں:

(۱) مجرد یعنی حروف زائدہ سے خالی (۲) مزید فیہ یعنی جس میں حروف زائدہ ہوں تو یہ کل چار قسمیں ہو گئیں:

(۱) ثلاثی مجرد (۲) ثلاثی مزید فیہ (۳) رباعی مجرد (۴) رباعی مزید فیہ

مصنفؒ نے یہاں صرف ان چار قسموں کی تعریف کی ہے پھر دوسری بحث شروع کی ہے۔ آگے جب اسم کی تقسیم کی ہے تو باقی دو قسمیں یعنی خماسی مجرد، خماسی مزید فیہ وہاں بیان کی ہیں اس طرح یہ کل چھ قسمیں بن جاتی ہیں، جو شش اقسام کہلاتی ہیں۔ ان کی تعریفات سے قبل چند مفید باتیں ہیں جن کا سمجھنا ضروری ہے۔

(۱) میزان کی بحث:

جس طرح چیزوں کے وزن اور کمی بیشی معلوم کرنے کے لئے ترازو ہے تو اسی طرح عربی کلمات کے وزن، حروف اصلی اور حروف زوائد کو معلوم کرنے کے لئے بھی ایک میزان اور ترازو وضع کیا گیا ہے وہ میزان ''فا، عین، لام'' ہے جس کلمہ کا وزن اور اس کے حروف اصلی اور حروف زائد کو معلوم کرنا مقصود ہوتا ہے اس کلمہ کو موزون کہتے ہیں اور جس میزان کے ساتھ یہ وزن معلوم کیا جاتا ہے اس کو وزن کہتے ہیں گویا کہ وزن اور میزان بظاہر دونوں ایک چیز ہیں لیکن ان میں باریک سا فرق ہے وہ یہ کہ میزان تو صرف ''فا، عین، لام'' ہے اور وزن پورے ڈھانچے کو کہتے ہیں مثلاً ضَارِبٌ بروزن فَاعِلٌ اس میں ضَارِبٌ موزون ہے اور فَاعِلٌ کا پورا ڈھانچہ اور صورت اس ضَارِبٌ کا وزن ہے اور اس میں فا عین لام میزان ہے یعنی الف میزان میں شامل نہیں لیکن وزن میں شامل ہے۔

(۲) تقسیم حرف:

حروف کی دو قسمیں ہیں: (۱) حروف اصلی (۲) حروف زائدہ

حروف اصلی کی تعریف۔

حروف اصلی وہ بنیادی حروف ہوتے ہیں جو ہر گردان کے تمام صیغوں میں موجود ہوں یہ موجود ہونا لفظاً ہو یا تقدیراً، لفظاً موجود ہونے کی مثال جیسے ضَرَبَ یَضْرِبُ میں ''ض، ر، ب'' حروف اصلی ہیں کہ یہ ہر صیغہ میں لفظوں کے اندر موجود ہیں جیسے ضَارِبٌ مَضْرُوْبٌ اِضْرِبْ لَا تَضْرِبْ مِضْرَبٌ اِضْرِبْ وغیرہ سب میں ''ض، ر، ب'' موجود ہیں اور تقدیراً موجود ہونے کی مثال جیسے قَالَ یَقُوْلُ قَوْلاً میں حروف اصلی ''ق، و، ل'' ہیں۔ اب یَقُوْلُ میں تو یہ حروف لفظاً موجود ہیں لیکن قَالَ قُلْتُ وغیرہ میں واو بظاہر موجود نہیں لیکن تقدیراً موجود ہے کہ اصل میں قَوَلَ، قَوَلْتُ تھے۔

حروف زائدہ کی تعریف:

حروف زائدہ وہ حروف ہوتے ہیں جو ہر گردان کے تمام صیغوں میں موجود نہ ہوں جیسے یَضْرِبُ میں ''یاء'' زائد ہے اب یہ یاء ضَرَبَ ضَارِبٌ، مَضْرُوْبٌ وغیرہ میں موجود نہیں ہے۔

حروف اصلی کا حکم یہ ہے کہ وزن نکالتے وقت ان کو ''فا، عین، لام'' کے مقابلہ میں لایا جائے جیسے نَصَرَ بروزن فَعَلَ۔

وزن نکالتے وقت حروف اصلیہ میں سے جو حرف فاء کے مقابلے میں آئے اس کو فا کلمہ کہتے ہیں اور جو عین کے مقابلے میں آئے اس کو عین کلمہ اور جو لام کے مقابلے میں آئے اس کو لام کلمہ کہتے ہیں جیسے ضَارِبٌ بروزن فَاعِلٌ اس میں ''ض'' فا کلمہ ''راء'' عین کلمہ اور ''باء'' لام کلمہ ہے۔

حروف زائدہ کا حکم یہ ہے کہ وزن نکالتے وقت ان کو فا عین لام کے مقابلہ میں نہ لایا جائے بلکہ ویسے ہی لایا جائے جس طرح موزون میں تھے جیسے اَکْرَمَ بروزن اَفْعَلَ اس میں ہمزہ زائدہ تھا تو وزن میں بھی ایسا ہی ہمزہ آیا۔

وزن نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ موزون کلمہ کے حروف اصلی کو ''فا، عین، لام'' کے مقابلہ میں لایا جائے اور حروف زائدہ ویسے ہی اپنی جگہ پر اور موزون کلمہ کی حرکات وسکنات کی ترتیب وزن میں برقرار رکھیں جیسے یَضْرِبُ بروزن یَفْعِلُ۔

سوال:......اگر کسی کلمہ میں حرف اصلی کسی قانون کی وجہ سے حرف علت وغیرہ سے بدل جائے تو کیا وزن میں وہ حرف علت آئے گا یا اصل کا اعتبار کرتے ہوئے اس کے مقابلہ میں فا عین لام میں سے کوئی آئے گا جیسے قَالَ اصل میں قَوَلَ تھا، واو الف سے تبدیل ہوگیا، اب اس کا وزن فَالَ ہوگا یا فَعَلَ، اس طرح دَعَا جو اصل میں دَعَوَ تھا، اس میں بھی واو الف سے تبدیل ہوا تو اس کا وزن فَعَا ہوگا یا فَعَلَ؟

جواب:......جمہور کے نزدیک اصل کا اعتبار ہوگا لہٰذا قَالَ کا وزن فَعَلَ ہوگا فَالَ نہیں اور دَعَا کا وزن بھی فَعَلَ ہوگا "فَعَا" نہیں جب کہ علامہ عبدالقاہرؒ کے نزدیک قَالَ کا وزن فَالَ اور دَعَا کا وزن فَعَا بھی جائز ہے۔

سوال:......اگر لفظ میں کوئی حرف اصلی حذف ہوجائے تو وزن میں بھی حذف ہوگا یا نہیں؟

جواب:......جی ہاں وزن میں بھی حذف ہوگا جیسے قُمْ میں عین کلمہ یعنی واو محذوف ہے تو اس کا وزن فُلْ ہوگا اور عِدْ کا وزن عِلْ ہوگا کیونکہ اس میں فاء کلمہ یعنی واو محذوف ہے اور ارْمِ میں لام کلمہ حذف ہے یعنی یاء تو اس کا وزن افْعِ ہوگا۔ اسی طرح اگر حروف اصلی میں تقدیم تاخیر ہو تو وزن میں بھی تقدیم تاخیر ہوگی جیسے یَئِسَ بروزن فَعِلَ کو اگر أَيِسَ پڑھا جائے تو اس کا وزن عَفِلَ ہوگا۔

سوال:......میزان تو صرف تین حرف یعنی فاء عین اور لام ہیں، اب ثلاثی کلمہ کا وزن تو اس سے نکالا جا سکتا ہے کہ اس میں حروف اصلی تین ہی ہوتے ہیں لیکن جب کسی کلمہ میں حروف اصلیہ تین سے بڑھ جائے تو اس تین حرفی میزان کے ذریعہ اس بڑے کلمہ کا وزن کس طرح نکالا جائے گا مثلاً رباعی کلمہ میں حروف اصلی چار ہوتے ہیں خماسی میں پانچ ہوتے ہیں۔

جواب:......رباعی کلمہ کا وزن نکالنے کے لئے میزان میں لام ثانی کا اضافہ کردیا جائے گا اور خماسی کے لئے لام ثالث کا اضافہ کردیا جائے گا، جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ حروف اصلی رباعی میں چار ہوتے ہیں' فا، عین، دو لام' اور خماسی میں پانچ ہوتے ہیں' فا، عین، تین لام' خلاصہ یہ کہ رباعی اور ثلاثی میں لام مکرر ہوجائے گا۔

اعتراض:......فاء یا عین کو کیوں مکرر نہیں لاتے۔

جواب:......اضافہ آخر میں زیادہ مناسب ہوتا ہے اور آخر میں لام ہی ہے۔

سوال:......انتیس حروف ہجاء میں سے فا عین لام کا انتخاب کیوں؟

جواب:......اس لئے کہ مخرج کے اعتبار سے حروف کی بڑی بڑی تین قسمیں ہیں:

(۱) شفویہ:......جن حروف کی ادائیگی کا تعلق ہونٹ سے ہو

(۲)حلقیہ:......جن کی ادائیگی کا تعلق حلق سے ہو

(۳)وسطیہ:......جن کی ادائیگی کا تعلق وسط لسان یعنی درمیان زبان سے ہو۔

تو میزان کے لئے ہر قسم سے ایک ایک حرف لیا شفویہ سے فاء کو حلقیہ سے عین کو اور وسطیہ سے لام کو۔

سوال:......ان تین قسموں میں تو اور حروف بھی تھے ان تین کی کیا خصوصیت ہے؟ اور پھر اگر ان تین ہی کو لینا تھا تو اس مذکورہ ترتیب پر رکھنے کی کیا ضرورت تھی کہ پہلے فاء پھر عین پھر لام بلکہ عین کو پہلے فاء کو بعد میں رکھتے یا لام کو پہلے فاء کو دوسرے اور عین کو تیسرے نمبر پر رکھتے۔

جواب:......میزان کے لئے ایسے کلمہ کی ضرورت تھی جو تمام کلمات کے معنی کو شامل ہو اور فا عین لام کو اس ترتیب پر رکھنے سے لفظ فعل بن گیا جو تمام کلمات کو شامل ہے کیونکہ ہر کلمہ میں فعل کا معنی ہے مثلاً ذَهَبَ کا معنی فَعَلَ فِعْلَ الذِّهَابِ اور کَاتِبٌ کا معنی فَاعِلُ فِعْلَ الْكِتَابَةِ وغیرہ۔

ان تمام تفصیلات کے بعد اب آتے ہیں متن کی طرف، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حروف اصلی کی تعداد کے بارے فعل کی صرف دو قسمیں ہیں۔

(۱) ثلاثی: جس میں حروف اصلی تین ہوں (۲) رباعی: جس میں حروف اصلی چار ہوں پھر ثلاثی اور رباعی میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں: (۱) مجرد (۲) مزید فیہ۔ تو یہ کل چار قسمیں ہوئیں:

(۱) ثلاثی مجرد (۲) ثلاثی مزید فیہ (۳) رباعی مجرد (۴) رباعی مزید فیہ۔

ثلاثی مجرد کی تعریف:

فعل ثلاثی مجرد وہ ہوتا ہے جس کی ماضی کے واحد مذکر غائب کے صیغہ میں صرف تین حروف اصلی ہوں کوئی زائد حرف نہ ہو جیسے نَصَرَ، يَنْصُرُ ایک ماضی کی مثال ہے اور ایک مضارع کی۔

اعتراض:......يَنْصُرُ میں حرف زائد بھی ہے یعنی یاء تو یہ ثلاثی مجرد کی مثال کس طرح ہوئی اسی طرح نَصَرْتُمْ اس میں بھی حروف زائدہ ہیں یعنی تاء اور میم لیکن یہ ثلاثی مجرد ہے یہ کس طرح؟

جواب:......ماضی کے واحد مذکر غائب کے صیغہ کا اعتبار ہے اور يَنْصُرُ اور نَصَرْتُمْ دونوں کی ماضی کے واحد مذکر غائب کا صیغہ نَصَرَ ہے اور اس میں صرف تین حروف اصلی ہیں کوئی زائد حرف نہیں ہے لہٰذا يَنْصُرُ اور نَصَرْتُمْ بھی ثلاثی مجرد ہے، ثلاثی مزید نہیں ہے، اسی طرح باقی مثالیں سمجھ لیں کہ مجرد اور مزید فیہ کے پہچاننے کے لئے

اس کی ماضی کے واحد مذکر غائب کا صیغہ دیکھیں اگر اس میں کوئی زائد حرف نہیں ہے تو مجرد ورنہ مزید فیہ۔

فعل ثلاثی مزید فیہ کی تعریف:

ثلاثی مزید فیہ وہ فعل ہوتا ہے جس کی ماضی کے واحد مذکر غائب کے صیغہ میں تین حروف اصلی کے علاوہ کوئی زائد حرف بھی ہو جیسے اَكْرَمَ بروزن اَفْعَلَ اس میں ایک حرف یعنی ہمزہ زائد ہے اور اِجْتَنَبَ بروزن اِفْتَعَلَ اس میں دو حرف یعنی ہمزہ اور تاء زائد ہیں۔

اعتراض:...... يَضْرِبُوْنَ میں تو تین حروف اصلی کے علاوہ زائد حروف ہیں یاء، واو، نون لیکن یہ تو ثلاثی مزید نہیں ہے ثلاثی مجرد ہے یہ کیوں؟

جواب:...... ماضی کے واحد مذکر غائب کے صیغہ کا اعتبار ہے خود اس کلمہ کا نہیں جیسا کہ پہلے گزرا اور يَضْرِبُوْنَ کی ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ضَرَبَ ہے یہ ثلاثی مجرد ہے جو ثلاثی مجرد ہے لہٰذا يَضْرِبُوْنَ بھی ثلاثی مجرد ہے اگر چہ اس میں حروف زائدہ ہیں۔

رباعی مجرد کی تعریف۔

فعل رباعی مجرد وہ ہوتا ہے جس کی ماضی کے واحد مذکر غائب کے صیغہ میں صرف چار حروف اصلی ہوں کوئی زائد حرف نہ ہو جیسے بَعْثَرَ۔

رباعی مزید فیہ کی تعریف:

فعل رباعی مزید فیہ وہ ہوتا ہے جس کی ماضی کے واحد مذکر غائب کے صیغہ میں چار حروف اصلی کے علاوہ کوئی زائد حرف بھی ہو جیسے تَسَرْبَلَ بروزن تَفَعْلَلَ اس میں ایک حرف یعنی تاء زائد ہے اور اِبْرَنْشَقَ بروزن اِفْعَنْلَلَ اس میں دو حرف یعنی ہمزہ اور نون زائد ہیں۔ یہ دو مثالیں اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے دی کہ مزید فیہ میں حرف زائد ایک بھی ہو سکتا ہے اور ایک سے زائد بھی۔

نوٹ:...... فعل کی طرح اسم بھی ثلاثی مجرد، ثلاثی مزید، رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ ہوتا ہے لیکن یہاں مصنف ؒ نے صرف فعل کی تقسیم کی ہے اسم کی تقسیم آگے ہے اس بناء پر ہم نے بھی یہاں فعل تک بات محدود رکھی۔

کوئی فعل ثلاثی سے کم اور رباعی سے زیادہ یعنی خماسی، سداسی وغیرہ نہیں ہو سکتا۔

سوال:...... فعل ثلاثی سے کم کیوں نہیں ہو سکتا؟

جواب:...... کہ ہر کلمہ کی اصل بناء تین حرفی ہے۔
سوال:...... فعل رباعی سے زیادہ کیوں نہیں ہوسکتا؟
جواب:...... اس لئے کہ فعل کے ساتھ حروف مضارع، ضمائر، نونِ اعرابی نون تاکید وغیرہ بھی ملحق ہوتے ہیں اگر فعل خماسی یا سداسی ہوتا تو مذکورہ چیزوں کے ملحق ہونے کے وقت بہت ثقیل ہو جاتا۔
اعتراض:...... فعل تو خماسی ہوتا ہے جیسے یَجْتَنِبُ یہ پانچ حرفی ہے اسی طرح سداسی یعنی چھ حرفی بھی ہوتا ہے جیسے اِسْتَخْرَجَ اور آٹھ حرفی بھی ہوتا ہے جیسے تَتَدَحْرَجُوْنَ۔
جواب:...... حروف اصلی کا اعتبار ہوتا ہے کہ حروف اصلی فعل میں تین سے کم اور چار سے زائد نہیں ہو سکتے اور مذکورہ تینوں مثالوں میں حروف اصلی تین یا چار سے زائد نہیں باقی تو حروف زائدہ ہیں۔
نوٹ:...... بعض حضرات تمام موجودہ حروف کے اعتبار سے فعل کو خماسی یا سداسی بھی کہہ دیتے ہیں، یہ لغوی اعتبار سے ہے لیکن حروف اصلی کے اعتبار سے فعل خماسی یا سداسی نہیں ہوسکتا۔

وفعل باعتبار اقسام حروف بر چہار قسم است: صحیح ومہموز ومعتل ومضاعف
صحیح آنست کہ در حروف اصلی وَیْ ہمزہ وحروف علت ودو حرفِ یک جنس نباشد، حرف علت واو والف ویا را گویند کہ مجموعہ آن وای باشد امثلہ کہ گذشتہ ہمہ از صحیح بودہ۔
مہموز آنکہ در حروف اصلی وی ہمزہ باشد پس اگر بجائے فا باشد آنرا مہموز فا گویند چون اَمَرَ واگر بجائے عین باشد مہموز عین چوں سَاَلَ واگر بجائے لام باشد مہموز لام چون قَرَءَ معتل آنکہ در حروف اصلی وی حرف علت بود اگر یک باشد آں راسہ قسم است معتل فاء کہ آن را مثال گویند چون وَعَدَ ویَسَرَ ومعتل عین کہ آنرا اجوف گویند چون قَالَ وبَاعَ ومعتل لام کہ آنرا ناقص گویند چون دَعَا ورَمٰی واگر دو حرف علت باشد آنرا لفیف گویند وآن بر دو قسم است: مقرون کہ ہر دو حرف علت متصل باشد چون طَوٰی ومفروق اگر منفصل باشد چون وَقٰی مضاعف آنست کہ در حروف اصلی وی دو حرف یک جنس باشد چون فَرَّ وزَلْزَلَ پس کل اقسام دہ باشد یک صحیح وسہ مہموز وپنج معتل ویک مضاعف صرفیان بسبب کثرت مباحث صرفیہ ہفت را اعتبار کردہ اند کہ درین بیت مذکور اند۔

بیت

صحیح است ومثال ست ومضاعف   لفیف وناقص ومہموز واجوف

ترجمہ:...... اقسام حروف کے اعتبار سے فعل کی چار قسمیں ہیں: صحیح ،مہموز، معتل، مضاعف صحیح وہ فعل ہوتا ہے جس کے حروف اصلیہ میں نہ ہمزہ ہو، نہ حرف علت ہو، نہ ایک جنس کے دو حرف ہوں اور حرف علت واو، الف اور یاء کو کہتے ہیں جن کا مجموعہ ''وای'' ہے اب تک جتنی مثالیں گزری ہیں وہ سب صحیح کی ہیں اور مہموز وہ فعل ہوتا ہے جس کے حروف اصلیہ میں ہمزہ ہو اگر ہمزہ فاء کلمہ کی جگہ ہو تو اس کو مہموز الفاء کہتے ہیں جیسے اَمَرَ اور اگر ہمزہ عین کلمہ کی جگہ ہو تو اس کو مہموز العین کہتے ہیں جیسے سَأَلَ اور اگر ہمزہ لام کی جگہ پر ہو تو اس کو مہموز اللام کہتے ہیں جیسے قَرَأَ اور معتل وہ فعل ہوتا ہے جس کے حروف اصلیہ میں کوئی حرف علت ہو، اگر حرف علت ایک ہو تو اس کی تین قسمیں ہیں: (۱) معتل الفاء جس کو مثال بھی کہتے ہیں جیسے وَعَدَ یَسَرَ (۲) معتل العین جسے اجوف کہتے ہیں جیسے قَالَ بَاعَ (۳) معتل اللام جسے ناقص کہتے ہیں جیسے دَعَا، رَمٰی اور اگر حرف علت دو ہوں تو اس کو لفیف کہتے ہیں اور یہ لفیف دو قسم پر ہے ﴿۱﴾ لفیف مقرون کہ دونوں حرف علت متصل ایک ساتھ ہوں جیسے طَوٰی ﴿۲﴾ لفیف مفروق اگر دونوں حرف علت فاصلہ سے ہوں (یعنی ایک دوسرے سے جدا ہوں) جیسے وَقٰی مضاعف وہ فعل ہوتا ہے جس کے حروف اصلی میں دو حرف ایک جنس کے ہوں جیسے فَرَّ اور زَلْزَلَ پس کل دس ۱۰ قسمیں ہو گئیں: ایک صحیح، تین ۳ مہموز، پانچ معتل اور ایک مضاعف کی مگر علماء صرف نے صرفی مباحث کی کثرت کی وجہ سے (ان دس میں سے) صرف سات ہی کا اعتبار کیا ہے جو اس شعر میں مذکور ہیں شعر۔

صحیح است و مثال ست و مضاعف لفیف و ناقص و مہموز و اجوف

تشریح و تحقیق

فعل کی پانچویں تقسیم:

یہ فعل کی پانچویں تقسیم ہے اقسام حروف کے اعتبار سے۔ اور یہاں سے اُس بحث کا آغاز ہے جس کو صرفی اصطلاح میں "ھفت اقسام" کہتے ہیں۔

مصنف ؒ نے پہلے تو اختصار کے پیش نظر چار ۴ قسمیں بیان کی ہیں کہ اقسام حروف کے اعتبار سے فعل کی چار قسمیں ہیں: صحیح، مہموز، معتل، مضاعف، ہر ایک کی تعریف کرنے کے بعد فرمایا کہ ویسے تو یہ دس قسمیں بن جاتی ہیں لیکن سہولت کی غرض سے صرفی حضرات ان کی سات قسمیں بنا لیتے ہیں۔ تو مصنف ؒ نے عام صرفیوں سے بھی زیادہ اختصار سے کام لیتے ہوئے صرف چار قسمیں بنائی ہیں جو مبتدی طلبہ کے لئے یاد کرنے کے اعتبار سے یقیناً ہفت اقسام سے زیادہ آسان ہیں۔

سوال:...... جس طرح اقسام حروف کے اعتبار سے فعل کی یہ چار قسمیں ہیں (بالفاظ دیگر سات ۷ قسمیں) تو اسی طرح اسم کی بھی تو اتنی ہی قسمیں ہیں تو مصنف ؒ نے فعل کی تخصیص کیوں کی؟

جواب:......مصنفؒ پہلے صرف فعل کی بحث اور اس کی تقسیمات بیان فرما رہے ہیں، اس لئے یہاں صرف فعل کا نام لیا ورنہ یہی قسمیں اسم کی بھی ہیں جیسا کہ آگے خود مصنف وضاحت فرمائیں گے۔

فائدہ:......مصنفؒ نے اگرچہ سہولت کے لئے چار قسمیں بنائیں ہیں لیکن ھفت اقسام کی اصطلاح زیادہ مشہور ہے اور اکثر طلبہ نے اس کتاب سے پہلے دوسری کُتُبِ صرف میں وہی پڑھی اور یاد کی ہوتی ہیں جب یہاں چار قسموں کا سنتے ہیں تو ان کے ذہن منتشر ہوجاتے ہیں اور بجائے آسانی کے ان کے لئے دشواری پیدا ہوجاتی ہے جس کا تجربہ پڑھاتے وقت بندہ کو بھی بارہا ہوا۔ اس لئے ہم بھی یہاں ھفت اقسام ہی کو سامنے رکھ کر ان کی تعریفات کرتے ہیں ۔ مصنفؒ نے تو ان سات قسموں سے چار قسمیں اس طرح بنائی ہیں کہ ایک صحیح ، ایک مھموز ایک مضاعف، تین قسمیں تو یہ اپنی حالت پر رکھی ہیں اور چوتھی قسم معتل بنائی ہے کہ مثال، اجوف ، ناقص ،لفیف ان چاروں کو معتل میں سمیٹ کر ان کی ایک قسم بنالی کیونکہ معتل وہ کلمہ ہوتا ہے جس کے حروف اصلیہ میں کوئی حرف علت ہو اور ان چاروں میں بھی حرف علت ہوتا ہے اور حقیقت میں یہ ہیں بھی معتل کی قسمیں تو اس لئے معتل نام رکھنا درست ہے۔

ھفت اقسام کی بحث

تو مشہور ترتیب کے مطابق اقسام حروف کے اعتبار سے فعل کی سات قسمیں ہیں بلکہ اسم کی بھی لیکن یہاں بحث فعل کی ہے (کمامر) اسی بناء پر ہم تعریف میں لفظِ کلمہ استعمال کریں گے تاکہ فعل اور اسم دونوں کو شامل ہو لیکن مثال صرف فعل کی دی جائے گی یہاں ہم وہی مثالیں دینگے جو مصنفؒ نے دی ہیں باقی اسم کی مثالیں آگے خود کتاب میں آرہی ہیں۔ ھفت اقسام یہ ہیں (۱) صحیح (۲) مہموز (۳) مثال (۴) اجوف (۵) ناقص (۶) لفیف (۷) مضاعف ۔ان سب کے لغوی معانی ان اشعار میں مذکور ہیں:

مانند شد مثال وصحیح است تندرست	مھموز کوز پشت دوچنداں مضاعف است
اجوف میان خالی پیچیدہ دان لفیف	ناقص بہ دُم بریدہ بیان سازم اے شریف

(۱) صحیح کی تعریف:

لغوی معنی ،تندرست اور عیب سے پاک۔

وجہ تسمیہ:......اس کو صحیح اس لئے کہتے ہیں کہ صحیح کلمات بھی تغیر وتبدل اور ردوبدل سے محفوظ اور سالم رہتے ہیں۔ اصطلاح میں صحیح اس کلمہ کو کہتے ہیں جس کے حروف اصلیہ میں سے نہ کوئی حرف علت ہو، نہ ہمزہ ہو نہ ایک جنس کے

دوحرف ہوں جیسے ضَرَبَ نَصَرَ وغیرہ۔ ماقبل میں تمام مثالیں صحیح کی گزری ہیں۔

حروف علت تین ہیں: واو، الف، یاء۔ جن کا مجموعہ ''وای'' ہے۔

سوال:......حروف علت کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

جواب:......علت کا معنیٰ ہے بیماری۔ اور مریضوں کی زبان سے بیماری کے وقت اکثر وبیشتر تکلیف کی وجہ سے وای وای کا لفظ نکلتا رہتا ہے اور یہ وای واو الف یاء کا مجموعہ ہے۔ اس لئے ان کو حروف علت کہتے ہیں جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

حرف علت نام کردم واوالف ویائے را　　　ہر کہ را دردے رسد ناچار گوید وائے را۔

سوال:......تَنْصُرُوْنَ میں تو واوحرف علت موجود ہے لیکن پھر بھی اس کو صحیح کہتے ہیں یہ کیوں؟

جواب:......حروف اصلی کا اعتبار ہے یہاں واوحروف اصلی میں نہیں ہے زائد ہے۔

﴿۲﴾ مھموز کی تعریف:

لغوی معنی ہمزہ دیا ہوا۔ کوز پشت (یعنی کبڑا جس کی کمر جھک گئی ہو) وجہ تسمیہ: اس کو مھموز اس لئے کہتے ہیں کہ یہ کلمہ بھی ہمزہ پر مشتمل ہوتا ہے اور ہمزہ اپنی صورت کے اعتبار سے کچھ اسطرح ہے کہ اس پر مشتمل کلمہ بھی اس کی وجہ سے خمدار اور کبڑا سا نظر آتا ہے۔

اصطلاح: میں مہموز اس کلمہ کو کہتے ہیں جس کے حروف اصلیہ میں سے کوئی حرف ہمزہ ہو۔ پھر مہموز کی تین قسمیں ہیں:

(۱) مہموز الفاء جس کے فاکلمہ کی جگہ ہمزہ ہو جیسے اَمَرَ بروزن فَعَلَ۔

(۲) مھموز العین جس کے عین کلمہ کی جگہ ہمزہ ہو جیسے سَأَلَ بروزن فَعَلَ۔

(۳) مہموز اللام جس کے لام کلمہ کی جگہ ہمزہ ہو جیسے قَرَأَ بروزن فَعَلَ۔

﴿۳﴾ مثال کی تعریف:

لغوی معنی، مانند، مشابہ، وجہ تسمیہ: اس کو مثال اس لئے کہتے ہیں کہ قلت تغیر میں اس کی گردان صحیح کی مانند ہوتی ہے۔

اصطلاح: میں مثال اس کلمہ کو کہتے ہیں جس کے حروف اصلیہ میں سے فاکلمہ کی جگہ حرف علت ہو اس کو

معتل الفاء بھی کہتے ہیں۔

پھر اس کی دو قسمیں ہیں (اس لئے مصنف نے دو مثالیں دیں)

نمبرا: ... مثال واوی: جب فاکلمہ میں حرفِ علت واو ہو جیسے وَعَدَ بروزن فَعَلَ۔

نمبر۲: ... مثال یائی جب فاکلمہ میں حرف علت یا ہو جیسے یَسَرَ بروزن فَعَلَ۔

سوال: ...... حرف علت تو الف بھی ہے تو مثال الفی کیوں نہیں ہوتا۔

جواب: ...... الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور ابتداء بالساکن محال ہے اس لئے مثال الفی نہیں ہوتا۔

﴿۴﴾ اجوف کی تعریف:

لغوی معنی ہے۔ کھوکھلا، خالی پیٹ والا۔ وجہ تسمیہ: اجوف کلمہ میں حرف علت وسط میں ہوتا ہے اور جس کلمہ کے وسط یعنی درمیان میں حرف علت ہو وہ ایسا ہے کہ گویا اس کلمہ کا پیٹ خالی ہے کیونکہ حرف علت ردوبدل کی وجہ سے نہ ہونے کے برابر ہے اس لئے اس کلمہ کو اجوف کہتے ہیں۔

اصطلاح: میں اجوف اس کلمہ کو کہتے ہیں جس کے حروف اصلیہ میں سے عین کلمہ کی جگہ حرف علت ہو اس کو معتل العین بھی کہتے ہیں۔

پھر اس کی دو قسمیں ہیں (اسی وجہ سے مصنفؒ نے ۲ مثالیں دی)

(۱) اجوف واوی: ...... جب عین کلمہ میں حرف علت واو ہو جیسے قَالَ جو اصل میں قَوَلَ بروزن فَعَلَ ہے۔

(۲) اجوف یائی: ...... جب عین کلمہ میں حرف علت یاء ہو جیسے بَاعَ جو اصل میں بَیَعَ بروزن فَعَلَ ہے۔ اجوف کا ایک نام "ذو الثلثة" بھی ہے کیونکہ اس کی ماضی میں واحد متکلم کا صیغہ تین حرفی ہوتا ہے جیسے قُلْتُ بِعْتُ۔

﴿۵﴾ ناقص کی تعریف:

لغوی معنی ہے۔ نقص والا، کم اور ناتمام، وجہ تسمیہ: اس کو ناقص اس لئے کہتے ہیں کہ لام کلمہ میں حرف علت آنے کی وجہ سے یہ نقص والا اور ناتمام ہے کیونکہ آخر میں حرف علت اکثر تو حذف ہو جاتا ہے یا تبدیل ہو جاتا ہے۔

اصطلاح: میں ناقص اس کلمہ کو کہتے ہیں جس کے حروف اصلیہ میں سے لام کلمہ کی جگہ حرف علت ہو اس کو معتل اللام بھی کہتے ہیں۔

پھر اس کی دو قسمیں ہیں (اس لئے مصنف نے دو مثالیں دی)۔

(۱) ناقص واوی:...... جب لام کلمہ میں حرف علت واو ہو جیسے دُعَا بروزن فَعَلَ۔
(۲) ناقص یائی:...... جب لام کلمہ میں حرف علت یاء ہو جیسے رَمٰی جو اصل میں رَمَیَ تھا بروزن فَعَلَ۔
ناقص کو "ذُوالاربعة" بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کی ماضی میں واحد متکلم کے صیغہ کے چار حرف ہوتے ہیں جیسے دَعَوْتُ رَمَیْتُ۔

سوال:...... اجوف الفی۔ اور ناقص الفی۔ کیوں نہیں ہوتا؟

جواب:...... عین یا لام کلمہ میں جو الف ہوتا ہے وہ اصل میں واو یا یاء سے تبدیل شدہ ہوتا ہے خود اصلاً الف نہیں ہوتا کیونکہ حروف اصلی کے مقابلہ میں جو الف ہوتا ہے وہ اصل کے اعتبار سے الف نہیں ہوتا کسی سے مبدل ہوتا ہے جیسے قَالَ میں الف واو سے اور بَاعَ میں الف یاء سے مبدل ہے، اسی طرح دَعَا میں الف واو سے اور رَمٰی میں یاء سے تبدیل شدہ ہے اگر اجوف کا عین کلمہ اور ناقص کا لام کلمہ اصل کے اعتبار سے الف ہوتا پھر تو اس کو اجوف الفی اور ناقص الفی کہتے لیکن ایسا نہیں ہے لہٰذا بظاہر اجوف الفی نظر آنے والا کلمہ اصل کے اعتبار سے اجوف واوی یا اجوف یائی ہوتا ہے اسی طرح ناقص بھی ہے۔

﴿۶﴾ لفیف کی تعریف:

لغوی معنی ہے۔ مخلوط، لپٹا ہوا، وجہ تسمیہ، چونکہ اس کلمہ میں حروف علت اور حرف صحیح مخلوط ہوتے ہیں اور حروف علت حرف صحیح سے زیادہ ہوتے ہیں گویا کہ یہ کلمہ حروف علت میں لپٹا ہوا ہے اس لئے اس کو لفیف کہتے ہیں۔

اصطلاح: میں لفیف اس کلمہ کو کہتے ہیں جس کے حروف اصلیہ میں سے کوئی دو حرف علت ہوں۔

پھر لفیف کی دو قسمیں ہیں: (۱) لفیف مقرون (۲) لفیف مفروق

(۱) مقرون کا لغوی معنی ہے ملا ہوا، اصطلاح: میں لفیف مقرون اس کلمہ کو کہتے ہیں جس کے حروف اصلیہ میں دونوں حرف علت متصل ایک ساتھ ہوں جیسے طَوٰی یہاں واو اور یاء متصل ہیں۔

وجہ تسمیہ:...... اس کو لفیف مقرون اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں حروف علت ملے ہوئے یعنی ایک ساتھ ہوتے ہیں۔

(۲) مفروق کا لغوی معنی ہے الگ اور جدا۔ اصطلاح: میں لفیف مفروق اس کلمہ کو کہتے ہیں جس کے حروف اصلیہ میں دونوں حرف علت الگ الگ ہوں یعنی فاء اور لام کلمہ میں ہوں جیسے وَقٰی جو اصل میں وَقَیَ تھا بروزن فَعَلَ،

وجہ تسمیہ:...... اس میں حروف علت ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں اس لئے اس کو مفروق کہتے ہیں۔

اعتراض:......بعض حضرات تولفیف مقرون کی یہ تعریف کرتے ہیں کہ جس کے عین اور لام کلمہ میں حروف علت ہوں یہ کیوں؟

جواب:...... یہ تعریف اکثر استعمال کے اعتبار سے ہے کہ اکثر حروف علت عین اور لام کلمہ میں ہوتے ہیں ورنہ اصل تعریف لفیف مقرون کی وہ ہے جو اوپر گزری کہ جس کے حروف اصلی میں دونوں حرف علت متصل ہوں چاہے وہ فا اور عین کلمہ میں ہوں جیسے یَوْمٌ یا عین اور لام کلمہ میں ہوں جیسے طَوٰی۔

سوال:......مثال، اجوف، ناقص، لفیف یہ کس کی قسمیں ہیں؟

جواب:...... یہ سب معتل کی قسمیں ہیں اور ان میں سے ہر ایک کو معتل کہہ سکتے ہیں، جیسا کہ مصنف نے ماقبل میں ان سب کو معتل کا نام دیا ہے۔

سوال:......معتل کی تعریف کیا ہے؟

جواب:......معتل کا لغوی معنی ہے بیمار، اصطلاح: میں معتل اس کلمہ کو کہتے ہیں جس کے حروف اصلیہ میں سے کوئی حرف علت ہو چاہے حرف علت ایک ہو یا دو۔ اگر ایک حرف علت ہو تو اس کو مثال اجوف یا ناقص کہتے ہیں اور اگر دو حرف علت ہوں تو اس کو لفیف کہتے ہیں۔

سوال:......معتل کو معتل کیوں کہتے ہیں وجہ تسمیہ کیا ہے؟

جواب:......معتل کا معنی ہے بیمار یہ معتل کلمہ بھی حروف علت پر مشتمل ہونے کی وجہ سے گویا مریض اور بیمار ہے صرفی قواعد کے ذریعہ اس کے علاج کی ضرورت ہے۔ اس بناء پر اس کو معتل کہتے ہیں۔

﴿۷﴾ مضاعف کی تعریف:

لغوی معنی، دو چند کیا ہوا، دوگنا۔ وجہ تسمیہ، اس میں ایک جنس کے دو حرف ہوتے ہیں گویا کہ دو چند کیا ہوا ہے۔ مضاعف کو اصم بھی کہتے ہیں۔ اَصَم کا معنی ہے سخت۔ ایک جنس کے دو حرف مکرر آنے کی وجہ سے اس میں شدت وسختی پائی جاتی ہے اس لئے اس کو اصم کہتے ہیں۔

اصطلاح: میں مضاعف اس کلمہ کو کہتے ہیں جس کے حروف اصلی میں دو حرف ایک جنس کے ہوں۔ پھر اس کی دو قسمیں ہیں (اس لئے تو مصنفؒ نے دو مثالیں دی)

(۱) مضاعفِ ثلاثی:......یعنی وہ ثلاثی کلمہ جس کے حروف اصلی میں دو حرف ایک جنس کے ہوں جیسے فَرَّ جو اصل میں

فَرَرَ بروزن فَعَلَ تھا۔

(۲) مضاعف رباعی :......یعنی وہ رباعی کلمہ جس کے حروف اصلیہ میں دوحرف ایک جنس کے ہوں جیسے زَلْزَلَ بروزن فَعْلَلَ ۔

سوال:......بعض صرفی حضرات نے تو مضاعف ثلاثی کی تعریف یوں کی ہے کہ جس کے عین اور لام کلمہ کی جگہ ایک جنس کے دوحرف ہوں۔

جواب:...... یہ تعریف اکثر استعمال کے اعتبار سے ہے ورنہ اصل تعریف وہی ہے جو ہم نے کی کہ حروف اصلی میں دو حرف ایک جنس سے ہوں چاہے وہ فاء اور عین کلمہ میں ہوں جیسے دَدَنَ یا عین اور لام کلمہ میں ہوں جیسے فَرَّیا فاء اور لام کلمہ میں ہوں جیسے قَلَقَ۔لیکن اکثر عین اور لام کلمہ میں ہوتے ہیں فاء اور عین کلمہ میں متجانسین کا ہونا تو بہت کم ہے۔اور فاء اور لام کلمہ میں جب متجانسین ہوں جیسے قَلَقَ تو شارح شافیہ کے بقول اس کو مضاعف نہیں کہتے گویا ان کے نزدیک متجانسین میں اتصال شرط ہے کہ متجانسین متصل ہوں فا عین کلمہ میں یا عین اور لام کلمہ میں ہوں۔لیکن عام صرفی حضرات کی ہاں یہ قید نہیں۔

سوال:...... آپ نے جو مضاعف رباعی کی تعریف کی ہے اکثر صرفی حضرات تو اس طرح نہیں کرتے بلکہ وہ مضاعف رباعی کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ جس کے فا اور لام اول عین اور لام ثانی کے مقابلہ میں دوحرف ایک جنس سے ہوں جیسے زَلْزَلَ بروزن فَعْلَلَ اس میں فاء اور لام اول دونوں زاء ہیں اور عین ولام ثانی کے مقابلہ میں لام ہیں؟

جواب:...... یہ تعریف بھی اکثر استعمال کے اعتبار سے ہے ورنہ اصل تعریف وہی ہے جو اوپر گزری۔

یہاں ہفت اقسام کی تعریفات ختم ہوگئیں باقی آخر میں مصنفؒ نے جو یہ فرمایا کہ یہ کل دس قسمیں ہوگئیں تو حقیقت یہ ہے کہ اگر ہر قسم کا الگ الگ اعتبار کیا جائے تو اس سے بھی بڑھ کر چودہ ۱۴ قسمیں بن جاتی ہیں۔

(۱) صحیح (۲) مھموز الفاء (۳) مھموز العین (۴) مھموز اللام (۵) مثال واوی (۶) مثال یائی (۷) اجوف واوی (۸) اجوف یائی (۹) ناقص واوی (۱۰) ناقص یائی (۱۱) لفیف مقرون (۱۲) لفیف مفروق (۱۳) مضاعف ثلاثی (۱۴) مضاعف رباعی۔لیکن ان کو مختصر کر کے ھفت اقسام بنالیتے ہیں۔

اسم بر سہ قسم است: مصدر و مشتق و جامد۔ مصدر آنکہ دلالت کند بر کارے و در آخر معنی فارسیش دن یا تن باشد چون اَلضَّرْبُ زدن و اَلْقَتْلُ کشتن و مشتق آنکہ برآوردہ شدہ باشد از فعل چون ضَارِبٌ مَنْصُرٌ و جامد آنکہ نہ مصدر باشد و نہ مشتق چوں رَجُلٌ و جَعْفَرٌ مصدر و مشتق مثل فعلِ خود ثلاثی و رباعی مجرد و مزید فیہ میباشد و ہم باقسام دہ گانہ صحیح وغیرہ منقسم میشود و جامد باعتبار تعداد حروف یا ثلاثی میباشد مجرد چون رَجُلٌ و مزید فیہ چون حِمَارٌ یا رباعی مجرد چون جَعْفَرٌ و مزید فیہ چون قِرْطَاسٌ یا خماسی مجرد چون سَفَرْجَلٌ و مزید فیہ چون قَبَعْثَرٰی و باعتبار انواع حروف باقسام دہ گانہ منقسم میشود چون فعل تصریفات بسیار میدارد و اسم کم و حرف مطلقاً ندارد لہٰذا نظر صرفی بیشتر متعلق بفعل ست۔

ترجمہ: ...... اسم کی تین قسمیں ہیں مصدر، مشتق، جامد، مصدر وہ اسم ہوتا ہے جو کسی کام پر دلالت کرے اور اس کے فارسی معنی کے آخر میں "دَنْ" یا "تَنْ" ہو جیسے اَلضَّرْبُ: زدن (مارنا) اَلْقَتْلُ، کشتن (قتل کرنا) اور مشتق وہ اسم ہوتا ہے جو فعل سے نکالا گیا ہو جیسے ضَارِبٌ مَنْصُرٌ اور جامد وہ اسم ہوتا ہے جو نہ مصدر ہو نہ مشتق جیسے رَجُلٌ اور جَعْفَرٌ۔ مصدر و مشتق اپنے فعل کی طرح ثلاثی رباعی مجرد اور مزید فیہ ہوتے ہیں اور دس[1] اقسام یعنی صحیح مہموز الخ وغیرہ کی طرف تقسیم ہوتے ہیں (یعنی ان کی بھی مندرجہ بالا دس[1] قسمیں ہیں) اور اسم جامد حروف اصلی کی تعداد کے اعتبار سے یا تو ثلاثی ہوگا چاہے ثلاثی مجرد ہو جیسے رَجُلٌ یا ثلاثی مزید فیہ ہو جیسے حِمَارٌ یا رباعی ہوگا چاہے رباعی مجرد ہو جیسے جَعْفَرٌ یا رباعی مزید فیہ ہو جیسے قِرْطَاسٌ اور یا خماسی ہوگا چاہے خماسی مجرد ہو جیسے سَفَرْجَلٌ یا خماسی مزید فیہ ہو جیسے قَبَعْثَرٰی اور اقسام حروف کے اعتبار سے اسم جامد بھی فعل کی طرح دس قسموں کی طرف تقسیم ہوگا۔ جب فعل گردانیں زیادہ رکھتا ہے اور اسم کم اور حرف بالکل گردان نہیں رکھتا لہٰذا صرفی کی نظر اکثر و بیشتر فعل سے متعلق ہوتی ہے (یعنی اس کی زیادہ توجہ فعل پر ہوتی ہے)۔

تشریح و تحقیق

اسم کی تقسیم:

مصنف کلمہ کی قسم اول یعنی فعل کی تقسیم سے فارغ ہونے کے بعد اب کلمہ کی قسم ثانی یعنی اسم کی تقسیم فرمار ہے ہیں اسم کی یہ تقسیم اشتقاق اور عدم اشتقاق کے اعتبار سے ہے پہلے آپ اشتقاق کا معنی سمجھیں۔

اشتقاق کی تعریف:

لغوی معنی، پھاڑنا، نکالنا۔ اصطلاحی تعریف ایک لفظ کو دوسرے ایسے لفظ سے بنانا کہ ان دونوں میں لفظ اور معنی کے اعتبار سے مناسبت اور اتحاد ہو جیسے۔ ضَرَبَ ضَرْبٌ سے مشتق ہے دونوں کے حروف بھی ایک ہیں اور معنی

مصدری بھی ایک ہے یعنی مارنا۔ جس لفظ کو بنایا گیا ہے اس کو مشتق کہتے ہیں اور جس سے بنایا گیا ہے اس کو مشتق منہ کہتے ہیں۔

پھر اشتقاق کی تین قسمیں ہیں:

(۱) اشتقاق صغیر:...... کہ دونوں لفظ یعنی مشتق مشتق منہ دونوں متحد ہوں حروف اصلی میں بھی اور ترتیب میں بھی جیسے ضَرَبَ ضَرْبٌ سے مشتق ہے کہ دونوں کے حروف بھی ایک ہیں یعنی "ض، ر، ب" اور ترتیب بھی ایک ہے کہ ض پہلے راء دوسرے اور باء تیسرے نمبر پر ہے۔

(۲) اشتقاق کبیر:...... مشتق اور مشتق منہ دونوں صرف حروف میں متحد ہوں ترتیب میں نہیں۔ جیسے جَبَذَ جَذْبٌ سے مشتق ہے کہ حروف دونوں کے ایک ہیں یعنی "ج، ذ، ب" لیکن ترتیب ایک نہیں

(۳) اشتقاق اکبر:...... مشتق مشتق منہ دونوں اکثر حروف میں مشترک ہوں اور بعض حروف کے مخرج میں۔ نہ کہ تمام حروف اور ترتیب میں جیسے نَعَقَ نَهْقٌ سے مشتق ہے یہ اکثر حروف یعنی نون اور قاف میں دونوں مشترک ہیں اور ایک حرف میں الگ الگ ہے یعنی نَعَقَ میں عین اور نَهْقٌ میں ھا لیکن یہ دونوں حرف مخرج میں متحد ہیں کیونکہ دونوں حرف حلقی ہیں۔

علم صرف میں اشتقاق سے مراد صرف اشتقاق کی پہلی قسم ہوتی ہے یعنی اشتقاق صغیر۔

جب آپ اشتقاق کی تعریف اور تقسیم سے واقف ہو گئے تو اب آئیں اصل بات کی طرف کہ اشتقاق اور عدم اشتقاق کے اعتبار سے اسم کی تین قسمیں ہیں: (۱) مصدر (۲) مشتق (۳) جامد

(پہلے ان میں سے ہر ایک کی تعریف اور پھر تقسیم ہوگی جیسا کہ مصنف کا طریقہ کار ہے)

(۱) مصدر کی تعریف:

لغوی معنی جائے صدور یعنی نکلنے کی جگہ، وجہ تسمیہ: چونکہ اس سے مشتقات نکلتے ہیں اس لئے اس کو مصدر کہتے ہیں، اصطلاح میں مصدر اس اسم کو کہتے ہیں جو صرف وصف پر دلالت کرے اور اس کے فارسی معنی کے آخر میں لفظ "دَنْ" یا "تَنْ" ہو اور اردو معنی کے آخر میں لفظ "نا" ہو جیسے اَلضَّرْبُ: زدن (مارنا) اَلْقَتْلُ: کشتن (قتل کرنا)

مصدر را ئے است در جہاں روشن آخر فارسیش دن یا تن۔

نوٹ:...... وصف سے مراد معنی مصدری ہے جیسے مارنا یہ وصف ہے۔ مصنفؒ نے جو مصدر کی تعریف میں یہ کہا ہے کہ

کسی کام پر دلالت کرے تو کام سے مراد بھی یہی وصف اور معنی مصدری ہے جس کو "حدث" بھی کہتے ہیں۔

سوال: ......کوفیین حضرات کے نزدیک تو مصدر بھی مشتق میں داخل ہے کیونکہ ان کے نزدیک فعل اصل ہے باقی سب اس سے مشتق۔ اور مصنف نے بھی کتاب کے آخر میں انہی کے مسلک کو ترجیح دی ہے تو یہاں اسم کی تین قسمیں کیوں بنائی، صرف دو قسمیں بناتے (۱) جامد (۲) مشتق کہ کوفیین کے ہاں تو صرف یہی دو ہی قسمیں ہیں مصدر تو ویسے مشتق میں داخل ہے۔

جواب: ......دوسرے مصنفین کی اتباع کرتے ہوئے یہاں بصریین کے مذہب کے مطابق تقسیم کی ہے کہ ان کے نزدیک مصدر اصل ہے۔ اگرچہ مصنفؒ کے نزدیک کوفی مذہب راجح ہے۔

اعتراض: ......عُنُقٌ کا فارسی معنی ہے گردن، تو فارسی معنی کے آخر میں لفظ دن ہے لیکن یہ مصدر نہیں ہے۔

جواب: ......مصدر کی تعریف میں اس کے ساتھ ساتھ یہ قید بھی تو تھی کہ صرف وصف پر دلالت کرے اور لفظ عُنُقٌ ذات پر دلالت کرتا ہے اس لئے یہ مصدر نہیں ہے۔

سوال: ......مصدر اور اسم مصدر میں کوئی فرق ہے یا دونوں ایک چیز ہیں؟

جواب: ......بعض حضرات کے نزدیک تو کوئی فرق نہیں دونوں ایک ہی چیز ہیں اور اکثر متقدمین حضرات اسی کے قائل ہیں جب کہ متأخرین فرق کرتے ہیں وہ یہ کہ مصدر تو وہ ہوتا ہے جس میں یہ دو باتیں ہوں:

(۱) وہ فقط وصف پر دلالت کرے (۲) اس میں اپنے فعل کے تمام حروف موجود ہوں چاہے لفظاً موجود ہوں یا تقدیراً یا تعویضاً، اور اس کے حروف اپنے فعل کے حروف کے برابر ہوں یا زیادہ لیکن کم نہ ہوں۔ لفظاً کی مثال جیسے ضَرْبٌ اس میں ضَرَبَ کے تمام حروف موجود ہیں تقدیراً کی مثال جیسے هُدًى اس کا فعل هَدَىَ ہے اب هُدًى میں تلفظ کے اعتبار سے یاء اگرچہ محذوف ہے لیکن اصل کے اعتبار سے موجود تھی بعد میں حذف ہوگئی تو تقدیراً یاء موجود ہے تَعْوِيضًا کا مطلب یہ ہے کہ حرف محذوف کے عوض میں کوئی اور حرف آیا ہو جیسے عِدَةٌ وَعَدَ کا مصدر ہے۔ یہ اصل میں وَعْدٌ تھا اس میں اگرچہ واو محذوف ہے لیکن تعویضاً واو موجود ہے کہ اس کے عوض میں تاء آئی ہے اور

اسم مصدر: وہ ہوتا ہے جو ایسانہ ہو یعنی اس میں مذکورہ باتیں نہ ہوں وہ محض وصف پر دلالت نہ کرتا ہو بلکہ ایک اعتبار سے اس نے اسم کی حیثیت اختیار کی ہو۔ اور اس میں اپنے فعل کے سارے حروف موجود نہ ہوں بلکہ اس کے حروف اپنے فعل کے حروف سے کم ہوں۔ جیسے عَطَاءٌ یہ اَعْطٰی سے اسم مصدر ہے (خود مصدر اِعْطَاءٌ ہے) یہ اسم مصدر اس لئے ہے کہ یہ محض وصف پر دلالت نہیں کرتا کہ اس کا معنی "دینا" نہیں ہے بلکہ عطاء اس چیز کو کہتے ہیں کہ

جودی جائے تو اس نے اسم کی حیثیت اختیار کی ہے یہ اِعْطَاء کا اسم مصدر ہے اور اس میں اپنے فعل کے تمام حروف موجود نہیں بلکہ کم ہیں کیونکہ اَعْطٰی فعل کے شروع میں ہمزہ ہے جو عَطَاء کے شروع میں نہیں ہے۔ اسی طرح کَلَامٌ یہ کَلَّمَ سے اسم مصدر ہے کیونکہ یہ محض وصف پر دلالت نہیں کرتا اس کا معنی ہے بات چیت، گفتگو، اگر وصف پر دلالت کرتا تو اس کا معنی ہوتا گفتگو کرنا۔ کیونکہ مصدر کی نشانی یہ ہیکہ اس کے اردو معنی کے آخر میں ''نا'' آتا ہے۔ جیسے تَکْلِیْماً کا معنی ہے گفتگو کرنا، یہ مصدر ہے اور اس کَلَامٌ میں اپنے فعل کے تمام حروف موجود نہیں ہیں بلکہ اس سے کم ہیں کیونکہ کَلَّمَ فعل میں دو لام ہیں جب کہ کَلَامٌ میں ایک لام ہے۔ اسی طرح، سَلَامٌ، عَوْنٌ وغیرہ۔

بعض حضرات نے دوسرے انداز سے فرق بیان کئے ہیں کما قال ابن الحاجب ان المصدر الذی **له فعل یجری علیه، کالانطلاق فی انطلق و اسم المصدرهو اسم المعنی و لیس له فعل یجری علیه کالقهقری فانه لنوع من الرجوع و لافعل له یجری علیه من لفظه۔**

فائدہ:..... ثلاثی مجرد کے مصدر سے بارہ ۱۲ چیزیں مشتق ہوتی ہیں: چھ ۶ فعل اور چھ اسم جن کو صرفی حضرات دوازدہ اقسام کہتے ہیں۔

(۱) فعل ماضی (۲) فعل مضارع (۳) فعل امر (۴) فعل نہی (۵) فعل جحد (۶) فعل نفی (۷) اسم فاعل (۸) اسم مفعول (۹) اسم تفضیل (۱۰) صفت مشبہ (۱۱) اسم ظرف (۱۲) اسم آلہ۔

ان بارہ میں سے فعل کی تین قسمیں (فعل ماضی، مضارع، امر) تو ماقبل میں گزری ہیں باقی تین مصنف کے نزدیک کوئی مستقل قسمیں نہیں ہیں بلکہ انہیں تین کی طرف لوٹتی ہیں اس لئے ان کا تذکرہ یہاں نہیں کیا آگے گردانوں میں ان کی طرف اشارہ کیا ہے اور چھ اسماء مشتقہ کی تفصیل آگے بیان کر رہے ہیں۔

سوال:......مصدر سے تو صرف فعل ماضی بنتا ہے پھر فعل مضارع ماضی سے بنتا ہے اور باقی تمام مشتقات تو مضارع سے بنتے ہیں جیسے کہ ہم نے ارشاد الصرف وغیرہ میں بناء کے اندر پڑھا ہے کہ یَضْرِبُ کو ضَرَبَ سے بنایا۔ اِضْرِبْ کو تَضْرِبُ سے بنایا ضَارِبٌ کو یَضْرِبُ سے مَضْرُوْبٌ کو یُضْرَبُ سے الخ تو آپ کیسے کہتے ہیں کہ یہ بارہ چیزیں مصدر سے بنتی ہیں؟

جواب:......مصدر سے بنا عام ہے بلاواسطہ ہو یا بالواسطہ۔ فعل ماضی تو بلاواسطہ مصدر سے بنتا ہے اور فعل مضارع ماضی کے واسطہ سے اور باقی مشتقات فعل مضارع کے واسطہ سے بنتے ہیں لہٰذا یہ کہنا صحیح ہے کہ سب مصدر سے بنتے ہیں۔

﴿۳﴾ اسم مشتق کی تعریف:

لغوی معنی۔ نکالا ہوا، بنایا ہوا۔ وجہ تسمیہ: اس کو مشتق اس لئے کہتے ہیں کہ یہ بھی فعل سے بنایا ہوا ہوتا ہے۔

اصطلاح: میں مشتق اس اسم کو کہتے ہیں جو فعل سے بنا ہو وصف اور ذات دونوں پر دلالت کرے جیسے ضَارِبٌ بمعنی مارنے والا یہ ذات پر بھی دلالت کرتا ہے جس سے ضَرْب صادر ہوئی ہے اور وصف (معنی مصدری) پر بھی یعنی مارنے پر اس طرح مِنْصَرٌ اگر بفتح المیم ہو تو اسم ظرف ہے اور بکسر المیم ہو تو اسم آلہ ہے۔

سوال:...... دو مثالیں کیوں دی؟

جواب:...... اس طرف اشارہ کیا کہ مشتق کی متعدد قسمیں ہیں: اسم فاعل، اسم ظرف، اسم آلہ وغیرہ۔

اعتراض:...... مصنفؒ نے تو اسم کی تقسیم بصریین کے مذہب کے مطابق کی تھی دوسرے مصنفین کے اتباع میں۔ اور بصریین کے ہاں اصل اور مأخذ اشتقاق مصدر ہے نہ کہ فعل تو یہاں مشتق کی تعریف میں یہ کیوں کہا کہ مشتق وہ اسم ہے جو فعل سے نکالا گیا ہو۔ یوں کہنا چاہئے تھا کہ مشتق وہ اسم ہے جو مصدر سے نکالا گیا ہوتا کہ یہاں بھی بصریین کے مذہب کے مطابق بات درست ہوتی کیونکہ ان کے نزدیک تمام مشتقات مصدر سے بنتے ہیں۔

اس اعتراض کے دو جواب ہیں۔

(۱) جواب اوّل: ماقبل میں تو عام مصنفین کا اتباع کیا تھا اور یہاں اپنے پسندیدہ یعنی مذہب کوفیین کو اختیار کیا کہ عام مصنفین تو بصریین کا مذہب اختیار کرتے ہیں اور میرے نزدیک راجح مسلک کوفیین کا ہے اور کوفیین کے نزدیک اشتقاق میں اصل فعل ہے تمام مشتقات فعل سے بنتے ہیں اس لئے مصنف نے یہ کہا کہ مشتق وہ اسم ہے جو فعل سے نکالا گیا ہو۔

(۲) جواب دوم: یہاں بھی بصریین کے مذہب کی رعایت کی ہے کیونکہ ان کے نزدیک اگرچہ اصل مصدر ہے لیکن مصدر سے بلاواسطہ صرف فعل ماضی بنتا ہے باقی مشتقات تو ان کے نزدیک بھی براہ راست فعل ہی سے بنتے ہیں۔

﴿۴﴾ اسم جامد کی تعریف:

لغوی معنی یہ جَمُدٌ سے مشتق ہے بمعنی جم جانا، خشک ہو جانا۔ وجہ تسمیہ: اس کو جامد اس لئے کہتے ہیں کہ یہ بھی

گویا ایک خشک اور جمی ہوئی چیز ہے نہ اس سے کوئی بن سکتا ہے اور نہ یہ کسی سے بنتا ہے۔
اصطلاح: میں اسم جامد اس اسم کو کہتے ہیں جو نہ کسی سے بنا ہو نہ اس سے کوئی بنا ہو اور صرف ذات پر دلالت کرے جیسے رَجُلٌ ثلاثی کی مثال ہے۔ جَعْفَرٌ رباعی کی مثال ہے۔
جعفر کے مختلف معنی ہیں (۱) آدمی کا نام (۲) نہر (۳) بہت دودھ والی اونٹنی اور بعض کتب صرف میں دو معنی اور بھی مذکور ہیں (۱) خربوزہ (۲) گدھا۔ لیکن لغت کی معتبر کتابوں میں یہ دونوں معنی مذکور نہیں۔
یہاں تک، مصدر، مشتق، جامد کی تعریفیں ہو گئیں اب ان میں سے ہر ایک کی تقسیم۔

مصدر اور اسم مشتق کی تقسیم

حروف اصلی کی تعداد کے اعتبار سے مصدر اور اسم مشتق کی بھی فعل کی طرح دو قسمیں ہیں:
(۱) ثلاثی:......جس میں تین حروف اصلی ہوں (۲) رباعی:......جس میں چار حروف اصلی ہوں۔
پھر ان میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں: (۱) مجرد (۲) مزید فیہ
تو ان کی بھی فعل کی طرح چار قسمیں بنتی ہیں:
(۱) ثلاثی مجرد (۲) ثلاثی مزید فیہ (۳) رباعی مجرد (۴) رباعی مزید فیہ۔
مصدر اور اسم مشتق ثلاثی اور رباعی ہونے میں مجرد اور مزید ہونے میں اپنے فعل کے تابع ہوتے ہیں اگر ان کا فعل ثلاثی مجرد ہو تو یہ بھی ثلاثی مجرد ہوں گے اور اگر فعل ثلاثی مزید ہو تو یہ بھی ثلاثی مزید فیہ ہوں گے۔ اور اگر ان کا فعل رباعی مجرد ہو تو یہ بھی رباعی مجرد اور اگر فعل رباعی مزید فیہ تو یہ بھی رباعی مزید فیہ۔ اور جس طرح فعل خماسی نہیں ہوتا تو اسی طرح مصدر اور اسم مشتق بھی خماسی نہیں ہو سکتے۔ اور جس طرح فعل اقسام حروف کے اعتبار سے چار قسموں کی طرف تقسیم ہوتا ہے یعنی صحیح، مھموز، معتل، مضاعف، جو تفصیلی طور پر دس ۱۰ قسمیں اور مشہور ھفت اقسام ہیں۔ تو اسی طرح مصدر اور اسم مشتق بھی انہی قسموں کی طرف تقسیم ہوتے ہیں۔
سوال:......مصدر اور مشتق اپنے فعل کے کیوں تابع ہوتے ہیں یہ تو اسم کی قسمیں ہیں لہٰذا اسم جامد کی طرح خماسی کی طرف بھی تقسیم ہونے چاہئے۔
جواب:......یہ ہیں اگرچہ اسم کی قسمیں لیکن فعل کے ساتھ ان کا ایک خاص تعلق ہے یعنی اشتقاق کا اس لئے یہ فعل کے تابع ہوتے ہیں۔

اعتراض:......آپ نے کہا مصدر اور اسم مشتق خماسی نہیں ہوتے تَسَرْبُلٌ یہ تو مصدر ہے لیکن خماسی ہے اس میں پانچ حرف ہیں۔اسی طرح مُدَحْرِجٌ اسم مشتق ہے لیکن خماسی ہے بلکہ خماسی سے بڑھ کر سداسی بھی ہوتے ہیں جیسے اِکْتِسَابٌ اور مُسْتَنْصِرٌ۔

جواب:......حروف اصلی کا اعتبار ہوتا ہے اور حروف اصلی مصدر اور اسم مشتق میں چار سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔ مذکورہ مثالوں میں حروف اصلی چار سے زیادہ نہیں ہیں باقی تو حروف زائدہ ہیں۔

اسم جامد کی تقسیم:

حروف اصلی کی تعداد کے اعتبار سے اسم جامد کی تین قسمیں ہیں:

(۱) ثلاثی (۲) رباعی (۳) خماسی

اسم جامد ثلاثی سے کم اور خماسی سے زیادہ نہیں ہوسکتا۔ ثلاثی سے کم تو اس لئے نہیں ہوسکتا کہ کلمہ کی اصل بناء تین حرفی ہے۔ اور خماسی سے زیادہ ثقل کی وجہ سے نہیں ہوسکتا۔

اعتراض:......اسم تو ثنائی یعنی دوحرفی بھی ہوتا ہے جیسے مَنْ، مَا،

جواب:...... یہاں اسم متمکن کی بات ہو رہی ہے اور یہ مَنْ، مَا اسم غیر متمکن ہیں اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ علم الصرف میں اسماء متمکنہ اور افعال متصرفہ سے بحث ہوتی ہے اسماء غیر مُتَمَکّنہ سے نہیں یہ صرف کے موضوع سے خارج ہیں۔

پھر اسم جامد ثلاثی، رباعی، خماسی میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں: (۱) مجرد (۲) مزید فیہ: تو یہ کل چھ قسمیں بنتی ہیں:

(۱) ثلاثی مجرد (۲) ثلاثی مزید فیہ (۳) رباعی مجرد (۴) رباعی مزید فیہ (۵) خماسی مجرد (۶) خماسی مزید فیہ۔

تعریفات:......اسم جامد چونکہ کسی سے مشتق نہیں ہوتا لہٰذا اس میں اپنے صیغہ کا اعتبار ہوگا یہاں فعل ماضی کے واحد مذکر غائب کے صیغہ کی بات نہیں ہوتی جیسے کہ فعل، مصدر و اسم مشتق کی تعریف میں ہوتی ہے۔

(۱) اسم جامد ثلاثی مجرد:......وہ ہوتا ہے جس میں صرف تین حروف اصلی ہوں کوئی زائد حرف نہ ہو جیسے رَجُلٌ۔

(۲) اسم جامد ثلاثی مزید فیہ:......وہ ہوتا ہے جس میں تین حروف اصلی کے ساتھ زائد حرف بھی ہو جیسے حِمَارٌ بروزن فِعَالٌ اس میں الف زائد ہے۔

(۳) اسم جامد رباعی مجرد: ...... وہ ہوتا ہے جس میں صرف چار حروف اصلی ہوں کوئی زائد حرف نہ ہو جیسے جَعْفَرٌ بروزن فَعْلَلٌ۔

(۴) اسم جامد رباعی مزید فیہ: ...... وہ ہوتا ہے جس میں چار حروف اصلی کے علاوہ زائد حرف بھی ہو جیسے قِرْطَاسٌ بروزن فِعْلَالٌ اس میں الف زائد ہے۔

(۵) اسم جامد خماسی مجرد: ...... وہ ہوتا ہے جس میں فقط پانچ حروف اصلی ہوں زائد حرف نہ ہو جیسے سَفَرْجَلٌ بروزن فَعَلَّلٌ۔

(٦) اسم جامد خماسی مزید فیہ: ...... وہ ہوتا ہے جس میں پانچ حروف اصلی کے علاوہ کوئی زائد حرف بھی ہو جیسے قَبَعْثَرٰی بروزن فَعَلَّلٰی (اسمیں الف مقصورہ زائد ہے)

اور اقسام حروف کے اعتبار سے اسم جامد کی بھی فعل کی طرح چار قسمیں ہیں یعنی صحیح مھموز الخ جو تفصیلی طور پر دس اور مشہور ھفت اقسام ہیں۔

اعتراض: ...... جب ثلاثی اور رباعی ہونا مجرد اور مزید ہونا اور ہفت اقسام کی طرف تقسیم ہونا فعل کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ اسم بھی یعنی مصدر و مشتق فعل کی طرح ثلاثی، رباعی، مجرد و مزید فیہ ہوتے ہیں اور ہفت اقسام کی طرف تقسیم ہوتے ہیں بلکہ اسم جامد بھی تو مجرد اور مزید ہونے میں، اور ھفت اقسام کی طرف تقسیم ہونے میں فعل کی طرح ہے صرف اس میں یہ بات زائد ہے کہ خماسی بھی ہوتا ہے جبکہ فعل خماسی نہیں ہوتا۔ جب ان تمام چیزوں میں اسم بھی فعل کی طرح ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ مصنفؒ نے فعل کی تقسیم تو پوری تفصیل اور مثالوں کیساتھ بیان کی اور اسم کی بحث میں نہایت اختصار سے کام لیتے ہوئے صرف یہ کہا کہ ان چیزوں میں اسم بھی فعل کی طرح ہوتا ہے پوری مثالیں بھی ذکر نہیں کیں۔ یہ کیوں؟

جواب: ...... چوں فعل تصریفات بسیار میدارد الخ اس عبارت سے مصنفؒ نے اس اعتراض کا جواب دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر چہ ثلاثی و رباعی مجرد و مزید فیہ وغیرہ ہونے میں اسم فعل کیساتھ شریک ہے لیکن صرفی حضرات کی زیادہ توجہ تصریفات یعنی گردانوں پر ہوتی ہے اور گردانیں فعل میں زیادہ ہوتی ہیں اور اسم میں کم ہوتی ہیں اور حرف میں بالکل گردان ہوتی ہی نہیں۔ تو اس بناء پر مصنف نے فعل کی بحث میں تفصیل کی اور اسم کی بحث میں اختصار سے کام لیا۔ اور حرف کی بالکل تقسیم ہی نہیں کی اور انہی کثرت تصریفات کی بناء پر مصنف ہر جگہ فعل کو اسم پر مقدم کرتے ہیں جیسا کہ اس سے قبل اور اس کے بعد باب اول میں کیا ہے۔ ورنہ

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اسم کو فعل پر مقدم کرتے کیونکہ اسم زیادہ عمدہ اور اشرف ہے فعل کے مقابلہ میں ایک تو اس وجہ سے کہ اسم میں احتیاج نہیں ہوتا جب کہ فعل فاعل اور زمانہ کی طرف محتاج ہوتا ہے اور غیر محتاج محتاج سے اعلیٰ ہوتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ صرف اسم سے کلام مرکب ہوسکتا ہے فعل کے بغیر جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ لیکن صرف فعل سے کلام مرکب نہیں ہوسکتا اسم کے بغیر۔ کیونکہ کلام کے لئے مسند اور مسند الیہ کا ہونا ضروری ہے۔ اور اسم مسند الیہ بھی بن سکتا ہے اور مسند بھی جب کہ فعل صرف مسند بنتا ہے مسند الیہ نہیں بن سکتا اور حرف تو نہ مسند بن سکتا ہے نہ مسند الیہ۔

اوزان اسم جامد کی بحث

اسم جامد کی جو چھ قسمیں ہیں یعنی (۱) ثلاثی مجرد (۲) ثلاثی مزید فیہ (۳) رباعی مجرد (۴) رباعی مزید فیہ (۵) خماسی مجرد (۶) خماسی مزید فیہ

ان میں سے ہر ایک قسم کے کچھ نہ کچھ اوزان ہیں اسم جامد ان میں سے کسی ایک وزن پر استعمال ہوگا بعض کے اوزان مقرر ہیں اور بعض کے غیر متعین ہیں۔ اسم جامد ثلاثی مجرد کے دس ۱۰ اوزان ہیں۔

شمار	وزن	مثال	معنی	شمار	وزن	مثال	معنی
۱	فَعَلٌ	فَرَسٌ	گھوڑا	۲	فَعُلٌ	عَضُدٌ	بازو
۳	فَعِلٌ	كَتِفٌ	کندھا	۴	فَعْلٌ	فَلْسٌ	پیسہ
۵	فِعِلٌ	اِبِلٌ	اونٹ	۶	فِعَلٌ	عِنَبٌ	انگور
۷	فِعْلٌ	حِبْرٌ	دوات کی روشنائی، عالم دانا۔	۸	فُعُلٌ	عُنُقٌ	گردن
۹	فُعَلٌ	صُرَدٌ	لٹورہ (ایک پرندہ کا نام)	۱۰	فُعْلٌ	قُفْلٌ	تالا

سوال:......اسم جامد ثلاثی مجرد کے اوزان میں عقلی احتمالات کتنے ہیں؟

جواب:......عقلی احتمالات بارہ ہیں یعنی قیاس اور عقل کا تقاضہ یہ ہے کہ اسم جامد ثلاثی مجرد کے بارہ اوزان ہوں وہ اس طور پر کہ فاکلمہ میں تین احتمال ہیں (۱) مفتوح ہونا (۲) مضموم ہونا (۳) مکسور ہونا باقی ساکن ہونے

کا احتمال نہیں ہے کہ ابتداء بالساکن محال ہے اور عین کلمہ میں چار احتمال ہیں (۱) مفتوح ہونا (۲) مضموم ہونا (۳) مکسور ہونا (۴) ساکن ہونا۔ تو تین کو چار میں ضرب دینے سے بارہ وزن بنتے ہیں لیکن دو وزن ثقیل ہونے کی وجہ سے استعمال نہیں ہوتے (۱) فِعُلٌ یعنی فا کلمہ مکسور اور عین کلمہ مضموم ہو (۲) فُعِلٌ پہلے کے برعکس یعنی فا کلمہ مضموم اور عین مکسور ہو تو ان دو کو نکال کر دس اوزان باقی رہتے ہیں۔

سوال: ...... آپ نے فا اور عین کلمہ کی حرکت اور سکون کا اعتبار کیا ہے کہ فا کلمہ میں تین احتمال ہیں اور عین کلمہ میں چار احتمال ہیں لیکن لام کلمہ کی بات نہیں کی یہ کیوں؟

جواب: ...... ثلاثی میں لام کلمہ آخر میں ہوتا ہے اور وزن میں آخری حرف کی حرکت وسکون کا اعتبار نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس کی حالت تو عامل اور وقف وغیرہ کی وجہ سے بدلتی رہتی ہے۔

اعتراض: ...... آپ نے کہا کہ فِعُلٌ اور فُعِلٌ یہ دونوں وزن مستعمل نہیں ہیں آپ کی یہ بات درست نہیں ہے بلکہ یہ تو مستعمل ہیں جیسے حِبُكٌ بروزن فِعُلٌ ہے اور دُئِلٌ بروزن فُعِلٌ۔

جواب: ...... لفظ حِبُكٌ میں تو تداخل ہے وہ اس طرح کہ اس میں دو لغت مستعمل ہیں (۱) حِبِكٌ اِبِلٌ کی طرح (۲) حُبُكٌ عُنُقٌ کی طرح تو اب حِبُكٌ جو پڑھتے ہیں اس میں حاء کو کسرہ دینا لغت اولیٰ کی بناء پر ہے اور باء کو ضمہ دینا لغت ثانیہ کی بناء پر ہے تو یہ کوئی اصل وزن نہیں ہے بلکہ ایک لغت کو دوسرے میں داخل کرنے کی وجہ سے یہ وزن بنا ہے تو حِبُكٌ دو لغتوں سے مرکب ہے اور لفظ دُئِلٌ یہ فعلیت سے اسمیت کی طرف منقول ہے یعنی اصل میں یہ فعل ماضی مجہول کا صیغہ ہے بعد میں کسی کا نام رکھ دیا گیا تو یہ بھی کوئی اصل وزن نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ اسم جامد ثلاثی مجرد کے اصل اوزان دس ہی ہیں۔

اور اسم جامد ثلاثی مزید فیہ کے اوزان بہت سارے ہیں متعین نہیں ہیں۔

اسم جامد رباعی مجرد کے پانچ اوزان ہیں:

(۱) فَعْلَلٌ جیسے جَعْفَرٌ (معنی پہلے گزرا ہے) (۲) فُعْلُلٌ جیسے بُرْثُنٌ (پنجہ)

(۳) فِعْلِلٌ جیسے زِبْرِجٌ زینت، سونا، سرخ پتلا بادل (۴) فِعْلَلٌ جیسے دِرْهَمٌ (چاندی کا سکہ)

(۵) فِعَلٌّ جیسے قِمَطْرٌ (بستہ، موٹا اونٹ، پستہ قد موٹا آدمی)

امام اخفشؒ نے ایک چھٹا وزن بھی بڑھایا ہے فُعْلَلٌ بضم الفاء وسکون العین وفتح اللام جیسے جُخْدَبٌ (سبز

ڈی) لیکن عند الجمہور جُحْدُبٌ بضم الدال ہے بُرْثُنٌ کی طرح یہ بھی فُعْلُلٌ کے وزن پر ہے۔

سوال:......اسم جامد رباعی مجرد کے اوزان میں عقلی احتمالات کتنے ہیں؟

جواب:......اس میں عقلی احتمالات پینتالیس ۴۵ ہیں ۔وہ اس طور پر کہ فاکلمہ کی تین حالتیں ہیں:(۱) مفتوح ہونا(۲) مضموم ہونا(۳) مکسور ہونا۔اور عین کلمہ کی چار حالتیں ہیں تین یہی مذکورہ اور ایک ساکن ہونا۔تو تین کو چار میں ضرب دینے سے بارہ وزن بنتے ہیں۔پھر لام اول کی بھی چار حالتیں ہیں۔مفتوح ہونا۔مضموم ہونا۔ مکسور ہونا، ساکن ہونا تو بارہ کو چار میں ضرب دینے سے کل اڑتالیس وزن بنتے ہیں ان میں سے تین التقاء ساکنین کی وجہ سے ساقط ہو جائیں گے(۱) فاکلمہ کا مفتوح ہونا عین اور لام اول کا ساکن ہونا(۲) فاکلمہ کا مضموم ہونا عین اور لام اول کا ساکن ہونا(۳) فاء کلمہ کا مکسور ہونا عین اور لام اول کا ساکن ہونا۔اب ۴۵ باقی رہ گئے لیکن مستعمل مذکورہ پانچ ہیں۔اسم جامد رباعی مزید فیہ کے اوزان متعین نہیں ہیں۔

اسم جامد خماسی مجرد کے چار اوزان ہیں:

(۱) فَعَلَّلٌ جیسے سَفَرْجَلٌ (بہی، ایک قسم کا میوہ)(۲) فُعَلِّلٌ جیسے قُذَعْمِلٌ (موٹا اونٹ، شی)(۳) فَعْلَلِلٌ جیسے جَحْمَرِشٌ (بہت بوڑھی عورت، موٹا بدصورت خرگوش)(۴) فِعْلَلٌّ جیسے قِرْطَعْبٌ (تھوڑی سی چیز)۔

سوال:......اسم جامد خماسی مجرد کے اوزان میں عقلی احتمالات کتنے ہیں؟

جواب:......اس میں عقلی احتمالات ایک سو اکہتر ۱۷۱ ہیں اڑتالیس ۴۸ احتمالات تو وہی رباعی مجرد والے اور لام ثانی میں یہاں چار احتمال ہیں(۱) ضمہ(۲) فتحہ(۳) کسرہ(۴) سکون تو چار کو اڑتالیس میں ضرب دینے سے کل ایک سو بانوے ۱۹۲ احتمالات ہو جاتے ہیں لیکن التقاء ساکنین کی وجہ سے اکیس ۲۱ احتمالات ساقط ہو جاتے ہیں نو ۹ احتمالات تو اس طرح ساقط ہو جاتے ہیں کہ فاء، اور عین کلمہ پر تین حرکتوں میں سے کوئی ایک حرکت ہو اور لام اول وثانی دونوں ساکن ہوں وہ نو ۹ صورتیں یہ ہیں۔

﴿۱﴾ فاء اور عین دونوں مضموم ہوں۔لام اول اور لام ثانی دونوں ساکن ہوں جیسے فُعُلْلٌ۔

﴿۲﴾ فاء مضموم اور عین مفتوح ہو۔لام اول اور لام ثانی دونوں ساکن ہوں جیسے فُعَلْلٌ۔

﴿۳﴾ فاء مضموم اور عین مکسور ہو۔لام اول اور لام ثانی دونوں ساکن ہوں جیسے فُعِلْلٌ۔

﴿۴﴾ فاء اور عین دونوں مفتوح ہوں۔لام اول اور لام ثانی دونوں ساکن ہوں جیسے فَعَلْلٌ۔

﴿۵﴾ فاء مفتوح اور عین مضموم ہو۔لام اول اور لام ثانی دونوں ساکن ہوں جیسے فَعُلْلٌ۔

﴿۶﴾ فاء مفتوح اور عین مکسور ہو۔ لام اول اور لام ثانی دونوں ساکن ہوں جیسے فَعِلْلْ۔

﴿۷﴾ فاء اور عین دونوں مکسور ہوں۔ لام اول اور لام ثانی دونوں ساکن ہوں جیسے فِعِلْلْ۔

﴿۸﴾ فاء مکسور اور عین مضموم ہو۔ لام اول اور لام ثانی دونوں ساکن ہوں جیسے فِعُلْلْ۔

﴿۹﴾ فاء مکسور اور عین مفتوح ہو۔ لام اول اور لام ثانی دونوں ساکن ہوں جیسے فِعَلْلْ۔

اور نو ۹ احتمالات اس طرح کہ فاء اور لام ثانی پر تین حرکتوں میں سے کوئی ایک حرکت ہو اور عین و لام اول دونوں ساکن ہوں وہ نو ۹ صورتیں یہ ہیں۔

(۱) فاء اور لام ثانی دونوں مضموم ہوں۔ عین اور لام اول دونوں ساکن ہوں جیسے فُعْلْلُ۔

(۲) فاء مضموم اور لام ثانی مفتوح ہو۔ عین اور لام اول دونوں ساکن ہوں جیسے فُعْلْلَ۔

(۳) فاء مضموم اور لام ثانی مکسور ہو۔ عین اور لام اول دونوں ساکن ہوں جیسے فُعْلْلِ۔

(۴) فاء اور لام ثانی دونوں مفتوح ہوں۔ عین اور لام اول دونوں ساکن ہوں جیسے فَعْلْلَ۔

(۵) فاء مفتوح اور لام ثانی مضموم ہو۔ عین اور لام اول دونوں ساکن ہوں جیسے فَعْلْلُ۔

(۶) فاء مفتوح اور لام ثانی مکسور ہو۔ عین اور لام اول دونوں ساکن ہوں جیسے فَعْلْلِ۔

(۷) فاء اور لام ثانی دونوں مکسور ہوں۔ عین اور لام اول دونوں ساکن ہوں جیسے فِعْلْلِ۔

(۸) فاء مکسور ہو اور لام ثانی مضموم ہو۔ عین اور لام اول دونوں ساکن ہوں جیسے فِعْلْلُ۔

(۹) فاء مکسور ہو اور لام ثانی مفتوح ہو۔ عین اور لام اول دونوں ساکن ہوں جیسے فِعْلْلَ۔

یہ کل اٹھارہ ۱۸ ہو گئے اور تین ۳ احتمالات اس طرح کہ فاء کلمہ پر تین حرکتوں میں سے کوئی ایک حرکت ہو عین اور دونوں لام ساکن ہوں وہ تین صورتیں یہ ہیں:

۱ ...... فاء مضموم ہو عین اور دونوں لام ساکن ہوں جیسے فُعْلْلْ۔

۲ ...... فاء مفتوح ہو اور عین اور دونوں لام ساکن ہوں جیسے فَعْلْلْ۔

۳ ...... فاء مکسور ہو عین اور دونوں لام ساکن ہوں جیسے فِعْلْلْ۔

تو یہ کل اکیس ۲۱ احتمالات ۱۹۲ میں سے التقائے ساکنین کیوجہ سے ساقط ہو گئے باقی ایک سو اکہتر (۱۷۱) رہ گئے لیکن مستعمل صرف چار اوزان ہیں جو اوپر مذکور ہوئے۔

اسم جامد خماسی مزید فیہ کے اوزان مستعملہ پانچ ہیں:
(۱) فَعْلَلُوْلٌ جیسے غَضْرَفُوْطٌ (چھپکلی) (۲) فَعْلَلِيْلٌ جیسے خُزَعْبِيْلٌ (فضول چیز) (۳) فِعْلَلُوْلٌ جیسے قِرْطَبُوْسٌ (مصیبت، موٹی اونٹنی) (۴) فَعَلَّلٰی جیسے قَبَعْثَرٰی (موٹا اونٹ) (۵) فَعْلَلِيْلٌ جیسے خَنْدَرِيْسٌ (پرانی شراب، پرانا گندم)۔

نوٹ:...... بعض حضرات کے نزدیک خَنْدَرِيْسٌ کا وزن فَنْعَلِيْلٌ ہے کہ اس میں نون زائد ہے اور یہ رباعی مزید فیہ ہے لیکن راجح یہ ہے کہ یہ خماسی مزید فیہ بروزن فَعْلَلِيْلٌ ہے اور نون اصلی ہے۔

سوال:...... اسم جامد خماسی مزید فیہ کے اوزان میں عقلی احتمالات کتنے ہیں۔

جواب:...... وہی ایک سو اکہتر جو خماسی مجرد کے اوزان میں ہیں کیونکہ اس میں بھی تو وہی فاء عین اور تین لام ہوتے ہیں۔

باب اوّل در بیان صیغ: مشتمل بر دو فصل فصل اول در گردانہائے افعال فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد بر سہ وزن آید فَعَلَ چون ضَرَبَ وفَعِلَ چون سَمِعَ وفَعُلَ چون كَرُمَ ومضارع معروف فَعَلَ گاہے يَفْعُلُ آید چون نَصَرَ يَنْصُرُ وگاہے يَفْعِلُ چون ضَرَبَ يَضْرِبُ وگاہے يَفْعَلُ چون فَتَحَ يَفْتَحُ ومضارع فَعِلَ يَفْعَلُ آید چون سَمِعَ يَسْمَعُ وگاہے يَفْعِلُ چون حَسِبَ يَحْسِبُ ومضارع فَعُلَ يَفْعُلُ آید وبس چون كَرُمَ يَكْرُمُ وماضی مجهول از ہر سہ وزن بروزن فُعِلَ آید ومضارع مجهول مطلقا بروزن يُفْعَلُ پس ثلاثی مجرد را شش باب حاصل شدہ اولاً بیان صیغ افعال ومشتقات کردہ میشود بعد ازین تفصیل ابواب نمودہ خواہد شد۔

ترجمہ:...... پہلا باب صیغوں کے بیان میں، یہ باب دو فصل پر مشتمل ہے۔ فصل اول افعال کی گردان کے بیان میں ثلاثی مجرد کے فعل ماضی معلوم تین وزنوں پر آتا ہے (۱) فَعَلَ جیسے ضَرَبَ (۲) فَعِلَ جیسے سَمِعَ (۳) فَعُلَ جیسے كَرُمَ (ان تینوں میں سے) فَعَلَ کا مضارع معلوم کبھی يَفْعُلُ کے وزن پر آتا ہے جیسے نَصَرَ يَنْصُرُ اور کبھی يَفْعِلُ کے وزن پر آتا ہے جیسے ضَرَبَ يَضْرِبُ اور کبھی يَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے جیسے فَتَحَ يَفْتَحُ اور فَعِلَ (ماضی معلوم) کا مضارع معلوم کبھی يَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے جیسے سَمِعَ يَسْمَعُ اور کبھی يَفْعِلُ کے وزن پر جیسے حَسِبَ يَحْسِبُ اور فَعُلَ کا مضارع معلوم صرف يَفْعُلُ کے وزن پر آتا ہے جیسے كَرُمَ يَكْرُمُ (اور فعل ماضی معلوم کے) تینوں وزنوں سے فعل ماضی مجهول فُعِلَ کے وزن پر آتا ہے اور فعل مضارع مجهول تینوں سے مطلقا (یعنی ہر حالت میں) يُفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے (چاہے ماضی فَعَلَ ہو فَعِلَ ہو یا فَعُلَ) پس ثلاثی مجرد کے چھ باب حاصل ہو گئے پہلے افعال اور مشتقات کے صیغوں کا بیان کیا جائے گا اس کے بعد ابواب کی تفصیل ذکر کی جائے گی۔

تشریح و تحقیق

ابوابِ ثلاثی مجرد کا آغاز

کتاب کے شروع میں حضرت مصنفؒ نے بتلا دیا تھا کہ یہ رسالہ ایک مقدمہ چار ابواب اور خاتمہ پر مشتمل ہے۔ یہاں تک مقدمہ ختم ہوا، اب ان چار ابواب میں سے باب اوّل شروع ہو رہا ہے جو صیغوں کے بیان میں ہے باب اوّل دو فصل پر مشتمل ہے فصل اوّل افعال کی گردانوں کے بیان میں اور فصل ثانی اسماء مشتقہ کے بیان میں۔

باب کا لغوی معنی ہے دروازہ، اصطلاحی تعریف، وہ بحث جو ایک جنس سے متعلق مسائل و مباحث پر مشتمل ہو۔ اور صرفی اصطلاح میں جب فعل ماضی اور مضارع کا صیغہ واحد مذکر غائب آپس میں ملا کر بولا جائے تو اس مجموعہ کو باب کہتے ہیں جیسے ضَرَبَ یَضْرِبُ باب ہے۔ فَتَحَ یَفْتَحُ باب ہے۔ لیکن یہ ثلاثی مجرد کی بات ہے۔ غیر ثلاثی مجرد میں مصدر کے وزن کے ساتھ باب کا نام رکھا جاتا ہے جیسے افعال تَفْعیل وغیرہ۔

سوال:...... باب کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

جواب:...... باب کا معنی ہے دروازہ۔ جس طرح کسی عمارت میں داخلہ دروازہ کی طرف سے ہوتا ہے تو اسی طرح متعلقہ مباحث میں داخلہ اور ان کا آغاز باب سے ہوتا ہے۔

فصل کی تعریف: فصل کا لغوی معنی ہے جدا کرنا۔ اصطلاح میں دو چیزوں میں سے ایک کے بیان سے فراغت کے بعد اور دوسری کے بیان شروع کرتے وقت دونوں کے درمیان فاصلہ اور جدائی کرنا۔

سوال:...... فصل کی وجہ تسمیہ بتلا دیں؟

جواب:...... اس کو فصل اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے بھی مقصود مابعد والی بحث کو ماقبل والی بحث سے منقطع کرنا اور الگ کرنا ہوتا ہے۔

ابواب ثلاثی مجرد کا چھ میں منحصر ہونے کی وجہ:

سوال:...... ثلاثی مجرد کے ابواب چھ میں کیوں منحصر ہیں اس سے کم یا زیادہ کیوں نہیں ہیں؟

جواب:...... چھ میں اس لئے منحصر ہیں کہ باب فعل ماضی اور مضارع کے واحد مذکر غائب کے صیغوں کے مجموعہ کو کہتے ہیں اور یہ مجموعہ چھ میں منحصر ہیں وہ اس طور پر کہ ثلاثی مجرد کا فعل ماضی معلوم صرف تین وزنوں پر آتا ہے:

(۱) فَعَلَ یعنی مفتوح العین (۲) فَعِلَ یعنی مکسور العین (۳) فَعُلَ یعنی مضموم العین۔

اب اگر فعل ماضی معلوم مفتوح العین ہو تو اس کا مضارع معلوم تین وزنوں پر آتا ہے:

(۱) یَفْعَلُ یعنی مفتوح العین جیسے فَتَحَ یَفْتَحُ (۲) یَفْعُلُ یعنی مضموم العین جیسے نَصَرَ یَنْصُرُ (۳) یَفْعِلُ یعنی مکسور العین جیسے ضَرَبَ یَضْرِبُ تو یہ کل تین باب ہو گئے۔

اور اگر فعل ماضی معلوم مکسور العین ہو تو اس کا مضارع معلوم صرف دو وزنوں پر آتا ہے:

(۱) یَفْعِلُ یعنی مکسور العین جیسے حَسِبَ یَحْسِبُ (۲) یَفْعَلُ یعنی مفتوح العین جیسے سَمِعَ یَسْمَعُ اور مضموم العین نہیں آتا تو یہ کل پانچ باب ہو گئے۔

اور اگر فعل ماضی معلوم مضموم العین ہو تو اس کا مضارع معلوم صرف ایک وزن پر آتا ہے (۱) یَفْعُلُ یعنی مضموم العین جیسے کَرُمَ یَکْرُمُ۔ مفتوح العین اور مکسور العین نہیں آتا، اس وجہ سے ثلاثی مجرد کے ابواب چھ میں منحصر ہیں۔

ابواب ثلاثی مجرد میں عقلی احتمالات:

سوال:...... ثلاثی مجرد کے ابواب میں عقلی احتمالات کتنے ہیں؟

جواب:...... عقلی احتمالات نو ہیں یعنی عقل کا تقاضہ یہ ہے کہ کل نو ابواب ہوں وہ اس طرح کہ جیسے فَعَلَ (جو فعل ماضی معلوم ہے) اس کا مضارع معلوم تین وزنوں پر استعمال ہوتا ہے مفتوح العین، مضموم العین، مکسور العین، تو اسی طرح فَعِلَ کا مضارع معلوم بھی تین وزنوں پر مستعمل ہونا چاہئے اور اسی طرح فَعُلَ کا مضارع معلوم بھی تین وزنوں پر۔ تو تین کو تین میں ضرب دینے سے نو باب بنتے ہیں۔

یعنی تین باب فَعَلَ سے

(۱) فَعَلَ یَفْعَلُ (۲) فَعَلَ یَفْعُلُ (۳) فَعَلَ یَفْعِلُ

اور تین باب فَعِلَ سے

(۱) فَعِلَ یَفْعِلُ (۲) فَعِلَ یَفْعُلُ (۳) فَعِلَ یَفْعَلُ

اور تین باب فَعُلَ سے

(۱) فَعُلَ یَفْعُلُ (۲) فَعُلَ یَفْعَلُ (۳) فَعُلَ یَفْعِلُ

لیکن ان میں سے صرف چھ ابواب مستعمل ہیں باقی یہ تین ابواب ثقیل ہونے کی وجہ سے فصیح لغاتِ عرب میں

مستعمل نہیں ہیں (۱) ایک فَعِلَ یَفْعُلُ (۲) دوسرا فَعُلَ یَفْعَلُ (۳) تیسرا فَعُلَ یَفْعِلُ۔

اعتراض:...... ان تین میں سے پہلے دو باب تو مستعمل ہیں یعنی فَعِلَ یَفْعُلُ جیسے فَضِلَ یَفْضُلُ اور نَعِمَ یَنْعُمُ اسی باب سے مستعمل ہیں اور فَعُلَ یَفْعَلُ سے کَادَ یَکَادُ مستعمل ہے جو اصل میں کَوُدَ یَکْوُدُ تھا۔ بضم العین فی الماضی وفتحہا فی المضارع، اس کی ماضی کے مضموم العین ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ماضی میں جمع مؤنث غائب کے صیغہ سے آخر تک تمام صیغے کاف کے ضمہ کے ساتھ مستعمل ہیں جیسے کُدن کُدت ...الخ اس سے معلوم ہوا کہ ماضی کا عین کلمہ مضموم ہے اور ان صیغوں میں کاف کو ضمہ اسی غرض سے دیا گیا ہے تا کہ یہ ماضی کے مضموم العین ہونے پر دلالت کرے۔ لہٰذا ثلاثی مجرد کے کل آٹھ باب ہونے چاہئے جیسا کہ صاحب منشعب کے نزدیک ثلاثی مجرد کے کل آٹھ باب ہیں چھ[1] تو وہی عام مشہور ابواب اور دو یہی فَعِلَ یَفْعُلُ جیسے فَضِلَ یَفْضُلُ اور فَعُلَ یَفْعَلُ جیسے کَادَ یَکَادُ۔ تو ثلاثی مجرد کے ابواب کو چھ ۶ میں منحصر کرنا درست نہیں ہے جیسا کہ مصنف ؒ نے کیا ہے۔

جواب:...... اس اعتراض کے کئی جواب ہیں:

جواب اوّل:...... یہ حقیقت میں کوئی مستقل ابواب نہیں ہیں بلکہ جمہور کے نزدیک یہ دونوں تداخل کے قبیل سے ہیں۔ تداخل کا لفظی معنی ہے ایک دوسرے میں داخل ہونا۔ یہاں تداخل کا مطلب یہ ہے کہ ایک باب کی ماضی لے کر دوسرے باب کے مضارع کے ساتھ ملا دینا۔ تو فَضِلَ ایک لغت میں سَمِعَ سے مستعمل ہے جیسے فَضِلَ یَفْضَلُ حَذِرَ یَحْذَرُ کی طرح۔ اور ایک لغت میں نَصَرَ سے جیسے فَضَلَ یَفْضُلُ دَخَلَ یَدْخُلُ کی طرح۔ جو شخص اس میں دونوں لغتوں سے واقف تھا اس نے ماضی سَمِعَ سے اور مضارع نَصَرَ سے لے کر آپس میں ملا کر فَضِلَ یَفْضُلُ پڑھا تو ناواقف سامع نے اس کو مستقل باب سمجھا حالانکہ ایسا نہیں تھا۔ اسی طرح نَعِمَ ایک لغت میں سَمِعَ سے مستعمل ہے اور ایک لغت میں کَرُمَ سے تو ماضی سَمِعَ سے اور مضارع کَرُمَ سے آپس میں ملا کر نَعِمَ یَنْعُمُ پڑھا گیا جس پر سامع کو مستقل باب کا گمان ہوا۔ ایسا ہی کَادَ یَکَادُ۔ ایک لغت میں سَمِعَ سے مستعمل ہے جیسے کَادَ یَکَادُ خَافَ یَخَافُ کی طرح اور ایک لغت میں نَصَرَ سے جیسے کَادَ یَکُوْدُ قَالَ یَقُوْلُ کی طرح۔ اس میں نَصَرَ کی ماضی کو سَمِعَ کے مضارع کے ساتھ ملا کر پڑھا گیا اس کَادَ یَکَادُ کی اصل کَوَدَ یَکْوَدُ ہے بفتح العین فیہما۔ باقی ماضی میں جو جمع مؤنث غائب کے صیغہ سے آخر تک گردان بعض لغات میں کاف کے ضمہ کے ساتھ مستعمل ہیں جیسے کُدْنَ کُدْتَ...... الخ قُلْنَ قُلْتَ کی طرح تو کاف کا مضموم

ہونا نَصَرَ سے استعمال ہونے کی وجہ سے ہے ماضی کے مضموم العین ہونے کی وجہ سے نہیں ہے جیسے قُلْنَ قُلْتَ الخ میں اور جب ماضی سَمِعَ سے مستعمل ہوتو پھر جمع مؤنث غائب کے صیغہ سے آخر تک گردان بکسرِ الکاف ہوگی یعنی کِدْنَ کِدْتَ......الخ خِفْنَ خِفْتَ کی طرح۔ بہر حال جمہور کی طرح مصنفؒ کے نزدیک بھی یہ دونوں کوئی مستقل باب نہیں ہیں لہٰذا ثلاثی مجرد کے ابواب چھ میں منحصر ہیں۔

جواب دوم:...... یہ دونوں شاذ ہیں اس لئے تو صاحب منشعب نے بھی ان دونوں کو ابواب شاذہ میں سے شمار کیا ہے کہ ان کا استعمال بہت قلیل ہے۔ گنتی کے اعتبار سے اگر چہ صاحبِ منشعب کے نزدیک ثلاثی مجرد کے کل آٹھ باب ہیں لیکن ان کے نزدیک بھی ان میں سے تین شاذ ہیں دو یہی فَعِلَ یَفْعُلُ جیسے فَضِلَ یَفْضُلُ اور فَعُلَ یَفْعُلُ جیسے کَادَ یَکَادُ اور ایک فَعِلَ یَفْعِلُ جیسے حَسِبَ یَحْسِبُ۔

جواب سوم:...... یہ ردی لغت ہے فصیح لغات عرب میں یہ دونوں مستعمل نہیں ہیں۔

جواب چہارم:......فَضِلَ یَفْضُلُ اور نَعِمَ یَنْعُمُ میں تو تداخل ہے اور کَادَ یَکَادُ سَمِعَ سے ہے اس لئے تو جمع مؤنث کا صیغہ فصیح لغت میں کِدْنَ مستعمل ہے خِفْنَ کی طرح کہ جس طرح خَافَ یَخَافُ اجوف واوی ہے اور سَمِعَ سے ہے تو اسی طرح کَادَ یَکَادُ بھی ہے۔ باقی بعض لغات میں جو کُدْنَ بضم الکاف مستعمل ہے وہ شاذ ہے اور واو کے حذف ہونے پر دلالت کرنے کی غرض سے کاف کو ضمہ دیا گیا ایسا نہیں کہ اصل میں کَوُدْنَ تھا ماضی مضموم العین ہونے کی وجہ سے کاف پر ضمہ آیا ہے۔ جیسا کہ بعض حضرات نے یہی سمجھا ہے۔ بلکہ ماضی مکسور العین ہی ہے۔

چند فوائد

﴿۱﴾ فائدہ اولیٰ:......اکثر صرفی حضرات فَضِلَ یَفْضُلُ وغیرہ میں تداخل کے قائل ہیں اور کَادَ یَکَادُ کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ سَمِعَ یَسْمَعُ سے ہے اس لئے جمع مؤنث کا صیغہ کِدن بکسر الکاف مستعمل ہے اور کُدن شاذ ہے۔

﴿۲﴾ فائدہ ثانیہ:...... کَادَ یَکَادُ اجوف واوی بھی استعمال ہوتا ہے اور اجوف یائی بھی۔ واوی ہونے کی صورت میں یہ سَمِعَ سے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے کَادَ یَکَادُ مثل خَافَ یَخَافُ اور نَصَرَ سے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کَادَ یَکُوْدُ مثل قَالَ یَقُوْلُ۔ پھر سَمِعَ سے استعمال ہونے کی صورت میں ماضی میں جمع مؤنث غائب کے صیغہ سے آخر تک گردان بکسر الکاف استعمال ہوگی جیسے کِدْنَ کِدْتَ......الخ خِفْنَ کی طرح اور نَصَرَ سے استعمال ہونے کی صورت

میں بضم الکاف ہوگی جیسے کُدْنَ کُدْتَ......الخ قُلْنَ کی طرح اوراجوف یائی ہونے کی صورت میں کَادَ یَکَادُ صرف سَمِعَ سے استعمال ہوتا ہے۔البتہ ضَرَبَ سے بھی آتا ہے لیکن دوسرے معنی میں جیسے یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا۔

﴿۳﴾ فائدہ ثالثہ:......نَعِمَ یَنْعَمُ تقریبا ثلاثی مجرد کے تمام ابواب سے مستعمل ہیں لیکن حَسِبَ، سَمِعَ، کَرُمَ سے ان کا استعمال زیادہ ہے۔صاحب منشعب کے نزدیک یہ حَسِبَ سے ہے لیکن اس نے بھی لکھا ہے کہ عند البعض یہ فَعِلَ یَفْعُلُ سے ہے فَضِلَ یَفْضُلُ کی طرح۔شارح شافیہ اور صاحب تسہیل فرماتے ہیں کہ چند افعال ایسے ہیں جو سَمِعَ اور حَسِبَ دونوں سے مستعمل ہوتے ہیں لیکن سَمِعَ سے مستعمل ہونا زیادہ راجح اور موافق قیاس ہے ان میں سے کچھ افعال یہ ہیں، حَسِبَ، نَعِمَ، یَئِسَ، یَبِسَ بَئِسَ۔تو ان حضرات کے نزدیک بھی راجح یہ ہے کہ نَعِمَ سَمِعَ سے ہے۔بہر حال خلاصہ یہ ہوا کہ نَعِمَ ینعم کو مستقل باب شمار کرنا درست نہیں ہے بلکہ اس میں تداخل ہوا ہے۔

ماضی را سیزدہ صیغہ آید اثبات فعل ماضی معروف فَعَلَ فَعَلَا فَعَلُوْا فَعَلَتْ فَعَلَتَا فَعَلْنَ فَعَلْتَ فَعَلْتُمَا فَعَلْتُمْ فَعَلْتِ فَعَلْتُمَا فَعَلْتُنَّ فَعَلْتُ فَعَلْنَا۔بحرکات ثلثہ عین سہ صیغہ اولی برائے مذکر غائب است اول واحد دوم تثنیہ سوم جمع بعد ازان سہ صیغہ مؤنث غائب ست بہموں وضع بعد ازاں سہ صیغہ مذکر حاضر است لیکن تثنیہ آن برائے مؤنث حاضر نیز آید بعد از ان دو صیغہ مؤنث حاضر است اول واحد و دوم جمع بعد از ان دو صیغہ متکلم ست اول برائے واحد مذکر و مؤنث ہر دو۔و دوم برائے تثنیہ مذکر و مؤنث و جمع مذکر و مؤنث۔

اثبات فعل ماضی مجہول :......فُعِلَ فُعِلَا فُعِلُوْا فُعِلَتْ فُعِلَتَا فُعِلْنَ فُعِلْتَ فُعِلْتُمَا فُعِلْتُمْ فُعِلْتِ فُعِلْتُنَّ فُعِلْتُ فُعِلْنَا۔مَا و لَا بر ماضی برائے نفی می آید مگر شرط دخول لا بر ماضی این ست کہ بے تکرار نمی آید چون فَلَاصَدَّقَ وَلَاصَلّٰی نفی فعل ماضی معروف مَافَعَلَ مَافَعَلَا...... تا آخر ایضًا لَافَعَلَ لَافَعَلَا...... تا آخر نفی فعل ماضی مجہول مَافُعِلَ...... تا آخر لَافُعِلَ...... تا آخر۔

ترجمہ:......فعل ماضی کے تیرہ ۱۳ صیغے آتے ہیں۔فعل ماضی مثبت معروف، فَعَلَ فَعَلَا فَعَلُوْا......الخ عین کی تینوں حرکتوں کے ساتھ (یعنی ضمہ فتحہ کسرہ) پہلے تین صیغے مذکر غائب کے لئے ہیں پہلا صیغہ واحد مذکر غائب کے لئے دوسرا تثنیہ مذکر غائب اور تیسرا جمع مذکر غائب کے لئے ہیں ان تین صیغوں کے بعد (پھر) تین صیغے مؤنث غائب کے لئے ہیں اسی طریقہ پر (یعنی پہلا صیغہ واحد مؤنث غائب کے لئے دوسرا تثنیہ مؤنث غائب اور تیسرا جمع مؤنث غائب کیلئے) اس کے بعد تین صیغے مذکر حاضر کے ہیں لیکن اس کا تثنیہ مؤنث حاضر کے لئے بھی آتا ہے اس کے بعد دو صیغے مؤنث حاضر کے ہیں پہلا صیغہ واحد مؤنث حاضر دوسرا جمع مؤنث حاضر کے لئے

اس کے بعد دو صیغے متکلم کے ہیں پہلا صیغہ واحد متکلم مذکر ومؤنث دونوں کے لئے اور دوسرا صیغہ تثنیہ متکلم مذکر ومؤنث اور جمع متکلم مذکر ومؤنث (سب) کے لیے ہے۔ فعل ماضی مثبت مجہول۔ فُعِلَ فُعِلاَ فُعِلُوْا الخ ما اور لا فعل ماضی پر نفی کے لئے آتے ہیں۔ لیکن فعل ماضی پر لا کے داخل ہونے کی شرط یہ ہے کہ یہ بغیر تکرار کے نہیں آتا جیسے فَلاَ صَدَّقَ وَ لاَ صَلّٰی۔

فعل ماضی منفی مجہول مَافُعِلَ مَافُعِلاَ مَافُعِلُوْا ...... الخ اور لاَفُعِلَ لاَفُعِلاَ لاَفُعِلُوْا ..... الخ

تشریح و تحقیق

فعل ماضی کے صیغے اور ان میں عقلی احتمالات

سوال: ...... فعل ماضی کے صیغوں میں عقلی احتمالات کتنے ہیں؟

جواب: ...... عقلی احتمالات اٹھارہ ہیں یعنی عقل کا تقاضا تو یہ ہے کہ کل اٹھارہ صیغے ہوں کیونکہ فاعل کی کل اٹھارہ قسمیں بنتی ہیں اور ہر ایک کیلئے الگ الگ صیغہ ہونا چاہئے اٹھارہ اس طرح بنتی ہیں کہ کوئی بھی فاعل دو حالتوں سے خالی نہیں ہوسکتا یا مذکر ہوگا یا مؤنث پھر دونوں حالتوں میں یا تو وہ غائب ہوگا یا مخاطب اور یا متکلم پھر انمیں سے ہر حالت میں یا تو واحد ہوگا یا تثنیہ یا جمع۔

تو اس لحاظ سے کل اٹھارہ ۱۸ قسمیں بنتی ہیں تین قسمیں مذکر غائب کی، واحد، تثنیہ، جمع۔ اور تین مؤنث غائب کی، واحد، تثنیہ جمع، تین مذکر مخاطب کی۔ تین مؤنث مخاطب کی۔ تین مذکر متکلم کی، واحد متکلم، تثنیہ متکلم، جمع متکلم، اور تین مؤنث متکلم کی۔ واحد، تثنیہ اور جمع۔

لہٰذا صیغے بھی اٹھارہ ہونے چاہئے تھے لیکن بعض صیغے کلام عرب میں مشترک استعمال ہوتے ہیں چنانچہ تثنیہ مذکر حاضر اور تثنیہ مؤنث حاضر دونوں کے لئے ماضی میں ایک ہی صیغہ استعمال ہوتا ہے جیسے فَعَلْتُمَا تو اٹھارہ میں سے ایک صیغہ کم ہوا اور واحد مذکر متکلم اور واحد مؤنث متکلم دونوں کے لئے ایک صیغہ استعمال ہوتا ہے جیسے ضَرَبْتُ وغیرہ تو ایک صیغہ یہاں کم ہوا باقی سولہ ۱۶ رہ گئے اور تثنیہ مذکر متکلم، تثنیہ مؤنث متکلم، جمع مذکر متکلم، جمع مؤنث متکلم ان چاروں کے لئے ایک ہی صیغہ استعمال ہوتا ہے جیسے ضَرَبْنَا تو تین صیغے اور کم ہو گئے تو باقی تیرہ ۱۳ رہ گئے اس وجہ سے مصنفؒ نے فرمایا کہ فعل ماضی کے کل تیرہ ۱۳ صیغے آتے ہیں۔

سوال: ...... علم صرف کی دوسری کتابوں میں تو فعل ماضی کے چودہ ۱۴ صیغے بتلا دیئے جاتے ہیں یہاں مصنفؒ نے تیرہ ۱۳ کیوں بتلائے؟

جواب: ...... تثنیہ مذکر حاضر اور تثنیہ مؤنث حاضر دونوں کے لئے ایک ہی صیغہ استعمال ہوتا ہے اس لئے مصنف نے مکررات کو حذف کر کے تیرہ ۱۳ صیغے بتلائے اور دوسری کتب صَرف میں جو چودہ صیغے ذکر کئے جاتے ہیں وہ طلبہ کو یہ بات سمجھانے کی غرض سے کہ تثنیہ مذکر مخاطب اور تثنیہ مؤنث مخاطب کے لئے ایک جیسے صیغے استعمال ہوتے ہیں اس لئے وہ حضرات اس ایک صیغہ کو گردان میں مکرر ذکر کرتے ہیں۔ تو یہاں طلبہ پریشان نہ ہوں کہ ہم نے تو چودہ صیغے پڑھے ہیں اور یہاں تیرہ ہیں۔ بات ایک ہی ہے یہ ایک صیغہ دو کے لئے استعمال ہوتا ہے تو عام صرفی اس کو دو صیغے شمار کر کے چودہ بناتے ہیں اور مصنف نے اس کو ایک ہی شمار کر کے تیرہ بتلائے صیغہ تو ایک ہے لیکن دو کا قائم مقام ہے۔

سوال: ...... جب باقی صیغے الگ الگ ہیں تو متکلم کے صیغے اور تثنیہ مذکر حاضر اور تثنیہ مؤنث حاضر کے صیغے کیوں مشترک ہیں؟

جواب: ...... باقی صیغوں میں التباس کا خوف تھا اس لئے الگ الگ صیغے وضع کئے لیکن متکلم اور مخاطب کی صورت میں التباس کا کوئی خاص خطرہ نہیں ہوتا کیونکہ عام طور پر متکلم مخاطب کی آنکھوں کے سامنے اور مخاطب متکلم کی آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے جس کی وجہ سے اشتباہ کا خوف نہیں ہوتا اس لئے یہاں کچھ صیغے مشترک رکھے۔ متن میں بحرکات ثلثہ عین کا مطلب یہ ہے کہ اس گردان میں آپ عین پر تینوں حرکات پڑھ سکتے ہیں کیونکہ ماقبل میں آپ نے پڑھا ہے کہ ثلاثی مجرد سے فعل ماضی معروف تین وزنوں پر آتا ہے۔ مفتوح العین، مکسور العین، مضموم العین لہٰذا یہاں بھی آپ تینوں وزنوں سے گردان کریں۔

پہلے بفتح العین جیسے فَعَلَ فَعَلَا فَعَلُوْا فَعَلَتْ فَعَلَتَا فَعَلْنَ فَعَلْتَ فَعَلْتُمَا فَعَلْتُمْ فَعَلْتِ فَعَلْتُنَّ فَعَلْتُ فَعَلْنَا.
پھر بکسر العین جیسے فَعِلَ فَعِلَا فَعِلُوْا فَعِلَتْ فَعِلَتَا فَعِلْنَ فَعِلْتَ فَعِلْتُمَا فَعِلْتُمْ فَعِلْتِ فَعِلْتُنَّ فَعِلْتُ فَعِلْنَا.
پھر بضم العین جیسے فَعُلَ فَعُلَا فَعُلُوْا فَعُلَتْ فَعُلَتَا فَعُلْنَ فَعُلْتَ فَعُلْتُمَا فَعُلْتُمْ فَعُلْتِ فَعُلْتُنَّ فَعُلْتُ فَعُلْنَا.

فعل ماضی کی گردان میں علاماتِ فاعل اور ضمائر کی پہچان

فَعَلَ: یہ سب علامتوں سے خالی ہے اور تمام صیغوں میں اصل ہے۔

فَعَلَا: اس میں الف علامت تثنیہ اور ضمیر فاعل ہے۔

فَعَلُوْا: واؤ ساکن علامت جمع مذکر اور ضمیر فاعل۔

فَعَلَتْ: تائے ساکنہ صرف علامت تانیث ہے فاعل نہیں ہے عند البعض یہ فاعل بھی ہے۔

فَعَلَتَا: الف علامت تثنیہ اور ضمیر فاعل ہے تاء اس میں علامت تانیث ہے جس طرح واحد میں تھی۔

فَعَلْنَ: نون مفتوحہ علامت جمع مؤنث اور ضمیر فاعل ہے۔

فَعَلْتَ: تائے مفتوحہ علامت واحد مذکر مخاطب اور ضمیر فاعل ہے۔

فَعَلْتُمَا: الف علامت تثنیہ اور ضمیر فاعل ہے۔

فَعَلْتُمْ: واؤ ساکن (جو محذوف ہوا ہے) علامت جمع مذکر اور ضمیر فاعل ہے اصل میں فَعَلْتُمُوْ تھا۔ اور ظاہراً تُمْ علامت جمع مذکر حاضر اور: ضمیر فاعل ہے

فَعَلْتِ: تائے مکسورہ علامت واحد مؤنث مخاطب اور ضمیر فاعل ہے۔

فَعَلْتُنَّ: نون مفتوحہ علامت جمع مؤنث اور ضمیر فاعل ہے۔ یہ اصل میں فَعَلْتُمُنَّ تھا۔

فَعَلْتُ: تائے مضمومہ علامت واحد متکلم اور ضمیر فاعل ہے۔

فَعَلْنَا: نا علامت جمع متکلم مشترک مع الغیر اور ضمیر فاعل ہے۔

سوال:...... فَعَلُوْا میں واو جمع کے بعد الف کیوں لکھا گیا ہے؟

جواب:...... فعل میں (چاہئے فعل ماضی ہو، مضارع ہو یا امر) واو جمع کے بعد الف لکھا جاتا ہے تاکہ واو جمع کا واو عطف کے ساتھ التباس نہ ہو، الف سے معلوم ہوگا کہ یہ واو جمع ہے واو عطف نہیں ہے کیونکہ واو عطف کے بعد الف نہیں ہوتا۔ ہاں اگر واو جمع کے بعد کوئی ایسی چیز واقع ہو جائے جو اس واو جمع کو آخر میں واقع ہونے سے نکال کر وسط میں لے آئے جیسے ضمیر، نون اعرابی، نون تاکید وغیرہ تو اس صورت میں واو جمع کے بعد الف نہیں لکھا جاتا۔ جیسے ضَرَبُوْهُ يَنْصُرُوْنَ اور اِخْشَوُنَّ۔

فعل ماضی مثبت کو منفی بنانے کا طریقہ:

سوال:...... فعل ماضی مثبت کو اگر منفی بنانا ہو تو کیا طریقہ؟

جواب:...... فعل ماضی مثبت پر لفظ ما اور لا میں سے کسی کو داخل کیا جائے تو فعل ماضی منفی بن جائے گا۔ فعل ماضی منفی معلوم کی گردان ما کے ساتھ۔

مَا فَعَلَ مَا فَعَلَا مَا فَعَلُوْا مَافَعَلَتْ مَا فَعَلَتَا مَا فَعَلْنَ مَافَعَلْتَ مَافَعَلْتُمَا مَافَعَلْتُمْ مَافَعَلْتِ مَا

فَعُلْتُنَّ مَا فَعِلْتُ مَا فَعِلْنَا ۔عین کی تینوں حرکتوں کے ساتھ۔

فعل ماضی منفی معلوم کی گردان لفظ لا کے ساتھ: ...... لَا فَعُلَ لَا فَعُلَا لَا فَعُلُوْا لَا فَعُلَتْ لَافَعُلَتَا لَا فَعُلْنَ لَا فَعُلْتَ لَا فَعُلْتُمَا لَا فَعُلْتُمْ لَا فَعُلْتِ لَافَعُلْتُنَّ لَا فَعُلْتُ لَا فَعُلْنَا۔

عین کی تینوں حرکات کے ساتھ آپ الگ الگ گردان پڑھیں ایک دفعہ عین کے فتحہ کے ساتھ پھر ضمہ کے ساتھ اور پھر کسرہ کے ساتھ۔

فعل ماضی منفی مجہول کی گردان ما کے ساتھ مَا فُعِلَ مَا فُعِلَا مَا فُعِلُوْا ......الخ اور لفظ لا کے ساتھ لَافُعِلَ لَافُعِلَا لَافُعِلُوْا آید الخ۔ ماضی مجہول میں عین پر صرف کسرہ ہوگا کوئی اور حرکت نہیں جیسا کہ ماقبل میں مصنفؒ نے بتلایا تھا کہ ماضی مجہول از ہر سہ وزن بروزن فُعِلَ آید۔

ما اور لا کا عمل

سوال: ......ما و لا کا فعل ماضی میں لفظی اور معنوی عمل کیا ہے؟

جواب: ......یہ دونوں فعل ماضی میں لفظی عمل تو کچھ بھی نہیں کرتے اور ان کا معنوی عمل یہ ہے کہ فعل ماضی مثبت کو نفی کے معنی میں کر دیتے ہیں۔

سوال: ......یہ دونوں ماضی پر ایک جیسے داخل ہوتے ہیں یا ان دونوں کے استعمال میں کوئی فرق ہے؟

جواب: ......دونوں میں فرق ہے۔

(۱) ایک تو یہ کہ ما بکثرت فعل ماضی پر داخل ہوتا ہے اور لا کا آنا قلیل ہے۔

(۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ 'ما' کسی شرط کے بغیر فعل ماضی پر داخل ہوتا ہے جب کہ لا کے دخول کے لئے تین شرطوں میں سے کسی ایک کا ہونا ضروری ہے: (۱) لا فعل ماضی کے صیغہ سمیت مکرر مذکور ہو جیسے فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰی (۲) یا فعل ماضی محل دعا میں واقع ہو جیسے لَابَارَکَ اللّٰہُ (۳) یا فعل ماضی جواب قسم میں واقع ہو جیسے تَاللّٰہِ لَا عَذَّبْتُهُمْ بَعْدَهَا سَقَرُ۔ اس میں عَذَّبْتُهُمْ جواب قسم ہے جس پر لا نافیہ داخل ہے۔

مصنفؒ نے ان تین میں سے صرف پہلی شرط ذکر کی ہے کیونکہ زیادہ مشہور وہی ہے۔

اعتراض: ......ہم آپ کو ایسی مثال دکھا سکتے ہیں کہ تین شرطوں میں سے کوئی شرط بھی موجود نہیں ہے پھر بھی فعل ماضی پر لا داخل ہے جیسے قرآن پاک کی اس آیت میں فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ اس میں اِقْتَحَمَ فعل ماضی ہے اس

پر لا داخل ہے حالانکہ کوئی شرط موجود نہیں ہے نہ تکرار ہے۔ نہ محل دعا ہے نہ جواب قسم۔

جواب:...... یہاں لفظاً اگرچہ تکرار نہیں ہے لیکن معنیً تکرار ہے کیونکہ اس کا معنی ہے فَلَا فَكَّ رَقَبَةً وَّلَا اَطْعَمَ يَتِيْمًا وَّمِسْكِيْنًا اس لئے کہ فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعَامٌ الخ یہ العقبة کی تفسیر اور بیان ہے۔

> مضارع را یاز دہ صیغہ است اثبات فعل مضارع معروف: يَفْعِلُ يَفْعِلَانِ يَفْعِلُوْنَ تَفْعِلُ تَفْعِلَانِ يَفْعِلْنَ تَفْعِلُوْنَ تَفْعِلِيْنَ تَفْعِلْنَ اَفْعِلُ نَفْعِلُ بحرکات ثلثہ عین سہ[۳] صیغہ اُولی برائے مذکر غائب است اول واحد دوم تثنیہ سوم جمع بعد ازان سہ صیغہ مؤنث غائب است ہمون وضع مگر دران تَفْعَلُ برائے واحد مذکر حاضر نیز آید پس آن بجائے دو صیغہ است و تَفْعَلَانِ برائے تثنیہ مذکر حاضر و مؤنث حاضر نیز آید پس آن بجائے سہ صیغہ است و تَفْعَلُوْنَ صیغہ جمع مذکر حاضر است و تَفْعَلِيْنَ واحد مؤنث حاضر و تَفْعَلْنَ جمع مؤنث حاضر و اَفْعَلُ واحد متکلم و نَفْعَلُ تثنیہ و جمع مذکر و مؤنث متکلم مع الغیر اثبات مضارع مجہول: يُفْعَلُ يُفْعَلَانِ يُفْعَلُوْنَ تُفْعَلُ تُفْعَلَانِ يُفْعَلْنَ تُفْعَلُوْنَ تُفْعَلِيْنَ تُفْعَلْنَ اُفْعَلُ نُفْعَلُ۔

ترجمہ:...... فعل مضارع کے گیارہ صیغے ہیں۔ فعل مضارع مثبت معروف يَفْعِلُ يَفْعِلَانِ يَفْعِلُوْنَ الخ عین کی تینوں حرکتوں کے ساتھ پہلے تین صیغے مذکر غائب کے لئے ہیں، پہلا صیغہ واحد مذکر غائب کے لئے، دوسرا تثنیہ مذکر غائب اور تیسرا جمع مذکر غائب کے لئے اس کے بعد تین صیغے مؤنث غائب کے ہیں، اسی طریقہ پر (یعنی پہلا واحد مؤنث غائب کے لئے دوسرا تثنیہ مؤنث غائب اور تیسرا جمع مؤنث غائب کے لئے) لیکن ان میں تَفْعَلُ واحد مذکر حاضر کے لئے بھی آتا ہے بس یہ دو صیغوں کی جگہ پر ہے اور تَفْعَلَانِ تثنیہ مذکر حاضر اور تثنیہ مؤنث حاضر کیلئے بھی آتا ہے پس یہ تین صیغوں کی جگہ پر ہے (تثنیہ مؤنث غائب، تثنیہ مذکر حاضر، تثنیہ مؤنث حاضر) اور تَفْعَلُوْنَ جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے اور تَفْعَلِيْنَ واحد مؤنث حاضر کا اور تَفْعَلْنَ جمع مؤنث حاضر کا۔ اور اَفْعَلُ واحد متکلم مذکر و مؤنث کے لئے اور نَفْعَلُ تثنیہ اور جمع متکلم مع الغیر مذکر و مؤنث (سب) کے لئے ہے۔ فعل مضارع مثبت مجہول يُفْعَلُ يُفْعَلَانِ الخ۔

تشریح و تحقیق

فعل مضارع کے صیغے اور گردان

فعل ماضی کے بعد اب گردانِ فعل مضارع کا بیان ہے۔

سوال:...... فعل ماضی کو مضارع پر کیوں مقدم کیا؟

جواب:...... ایک تو اس وجہ سے کہ فعل ماضی بناء کے اعتبار سے اصل ہے کہ فعل مضارع ماضی سے بنتا ہے اور اصل

فرع پر مقدم ہوتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ فعل ماضی زمانہ گزشتہ پر دال ہے اور فعل مضارع زمانہ حال واستقبال پر اور زمانہ گزشتہ مقدم ہوتا ہے زمانہ حال واستقبال سے۔ جب فعل ماضی کا مدلول (یعنی گزشتہ زمانہ) فعل مضارع کے مدلول پر مقدم ہے تو دال یعنی فعل ماضی کو بھی فعل مضارع پر مقدم کیا۔

سوال:...... فعل مضارع کس سے بنتا ہے اور بننے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب:...... فعل مضارع ماضی سے بنتا ہے اس طریقہ پر کہ فعل ماضی کے شروع میں حروف اتین میں سے کوئی حرف لگادیا جائے اور آخر میں ضمہ اعرابی لایا جائے۔

سوال:...... حروف اتین کا اضافہ فعل مضارع میں کیوں کرتے ہیں؟

جواب:...... تاکہ ماضی اور مضارع کے درمیان فرق ہو جائے۔

سوال:...... فرق کرنے کے لئے فعل ماضی سے کچھ الفاظ کم کیوں نہیں کرتے؟

جواب:...... کلمہ کی اصل بناء تین حرفی ہے اگر فعل ماضی میں کمی کرتے تو کلمہ کی اصل بناء میں نقصان لازم آتا۔

سوال:...... حروف اتین کو درمیان میں یا آخر میں کیوں نہیں لگاتے؟ شروع میں لگانے کی کیا وجہ ہے؟

جواب:...... تاکہ اول امر سے اس کا مضارع ہونا معلوم ہو جائے۔

سوال:...... ہم نے تو صرف کی دوسری کتابوں میں پڑھا ہے کہ فعل مضارع کے بھی فعل ماضی کی طرح چودہ ۱۴ صیغے ہیں لیکن یہاں مصنفؒ فرمارہے ہیں کہ فعل مضارع کے گیارہ صیغے ہیں یہ کیسے؟

جواب:...... اصل میں فعل مضارع کے صیغے تو چودہ ہی ہیں لیکن مصنفؒ کی عادت یہ ہے کہ مکرر صیغوں کو حذف کرتے ہیں تو چودہ میں سے واحد مؤنث غائب اور واحد مذکر حاضر کیلئے ایک ہی صیغہ استعمال ہوتا ہے یعنی تفعل تو اس کو ایک ہی شمار کیا لہٰذا ایک صیغہ کم ہوا اور تثنیہ مؤنث غائب، تثنیہ مذکر حاضر، تثنیہ مؤنث حاضر، ان تینوں کے لئے بھی ایک ہی صیغہ استعمال ہوتا ہے یعنی تَفْعَلَانِ تو اس کو بھی ایک صیغہ شمار کیا تو دو صیغے اور کم ہو گئے لہٰذا باقی گیارہ رہ گئے اور عام صرفی حضرات ان مکرر صیغوں کو بھی گردان میں ذکر کر کے چودہ شمار کرتے ہیں۔

سوال:...... فعل مضارع کے صیغوں میں عقلی احتمالات کتنے ہیں؟

جواب:...... وہی اٹھارہ احتمالات ہیں فعل ماضی کی طرح کہ فاعل کی اٹھارہ قسمیں بنتی ہیں تو صیغے بھی اٹھارہ ہونے چاہئے لیکن بعض صیغے کلام عرب میں مشترک استعمال ہوتے ہیں، چنانچہ فعل ماضی کی طرح یہاں بھی واحد

مذکر متکلم اور واحد مؤنث متکلم دونوں کے لئے ایک صیغہ استعمال ہوتا ہے جیسے أَفْعَلُ تو ایک صیغہ یہ کم ہوا۔ اور تثنیہ مذکر متکلم تثنیہ مؤنث متکلم، جمع مذکر متکلم اور جمع مؤنث متکلم ان چاروں کے لئے بھی ایک ہی صیغہ استعمال ہوتا ہے جیسے نَفْعَلُ تو تین صیغے یہ کم ہو گئے باقی چودہ صیغے رہ گئے اور واحد مؤنث غائب اور واحد مذکر حاضر دونوں کے لئے ایک صیغہ استعمال ہوتا ہے جیسے تَفْعَلُ اور تثنیہ مؤنث غائب تثنیہ مذکر حاضر، تثنیہ مؤنث حاضر ان تینوں کے لئے بھی ایک صیغہ استعمال ہوتا ہے جیسے تَفْعَلَانِ تو تین صیغے مزید کم ہو گئے لہٰذا باقی گیارہ صیغے رہ گئے۔

فائدہ:...... حروف اتین میں سے ہمزہ صرف ایک صیغہ میں آتا ہے یعنی واحد متکلم کے صیغہ میں جیسے أَفْعَلُ اور نون بھی ایک صیغہ میں آتا ہے یعنی جمع متکلم مشترک مع الغیر میں جیسے نَفْعَلُ اور یاء چار صیغوں میں آتی ہے تین مذکر غائب کے جیسے يَفْعَلُ يَفْعَلَانِ يَفْعَلُوْنَ اور ایک جمع مؤنث غائب کا جیسے يَفْعَلْنَ۔ اور تاء آٹھ صیغوں میں آتی ہے تین مذکر حاضر کے اور تین مؤنث حاضر کے جیسے تَفْعَلُ تَفْعَلَانِ تَفْعَلُوْنَ تَفْعَلِيْنَ تَفْعَلَانِ تَفْعَلْنَ ایک واحد مؤنث غائب کا جیسے تفعل اور ایک تثنیہ مؤنث غائب کا جیسے تَفْعَلَانِ (اگر صاحب علم الصیغہ کی طرح مکررات کو حذف کیا جائے تو پھر کہا جائے گا کہ تاء پانچ صیغوں میں آتی ہے۔ تَفْعَلُ تَفْعَلَانِ، تَفْعَلُوْنَ، تَفْعَلِيْنَ تَفْعَلْنَ)

فعل مضارع کی گردان میں علامات فاعل وضمائر کی شناخت۔

يَفْعَلُ : اس کا فاعل کبھی اسم ظاہر ہوتا ہے اور کبھی ضمیر۔

يَفْعَلَانِ : میں الف علامت تثنیہ اور ضمیر فاعل ہے۔

يَفْعَلُوْنَ : میں واو ساکن علامت جمع مذکر اور ضمیر فاعل ہے۔

تَفْعَلُ : جب یہ واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہو تو اس کا فاعل کبھی اسم ظاہر ہوتا ہے اور کبھی ضمیر اور جب یہ واحد مذکر حاضر کا صیغہ ہو تو پھر اس کا فاعل ہمیشہ انت ضمیر مستتر ہوتی ہے۔

تَفْعَلَانِ : میں الف علامت تثنیہ وضمیر فاعل ہے۔

يَفْعَلْنَ : میں نون مفتوحہ علامت جمع مؤنث اور ضمیر فاعل ہے۔

تَفْعَلُوْنَ : میں واو ساکن علامت جمع مذکر اور ضمیر فاعل ہے۔

تَفْعَلِيْنَ : میں یاء ساکنہ علامت واحد مؤنث حاضر اور ضمیر فاعل ہے۔

تَفْعَلْنَ : میں نون مفتوحہ علامت جمع مؤنث اور ضمیر فاعل ہے۔

اَفْعَلُ : اس کا فاعل ہمیشہ اَنَا ضمیر مستتر ہوتی ہے۔

نَفْعَلُ : اس کا فاعل ہمیشہ نَحْنُ ضمیر مستتر ہوتی ہے۔

متن میں جو بحرکات ثلثہ عین کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ فعل مضارع معلوم کے عین پر تینوں حرکات پڑھ سکتے ہیں یعنی ایک دفعہ آپ عین کے فتحہ کے ساتھ گردان کریں جیسے یَفْعَلُ یَفْعَلَانِ الخ پھر عین کے ضمہ کے ساتھ جیسے یَفْعُلُ یَفْعُلَانِ الخ پھر عین کے کسرہ کے ساتھ جیسے یَفْعِلُ یَفْعِلَانِ الخ اور مضارع مجہول میں عین کلمہ صرف مفتوح ہوگا مضموم یا مکسور پڑھنا جائز نہیں ہے جیسا کہ ماقبل میں کہا گیا تھا کہ مضارع مجہول مطلقا بروزن یُفْعَلُ آید۔

نفی مضارع معروف: لَا یَفْعَلُ ...... الخ مَا یَفْعَلُ ...... الخ نفی مضارع مجہول: لَا یُفْعَلُ ...... الخ مَا یُفْعَلُ ...... الخ۔

ترجمہ: ...... فعل مضارع منفی معلوم: لَا یَفْعُلُ لَا یَفْعِلَانِ لَا یَفْعُلُوْنَ لَا تَفْعِلُ لَا تَفْعِلَانِ لَا یَفْعِلْنَ لَا تَفْعِلُوْنَ لَا تَفْعِلِیْنَ لَا تَفْعِلْنَ لَا اَفْعِلُ لَا نَفْعِلُ (عین کی تین حرکتوں کے ساتھ) اور مَا یَفْعِلُ مَا یَفْعِلَانِ مَا یَفْعِلُوْنَ الخ (عین کی تینوں حرکتوں کے ساتھ) فعل مضارع منفی مجہول: لَا یُفْعَلُ لَا یُفْعَلَانِ لَا یُفْعَلُوْنَ لَا تُفْعَلُ لَا تُفْعَلَانِ لَا یُفْعَلْنَ لَا تُفْعَلُوْنَ الخ (صرف عین کے فتحہ کے ساتھ) اور مَا یُفْعَلُ مَا یُفْعَلَانِ مَا یُفْعَلُوْنَ مَا تُفْعَلُ الخ (فقط عین کے فتحہ کے ساتھ)

تشریح و تحقیق

مضارع منفی کی بحث

سوال: ...... فعل مضارع مثبت کو اگر منفی بنانا ہو تو کیا طریقہ ہے؟

جواب: ...... فعل مضارع مثبت پر لفظ ما اور لا میں سے کسی کو داخل کیا جائے تو فعل مضارع منفی بن جائے گا جیسے لَا یَفْعَلُ لَا یَفْعَلَانِ الخ اور مَا یَفْعَلُ مَا یَفْعَلَانِ ...... الخ معلوم میں عین کلمہ پر تینوں حرکتوں کے ساتھ اور مجہول میں صرف فتحہ عین کیساتھ۔

ما و لا کا عمل:

سوال: ...... ما اور لا کا فعل مضارع میں لفظی اور معنوی عمل کیا ہے؟

جواب: ...... یہ دونوں فعل مضارع میں لفظی عمل تو کچھ بھی نہیں کرتے اور ان کا معنوی عمل یہ ہے کہ فعل مضارع مثبت

کو منفی کے معنی میں کر دیتے ہیں اور ان دونوں میں سے لفظ ما فعل مضارع کو زمانہ حال کے ساتھ خاص کر دیتا ہے اس میں استقبال کا معنی نہیں رہتا۔

سوال:...... فعل مضارع کے ساتھ ان دونوں کے استعمال میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

جواب:...... ہاں فرق ہے ایک تو یہ کہ لا بکثرت فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے، جب کہ ما اس کی بنسبت قلیل الاستعمال ہے۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک ما کے ذریعہ سے صرف حال کی نفی ہوتی ہے استقبال کی نہیں جب کہ لا میں عموم ہے اس کے ذریعہ سے حال اور استقبال دونوں کی نفی ہو سکتی ہے۔

فائدہ:...... لفظ ما جو نفی کا فائدہ دیتا ہے اور فعل ماضی و مضارع میں معنوی عمل کرتا ہے یہ اس وقت ہے جب کہ یہ دو شرطیں موجود ہوں۔

(۱) ما حرفیہ ہو (۲) ما نافیہ ہو: لیکن ما ہمیشہ حرفیہ نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات ما اسمیہ بھی ہوتا ہے پھر اسمیہ ہونے کی صورت میں کبھی موصولہ ہوتا ہے جیسے مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُوَ مَا عِنْدَاللّٰهِ بَاقٍ اور کبھی موصوفہ ہوتا ہے جیسے اِشْتَرَيْتُ مَا يُكْتَبُ بِهٖ۔ کبھی استفہامیہ ہوتا ہے جیسے مَا اسْمُكَ؟ اور کبھی شرطیہ ہوتا ہے جیسے وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ موصولہ اور موصوفہ ہونے کے وقت تو یہ حرف کے معنی سے بالکل خالی ہو کر محض اسم ہوتا ہے اور استفہامیہ و شرطیہ ہونے کے وقت معنی حرف کو متضمن ہوتا ہے یعنی بوقت استفہامیہ ہونے کے ہمزہ استفہام کے معنی کو متضمن ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے ما کا شمار حروف استفہام میں بھی ہوتا ہے۔ اور شرطیہ ہونے کے وقت "اِنْ" حرف شرط کے معنی کو متضمن ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے ما کا شمار ان اسماء شرطیہ میں بھی ہے جو "ان" شرطیہ کے معنی میں ہوتے ہیں جیسا کہ آپ نے نحو میر میں پڑھا ہے۔

اسی طرح اگر ما اسمیہ نہ بھی ہو حرفیہ ہو لیکن حرفیہ ہونے کی صورت میں بھی ہمیشہ نافیہ نہیں ہوتا بلکہ کبھی مصدریہ ہوتا ہے اسی بناء پر اس کا شمار حروف مصدریہ میں بھی ہوتا ہے جیسے وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ اَیْ بِرُحْبِهَا اور کبھی زائدہ ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اس کا شمار حروف زیادت میں بھی ہوتا ہے۔ جیسے اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا، مِمَّا خَطِيْئَاتِهِمْ، فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ اکثر و بیشتر یہ اسماء شرطیہ کے بعد زائد ہوتا ہے جیسے اِذْ مَا تَخْرُجْ اَخْرُجْ وغیرہ۔

نوٹ:...... ما جب مصدریہ ہو تو اس کے اسم اور حرف ہونے میں اختلاف ہے امام اخفش وغیرہ کے نزدیک یہ اسم

ہے جب کہ بعض حضرات اس کے حرف ہونے کے قائل ہیں۔

فائدہ ثانیہ:......اسی طرح لا جو نفی کا معنی دیتا ہے اور فعل ماضی و مضارع میں معنوی عمل کرتا ہے یہ اس وقت ہے جب کہ یہ نافیہ ہو لیکن یہ ہمیشہ نافیہ نہیں ہوتا بلکہ کبھی یہ ناھیہ ہوتا ہے جس کو لاء نہی کہتے ہیں اس وقت یہ صرف فعل مضارع پر داخل ہو کر اس کو جزم دیتا ہے اور اس کو استقبال کے ساتھ خاص کر دیتا ہے اس وقت اس کا شمار حروف جازمہ میں ہوتا ہے۔ اور کبھی لا زائدہ ہوتا ہے اسی وجہ سے اس کا شمار حروف زیادت میں بھی ہوتا ہے۔ عموماً یہ دو جگہ زائد ہوتا ہے: (۱) مقام قسم میں جیسے لَا اُقْسِمُ (۲) نفی کے بعد واو عاطفہ کے ساتھ جیسے مَا جَاءَ نِیْ زَیْدٌ وَ لَا عَمْرٌو اور کبھی لا عاطفہ ہوتا ہے اس بنا پر یہ حروف عطف میں سے بھی شمار ہوتا ہے جیسے جَاءَ نِیْ زَیْدٌ لَا عَمْرٌو۔

چون لن بر مضارع داخل شود در یَفْعَلُ و تَفْعَلُ و اَفْعَلُ و نَفْعَلُ نصب کند و از یَفْعَلَانِ تَفْعَلَانِ یَفْعَلُوْنَ تَفْعَلُوْنَ تَفْعَلِیْنَ نون اعرابی را ساقط کند و در یَفْعَلْنَ و تَفْعَلْنَ ہیچ عمل نکند و مضارع مثبت را بمعنی نفی تاکید مستقبل گرداند

نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف لَنْ یَّفْعَلَ لَنْ یَّفْعَلَا لَنْ یَّفْعَلُوْا لَنْ تَفْعَلَ لَنْ تَفْعَلَا لَنْ یَّفْعَلْنَ لَنْ تَفْعَلُوْا لَنْ تَفْعَلِیْ لَنْ تَفْعَلْنَ لَنْ اَفْعَلَ لَنْ نَّفْعَلَ۔

نفی تاکید بلن در فعل مستقبل مجہول لَنْ یُّفْعَلَ لَنْ یُّفْعَلَا لَنْ یُّفْعَلُوْا لَنْ تُفْعَلَ لَنْ تُفْعَلَا لَنْ یُّفْعَلْنَ لَنْ تُفْعَلُوْا لَنْ تُفْعَلِیْ لَنْ تُفْعَلْنَ لَنْ اُفْعَلَ لَنْ نُّفْعَلَ اَنْ و کَیْ و اِذَنْ ہم مثل لن عمل کند اَنْ یَّفْعَلَ و کَیْ یَفْعَلَ و اِذَنْ یَّفْعَلَ را معروف و مجہول باید گردانید

ترجمہ:...... جب لن فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے تو یَفْعَلُ تَفْعَلُ اَفْعَلُ نَفْعَلُ (کے آخر) کو نصب دیتا ہے۔ اور یَفْعَلَانِ تَفْعَلَانِ. یَفْعَلُوْنَ تَفْعَلُوْنَ تَفْعَلِیْنَ سے نون اعرابی کو گرا دیتا ہے اور یَفْعَلْنَ تَفْعَلْنَ میں کوئی عمل نہیں کرتا۔ اور فعل مضارع مثبت کو نفی تاکید مستقبل کے معنی میں کر دیتا ہے۔ نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف لَنْ یَّفْعَلَ لَنْ یَّفْعَلَا لَنْ یَّفْعَلُوْا...الخ (عین کی تینوں حرکتوں کے ساتھ پڑھیں)

نفی تاکید بلن در فعل مستقبل مجہول لَنْ یُّفْعَلَ لَنْ یُّفْعَلَا الخ (صرف عین کے فتح کے ساتھ۔ لن کے ساتھ والی گردان کا نام فعل نفی موکد بلن ناصبہ بھی ہے) اَنْ کَیْ اور اِذَنْ بھی لن کی طرح عمل کرتے ہیں۔ اَنْ یَّفْعَلَ کَیْ یَفْعَلَ اِذَنْ یَّفْعَلَ کے معروف اور مجہول کی گردان کر لینی چاہیے (جیسے اَنْ یَّفْعَلَ اَنْ یَّفْعَلَا اَنْ یَّفْعَلُوْا اَنْ تَفْعَلَ اَنْ تَفْعَلَا اَنْ یَّفْعَلْنَ اَنْ تَفْعَلُوْا اَنْ تَفْعَلِیْ اَنْ تَفْعَلْنَ

اَنْ اَفْعَلَ اَنْ نَفْعَلَ اور كَيْ يَفْعَلَ كَيْ يَفْعَلَا كَيْ يَفْعَلُوْا كَيْ تَفْعَلَ كَيْ تَفْعَلَا كَيْ يَفْعَلْنَ ..... الخ .

اور اِذَنْ يَفْعَلَ اِذَنْ يَفْعَلَا اِذَنْ يَفْعَلُوْا ..... الخ سب میں عین کی حرکات ثلثہ کے ساتھ اور اسی طرح ہر ایک کی مجہول کی گردان پڑھیں لیکن فقط بفتح العین)

تشریح وتحقیق

حروف ناصبہ کی بحث:

سوال: ...... فعل مضارع منفی بنانے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہوا کہ ما اور لا میں سے کسی کو مضارع مثبت پر داخل کیا جائے لیکن اگر مضارع منفی بنانے کے ساتھ ساتھ نفی میں تاکید پیدا کرنے کا ارادہ ہو تو پھر کیا طریقہ ہوگا؟

جواب: ...... پھر آپ مضارع مثبت پر حرف لَنْ داخل کریں تو نفی کے ساتھ ساتھ تاکید بھی پیدا ہو جائے گی جیسے لَنْ يَفْعَلَ (ہرگز نہیں کرے گا وہ ایک مرد زمانہ استقبال میں)۔

سوال: ...... حروف ناصبہ کسے کہتے ہیں اور یہ کتنے ہیں؟

جواب: ...... جو حروف فعل مضارع میں نصب کا عمل کرتے ہیں ان کو حروف ناصبہ کہتے ہیں یہ کل چار ہیں، اَنْ، لَنْ، كَيْ، اِذَنْ جو اس شعر میں مذکور ہیں:

اَنْ، وَلَنْ، پس کَیْ، اِذَنْ، ایں چار حرف معتبر۔ نصب مستقبل کند ایں جملہ دائم اقتضاء

حروف ناصبہ کا عمل:

سوال: ...... حروف ناصبہ کا فعل مضارع میں لفظی اور معنوی عمل کیا ہے؟

جواب: ...... لفظی عمل تو ان چاروں کا یکساں ہے وہ یہ کہ پانچ صیغوں کے آخر کو نصب دیتے ہیں یعنی واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم اور جمع متکلم۔ اور سات صیغوں کے آخر سے نون اعرابی گراتے ہیں یعنی چار تثنیہ کے صیغے دو جمع مذکر حاضر و غائب اور ایک واحد مؤنث حاضر کا صیغہ اور جمع مؤنث کے دونوں صیغوں میں کوئی لفظی عمل نہیں کرتے کیونکہ یہ مبنی ہیں۔

سوال: ...... نون اعرابی کی کیا تعریف ہے؟

جواب: ...... نون اعرابی اس نون کو کہتے ہیں جو فعل مضارع کے آخر میں مفرد کے ضمہ اعرابی کے عوض آیا ہو۔

سوال: ...... نون اعرابی کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

جواب:...... یہ نون صیغہ واحد کے اعراب یعنی ضمہ کے عوض میں آتا ہے اس لئے اس کو نون اعرابی کہتے ہیں جیسے یَضْرِبَانِ میں نون اعرابی یَضْرِبُ کے ضمہ کے عوض آیا ہے جیسا کہ بناء میں آپ نے پڑھا ہے۔

حروف ناصبہ کا معنوی عمل:

ان میں سے لَنْ کا عمل تین طرح کا ہیں: ایک تو یہ کہ فعل مضارع مثبت کو منفی بنا دیتا ہے، دوسرا یہ کہ اس کو زمانہ حال سے خالی کر کے استقبال کے ساتھ خاص کر دیتا ہے، تیسرا یہ کہ معنی نفی میں تاکید پیدا کرتا ہے۔ اور أَنْ، كَيْ، إِذَنْ، ان تینوں کا معنوی عمل یہ ہے کہ مضارع کو معنی حال سے خالی کر کے زمانہ استقبال کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں اور لفظ أَن کا ایک اور معنوی عمل یہ ہے کہ یہ فعل مضارع کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے اسی وجہ سے اس کو اَن مصدریہ بھی کہتے ہیں۔

چند فوائد در تحقیق حروف ناصبہ:

(۱) فائدہ اولی لَنْ کی بحث: امام فراء کے نزدیک ''لَنْ'' اصل میں لَا تھا خلاف قیاس الف کو نون سے بدل دیا گیا ''لَنْ'' بن گیا، امام خلیلؒ کے نزدیک اصل میں لَا اَنْ تھا۔ تخفیف کے لئے ہمزہ کو حذف کیا پھر التقاء ساکنین کی وجہ سے لا کا الف بھی حذف ہوا تو ''لَنْ'' بنا۔ امام سیبویہ کے نزدیک یہ مستقل حرف ہے اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ''لَنْ'' کے معنی میں تین قول ہیں۔

(۱) قول اول:...... یہ تاکید نفی مستقبل کے لئے آتا ہے یعنی زمانہ مستقبل میں نفی کی تاکید کے لئے۔ پس لَنْ يَفْعَلَ کا معنی ہے ہرگز نہیں کرے گا وہ ایک مرد زمانہ استقبال میں یہ جمہور کا قول ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اہل عرب محض نفی کے لئے لَا استعمال کر کے لَا اَفْعَلُ وغیرہ کہتے ہیں اور جب نفی میں تاکید کا ارادہ ہو تو پھر لَنْ استعمال کر کے لَنْ اَفعلَ وغیرہ کہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ لن تاکید نفی کے لئے ہے اور مستقبل کیلئے اس طرح کہ عرب حضرات لَنْ اَفْعَلَ الْآنَ نہیں کہتے یعنی حال کی نفی کے لئے لن استعمال نہیں کرتے جس سے پتہ چلا کہ یہ تاکید نفی مستقبل کے لئے آتا ہے۔

(۲) قول ثانی:...... یہ ہے کہ یہ تابید نفی کیلئے آتا ہے یعنی کسی کام کی دائمی نفی کے لئے، ان کا استدلال اس آیت سے ہے إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ۔ یعنی جو لوگ حالت کفر میں مر گئے ان میں کسی سے بھی زمین بھر کر سونا کبھی بھی قبول نہیں ہوگا۔ اگرچہ وہ اس

کو(کفر اور معاصی کے) بدلہ میں دینا چاہے۔ اس آیت میں ابدی نفی مراد ہے کہ کسی بھی زمانہ میں ان کی یہ چیز قبول نہیں ہوگی۔ جمہور حضرات اس دلیل کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہاں جو نفی ابدی مراد ہے اس کی وجہ یہ نہیں کہ لن تابید نفی کیلئے آتا ہے بلکہ اس کی وجہ وہ آیات اور احادیث ہیں جن سے کفار کا ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہنا معلوم ہوا اگر صرف لَنْ تابید نفی کا معنی دیتا ہے پھر تو قرآن میں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لَنْ تَرَانِیْ کا خطاب ہے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کسی کو بھی دیدار خداوندی نصیب نہیں ہوسکتا اور یہ تو معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ جنت میں کسی کو بھی رؤیت باری تعالیٰ نصیب نہیں ہوگی۔ حالانکہ یہ عقیدہ باطل ہے کیونکہ قرآن واحادیث سے ثابت ہے کہ اہل ایمان کو جنت میں دیدار خداوندی نصیب ہوگا۔

(۳) قول ثالث:...... یہ ہے کہ لن صرف نفی مستقبل کے لئے آتا ہے نہ تاکید کے لئے اور نہ تابید کے لئے۔

دلیل یہ دیتے ہیں کہ اگر لن تابید نفی کیلئے آتا تو پھر قرآن پاک میں حضرت مریمؑ کے اس قول فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا میں اَلْيَوْمَ کی قید لگانا درست نہ ہوتا۔ کیونکہ تابید غیر محدود زمانہ کا مقتضی ہے اور اَلْيَوْمَ میں تحدید ہے (محض آج کے دن کلام کی نفی مراد ہے) اسی طرح اگر لن تابید نفی کیلئے آتا ہے تو پھر وَلَنْ يَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًا میں اَبَدًا کا ذکر باعث تکرار ہے اور تکرار خلاف اصل ہے۔ لہذا لَنْ میں تاکید اور تابید کا احتمال تو ہے کہ کسی امر خارج کی بناء پر اس سے تاکید یا تابید مراد ہوسکتی ہے لیکن اس کے نفس معنی میں تاکید و تابید میں سے کسی کو دخل نہیں ہے۔

جمہور ان حضرات کے جواب میں کہتے ہیں کہ لَنْ کا تابید نفی کے لئے نہ آنے میں تو ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ باقی آپ کا یہ کہنا کہ تاکید کے لئے بھی نہیں آتا یہ دعویٰ بلا دلیل ہے کیونکہ محض نفی مستقبل کے لئے تو اہل عرب کے ہاں لَا مستعمل ہے۔ پھر لَنْ کی کیا ضرورت؟ اور بوقت تاکید ان کے ہاں لَنْ استعمال ہوتا ہے جس سے صاف معلوم ہوا کہ لَنْ تاکید نفی مستقبل کے لئے آتا ہے۔ مصنفؒ نے بھی جمہور کا قول اختیار کرتے ہوئے فرمایا لَنْ مضارع مثبت را بمعنی نفی تاکید مستقبل گرداند۔

(۲) فائدہ ثانیہ؛ اَنْ کی بحث: ''اَنْ '' چھ چیزوں کے بعد مقدر ہو کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے:

(۱) حتی کے بعد جیسے اَسِيْرُ حَتّٰى اَدْخُلَ الْبَلَدَ (۲) لام جحد کے بعد۔ لام جحد وہ لام ہوتا ہے جو کون منفی کے بعد نفی کی تاکید کے لئے آئے جیسے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ اور لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ (۳) لام کَیْ کے بعد: لام کی وہ لام ہوتا ہے جو کَیْ سَبَبِيَّه کے معنی میں ہو اس کو لام تعلیل بھی کہتے ہیں جیسے اَسْلَمْتُ لِاَدْخُلَ الْجَنَّةَ۔ (۴) اَوْ کے بعد جو الٰی یا اِلَّا کے معنی میں ہو جیسے لَاَلْزَمَنَّكَ اَوْ تُعْطِيَنِیْ حَقِّیْ۔ (۵) واو صرف کے بعد جب وہ امر، نہی

نفی ، استفہام، تمنی ،عرض ، کے جواب میں واقع ہو۔

واوصرف کی تعریف:

صرف کا معنی ہے پھیرنا۔ اصطلاح میں واوالصرف اس واوکو کہتے ہیں کہ بظاہر اس کے مابعد کا عطف ماقبل پر درست نہ ہو جیسے لَا تَنْهَ عَنْ خُلُقٍ وَتَأْتِيَ مِثْلَهٗ کہ یہاں تَأْتِيَ کا عطف لَا تَنْهَ پر درست نہیں ہے۔ کیونکہ لَاتَنْهَ جملہ انشائیہ ہے اور تَأْتِيَ جملہ خبریہ ہے اور جملہ خبریہ کا عطف جملہ انشائیہ پر ناجائز ہے۔ لہٰذا یہاں ''اَنْ'' کو مقدر مانتے ہیں تاکہ اس اَنْ کی وجہ سے واو کے مابعد کا مضارع مصدر کی تاویل میں ہوکر اس مصدر پر معطوف ہو جو ماقبل جملہ انشائیہ سے سمجھا جاتا ہے۔

واوالصرف کی وجہ تسمیہ؟ چونکہ یہ اپنے مابعد کو ماقبل پر معطوف ہونے سے روکتا ہے اور اس سے پھیرتا ہے اس لئے اس کو واوالصرف کہتے ہیں اس کو واوالجمع ، واوالمعیۃ بھی کہتے ہیں درحقیقت یہ بھی واو عطف ہوتا ہے

(۶) اس فا کے بعد ''اَنْ'' مقدر ہوتا ہے جو امر، نہی ،نفی ، استفہام، تمنی ،عرض کے جواب میں واقع ہو جیسے زُرْنِيْ فَاُكْرِمَكَ وغیرہ۔

سوال:...... کیا اَنْ ہمیشہ ناصبہ ہوتا ہے اور نصب دیتا ہے؟

جواب:...... اَنْ ھمیشہ ناصبہ نہیں ہوتا بلکہ ''اَنْ'' حرف تفسیر بھی ہے اس لئے تو اس کا شمار حروف تفسیر میں ہوتا ہے اور کبھی ''اَنْ'' زائدہ بھی ہوتا ہے اس لئے یہ حروف زیادت میں سے بھی ہے اور کبھی مخففہ من المثقلۃ بھی ہوتا ہے یعنی ''اَنّ'' کا مخفف ہوتا ہے۔

حرف تفسیر تو اس وقت ہوتا ہے جب کہ اس سے پہلے ایسا جملہ ہو جس میں قول کا معنی ہو جیسے وَنَادَيْنَاهُ اَنْ يَّا اِبْرَاهِيْمُ اَيْ نَادَيْنَاهُ ، بِقَوْلِنَا يَااِبْرَاهِيْمُ ۔

اور زائدہ اکثر لمّا ظرفیہ کے بعد ہوتا ہے جیسے فَلَمَّا اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اور وَلَمَّا اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا ۔اور جب مخففہ ہوتا ہے تو اکثر اسم پر داخل ہوتا ہے اور فعل پر داخل ہونے کی صورت میں عموما افعال یقین کے بعد واقع ہوتا ہے یعنی عَلِمَ ،رَأٰى وغیرہ پھر فعل اور اس اَنْ مخففہ کے درمیان حرف سین یا سوف یا حرف نفی کے ساتھ فاصلہ ہوگا ۔جیسے عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ اور اَفَلَا يَرَوْنَ اَنْ لَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ۔

''اَنْ'' فعل ماضی و مضارع دونوں پر داخل ہوتا ہے لیکن عمل صرف فعل مضارع میں کرتا ہے۔ اور فعل مضارع میں بھی عمل تب کرتا ہے جب کہ یہ مصدریہ ہو، اگر حرف تفسیر ہو یا مخففہ من المثقلۃ ہو یا زائدہ ہو تو پھر عمل نہیں کرتا۔ امام اخفش

کے نزدیک زائدہ ہونے کی صورت میں عمل کرتا ہے لیکن جمہور کے نزدیک نہیں کرتا۔

سوال:……لام جحد اور لام کی میں کیا فرق ہے؟

جواب:……(۱) ایک فرق تو یہ ہے کہ لام جحد کے بعد اَنْ کا مقدر ہونا واجب ہے اور لام کَیْ کے بعد اَنْ کا مقدر ہونا جائز ہے، ظاہر کرنا بھی جائز ہے۔

(۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ لام جحد سے پہلے فعل مستقبل نہیں آ سکتا جب کہ لام کَیْ سے پہلے آ سکتا ہے۔

(۳) تیسرا فرق یہ ہے کہ لَامِ کَیْ تعلیل کے لئے آتا ہے یعنی اس کا ماقبل مابعد کے لئے علت وسبب ہوتا ہے اور یہ اگر لفظ سے گر جائے تو معنی مقصود میں خلل آ جاتا ہے جب کہ لام جحد محض تاکید نفی کے لئے آتا ہے تعلیل کے لئے نہیں اور لفظ سے ساقط ہونے کی صورت میں معنی مقصود پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(۴) چوتھا فرق یہ ہے کہ لَامِ جحد ہمیشہ کون منفی کے بعد آتا ہے جب کہ لَامِ کَیْ ایسا نہیں ہے۔

نوٹ:……بصریین کے نزدیک لَامِ جحد، لَامِ کی اور حتی کے بعد جو فعل مضارع منصوب ہوتا ہے وہ ''اَنْ'' مقدرہ کی وجہ سے ہوتا ہے کہ ان تینوں جگہوں میں ''اَنْ'' مقدر ہوتا ہے جیسا کہ آپ نے ''اَنْ'' کے مقدر ہونے کے مواقع میں سے پہلی تین صورتیں یہی پڑھی۔ لیکن کوفیین کے نزدیک لَامِ جحد، لَامِ کَیْ۔ حَتّٰی یہ خود ناصبہ ہیں اپنے مابعد کو نصب دیتے ہیں نہ یہ کہ ان کے بعد ''اَنْ'' مقدرہ نصب دیتا ہے۔

(۳) فائدہ ثالثہ کَیْ کی بحث میں: حرف ''کَیْ'' یہ سببیت کے لئے آتا ہے یعنی اس کا ماقبل مابعد کے لئے سبب ہوتا ہے جیسے اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ اسلام سبب ہے دخول جنت کے لئے۔

جس طرح حروف ناصبہ میں سے ''اَنْ'' مصدریہ ہے تو اسی طرح حرف ''کی'' بھی مصدریہ ہے یہ فعل کو مصدر مجرور باللام کی تاویل میں کر دیتا ہے جیسے تَعَلَّمْ کَیْ تُفِیْدُ اَیْ تَعَلَّمْ لِلْاِفَادَةِ۔ بعض حضرات کے ہاں ''کَیْ'' اسم ہے کَیْفَ کا مخفف ہے عندالبصریین کَیْ حرف ناصبہ بھی ہے اور جارہ بھی کہ کبھی جر بھی دیتا ہے جب کہ کوفیین کے نزدیک یہ صرف حرف ناصبہ ہے جارہ نہیں ہے۔

(۴) فائدہ رابعہ اِذَنْ کی بحث میں: اِذَنْ جواب وجزا کے لئے آتا ہے اور صرف فعل مستقبل پر داخل ہوتا ہے جیسے کوئی کہے اَنَا اٰتِیْکَ غَدًا۔ تم اس کے جواب میں کہو اِذَنْ اُکْرِمَکَ۔

یہ عمل تب کرتا ہے جب ابتداء میں ہو اور فعل مستقبل کے ساتھ متصل ہو بیچ میں کوئی فاصلہ نہ ہو۔ لہٰذا۔ اَنَا

إِذَنْ أُكْرِمُكَ کی صورت میں عمل نہیں کرے گا کیونکہ ابتداء میں نہیں ہے اسی طرح أُكْرِمُكَ إِذَنْ کی صورت میں بھی عمل نہیں کرے گا کیونکہ ابتداء میں نہیں ہے فعل سے مؤخر ہے۔ اسی طرح إِذَنْ زَيْدٌ يُكْرِمُكَ، اور زَيْدٌ إِذَنْ يُكْرِمُكَ کی صورت میں بھی عمل نہیں کرے گا اول میں تو اس لئے کہ فعل مستقبل کے ساتھ متصل نہیں ہے۔ بیچ میں فاصلہ ہے اور ثانی میں اس لئے کہ إِذَنْ ابتداء میں واقع نہیں ہے۔

لَمْ در يَفْعَلُ وتَفْعَلُ وأَفْعَلُ ونَفْعَلُ جزم کند واز يَفْعَلَانِ وتَفْعَلَانِ ويَفْعَلُوْنَ وتَفْعَلُوْنَ وتَفْعَلِيْنَ نون اعرابی را ساقط گرداند ويَفْعَلْنَ وتَفْعَلْنَ جمع مؤنث غائب وحاضر را بحال خود دارد ومضارع را بمعنی ماضی منفی گرداند۔

بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع معروف لَمْ يَفْعَلْ لَمْ يَفْعَلَا لَمْ يَفْعَلُوْا لَمْ تَفْعَلْ لَمْ تَفْعَلَا لَمْ يَفْعَلْنَ لَمْ تَفْعَلُوْا لَمْ تَفْعَلِيْ لَمْ تَفْعَلْنَ لَمْ أَفْعَلْ لَمْ نَفْعَلْ۔

نفی جحد بلم در فعل مضارع مجہول لَمْ يُفْعَلْ لَمْ يُفْعَلَا...... تا آخر۔

لَمَّا ہم مثل لَمْ عمل کند لفظاً ومعنیً چون لَمَّا يَفْعَلْ لَمَّا يَفْعَلَا ...... تا آخر مگر معنی لَمْ يَفْعَلْ نکرد ومعنی لَمَّا يَفْعَلْ ہنوز نکرد،

وإِنْ ولام امر ولائے نہی ہم مثل لم عمل کند إِنْ تُفْعَلْ إِنْ تُفْعَلَا...... تا آخر معروف ومجہول باید گردانید،

لام امر در جمیع صیغ مجہول می آید ودر معروف در غیر صیغ حاضر ولائے نہی در ہمہ صیغہا آید۔

ترجمہ:...... حرف "لَمْ" يَفْعَلُ تَفْعَلُ أَفْعَلُ نَفْعَلُ (کے آخر) میں جزم (کا عمل) کرتا ہے اور يَفْعَلَانِ تَفْعَلَانِ يَفْعَلُوْنَ تَفْعَلُوْنَ اور تَفْعَلِيْنَ سے نون اعرابی کو گرا دیتا ہے اور يَفْعَلْنَ تَفْعَلْنَ جمع مؤنث غائب اور حاضر کے صیغوں کو اپنے حال پر باقی رکھتا ہے (یعنی ان میں کوئی عمل نہیں کرتا) اور فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے۔ بحث نفی جحد بلم در فعل مضارع معروف (اس گردان کا آسان عنوان "فعل جحد معلوم" ہے جیسا کہ ارشاد الصرف میں آپ نے پڑھا ہے) لَمْ يَفْعَلْ لَمْ يَفْعَلَا لَمْ يَفْعَلُوْا...... الخ (عین کی تینوں حرکات کے ساتھ تین دفعہ گردان کریں) نفی جحد بلم در فعل مضارع مجہول لَمْ يُفْعَلْ لَمْ يُفْعَلَا الخ (صرف عین کے فتحہ کے ساتھ ایک ہی دفعہ گردان کریں) لَمَّا بھی لم کی طرح لفظی اور معنوی عمل کرتا ہے۔ جیسے لَمَّا يَفْعَلْ لَمَّا يَفْعَلَا لَمَّا يَفْعَلُوْا لَمَّا تَفْعَلْ لَمَّا تَفْعَلَا لَمَّا يَفْعَلْنَ لَمَّا تَفْعَلُوْا لَمَّا تَفْعَلِيْ لَمَّا تَفْعَلْنَ لَمَّا أَفْعَلْ لَمَّا نَفْعَلْ (عین کی تینوں حرکات کے ساتھ اسی طرح مجہول کی گردان لَمَّا يُفْعَلْ لَمَّا يُفْعَلَا...... الخ) لیکن لَمْ يَفْعَلْ کا معنی ہے "نہیں کیا" اور لَمَّا يَفْعَلْ کا معنی ہے

''ابھی تک نہیں کیا'' اور اِنْ ،لامِ امر، لائے نہی بھی لَمْ کی طرح عمل کرتے ہیں جیسے اِنْ یُّفْعَلْ اِنْ یُّفْعَلَا......الخ معروف اور مجہول کی گردان کر لینی چاہئے (طلبہ کو چاہئے کہ مصنف کے حکم کے مطابق آخر تک گردان کریں) لام امر (مضارع) مجہول کے تمام صیغوں میں آتا ہے اور معلوم میں حاضر کے صیغوں کے علاوہ میں (آتا ہے)اور لائے نہی تمام صیغوں میں آتا ہے (معلوم ہوں یا مجہول)۔

تشریح و تحقیق

حروف جازمہ کی بحث:

سوال:...... یہ تو ہمیں معلوم ہوا کہ فعل مضارع پر حرف لَنْ داخل کرنے سے صرف معنی استقبال کی نفی ہوتی ہے اور ما کے ذریعہ سے صرف حال کی نفی ہوتی ہے اور لا کے ذریعہ سے حال واستقبال دونوں کی۔ لیکن فعل مضارع کو ماضی منفی بنانے کا بھی کوئی طریقہ ہے؟

جواب:...... جی ہاں فعل مضارع مثبت پر اگر حرف ''لَمْ'' کو داخل کر دیا جائے تو وہ ماضی منفی کے معنی میں ہو جائے گا۔ جس کو فعل جحد کہا جاتا ہے جیسے لَمْ یَفْعَلْ اس کا معنی ہے ''نہیں کیا اس ایک مرد نے زمانہ گزشتہ میں''۔ یہ بعینہ وہی معنی ہے جو ''مَافَعَلَ'' ماضی منفی کا ہے۔

سوال:......حروف جازمہ کسے کہتے ہیں اور یہ کتنے ہیں؟

جواب:...... جو فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں ان کو حروف جازمہ کہتے ہیں اور یہ کل پانچ ہیں: لَمْ، لَمَّا، لَامِ امر اور لائے نہی، اِنْ شرطیہ

ے اِنْ ولم لما ولام امر ولائے نہی نیز۔ پنج حرف جازم فعل اندا ے صاحب تمیز

حروف جازمہ کا عمل:

سوال:......حروف جازمہ کا لفظی و معنوی عمل کیا ہے؟

جواب:...... لفظی عمل تو ان سب کا یکساں ہے وہ یہ کہ جن پانچ صیغوں کے آخر کو حروف ناصبہ نصب دیتے ہیں تو حروف جازمہ ان کو جزم دیتے ہیں اور اگر ان کے آخر میں حرف علت ہو تو اس کو گرا دیتے ہیں اور جن سات صیغوں کے آخر سے حروف ناصبہ نون اعرابی گراتے ہیں تو حروف جازمہ بھی ان کے آخر سے نون اعرابی کو گرا دیتے ہیں اور جمع مؤنث کے دونوں صیغوں میں کوئی عمل نہیں کرتے کیونکہ وہ مبنی ہیں۔

سوال: ...... حروف ناصبہ اور جازمہ نون اعرابی کو کیوں گراتے ہیں؟

جوب: ...... اس لئے کہ نون اعرابی مفرد کے ضمہ کا قائم مقام ہوتا ہے اور بوقت دخول نواصب وجوازم ضمہ گر جاتا ہے اور جب یہ اصل کو گراتے ہیں تو اس کا نائب بطریقہ اولیٰ گرائیں گے۔

سوال: ...... عوامل ناصبہ اور جازمہ کی وجہ سے جمع مؤنث کے صیغوں سے نون کیوں نہیں گرتا؟

جواب: ...... یہ نون ضمیر ہے نون اعرابی نہیں ہے اور نون ضمیر مبنی ہوتا ہے کسی عامل کا عمل اس پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

حروف جازمہ کا معنوی عمل:

لَمْ لَمَّا ان دونوں کا معنوی عمل یہ ہے کہ فعل مضارع مثبت کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتے ہیں پھر دونوں میں فرق یہ ہے کہ لما میں استغراق ہوتا ہے یعنی لَمَّا زمانہ ماضی کے تمام اجزاء میں فعل کی نفی پر دلالت کرتا ہے بخلاف لَمْ کے کہ اس میں استغراق نہیں ہوتا۔ یعنی لَمْ زمانہ ماضی کے کسی جزء میں فعل کی نفی پر دلالت کرتا ہے تمام اجزاء میں فعل کی نفی مراد نہیں ہوتی۔ مثلاً لَمَّا يَنْصُرْ زَيْدٌ کا معنی ہے کہ زید نے ابھی تک مدد نہیں کی یعنی زید نے اس وقت تک کبھی بھی ماضی میں مدد نہیں کی۔ گویا کہ زمانہ ماضی کے ہر ہر جز میں نصرت کی نفی ہی نفی پھیلی ہوئی ہے۔ اور لَمْ يَنْصُرْ زَيْدٌ کا معنی ہے زید نے مدد نہیں کی یعنی اس قریب وقت میں اس نے مدد نہیں کی یہ مطلب نہیں کہ زمانہ ماضی میں کبھی بھی مدد نہیں کی بلکہ ہوسکتا ہے پہلے کبھی مدد کی ہو، مصنفؒ نے اس فرق کی طرف اپنی اس عبارت سے اشارہ فرمادیا کہ ''مگر معنی لَمْ يَفْعَلْ نکرد و معنی لَمَّا يَفْعَلْ ہنوز نکرد''۔

نوٹ: ...... کبھی کبھار لَمْ میں بھی استغراق ہوتا ہے جیسے لَمْ يَلِدْ اور وَلَمْ اَكُ بَغِيًّا۔

دوسرا فرق: ...... لَمْ اور لَمَّا میں یہ ہے کہ لَمَّا کا فعل حذف بھی ہوسکتا ہے۔ جیسے نَدِمَ زَيْدٌ وَلَمَّا اصل میں تھا وَلَمَّا يَنْفَعْهُ النَّدَمُ لیکن لَمْ کا فعل حذف نہیں ہوسکتا۔

تیسرا فرق: ...... لَمَّا اداۃ شرط کے ساتھ مقترن نہیں ہوسکتا یعنی کلمہ شرط کے بعد نہیں آسکتا۔ لہٰذا اِنْ لَمَّا تَقُمْ نہیں کہہ سکتے لیکن لَمْ مقترن ہوتا ہے جیسے وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ ، اور وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا۔

لام امر لائے نہی، اِنْ شرطیہ ان تینوں کا معنوی عمل یہ ہے کہ یہ فعل مضارع کو زمانہ حال سے خالی کر کے استقبال کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں اس کے علاوہ لام امر فعل مضارع میں طلب کا معنی پیدا کرتا ہے اور لائے نہیں ترک طلب کا۔

حروفِ جازمہ کی تحقیق:

(۱) لَمْ کی بحث: ......امام فراء کے نزدیک لَمْ اصل میں لَا تھا خلاف قیاس الف کو میم سے بدل دیا گیا۔ جمہور کے نزدیک یہ اپنی اصل پر ہے۔

(۲) لَمَّا کی بحث: ......سوال: ......کیا لَمَّا ہمیشہ جازمہ ہوتا ہے؟

جواب: ......نہیں لَمَّا کبھی ظرفیہ بھی ہوتا ہے جو معنیٰ شرط کو متضمن ہوتا ہے اسی وجہ سے اس کا شمار اداۃ شرط میں ہوتا ہے اور اس کو لَمَّا شرطیہ کہتے ہیں اس وقت یہ حِیْنَ یا اِذْ کے معنی میں ہوتا ہے جیسے وَلَمَّا فَتَحُوْا مَتَاعَهُمْ. اور وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ۔ اور کبھی لَمَّا حرف استثناء کے طور پر اِلَّا کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے وَاِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ (جب کہ یہاں اِنْ نافیہ ہو)۔

(۳) لام امر کی بحث: ......لام امر اس لام کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ فعل کی طلب کی جائے یہ لام امر: غائب اور متکلم کے تمام صیغوں پر داخل ہوتا ہے معروف ہوں یا مجہول۔ اور حاضر کے صرف مجہول کے صیغوں پر داخل ہوتا ہے معروف کے صیغوں پر داخل نہیں ہوتا۔ لام امر ہمیشہ مکسور ہوتا ہے البتہ اگر اس سے پہلے واؤ، فاء یا ثُمَّ آ جائے تو پھر ساکن ہو جاتا ہے (فَعِلٌ کا وزن بن جانے کی وجہ سے) جیسے وَلْيَأْخُذُوْا. فَلْتَقُمْ. ثُمَّ لْيَقْضُوْا۔

(۴) لائے نہی کی بحث: ......لائے نہی اس لاء کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ ترک فعل کی طلب کی جائے۔ یہ فعل مضارع کے تمام صیغوں پر داخل ہوتا ہے معروف ہوں یا مجہول۔

(۵) اِنْ شرطیہ کی بحث: ......"اِنْ" شرطیہ یہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے پہلا جملہ ہمیشہ فعلیہ ہوتا ہے اور دوسرا کبھی اسمیہ ہوتا ہے اور کبھی فعلیہ۔ پہلے جملہ کو شرط اور دوسرے کو جزاء کہتے ہیں، "اِنْ" شرطیہ ہمیشہ مستقبل کا معنی دیتا ہے اگرچہ ماضی پر کیوں نہ داخل ہو جیسے اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ۔ اگر تو مارے گا تو میں ماروں گا بسا اوقات "اِنْ" شرطیہ لَا نافیہ کے ساتھ مل جاتا ہے جس پر ناواقف شخص کو اِلَّا حرف استثنا، کا گمان ہونے لگتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہوتا جیسے اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ۔ اور اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ۔ اصل میں اِنْ لَا تَفْعَلُوْهُ۔ اور اِنْ لَا تَنْفِرُوْا ہے۔

سوال: ......کیا اِنْ ہمیشہ شرطیہ ہوتا ہے؟

جواب: ......"اِنْ" ہمیشہ شرطیہ نہیں ہوتا بلکہ کبھی زائدہ بھی ہوتا ہے اسی وجہ سے حروف زیادت میں اس کا شمار ہوتا ہے

اور اکثر یہ ما نافیہ کے ساتھ زائد ہوتا ہے اور تاکید نفی کے واسطے آتا ہے جیسے مَاإِنْ رَأَيْتُ زَيْدًا کبھی ''إِنْ'' مخففہ من المثقلہ ہوتا ہے یعنی ''إِنَّ'' کا مخفف۔ اس وقت اس کی خبر پر لام مفتوحہ کا داخل ہونا ضروری ہے جیسے وَإِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ۔ اور کبھی ''اِنْ'' نافیہ ہوتا ہے جیسے وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ ''إِنْ'' نافیہ کے بعد ہمیشہ إِلَّا آتا ہے جیسے إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنٰى۔ إِنْ يَّقُوْلُوْنَ إِلَّا كَذِبًا یا وہ حرف جو إِلَّا کے معنی میں ہو یعنی لَمَّا وغیرہ جیسے إِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ۔ لیکن صاحب مغنی اللبیب علامہ ابن ہشام نے اس قول کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ دیکھ ''إِنْ أَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ'' اور ''إِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ بِهٰذَا'' وغیرہ میں ''إِنْ'' نافیہ ہے لیکن اس کے بعد إِلَّا نہیں ہے معلوم ہوا کہ إِلَّا کا ہونا ضروری نہیں ہے۔

پھر زائدہ ہونے کی صورت میں تو بالاتفاق یہ عمل نہیں کرتا۔ اور مخففہ و نافیہ ہونے کی صورت میں اس کے عمل میں اختلاف ہے۔ اور تینوں صورتوں میں یہ جملہ فعلیہ پر بھی داخل ہوسکتا ہے اور جملہ اسمیہ پر بھی یعنی زائدہ ہو۔ یا مخففہ من المثقلہ ہو یا نافیہ ہو۔

فائدہ ثانیہ:...... بعض اسماء ایسے ہیں جو ''إِنْ'' شرطیہ کے معنی پر مشتمل ہونے کی وجہ سے حروف جازمہ کی طرح فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں ان کو اسماء شرطیہ کہتے ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) مَنْ (۲) مَا (۳) أَيْنَ (۴) مَتٰى (۵) أَيٌّ (۶) أَنّٰى
(۷) أَيَّانَ (۸) إِذْمَا (۹) حَيْثُمَا (۱۰) مَهْمَا (۱۱) كَيْفَمَا.

یہ اسماء ''إِنْ'' شرطیہ کی طرح ہمیشہ دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں۔ اور اگر ان میں شرط کے معنی نہ پائے جائیں تو پھر یہ عمل نہیں کرتے یعنی مضارع کو جزم نہیں دیتے۔

بعض کلمات ایسے ہیں جو شرط اور ربط کا فائدہ دیتے ہیں لیکن جزم کا عمل نہیں کرتے وہ یہ ہیں:

(۱) لَوْ (۲) لَوْلَا (۳) لَوْمَا (۴) أَمَّا (۵) لَمَّا (۶) إِذَا (۷) كُلَّمَا.

حسب بیان محققین صیغہائے امر مجہول بالام راوہم صیغہائے نہی رامتفرق کردن پسندیدہ نیست مثل بحث لَمْ ابحاث اینہاراہم باید داشت البتہ تفریق گردان امر معروف ضرورست چہ امر حاضر ازان بے لام آید وقسم ثالث فعل است پس صیغ امر علیحدہ نوشتہ خواہد شد امر بالام ہمون جابمعرض نگارش خواہد آمد للمناسبۃ صیغ نہی اینجا نوشتہ میشود۔

بحث نہی معروف لَایَفْعَلُ لَایَفْعَلَا لَایَفْعَلُوْا لَاتَفْعَلُ لَاتَفْعَلَا لَایَفْعَلْنَ لَاتَفْعَلُوْا لَاتَفْعَلِیْ لَاتَفْعَلْنَ لَا اَفْعَلُ لَانَفْعَلُ بحث نہی مجھول لَایُفْعَلُ لَا یُفْعَلَا ...... الی آخرہ

ترجمہ: ...... محققین علم الصرف کے بیان کے مطابق امر مجہول بالام کے صیغوں کو (یعنی امر حاضر مجہول اور امر غائب مجہول) اور نیز نہی (حاضر وغائب) کے صیغوں کو الگ الگ (بیان) کرنا اچھا نہیں ہے۔ لَمْ کی بحثوں (یعنی گردانوں) کی طرح ان کی بحثوں کو بھی (یعنی امر مجہول بالام اور نہی کی بحثوں کو بھی) رکھنا چاہئے (یعنی لَمْ کی گردانوں کے بعد ان کی گردانیں ایک ساتھ ہونی چاہئے کہ لَمْ بھی حرف جزم ہے اور لام امر، لائے نہی بھی حروف جازمہ ہیں) البتہ امر معلوم (حاضر وغائب) کی گردانوں کو الگ الگ بیان کرنا ضروری ہے (یعنی امر حاضر معلوم کی گردان الگ ہو اور امر غائب معلوم کی گردان الگ ہو) کیونکہ اس (امر معلوم) میں سے امر حاضر (معلوم) بغیر لام کے آتا ہے (اور امر غائب معلوم لام کے ساتھ) اور (یہ امر حاضر معلوم) فعل کی تیسری قسم ہے اس بناء پر امر کے صیغے علیحدہ لکھے جائیں گے اور مناسبت کی وجہ سے امر بالام بھی اسی اسی جگہ لکھنے میں آئے گا (مناسبت یہ ہےکہ امر ہونے میں تو یہ مشترک ہیں امر حاضر ہو یا غائب معلوم ہو یا مجہول) نہی کے صیغے یہاں لکھے جارہے ہیں بحث نہی معلوم لَا یَفْعَلُ لَا یَفْعَلَا لَا یَفْعَلُوْا ...... الخ (عین کی تینوں حرکات کے ساتھ تین دفعہ گردان کریں) بحث نہی مجھول لَا یُفْعَلُ لَا یُفْعَلَا ...... الخ (صرف بفتح العین)

تشریح وتحقیق

نگارش لکھنا۔ ھموں جابمعرض نگارش خواھد آمد ۔ اسی جگہ معرض تحریر میں آئے گا یعنی لکھا جائے گا۔

سوال: ...... ''قولہ حسب بیان محققین صیغہائے امر مجہول بالام ...... الخ'' اس عبارت سے مصنف کیا کہنا چاہتے ہیں اور ان کا اس سے کیا مقصد ہے؟

جواب: ...... اس عبارت سے مصنف کا مقصد ایک اعتراض کا جواب دینا ہے اور اس کے ضمن میں بعض صرفی حضرات کے اختیار کردہ طریقہ پر رد کرنا ہے۔ اعتراض یہ ہوتا ہے کہ مصنف نے دو طرح سے دوسرے صرفی حضرات کی مخالفت کی ہے (۱) ایک تو یہ کہ دوسرے صرفی حضرات فعل امر حاضر اور امر غائب کی گردانیں الگ

الگ بیان کرتے ہیں معروف ہو یا مجہول اس طور پر کہ پہلے امر حاضر معلوم کی گردان ذکر کرتے ہیں پھر امر حاضر مجہول کی اس کے بعد امر غائب معلوم پھر امر غائب مجہول کی۔ اسی طرح نہی حاضر اور نہی غائب کی گردانیں بھی الگ الگ ذکر کرتے ہیں اس طریقہ پر کہ پہلے نہی حاضر معلوم کی گردان پھر نہی حاضر مجہول کی اس کے بعد نہی غائب معلوم پھر نہی غائب مجہول کی گردانیں جیسا کہ آپ نے ارشاد الصرف اور میزان الصرف وغیرہ میں پڑھا ہے لیکن یہاں مصنفؒ نے اگر چہ امر حاضر معلوم اور امر غائب معلوم کی گردانیں تو الگ الگ ذکر کی ہیں لیکن امر حاضر مجہول اور امر غائب مجہول کے تمام صیغے ایک ساتھ ذکر کئے ہیں اور فعل نہی کی گردان میں تو حاضر اور غائب کی بھی تفریق نہیں کی بلکہ نہی حاضر اور غائب کے تمام صیغے ایک ساتھ ذکر کئے۔ جیسا کہ آگے کتاب میں دیکھنے سے یہ بات بخوبی واضح ہے۔ تو مصنف نے یہ مخالفت کیوں کی؟

(۲) دوسرا یہ کہ اور صرفی حضرات فعل نفی، فعل جحد وغیرہ کے بعد پہلے فعل امر کی گردان ذکر کرتے ہیں اول امر حاضر کی پھر امر غائب کی پھر اس کے بعد فعل نہی کی گردان بیان کرتے ہیں لیکن مصنفؒ نے فعل جحد کے بعد پہلے فعل نہی کی گردان ذکر کی ہے اسؒ کے بعد فعل امر کی یہ کیوں؟

جواب: ...... مذکورہ عبارت سے مصنفؒ نے اس اعتراض کا جواب دیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مصنفؒ نے جو یہاں ترتیب اختیار کی ہے وہ محققین صرف کے بیان کے عین مطابق ہے وہ اس طرح کہ محققین کا کہنا یہ ہے کہ امر مجہول کے تمام صیغوں کی ایک ہی گردان ہونی چاہئے جسمیں امر حاضر مجہول اور امر غائب مجہول کے تمام صیغے ایک ساتھ مذکور ہوں کیونکہ امر مجہول ہونے میں تمام صیغے شریک ہیں اور سب کے شروع میں لام امر ہے تو پھر امر حاضر مجہول اور امر غائب مجہول کی الگ الگ گردان کی کیا ضرورت ہے؟ جیسا کہ بعض حضرات کرتے ہیں البتہ امر معلوم کی گردان میں سے امر حاضر معلوم اور امر غائب معلوم کے صیغوں کو الگ الگ ذکر کرنا ضروری ہے دو وجہ سے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ امر معلوم میں سے امر حاضر معلوم کے صیغے بغیر لام کے آتے ہیں اور امر غائب معلوم کے صیغے لام کے ساتھ آتے ہیں تو امر حاضر معلوم کی گردان امر باللام کے صیغوں کے ساتھ ایک ہی گردان میں مناسب معلوم نہیں ہوگی کہ کچھ صیغوں میں لام ہو اور کچھ میں نہ ہو۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ امر معلوم میں سے امر حاضر معلوم فعل کی مستقل تیسری قسم ہے جب کہ امر باللام اور نہی تو فعل مضارع میں داخل ہیں اس بناء پر امر حاضر معلوم کی گردان امر غائب معلوم کی گردان سے الگ ذکر کرنا

ضروری تھا۔

اسی طرح محققین کے نزدیک نہی حاضر اور نہی غائب کے تمام صیغوں کی ایک ہی گردانی ہونی چاہئے کیونکہ فعل نہی ہونے میں تمام صیغے شریک ہیں اور سب کے شروع میں لائے نہی موجود ہے تو پھر نہی حاضر اور نہی غائب کی الگ الگ گردان کی کیا ضرورت ہے۔ تو اسی وجہ سے حضرت مصنفؒ نے امر حاضر مجہول اور امر غائب مجہول کے تمام صیغے ایک ساتھ ذکر کئے بس عنوان رکھا۔ امر مجہول (حاضر اور غائب کی قید نہیں لگائی) اور اس کے تحت امر حاضر مجہول اور امر غائب مجہول کے تمام صیغے ذکر کئے البتہ امر حاضر معلوم اور امر غائب معلوم کی گردان الگ الگ ذکر کی اسی طرح نہی حاضر اور غائب کے تمام صیغوں کی ایک ہی گردان ذکر کی کہ بحث کا عنوان باندھا۔ نہی معروف (حاضر وغائب کی قید نہیں لگائی) اور اس کے نیچے حاضر وغائب کے تمام صیغے ذکر کئے اس طرح نہی مجہول۔

باقی فعل جحد کے بعد جو مصنف نے پہلے نہی کی گردان ذکر کی ہے اس کے بعد امر کی۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ محققین کے نزدیک اصل میں فعل کی تین قسمیں ہیں۔ فعل ماضی۔ فعل مضارع۔ فعل امر (حاضر معلوم)۔ تو ان کے بیان کے مطابق فعل ماضی کی گردانوں کے بعد دوسرے نمبر پر فعل مضارع کی تمام گردانیں ذکر کرنی چاہئے اس کے بعد تیسرے نمبر پر فعل امر حاضر کی گردان مذکور ہونی چاہئے اور امر بالام یعنی امر حاضر مجہول اور امر غائب معلوم و مجہول اور فعل نہی تو در حقیقت فعل مضارع ہی ہیں جس کی ابتداء میں لام امر اور لائے نہی داخل ہیں لہٰذا ان کا ذکر فعل مضارع ہی کی بحث میں فعل جحد کی گردان کے بعد ہونا چاہئے اِس مناسبت کی وجہ سے کہ فعل جحد کے شروع میں بھی لَمْ حرف جزم ہوتا ہے اور لام امر اور لائے نہی بھی حروف جازمہ ہیں۔ اس کے بعد پھر صرف امر حاضر معلوم کی گردان الگ ہونی چاہئے کہ وہ فعل کی تیسری مستقل قسم ہے اور اس کے شروع میں کوئی حرف جزم نہیں ہوتا۔ بعض صرفیوں کا یہ طریقہ مناسب نہیں ہے کہ بیچ میں امر حاضر معلوم کی گردان شروع کر دیتے ہیں اس کے بعد نہی کی گردان ذکر کرتے ہیں۔ مصنفؒ کے ہاں چونکہ یہی تحقیق مختار ہے اس بناء پر انہوں نے بھی فعل جحد کے بعد فعل نہی کی گردان رکھی اور اس کے بعد فعل امر حاضر معلوم کی۔ اگرچہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ نہی کی گردان کی طرح امر بالام کے صیغوں کو بھی ابحاث لَمْ یعنی فعل جحد کے ساتھ ذکر کرتے۔ لیکن امر بالام پر بھی امر کا اطلاق ہوتا ہے (اگرچہ حقیقت میں فعل مضارع ہے) تو اس مناسبت کی وجہ مصنف نے امر بالام کے صیغے بعد میں امر حاضر معلوم کے ساتھ ذکر کئے ہیں۔

اس تفصیل سے اعتراض کا جواب بھی ہوگیا کہ مصنفؒ نے محققین کے قول پر عمل کرتے ہوئے بعض صرفیوں

کی مخالفت کی ہے اور ساتھ ساتھ ان صرفیوں کے طریقہ کار پر رد بھی ہوگیا کہ ان کا اختیار کردہ طریقہ کوئی زیادہ اچھا نہیں ہے۔

نوٹ:...... پڑھتے پڑھاتے وقت اس مقام کو سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ پہلے میزان الصرف یا ارشاد الصرف میں فعل امر حاضر وغائب معلوم ومجہول اسی طرح فعل نہی کی حاضر وغائب معلوم ومجہول کی گردانیں اور ان کی ترتیب ذھن میں محفوظ کرلیں اس کے بعد علم الصیغہ میں فعل امر ونہی کی گردانوں پر نظر ڈالیں یا کم از کم علم الصیغہ اور مذکورہ دونوں کتابوں میں سے کوئی ایک سامنے کھول کر رکھیں تو بڑی آسانی سے آپ پر علم الصیغہ اور دوسرے صرفیوں کے اختیار کردہ طریقہ کار میں فرق واضح ہوجائیگا۔

نوٹ:...... مصنف نے جو یہ فرمایا کہ امر حاضر معلوم کے صیغے بغیر لام کے آتے ہیں یہ بصریین کا مذہب ہے ورنہ کوفیین کا مذہب یہ ہے کہ امر حاضر معلوم کے صیغوں پر بھی لام داخل ہوتا ہے ان سب کی ابتداء میں اصلاً لام تھا اور ''اِفْعَلْ'' اصل میں ''لِتَفْعَلْ'' تھا آخر میں یہ جزم لام مقدرہ کی وجہ سے ہے، کثرت استعمال کی وجہ سے برائے تخفیف لام حذف ہوا اس کے بعد تاء حرف مضارع کو اس لئے حذف کیا تاکہ بوقت وقف امر حاضر معلوم کا مضارع کے ساتھ التباس نہ ہو۔ اب ابتداء بالساکن محال ہے تو شروع میں ہمزہ وصلی لگایا تو کوفیین کے نزدیک امر حاضر معلوم معرب ہے۔ اور مجزوم ہے لام مقدرہ کی وجہ سے جب کہ بصریین کے نزدیک مبنی ہے اور وقف کی وجہ سے آخر سے حرکت اور نون اعرابی وغیرہ گرتے ہیں۔

در فعل مضارع مجزوم بلم ودیگر جوازم اگر لام کلمہ حرف علت باشد بیفتد چوں لَمْ یَدْعُ ولَمْ یَرْمِ ولَمْ یَخْشَ ولَمَّا یَدْعُ وإِنْ یَّدْعُ ولِیَدْعُ ولَایَدْعُ وَهٰکَذَا......

ترجمہ:...... جو فعل مضارع لَمْ یا دوسرے عوامل جازمہ کی وجہ سے مجزوم ہو اس میں اگر لام کلمہ حرف علت ہو تو وہ گر جاتا ہے جیسے لَمْ یَدْعُ لَمْ یَرْمِ لَمْ یَخْشَ اور لَمَّا یَدْعُ، إِنْ یَّدْعُ، لِیَدْعُ، لَایَدْعُ اور اسی طرح اور مثالیں سمجھ لیں۔

تشریح وتحقیق

یہاں ایک قاعدہ بیان کیا گیا ہے. اور یہ وہی قاعدہ ہے جس کو عام طور پر لَمْ یَدْعُ اور اُدْعُ والا قانون کہا جاتا ہے۔ اس قاعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ مضارع معتل اللام پر اگر کوئی عامل جازم داخل ہو چاہے حرف لَمْ ہو لَمَّا ہو یا کوئی اور عامل جازم ہو تو لام کلمہ میں جو حرف علت ہے وہ گر جائے گا حرف علت واو ہو، الف ہو۔ یا یاء جیسے لَمْ

يَدْعُ اصل میں يَدْعُوْ تھالَمْ حرف جازم کی وجہ سے واوحرف علت گر گیا اور لَمْ يَرْمِ اصل میں يَرْمِيْ تھا لَمْ حرف جزم کی وجہ سے یاء گر گئی اور لَمْ يَخْشَ اصل میں يَخْشٰی تھا۔ یہاں الف حذف ہوا، اسی طرح لَمَّا يَدْعُ اصل میں يَدْعُوْ تھا لما حرف جزم کی وجہ سے واو حرف علت گر گیا اور اِنْ يَّدْعُ میں اِنْ حرف جزم کی وجہ سے واو حذف ہوا اور لِيَدْعُ میں لام امر کی وجہ سے اور لَايَدْعُ میں لائے نہی کی وجہ سے واو حذف ہوا۔

سوال:......عوامل جازمہ کی وجہ سے حروف علت کیوں گرتے ہیں؟

جواب:......اس لئے کہ ان عوامل کا کام ہے آخر سے حرکت کو گرانا۔ اور آخر میں حرف علت کے موجود ہونے کے وقت حرکت نہیں ہوتی کیونکہ حروف علت ثقیل ہیں تو حرکت سے ثقل اور بڑھ جائے گا۔ اور خود حروف علت حرکات کے مشابہ ہیں اس وجہ سے کہ یہ حرکات سے مرکب ہیں واو دو ضموں سے مرکب ہے الف دو فتحوں سے اور یا دو کسروں سے تو جب آخر میں حرکت ان حروف علت ہی کی وجہ سے موجود نہیں اور یہ حروف علت حرکات کے مشابہ ہیں تو عوامل جازمہ حرکت کی جگہ اب انہی حروف علت کو گراتے ہیں کیونکہ یہی سبب بنے ہیں حرکات کے نہ ہونے کے۔

اعتراض:......لَمْ يَدْعُوْا، لَمْ يَدْعُوْنَ یہ دونوں صیغے تو معتل اللام ہیں اور لم حرف جزم ان پر داخل ہے لیکن آخر سے واو حرف علت نہیں گرایا کیوں؟

جواب:......عوامل جازمہ فعل مضارع معتل اللام کے صرف ان پانچ صیغوں سے حرف علت گراتے ہیں جنکے آخر سے بوقت جزم حرکت گرتی ہے (اور مذکورہ دونوں صیغے ان میں سے نہیں) باقی جن صیغوں میں نون اعرابی ہوتا ہے وہاں عامل جازم کا جزم دینا صرف اس نون اعرابی کو گرانا ہے چاہے فعل مضارع معتل اللام ہو یا صحیح ہو۔ اور جمع مؤنث کے صیغے تو ہیں ہی مبنی ان میں تو کوئی عامل عمل نہیں کرتا۔

برائے تاکید در فعل مضارع لام تاکید مفتوحہ ونون تاکید ثقیلہ وخفیفہ می آید لام در اول ونون در آخر داخل میشود ثقیلہ مشدد باشد ودر ہمہ صیغ می آید وخفیفہ ساکن ودر تثنیہ وجمع مؤنث نمی آید ودر باقی صیغ می آید ماقبل نون ثقیلہ در يَفْعَلُ وتَفْعَلُ وافْعَلُ ونَفْعَلُ مفتوح میشود ونون اعرابی در صیغ تثنیہ وجمع مذکر وواحد مؤنث حاضر می افتد پس الف تثنیہ باقی می ماند ونون ثقیلہ بعد آن مکسور میگردد چون لَيَفْعَلَانِّ وواو جمع مذکر ویائے مؤنث حاضر می افتد وضمہ ماقبل واو وکسرہ ماقبل یا باقی می ماند چون لَيَفْعَلُنَّ لَتَفْعَلِنَّ ودر جمع مؤنث غائب وحاضر میان نون جمع ونون ثقیلہ الف می آرند تا اجتماع سہ نون لازم نیاید چون لَيَفْعَلْنَانِّ ولَتَفْعَلْنَانِّ ودرین ہر دو ہم نون ثقیلہ مکسور می باشد بالجملہ بعد الف نون ثقیلہ مکسور می باشد، در دیگر جاہا مفتوح ونون خفیفہ در غیر تثنیہ وجمع مؤنث حال مثل نون ثقیلہ دارد ومضارع بدر آمدن نون ثقیلہ وخفیفہ خاص بمستقبل میگردد۔

لام تاکید با نون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف لَيَفْعِلَنَّ لَيَفْعِلَانِّ لَيَفْعُلُنَّ لَتَفْعِلَنَّ لَتَفْعِلَانِّ لَيَفْعِلْنَانِّ لَتَفْعُلُنَّ لَتَفْعِلِنَّ لَتَفْعِلْنَانِّ لَافْعِلَنَّ لَنَفْعِلَنَّ مجہول لَيُفْعَلَنَّ تا آخر لام تاکید با نون خفیفہ در فعل مستقبل معروف لَيَفْعِلَنْ لَيَفْعُلُنْ لَتَفْعِلَنْ لَتَفْعُلُنْ لَتَفْعِلِنْ لَافْعِلَنْ لَنَفْعِلَنْ مجہول لَيُفْعَلَنْ ..... تا آخر در امر ونہی ہم نون ثقیلہ ونون خفیفہ می آید ذکر آمد بعد ازین خواہد آمد نہی معروف با نون ثقیلہ لَا يَفْعِلَنَّ لَا يَفْعِلَانِّ لَا يَفْعُلُنَّ لَا تَفْعِلَنَّ لَا تَفْعِلَانِّ لَا يَفْعِلْنَانِّ لَا تَفْعِلَنَّ لَا تَفْعُلُنَّ لَا تَفْعِلِنَّ لَا تَفْعِلْنَانِّ لَا افْعِلَنَّ لَا نَفْعِلَنَّ مجہول لَا يُفْعَلَنَّ..... تا آخر نون ثقیلہ وخفیفہ در فعل مضارع بعد اِمَّا شرطیہ ہم می آید بطریقہ خود چون اِمَّا يَفْعِلَنَّ تا آخر واِمَّا يَفْعِلَنْ..... تا آخر۔

ترجمہ:..... تاکید کی غرض سے فعل مضارع میں لام تاکید مفتوحہ اور نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ آتے ہیں لام تاکید شروع میں داخل ہوتا ہے اور نون تاکید آخر میں نون تاکید ثقیلہ مشدد ہوتا ہے اور تمام صیغوں میں آتا ہے اور نون تاکید خفیفہ ساکن ہوتا ہے اور تثنیہ وجمع مؤنث کے صیغوں میں نہیں آتا باقی (سب) صیغوں میں آتا ہے نون ثقیلہ کا ماقبل يَفْعَلُ تَفْعَلُ اَفْعَلُ نَفْعَلُ میں مفتوح ہوتا ہے اور (نون ثقیلہ کے باعث) تثنیہ، جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر کے صیغوں سے نون اعرابی گر جاتا ہے اور الف تثنیہ باقی رہتا ہے۔ اور نون ثقیلہ اس (الف) کے بعد مکسور ہوتا ہے۔ جیسے لَيَفْعَلَانِّ۔ اور جمع مذکر کا واو اور واحد مؤنث حاضر کی یاء گر جاتی ہے اور (جمع مذکر میں) واو سے پہلے ضمہ اور (واحد مؤنث حاضر میں) یاء سے پہلے کسرہ باقی رہتا ہے جیسے لَيَفْعَلُنَّ (جمع مذکر کی مثال) اور لَتَفْعَلِنَّ (واحد مؤنث حاضر کی مثال ہے) اور جمع مؤنث حاضر وغائب کے صیغوں میں نون جمع اور نون ثقیلہ کے درمیان الف لے آتے ہیں

تا کہ تین نونات کا جمع ہونا لازم نہ آئے جیسے لَيَفْعَلْنَانِّ (جمع مؤنث غائب کی مثال ہے) اور لَتَفْعَلْنَانِّ (جمع مؤنث حاضر کی مثال ہے) اوران دونوں صیغوں میں بھی نون ثقیلہ مکسور ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ الف کے بعد نون ثقیلہ مکسور ہوتا ہے اور دوسری جگہوں میں مفتوح ہوتا ہے اور نون خفیفہ کا حال تثنیہ اور جمع مؤنث کے صیغوں کے علاوہ (باقی تمام صیغوں میں) نون ثقیلہ کی طرح ہے اور فعل مضارع نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ کے آنے سے مستقبل کے ساتھ خاص ہوجاتا ہے (یعنی زمانہ حال سے خالی ہوجاتا ہے)

بحث لام تاکید بانون ثقیلہ درفعل مستقبل معروف: لَيَفْعَلَنَّ لَيَفْعَلَانِّ ...... الخ (ہر گردان معلوم میں عین کی تینوں حرکات کے ساتھ۔ اور مجہول میں صرف عین کے فتحہ کے ساتھ۔ اس گردان کا دوسرا نام فعل مستقبل معلوم مؤکد بالام تاکید ونون تاکید ثقیلہ ہے) مجہول۔ لَيُفْعَلَنَّ لَيُفْعَلَانِّ ...... الخ۔

لام تاکید بانون خفیفہ درفعل مستقبل معروف لَيَفْعَلَنْ لَيَفْعَلُنْ ...... الخ (مکمل گردان متن میں مذکور ہے) مجہول لَيُفْعَلَنْ لَيُفْعَلُنْ لَتُفْعَلَنْ لَتُفْعَلُنْ لَتُفْعَلِنْ لَأُفْعَلَنْ لَنُفْعَلَنْ۔ امر اور نہی میں بھی نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ آتے ہیں امر کا ذکر اس کے بعد آئے گا نہی معلوم مؤکد بانون تاکید ثقیلہ لَا يَفْعَلَنَّ لَا يَفْعَلَانِّ ...... الخ۔ (مکمل گردان متن میں مذکور ہے) نہی مجہول مؤکد بانون تاکید ثقیلہ لَا يُفْعَلَنَّ لَا يُفْعَلَانِّ لَا يُفْعَلُنَّ لَا تُفْعَلَنَّ لَا تُفْعَلَانِّ لَا يُفْعَلْنَانِّ ...... الخ نون ثقیلہ وخفیفہ فعل مضارع میں اِمَّا شرطیہ کے بعد بھی اپنے (مذکورہ) طریقہ سے آتا ہے۔ (نون ثقیلہ) جیسے اِمَّا يَفْعَلَنَّ اِمَّا يَفْعَلَانِّ اِمَّا يَفْعَلُنَّ اِمَّا تَفْعَلَنَّ آخر تک گردان کرلیں (اور نون خفیفہ) جیسے اِمَّا يَفْعَلَنْ اِمَّا يَفْعَلُنْ اِمَّا تَفْعَلَنْ اِمَّا تَفْعَلُنْ اِمَّا تَفْعَلِنْ اِمَّا اَفْعَلَنْ اِمَّا نَفْعَلَنْ۔

تشریح وتحقیق

نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ کی بحث

نون تاکید کی تعریف:

نون تاکید اس نون کو کہتے ہیں جو فعل کے معنی میں تاکید پیدا کرنے کے لئے اس کے آخر میں لاحق ہوتا ہے۔ نون تاکید کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) ثقیلہ۔ (۲) خفیفہ جب نون تاکید مشدد ہو تو ثقیلہ کہلاتا ہے اور ساکن ہو تو خفیفہ کہلاتا ہے۔

سوال: ...... نون تاکید میں سے ہر ایک اصل اور مستقل قسم ہے یا نون ثقیلہ اصل اور خفیفہ اس کی فرع ہے؟

جواب: ...... کوفیین کے نزدیک نون ثقیلہ اصل اور خفیفہ اس کی فرع ہے لیکن بصریین کے نزدیک ہر ایک اصل اور مستقل بنفسہ ہے۔

یہ دونوں نون تاکید فعل کے ساتھ خاص ہیں اس لئے تو یہ علامات فعل میں سے شمار ہوتے ہیں۔ اسم پر بہت کم صرف بوقت ضرورت اضطراری حالت میں داخل ہوتے ہیں اور افعال میں سے فعل ماضی میں بھی نون تاکید بالکل نہیں آتا الا شاذ ونادر۔ اور جو فعل مضارع حال کے معنی میں ہو اس پر نون تاکید کا داخل ہونا بہت کم ہے اور ایسا ہی فعل مضارع منفی پر نون تاکید کا داخل ہونا بھی کم ہے چاہے وہ نفی ما کے ساتھ ہو یا لاؔ کے ساتھ ہو یا لَمْ کے ساتھ یعنی فعل جحد ہو۔ جب مضارع طلب کے معنی پر مشتمل ہو تو اس کے ساتھ نون تاکید کثرت سے لاحق ہوتا ہے جیسے نہی، استفہام تمنی عرض وغیرہ اسی طرح فعل امر میں بھی نون تاکید ہر وقت آ سکتا ہے۔

فعل مضارع کے ساتھ نون تاکید ملانے کا طریقہ:

یہ دونوں نون تاکید فعل مضارع کے آخر میں آتے ہیں اور اس وقت شروع میں لام تاکید مفتوحہ لایا جاتا ہے اور ان دونوں کے آنے سے نون اعرابی گر جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جمع مذکر کے صیغوں سے واو اور واحد مؤنث حاضر کے صیغہ سے یاء گر جاتی ہے اور جمع مؤنث کے دونوں صیغوں میں نون جمع اور نون ثقیلہ کے درمیان الف لے آتے ہیں۔ پھر نون ثقیلہ تو فعل مضارع کے تمام صیغوں میں آتا ہے اور نون خفیفہ صرف آٹھ صیغوں میں آتا ہے باقی چھ صیغوں میں نہیں آتا یعنی چار تثنیہ کے اور دو جمع مؤنث کے صیغے۔

خود نون ثقیلہ اور اس کے ماقبل کی حالت: ...... پانچ صیغوں میں نون ثقیلہ ماقبل مفتوح ہوتا ہے اور خود بھی مفتوح ہوتا ہے (یعنی واحد مذکر غائب واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم، جمع متکلم) اور چھ صیغوں میں نون ثقیلہ کا ماقبل الف ہوتا ہے اور خود نون ثقیلہ مکسور ہوتا ہے (یعنی چار تثنیہ کے صیغے اور دو ۲ جمع مؤنث کے) اور دو صیغوں میں نون ثقیلہ ماقبل مضموم ہوتا ہے اور خود مفتوح ہوتا ہے۔ (یعنی جمع مذکر غائب وحاضر) اور ایک صیغہ میں نون ثقیلہ کا ماقبل مکسور ہوتا ہے اور خود مفتوح ہوتا ہے یعنی واحد مؤنث حاضر۔

نون خفیفہ کے ماقبل کی حالت: ...... نون تاکید خفیفہ خود تو ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور اس کا ماقبل نون ثقیلہ کے ماقبل کی طرح ہوتا ہے۔ جن صیغوں میں نون ثقیلہ کا ماقبل مفتوح تو ان میں نون خفیفہ بھی ماقبل مفتوح اور جن میں نون ثقیلہ ماقبل مضموم ہو تو نون خفیفہ بھی ماقبل مضموم ہوتا ہے اور جہاں نون ثقیلہ ماقبل مکسور تو خفیفہ بھی اسی طرح۔ البتہ جہاں نون ثقیلہ کا ماقبل الف ہوتا ہے تو ان صیغوں میں نون خفیفہ آتا ہی نہیں۔

سوال: ...... نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ کا لفظی اور معنوی عمل کیا ہے؟

جواب:...... لفظی عمل تو یہ ہے کہ یہ دونوں نونِ تاکید فعل مضارع کو معرب سے مبنی بناتے ہیں اور جن صیغوں میں نون اعرابی ہے اس کو گراتے ہیں۔

اور معنوی عمل یہ ہے کہ فعل مضارع کو زمانہ استقبال کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں اس میں حال کا معنی نہیں رہتا۔ اور اس کے معنی میں تاکید پیدا کرتے ہیں۔

نوٹ:...... بعض حضرات کے نزدیک نون تاکید حرف غیر عاملہ ہے۔ یعنی عمل نہیں کرتا صرف تاکید فعل کے لئے آتا ہے ان حضرات کے نزدیک فعل مضارع نون تاکید کے آنے سے مبنی اس لئے بنتا ہے کہ فعل مضارع میں آخری حرف جو محل اعراب تھا وہ نون تاکید لگنے کے بعد درمیان میں واقع ہوا۔ کیونکہ نون تاکید شدت اتصال کی وجہ سے کلمہ کے جزء کی طرح ہے اب درمیان میں تو اعراب جاری نہیں ہوتا، آخر میں ہوتا ہے اور خود نون تاکید پر اعراب اس لئے جاری نہیں ہوتا کہ وہ تو حرف ہے اور حروف مبنی ہوتے ہیں۔

سوال:...... نون تاکید لگنے سے نون اعرابی کیوں گرتا ہے؟

جواب:...... نون تاکید لگنے سے مضارع مبنی بن گیا اور نون اعرابی معرب ہونے کی نشانی ہے تو مبنی میں معرب کی نشانی کس طرح باقی رہ سکتی ہے اس لئے یہ حذف ہوا۔

سوال:...... نون تاکید آنے سے فعل مضارع مستقبل کے ساتھ کیوں خاص ہو جاتا ہے؟

جواب:...... اس لئے کہ نون تاکید فعل مضارع میں طلب کے معنی پیدا کرنے کے لئے آتا ہے اور طلب کا تعلق زمانہ مستقبل کے ساتھ ہوتا ہے زمانہ حال میں تو کسی فعل کی طلب ممکن ہی نہیں۔

نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ میں فرق:

سوال:...... نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

جواب:...... ہاں فرق ہے؟ (۱) ایک فرق تو یہ ہے کہ نون ثقیلہ متحرک ہوتا ہے اور نون خفیفہ ساکن۔

(۲) دوسرا فرق یہ ہے کہ نون ثقیلہ فعل مضارع کے تمام صیغوں میں آتا ہے اور نون خفیفہ چھ صیغوں میں نہیں آتا باقی میں آتا ہے۔

(۳) تیسرا فرق یہ ہے کہ ثقیلہ میں تاکید زیادہ ہوتی ہے اور خفیفہ میں کم۔ بعض حضرات کے نزدیک تاکید

میں دونوں برابر ہیں۔

فائدہ:......اوپر جو یہ کہا کہ فعل مضارع نون تاکید کے آنے سے مبنی بن جاتا ہے یہ راجح اور مشہور قول ہے اس کے علاوہ ایک دوسرا قول یہ ہے کہ فعل مضارع نون تاکید لگنے کے بعد بھی معرب رہتا ہے مبنی نہیں بنتا۔

سوال:......جب فعل مضارع کے آخر میں نون تاکید ہو تو شروع میں لام تاکید کا آنا درست نہیں ہونا چاہئے کیونکہ لام تاکید مضارع کو زمانہ حال کے ساتھ خاص کر دیتا ہے اور نون تاکید استقبال کے ساتھ تو بیک وقت مضارع میں لام تاکید اور نون تاکید کا آنا اجتماع متناقضین ہے، ایک چاہتا ہے کہ فعل مضارع زمانہ حال کے ساتھ خاص ہو اور ایک چاہتا ہے کہ استقبال کے ساتھ خاص ہو، جب دونوں کے تقاضے مختلف ہیں تو پھر دونوں جمع کیسے ہوتے ہیں؟

جواب:......لام تاکید دو معنوں کے لئے آتا ہے: (۱) تاکید کے لئے (۲) معنی حال کے لئے یعنی مضارع کو زمانہ حال کے معنی میں کرنے کے لئے۔

اب جب فعل مضارع کے آخر میں نون تاکید ہو تو اس وقت لام تاکید بھی محض تاکید کے لئے ہوتا ہے معنی حال سے خالی ہوتا ہے۔

سوال:......جمع مؤنث کے صیغوں میں نون ضمیر اور نون ثقیلہ کے درمیان الف کیوں لاتے ہیں؟

جواب:......تاکہ تین نون جمع نہ ہوں۔ ایک تو نون ضمیر ہے اور حرف مشدد اصل میں دو حرف ہوتے ہیں تو نون ثقیلہ درحقیقت دو نون ہیں تو یہاں تین نون جمع ہوتے ہیں جیسے لَيَفْعَلْنَنَّ اور تین نونات کا اجتماع ناپسندیدہ ہے ثقل کی وجہ سے۔

سوال:...... لَمُمْتَنِنِّي اور لَنَكُوْنَنَّ میں تو تین نون جمع ہیں؟

جواب:......تین نونات کا اجتماع تب ناجائز ہے جب کہ پہلا نون ضمیر ہو اور دوسرا نون تاکید ثقیلہ ہو اور لَمُمْتَنِنِّي میں نون اول تو ضمیر ہے لیکن ثانی نون تاکید ثقیلہ نہیں بلکہ نون وقایہ ہے اور لَنَكُوْنَنَّ میں نون اول نون ضمیر نہیں بلکہ نون اصلی ہے یعنی لام کلمہ ہے اگر چہ نون ثانی نون تاکید ثقیلہ ہے۔

سوال:......تین نونات میں سے ایک نون کو حذف کیوں نہیں کرتے تاکہ بیچ میں الف کی ضرورت نہ پڑے؟

جواب:......یہ ممکن نہیں کیونکہ اگر نون ضمیر کو حذف کرتے ہیں تو فاعل ہے اور فاعل کا حذف کرنا جائز نہیں اور اگر نون

مشدد میں سے ایک حذف کرتے ہیں تو پھر نون ثقیلہ باقی نہیں رہتا۔

اعتراض:...... لَیَضْرِبُنَّ جو اصل میں لَیَضْرِبُوْنَنَّ تھا اس میں واو کو حذف کیا حالانکہ یہ واو بھی تو ضمیر فاعل ہے اسی طرح لَتَضْرِبِنَّ جو اصل میں لَتَضْرِبِیْنَنَّ تھا اس میں یاء کو حذف کیا حالانکہ یہ بھی ضمیر فاعل ہے تو یہاں فاعل کو حذف کرنا کیوں جائز ہے؟

جواب:...... یہاں فاعل کو حذف کرنا اس لئے جائز ہے کہ اس کا قائم مقام موجود ہے وہ اس طرح کہ لَیَضْرِبُنَّ میں ضمہ واو ضمیر کا قائم مقام ہے اور لَتَضْرِبِنَّ میں کسرہ یاء کا قائم مقام ہے اور قائم مقام موجود ہونے کی صورت میں فاعل کا حذف جائز ہے۔

سوال:...... جمع مذکر کے صیغوں میں واو اور واحد مؤنث حاضر کے صیغہ میں یاء کے حذف کرنے کی ضرورت کیا ہے؟

جواب:...... التقاء ساکنین کی وجہ سے ان کو حذف کرتے ہیں۔

التقاء ساکنین کی بحث:

فائدہ:...... التقاء ساکنین کا مطلب ہے دو ساکنوں کا جمع ہونا اور مل جانا۔ پھر التقاء ساکنین کی دو قسمیں ہیں۔(۱) التقاء ساکنین علی حدہ (۲) التقاء ساکنین علی غیر حدہ۔

التقاء ساکنین علی حدہ کی تعریف: یہ ہے کہ دونوں ساکنوں میں سے پہلا ساکن مدہ ہو یا یائے تصغیر ہو اور دوسرا ساکن مدغم یعنی مشدد ہو جیسے اِحْمَارَّ، خُوَیْصَّةٌ اکثر حضرات کے نزدیک وحدۃ کلمہ بھی شرط ہے یعنی دونوں ساکنوں کا ایک کلمہ میں ہونا۔ جب کہ بعض حضرات کے نزدیک وحدت کلمہ شرط نہیں۔

اور **التقائے ساکنین علی غیر حدہ کی تعریف** یہ ہے کہ دونوں ساکنوں میں مذکورہ شرطیں نہ ہوں یا ان شرطوں میں سے کوئی ایک شرط نہ ہو۔

پھر علی حدہ کا حکم یہ ہے کہ دونوں ساکنوں کو باقی رکھنا درست ہے۔ **اور علی غیر حدہ کا حکم** یہ ہے کہ ان دونوں کو باقی رکھنا جائز نہیں ہے۔

اعتراض:...... تثنیہ اور جمع مؤنث کے صیغوں کے ساتھ جب نون تاکید ثقیلہ لگتا ہے تو التقاء ساکنین علیٰ غیر حدہ لازم آتا ہے جیسے لَیَفْعَلاَنِّ لَتَفْعَلاَنِّ لَیَفْعَلْنَانِّ لَتَفْعَلْنَانِّ۔ کہ یہاں دونوں ساکن ایک کلمہ میں نہیں ہیں اسلئے کہ نون تاکید ثقیلہ مستقل کلمہ ہے۔ تو ان صیغوں میں التقائے ساکنین کو باقی کیوں رکھتے ہیں جب کہ التقائے

ساکنین علیٰ غیرہ حدہ کو باقی رکھنا جائز نہیں ہے۔

جواب:......جن حضرات کے نزدیک التقاء ساکنین علی حدہ میں وحدۃ کلمہ کی شرط نہیں ہے ان کے نزدیک تو جواب واضح ہے کہ یہ التقاء ساکنین علیٰ حدہ ہے اسلئے ان کو باقی رکھا۔ علیٰ غیر حدہ نہیں۔

اور جن کے نزدیک التقائے ساکنین علیٰ حدہ میں وحدۃ کلمہ کی شرط معتبر ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ان صیغوں میں التقائے ساکنین کے برقرار رہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہاں دونوں ساکنوں میں سے نون ثقیلہ کو تو حذف کر نہیں سکتے ، کیونکہ جب حذف کرنا ہے تو لگانے کا کیا فائدہ باقی رہا الف تو وہ تثنیہ کے صیغوں سے اس لئے حذف نہیں ہوتا کہ پھر مفرد کے صیغوں کیساتھ ان کا التباس لازم آیگا اور جمع مؤنث کے صیغوں سے اس لئے الف حذف نہیں ہوتا کہ پھر تین نونات کا جمع ہونا لازم آیگا اور الف ثقیل تو ہے نہیں پھر برقرار رہنے میں کیا حرج ہے؟

اعتراض:......تثنیہ کے صیغوں سے اگر الف کو حذف کیا جائے پھر بھی مفرد کے صیغوں کے ساتھ ان کا التباس نہیں ہوتا کیونکہ تثنیہ کے صیغوں میں نون ثقیلہ مکسور ہوتا ہے اور مفرد کے صیغوں میں مفتوح ہوتا ہے تو کم از کم تثنیہ کے صیغوں سے الف کو حذف کرتے۔

جواب:......تثنیہ کے صیغوں سے اگر الف کو حذف کرتے ہیں تو پھر نون تاکید ثقیلہ پر کسرہ باقی نہیں رہے گا بلکہ مفرد کے صیغوں کے نون ثقیلہ کی طرح اس پر بھی فتح آجائیگا کیونکہ نون ثقیلہ پر جو کسرہ آیا ہے وہ نون تثنیہ کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ہے کہ نون تثنیہ بھی الف کے بعد ہوتا ہے اور یہ نون ثقیلہ بھی الف کے بعد واقع ہے اور نون تثنیہ مکسور ہوتا ہے تو اس لئے اس نون ثقیلہ کو بھی کسرہ دیا لیکن الف کے حذف ہونے کے بعد نون تثنیہ کے ساتھ مشابہت نہیں رہے گی اور جب مشابہت نہیں رہیگی تو اس کی وجہ سے جو کسرہ آیا تھا وہ بھی ختم ہو جائیگا اور فتحہ آجائیگا کہ خفیف ہونے کی وجہ سے فتحہ اصل ہے۔ لہٰذا اب مفرد کے صیغوں کے ساتھ تثنیہ کا التباس ہوگا تو یہ التباس حذف سے مانع ہے۔

اعتراض:......جب تثنیہ اور جمع مؤنث کے صیغوں میں التقائے ساکنین کا برقرار رہنا جائز ہے تو پھر جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر کے صیغوں میں کیوں جائز نہیں ہے اور جمع مذکر کے صیغوں سے نون تاکید لاحق ہونے کے وقت واو کو اور واحد مؤنث حاضر کے صیغہ سے یا کو کیوں حذف کرتے ہیں؟ اگر التقاء ساکنین علیٰ حدہ میں وحدۃ کلمہ کی شرط معتبر ہے تو پھر دونوں جگہ التقاء ساکنین علیٰ غیر حدہ ہیں۔ کیونکہ نون تاکید مستقل کلمہ ہے لہٰذا دونوں جگہ التقاء ساکنین برقرار نہیں رہنا چاہئے۔ اور اگر علیٰ حدہ میں وحدۃ کلمہ کی شرط معتبر نہیں ہے تو پھر دونوں جگہ التقاء ساکنین

علی حدہ ہیں لہٰذا کسی میں بھی ساکن کو حذف نہیں کرنا چاہئے ایک جگہ التقاء ساکنین کو برقرار رکھنا (یعنی تثنیہ اور جمع مؤنث میں) اور دوسری جگہ حذف کرنا (یعنی جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر میں) یہ فرق کیوں ہے؟

جواب:......جن حضرات کے نزدیک التقاء ساکنین علیٰ حدہ میں دونوں ساکنوں کا ایک کلمہ میں ہونا شرط ہے وہ کہتے ہیں کہ ہیں تو دونوں جگہ التقاء ساکنین علیٰ غیر حدہ، لہٰذا ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ دونوں جگہ التقائے ساکنین برقرار نہ رہتے بلکہ ان میں سے پہلا ساکن حذف ہوتا لیکن دونوں میں وجہ فرق یہ ہے کہ تثنیہ اور جمع مؤنث کے صیغوں میں الف کے حذف ہونے سے مانع موجود ہے۔ تثنیہ کے صیغوں میں تو الف کے حذف سے مانع مفرد کے صیغوں کے ساتھ ملتبس ہونا ہے اور جمع مؤنث کے صیغوں میں یہ مانع تین نونات کا جمع ہونا ہے۔ اور الف ثقیل بھی نہیں ہے تو اس مانع اور مجبوری کی وجہ سے یہاں التقاء ساکنین برقرار رہتے ہیں۔ لیکن جمع مذکر کے صیغوں میں واو کے حذف ہونے اور واحد مؤنث حاضر کے صیغہ میں یاء کے حذف سے کوئی مانع موجود نہیں تو قیاس کے مطابق یہ حذف ہوئے۔

اور جن حضرات کے نزدیک التقائے ساکنین علی حدہ میں یہ شرط نہیں ہے کہ دونون ساکن ایک کلمہ میں ہوں۔ ان کے نزدیک ہیں تو دونوں جگہ التقاء ساکنین علی حدہ لہٰذا ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ دونوں جگہ التقاء ساکنین برقرار رہتے اور ان میں سے کوئی ساکن حذف نہ ہوتا۔ لیکن دونوں میں وجہ فرق یہ ہے کہ جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر کے صیغوں میں واو اور یاء کے حذف ہونے کا سبب موجود ہے اسلئے دونوں حذف ہوتے ہیں اور وہ سبب واو اور یاء کا ثقیل ہونا ہے پھر واؤ کے محذوف ہونے پر ضمہ اور یاء کے محذوف ہونے پر کسرہ بھی دلالت کرتا ہے تو اسی سبب ثقل کی وجہ سے یہاں تخفیف کی غرض سے واو و یاء کو حذف کیا۔ ورنہ قانونًا حذف نہیں ہونا چاہئے۔ (اس لئے تو امام سیبویہ فرماتے ہیں کہ اگر واو اور یاء کو حذف نہ کرے اور اِضْرِبُوْنَّ اور اِضْرِبِیْنَّ کہے تو خارج از قیاس نہیں)

بعض حضرات واو اور یاء کے حذف کے متعلق یہ جواب دیتے ہیں کہ التقائے ساکنین علی حدہ کی صورت میں دونوں ساکنوں کو باقی رکھنا جائز تو ہے لیکن ہر حالت میں واجب تو نہیں ہے اگر حذف کرنے کی کوئی وجہ ہو تو حذف بھی جائز ہے اور یہاں ان صیغوں میں حذف کی وجہ موجود ہے یعنی واو اور یا کا ثقیل ہونا اس لئے یہاں عام طور پر حذف کرتے ہیں اور باقی رکھنا بھی جائز ہے جیسا کہ امام سیبویہؒ کے حوالہ سے گزرا۔

لیکن تثنیہ اور جمع مؤنث کے صیغوں میں الف کے حذف ہونے کا کوئی سبب موجود نہیں ہے کیونکہ الف ثقیل تو ہے نہیں جب کہ حذف کی صورت میں التباس وغیرہ کا خوف بھی ہے اس لئے ان میں الف حذف نہیں ہوتا اور دونوں ساکن اپنی حالت پر برقرار رہتے ہیں جیسا کہ اصولی طور پر بھی رہنے چاہئے کہ التقاء ساکنین علی حدہ ہیں۔

اعتراض:...... جس طرح جمع مذکر کے صیغوں میں واو کے حذف پر ضمہ دلالت کرتا ہے اور واحد مؤنث حاضر کے صیغہ میں یاء کے حذف پر کسرہ۔ تو اسی طرح تثنیہ اور جمع مؤنث کے صیغوں میں بھی الف کے حذف پر دلالت کرنے والا موجود ہے یعنی الف کا ماقبل والا فتحہ تو یہاں ان صیغوں میں الف کو کیوں حذف نہیں کرتے؟

جواب:...... الف کا ماقبل والا فتحہ محض الف کی رعایت کی وجہ سے آیا ہے کہ الف ماقبل فتحہ چاہتا ہے یہ فتحہ الف کے حذف پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ یہی فتحہ تو مفرد کے صیغوں میں بھی نون تاکید سے قبل موجود ہے تو کیا وہاں پر بھی الف حذف ہوا ہے؟

سوال:...... تثنیہ اور جمع مؤنث کے صیغوں میں نون تاکید خفیفہ کیوں نہیں آتا؟

جواب:...... التقاء ساکنین علی غیر حدہ لازم آنے کی وجہ سے کہ ان صیغوں میں نون ثقیلہ سے پہلے الف ہوتا ہے تو الف بھی ساکن اور نون خفیفہ بھی ساکن۔

نوٹ:...... چھ صیغوں میں یعنی تثنیہ اور جمع مؤنث میں نون تاکید خفیفہ بصریین کے نزدیک نہیں آتا کوفیین اور علامہ یونسؒ کے نزدیک ان میں نون تاکید خفیفہ کا آنا جائز ہے۔

نوٹ:...... التقاء ساکنین کی مزید تفصیل افادات کے باب میں آرہی ہے۔

فائدہ:...... نون تاکید خفیفہ مضارع کے آٹھ صیغوں میں آتا ہے لیکن ایک صیغہ مکرر ہے یعنی واحد مؤنث غائب اور واحد مذکر حاضر کہ ان دونوں کے لئے ایک ہی صیغہ استعمال ہوتا ہے اس لئے مصنفؒ نے فعل مستقبل با نون تاکید خفیفہ کے سات صیغے ذکر کئے ہیں۔ آپ آٹھ ہی صیغوں کی گردان کرلیں۔ معلوم کی ہر گردان عین کی تینوں حرکات کے ساتھ تین تین دفعہ کریں اور مجہول کی ہر گردان صرف عین کے فتحہ کے ساتھ ایک ہی دفعہ۔ فعل امر اور نھی میں بھی نون تاکید ثقیلہ و خفیفہ آتے ہیں، مذکورہ طریقہ سے: فعل امر کی گردان بعد میں آرہی ہے، یہاں نھی کی گردان مذکور ہے۔ نھی کے ساتھ نون تاکید ثقیلہ کی گردان تو واضح ہے کہ تمام چودہ صیغوں میں نون ثقیلہ آتا ہے جو حذف مکررات کے بعد گیارہ صیغے باقی رہتے ہیں۔

نھی معلوم مجہول مؤکد با نون تاکید ثقیلہ کی گردانیں کتاب میں مذکور ہیں۔ نھی معلوم کی تو مکمل ہے اور نھی

مجہول کا صرف پہلا صیغہ آپ مکمل گردان کرلیں۔فعل نہی مؤکد بانون تاکید خفیفہ کے آٹھ صیغے ہوتے ہیں فعل مضارع کی طرح جو حذف مکررات کے بعد سات بنتے ہیں گردان یہ ہے۔فعل نہی معلوم مؤکد بانون تاکید خفیفہ. لَایَفْعُلَنْ لَایَفْعُلَنْ لَاتَفْعُلَنْ لَاتَفْعُلُنْ لَاتَفْعِلِنْ لَاأَفْعُلَنْ لَانَفْعُلَنْ (بحرکات ثلثہ عین)۔مجہول، لَایُفْعَلَنْ لَایُفْعَلَنْ لَاتُفْعَلَنْ لَاتُفْعَلُنْ ...... الخ اس کے بعد مصنفؒ نے فرمایا ہے کہ نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ فعل مضارع میں اِمَّا شرطیہ کے بعد بھی آتا ہے اپنے مذکورہ طریقہ پر یعنی فعل مضارع میں نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ کے لاحق ہونے کے وقت اکثر وبیشتر تو اس کے شروع میں لام تاکید مفتوحہ لایا جاتا ہے۔

لیکن کبھی کبھی لام تاکید مفتوحہ کے بجائے شروع میں اِمَّا شرطیہ بھی آتا ہے جیسے فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اور اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ۔

اس صورت میں باقی ترتیب وہی ہوگی جو لام تاکید کی صورت میں ہی ہوتی ہے محض لام تاکید کی جگہ اِمَّالگ جائے گا۔جیسے اِمَّایَفْعُلَنَّ اِمَّایَفْعُلَانِّ اِمَّایَفْعُلُنَّ اِمَّاتَفْعُلَنَّ اِمَّاتَفْعُلَانِّ اِمَّا يَفْعُلْنَانِّ اِمَّاتَفْعُلَنَّ اِمَّا تَفْعُلِنَّ اِمَّاتَفْعُلْنَانِّ اِمَّاأَفْعُلَنَّ اِمَّانَفْعُلَنَّ اور مجہول اِمَّایُفْعَلَنَّ اِمَّایُفْعَلَانِّ اِمَّایُفْعَلُنَّ ...... الخ. نون تاکید خفیفہ کے ساتھ معلوم، جیسے اِمَّایَفْعُلَنْ اِمَّایَفْعُلُنْ اِمَّاتَفْعُلَنْ اِمَّاتَفْعُلُنْ اِمَّاتَفْعُلِنْ اِمَّاأَفْعُلَنْ اِمَّانَفْعُلَنْ.اور مجہول جیسے اِمَّایُفْعَلَنْ اِمَّایُفْعَلُنْ ...... الخ۔

تنبیہ: ...... مصنفؒ نے تو اِمَّا شرطیہ کا لفظ استعمال کیا ہے حالانکہ اِمَّا تو کوئی حرف شرط ہے نہیں بلکہ حرف عطف ہے البتہ اَمَّا بفتح الھمزۃ حرف شرط ہے لیکن وہ تو الگ چیز ہے لہٰذا مصنف کو اِمَّا شرطیہ کے بجائے یوں کہنا چاہئے تھا کہ کبھی کبھی نون تاکید فعل مضارع میں اس اِنْ شرطیہ کے بعد بھی آتا ہے جو اِنْ شرطیہ ما زائدہ میں مدغم ہو'' کیونکہ اِمَّایَفْعَلَنَّ وغیرہ مثالوں میں جو لفظ اِمَّا ہے یہ اصل میں اِنْ مَا تھا۔اِنْ شرطیہ ما زائدہ میں مدغم ہوا تو اِمَّا بن گیا۔ممکن ہے مصنفؒ نے طلبہ کی سہولت کی غرض سے اِنْ اور مَا زائدہ کے پورے مجموعہ کو مجازاً اِمَّا شرطیہ کہا ہو اور ان کی مراد بھی اس مجموعہ کا ایک جزء یعنی صرف اِنْ شرطیہ ہو۔اور کل بول کر جزء مراد لینا کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ شائع اور زرائج ہے۔

وامر حاضر از فعل مضارع میگیرند باین وضع که علامت مضارع را حذف میکنند پس اگر مابعد علامت مضارع متحرک ست درآخر وقف میکنند چون عِدْ از تَعِدُ واگر ساکن است ہمزۂ وصل دراول می آرند مضموم اگر عین مضموم باشد چون اُنْصُرْ از تَنْصُرُ ومکسور اگر عین مکسور باشد یا مفتوح چون اِضْرِبْ از تَضْرِبُ واِفْتَحْ از تَفْتَحُ ودرآخر وقف میکنند ونون اعرابی ساقط شود ونون جمع بحال خود ماند وحرف علت ہم از آخر حذف شود چون اُدْعُ از تَدْعُوْ واِرْمِ از تَرْمِی واِخْشَ از تَخْشٰی

امر حاضر معروف ۔ اُفْعُلْ اِفْعِلَا اُفْعُلُوْا اِفْعِلِیْ اِفْعُلْنَ ۔ امر غائب ومتکلم معروف ۔ لِیَفْعُلْ لِیَفْعُلَا لِیَفْعُلُوْا لِتَفْعُلْ لِتَفْعُلَا لِیَفْعُلْنَ لِاَفْعُلْ لِنَفْعُلْ ۔ امر مجہول ۔ لِیُفْعَلْ لِیُفْعَلَا لِیُفْعَلُوْا لِتُفْعَلْ لِتُفْعَلَا لِیُفْعَلْنَ لِتُفْعَلْ لِتُفْعَلَا لِتُفْعَلُوْا لِتُفْعَلِیْ لِتُفْعَلْنَ لِاُفْعَلْ لِنُفْعَلْ ۔ امر حاضر معروف بانون ثقیلہ اُفْعُلَنَّ اُفْعُلَانِّ اُفْعُلُنَّ اُفْعُلِنَّ اُفْعُلْنَانِّ ۔ بانون خفیفہ ۔ اُفْعُلَنْ اُفْعُلُنْ اُفْعُلِنْ ۔ امر غائب ومتکلم معروف بانون ثقیلہ ۔ لِیَفْعُلَنَّ لِیَفْعُلَانِّ لِیَفْعُلُنَّ لِتَفْعُلَنَّ لِتَفْعُلَانِّ لِیَفْعُلْنَانِّ لِاَفْعُلَنَّ لِنَفْعُلَنَّ ۔ بانون خفیفہ ۔ لِیَفْعُلَنْ لِیَفْعُلُنْ لِتَفْعُلَنْ لِاَفْعُلَنْ لِنَفْعُلَنْ ۔ امر مجہول بانون ثقیلہ لِیُفْعَلَنَّ لِیُفْعَلَانِّ لِیُفْعَلُنَّ ...... تا آخر مثل مضارع مجہول جز اینکہ لامش مکسور است امر مجہول بانون خفیفہ لِیُفْعَلَنْ ...... تا آخر مثل مضارع۔

ترجمہ: ......اور امر حاضر معلوم کو فعل مضارع سے بناتے ہیں اس طریقہ پر کہ علامت مضارع کو حذف کرتے ہیں پھر اگر علامت مضارع کے بعد والا حرف متحرک ہو تو آخر میں وقف کرتے ہیں (یعنی آخر کو ساکن کر دیتے ہیں) جیسے تَعِدُ سے عِدْ اور اگر علامت مضارع کے بعد والا حرف ساکن ہو تو شروع میں ہمزہ وصلی مضموم لاتے ہیں جب کہ عین کلمہ مضموم ہو جیسے تَنْصُرُ سے اُنْصُرْ اور ہمزہ وصلی مکسور لاتے ہیں جب عین کلمہ مکسور یا مفتوح ہو جیسے تَضْرِبُ سے اِضْرِبْ (مکسور العین کی مثال ہے) اور تَفْتَحُ سے اِفْتَحْ (مفتوح العین کی مثال ہے) اور آخر میں وقف کرتے ہیں، اور نون اعرابی گر جاتا ہے اور نون جمع مؤنث اپنے حال پر برقرار رہتا ہے۔ اور آخر سے حرف علت بھی حذف ہو جاتا ہے جیسے تَدْعُوْ سے اُدْعُ ۔ تَرْمِی سے اِرْمِ اور تَخْشٰی سے اِخْشَ۔ فعل امر حاضر معلوم کی گردان ۔ اُفْعُلْ اُفْعُلَا اُفْعُلُوْا ...... الخ (عین کی تینوں حرکات کے ساتھ اور شروع میں ہمزہ وصلی کے کسرہ اور ضمہ کے ساتھ تین دفعہ گردان کریں ایک دفعہ ہمزہ وصلی کے کسرے اور عین کے فتحہ کے ساتھ جیسے اِفْعَلْ اِفْعَلَا اِفْعَلُوْا الخ پھر ہمزہ وصلی اور عین دونوں کے کسرہ کے ساتھ جیسے اِفْعِلْ اِفْعِلَا اِفْعِلُوْا ...... الخ تیسری دفعہ ہمزہ وصلی اور عین دونوں کے ضمہ کے ساتھ جیسے اُفْعُلْ اُفْعُلَا اُفْعُلُوْا ...... الخ) امر غائب ومتکلم معلوم کی گردان لِیَفْعَلْ لِیَفْعَلَا لِیَفْعَلُوْا ...... الخ (عین کی تینوں حرکات کے ساتھ) فعل امر مجہول کی

گردان (جس کو امر بالام بھی کہتے ہیں) لِیُفْعَلْ لِیُفْعَلَا ...... الخ فعل امر حاضر معلوم مؤکد بانون تاکید ثقیلہ کی گردان اُفْعُلَنَّ اُفْعُلَانِّ اُفْعُلُنَّ ...... الخ (عین کی تینوں حرکات کے ساتھ اور ہمزہ وصلی کے کسرہ اور ضمہ کے ساتھ تین دفعہ گردان کریں) فعل امر حاضر معلوم مؤکد بانون تاکید خفیفہ اُفْعُلَنْ اُفْعُلُنْ ...... الخ فعل امر غائب معلوم مؤکد بانون تاکید ثقیلہ لِیَفْعُلَنَّ ...... الخ فعل امر غائب معلوم مؤکد بانون تاکید خفیفہ ۔لِیَفْعُلَنْ لِیَفْعُلُنْ ...... الخ ۔فعل امر مجہول مؤکد بانون تاکید ثقیلہ ۔لِیُفْعَلَنَّ لِیُفْعَلَانِّ لِیُفْعَلُنَّ لِتُفْعَلَنَّ لِتُفْعَلَانِّ لِیُفْعَلْنَانِّ لِتُفْعَلَنَّ لِتُفْعَلُنَّ لِتُفْعَلِنَّ لِتُفْعَلْنَانِّ لِاُفْعَلَنَّ لِنُفْعَلَنَّ ۔مضارع مجہول (مؤکد بلام تاکید دنون تاکید ثقیلہ) کی طرح سوائے اس کے کہ اس کا لام (لام امر ہونے کی وجہ سے) مکسور ہے (جب کہ لام تاکید مفتوح ہوتا ہے) فعل امر مجہول مؤکد بانون تاکید خفیفہ ۔لِیُفْعَلَنْ لِیُفْعَلُنْ لِتُفْعَلَنْ لِتُفْعَلُنْ لِتُفْعَلِنْ لِاُفْعَلَنْ لِنُفْعَلَنْ ۔مضارع مجہول (مؤکد بالام تاکید دنون تاکید خفیفہ) کی طرح۔

تشریح وتحقیق

امر حاضر کی بحث:

فعل مضارع کی گردانوں سے فراغت کے بعد اب فعل کی تیسری قسم یعنی فعل امر حاضر کی تفصیل بیان فرماتے ہیں جس کی تعریف ابتداءِ کتاب میں گزر چکی ہے۔

امر حاضر معلوم بنانے کا طریقہ۔

یہاں مصنفؒ نے جو طریقہ بیان فرمایا ہے یہ درحقیقت وہی قاعدہ ہے جس کو ارشاد الصرف وغیرہ میں امر حاضر معلوم والا قانون کہتے ہیں ۔اس قاعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ امر حاضر معلوم فعل مضارع معلوم کے حاضر کے صیغوں سے اس طرح بنتا ہے کہ علامت مضارع کو حذف کر کے اس کے بعد والا حرف کو دیکھا جائے اگر وہ متحرک ہے تو صرف آخر میں وقف کیا جائے یعنی آخری حرف کو ساکن کیا جائے اور اگر آخر میں نون اعرابی ہو تو اس کو گرا دیا جائے جیسے تَعِدُ سے عِدْ تَضَعُ سے ضَعْ. تُصَرِّفُ سے صَرِّفْ۔اور تَعِدَانِ سے عِدَا اور اگر علامت مضارع کے بعد والا حرف ساکن ہو تو پھر عین کلمہ کو دیکھا جائے اگر عین کلمہ مضموم ہو تو شروع میں ہمزہ وصلی مضموم لایا جائے جیسے تَنْصُرُ سے اُنْصُرْ۔اور اگر عین کلمہ مکسور یا مفتوح ہو تو شروع میں ہمزہ وصلی مکسور لایا جائے جیسے تَضْرِبُ سے اِضْرِبْ اور تَفْتَحُ سے اِفْتَحْ۔ اگر فعل مضارع معتل اللام ہو تو امر حاضر بناتے وقت واحد مذکر حاضر کے صیغہ سے حرف علت ساقط ہو جائے گا جیسا کہ آپ نے کتب صرف میں لَمْ یَدْعُ اور اُدْعُ والا قانون میں پڑھا ہے اور حرف علت ساقط ہونے کی وجہ ماقبل میں گزر چکی ہے۔

مثالیں:......جیسے تَدْعُوْ سے اُدْعُ یہ مضارع مضموم العین کی مثال ہے جس سے امر حاضر بناتے وقت واو حذف ہوا اور تَرْمِیْ سے اِرْمِ یہ مضارع مکسور العین کی مثال ہے جس سے امر بناتے وقت یاء حذف ہوگئی اور تَخْشٰی سے اِخْشَ یہ مضارع مفتوح العین کی مثال ہے جس سے امر حاضر معلوم بناتے وقت الف حذف ہوا۔

تنبیہ:......فعل امر حاضر معلوم کے آخر سے جو حرکت یا حرف علت اور اسی طرح نون اعرابی کا گرنا ہے۔ تو عند البصریین یہ سب کچھ وقف کی وجہ سے ہوتا ہے کسی عامل کی وجہ سے نہیں کیونکہ ان کے نزدیک فعل امر حاضر معلوم مبنی ہے اور کوفیین کے نزدیک یہ تمام رد و بدل لام امر مقدرہ کی وجہ سے ہوتا ہے کیونکہ ان کے نزدیک فعل امر حاضر معلوم معرب ہے مجزوم ہے لام امر کی وجہ سے جس کو کثرت استعمال کی وجہ سے حذف کیا گیا۔ (جیسا کہ ماقبل میں آپ نے پڑھا)

وقف کی تعریف:

فائدہ:......وقف کا لغوی معنی ہے ٹھہرنا، اصطلاحی تعریف: کلمہ کے آخر کو ساکن کر کے پڑھنا سانس توڑنے کے ساتھ۔

سوال:......وقف اور جزم میں کیا فرق ہے؟

جواب:......جزم عامل جازم کا اثر ہوتا ہے اور وقف کسی عامل کا اثر نہیں ہوتا۔

سوال:......فعل امر مضارع کے بجائے فعل ماضی سے کیوں نہیں بناتے؟

جواب:......اس مناسبت کی وجہ سے فعل مضارع سے بناتے ہیں کہ فعل مضارع معنی استقبال پر مشتمل ہوتا ہے اور امر میں بھی استقبال کا معنی ہوتا ہے جب کہ ماضی میں یہ چیز نہیں ہے۔

سوال:......فعل امر حاضر معلوم سے علامت مضارع کو کیوں حذف کرتے ہیں؟

جواب:......ایک تو اس وجہ سے کہ حالت وقف میں مضارع کے ساتھ التباس نہ ہو اور دوسری وجہ یہ ہے کہ امر میں تخفیف پیدا ہو کیونکہ امر کثیر الاستعمال ہے۔

سوال:......لام امر مکسور کیوں ہوتا ہے حالانکہ جو کلمہ ایک حرفی ہو اس میں اصل مفتوح ہونا ہے جیسے ہمزہ استفہام حرف عطف وغیرہ؟

جواب:......لام امر لام جارہ کے مشابہ ہے صورۃً بھی اور معنیً بھی صورۃً مشابہت تو ظاہر ہے اور معنیً اس طور پر کہ لام

امر جزم دیتا ہے اور لام جارہ جر دیتا ہے اور جس طرح جر اسم کے ساتھ خاص ہے تو جزم فعل کے ساتھ خاص ہے اور جب لام جارہ مکسور ہوتا ہے تو لام امر بھی مکسور ہوگا۔

سوال:......لام کی کیا خصوصیت ہے کوئی اور حرف بڑھا دیتے؟

جواب:......اس لئے کہ لام طلب کیلئے وضع ہے اور امر میں بھی طلب ہوتی ہے۔

سوال:......امر حاضر کے شروع میں ہمزہ وصلی لانے کی کیا ضرورت ہے؟

جواب:......کیونکہ ابتداء بالساکن محال ہے۔

سوال:......اس کو ہمزہ وصلی کیوں کہتے ہیں؟

جواب:......وصل کا معنی ہے ملانا۔ یہ پڑھنے میں اپنے مابعد کو اپنے سے ملا دیتا ہے اس لئے اس کو ہمزہ وصلی کہتے ہیں۔

سوال:......امر حاضر کے شروع میں ہمزہ وصلی کو مکسور کیوں لاتے ہیں؟

جواب:......اس لئے کہ ہمزہ وصلی میں اصل کسرہ ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ہمزہ وصلی حرف ہے اور حرف میں اصل سکون ہے اور جب کسی ساکن کو حرکت دینا ہو تو اسے کسرے کی حرکت دی جاتی ہے۔

اعتراض:......جب ہمزہ وصلی میں اصل کسرہ ہے تو پھر مضارع مضموم العین ہونے کی صورت میں یہ ہمزہ وصلی مضموم کیوں ہوتا ہے؟

جواب:......ایک تو عین کلمہ کی مناسبت کی وجہ سے دوسری وجہ یہ ہے کہ یہاں اگر ہمزہ وصلی کو کسرہ دیا جائے تو پھر کسرے سے ضمہ کی طرف خروج لازم آئیگا جو مکروہ ہے۔

اعتراض:......کسرہ اور ضمہ کے درمیان فاکلمہ کے ساتھ فاصلہ تو ہے تو پھر کسرہ سے ضمہ کی طرف خروج کیسے؟

جواب:......فاکلمہ ساکن ہے اور حرف ساکن قوی مانع و فاصل نہیں اس لئے یہ معتبر نہیں ہے۔

سوال:......مضارع مضموم العین ہونے کی صورت میں ہمزہ وصلی مفتوح کیوں نہیں لاتے مضموم کیوں لاتے ہیں۔

جواب:......ایک تو عین کلمہ کی مناسبت کی وجہ سے مضموم لاتے ہیں دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر مفتوح لائے تو حالت وقف میں واحد متکلم کے صیغہ کے ساتھ التباس ہوگا۔

اعتراض:......جب یہاں ہمزہ وصلی کے مضموم ہونے کی ایک وجہ عین کلمہ کی مناسبت ہے تو پھر مضارع مفتوح العین ہونے کی صورت میں ہمزہ وصلی مفتوح کیوں نہیں لاتے؟

جواب:......مضارع کے واحد متکلم کے صیغہ کے ساتھ ملتبس ہونے سے بچنے کے لئے ہمزہ وصلی مفتوح نہیں

لاتے۔

فائدہ:......امر حاضر معلوم کے کل چھ صیغے ہوتے ہیں تین مذکر حاضر کے اور تین مؤنث حاضر کے، تثنیہ مذکر حاضر اور مؤنث حاضر دونوں کے لئے ایک ہی صیغہ استعمال ہوتا ہے، اس لئے مصنف نے پانچ صیغے ذکر کئے ہیں۔

امر غائب معلوم کے کل آٹھ صیغے ہوتے ہیں تین مذکر غائب۔ تین مؤنث غائب اور دو صیغے متکلم کے یعنی واحد متکلم اور جمع متکلم۔ یہ مکمل گردان متن میں مذکور ہے۔

اور عام صرفی حضرات امر حاضر مجہول کے الگ چھ صیغے ذکر کرتے ہیں اور امر غائب مجہول کے الگ آٹھ صیغے لیکن مصنف نے مطلق امر مجہول کے تمام صیغے ایک ساتھ ذکر کئے ہیں حاضر ہو یا غائب، الگ الگ ذکر نہیں کئے صرف امر حاضر معلوم اور امر غائب معلوم کی گردان الگ الگ ذکر کی ہے جس کی وجہ ماقبل میں گزر چکی ہے۔ اس بناء پر امر مجہول کے کل چودہ صیغے ہوتے ہیں وہی مضارع والے حذف مکررات کے بعد گیارہ باقی رہتے ہیں جس کی گردان متن میں مذکور ہے۔

اور امر حاضر معلوم مؤکد بانون تاکید ثقیلہ کے چھ صیغے ہوتے ہیں جو حذف مکررات کے بعد پانچ رہتے ہیں ان کی گردان بھی متن میں مذکور ہے۔

اور امر حاضر معلوم مؤکد بانون تاکید خفیفہ کے کل تین صیغے ہوتے ہیں (۱) واحد مذکر حاضر (۲) جمع مذکر حاضر (۳) واحد مؤنث حاضر۔ یہ گردان بھی متن میں مذکور ہے یہاں تین صیغے اس لئے ہوتے ہیں کہ حاضر کے چھ صیغوں میں سے تین میں نون خفیفہ نہیں آتا (۱) تثنیہ مذکر حاضر (۲) تثنیہ مؤنث حاضر (۳) جمع مؤنث حاضر ان صیغوں میں نون خفیفہ نہ آنے کی وجہ ماقبل میں گزر چکی ہے کہ نون خفیفہ آنے کی صورت میں التقائے ساکنین لازم آتا ہے۔

اور امر غائب معلوم مؤکد بانون تاکید ثقیلہ کے وہی آٹھ صیغے ہوتے ہیں ان کی گردان بھی مکمل متن میں مذکور ہے۔

اور امر غائب معلوم مؤکد بانون تاکید خفیفہ کے کل پانچ صیغے ہوتے ہیں۔ واحد مذکر غائب، جمع مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد متکلم، جمع متکلم، ان کی مکمل گردان متن میں مذکور ہے۔ یہاں پانچ صیغے اس لئے ہوتے ہیں کہ غائب و متکلم کے آٹھ صیغوں میں سے تین صیغوں میں نون خفیفہ نہیں آتا، یعنی تثنیہ مذکر غائب، تثنیہ مؤنث غائب ، جمع مؤنث غائب، جس کی تفصیل نون تاکید کی بحث میں گزر چکی ہے۔

امر مجہول مؤکد بانون تاکید ثقیلہ کے چودہ صیغے ہوتے ہیں۔ جو حذف مکررات کے بعد گیارہ رہتے ہیں مصنف نے اس کے صرف تین صیغے ذکر کئے ہیں مکمل گردان ترجمہ کے تحت مذکور ہوگئی ہے۔

اور امر مجہول مؤکد بانون تاکید خفیفہ کے کل آٹھ صیغے ہوتے ہیں (۱) واحد مذکر غائب (۲) جمع مذکر غائب (۳) واحد مؤنث غائب (۴) واحد مذکر حاضر (۵) جمع مذکر حاضر (۶) واحد مؤنث حاضر (۷) واحد متکلم (۸) جمع متکلم۔ مصنفؒ نے اس گردان کا صرف ایک صیغہ ذکر کیا ہے اور ترجمہ کے تحت گردان گزر چکی ہے۔

فصل دوم در بیان اسمائے مشتقہ شش اسم از فعل مشتق میشوند اسم فاعل اسم مفعول اسم تفضیل صفت مشبہ اسم آلہ اسم ظرف۔ اسم فاعل کہ دلالت کند بر کنندهٔ کار از ثلاثی مجرد مطلقاً بروزن فاعل آید۔ بحث اسم فاعل: فَاعِلٌ فَاعِلَانِ فَاعِلَيْنِ فَاعِلُوْنَ فَاعِلِيْنَ فَاعِلَةٌ فَاعِلَتَانِ فَاعِلَتَيْنِ فَاعِلَاتٌ ۔ تثنیہ بحالت رفع بالف آید و بحالت نصب و جر بیا کہ ماقبلش مفتوح بود و نون تثنیہ مکسور باشد و جمع بحالت رفع بواو آید و بحالت نصب و جر بیا کہ ماقبلش مکسور باشد و نون جمع مفتوح بود۔

ترجمہ:...... دوسری فصل اسماء مشتقہ کے بیان میں۔ چھ اسم فعل سے مشتق ہوتے ہیں (۱) اسم فاعل (۲) اسم مفعول (۳) اسم تفضیل (۴) صفت مشبہ (۵) اسم آلہ (۶) اسم ظرف۔

اسم فاعل وہ ہوتا ہے جو کام کرنے والے پر دلالت کرتا ہے یہ ثلاثی مجرد سے مطلقاً فَاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے (یعنی مضارع کے عین کلمہ پر کوئی بھی حرکت ہو) اسم فاعل کی گردان فَاعِلٌ فَاعِلَانِ ...... الخ تثنیہ حالت رفعی میں الف کے ساتھ آتا ہے (جیسے فَاعِلَانِ) اور حالت نصبی و جری میں یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ (جیسے فَاعِلَيْنِ) اور نون تثنیہ مکسور ہوتا ہے۔ اور جمع حالت رفعی میں واو کے ساتھ آتی ہے (جیسے فَاعِلُوْنَ) اور حالت نصبی و جری میں ایک یاء کے ساتھ جس کا ماقبل مکسور ہوگا (جیسے فَاعِلِيْنَ) اور نون جمع مفتوح ہوتا ہے۔

تشریح و تحقیق

اسم فاعل کی بحث:

افعال کی گردانوں سے فراغت کے بعد اب مصنفؒ اسماء مشتقہ کی تفصیل بیان فرما رہے ہیں اور افعال کے مقدم کرنے کی وجہ پہلے گزر چکی ہے اسی طرح اشتقاق اور اسم مشتق کی تعریف بھی ماقبل میں ذکر ہو چکی ہے۔ اسم مشتق کی جو چھ قسمیں مصنفؒ نے بیان کی ہیں یہ بصریین کے مذہب کے مطابق ہے ورنہ کوفیین کے نزدیک سات قسمیں

ہیں چھ یہ مذکورہ اور ایک مصدر کیونکہ ان کے نزدیک مصدر بھی فعل سے مشتق ہوتا ہے تو مصدر اسماء مشتقہ میں داخل ہے، کبھی بصریین حضرات بھی اسم مشتق کی سات قسمیں بنا لیتے ہیں اس طور پر کہ ظرف مکان اور ظرف زمان کو الگ الگ قسم شمار کرتے ہیں۔ یا ان دونوں کو تو ایک ہی اسم یعنی اسم ظرف شمار کر لیتے ہیں اور ساتویں قسم اسم مبالغہ بناتے ہیں لیکن حقیقت میں اسم مبالغہ اسم فاعل ہی کی ایک قسم ہے الگ شمار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بعض حضرات اسم مشتق کی چھ قسمیں اس طور پر بناتے ہیں کہ ظرف زمان اور ظرف مکان کو الگ الگ قسمیں شمار کرتے ہیں اور صفت مشبہ کو مستقل قسم شمار نہیں کرتے کیونکہ یہ بھی اسم فاعل کی ایک قسم ہے۔

سوال:...... یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب مصنفؒ نے یہاں بصریین کے مذہب کے مطابق اسم مشتق کی تقسیم کی ہے تو پھر یہ کیوں کہا کہ یہ چھ اسم فعل سے مشتق ہوتے ہیں کیونکہ بصریین کے نزدیک تو یہ مصدر سے مشتق ہوتے ہیں۔

جواب:...... یہ ہے کہ اسماء براہ راست تو فعل سے مشتق ہوتے ہیں لیکن فعل مصدر سے مشتق ہوتا ہے تو فعل کے واسطہ سے یہ بھی مصدر سے مشتق ہوئے۔

اسم فاعل کی تعریف:

لغوی معنی ہے کام کرنے والا۔ وجہ تسمیہ۔ یہ ہے کہ یہ کام کرنے والی ذات پر دلالت کرتا ہے اس لئے اس اس کو اسم فاعل کہتے ہیں۔ اصطلاح میں اسم فاعل اس اسم مشتق کو کہتے ہیں جو ایسی ذات پر دلالت کرے جس سے فعل صادر ہو یا اس کے ساتھ فعل قائم ہو۔ جیسے ضَارِبٌ بمعنی وہ ذات جس سے فعلِ ضرب صادر ہو اور نَائِمٌ وہ ذات جس کے ساتھ فعل نوم قائم ہو۔

اسم فاعل اور فاعل میں فرق یہ ہے کہ اسم فاعل ہمیشہ مشتق ہوتا ہے جب کہ فاعل کے لئے مشتق ہونا ضروری نہیں بلکہ اکثر اسم جامد ہوتا ہے اسم مفعول اور مفعول کے درمیان بھی یہی مذکورہ فرق ہے۔

نوٹ:...... تمام اسماء مشتقہ مضارع معلوم کے واحد مذکر غائب کے صیغے سے بنتے ہیں سوائے اسم مفعول کے کہ وہ فعل مضارع مجہول کے واحد مذکر غائب کے صیغہ سے بنتا ہے۔

اسم فاعل بنانے کا طریقہ:

اس کے لئے آپ نے ارشاد الصرف وغیرہ میں اسم فاعل والا قانون پڑھا ہے جس کی دو شقیں ہیں۔ ایک شق ثلاثی مجرد سے اسم فاعل بنانے کے لئے اور ایک غیر ثلاثی مجرد سے اسم فاعل بنانے کے لئے۔ مصنف نے

ایک شق یہاں ذکر کی ہے اور ایک شق آگے علم الصیغہ صفحہ ۱۹ پر مذکور ہے۔

اسم فاعل بنانے کا جو طریقہ اور قاعدہ ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ثلاثی مجرد سے اسم فاعل "فَاعِلٌ" کے وزن پر آتا ہے چاہے مضارع معلوم کے عین کلمہ پر کوئی بھی حرکت ہو جیسے یَضْرِبُ سے ضَارِبٌ، یَنْصُرُ سے نَاصِرٌ، یَفْتَحُ سے فَاتِحٌ۔

اور غیر ثلاثی مجرد کے ابواب سے اسم فاعل اسی باب کے مضارع معلوم کے وزن پر آتا ہے اس فرق کے ساتھ کہ حرف "اتین" کی جگہ میم مضموم لاتے ہیں اور ماقبل آخر کو کسرہ دیتے ہیں اگر پہلے سے کسرہ نہ ہو اور آخر میں تنوین تمکن علامت اسم کو جاری کرتے ہیں جیسے یُکْرِمُ سے مُکْرِمٌ یَتَصَرَّفُ سے مُتَصَرِّفٌ۔

نوٹ:...... کبھی مصدر بھی اسم فاعل کے وزن پر آتا ہے جیسے کَاذِبَۃٌ۔

سوال:...... آپ نے کہا کہ ثلاثی مجرد سے اسم فاعل فَاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ ضَارِبَاتٌ ثلاثی مجرد سے اسم فاعل ہے لیکن فَاعِلٌ کے وزن پر نہیں ہے بلکہ فَاعِلَاتٌ کے وزن پر ہے۔

جواب:...... پہلے صیغہ کی بات ہے کہ وہ فَاعِلٌ کے وزن پر ہوگا اور اس کا پہلا صیغہ ضَارِبٌ بروزن فَاعِلٌ ہے۔

سوال:...... دوسری کتابوں میں تو اسم فاعل کے بہت سارے صیغے ہوتے ہیں یہاں تو کم ہیں یہ کیوں؟

جواب:...... وہاں جمع مکسر اور تصغیر کے صیغے بھی مذکور ہوتے ہیں اس لئے زیادہ ہوتے ہیں اور یہاں مصنف جمع مکسر اور تصغیر کے صیغے ذکر نہیں کرتے، اس لئے یہاں صیغے کم ہیں اور مصنف کی ترتیب کے مطابق تو اس سے بھی کم مذکور ہونے چاہئے یعنی صرف چھ صیغے تین مذکر کے اور تین مؤنث کے جیسے فَاعِلٌ فَاعِلَانِ فَاعِلُوْنَ فَاعِلَۃٌ فَاعِلَتَانِ فَاعِلَاتٌ لیکن مصنف تثنیہ اور جمع کی حالت رفعی اور نصبی وجری کے لئے الگ الگ صیغے ذکر کرتے ہیں اس لئے گردان چھ صیغوں سے بڑھ گئی۔

سوال:...... اسم فاعل کو فعل مضارع سے کیوں بناتے ہیں فعل ماضی یا مصدر سے کیوں نہیں؟

جواب:...... اس لئے کہ ان دونوں یعنی اسم فاعل اور فعل مضارع میں مناسبت ہے وہ یہ کہ جس طرح اسم فاعل کا نکرہ کے لئے صفت واقع ہونا درست ہے جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ تو اسی طرح فعل مضارع کا بھی نکرہ کے لئے صفت واقع ہونا درست ہے؟ جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ یَضْرِبُ اس کے علاوہ اسم فاعل اور فعل مضارع کے درمیان تعداد حروف اور حرکات وسکنات میں بھی مناسبت اور اتحاد ہوتا ہے (کَمَا مَرَّ سَابِقًا)

سوال:......اسم فاعل بناتے وقت حرف مضارع کیوں حذف کرتے ہیں؟

جواب:......تاکہ اسم فاعل اور فعل مضارع کے درمیان فرق اور امتیاز ہو۔

اعتراض:......فرق کے لئے تو یہ بھی ہوسکتا تھا کہ اسم فاعل بناتے وقت مزید کسی حرف کا اضافہ کیا جاتا۔

جواب:......پھر زیادتیوں کی کثرت لازم آتی۔

اعتراض:......اسم فاعل اور فعل مضارع میں فرق کرنے کے لئے کسی اور حرف کو حذف کرتے حرف مضارع کے حذف کرنے کی کیا خصوصیت ہے۔؟

جواب:......یہ حرف مضارع زائد ہے و الزائد اولی بالحذف ۔

سوال:......اسم فاعل میں فاکلمہ کیوں مفتوح ہوتا ہے؟

جواب:......یہ فاکلمہ مضارع میں ساکن تھا اور حرف مضارع کے حذف کرنے کے بعد اب ابتداء میں واقع ہوا اور ابتداء بالساکن محال ہے اسلئے اس کو فتحہ دیا جاتا ہے کیونکہ فتحہ اخف الحرکات ہے۔

سوال:......اسم فاعل میں فاکلمہ کے بعد الف کا اضافہ کیوں ہوتا ہے؟

جواب:......ایک تو اسم فاعل کے علامت کے طور پر اس الف کا اضافہ کیا جاتا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ حرف مضارع کے عوض میں لایا جاتا ہے۔

اعتراض:......الف کی کیا خصوصیت ہے۔کوئی اور حرف بڑھا دیا جاتا؟

جواب:......الف حرف علت ہے اور حرف علت زیادتی کے لئے زیادہ مناسب ہوتے ہیں دوسرے حرف کے مقابلے میں، پھر باقی حروف علت میں سے الف کا انتخاب اس لئے کیا کہ الف سب سے اخف ہے۔

اعتراض:......جب اسم فاعل کا الف حرف اتین کے عوض میں آیا ہے تو اُس کی جگہ پر ابتداء میں کیوں نہیں آیا؟

جواب:......اس لئے کہ ابتداء میں آنے سے مانع موجود ہے وہ یہ کہ اگر اس الف کو ساکن رکھتے ہوئے ابتداء میں لاتے تو ابتداء بالساکن محال ہے اور اگر اس کو حرکت دیتے پھر ایک تو یہ الف الف باقی نہیں رہتا بلکہ ہمزہ بن جاتا کیونکہ الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور دوسری خرابی یہ لازم آتی کہ اس صورت میں فعل مضارع کے واحد متکلم کے صیغہ کے ساتھ اور اسم تفضیل کے ساتھ اسم فاعل کا التباس ہوتا اور اسی طرح بعض صورتوں میں باب افعال سے ماضی کے واحد مذکر غائب کے صیغہ کے ساتھ التباس ہوتا حالت وقف میں۔اس بناء پر الف اس جگہ بڑھایا

جوابتداء کی قریب تھی اگر بالکل ابتداء میں حرف مضارع محذوف کی جگہ نہیں لایا جاسکتا تو کم از کم اس کے قریب تو ہو اس لئے تو اس الف کا اضافہ آخر میں نہیں کیا اور نہ عین اور لام کے درمیان اضافہ کیا۔ اور آخر میں الف اسم فاعل کو نہ لانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس صورت میں پھر ماضی کے تثنیہ مذکر غائب کے صیغہ کے ساتھ التباس ہوتا کہ اسم فاعل بھی ضَرَبَا بن جاتا۔

سوال:......اسم فاعل میں عین کلمہ کو کسرہ کیوں دیتے ہیں؟ ضمہ یا فتحہ کیوں نہیں دیتے؟

جواب:......اس لئے کہ ضمہ کی صورت میں ثقل پیدا ہو جاتا ہے اور فتحہ کی صورت میں باب مفاعلہ کی ماضی یعنی ضَارَبَ کے ساتھ حالت وقف میں التباس ہوتا ہے۔

اعتراض:......کسرے کی صورت میں تو بھی باب مفاعلہ کے امر حاضر یعنی ضَارِبْ کے ساتھ التباس ہوتا ہے۔

جواب:......ضرورت کی وجہ سے اس التباس کو نظر انداز کر دیا گیا کہ کسرے کے علاوہ کوئی اور حرکت ہے ہی نہیں اور یہاں اگر چہ التباس ہے لیکن یہ قابل برداشت ہے کیونکہ یہاں اسم فاعل کا امر حاضر کے ساتھ التباس ہوتا ہے اور عین کو فتحہ دینے کی صورت میں ماضی کے ساتھ التباس ہوتا ہے۔ اور اسم فاعل کا امر کے ساتھ ملتبس ہونا ماضی کے ساتھ ملتبس ہونے سے بہتر ہے اس لئے کہ اسم فاعل اور امر میں کچھ مناسبت تو ہے وہ یہ کہ امر بھی فعل مستقبل سے مشتق ہوتا ہے اور اسم فاعل بھی جب کہ ماضی اور اسم فاعل میں کوئی مناسبت نہیں ہے۔

باقی رہا یہ سوال کہ تثنیہ کی حالت رفعی الف کے ساتھ اور حالت نصبی وجری یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ اور جمع کی حالت رفع واو کے ساتھ اور حالت نصبی وجری یاء ماقبل مکسور کے ساتھ کیوں ہیں؟ اور نون تثنیہ مکسور اور نون جمع مفتوح کیوں ہوتا ہے تو اس سوال کا جواب کچھ طویل ہے جو کہ شرح جامی میں تثنیہ اور جمع مذکر سالم کے اعراب کی بحث میں اس عبارت کے اندر موجود ہے **و انما جعل اعراب المثنى مع ملحقاته و الجمع مع ملحقاته الخ** یہ جگہ اتنی تفصیل کی نہیں **فمن شآء فليراجع ثمه** ۔

اسم مفعول کہ دلالت کند بر ذاتیکہ فعل بر و واقع شدہ باشد از ثلاثی مجرد بروزن مَفْعُوْلٌ آید بحث اسم مفعول مَفْعُوْلٌ مَفْعُوْلَانِ مَفْعُوْلِيْنَ مَفْعُوْلُوْنَ مَفْعُوْلِيْنَ مَفْعُوْلَةٌ مَفْعُوْلَتَانِ مَفْعُوْلَتَيْنِ مَفْعُوْلَاتٌ ۔

ترجمہ:......اور اسم مفعول (وہ ہوتا ہے) جو ایسی ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوا ہو (یہ) ثلاثی مجرد سے مَفْعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے اسم مفعول کی گردان مَفْعُوْلٌ مَفْعُوْلَانِ ......الخ۔

تشریح و تحقیق

اسم مفعول کی بحث:

اسم مشتق کی دوسری قسم اسم مفعول ہے یہ فعل مضارع مجہول کے پہلے صیغہ سے بنتا ہے۔

تعریف:......لغوی معنی ہے فعل کیا گیا کام کیا ہوا۔ وجہ تسمیہ، چونکہ اس پر فعل واقع ہوتا ہے اس لئے اس کو اسم مفعول کہتے ہیں۔

اصطلاح:...... میں اسم مفعول اس اسم مشتق کو کہتے ہیں جو ایسی ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوا ہو۔

اسم مفعول بنانے کا طریقہ وقاعدہ:

اس کے لئے بھی آپ نے دوسری کتابوں میں اسم مفعول والا قانون پڑھا ہوگا جس کے دو جزو ہوتے ہیں ایک ثلاثی مجرد سے اسم مفعول بنانے کے لئے اور ایک غیر ثلاثی مجرد سے یہاں مصنف نے ایک جزء ذکر کیا ہے جزء ثانی آگے صفحہ ۱۹ پر مذکور ہے۔

اسم مفعول بنانے کے قاعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ثلاثی مجرد کے ابواب سے اسم مفعول۔ مَفْعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے یُضْرَبُ سے مَضْرُوْبٌ یُنْصَرُ سے مَنْصُوْرٌ اور غیر ثلاثی مجرد کے ابواب سے اسی باب کے مضارع مجہول کے وزن پر آتا ہے اس فرق کے ساتھ کہ حرف ''اتین'' کی جگہ میم مضموم آتا ہے اور آخر میں تنوین تمکن علامت اسم جاری ہوتی ہے جیسے یُکْرَمُ سے مُکْرَمٌ وغیرہ۔

نوٹ:...... کبھی کبھی اسم مفعول دوسرے اوزان پر بھی آتا ہے جیسے جَرِیْحٌ بروزن فَعِیْلٌ یہ اسم مفعول ہے مَجْرُوْحٌ کے معنی میں ہے اور کبھی مصدر بھی اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے جیسے مَفْتُوْنٌ بروزن مَفْعُوْلٌ یہ مصدر ہے۔

فائدہ:...... بعض کتابوں میں اسم مفعول کے بہت سارے صیغے مذکور ہوتے ہیں اور یہاں اتنے نہیں ہیں اس کی وجہ پہلے گزر چکی کہ مصنف جمع تکسیر اور تصغیر کے صیغے ذکر نہیں کرتے لہذا اسم مفعول کی مختصر گردان تو صرف چھ صیغوں پر مشتمل ہوتی ہے جیسے مَفْعُوْلٌ ، مَفْعُوْلَانِ، مَفْعُوْلُوْنَ ، مَفْعُوْلَةٌ، مَفْعُوْلَتَانِ ، مَفْعُوْلَاتٌ ۔لیکن مصنف تثنیہ اور جمع سالم کی حالت رفعی اور نصبی وجری کے لئے الگ الگ صیغے ذکر کرتے ہیں اس لئے یہاں اسم مفعول کی گردان چھ

صیغوں سے زیادہ پر مشتمل ہے۔

سوال:......اسم مفعول بناتے وقت مضارع مجہول سے حرف مضارع کیوں حذف کرتے ہیں؟

جواب:......تا کہ اسم مفعول اور مضارع میں امتیاز ہو۔

سوال:......حرف ''اتین'' کی جگہ میم کیوں لاتے ہیں حروف علت میں سے کوئی حرف کیوں نہیں لاتے کہ وہ زیادتی کے زیادہ مستحق ہوتے ہیں۔

جواب:......حروف علت یہاں نہیں آسکتے واؤ تو اس لئے نہیں آسکتا کہ ابتداء میں واو زائد نہیں ہوتا۔ اور الف اس لئے کہ وہ ساکن ہوتا ہے اور ابتداء بالساکن محال ہے اور یاء اس لئے کہ پھر مضارع کے ساتھ التباس ہوگا۔

سوال:......میم کی کیا خصوصیت ہے کسی اور حرف کا کیوں اضافہ نہیں کیا؟

جواب:......میم کی خصوصیت ایک تو اس وجہ سے ہے کہ حرف ''اتین'' کی طرح یہ بھی اکثر و بیشتر علامت ہوتا ہے یعنی جس طرح حرف ''اتین'' مضارع کی علامت ہے تو اسی طرح میم اکثر اسم کی علامت ہوتا ہے جیسے اسم مفعول، اسم ظرف، اسم آلہ وغیرہ میں اور دوسری وجہ میم کی خصوصیت کی یہ ہے کہ میم حروف علت میں سے واو کے قریب ہے کہ واو بھی شفوی ہے اور میم بھی شفوی ہے اور جب حرف علت خود نہیں آسکتا تو جو حرف اس کے قریب ہو اس کا زائد ہونا اسی حرف علت کی جگہ پر زیادہ مناسب ہے۔

سوال:......اسم مفعول میں میم کو فتحہ کیوں دیتے ہیں کسرہ یا ضمہ کیوں نہیں دیتے؟

جواب:......کسرہ تو اس لئے نہیں دے سکتے کہ پھر اسم آلہ کے ساتھ التباس ہوگا اور ضمہ اس لئے نہیں دے سکتے کہ پھر غیر ثلاثی مجرد کے اسم مفعول کے ساتھ التباس ہوگا کہ غیر ثلاثی مجرد میں اسم مفعول کا میم مضموم ہوتا ہے اس کے علاوہ ضمہ کی صورت میں کلمہ بہت ثقیل ہو جاتا ہے کہ میم بھی مضموم اور عین کلمہ بھی مضموم ہے اور ضمہ سب سے ثقیل حرکت ہے۔

سوال:......اسم مفعول میں عین کلمہ کو ضمہ کیوں دیتے ہیں فتحہ یا کسرہ کیوں نہیں دیتے؟

جواب:......فتح اور کسرہ اس لئے نہیں دیتے تا کہ بعض جگہوں میں اسم ظرف کے ساتھ التباس نہ ہو کیونکہ اسم ظرف کبھی مفتوح العین ہوتا ہے جیسے مَنْصَرٌ اور کبھی مکسور العین جیسے مَوْعِدٌ لیکن اسم ظرف مضموم العین نہیں ہوتا۔

سوال: ...... اسم مفعول میں عین کلمہ کے بعد واو کیوں بڑھاتے ہیں؟

جواب: ...... اس لئے کہ واو کے بغیر مَفْعُلٌ کا وزن بنتا ہے اور اس وزن پر کوئی کلمہ کلام عرب میں مستعمل نہیں سوائے مَکْرُمٌ اور مَعُوْنٌ کے اور یہ دونوں بھی شاذ ہیں۔

نوٹ: ...... درحقیقت ان تمام سوالات کا اصل جواب یہ ہے کہ کلام عرب میں یہ کلمات اسی طرح مستعمل ہیں آپ ہر سوال کا یہی جواب دے سکتے ہیں۔ مثلاً کوئی سوال کرے کہ اسم فاعل میں حرف اتین کیوں حذف کیا۔ الف کا اضافہ کیوں کیا۔ عین کلمہ کو کسرہ کیوں دیا۔ اور اسم مفعول کے شروع میں میم کیوں ہے۔ عین مضموم کیوں ہے تو ان سب کا جواب یہ ہے کہ کلام عرب میں اسی طرح مستعمل ہوتے ہیں اور کسی بھی زبان کے الفاظ مستعملہ پر یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ فلاں لفظ ایسا کیوں استعمال ہوتا ہے اور ایسا کیوں نہیں ہوتا؟ باقی جو جوابات دیئے جاتے ہیں یہ تو ایک سطحی قسم کے جوابات ہیں جو تشحیذ ذہنی کی غرض سے دیئے جاتے ہیں۔

اسم تفضیل کہ دلالت کند بر زیادت معنی فاعلیت نسبت بدیگر بروزن اَفْعَلُ آید مگر از لون وعیب نمی آید چہ درین ہر دو اَفْعَلُ برائے صفت مشبہ می آید چون اَحْمَرُ واَعْمٰی واز غیر ثلاثی مجرد نمی آید۔

بحث اسم تفضیل اَفْعَلُ اَفْعَلَانِ اَفْعَلَيْنِ اَفْعَلُوْنَ اَفْعَلِيْنَ اَفَاعِلُ فُعْلٰی فُعْلَيَانِ فُعْلَيَيْنِ فُعْلَيَاتٌ فُعَلُ۔ اَفَاعِلُ، جمع تکسیر مذکر است و فُعَلُ جمع تکسیر مونث اَفْعَلُوْنَ و فُعْلَيَاتٌ جمع سالم و جمع سالم آنرا گویند کہ بنائے واحد دران سلامت ماند در مذکر بواو ونون آید و در مؤنث بالف وتا آید و جمع تکسیر آنکہ بنائے واحد دران سلامت نماند اسم تفضیل گاہے برائے زیادت معنی مفعولیت ہم می آید چون اَشْهَرُ بمعنے مشہور تر۔

ترجمہ: ...... اسم تفضیل (وہ ہے) جو دوسرے کے اعتبار سے معنی فاعلیت کی زیادتی پر دلالت کرتا ہے (یہ) اَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے مگر رنگ اور عیب سے نہیں آتا (یعنی جو لفظ رنگ اور عیب کے معنی میں ہو اس سے اسم تفضیل مستعمل نہیں ہوتا) کیونکہ ان دونوں میں اَفْعَلُ کا وزن صفت مشبہ کے لئے آتا ہے جیسے اَحْمَرُ (رنگ کی مثال) اور اَعْمٰی (عیب کی مثال) اور غیر ثلاثی مجرد سے (بھی اسم تفضیل) نہیں آتا اسم تفضیل کی گردان۔ اَفْعَلُ اَفْعَلَانِ ...... الخ اَفَاعِلُ جمع مذکر مکسر ہے اور فُعَلٌ جمع مؤنث مکسر ہے اور اَفْعَلُوْنَ اور فُعْلَيَاتٌ (دونوں) جمع سالم ہیں اور جمع سالم اس جمع کو کہتے ہیں جس میں واحد کا وزن سالم رہے (یہ جمع سالم) مذکر میں واو اور نون کے ساتھ آتی ہے (جیسے اَفْعَلُوْنَ) اور مؤنث میں الف اور تا کے ساتھ آتی ہے (جیسے فُعْلَيَاتٌ) اور جمع مکسر وہ ہوتی ہے جس میں واحد کا وزن سالم نہ رہے اسم تفضیل کبھی معنی مفعولیت کی زیادتی کے لئے بھی آتا ہے جیسے اَشْهَرُ بمعنی زیادہ مشہور۔

تشریح وتحقیق

بحث اسم تفضیل:

اسم مشتق کی تیسری قسم اسم تفضیل ہے یہ فعل مضارع معلوم کے پہلے صیغہ سے بنتا ہے۔

سوال:......اسم تفضیل فعل مضارع سے کیوں بنتا ہے ماضی وغیرہ سے کیوں نہیں بنتا؟

جواب:......اسم تفضیل درحقیقت اسم فاعل ہی کی ایک قسم ہے اور اسم فاعل فعل مضارع سے بنتا ہے۔

اسم تفضیل کی تعریف:

لغوی معنی فضیلت اور ترجیح دینا۔ وجہ تسمیہ: اس کو اسم تفضیل اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں معنی مصدری دوسروں کی نسبت زیادتی کے ساتھ پایا جاتا ہے اس اعتبار سے اس کو دوسروں پر فضیلت اور ترجیح حاصل ہے۔

اصطلاحی تعریف:......اصطلاح میں اسم تفضیل اس اسم مشتق کو کہتے ہیں جو ایسی ذات پر دلالت کرے جس میں معنی مصدری (معنی فاعلیت) دوسروں کی نسبت زیادتی کے ساتھ پایا جائے جیسے زَیْدٌ اَضْرَبُ مِنْ عَمْرٍو اس میں اَضْرَبُ اسم تفضیل یہ بتلا رہا ہے کہ زید کی ذات معنی مصدری یعنی مارنے کے ساتھ متصف ہونے میں عمرو سے بڑھ کر ہے۔ یعنی عمرو سے زیادہ مارنے والا ہے۔

اسم تفضیل کے استعمال ہونے کی شرائط:

کل چار ۴ شرطیں ہیں:

(۱) پہلی شرط: یہ ہے کہ اسم تفضیل صرف ثلاثی مجرد سے آتا ہے غیر ثلاثی مجرد سے نہیں آتا البتہ امام سیبویہ کے نزدیک باب افعال سے آتا ہے جیسے اَعْطٰی، اَخْطٰی، اَوْلٰی وغیرہ لیکن دوسروں کے نزدیک یہ شاذ ہیں۔

(۲) دوسری شرط: اس ثلاثی مجرد سے بھی اسم تفضیل نہیں آتا جسمیں رنگ یا عیب کے معنی ہوں بلکہ اس صورت میں اَفْعَلُ کے وزن پر صفت مشبہ استعمال ہوتی ہے جیسے اَحْمَرُ (سرخ) رنگ کی مثال ہے اور اَعْمٰی (اندھا) عیب کی مثال۔

(۳) تیسری شرط: افعال ناقصہ اور افعال غیر متصرفہ سے بھی اسم تفضیل نہیں آتا۔ افعال ناقصہ جیسے کَانَ، صَارَ وغیرہ اور افعال غیر متصرفہ جیسے بِئْسَ، عَسٰی وغیرہ۔

(۴) چوتھی شرط: ایسے افعال سے بھی نہیں آتا جن کے معنی زیادتی اور نقصان کو قبول نہ کرتے ہوں یعنی ان کے معنی میں کمی اور زیادتی کی صلاحیت نہ ہو جیسے مَاتَ، طَلَعَ، غَرُبَ۔ وغیرہ۔

(۱) غیر ثلاثی مجرد سے تو اسم تفضیل اس لئے نہیں آتا کہ اسم تفضیل کے لئے اَفْعَلُ کا وزن مقرر ہے۔ اب غیر ثلاثی مجرد سے اسم تفضیل بناتے وقت اگر تمام حروف برقرار رکھتے ہیں تو یہ اَفْعَلُ کا وزن باقی نہیں رہ سکتا۔ اور اگر کچھ حروف حذف کرتے ہیں تو پھر ثلاثی مجرد اور غیر ثلاثی مجرد کے اسم تفضیل میں التباس ہوگا۔ مثلاً یَسْتَخْرِجُ سے اگر حروف زائدہ کو حذف کر کے اسم تفضیل بنائیں تو اَخْرَجُ بنے گا اب پتہ نہیں چلے گا کہ یہ ثلاثی مجرد یَخْرُجُ کا اسم تفضیل ہے یا ثلاثی مزید فیہ یَسْتَخْرِجُ کا ہے۔

(۲) جو الفاظ رنگ اور عیب کے معنی میں ہوں ان سے اسم تفضیل اس لئے نہیں آتا کہ اسم تفضیل اور اسم فاعل وغیرہ میں معنی مصدری کا قیام حدوث کے طور پر ہوتا ہے یعنی ان میں معنی مصدری استمرار اور دوام کے طور پر اپنے موصوف کے ساتھ قائم نہیں ہوتا بلکہ کبھی قائم اور کبھی دور ہو جاتا ہے جب کہ رنگ وعیب کا قیام اپنے موصوف کے ساتھ تسلسل اور استمرار کے طور پر ہوتا ہے یعنی رنگ اور عیب ایسے اوصاف ہیں کہ جب یہ کسی کے ساتھ لگ جاتے ہیں تو کتنی ہی مدت کیوں نہ سہی مگر اس مدت میں برابر قائم رہتے ہیں جدا نہیں ہوتے، البتہ صفت مشبہ میں بھی معنی مصدری کا قیام استمرار اور دوام کے طور پر ہوتا ہے تو اس بناء پر رنگ وعیب میں اَفْعَلُ کا وزن صفت مشبہ کے لئے استعمال ہوتا ہے (اسم تفضیل کے لئے نہیں)

اعتراض: ......عیب کے معنی سے تو اسم تفضیل مستعمل ہوتا ہے جیسے اَجْهَلُ، اَحْمَقُ کہ جہالت اور حماقت بھی عیوب ہیں لیکن ان سے اسم تفضیل مستعمل ہے یہ کیسے؟

جواب: ......عیب سے مراد ظاہری عیب ہے باطنی عیب نہیں اور جہل وحماقت باطنی عیوب ہیں۔

(۳) افعال ناقصہ سے اسم تفضیل اس لئے نہیں آتا کہ اسم تفضیل فقط ایک اسم میں عمل کرتا ہے یعنی اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے باقی مفعول میں بالکل عمل نہیں کرتا جب کہ افعال ناقصہ دو اسموں میں عمل کرتے ہیں ایک اسم کو رفع دیتے ہیں فاعل ہونے کی وجہ سے اور ایک اسم کو نصب دیتے ہیں مفعول کے مشابہ ہونے کی وجہ سے۔ وہ مشابہت یہ ہے کہ جس طرح فعل متعدی کا معنی مفعول بہ کے بغیر تام نہیں ہوتا تو اسی طرح افعال ناقصہ کے معنی بھی ان کی خبروں کے بغیر تام نہیں ہوتے۔ اب اگر فعل ناقص سے اسم تفضیل بنالیا جائے تو اس کا عمل صرف اپنے فاعل

تک محدود رہے گا اور خبر میں عمل نہیں کرے گا جب کہ یہ بات افعال ناقصہ کے مزاج کے خلاف ہے وہ تو اسم اور خبر دونوں میں عمل کرتے ہیں۔

باقی افعال غیر متصرفہ سے اسم تفضیل اس لئے نہیں آتا کہ یہ بمنزلہ اسم جامد کے ہوتے ہیں تو جس طرح اسم جامد سے کوئی چیز نہیں بن سکتی تو اسی طرح افعال غیر متصرفہ سے بھی نہیں بن سکتی، ان میں صرف سماع تک بات محدود رہتی ہے یعنی عربی لغت میں فعل غیر متصرف سے جو الفاظ اور مشتقات مستعمل ہوتے ہیں انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے اپنی طرف سے مزید کوئی لفظ ان سے مشتق نہیں کیا جا سکتا اور اسم تفضیل کا استعمال ان سے مسموع نہیں ہے۔

(۴) اور جن افعال کے معنوں میں زیادتی اور نقصان قبول کرنے کی صلاحیت نہ ہو ان سے اسم تفضیل اس لئے نہیں آتا کہ اسم تفضیل معنی مصدری کی زیادتی پر دلالت کرتا ہے دوسرے کے مقابلہ میں۔ یعنی دوسرے میں معنی مصدری اس سے کم ہوتا ہے اور اس میں زیادہ ہوتا ہے اور جن افعال کے معنی میں کمی زیادتی قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہ ہو تو وہاں کمی زیادتی پر دلالت ہو ہی نہیں سکتی۔

فائدہ:...... اگر غیر ثلاثی مجرد سے یا اس ثلاثی مجرد سے جسمیں رنگ یا عیب کے معنی پائے جاتے ہوں اسم تفضیل کا معنی ادا کرنا مقصود ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اول لفظ اَشَدُّ یا اَکْثَرُ وغیرہ لے کر اس کے بعد مطلوبہ باب کا مصدر تمیز ہونے کی بناء پر منصوب ذکر کر دیا جائے۔ تو اسم تفضیل والا معنی ادا ہو جائے گا جیسے **هُوَ اَشَدُّ حُمْرَةً** (وہ زیادہ سرخ ہے) **هُوَ اَقْبَحُ مِنْهُ عَرَجًا** (وہ زیادہ قبیح ہے لنگڑا ہونے کے اعتبار سے) **هُوَ اَكْثَرُ اِحْسَانًا** (وہ زیادہ احسان کرنے والا ہے)۔

فائدہ:...... اکثر و بیشتر تو اسم تفضیل معنی فاعلیت کی زیادتی پر دلالت کرتا ہے لیکن کبھی کبھی معنی مفعولیت کی زیادتی پر بھی دلالت کرتا ہے جیسے اَشْهَرُ زیادہ مشہور کے معنی میں ہے اور مشہور اسم مفعول ہے۔

سوال:...... ارشاد الصرف وغیرہ کتابوں میں تو اسم تفضیل کی گردان کچھ اور طرح ہے اور یہاں اس سے مختلف ہے یہ کیوں؟

جواب:...... اس لئے کہ وہاں اسم تفضیل مذکر کی گردان الگ اور اسم تفضیل مؤنث کی گردان الگ ہے اور یہاں مذکر اور مؤنث کی گردان ایک ساتھ مذکور ہے وہاں تصغیر کے صیغے بھی ہیں یہاں نہیں ہیں، وہاں تثنیہ اور جمع کی حالت رفعی، نصبی و جری کے لئے الگ الگ صیغے ذکر نہیں کئے ہیں جب کہ یہاں الگ الگ صیغے ذکر کئے ہیں اس لئے یہ گردان اس سے مختلف ہے۔

فائدہ:......اس گردان میں اَفعَلَانِ تثنیہ مذکر کا صیغہ ہے حالت رفعی میں اور اَفْعَلَیْنِ بھی تثنیہ مذکر ہے لیکن حالت نصبی وجری میں اور اَفْعَلُوْنَ جمع مذکر سالم کا صیغہ ہے حالت رفعی میں اور اَفْعَلِیْنَ بھی جمع مذکر سالم ہے لیکن حالت نصبی وجری میں اور فُعْلَیَانِ تثنیہ مؤنث کا صیغہ ہے حالت رفعی میں اور فُعْلَیَیْنِ بھی تثنیہ مؤنث ہے لیکن حالت نصبی وجری میں اور فُعْلَیَاتٌ جمع مؤنث سالم کا صیغہ ہے اور اَفَاعِلُ جمع مذکر مکسر ہے اور فُعَلٌ جمع مؤنث مکسر ہے۔

اور جمع مکسر یا جمع تکسیر اس جمع کو کہتے ہیں جس میں واحد کا وزن محفوظ نہ رہے یعنی واحد کی حرکات وسکنات اور حروف کی ترتیب باقی نہ رہے جیسے رَجُلٌ رِجَالٌ کی جمع ہے اور جمع سالم وہ ہوتی ہے جس میں واحد کا وزن سلامت ہو۔ یعنی حروف اور حرکات وسکنات کی ترتیب برقرار ہو جیسے مُسْلِمُوْنَ ۔ یہ مُسْلِمٌ کی جمع ہے اس میں واحد کی حرکات وسکنات اور حروف کی ترتیب برقرار ہے۔

پھر جمع سالم کی دو قسمیں ہیں (۱) جمع مذکر سالم (۲) جمع مؤنث سالم۔

جمع مذکر سالم حالت رفعی میں واو اور نون کے ساتھ آتی ہے جیسے اَفْعَلُوْنَ اور حالت نصبی وجری میں یاء اور نون کے ساتھ جیسے اَفْعَلِیْنَ اور جمع مؤنث سالم ہر حالت میں الف اور تاء کے ساتھ آتی ہے جیسے فُعْلَیَاتٌ۔

نوٹ:......اس گردان میں جو جمع مؤنث مکسر کا صیغہ ہے فُعَلٌ تو اس کے متعلق صاحب نوادر الاصول فرماتے ہیں کہ یہ صیغہ تنوین کے ساتھ ہے اور تنوین کے بغیر جو اکثر طلبہ میں مشہور ہے یہ غلط ہے اور ان سے یہ غلطی اس بناء پر ہو رہی ہے کہ وہ اس کو اُخَرُ پر قیاس کرتے ہیں کہ اُخَرُ غیر منصرف ہے عدل اور وصف کی وجہ سے تو اسی طرح فُعَلٌ کے وزن پر جو بھی ہوگا وہ غیر منصرف ہوگا انہی دو اسباب کی وجہ سے حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ اُخَرُ میں عدل کے اعتبار کرنے سے دوسرے الفاظ میں عدل کا اعتبار کرنا لازم نہیں آتا۔ لیکن بندہ کا ناقص خیال اور رائے یہ ہے کہ یہ صیغہ تنوین کے بغیر ہے اور غیر منصرف ہے کیونکہ اُخَرُ میں غیر منصرف ہونے کی جو علت ہے یعنی عدل اور وصف وہ یہاں بھی موجود ہے کیونکہ وہ بھی اسم تفضیل مؤنث ہے اور یہ بھی اگر اس میں عدل ہے تو یہاں کیوں نہیں ہے وجہ فرق کیا ہے؟

صفت مشبہ آنکہ دلالت کند بر اتصاف ذاتے بمعنی مصدری بوضع ثبوت واسم فاعل دلالت میکند بر اتصاف بطور حدوث ولہذا صفت مشبہ ہمیشہ لازم باشد اگرچہ از فعل متعدی آید پس فرق در سَامِعٌ و سَمِيْعٌ این ست کہ سامع دلالت میکند بر ذاتے کے موصوف باشد بشنیدن چیزے بالفعل ولہذا بعد آن مفعول آمدن میتواند چون سَامِعٌ كَلَامَكَ و سَمِيْعٌ دلالت میکند بر ذاتے کہ موصوف بسمع باشد بطور ثبوت اعتبار تعلق بچیزے دران ملحوظ نیست بلکہ عدم اعتبار تعلق بچیزے ملحوظ پس سَمِيْعٌ كَلَامَكَ نمیتوان گفت۔

ترجمہ:...... صفت مشبہ (وہ اسم مشتق) ہے جو دلالت کرے کسی ذات کے معنی مصدری کے ساتھ متصف ہونے پر بطریقہ دوام۔ اور اسم فاعل دلالت کرتا ہے (کسی ذات کے معنی مصدری کے ساتھ) متصف ہونے پر بطریقہ حدوث یعنی عارضی طور پر اسی وجہ سے صفت مشبہ ہمیشہ لازم ہوتی ہے اگرچہ وہ فعل متعدی ہی سے آئے (مطلب یہ ہے کہ صفت مشبہ میں دوسری چیز یعنی مفعول کے ساتھ تعلق کا اعتبار نہیں ہوتا اس لئے کہ یہ اپنے موصوف کے لئے صفت ذاتی ہوتی ہے اس کے صفت ہونے میں دوسری چیز کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا اس وجہ سے یہ ہمیشہ لازم ہوتی ہے متعدی نہیں کیونکہ متعدی میں غیر یعنی مفعول کے ساتھ تعلق کا اعتبار ہوتا ہے جب کہ صفت مشبہ میں غیر کا اعتبار ہوتا ہی نہیں) پس سَامِعٌ (اسم فاعل) اور سَمِيْعٌ (صفت مشبہ) میں فرق یہ ہے کہ سَامِعٌ ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جو بالفعل یعنی فی الحال کسی چیز کے سننے کے ساتھ متصف ہو لہذا اس کے بعد مفعول آسکتا ہے جیسے سَامِعٌ كَلَامَكَ (یعنی اسم فاعل میں مفعول کے ساتھ تعلق کا اعتبار ہوتا ہے لہذا اس کے بعد مفعول کا آنا درست ہے) اور سَمِيْعٌ ایسی ذات پر دلالت کرتا ہے جو سننے کے ساتھ دائمی طور پر متصف ہو (یعنی ہمیشہ سنتی ہو) اس میں کسی چیز کے ساتھ تعلق کا اعتبار ملحوظ نہیں ہوتا (یعنی صفت مشبہ میں کسی چیز کے ساتھ تعلق کا لحاظ نہیں کیا جاتا) بلکہ کسی چیز کے ساتھ تعلق نہ ہونے کا اعتبار اس میں ملحوظ ہوتا ہے لہذا سَمِيْعٌ كَلَامَكَ نہیں کہہ سکتے۔

تشریح و تحقیق

صفت مشبہ کی بحث:

اسم مشتق کی چوتھی قسم صفت مشبہ ہے یہ درحقیقت اسم فاعل ہی کی ایک قسم ہے جو مضارع معلوم کے واحد مذکر غائب کے صیغہ سے بنتی ہے۔ لغوی معنی ہے وہ صفت جسے تشبیہ دی گئی ہو وجہ تسمیہ: یہ ہے کہ یہ اسم فاعل کے مشابہ ہوتی ہے تثنیہ و جمع مذکر اور مؤنث ہونے میں یعنی اسم فاعل کی طرح اس میں تثنیہ و جمع مذکر اور مؤنث کے صیغے آتے ہیں اس مشابہت کی وجہ سے اس کو صفت مشبہ کہتے ہیں۔

اصطلاح: میں صفت مشبہ اس اسم مشتق کو کہتے ہیں جو ایسی ذات پر دلالت کرے کہ وہ ذات کسی صفت کے ساتھ دائمی طور پر متصف ہو جیسے سَمِیْعٌ وہ ذات جو صفت سماعت کے ساتھ ہمیشہ متصف ہو جَمِیْلٌ وہ ذات جو صفت جمال کے ساتھ ہمیشہ متصف ہو یعنی ہمیشہ خوبصورت ہو۔

صفت مشبہ اور اسم فاعل میں فرق:

سوال:......صفت مشبہ اور اسم فاعل میں کیا فرق ہے؟

جواب:......ان دونوں میں لفظی فرق تو یہ ہے کہ اسم فاعل کے اوزان قیاسی ہیں یعنی متعین ہیں۔ جب کہ صفت مشبہ کے اوزان سماعی ہیں متعین نہیں ہیں۔ اور معنوی فرق دونوں میں یہ ہے کہ صفت مشبہ میں معنی مصدری دائمی ہوتا ہے اور اسم فاعل میں معنی مصدری عارضی ہوتا ہے۔

دوسرے الفاظ میں آپ اس فرق کو یوں سمجھیں کہ: صفت مشبہ دائمی صفت پر دلالت کرتی ہے اور اسم فاعل عارضی صفت پر مثلاً سَامِعٌ کسی کو اس وقت تک کہا جائے گا جب تک وہ کسی کی کوئی بات یا کوئی آواز فی الحال سن رہا ہو اور سنے گا تب جب کوئی بول رہا ہو یا کوئی آواز آ رہی ہو تو جب تک دوسرا بول رہا ہے اور یہ سن رہا ہے یہ شخص سامع ہے اگر دوسرے کی آواز خاموش ہوگئی تو اب اس کو سامع نہیں کہا جائے گا کیونکہ اب اس کا سننا ختم ہوا تو یہ سننا ایک عارضی صفت ہے جس کا تعلق غیر کے ساتھ ہوتا ہے غیر سے مراد وہ چیز ہے جو سنی جا رہی ہو یعنی دوسرے کا کلام یا آواز وغیرہ جب وہ کلام جاری تھا تو یہ شخص سَامِع تھا جب کلام ختم تو سننا بھی ختم۔ اب اس کو سامع نہیں کہا جا سکتا چونکہ اس سننے کا تعلق غیر کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ غیر مفعول واقع ہوتا ہے۔ لہٰذا اسم فاعل کے بعد اس مفعول کو ذکر کر کے سَامِعٌ کَلَامَکَ کہہ سکتے ہیں۔

اس کے برعکس سَمِیْعٌ اس ذات کو کہتے ہیں جو ہمیشہ صفت سماعت کے ساتھ متصف ہو یعنی دائمی طور پر اس میں سننے کی قوت موجود ہو۔ چاہے کوئی کلام کرے یا نہ کرے اسکے لئے فی الحال کسی کلام یا آواز کا موجود ہونا ضروری نہیں یعنی اس میں غیر کے ساتھ تعلق کا اعتبار نہیں ہوتا کہ کیا سننے والا ہے، کس چیز کا سننے والا ہے اور جب اس میں غیر کا اعتبار نہیں ہوتا تو اس کے بعد مفعول کو ذکر کر کے سَمِیْعٌ کَلَامَکَ نہیں کہہ سکتے۔

مثلاً سَمِیْعٌ باری تعالیٰ کی صفت ہے اور باری تعالیٰ ہمیشہ سنتا ہے ہمیشہ سے اس میں سننے کی طاقت موجود

ہے۔ جب کائنات کی کوئی چیز پیدا نہیں ہوئی تھی کہیں کوئی آواز موجود نہیں تھی اس وقت بھی وہ سمیع تھا اب بھی وہ سمیع ہے اور اس عالم کے ختم ہونے کے بعد بھی وہ سمیع رہے گا یہ اللہ کی صفت ذاتی ہے جو کبھی اس سے جدا نہیں ہو سکتی۔

فائدہ:...... صفت مشبہ اور اسم فاعل میں ایک فرق یہ ہے کہ اسم فاعل فعل لازم اور فعل متعدی دونوں سے بنتا ہے جب کہ صفت مشبہ صرف فعل لازم سے بنتی ہے چاہے وہ فعل شروع سے لازم ہو یا شروع سے تو وہ فعل متعدی ہو مگر بعد میں لازم کی طرف منتقل کر کے اس سے صفت مشبہ بنائی گئی ہو۔

فائدہ:...... صفت مشبہ کا استعمال باری تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے کیونکہ صفت مشبہ دائمی صفت پر دلالت کرتی ہے اور باری تعالیٰ کی تمام صفات دائمی اور لازمی ہیں کوئی صفت عارضی نہیں اور اسم فاعل کا استعمال مخلوق کے ساتھ خاص ہے باری تعالیٰ کے لئے اسم فاعل کے صیغے استعمال نہیں ہوتے کیونکہ اسم فاعل عارضی صفت پر دلالت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت عارضی نہیں لیکن کبھی مجازاً صفت مشبہ اور اسم فاعل ایک دوسرے کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں لہذا اگر کہیں اسم فاعل کا صیغہ باری تعالیٰ کے لئے مستعمل ہوا ہو تو وہ صفت مشبہ کے معنی میں ہوگا۔ اور کہیں صفت مشبہ کا صیغہ مخلوق کے لئے استعمال ہو تو وہ اسم فاعل کے معنی میں ہوگا۔

سوال:...... عمل کے اعتبار سے صفت مشبہ اور اسم فاعل میں کیا فرق ہے؟

جواب:...... عمل کے اعتبار سے دونوں میں فرق یہ ہے کہ اسم فاعل کا معمول اس پر مقدم ہو سکتا ہے لیکن صفت مشبہ کا معمول اس پر مقدم نہیں ہو سکتا۔

اوزان صفت مشبہ بسیارست چون صَعْبٌ صِفْرٌ صُلْبٌ حَسَنٌ خَشِنٌ نَدُسٌ زِنَمٌ بِلِزٌّ حُطَمٌ جُنُبٌ اَحْمَرُ كَابِرٌ كَبِيْرٌ غَفُوْرٌ جَيِّدٌ جَبَانٌ هِجَانٌ شُجَاعٌ عَطْشَانٌ عَطْشٰى حُبْلٰى حَمْرَاءُ عُشَرَاءُ

ترجمہ:...... صفت مشبہ کے اوزان بہت ہیں جیسے صَعْبٌ، صِفْرٌ، صُلْبٌ، الخ

تشریح و تحقیق

بحث اوزانِ صفت مشبہ:

صفت مشبہ کے اوزان متعین نہیں ہیں بلکہ سماعی ہیں کبھی کس وزن پر آتی ہے اور کبھی کس وزن پر یہاں مصنف نے تیئس ۲۳ اوزان ذکر کئے ہیں کیونکہ یہ زیادہ مشہور ہیں باقی زیادہ مشہور نہیں اور مصنف نے وزن کی جگہ پر

اس کی مثال اس لئے ذکر کی ہے تاکہ یاد کرنے میں آسانی ہو یہ اوزان بمع امثلہ معانی، اور ابواب کے یہ ہیں۔

نمبر شمار	وزن	مثال	معنی	باب
۱	فَعْلٌ	صَعْبٌ	سخت	کَرُمَ
۲	فُعْلٌ	صُلْبٌ	سخت	کَرُمَ
۳	فِعْلٌ	صِفْرٌ	خالی	سَمِعَ
۴	فَعَلٌ	حَسَنٌ	اچھا	کَرُمَ/نَصَرَ
۵	فُعُلٌ	جُنُبٌ	ناپاک	کَرُمَ
۶	فِعِلٌ	بِلِزٌ	موٹا	ضَرَبَ
۷	فَعُلٌ	نَدُسٌ	سمجھدار	سَمِعَ
۸	فُعَلٌ	حُطَمٌ	بکھرا ہوا	ضَرَبَ
۹	فِعَلٌ	زِئَمٌ	گھبرایا ہوا۔ بکھرا ہوا	سَمِعَ
۱۰	فَعِلٌ	خَشِنٌ	کھردرا	کَرُمَ
۱۱	اَفْعَلُ	اَحْمَرُ	سرخ	کَرُمَ
۱۲	فَاعِلٌ	کَابِرٌ	بڑا	کَرُمَ
۱۳	فَعِیلٌ	کَبِیرٌ	بڑا	کَرُمَ
۱۴	فَعُولٌ	غَفُورٌ	معاف کرنے والا	ضَرَبَ
۱۵	فَیْعِلٌ	جَیِّدٌ	اچھا عمدہ	نَصَرَ
۱۶	فَعَالٌ	جَبَانٌ	بزدل	کَرُمَ
۱۷	فِعَالٌ	هِجَانٌ	سفید اونٹ	کَرُمَ
۱۸	فُعَالٌ	شُجَاعٌ	بہادر، دلیر	کَرُمَ
۱۹	فَعْلَانٌ	عَطْشَانٌ	پیاسا مرد	سَمِعَ

۲۰	فَعْلیٰ	عَطْشیٰ	پیاسی عورت	سَمِعَ
۲۱	فُعْلیٰ	حُبْلیٰ	حاملہ عورت	سَمِعَ
۲۲	فَعْلَاءُ	حَمْرَآءُ	سرخ عورت	سَمِعَ / کَرُمَ
۲۳	فُعَلَاءُ	عُشَرَآءُ	دس ماہ کی حاملہ اونٹنی	نَصَرَ

مصنفؒ نے صرف حَسَنٌ سے صفت مشبہ کی گردان ذکر فرمائی ہے اوراس میں جمع مکسر اور تصغیر کے صیغے حسب عادت ذکرنہیں کئے حَسَنٌ کے طرز پر باقی کی بھی گردان کرلی جائے۔

اسم آلہ کہ دلالت کند برآلہ صدور فعل بر سہ وزن آید مِفْعَلٌ مِفْعَلَةٌ مِفْعَالٌ۔

بحث اسم آلہ: مِنْصَرٌ مِنْصَرَانِ مِنْصَرَیْنِ مَنَاصِرُ مِنْصَرَةٌ مِنْصَرَتَانِ مِنْصَرَتَیْنِ مَنَاصِرُ مِنْصَارٌ مِنْصَارَانِ مِنْصَارَیْنِ مَنَاصِیْرُ۔

ترجمہ:......اسم آلہ وہ (اسم مشتق) ہے جو فعل کے صادر ہونے کے آلہ پر دلالت کرے (یہ اسم آلہ) تین وزن پر آتا ہے مِفْعَلٌ، مِفْعَلَةٌ، مِفْعَالٌ، اسم آلہ کی گردان۔ مِنْصَرٌ مِنْصَرَانِ الخ۔

تشریح وتحقیق

اسم آلہ کی بحث:

اسم مشتق کی پانچویں قسم اسم آلہ ہے جو مضارع معلوم کے واحد مذکر غائب کے صیغے سے بنتا ہے لغوی معنی ہے وسیلہ اور ذریعہ وجہ تسمیہ: یہ صدور فعل کا ذریعہ ہوتا ہے اس لئے اس کو اسم آلہ کہتے ہیں۔

اصطلاح: میں اسم آلہ اس اسم مشتق کو کہتے ہیں جو فعل کے صادر ہونے کے آلہ اور واسطہ پر دلالت کرے جیسے مِضْرَبٌ مارنے کا آلہ، مِنْصَرٌ مدد کرنے کا آلہ۔

اسم آلہ تین وزنوں میں سے کسی ایک وزن پر استعمال ہوتا ہے (۱) مِفْعَلٌ جیسے مِنْصَرٌ (۲) مِفْعَلَةٌ جیسے مِنْصَرَةٌ (۳) مِفْعَالٌ جیسے مِنْصَارٌ۔

بعض صرفی حضرات کہتے ہیں کہ مِفْعَلٌ کا وزن اسم آلہ صغریٰ کے لئے استعمال ہوتا ہے اور مِفْعَلَةٌ کا وزن اسم آلہ وسطیٰ کے لئے اور مِفْعَالٌ کا وزن اسم آلہ کبریٰ کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن راجح یہ ہے کہ یہ تینوں وزن ہر اسم

آلہ کے لئے استعمال ہوتے ہیں سب کے ایک ہی معنی ہیں ان میں سے کوئی وزن کسی ایک آلہ کے ساتھ خاص نہیں ہے۔مصنفؒ نے تینوں وزنوں کی گردانیں ایک ساتھ ذکر کی ہے پہلے مِفْعَلٌ کی گردان ذکر کی ہے جیسے مِنْصَرٌ مِنْصَرَانِ مِنْصَرَیْنِ مَنَاصِرُ پھر مِفْعَلَۃٌ کی جیسے مِنْصَرَۃٌ مِنْصَرَتَانِ مِنْصَرَتَیْنِ مَنَاصِرُ پھر مِفْعَالٌ کی جیسے مِنْصَارٌ مِنْصَارَانِ مِنْصَارَیْنِ مَنَاصِیْرُ، اور حسب عادت تثنیہ کی حالت رفعی اور حالت نصبی وجری کے لئے الگ الگ صیغے ذکر کئے ہیں اور تصغیر کے صیغے ذکر نہیں کئے۔

فائدہ:......اسم آلہ ثلاثی مجرد کے ساتھ خاص ہے غیر ثلاثی مجرد سے اسم آلہ نہیں آتا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اسم آلہ کے لئے مذکورہ تین وزن مقرر ہیں اب غیر ثلاثی مجرد سے اسم آلہ بناتے وقت اگر تمام حروف برقرار رکھتے ہیں تو یہ وزن باقی نہیں رہتے اور اگر کچھ حروف حذف کرتے ہیں تو پھر ثلاثی مجرد اور غیر ثلاثی مجرد کے اسم آلہ میں التباس ہوگا اگر غیر ثلاثی مجرد سے اسم آلہ کا معنی ادا کرنا مقصود ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ مطلوبہ باب کا مصدر معرّف باللاّم لاکر اس سے پہلے لفظ ''مَابِہٖ'' بڑھا دیا جائے جیسے مَابِہِ الْاِکْرَامُ، مَابِہِ الْاِجْتِنَابُ۔

سوال:......اسم آلہ میں میم کیوں مکسور ہوتا ہے؟

جواب:......اس لئے کہ مفتوح ہونے کی صورت میں اسم ظرف کے ساتھ التباس ہوتا ہے اور مضموم ہونے کی صورت میں باب افعال کے اسم مفعول کے ساتھ التباس ہوتا ہے۔

سوال:......ایسا کیوں نہیں کیا کہ اسم ظرف میں میم کو کسرہ دیتے اور اسم آلہ میں میم کو فتحہ دیتے اس کے برعکس کیوں کیا؟

جواب:......اسم ظرف کا استعمال اسم آلہ کے مقابلہ میں زیادہ ہے اور کثرت استعمال تخفیف کا تقاضا کرتی ہے اور فتحہ اخف الحرکات ہے اس لئے اسم ظرف میں میم کو فتحہ دیا اور اسم آلہ قلیل الاستعمال ہے اس لئے اس میں میم کو کسرہ دیا۔

وگاہے بروزن فَاعَلٌ آید چون خَاتَمٌ آلہ ختم یعنی مہر کردن وعَالَمٌ آلہ دانستن مگر درین قسم معنی اسمی غالب آمدہ علی الاطلاق بمعنی اشتقاقی مستعمل نیست ہر آلہ ختم را خَاتَمٌ وہر آلہ علم را عَالَمٌ نتوان گفت۔

ترجمہ:......کبھی اسم آلہ فَاعَلٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے خَاتَمٌ آلہ ختم یعنی مہر لگانے کا آلہ اور عَالَمٌ جاننے کا آلہ مگر اس قسم میں (یعنی خَاتَمٌ اور عَالَمٌ میں) معنی اسمی غالب آیا ہے (یعنی اس خَاتَمٌ اور عَالَمٌ نے اسم ذات کی حیثیت اختیار کی ہے اور یہ مخصوص چیزوں کے نام بن گئے ہیں) مطلقاً (یعنی ہر حالت میں یہ) معنی مشتقی میں مستعمل نہیں لہٰذا ہر آلہ ختم کو خَاتَمٌ اور ہر آلہ علم کو عَالَمٌ نہیں کہا جاسکتا۔

تشریح وتحقیق

اسم آلہ کے مشہور اور قیاسی اوزان تو یہی تین ہیں یعنی مِفْعَلٌ مِفْعَلَۃٌ ، مِفْعَالٌ۔ مگر کبھی کبھی اسم آلہ فَاعَلٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے خَاتَمٌ ختم کرنے یعنی مہر لگانے کا آلہ، اور عَالَمٌ جاننے کا آلہ۔ لیکن یہ جو خَاتَمٌ اور عَالَمٌ ہیں ان میں معنی اسمی غالب آ گئے ہیں یعنی ان میں سے ہر ایک نے اسم جامد کی حیثیت اختیار کر لی ہے کہ خاتم نام بن چکا ہے اس چیز کا جس کے ساتھ مہر لگائی جاتی ہے اور عالم نام بن گیا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا تمام جہان کا۔

اب یہ خَاتَم اور عَالَم مشہور تین اوزان کی طرح ہر حالت کے اندر معنی مشتقی میں مستعمل نہیں۔ مثلاً مِضْرَبٌ جو تین اوزان مشہورہ میں سے ہے یہ ضَرْبٌ سے مشتق ہے جس کا معنی ہے مارنا، تو مِضْرَبٌ کا معنی مشتقی ہے آلہ ضَرب یعنی مارنے کا آلہ۔ تو مِضْرَبٌ ہمیشہ معنی مشتقی میں استعمال ہوتا ہے۔ یعنی مارنے کا جو بھی آلہ ہو اس کو مِضْرَبٌ کہا جا سکتا ہے اگر مارنا ڈنڈے کے ساتھ ہو تو ڈنڈا مِضْرَبٌ ہے اگر مارنا ہاتھ کے ساتھ ہو تو ہاتھ مِضْرَبٌ ہوا اور اگر مار تلوار سے ہوں تو تلوار مِضْرَبٌ ہے۔ اسی طرح باقی مثالیں سمجھ لیں لیکن خَاتَمٌ اور عَالَمٌ اس طرح نہیں ہیں کیونکہ خَاتَم خَتْمٌ سے مشتق ہے جس کا معنی ہے ختم کرنا اور عَالَم عِلْمٌ سے مشتق ہے جس کا معنی ہے ''جاننا'' تو خَاتَم کا معنی مشتقی ہے ختم کرنے کا آلہ، اور عَالَم کا معنی مشتقی ہے جاننے کا آلہ اب خَاتَم اور عَالَم علی الاطلاق معنی مشتقی میں مستعمل نہیں ہوتے ہر جاننے کے آلہ کو عَالَم اور ختم کرنے کے ہر آلہ کو خَاتَم نہیں کہا جاتا مثلاً دھواں آگ کے جاننے کا آلہ ہے کہ دھوئیں سے آگ کا علم ہوتا ہے لیکن دھوئیں کو عَالَمٌ نہیں کہا جاتا کتاب بھی آلہ علم ہے لیکن کتاب کو عَالَم نہیں کہا جاتا۔

اسی طرح کسی نے بندوق کی فائر سے سامنے موجود تمام لوگوں کو ختم کر دیا تو یہاں بندوق ختم کرنے کا آلہ ہے لیکن اس کو خَاتَمٌ نہیں کہا جا سکتا بلکہ عَالَمٌ نام بن چکا ہے ماسوی اللہ کا اور اسی کے ساتھ خاص ہے اور خَاتَم نام بنا ہے اس آلہ کا جس کے ساتھ کسی چیز پر مہر لگاتے ہیں۔

یہی مطلب ہے مصنفؒ کے اس قول کا کہ اس قسم میں معنی اسمی غالب آیا ہے اور علی الاطلاق یہ معنی مشتقی میں مستعمل نہیں مذکورہ بالا تقریر سے فَاعَلٌ اور اسم آلہ کے باقی تین اوزان کے درمیان فرق بخوبی واضح ہو گیا کہ فَاعَلٌ میں معنی اسمی غالب آیا ہے معنی مشتقی میں یہ ہر حالت کے اندر مستعمل نہیں جب کہ باقی اوزان معنی مشتقی میں مستعمل ہوتے ہیں اس کے علاوہ ایک فرق یہ ہے کہ مِفْعَلٌ مِفْعَلَۃٌ مِفْعَالٌ کے وزن پر کسی بھی مضارع سے اسم آلہ بنایا جا سکتا

ہے جب کہ فَاعَلٌ کا وزن ایسا نہیں ہے۔

فائدہ...... اسم آلہ اور اسم ظرف پر تذکیر و تانیث کا اطلاق نہیں ہوتا کیونکہ تذکیر و تانیث فاعل پر موقوف ہیں اور اسم آلہ و اسم ظرف فاعل کا تقاضا نہیں کرتے۔

فائدہ:...... خلاف قیاس کبھی اسم آلہ مُفعُلٌ اور مُفعُلَةٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے مُسْعُطٌ (ناک میں دوا چڑھانے کا آلہ) مُنْخُلٌ (چھاننے کا آلہ یعنی چھلنی) مُدُقٌّ (کوٹنے کا آلہ) مُدْهُنٌ (تیل ڈالنے کا آلہ یعنی تیل کی شیشی) مُكْحُلَةٌ (سرمہ ڈالنے کا آلہ، سرمہ دانی) امام سیبویہ کے نزدیک ان میں سے ہر ایک اسم جامد ہے جو اسم آلہ کے معنی میں ہے یہ فعل مضارع سے مشتق نہیں۔

کبھی اسم آلہ فِعَالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے خِیَاطٌ (سینے کا آلہ یعنی سوئی) اور نِظَامٌ (موتی پرونے کا دھاگہ) اسم آلہ اکثر و بیشتر فعل سے مشتق ہوتا ہے لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اسم آلہ تو مستعمل ہے لیکن اس معنی میں اس کا فعل ثلاثی مجرد میں نہیں ہے جیسے مِصْبَاحٌ اور بعض اسم آلہ اسم جنس سے مشتق ہوتا ہے جیسے مِلْحَفَةٌ لِحَافٌ سے مشتق ہے۔

اسم ظرف دلالت میکند بر جائے صدور فعل یا وقت صدور فعل از مفتوح العین و مضموم العین و ناقص مطلقا بروزن مَفْعَلٌ آید بفتح عین چون مَفْتَحٌ و مَنْصَرٌ و مَرْمًى واز مکسور العین واز مثال مطلقا بروزن مَفْعِلٌ آید بکسر عین چون مَضْرِبٌ و مَوْقِعٌ وآنکہ بعضے صرفیان گفتہ اند کہ از مضاعف ہم مطلقا بفتح عین آید صحیح نیست واستدلال کردہ اند بلفظ مَفَرٌّ کہ از یَفِرُّ بکسر عین است و در قرآن مجید واقع فَأَيْنَ الْمَفَرُّ وصحیح اینست کہ از مضاعف مکسور العین بکسر عین آید چنانچہ مَحِلٌّ از حَلَّ يَحِلُّ ولفظ مَحِلٌّ ہم در قرآن مجید واقع حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ، ولفظ مَفَرٌّ را جواب دادہ اند کہ ظرف نیست بلکہ مصدر میمی ست صیغہ ظرف کہ بر معنی وقت دلالت کند آن را ظرف زمان گویند وآنکہ بر معنی جائے دلالت کند آنرا ظرف مکان گویند بحث اسم ظرف مَضْرِبٌ مَضْرِبَانِ مَضْرِبَيْنِ مَضَارِبُ۔

ترجمہ:...... اسم ظرف (وہ اسم مشتق ہے) جو دلالت کرتا ہے فعل کے صادر ہونے کی جگہ یا فعل کے صادر ہونے کے وقت پر۔ (یہ مضارع) مفتوح العین اور مضموم العین اور ناقص سے مطلقا (اسم ظرف) مَفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے عین کے فتحہ کے ساتھ (مطلقا کا مطلب یہ ہے کہ ناقص واوی ہو یا ناقص یائی اور مضارع مفتوح العین ہو مضموم العین ہو یا مکسور العین ہو) جیسے مَفْتَحٌ (یہ مضارع

مفتوح العین کی مثال ہے)اور مَنۡصَرٌ (یہ مضارع مضموم العین کی مثال ہے) اور مَرۡمًی (جو اصل میں مَرۡمَیٌ تھا یہ ناقص کی مثال ہے) اور مضارع مکسور العین سے اور مثال سے مطلقاً (اسم ظرف) مَفۡعِلٌ کے وزن پر آتا ہے عین کے کسرہ کے ساتھ (یعنی مثال کی صورت میں عموم ہے چاہے مثال واوی ہو یا مثال یائی اور مضارع کے عین کلمہ پر کوئی بھی حرکت ہو) جیسے مَضۡرِبٌ (مضارع مکسور العین کی مثال ہے) اور مَوۡقِعٌ (یہ مثال کا اسم ظرف ہے) اور یہ جو بعض صرفیوں نے کہا ہے کہ مضاعف سے بھی (اسم ظرف) مطلقاً عین کے فتحہ کے ساتھ آتا ہے (یعنی مَفۡعَلٌ کے وزن پر) چاہے مضارع کے عین کلمہ پر کوئی بھی حرکت ہو (ان کا یہ کہنا) صحیح نہیں ہے اور ان صرفیوں نے استدلال کیا ہے لفظ مَفَرٌّ سے کہ یہ یَفِرُّ مضارع مکسور العین سے بنے اور قرآن مجید میں واقع ہے فَاَیۡنَ الۡمَفَرُّ (جس سے معلوم ہوا کہ مضاعف سے مطلقاً اسم ظرف مَفۡعَلٌ کے وزن پر آتا ہے لیکن) صحیح بات یہ ہے کہ مضاعف مکسور العین (مضارع) سے اسم ظرف عین کے کسرہ کے ساتھ آتا ہے (یعنی مَفۡعِلٌ کے وزن پر) جیسے مَحِلٌّ، حَلَّ یَحِلُّ (مضارع مکسور العین) سے ہے اور لفظ مَحِلٌّ بھی قرآن مجید میں واقع ہے جیسے حَتّٰی یَبۡلُغَ الۡھَدۡیُ مَحِلَّہٗ۔ اور لفظ مَفَرٌّ کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ ظرف نہیں بلکہ مصدر میمی ہے۔ اسم ظرف کا جو صیغہ معنی وقت پر دلالت کرتا ہے (یعنی فعل کے صادر ہونے کے وقت پر) اس کو ظرف زمان کہتے ہیں اور جو صیغہ جگہ کے معنی پر دلالت کرتا ہے (یعنی صدور فعل کی جگہ پر) اس کو ظرف مکان کہتے ہیں۔ اسم ظرف کی گردان مَضۡرِبٌ مَضۡرِبَانِ ...... الخ.

تشریح و تحقیق

اسم ظرف کی بحث:

اسم مشتق کی چھٹی اور آخری قسم اسم ظرف ہے جو مضارع معلوم کے واحد مذکر غائب کے صیغہ سے بنتا ہے۔

اسم ظرف کی تعریف: ...... ظرف کا لغوی معنی ہے برتن،

وجہ تسمیہ: ...... اس کو ظرف اس لئے کہتے ہیں کہ جس طرح برتن محل واقع ہوتا ہے مظروف کے لئے تو اسی طرح اسم ظرف محل واقع ہوتا ہے فعل کے لئے۔

اصطلاحی تعریف: ...... اصطلاح میں اسم ظرف اس اسم مشتق کو کہتے ہیں جو فعل کے صادر ہونے کے وقت یا جگہ پر دلالت کرے اگر فعل کے صادر ہونے کے وقت پر دلالت کرے تو اس کو ظرف زمان کہتے ہیں جیسے مَضۡرِبٌ (مارنے کا وقت) اور اگر فعل کے صادر ہونے کی جگہ پر دلالت کرے تو اس کو ظرف مکان کہتے ہیں جیسے مَقۡتَلٌ (قتل کی جگہ)

یہاں مصنفؒ نے جو اسم ظرف کا طریقہ استعمال بیان فرمایا ہے یہ درحقیقت وہی قاعدہ ہے جو دوسری کُتُبِ صرف میں اسم ظرف والا قانون کے نام سے مشہور ہے۔

اس قاعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اسم ظرف کا دارومدار ھفت اقسام اور مضارع معلوم کے عین کلمہ کی حرکت پر ہے۔

(۱) اگر مضارع ھفت اقسام میں صحیح، مھموز، اجوف یا مضاعف ہو اور مفتوح العین یا مضموم العین ہو۔

(۲) یا مضارع ھفت اقسام میں ناقص ہو چاہے ناقص واوی ہو یا ناقص یائی اور عین کلمہ پر کوئی بھی حرکت ہو ان دونوں صورتوں میں اسم ظرف مَفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے۔اور

(۱) اگر مضارع ھفت اقسام کے اعتبار سے صحیح، مھموز، اجوف یا مضاعف ہو اور مکسور العین ہو۔

۲:...... یا مضارعِ ھفت اقسام کے اعتبار سے مثال ہو چاہے مثال واوی ہو یا مثال یائی اور عین کلمہ پر کوئی بھی حرکت ہو تو ان دونوں صورتوں میں اسم ظرف مَفْعِلٌ کے وزن پر آتا ہے۔ اسم ظرف کا یہ قاعدہ اس شعر میں مذکور ہے۔ ؎ ظرف یَفْعِلُ مَفْعِلُ ست الا ز ناقص اے کمال وازغیر یَفْعِلُ مَفْعَلُ ست الا ز ابواب مثال

یہ قاعدہ ثلاثی مجرد کے اسم ظرف کے لیے ہے غیر ثلاثی مجرد کے ابواب سے اسم ظرف اسی باب کے اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

مضاعف کے اسم ظرف میں اختلاف ہے اس میں دو مذہب ہیں۔

﴿۱﴾ اکثر صرفی حضرات مضاعف کو صحیح، مھموز، اجوف کی صف میں شامل کرتے ہیں (کَمَا فَعَلْنَا اٰنِفًا) کہ مضارع جب ھفت اقسام کے اعتبار سے مضاعف ہو تو اس سے اسم ظرف صحیح، مھموز، اجوف کی طرح استعمال ہوتا ہے یعنی اگر مضارع مفتوح العین یا مضموم العین ہو تو مَفْعَلٌ کے وزن پر آئے گا اور اگر مضارع مکسور العین ہو تو اسم ظرف مَفْعِلٌ کے وزن پر آئیگا صاحب علم الصّیغہ بھی ان حضرات کا ہم خیال ہے اس لئے اس مسلک کو صحیح قرار دیا۔

﴿۲﴾ دوسرے بعض صرفیوں کے نزدیک مضاعف کا اسم ظرف ناقص کے اسم ظرف کی طرح استعمال ہوتا ہے یعنی جس طرح ناقص کا اسم ظرف ہمیشہ مَفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے چاہے مضارع کے عین کلمہ پر کوئی بھی حرکت ہو تو اسی طرح مضاعف کا اسم ظرف بھی ہمیشہ مَفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے چاہے مضارع مضموم العین ہو مفتوح العین ہو یا مکسور العین ہو۔ یہ حضرات استدلال کرتے ہیں قرآن پاک کی آیت فَاَیْنَ الْمَفَرُّ سے کہ یہاں مَفَرٌّ مضاعف کا اسم ظرف

ہے اور مَفْعَلٌ کے وزن پر ہے (کیونکہ مَفَرٌّ اصل میں مَفْرَرٌ تھا) جب کہ اس کا مضارع یَفِرُّ مکسور العین ہے اگر مضاعف کا اسم ظرف صحیح، مہموز، اجوف کی طرح آتا تو پھر اَلْمَفَرُّ نہ ہوتا بلکہ اَلْمَفِرُّ ہوتا کیونکہ مضارع جب ھفت اقسام کے اعتبار سے صحیح مہموز یا اجوف ہو اور مکسور العین ہو تو اس کا اسم ظرف مَفْعِلٌ کے وزن پر آتا ہے مَفْعَلٌ کے وزن پر نہیں جب مَفَرٌّ مضاعف ہے اور اس کا مضارع مکسور العین ہے اس کے باوجود یہ مَفْعَلٌ کے وزن پر آیا ہے اور قرآن مجید میں مستعمل ہے تو معلوم ہوا کہ مضاعف کا اسم ظرف ناقص کی طرح ہمیشہ مَفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے چاہے مضارع کے عین کلمہ پر کوئی بھی حرکت ہو۔

مصنفؒ کے نزدیک چونکہ پہلا مسلک راجح اور قوی ہے اس لئے فرماتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ مضاعف کا اسم ظرف صحیح مہموز اجوف کی طرح استعمال ہوتا ہے یعنی مضارع مفتوح العین یا مضموم العین ہو تو مَفْعَلٌ کے وزن پر۔ اور اگر مضارع مکسور العین ہو تو مَفْعِلٌ کے وزن پر۔

اس پر مصنف نے دلیل یہ پیش کی ہے کہ قرآن مجید کی آیت حَتّٰی یَبْلُغَ الْھَدْیُ مَحِلَّہٗ۔ میں مَحِلٌّ مضاعف کا اسم ظرف ہے جو حَلَّ یَحِلُّ ضَرَبَ یَضْرِبُ کے باب سے ہے اس کا مضارع مکسور العین ہے اس لئے یہ مَفْعِلٌ کے وزن پر آیا ہے اگر مضاعف کا اسم ظرف ناقص کی طرح ہمیشہ مَفْعَلٌ کے وزن پر مستعمل ہوتا تو پھر قرآن میں مَحِلٌّ واقع نہ ہوتا بلکہ مَحَلٌّ ہوتا حالانکہ قرآن مجید میں مَحِلٌّ ہے۔

باقی جنہوں نے لفظ مَفَرٌّ سے استدلال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مَفَرٌّ اسم ظرف نہیں ہے بلکہ مصدر میمی ہے۔

مصدر میمی کی تعریف:...... مصدر میمی ہر اس مصدر کو کہتے ہیں جس کے شروع میں میم زائدہ ہو (باب مفاعلہ کے مصدر کے علاوہ) جیسے مَیْسِرَۃٌ، مَعْصِیَۃٌ، مَعِیْشَۃٌ، مَحِیْضٌ، مَطْلَعٌ، مَعْذِرَۃٌ، مَصِیْرٌ، مَزِیْدٌ وغیرہ۔

چند سوالات اور ان کے جوابات

سوال:...... مصنف نے لفیف کے اسم ظرف کے متعلق کچھ نہیں بتایا کہ وہ کس طرح استعمال ہوگا؟

جواب:...... ناقص لفیف کو بھی شامل ہے کیونکہ ناقص اس کو کہتے ہیں جس کے لام کلمہ میں حرف علت ہو اور لفیف میں بھی حرف علت لام کلمہ میں ہوتا ہے لہٰذا لفیف کا اسم ظرف ناقص کی طرح آتا ہے چاہے لفیف مفروق ہو یا

مقرون۔ ویسے تو مصنف نے صحیح، مہموز، اجوف اور مضاعف کا نام بھی نہیں لیا لیکن جب ناقص اور مثال کے اسم ظرف کے متعلق الگ بتادیا تو اس سے خود بخود معلوم ہوا کہ مصنف نے اوپر جو مفتوح العین مضموم العین اور مکسور العین کے الفاظ استعمال کئے ہیں اس سے مراد صحیح، مہموز، اجوف اور مضاعف کا مضارع ہے۔

سوال:......اسم ظرف مضارع سے کیوں بناتے ہیں ماضی سے کیوں نہیں بناتے؟

جواب:......مضارع سے اسلئے بناتے ہیں کہ مضارع اور اسم ظرف دونوں میں حروف کی تعداد اور حرکات وسکنات کے اعتبار سے مناسبت ہوتی ہے جتنے حروف مضارع میں ہوتے ہیں اتنے ہی حروف اسم ظرف میں ہوتے ہیں۔ اور مضارع میں جس نمبر پر حرف متحرک یا ساکن ہوتا ہے تو اسم ظرف میں بھی ایسا ہوتا ہے۔

سوال:......اسم ظرف کے شروع میں میم کیوں لاتے ہیں؟

جواب:......اسم مفعول کی مناسبت کی وجہ سے کہ اسم مفعول پر فعل واقع ہوتا ہے اور ظرف میں فعل واقع ہوتا ہے اس لئے تو ظرف کو مفعول فیہ کہتے ہیں تو فعل کے متعلقات ہونے میں دونوں متحد ہیں اور اسم مفعول کے شروع میں میم زائدہ ہوتا ہے اس لئے اسم ظرف کے شروع میں بھی میم بڑھاتے ہیں۔

سوال:......اسم مفعول کی طرح اسم ظرف میں عین کلمہ کے بعد واو کیوں نہیں بڑھاتے؟

جواب:......پھر اسم ظرف اور اسم مفعول دونوں میں التباس ہوتا۔

سوال:......اسم ظرف میں میم کو فتحہ کیوں دیتے ہیں؟

اگر کسرہ دیتے تو اسم آلہ کے ساتھ التباس ہوتا اور اگر ضمہ دیتے تو بعض صورتوں میں غیر ثلاثی مجرد کے اسم مفعول کے ساتھ التباس ہوتا مثلاً مَكْرَمٌ اسم ظرف کو اگر مُكْرَمٌ پڑھتے تو باب افعال کے اسم مفعول کے ساتھ التباس ہوتا۔

گاہے ظرف بروزن مُفْعُلَةٌ ہم آید چون مُكْحُلَةٌ وبعضے اوزان ظرف از غیر مکسور العین ہم مکسور آید چون مَسْجِدٌ مَنْسِكٌ مَطْلِعٌ مَشْرِقٌ مَغْرِبٌ مَجْزِرٌ مگر درین اوزان موافق قیاس بروزن مَفْعَلٌ ہم می آید۔
فائدہ: برائے جائیکہ چیزے درانجا بکثرت باشد وزن مَفْعَلَةٌ آید چون مَقْبَرَةٌ ومَأْسَدَةٌ ووزن فُعَالَةٌ برائے چیز یکہ بوقت غسل بیفتد چون غُسَالَةٌ آبیکہ وقت غسل بیفتد و كُنَاسَةٌ چیز یکہ وقت جاروب کشیدن از جاروب بیفتد۔

ترجمہ: ...... کبھی اسم ظرف مُفْعُلَةٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے مُکْحُلَةٌ اور اسم ظرف کے بعض اوزان (مضارع) غیر مکسور العین سے بھی مکسور العین آتے ہیں (یعنی مَفْعِلٌ کے وزن پر) جیسے مَسْجِدٌ مَنْسِکٌ مَطْلِعٌ .... الخ مگر ان اوزان میں قیاس کے موافق مَفْعَلٌ کے وزن پر بھی آتا ہے۔

فائدہ: ...... اس جگہ کے لئے جہاں کوئی چیز کثرت سے ہو مَفْعَلَةٌ کا وزن آتا ہے جیسے مَقْبَرَةٌ اور مَأْسَدَةٌ اور فُعَالَةٌ کا وزن اس چیز کے لئے آتا ہے جو کام کرتے وقت گر جاتی ہے جیسے غُسَالَةٌ وہ پانی جو غسل کرتے وقت گرتا ہے اور کُنَاسَةٌ وہ کوڑا جو جھاڑو دیتے وقت جھاڑو سے گرتا ہے۔

تشریح و تحقیق

اسم ظرف کے مشہور اور قیاسی اوزان تو وہ ہیں جو ماقبل میں مذکور ہوئے ان اوزان کے علاوہ کبھی کبھی اسم ظرف مُفْعُلَةٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے مُکْحُلَةٌ (سرمہ ڈالنے کی جگہ یعنی سرمہ دانی)۔

اعتراض: ...... یہ ہوتا ہے کہ مُکْحُلَةٌ کے متعلق تو ماقبل میں آپ نے کہا کہ یہ اسم آلہ کا صیغہ ہے اور یہاں اس کو اسم ظرف کہا جا رہا ہے یہ کیسے؟

جواب: ...... دراصل مُکْحُلَةٌ میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک یہ اسم آلہ کا صیغہ ہے اور عند البعض اسم ظرف کا صیغہ ہے اس بناء پر دونوں باتیں ذکر کی گئی ہیں پھر اعتراض وارد ہو رہا تھا کہ مضارع مفتوح العین اور مضموم العین کا اسم ظرف تو مَفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے لیکن ہم آپ کو ایسی مثالیں دکھا سکتے ہیں کہ مضارع مضموم العین ہے اس کے باوجود اس کا اسم ظرف مَفْعِلٌ کے وزن پر آیا ہے مَفْعَلٌ کے وزن پر نہیں جیسے مَسْجِدٌ ، مَنْسِکٌ ، مَطْلِعٌ مَشْرِقٌ ، مَغْرِبٌ ، مَجْزِرٌ یہ تمام اسماء ظروف ہیں اور ان کا مضارع مضموم العین ہے کیونکہ یہ سب نَصَرَ یَنْصُرُ کے باب سے ہیں مَسْجِدٌ یَسْجُدُ سے اور مَنْسِکٌ یَنْسُکُ سے، مَطْلِعٌ یَطْلُعُ سے مَشْرِقٌ یَشْرُقُ سے مَغْرِبٌ یَغْرُبُ سے اور مَجْزِرٌ یَجْزُرُ سے مشتق ہے قاعدہ کے مطابق تو ان میں سے ہر ایک مَفْعَلٌ کے وزن پر آنا چاہئے تھا پھر یہ مَفْعِلٌ کے وزن پر کیوں آئے ہیں۔

جواب: ...... اس اعتراض کا مصنف نے "وبعضے اوزان ظرف از غیر مکسور العین .... الخ" عبارت سے یہ جواب دیا کہ یہ تمام مثالیں شاذ ہیں یعنی خلاف قیاس ہیں اس کے علاوہ قیاس اور قاعدہ کے مطابق مَفْعَلٌ کے وزن پر بھی ان کا استعمال منقول ہے یعنی مَسْجَدٌ مَنْسَکٌ ، مَطْلَعٌ وغیرہ۔

امام سیبویہؒ ان مذکورہ مثالوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ تمام الفاظ اسم جامد ہیں جو ظرف کے معنی میں ہیں یعنی ان میں ظرفیت کے معنی پائے جاتے ہیں لیکن ہیں سب اسم جامد، یہ فعل مضارع سے مشتق نہیں ہیں کیونکہ جو اسم ظرف فعل مضارع سے مشتق ہو اس میں کسی مخصوص جگہ کی خصوصیت کا لحاظ نہیں ہوتا۔ جیسے مَقْتَلٌ اسم ظرف ہے جو یَقْتُلُ مضارع سے مشتق ہے تو ہر جائے قتل کو مقتل کہا جاتا ہے۔ قتل جہاں بھی ہوا ہو۔ اس میں مخصوص مقام کا اعتبار نہیں ہوتا۔

اسی طرح مَضْرِبٌ ہر مارنے کی جگہ کو کہتے ہیں مار جہاں بھی واقع ہو اس میں کسی جگہ کی خصوصیت نہیں ہوتی لیکن مذکورہ الفاظ میں جگہ کی خصوصیت معتبر ہے وہ اس طور پر کہ مَسْجِدٌ ہر سجدہ گاہ کو نہیں کہا جاتا بلکہ جس مکان کو نماز وغیرہ عبادت کے لئے مخصوص کیا گیا ہے اس مکان کو مَسجد کہتے ہیں، اور مَنْسِکٌ مطلق عبادت کی جگہ کو نہیں کہا جاتا بلکہ جو مقام ارکان حج اور قربانی کے لئے مخصوص ہے اس کو منسک کہتے ہیں۔ مَطْلِعٌ اور مَشْرِقٌ ہر جائے طلوع کو اور مَغْرِبٌ ہر جائے غروب کو نہیں کہتے بلکہ خاص طلوع شمس کی جگہ کو مَطْلِع و مَشْرِق اور خاص غروب شمس کے مقام کو مَغْرِبٌ کہتے ہیں، اسی طرح مَجْزِرٌ اونٹ ذبح کرنے کی ہر جگہ کو نہیں کہتے بلکہ اس خاص مقام کو کہتے ہیں جو اونٹ ذبح کرنے کے لئے مخصوص کیا گیا ہو۔

تو ان تمام مثالوں میں مکان کی خصوصیت کا اعتبار کیا جاتا ہے پس پتہ چلا کہ یہ اسماء جامدہ ہیں فعل مضارع سے مشتق نہیں ہیں۔

جس جگہ کوئی چیز کثرت سے پائی جاتی ہو تو اس جگہ پر دلالت کرنے کے لئے اس چیز کے نام سے مَفْعَلَةٌ کا وزن استعمال ہوتا ہے جیسے مَقْبَرَةٌ۔ جہاں بہت قبریں ہوں اور مَأْسَدَةٌ جہاں بہت شیر ہوں اور مَسْبَعَةٌ جہاں زیادہ درندے ہوں یہ وزن اگرچہ کثیر الاستعمال ہے لیکن قیاسی نہیں ہے لہٰذا جہاں ضَبُعٌ زیادہ ہوں (یعنی بجو) اس جگہ کو مَضْبَعَةٌ اور جہاں قِرْدٌ یعنی بندر زیادہ ہوں اس کو مَقْرُدَةٌ نہیں کہا جاتا اسی طرح غیر ثلاثی میں بھی یہ وزن مستعمل نہیں ہے۔ لہٰذا جہاں مینڈک زیادہ ہوں اس کے لئے کَثِیرُ الضَّفَادِعِ اور جہاں بچھو زیادہ ہوں اس کے لئے کَثِیرُ العَقَارِبِ کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں یہ وزن نہیں۔

نوٹ:...... چونکہ مَفْعَلَةٌ کے وزن میں مکان کا معنی پایا جاتا ہے کیونکہ یہ اس جگہ پر دلالت کرتا ہے جہاں کوئی چیز زیادہ پائی جاتی ہو تو یہ مَفْعَلَةٌ کا وزن بمنزلہ ظرف مکان ہے اس طرح فُعَالَةٌ کا جو وزن ہے اس میں وقت کا معنی پایا جاتا ہے کیونکہ یہ اسی چیز پر دلالت کرتا ہے جو صدور فعل کے وقت گر جاتی ہو تو یہ بمنزلہ ظرف زمان ہے اس

مناسبت کی وجہ سے مصنف نے ان دونوں وزنوں کو اسم ظرف کی بحث میں بضمن فائدہ بیان فرمایا۔

فائدہ:...... جو لفظ قیاس اور قاعدہ یا عام استعمال کے خلاف ہو اسکو کہتے ہیں پھر شاذ کی تین قسمیں ہیں:

(۱) شاذ احسن (۲) شاذ حسن (۳) شاذ قبیح

(۱) شاذ احسن:...... اس کو کہتے ہیں جو عام استعمال کے موافق ہو اور قیاس و قاعدہ کے مخالف ہو جیسے مَسْجِدٌ مَغْرِبٌ وغیرہ کہ عام استعمال کے تو موافق ہیں لیکن قیاس کے مخالف ہیں کیونکہ قیاس کے مطابق ان میں سے ہر ایک مَفْعَلٌ کے وزن پر آنا چاہئے۔

(۲) شاذ حسن:...... اس کو کہتے ہیں جو قیاس کے موافق ہو اور عام استعمال کے خلاف ہو جیسے مَسْجَدٌ مَطْلَعٌ وغیرہ یہ دونوں قسمیں مقبول ہیں اور فصیح کلام میں ان کا واقع ہونا درست ہے۔

(۳) شاذ قبیح:...... اس کو کہتے ہیں جو قیاس اور استعمال دونوں کے خلاف ہو جیسے مَسْجُدٌ، قَوَلَ، بَيَعَ وغیرہ ۔شاذ کی یہ قسم مردود ہے۔

سوال:...... شاز اور نادر میں کیا فرق ہے؟

جوب:...... فرق یہ ہے کہ شاذ تو اس کو کہتے ہیں جو مخالف قیاس یا مخالفِ استعمال ہو لیکن کثرت سے پایا جاتا ہو اور نادر اس کو کہتے ہیں جو مخالف قیاس یا استعمال ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا وجود بھی بہت قلیل ہو یعنی کمیاب ہو۔

بعض نے نادر کی یوں تعریف کی ہے ماقل وقوعه وان كان على القياس یعنی جو قلیل الوقوع ہو اگر چہ قیاس اور قاعدے کے موافق ہو۔

فائدہ:...... نزد کوفیان مصدر ہم از مشتقات فعل ست ایشان اسمائے مشتقہ ہفت میگویند و تحقیق حق درین باب در فصل افادات خواہد آمد۔ اوزان مصدر ثلاثی مجرد قاعدہ منضبطہ ندارد واز غیر آن وزنے مقرر ست چنانچہ خواہد آمد جناب استاذی مولوی سید محمد صاحب اعلی اللہ درجاتہ اکثر اوزان مصادر ثلاثی مجرد را بوضعے نظم فرمودہ اند کہ برضبط حرکات و امثلہ مشتمل ست افادۃً می نویسم و آن اینست۔

ترجمہ:...... فائدہ: کوفیوں کے نزدیک مصدر بھی فعل کے مشتقات میں سے ہے (کیونکہ ان کے نزدیک فعل مشتق منہ ہے اور باقی تمام چیزیں اس سے مشتق ہیں) یہ حضرات اسماء مشتقہ سات بتلاتے ہیں (چھ تو یہ جو مذکور ہوئے اور ایک مصدر جب کہ بصریین

کے نزدیک اسماء مشتقہ صرف چھ ہیں مصدر ان کے نزدیک مشتقات میں سے نہیں بلکہ مشتق منہ ہے کیونکہ ان کے نزدیک اشتقاق میں مصدر اصل ہے باقی فعل وغیرہ اس کی فرع ہیں) اور حق بات کی تحقیق اس بارے میں (کہ مصدر مشتقات میں سے ہے یا نہیں اور فعل اصل ہے یا مصدر) افادات کی فصل میں (کتاب کے آخر میں) آئے گی۔

ثلاثی مجرد کے مصادر کے اوزان کوئی منضبط قاعدہ نہیں رکھتے (یعنی مصادر ثلاثی مجرد کے اوزان مقرر نہیں) اور غیر ثلاثی مجرد کے (مصادر کے) اوزان مقرر ہیں جیسا کہ (آگے) آئے گا۔ میرے استاد جناب مولوی سید محمد صاحب اعلی اللہ درجاتہ (اللہ ان کے درجات بلند فرمادیں) انہوں نے ثلاثی مجرد کے مصادر کے اکثر اوزان کو اس طریقہ پر نظم (کی صورت میں بیان) فرمایا ہے جو مصادر کی حرکات اور مثالوں کے ضبط پر مشتمل ہے فائدہ کی غرض سے لکھ دیتا ہوں وہ نظم یہ ہے:۔

نظم

۱	ازثلاثی مجرد چہل وچار		وزن مصدر آمدہ اے ذی وقار
۲	فَعْلٌ وفَعْلٰی فَعْلَةٌ فَعْلَانٌ بفتح		قَتْلٌ ودَعْوٰی رَحْمَةٌ لَيَّان ۔ بفتح
۳	ہم بخوان درچارمین فتح دوم		عین ثالث دان بفتح وکسر ہم
۴	فِعْلٌ وفِعْلٰی فِعْلَةٌ فِعْلَان بکسر		فِسْقٌ وذِكْرٰی نِشْدَةٌ حِرْمَان بکسر
۵	فُعْلٌ فُعْلٰی فُعْلَةٌ فُعْلَان بضم		شُغْلٌ بُشْرٰی كُدْرَةٌ غُفْرَان بضم
۶	مَفْعَلَةٌ مَفْعَلٌ فَعَلٌ فَعْلُوْلَة ست		مَنْقَبَةٌ مَدْخَلٌ طَلَبٌ قَيْلُوْلَةٌ ست
۷	فَيْعَلُوْنَةٌ ہم فَعَالَةٌ ہم فَعَال		نحو كَيْنُوْنَةٌ شَهَادَةٌ ہم كَمَال
۸	ہم فَعَالِيَةٌ ازین اوزان بداں		پس كَرَاهِيَةٌ شده موزون آن
۹	عین واوّل درہمہ مفتوح خوان		عین رابع گشت مستثنے ازان
۱۰	مَفْعِلَةٌ مَفْعِلٌ فَعِلٌ فَعْلُوَّةٌ ست		مَحْمِدَةٌ مَرْجِعٌ خَنِقٌ جَبْرُوَّةٌ ست
۱۱	ہم فَعِيْلَة ہم فَعِيْلٌ وفَاعِلَةٌ		چون قَطِيْعَة ہم وَمِيْضٌ وكَاذِبَةٌ
۱۲	این ہمہ بافتح اوّل کسر عین		عین رابع ساکن ست اے نورعین
۱۳	مَفْعُلَةٌ مَفْعُوْلٌ ہم مَفْعُوْلَةٌ ست		مَمْلُكَة مَكْذُوْب ہم مَكْذُوْبَةٌ ست
۱۴	ہم فَعُوْلٌ ہم فُعُوْلَةٌ ہم فُعُوْل		چون قَبُوْلٌ ہم صُهُوْبَة ہم دُخُوْلٌ
۱۵	این ہمہ بافتح اول ضم عین		خامس وسادس بدان باضمتین

۱۶	ہم فِعَلٌ دیگر فِعَالَۃ ہم فِعَال		چون صِغَرٌ دیگر دِرَایَۃ ہم فِصَال
۱۷	ہم فُعَلٌ دیگر فُعَالَۃٌ ہم فُعَال		چون ھُدًی دیگر بُغَایَۃٌ ہم سُوَال
۱۸	اندر ینہا فتح عین وکسرفا		درسہ وزن وضمہ فا درسہ جا
۱۹	بعدازان فَعْلَاءُ وفَعُوْلَۃ بفتح		وزن آن رَغْبَاءُ وجَبُّوْرَۃٌ بفتح
۲۰	دردوم تشدید وضم مرعین را		وزنہاشد ختم ازفضل خدا۔

ترجمہ بمع تشریح وتحقیق

اس نظم میں مصنف نے ثلاثی مجرد کے مصادر کے چوالیس [۴۴] اوزان بمع امثلہ ذکر کیے ہیں۔کل بیس [۲۰] اشعار ہیں پہلے نمبروار ہر شعر کا ترجمہ اور تشریح سمجھ لیجیے اس کے بعد ہر مصدر کے معنی اور باب کا بیان ہوگا۔

﴿۱﴾ ثلاثی مجرد سے مصدر کے چوالیس [۴۴] اوزان استعمال ہوتے ہیں اے عزت والے۔

— یہ کثیر الاستعمال مصادر کی تعداد کی بات ہے ورنہ تمام مصادر چوالیس [۴۴] میں منحصر نہیں۔

﴿۲﴾ (ان اوزانوں میں سے) فَعْلٌ، فَعْلٰی، فَعْلَۃٌ، فَعْلَانٌ (یہ چاروں) فاکلمہ کے فتحہ کے ساتھ ہیں (ان کے موزون اور مثالیں جیسے) قَتْلٌ، دَعْوٰی، رَحْمَۃٌ، لَیَّانٌ (چاروں) فاکلمہ کے فتحہ کے ساتھ۔

— یعنی فَعْلٌ کے وزن پر قَتْلٌ، فَعْلٰی، کے وزن پر دَعْوٰی فَعْلَۃٌ کے وزن پر رَحْمَۃٌ اور فَعْلَانٌ کے وزن پر لَیَّانٌ جو اصل میں لَوْیَانٌ تھا۔

﴿۳﴾ نیز چوتھے وزن یعنی فَعْلَانٌ میں دوسرا حرف (یعنی عین کلمہ) فتحہ کے ساتھ پڑھو اور تیسرے وزن (یعنی فَعْلَۃٌ) کا عین کلمہ فتحہ اور کسرہ کے ساتھ بھی جان لو۔

— یعنی دوسرے شعر میں جو چار اوزان مذکور ہیں ان میں سے چوتھے وزن میں عین کلمہ ساکن ہونے کے علاوہ فتحہ کے ساتھ بھی آتا ہے یعنی فَعَلَانٌ جیسے نَزَوَانٌ اور تیسرا وزن عین کلمہ کے ساکن ہونے کے علاوہ فتحہ کے ساتھ بھی آتا ہے اور کسرہ کے ساتھ بھی۔فتحہ کے ساتھ فَعَلَۃٌ جیسے غَلَبَۃٌ اور کسرہ کے ساتھ فَعِلَۃٌ جیسے سَرِقَۃٌ۔تو یہاں تک کل سات [۷] اوزان ہوئے۔

﴿۴﴾ (ان اوزان میں سے ہیں) فِعْلٌ، فِعْلٰی، فِعْلَۃٌ، فِعْلَانٌ چاروں فاکلمہ کے کسرہ کے ساتھ (ان کی

مثالیں) فِسقٌ، ذِکْرٰی، نِشْدَةٌ، حِرْمَانٌ ہیں سب فاکلمہ کے کسرہ کے ساتھ۔

—یعنی فِعْلٌ کے وزن پر فِسقٌ، فِعْلٰی کے وزن پر ذِکْرٰی، فِعْلَةٌ کے وزن پر نِشْدَةٌ اور فِعْلَانٌ کے وزن پر حِرْمَانٌ۔ کل گیارہ [11] اوزان ہوئے۔

﴿۵﴾ (ان میں سے) فُعْلٌ، فُعْلٰی، فُعْلَةٌ اور فُعْلَانٌ ہیں چاروں فاکلمہ کے ضمہ کے ساتھ (ان چاروں کی مثالیں) شُغْلٌ، بُشْرٰی، کُدْرَةٌ اور غُفْرَانٌ ہیں ضمہ فا کے ساتھ یعنی فُعْلٌ کے وزن پر شُغْلٌ اور فُعْلٰی کے وزن پر بُشْرٰی فُعْلَةٌ کے وزن پر کُدْرَةٌ اور فُعْلَانٌ کے وزن پر غُفْرَانٌ۔ یہاں تک کل پندرہ [15] اوزان ہو گئے۔

﴿۶﴾ (ان اوزان میں سے) مَفْعَلَةٌ، مَفْعَلٌ، فَعَلٌ اور فَعْلُوْلَةٌ ہیں (ان کی مثالیں) مَنْقَبَةٌ، مَدْخَلٌ طَلَبٌ اور قَیْلُوْلَةٌ ہیں۔ یعنی مَفْعَلَةٌ کے وزن پر مَنْقَبَةٌ، مَفْعَلٌ کے وزن پر مَدْخَلٌ، فَعَلٌ کے وزن پر طَلَبٌ، فَعْلُوْلَةٌ کے وزن پر قَیْلُوْلَةٌ۔

﴿۷﴾ (ان میں سے ہے) فَیْعَلُوْلَةٌ، فَعَالَةٌ اور فَعَالٌ بھی ہیں جیسے کَیْنُوْنَةٌ، شَهَادَةٌ، اور کَمَالٌ بھی۔ یعنی فَیْعَلُوْلَةٌ کے وزن پر کَیْنُوْنَةٌ جو اصل میں کَیْوَنُوْنَةٌ تھا اور فَعَالَةٌ کے وزن پر شَهَادَةٌ اور فَعَالٌ کے وزن پر کَمَالٌ۔

﴿۸﴾ فَعَالِیَةٌ کو بھی ان اوزان میں سے جان لو پس کَرَاهِیَةٌ اس کا موزون ہے۔ ان تین اشعار میں کل آٹھ اوزان مذکور ہیں۔

﴿۹﴾ عین کلمہ اور پہلا حرف ان سب (آٹھ اوزان) میں مفتوح پڑھو (لیکن) چوتھے وزن (یعنی فَعْلُوْلَةٌ) کا عین کلمہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ یعنی مَفْعَلَةٌ سے لے کر فَعَالِیَةٌ تک ان تمام آٹھ اوزان میں حرف اول اور عین کلمہ دونوں مفتوح ہیں سوائے چوتھے وزن یعنی فَعْلُوْلَةٌ کے کہ اس کا عین کلمہ مفتوح نہیں بلکہ ساکن ہے۔

نوٹ:...... اکثر نسخوں میں یہ شعر اس طرح ہے عین اول در ہمہ...... الخ یعنی عین کے بعد واو نہیں لیکن یہ کتابت کی غلطی ہے صحیح اس طرح ہے عین واول...... الخ یعنی واو عطف کے ساتھ ورنہ اس کے بغیر معنی درست نہیں یہاں تک کل تیئس [23] اوزان ہوئے۔

﴿۱۰﴾ ان میں سے مَفْعِلَةٌ، مَفْعِلٌ، فَعِلٌ، فُعْلُوَّةٌ ہیں (ان کی مثال) مَحْمِدَةٌ، مَرْجِعٌ، خَنِقٌ، جَبْرُوَّةٌ ہیں۔
یعنی مَفْعِلَةٌ کے وزن پر مَحْمِدَةٌ، مَفْعِلٌ کے وزن پر مَرْجِعٌ، فَعِلٌ کے وزن پر خَنِقٌ، فَعْلُوَّةٌ کے

وزن پر جَهْوَرَةٌ.

﴿۱۱﴾ فَعِيلَةٌ فَعِيلٌ اور فَاعِلَةٌ بھی ہیں جیسے قَطِيعَةٌ نیز وَمِيضٌ اور كَاذِبَةٌ.

یعنی فَعِيلَةٌ کے وزن پر قَطِيعَةٌ، فَعِيلٌ کے وزن پر وَمِيضٌ اور فَاعِلَةٌ کے وزن پر كَاذِبَةٌ ان دوشعروں میں سات اوزان مذکور ہیں۔

﴿۱۲﴾ یہ تمام (سات اوزان) حرف اول کے فتحہ اور عین کلمہ کے کسرہ کے ساتھ ہیں (لیکن) چوتھے وزن یعنی فَعْلُوَةٌ کا عین ساکن ہے اے نورچشم: یہاں تک کل تیس ۳۰ اوزان ہوئے۔

﴿۱۴﴾ فَعُولٌ فُعُولَةٌ اور فُعُولٌ بھی ہیں جیسے قَبُولٌ نیز صُهُوبَةٌ اور دُخُولٌ بھی۔ یعنی فَعُولٌ کے وزن پر قَبُولٌ فُعُولَةٌ کے وزن پر صُهُوبَةٌ (یہ مثال اکثر نسخوں میں میم کے ساتھ ہے لیکن صحیح صاد کے ساتھ ہے) اور فُعُولٌ کے وزن پر دُخُولٌ ان دوشعروں میں چھ اوزان مذکور ہیں۔

﴿۱۵﴾ یہ تمام (چھ اوزان) حرف اول کے فتحہ اور عین کلمہ کے ضمہ کے ساتھ ہیں (لیکن) پانچواں اور چھٹا وزن دو ضموں کے ساتھ جان لو۔ یعنی فُعُولَةٌ اور فُعُولٌ میں حرف اول اور عین دونوں مضموم ہیں یہاں تک کل چھتیس اوزان ہوئے۔

﴿۱۶﴾ نیز فِعَلٌ دوسرا فِعَالَةٌ اور فِعَالٌ بھی ہیں جیسے صِغَرٌ دوسرا دِرَايَةٌ اور فِصَالٌ بھی۔

یعنی فِعَلٌ کے وزن پر صِغَرٌ فِعَالَةٌ کے وزن پر دِرَايَةٌ اور فِعَالٌ کے وزن پر فِصَالٌ۔

﴿۱۷﴾ فُعَلٌ دوسرا فُعَالَةٌ اور فُعَالٌ بھی ہیں جیسے هُدًى دوسرا بُغَايَةٌ اور سُؤَالٌ بھی یعنی فُعَلٌ کے وزن پر هُدًى جواصل میں هُدَيٌ تھا اور فُعَالَةٌ کے وزن پر بُغَايَةٌ اور فُعَالٌ کے وزن پر سُؤَالٌ ان دوشعروں میں چھ اوزان مذکور ہیں۔

﴿۱۸﴾ ان (چھ) اوزان میں سے تین وزنوں میں عین کلمہ پر فتحہ اور فاء کلمہ پر کسرہ ہے اور تین جگہوں یعنی وزنوں میں فاء کلمہ پر ضمہ ہے (اور عین کلمہ پر حسب سابق فتحہ ہے) یعنی پہلے تین وزن فاء کلمہ کے کسرہ اور عین کلمہ کے فتحہ کے ساتھ ہیں جیسے فِعَلٌ فِعَالَةٌ فِعَالٌ اور آخری تین وزن فاء کلمہ کے ضمہ اور عین کلمہ کے فتحہ کے ساتھ ہیں جیسے فُعَلٌ فُعَالَةٌ فُعَالٌ یہاں تک کل بیالیس ۴۲ اوزان ہوگئے۔

﴿۱۹﴾ اس کے بعد (دووزن) فَعْلَاءُ اور فَعُولَةٌ ہیں فاء کلمہ کے فتحہ کے ساتھ ان کے وزن پر رَغْبَاءُ اور جَبُورَةٌ

ہیں فتحہ فاء کے ساتھ: یعنی فَعْلَاءُ کے وزن پر رَغْبَاءُ اور فَعُّوْلَةٌ کے وزن پر جَبُّوْرَةٌ: کل چوالیس اوزان مکمل ہوئے۔

﴿۲۰﴾ دوسرے وزن میں خاص عین کلمہ مشدد اور مضموم ہے اللہ کے فضل سے ثلاثی مجرد کے مصادر کے اوزان ختم ہوئے۔ یعنی فَعُّوْلَةٌ کا وزن عین کلمہ کے مشدد اور مضموم ہونے کے ساتھ ہے لفظ مر کا معنی ہے خاص۔ یہ لفظ بڑھا کر بتلادیا کہ ضمہ کا تعلق خاص عین کلمہ کے ساتھ ہے فاء کلمہ کے ساتھ نہیں۔

نظم میں مذکور ثلاثی مجرد کے مصادر کے چوالیس ۴۴ اوزان، امثلہ، معنی اور ابواب کا نقشہ۔

نمبر شمار	وزن مصدر	موزون اور مثال	معنی	باب
۱	فَعْلٌ	قَتْلٌ	قتل کرنا	نَصَرَ
۲	فَعْلٰی	دَعْوٰی	بلانا	نَصَرَ
۳	فَعْلَةٌ	رَحْمَةٌ	مہربانی کرنا	سَمِعَ
۴	فَعْلَانٌ	لَيَّانٌ	قرض کی ادائیگی میں تاخیر کرنا	ضَرَبَ
۵	فَعَلَانٌ	نَزَوَانٌ	نر کا مادہ سے جفتی کرنا	نَصَرَ
۶	فَعَلَةٌ	غَلَبَةٌ	غالب آنا	ضَرَبَ
۷	فَعِلَةٌ	سَرِقَةٌ	چوری کرنا	ضَرَبَ
۸	فِعْلٌ	فِسْقٌ	اطاعت سے نکل جانا	نَصَرَ
۹	فِعْلٰی	ذِكْرٰی	یاد کرنا	نَصَرَ
۱۰	فِعْلَةٌ	نِشْدَةٌ	گمشدہ کو تلاش کرنا اور قسم دینا	نَصَرَ
۱۱	فِعْلَانٌ	حِرْمَانٌ	محروم کرنا	سَمِعَ
۱۲	فُعْلٌ	شُغْلٌ	مشغول ہونا	فَتَحَ
۱۳	فُعْلٰی	بُشْرٰی	خوشخبری دینا	نَصَرَ
۱۴	فُعْلَةٌ	كُدْرَةٌ	خاک آلود ہونا	سَمِعَ
۱۵	فُعْلَانٌ	غُفْرَانٌ	معاف کرنا	ضَرَبَ
۱۶	مَفْعَلَةٌ	مَنْقَبَةٌ	تعریف کرنا	نَصَرَ

۱۷	مَفْعَلٌ	مَدْخَلٌ	داخل ہونا	نَصَرَ
۱۸	فَعَلٌ	طَلَبٌ	ڈھونڈنا	نَصَرَ
۱۹	فَعْلُوْلَةٌ	قَيْلُوْلَةٌ	دوپہر کو سونا	ضَرَبَ
۲۰	فَيْعَلُوْلَةٌ	كَيْنُوْنَةٌ	ہونا	نَصَرَ
۲۱	فَعَالَةٌ	شَهَادَةٌ	گواہی دینا	سَمِعَ
۲۲	فَعَالٌ	كَمَالٌ	کامل ہونا	كَرُمَ
۲۳	فَعَالِيَةٌ	كَرَاهِيَةٌ	ناپسند کرنا	سَمِعَ
۲۴	مَفْعِلَةٌ	مَحْمِدَةٌ	تعریف کرنا	سَمِعَ
۲۵	مَفْعِلٌ	مَرْجِعٌ	لوٹنا	ضَرَبَ
۲۶	فَعِلٌ	خَنِقٌ	گلا گھونٹنا، پھانسی دینا	نَصَرَ
۲۷	فُعْلُوَّةٌ	جُبْرُوَّةٌ	تکبر کرنا	نَصَرَ
۲۸	فَعِيْلَةٌ	قَطِيْعَةٌ	رشتہ داری کے تعلقات توڑنا	فَتَحَ
۲۹	فَعِيْلٌ	وَمِيْضٌ	بجلی چمکنا	ضَرَبَ
۳۰	فَاعِلَةٌ	كَاذِبَةٌ	جھوٹ بولنا	ضَرَبَ
۳۱	مَفْعُلَةٌ	مَمْلُكَةٌ	مالک ہونا	ضَرَبَ
۳۲	مَفْعُوْلٌ	مَكْذُوْبٌ	جھوٹ بولنا	ضَرَبَ
۳۳	مَفْعُوْلَةٌ	مَكْذُوْبَةٌ	جھوٹ بولنا	ضَرَبَ
۳۴	فَعُوْلٌ	قَبُوْلٌ	قبول کرنا	سَمِعَ
۳۵	فُعُوْلَةٌ	صُهُوْبَةٌ	سرخ وسفید ہونا	سَمِعَ
۳۶	فُعُوْلٌ	دُخُوْلٌ	داخل ہونا	نَصَرَ
۳۷	فِعَلٌ	صِغَرٌ	چھوٹا ہونا	كَرُمَ
۳۸	فِعَالَةٌ	دِرَايَةٌ	جاننا	ضَرَبَ
۳۹	فِعَالٌ	فِصَالٌ	بچہ کا دودھ چھڑانا	ضَرَبَ
۴۰	فُعَلٌ	هُدًى	راستہ دکھانا	ضَرَبَ

۴۱	فُعَالَةٌ	بُغَايَةٌ	تلاش کرنا	ضَرَبَ
۴۲	فُعَالٌ	سُؤَالٌ	سوال کرنا	فَتَحَ
۴۳	فَعْلَاءُ	رَغْبَاءُ	خواہش کرنا	سَمِعَ
۴۴	فَعُوْلَةٌ	جَبُوْرَةٌ	تکبر کرنا	نَصَرَ

فَعْلَةٌ در ثلاثی مجرد برائے مرۃ آید چون ضَرْبَةٌ یکبار زدن و فِعْلَةٌ برائے نوع چون صِبْغَةٌ یک نوع رنگ کردن و فُعْلَةٌ برائے مقدار چون اُکْلَةٌ. و لُقْمَةٌ

ترجمہ:...... فَعْلَةٌ (کاوزن) ثلاثی مجرد میں ایک بار کام کرنے کے لئے آتا ہے جیسے ضَرْبَةٌ ایک بار مارنا اور فِعْلَةٌ کا وزن قسم اورنوعیت بیان کرنے کے لئے آتا ہے جیسے صِبْغَةٌ ایک قسم کا رنگ کرنا اور فُعْلَةٌ کا وزن مقدار بیان کرنے کے لئے آتا ہے جیسے اُکْلَةٌ اور لُقْمَةٌ (دونوں کے معنی ہے کھانے کی ایک خاص مقدار)

تشریح وتحقیق

مصدر مرّۃ اور مصدر نوع کی بحث اور تعریف:

مصدر مرّۃ اس مصدر کو کہتے ہیں جو فعل کے ایک مرتبہ واقع ہونے پر دلالت کرے جیسے ضَرْبَةٌ ایک دفعہ مارنا جَلْسَةٌ ایک دفعہ بیٹھنا اس کو اسم مرّۃ بھی کہتے ہیں۔

مصدر مرّۃ کا وزن:

ثلاثی مجرد سے مصدر مرّۃ فَعْلَةٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے ضَرْبَةٌ جَلْسَةٌ اور غیر ثلاثی مجرد سے مصدر مرّۃ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس باب کے مشہور مصدر کے آخر میں تاء کا اضافہ کیا جائے جیسے اِکْرَامٌ سے اِکْرَامَةٌ بمعنی ایک مرتبہ اکرام کرنا اِنْطِلَاقٌ سے اِنْطِلَاقَةٌ ایک دفعہ چلنا۔

سوال:...... اگر مصدر کے آخر میں تاء پہلے ہی موجود ہو تو پھر اس کو مصدر مرّۃ کس طرح بنائیں گے کیا ایک اور تاء کا اضافہ کریں گے؟

جواب:...... نہیں مزید کسی تاء کے اضافہ کی ضرورت نہیں بلکہ اس کو مصدر مرۃ بنانے کے لئے وہاں مصدر کے بعد ایک ایسا لفظ لایا جائے گا جو وحدۃ پر دلالت کرے جیسے دَعْوَةٌ وَّاحِدَةٌ یعنی ایک دفعہ بلانا یہاں لفظ وَاحِدَةٌ

وَحدة پر دال ہے اور اِستِجَابَۃٌ فَقَط (صرف ایک دفعہ قبول کرنا) یہاں لفظ فَقَطْ وَحْدة پر دلالت کرتا ہے۔

مصدر نوع:...... اس مصدر کو کہتے ہیں جو فعل کی ہیئت اور نوعیت پر دلالت کرے جیسے جَلَسْتُ جِلْسَۃَ الْقَارِیْ میں قاری کی طرح بیٹھا اس میں جِلْسَۃٌ مصدر نوع ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ متکلم کا بیٹھنا جو ایک فعل ہے اس کی ہیئت اور صورت قاری کے بیٹھنے کی طرح ہے یا وَقَفْتُ وِقْفَۃَ الْاَسَدِ (میں شیر کی طرح کھڑا ہوا) اس کو اسم نوع بھی کہتے ہیں۔

مصدر نوع کا وزن:

ثلاثی مجرد سے مصدر نوع فِعْلَۃٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے جِلْسَۃٌ، صِبْغَۃٌ وغیرہ اور غیر ثلاثی مجرد سے مصدر نوع کیلئے کوئی خاص وزن مقرر نہیں عموماً مصدر مرّۃ کی طرح استعمال ہوتا ہے جیسے اِنْطَلَقْتُ اِنْطِلَاقَۃَ الْاَسَدِ (میں چلا شیر کی طرح)

مصدر صناعی:

اہل صرف کے ہاں مصدر کی ایک اور قسم بھی ہے جس کو مصدر صناعی کہتے ہیں یہ وہ مصدر ہوتا ہے جو کسی لفظ کے آخر میں یائے مشددہ اور اس کے بعد تاء بڑھا دینے سے بنتا ہے جیسے اِنْسَانٌ سے اِنْسَانِیَّۃٌ حُرٌّ سے حُرِّیَّۃٌ نَوْعٌ سے نَوْعِیَّۃٌ۔

فائدہ:...... برائے مبالغہ صیغہ فَعَّالٌ آید چون ضَرَّابٌ و فُعَّالٌ چون طُوَّالٌ و فَعِلٌ چون حَذِرٌ و فَعِیْلٌ چون عَلِیْمٌ وفرق در معنے صیغہ مبالغہ واسم تفضیل اینست کہ در صیغہ مبالغہ منظور زیادت می باشد در معنے فاعلیت فی حد ذاتہ نہ نظر بدیگرے و در اسم تفضیل زیادت منظور میباشد نظر بدیگرے اَضْرَبُ مِنْ زَیْدٍ یا اَضْرَبُ الْقَوْمِ خواہند گفت زنندہ ترست از زید یا زنندہ ترست از قوم واگر صرف لفظ اَضْرَبُ یا اَکْبَرُ آید معنی نسبت مقدر میباشد مثلاً در اَللّٰہُ اَکْبَرُ مراد اینست کہ اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ بزرگ ترست از ہر شئی و معنی ضَرَّابٌ زیادہ زنندہ است وبس نسبت بکسے ملحوظ نیست۔

ترجمہ:...... فائدہ مبالغہ کے لئے فَعَّالٌ کا صیغہ آتا ہے جیسے ضَرَّابٌ اور فُعَّالٌ کا صیغہ آتا ہے جیسے طُوَّالٌ اور فَعِلٌ کا صیغہ جیسے حَذِرٌ اور فَعِیْلٌ کا صیغہ جیسے عَلِیْمٌ اور صیغۂ مبالغہ اور صیغہ اسم تفضیل کے معنی میں فرق یہ ہے کہ مبالغہ کے صیغہ میں معنی فاعلیت کی

زیادتی پیش نظر ہوتی ہے بذات خود کسی دوسرے کی طرف اس میں نظر نہیں ہوتی اور صیغہ اسم تفضیل میں معنی فاعلیت کی زیادتی پیش نظر ہوتی ہے دوسرے کو دیکھ کر چنانچہ اَضْرَبُ مِنْ زَیْدٍ اور اَضْرَبُ الْقَوْمِ کہیں گے یعنی زید سے زیادہ مارنے والا یا قوم سے زیادہ مارنے والا اور اگر کہیں فقط اَضْرَبُ یا اَکْبَرُ کا لفظ آئے تو وہاں دوسرے کی نسبت کے معنی مقدر ہونگے مثلاً اَللّٰہُ اَکْبَرُ میں مراد یہ ہے کہ اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یعنی ہر چیز سے بڑا اور ضَرَّابٌ (جو مبالغہ کا صیغہ ہے) اس کا معنی ہے زیادہ مارنے والا اور بس: اس میں کسی کی نسبت ملحوظ نہیں یعنی اس میں دوسرے کی طرف نسبت کا لحاظ نہیں کیا جاتا۔

تشریح و تحقیق

اسم مبالغہ کی بحث:

اسم مبالغہ دراصل فاعل ہی کی ایک قسم ہے جس میں اسم تفضیل کی طرح معنی مصدری زیادتی کے ساتھ پایا جاتا ہے۔

اسم مبالغہ کی تعریف:

وہ اسم مشتق جو معنی فاعلیت کی زیادتی پر دلالت کرے جیسے ضَرَّابٌ بمعنی بہت زیادہ مارنے والا یہاں معنی فاعلیت ہے ضرب یعنی مارنا اور ضَرَّابٌ نے اس معنی فاعلیت کی زیادتی پر دلالت کی (یعنی زیادہ مارنے پر)

اسم مبالغہ کے اوزان:

اسم مبالغہ کے متعدد اوزان ہیں، مصنف نے ان میں سے چار مشہور اوزان ذکر کئے ہیں۔

(۱) فَعَّالٌ جیسے ضَرَّابٌ (زیادہ مارنے والا) (۲) فُعَّالٌ جیسے طُوَّالٌ (زیادہ لمبا) (۳) فَعِلٌ جیسے حَذِرٌ (زیادہ پرہیز اور احتیاط کرنے والا) (۴) فَعِیْلٌ جیسے عَلِیْمٌ (زیادہ جاننے والا) ان کے علاوہ مبالغہ کے چند مشہور اوزان یہ ہیں۔

(۱) فَعُوْلٌ جیسے غَفُوْرٌ (بہت بخشنے والا) (۲) فَعَّالَةٌ جیسے عَلَّامَةٌ (بہت جاننے والا)
(۳) فِعِّیْلٌ جیسے صِدِّیْقٌ (بہت سچا) (۴) مِفْعِیْلٌ جیسے مِنْطِیْقٌ (بہت بولنے والا)
(۵) فَعْلَانٌ جیسے رَحْمَانٌ (بہت زیادہ مہربان) (۶) فُعُّوْلٌ جیسے قُدُّوْسٌ (بہت زیادہ پاک)
(۷) فُعَلَةٌ جیسے ضُحَکَۃٌ (بہت ہنسنے والا) (۸) فَاعُوْلٌ جیسے فَارُوْقٌ
(حق، باطل کے درمیان بہت فرق کرنے والا)

واضح رہے کہ مبالغہ کے صیغے مذکر اور مؤنث دونوں کیلئے یکساں استعمال ہوتے ہیں اور کبھی کبھار اس کے آخر میں جو تاء ہوتی ہے وہ تانیث کیلئے نہیں ہوتی بلکہ مبالغہ میں زیادتی پر دلالت کرنے کے لئے ہوتی ہے جیسے علامة وغیرہ۔

اسم مبالغہ اور اسم تفضیل میں فرق:

سوال:...... اسم مبالغہ میں بھی معنی فاعلیت کی زیادتی پائی جاتی ہے اور اسم تفضیل میں بھی پھر ان دونوں میں کیا فرق ہے؟

جواب:...... اسم مبالغہ اور اسم تفضیل کے معنی میں فرق یہ ہے کہ مبالغہ کے صیغے میں معنی فاعلیت کی زیادتی مقصود ہوتی ہے اپنی ذات کے اعتبار سے اس میں غیر کا اعتبار نہیں ہوتا اور اسم تفضیل کے صیغہ میں معنی فاعلیت کی زیادتی مقصود ہوتی ہے دوسرے کے مقابلے میں مثلاً خَالِدٌ اَضْرَبُ مِنْ زَیْدٍ میں اَضْرَبُ اسم تفضیل ہے جو اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ خالد زید کے مقابلے میں زیادہ مارتا ہے یعنی اس کا مارنا زید کے مارنے سے زیادہ ہے اگر چہ زید بھی ٹھیک ٹھاک پٹائی کرتا ہو لیکن اس مار پیٹ میں وہ خالد کا مقابلہ نہیں کر پاتا۔ اور رَجُلٌ ضَرَّابٌ میں ضَرَّابٌ اسم مبالغہ ہے جو اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ یہ آدمی بذات خود بہت مارنے والا بندہ ہے یہ مقصد نہیں کہ زید یا بکر سے زیادہ مارنے والا ہے یہاں غیر کا اعتبار نہیں جب یہ معلوم ہوا کہ اسم تفضیل میں معنی فاعلیت کی زیادتی مقصود ہوتی ہے غیر کے اعتبار سے تو عموماً وہ غیر اسم تفضیل کے بعد مذکور ہوتا ہے جس کو مفضل علیہ کہتے ہیں اور اسم تفضیل جس ذات پر دلالت کرتا ہے اس کو مُفَضَّل کہتے ہیں مثلاً عَمْرٌو اَضْرَبُ مِنْ زَیْدٍ میں عمرو مفضل ہے اور زید مفضل علیہ ہے اور زَیْدٌ اَضْرَبُ الْقَوْمِ میں زید مفضل ہے اور اَلْقَوْم مُفضّل عَلیه اگر کہیں مفضل علیہ مذکور نہ ہو تو وہ مقدر ہوگا یعنی لفظاً اگر چہ مذکور نہیں لیکن نیت میں مراد ہوگا جیسے اَللّٰهُ اَکْبَر یہاں مفضل علیہ مقدر ہے یعنی مِنْ کُلِّ شَیْءٍ

سوال:...... اسم مبالغہ اور صفت مشبہ میں کیا فرق ہے؟

جواب:...... ایک فرق یہ ہے کہ صفت مشبہ فعل لازم سے مشتق ہوتی ہے اور اسم مبالغہ فعل متعدی سے۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ مبالغہ میں معنی فاعلیت کی زیادتی مقصود ہوتی ہے جبکہ صفت مشبہ میں ایسا نہیں ہوتا۔

اسم تفضیل کا طریقہ استعمال:

اسم تفضیل تین طریقوں سے استعمال ہوتا ہے۔

(۱) اضافت کے ساتھ جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ

(۲) من کے ساتھ جیسے زَیْدٌ اَضْرَبُ مِنْ عَمْرٍو

(۳) الف لام کے ساتھ جیسے جَآءَ نِیْ زَیْدُنِ الْاَفْضَلُ

فائدہ:...... صیغہ فاعل دراعداد برائے مرتبہ می آید خَامِسٌ بمعنی پنجم و عَاشِرٌ بمعنے دہم یعنے آنچہ درشمار باین مرتبہ باشد مگر درمرکبات جزء اول رابوزن فَاعِلٌ سازند وثانی رابحال خود گزارند چون حَادِیْ عَشَرَ ثَانِیْ عَشَرَ حَادِیْ وَعِشْرُوْنَ رَابِعٌ وَّثَلٰثُوْنَ ودر عقود بعد عَشَرَۃٌ ہمون عددِ اسم برائے مرتبہ ہم باشد مثلاً عِشْرُوْنَ بست ہم باشد وبستم ہم وصیغہ فَاعِلٌ برائے نسبت ہم می آید واین رافاعل ذیکذا گویند چون تَامِرٌ ولَابِنٌ بمعنی صاحب تمر وصاحب لبن وہمچنین تَمَّارٌ و لَبَّانٌ۔

ترجمہ:...... فائدہ: فَاعِلٌ کا وزن اعداد (یعنی گنتی) میں مرتبہ کیلئے آتا ہے جیسے خَامِسٌ پانچواں عَاشِرٌ دسواں یعنی وہ چیز جو گنتی میں اس نمبر پر ہو (یعنی پانچویں یا دسویں نمبر پر) مگر مرکب اعداد میں پہلے جز کو فَاعِلٌ کے وزن پر بناتے ہیں اور جزء ثانی کو اپنے حال پر چھوڑتے ہیں جیسے حَادِیْ عَشَرَ ثَانِیْ عَشَرَ حَادِیْ وَ عِشْرُوْنَ رَابِعٌ وَّ ثَلَاثُوْنَ اور عَشَرَۃٌ کے بعد باقی عقود یعنی دہائیوں میں وہی اسم عدد مرتبہ کے لئے بھی ہوتا ہے مثلاً عِشْرُوْنَ کا معنی بیس بھی ہے اور بیسواں بھی اور فَاعِلٌ کا وزن نسبت کیلئے بھی آتا ہے اور اس کو فَاعِلُ ذِیْ کَذَا کہتے ہیں جیسے تَامِرٌ صاحب تمر اور لَابِنٌ صاحب لبن اور اسی طرح تَمَّارٌ اور لَبَّانٌ

تشریح وتحقیق

فاعلِ عدد اور فاعلِ ذی کذا کی بحث:

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ فَاعِلٌ کا وزن جیسے عام طور پر اس اسم فاعل کے لئے استعمال ہوتا ہے جو فعل مضارع سے مشتق ہو جیسے ضَارِبٌ نَاصِرٌ وغیرہ ایسے ہی کبھی کبھی یہ فَاعِلٌ کا وزن مضارع کے علاوہ اسماء عدد سے بھی استعمال ہوتا ہے اور اسماء عدد سے یہ فَاعِلٌ کا وزن عدد کا مرتبہ بیان کرنے کے لئے آتا ہے یعنی جو چیز گنتی میں

جس نمبر پر واقع ہو اس کیلئے فَاعِلٌ کا وزن آتا ہے مثلاً تیسرے نمبر پر ہو تو ثَالِثٌ چوتھے نمبر پر ہو تو رَابِعٌ پانچویں نمبر پر ہو تو خَامِسٌ اسی طرح سَادِسٌ ، سَابِعٌ ، ثَامِنٌ تَاسِعٌ وغیرہ

مثال کے طور پر کوئی شخص قرآن مجید کے پارے گنتے وقت کہتا ہے چوتھا پارہ پانچواں پارہ چھٹا پارہ ساتواں پارہ اسی طرح دسواں تو عربی میں کہے گا اَلْجُزْءُ الرَّابِعُ اَلْجُزْءُ الْخَامِسُ اَلْجُزْءُ السَّادِسُ اَلْجُزْءُ السَّابِعُ اور اَلْجُزْءُ الْعَاشِرُ یعنی فَاعِلٌ کا وزن مستعمل ہوگا اَرْبَعَةٌ، خَمْسَةٌ، سِتَّةٌ، سَبْعَةٌ وغیرہ الفاظ استعمال نہیں ہونگے ایسا ہی پانچویں جماعت کو عربی میں اَلصَّفُّ الْخَامِسُ اور چھٹی کو اَلصَّفُّ السَّادِسُ کہیں گے یہ طریقہ تو مفرد اسماء عدد کا ہے یعنی دس تک۔

اگر عدد مرکب ہو تو اس میں سے صرف پہلے جزء کو فَاعِلٌ کے وزن پر لائیں گے اور جزء ثانی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے گا مثلاً گیارہواں کہنا ہو تو حَادِيْ عَشَرَ کہیں گے (حَادِي اصل میں حَادِوٌ بروزن فَاعِلٌ تھا) اور بارہواں کہنا ہو تو ثَانِي عَشَرَ کہیں گے اکیسواں کہنا ہو تو حَادِيْ وَ عِشْرُوْنَ اسی طرح خَامِسٌ وَّ اَرْبَعُوْنَ ثَالِثٌ وَّ سِتُّوْنَ وغیرہ یہ طریقہ احاد یعنی اکائیوں کے لئے ہے باقی تمام عقود یعنی دہائیوں میں مرتبہ کیلئے وہی لفظ استعمال ہوتا ہے جو عدد کے لئے استعمال ہوتا ہے یعنی عدد اور مرتبہ کے لئے ایک ہی لفظ مستعمل ہوتا ہے جیسے عِشْرُوْنَ اس کے معنی بیس اور بیسواں دونوں ہوتے ہیں اسی طرح ثَلَاثُوْنَ کا معنی تیس بھی ہے اور تیسواں بھی عقود میں مرتبہ پر دلالت کرنے کیلئے فَاعِلٌ کا وزن استعمال نہیں ہوتا سوائے دس کے کہ اس سے فَاعِلٌ کا وزن آتا ہے جیسے عَاشِرٌ

فاعل ذی کذا: جس طرح کسی چیز کی طرف منسوب ہونے پر یاء نسبتی دلالت کرتی ہے جیسے بَغْدَادِيٌّ (بغداد والا) فَاكِهَانِيٌّ (پھل فروش) تو اسی طرح فَاعِلٌ کا وزن بھی نسبت کے لئے آتا ہے اور اس کو فاعل ذی کذا کہتے ہیں جس کا طریقہ یہ ہے کہ جس چیز کی طرف کسی کی نسبت کرنے کا ارادہ ہو تو اسی مادہ سے فَاعِلٌ کا وزن بنا دیا جائے مثلاً دودھ کو عربی میں لَبَنٌ اور کھجور کو تَمَرٌ کہتے ہیں تو دودھ کی طرف کسی کی نسبت کرتے وقت لَابِنٌ کہا جائے گا یعنی دودھ والا اور کھجور کی طرف کسی کی نسبت کرتے وقت تَامِرٌ کہا جائے گا یعنی کھجور والا اسی طرح حِنْطَةٌ سے حَانِطٌ (گندم والا) نَبْلٌ سے نَابِلٌ (تیر والا) خُبْزٌ سے خَابِزٌ (روٹی والا) حَيْضٌ سے حَائِضٌ (حیض والی عورت) اور مبالغہ کے اوزان میں سے جو فَعَّالٌ کا وزن ہے یہ بھی فاعل ذی کذا کی طرح نسبت کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے تَمْرٌ سے تَمَّارٌ اور لَبَنٌ سے لَبَّانٌ اسی طرح بَقْلَةٌ سے بَقَّالٌ (سبزی فروش) اور خُبْزٌ سے خَبَّازٌ (نان بائی)

واضح رہے کہ فَاعِلٌ اور فَعَّالٌ کے وزن جو نسبت کے لئے استعمال ہوتے ہیں ان کا استعمال قیاسی نہیں بلکہ سماع پر موقوف ہے لہذا ہر مادہ سے یہ وزن نہیں بنائے جاسکتے۔

باب دوم در بیان ابواب
مشتمل بر چہار فصل

فصل اول در ابواب ثلاثی مجرد چون از بیان صیغ افعال ومشتقات فارغ شدیم حالا بیان ابواب میکنیم از بیان سابق دانستی کہ ثلاثی مجرد راشش باب ست باب اول فَعَلَ یَفْعُلُ بفتح عین ماضی وضم عین غابر یعنی مضارع غابر بمعنی باقی ست بعد زمان ماضی حال واستقبال کہ مضارع بران دلالت دارد باقی میماند لہذا مضارع راغابر گویند اَلنَّصْرُ وَ النُّصْرَةُ یاری کردن تصریفہ نَصَرَ یَنْصُرُ نَصْرًا وَّنُصْرَةً فَهُوَ نَاصِرٌ وَنُصِرَ یُنْصَرُ نَصْرًا وَنُصْرَةً فَهُوَ مَنْصُوْرٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اُنْصُرْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتَنْصُرْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَنْصَرٌ وَالْاٰلَةُ مِنْهُ مِنْصَرٌ وَمِنْصَرَةٌ وَمِنْصَارٌ وَتَثْنِيَتُهُمَا مَنْصَرَانِ وَمِنْصَرَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا مَنَاصِرُ وَمَنَاصِيْرُ وَاَفْعَلُ التَّفْضِيْلِ مِنْهُ اَنْصَرُ وَالْمُؤَنَّثُ مِنْهُ نُصْرٰی وَتَثْنِيَتُهُمَا اَنْصَرَانِ وَنُصْرَيَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا اَنْصَرُوْنَ وَاَنَاصِرُ وَنُصَرٌ وَنُصْرَيَاتٌ۔

ترجمہ: ...... دوسرا باب ابواب کے بیان میں جو چار فصلوں پر مشتمل ہے فصل اول ثلاثی مجرد کے ابواب کے بیان میں: جب افعال اور مشتقات کے صیغوں کے بیان کرنے سے ہم فارغ ہوئے تو اب ابواب بیان کرتے ہیں گذشتہ بحث سے آپ یہ جان چکے ہیں کہ ثلاثی مجرد کے چھ باب ہیں باب اول فَعَلَ یَفْعُلُ ماضی کے عین کلمہ کے فتحہ اور غابر یعنی مضارع کے عین کلمہ کے ضمہ کے ساتھ غابر بمعنی باقی ہے زمانہ ماضی کے بعد حال اور استقبال باقی رہتے ہیں جن پر فعل مضارع دلالت کرتا ہے لہذا مضارع کو غابر کہتے ہیں اَلنَّصْرُ وَالنُّصْرَةُ مدد کرنا اس کی گردان نَصَرَ یَنْصُرُ نَصْرًا وَّنُصْرَةً فَهُوَ نَاصِرٌ ......الخ

تشریح وتحقیق

ثلاثی مجرد کے ابواب کا بیان:

علم الصیغہ چار ابواب ایک مقدمہ اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے جیسا کہ مصنف نے شروع میں فرمایا تھا تو چار ابواب میں سے باب اول صیغوں کے بیان میں تھا یہ باب دوم ابواب کے بیان میں ہے۔

ثلاثی مجرد کے کل چھ ابواب ہیں۔

ان میں سے پہلا باب فَعَلَ یَفْعُلُ ہے جیسے نَصَرَ یَنْصُرُ بفتح العین فی الماضی وضمّھا فی الغابر ۔ غابر فعل مضارع کو کہتے ہیں وجہ تسمیہ یہ ہے کہ غابر کا معنی ہے بچا ہوا اور تین زمانوں میں سے زمانہ ماضی کے بعد زمانہ حال اور استقبال ہی باقی بچتے ہیں اور فعل مضارع ان دونوں زمانوں پر دلالت کرتا ہے اس لئے مضارع کو غابر کہتے ہیں۔

سوال:......اس باب کو باقی ابواب پر مقدم کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب:......ثلاثی مجرد کے ابواب میں سے سب سے زیادہ استعمال اسی باب کا ہے خصوصاً افعال تو اکثر و بیشتر اسی سے مستعمل ہوتے ہیں اسلئے اس کو مقدم کیا۔ یہ باب متعدی بھی استعمال ہوتا ہے جیسے نَصَرَ یَنْصُرُ قَتَلَ یَقْتُلُ اور لازم بھی جیسے قَعَدَ یَقْعُدُ اور عَثَرَ یَعْثُرُ۔

سوال:......صرف صغیر کسے کہتے ہیں؟

جواب:......صرف صغیر اس گردان کو کہتے ہیں جس میں نمونے کے طور پر ہر گردان کے کچھ صیغے مذکور ہوں۔ صرف صغیر بیان کرنے میں صرفی حضرات کا انداز مختلف ہے کوئی ہر گردان کا ایک ایک صیغہ ذکر کرتے ہیں کوئی دو دو صیغے ذکر کرتے ہیں کوئی فعل جحد فعل امر غائب فعل نہی وغیرہ کے صیغے بھی ذکر کرتے ہیں اور بعض صرفی ان کو فعل مضارع میں شمار کر کے ان کے الگ صیغے ذکر نہیں کرتے۔

مصنف نے جو صرف صغیر ذکر فرمائی ہے اس میں مذکورہ صیغوں کی نشاندہی۔

نَصَرَ ...... فعل ماضی معلوم واحد مذکر غائب کا صیغہ یَنْصُرُ ...... مضارع معلوم صیغہ واحد مذکر غائب

نَصْرًا ...... اور نُصْرَۃً دونوں مصدر معلوم نَاصِرٌ ...... صیغہ واحد مذکر اسم فاعل

نُصِرَ ...... فعل ماضی مجہول صیغہ واحد مذکر غائب یُنْصَرُ ...... مضارع مجہول صیغہ واحد مذکر غائب

نَصْرًا و نُصْرَۃً دونوں مصدر مجہول ہیں بظاہر مصدر معلوم اور مجہول میں کوئی فرق نہیں ہوتا پس جب مصدر فعل معلوم کے بعد مذکور ہو تو وہ مصدر معلوم ہوگا اور اگر فعل مجہول کے بعد مذکور ہو تو وہ مصدر مجہول ہوگا۔

مَنْصُوْرٌ صیغہ واحد مذکر اسم مفعول ...... اُنْصُرْ صیغہ واحد مذکر امر حاضر معلوم ...... لَاتَنْصُرْ صیغہ واحد مذکر حاضر فعل نہی حاضر معلوم مَنْصَرٌ صیغہ واحد اسم ظرف ۔ مِنْصَرٌ مِنْصَرَۃٌ مِنْصَارٌ یہ تینوں اسم آلہ کے صیغے ہیں بزائے واحد وتثنیتھما ضمیر اسم ظرف اور اسم آلہ کی طرف راجع ہے اسی طرح والجمع منھما میں بھی۔ مَنْصَرَانِ صیغہ

تثنیہ اسم ظرف مِنْصَرَانِ صیغہ تثنیہ اسم آلہ۔

باقی برائے اختصار مِنْصَرَۃٌ اور مِنْصَارٌ سے تثنیہ کے صیغے ذکر نہیں کئے ہیں وہ مِنْصَرَتَانِ اور مِنْصَارَانِ ہیں مَنَاصِرُ جمع مکسر اسم ظرف ہے اور مِنْصَرٌ مِنْصَرَۃٌ اسم آلہ کی جمع بھی مَنَاصِرُ آتی ہے مَنَاصِیْرُ مِنْصَارٌ اسم آلہ کی جمع ہے اَنْصَرُ صیغہ واحد مذکر اسم تفضیل نُصْرٰی صیغہ واحد مؤنث اسم تفضیل وَتَثْنِیَتُھُمَا میں ضمیر اسم تفضیل مذکر اور اسم تفضیل مؤنث کی طرف راجع ہے اسی طرح وَالْجَمْعُ مِنْھُمَا میں بھی اَنْصَرَانِ صیغہ تثنیہ مذکر اسم تفضیل اور نُصْرَیَانِ صیغہ تثنیہ مؤنث اسم تفضیل اَنْصَرُوْنَ صیغہ جمع مذکر سالم اسم تفضیل اَنَاصِرُ صیغہ جمع مذکر مکسر اسم تفضیل نُصَرٌ صیغہ جمع مؤنث مکسر اسم تفضیل نُصْرَیَاتٌ صیغہ جمع مؤنث سالم اسم تفضیل باقی فعل تعجب کے صیغے ذکر نہیں کئے قلت استعمال اور اختصار کی وجہ سے۔

نوٹ:...... اساتذہ کرام کو چاہئے کہ صرف صغیر کے بعد ہر باب کے فعل ماضی، مضارع، مثبت، منفی، جحد، امر، نہی، مؤکد بانون تاکید ثقیلہ وخفیفہ، اسم فاعل، اسم مفعول، وغیرہ کی تمام گردانیں طلبہ سے کرائیں۔

> باب دوم فَعَلَ یَفْعِلُ بفتح عین ماضی وکسر عین غابر اَلضَّرْبُ زدن ورفتن برروئے زمین وپدید کردن مثل ضَرَبَ یَضْرِبُ ضَرْبًا ......الخ باب سوم فَعِلَ یَفْعَلُ بکسر عین ماضی وفتح عین غابر اَلسَّمْعُ شنیدن سَمِعَ یَسْمَعُ سَمْعًا ......الخ

ترجمہ:...... دوسرا باب فَعَلَ یَفْعِلُ ماضی کے عین کلمہ کے فتحہ اور مضارع کے عین کلمہ کے کسرہ کے ساتھ جیسے اَلضَّرْبُ مارنا، روئے زمین پر چلنا، اور مثال بیان کرنا، جیسے (صرف صغیر) ضَرَبَ یَضْرِبُ ضَرْبًا فَھُوَ ضَارِبٌ وَضُرِبَ یُضْرَبُ ضَرْبًا فَھُوَ مَضْرُوْبٌ اَلْاَمْرُ مِنْہُ اِضْرِبْ وَالنَّھْیُ عَنْہُ لَاتَضْرِبْ اَلظَّرْفُ مِنْہُ مَضْرِبٌ وَالْاٰلَۃُ مِنْہُ مِضْرَبٌ وَمِضْرَبَۃٌ وَمِضْرَابٌ وتثنیتھما مَضْرِبَانِ وَمِضْرَبَانِ وَالْجَمْعُ مِنْھُمَا مَضَارِبُ وَمَضَارِیْبُ وَاَفْعَلُ التَّفْضِیْلِ مِنْہُ اَضْرَبُ وَالْمُؤَنَّثُ مِنْہُ ضُرْبٰی وَتَثْنِیَتُھُمَا اَضْرَبَانِ وَضُرْبَیَانِ وَالْجَمْعُ مِنْھُمَا اَضْرَبُوْنَ وَاَضَارِبُ وَضُرَبٌ وَضُرْبَیَاتٌ۔

تیسرا باب فَعِلَ یَفْعَلُ ماضی کے عین کلمہ کے کسرہ اور مضارع کے عین کلمہ کے فتحہ کے ساتھ جیسے اَلسَّمْعُ سننا، (صرف صغیر) سَمِعَ یَسْمَعُ سَمْعًا فَھُوَ سَامِعٌ وَسُمِعَ یُسْمَعُ سَمْعًا فَھُوَ مَسْمُوْعٌ اَلْاَمْرُ مِنْہُ اِسْمَعْ وَالنَّھْیُ عَنْہُ لَاتَسْمَعْ اَلظَّرْفُ مِنْہُ مَسْمَعٌ وَالْاٰلَۃُ مِنْہُ مِسْمَعٌ وَمِسْمَعَۃٌ وَمِسْمَاعٌ وتثنیتھما مَسْمَعَانِ وَمِسْمَعَانِ وَالْجَمْعُ مِنْھُمَا مَسَامِعُ وَمَسَامِیْعُ وَاَفْعَلُ التَّفْضِیْلِ مِنْہُ اَسْمَعُ وَالْمُؤَنَّثُ مِنْہُ سُمْعٰی وتثنیتھما اَسْمَعَانِ وَسُمْعَیَانِ وَالْجَمْعُ مِنْھُمَا اَسْمَعُوْنَ وَاَسَامِعُ وَسُمَعٌ وَسُمْعَیَاتٌ۔

تشریح و تحقیق

ثلاثی مجرد کا دوسرا باب فَعَلَ یَفْعِلُ یعنی ضَرَبَ یَضْرِبُ ہے جس کی ماضی مفتوح العین اور مضارع مکسور العین ہوتا ہے یہ باب متعدی بھی استعمال ہوتا ہے جیسے ضَرَبَ یَضْرِبُ رَمٰی یَرْمِیْ اور لازم بھی آتا ہے جیسے جَلَسَ یَجْلِسُ اور نَعَمَ یَنْعِمُ (ایک لغت کے مطابق) اور تیسرا باب فَعِلَ یَفْعَلُ یعنی سَمِعَ یَسْمَعُ ہے جس کی ماضی مکسور العین اور مضارع مفتوح العین ہوتا ہے یہ باب بھی متعدی اور لازم دونوں طرح مستعمل ہے متعدی جیسے سَمِعَ یَسْمَعُ، عَلِمَ یَعْلَمُ اور لازم جیسے فَرِحَ یَفْرَحُ اور یَئِسَ یَیْئَسُ (ایک لغت کے مطابق) لیکن اس کا لازم استعمال ہونا متعدی استعمال سے زیادہ ہے ان تین ابواب (یعنی نَصَرَ، ضَرَبَ، سَمِعَ) کو اصولِ ابواب اور ام الابواب کہتے ہیں کیونکہ اصل یہ ہے کہ جب معنی باہم مختلف ہوں تو ان کے الفاظ بھی مختلف ہونے چاہئے اور ان تینوں میں جیسے فعل ماضی اور مضارع کے معنی مختلف ہوتے ہیں تو ایسے ہی فعل ماضی کے عین کلمہ کی حرکت مضارع کے عین کلمہ کی حرکت سے مختلف ہوتی ہے، بالفاظ دیگر ان تین ابواب میں ماضی اور مضارع کے الفاظ اور معنی دونوں مختلف ہونے میں متفق ہیں اور اتفاق اصل ہے۔ان کے علاوہ باقی تین ابواب میں ماضی اور مضارع دونوں کے عین کلمہ کی حرکت ایک ہوتی ہے مختلف نہیں ہوتی اس لئے ان کو فروع ابواب کہتے ہیں کہ ماضی اور مضارع کے معنی مختلف ہونے کے باوجود ان کے الفاظ مختلف نہیں جبکہ یہ خلاف اصل ہے۔

باب چہارم فَعَلَ یَفْعَلُ بِفَتْحِ الْعَیْنِ فِیْهِمَا اَلْفَتْحُ کشادن فَتَحَ یَفْتَحُ فَتْحًا......الخ شرط این باب اینست کہ ہر کلمہ صحیح کہ ازیں باب آید در عین فعل یا لام فعل او حرف حلق باشد شعر

حرف حلقی شش بود اے نور عین ۔ ہمزہ، ہاء وحاء وخاء وعین وغین

ترجمہ: ...... چوتھا باب فَعَلَ یَفْعَلُ ماضی اور مضارع دونوں کے عین کلمہ کے فتحہ کے ساتھ جیسے اَلْفَتْحُ کھولنا (صرف صغیر) فَتَحَ یَفْتَحُ فَتْحًا فَهُوَ فَاتِحٌ وَ فُتِحَ یُفْتَحُ فَتْحًا فَهُوَ مَفْتُوْحٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِفْتَحْ وَ النَّهْیُ عَنْهُ لَا تَفْتَحْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَفْتَحٌ وَ الْاٰلَةُ مِنْهُ مِفْتَحٌ وَ مِفْتَحَةٌ وَ مِفْتَاحٌ و تثنیتهما مَفْتَحَانِ وَ مِفْتَحَانِ و الجمع منهما مَفَاتِحُ وَ مَفَاتِیْحُ و افعل التفضیل منه اَفْتَحُ و المؤنث منه فُتْحٰی و تثنیتهما اَفْتَحَانِ وَ فُتْحَیَانِ و الجمع منهما اَفْتَحُوْنَ وَ اَفَاتِحُ وَ فُتَحٌ وَ فُتْحَیَاتٌ۔

اس باب کی شرط یہ ہے کہ ہر وہ صحیح کلمہ جو اس باب سے آئے اس کے فعل کے عین کلمہ یا اس کے فعل کے لام کلمہ میں حرف حلقی ہو۔ شعر:۔ حرف حلقی شش بود اے نور عین ہمزہ، ہاء، وحاء، وخاء، وعین وغین۔

تشریح وتحقیق

ثلاثی مجرد کا چوتھا باب فَعَلَ يَفْعَلُ ہے یعنی فَتَحَ يَفْتَحُ جس کی ماضی اور مضارع دونوں مفتوح العین ہوتے ہیں یہ باب بھی متعدی اور لازم دونوں طرح استعمال ہوتا ہے متعدی جیسے فَتَحَ يَفْتَحُ مَنَعَ يَمْنَعُ اور لازم جیسے بَدَأَ يَبْدَأُ اَبٰى يَأْبٰى۔

عام صرفی حضرات نے اس باب کے لئے یہ شرط بیان کی ہے کہ جو کلمہ اس باب سے مستعمل ہو اس کے عین یا لام کلمہ میں کسی حرف حلقی کا ہونا ضروری ہے اس پر اعتراض ہوا کہ اَبٰى يَأْبٰى، قَلٰى يَقْلٰى، قَنٰى يَقْنٰى، بَقٰى يَبْقٰى، عَضَّ يَعَضُّ یہ تمام کلمات باب فَتَحَ سے مستعمل ہیں اس کے باوجود ان کے عین یا لام کلمہ میں کوئی حرف حلقی موجود نہیں ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس باب کے لئے عین یا لام کلمہ میں حرف حلقی ہونے کی شرط ضروری نہیں ہے۔ ان حضرات نے جواب یہ دیا ہے کہ ان کلمات میں سے اَبٰى يَأْبٰى تو شاذ ہے اس پر پھر اعتراض ہوا کہ شاذ تو فصیح کلام میں نہیں آسکتا جبکہ اَبٰى يَأْبٰى قرآن مجید میں مستعمل ہے جیسے اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَيَأْبَى اللّٰهُ وغیرہ اور قرآن تو سب سے زیادہ فصیح کلام ہے اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ شاذ احسن ہے اور شاذ احسن اور شاذ حسن دونوں مقبول ہیں اور فصیح کلام میں ان کا واقع ہونا درست ہے باقی جو مردود ہے وہ شاذ قبیح ہے جو فصیح کلام میں نہیں آسکتا، اور باقی قَلٰى يَقْلٰى، قَنٰى يَقْنٰى، اور بَقٰى يَبْقٰى کے متعلق یہ حضرات کہتے ہیں کہ اصل میں یہ تمام کلمات سَمِعَ سے ہیں فَتَحَ سے نہیں پس قَلٰى اصل میں قَلِيَ تھا اور قَنٰى اصل میں قَنِيَ تھا اور بَقٰى اصل میں بَقِيَ تھا لیکن بنو طے کی لغت کے مطابق جب کسی کلمہ کے آخر میں یاء مفتوح ماقبل مکسور ہو کر واقع ہو اور اس کا فتحہ کسی عامل کی وجہ سے نہ ہو تو یاء کے ماقبل والے کسرے کو فتحہ سے تبدیل کرنا جائز ہے (جس کو صرف میں دُعٰى اور بَقٰى والا قانون کہتے ہیں) تو اس قانون کے مطابق یاء کے ماقبل والے کسرے کو فتحہ سے تبدیل کیا پھر قَالَ بَاعَ والے قانون سے یاء کو الف سے بدل دیا جس کی وجہ سے یہ کلمات بظاہر فَتَحَ سے معلوم ہوتے ہیں لیکن اصل کے اعتبار سے سَمِعَ سے ہیں۔ اسی طرح عَضَّ يَعَضُّ بھی سَمِعَ سے ہے جیسا کہ صاحب صراح نے اس کی تصریح کی ہے اور بعض حضرات نے اَبٰى يَأْبٰى کے متعلق بھی یہی جواب دیا ہے کہ یہ اصل میں سَمِعَ سے ہے اَبِيَ يَأْبٰى بنو طے کی لغت کے مطابق ماضی میں یاء کے ماقبل والے کسرہ کو فتحہ سے اور پھر قال والے قانون سے یاء کو الف سے بدل دیا تو **اَبٰى** بن گیا۔

مصنف نے ان تمام اشکالات اور شذوذ سے بچنے کے لئے صحیح کی قید لگائی کہ جو صحیح کلمہ فَتَحَ کے باب سے آئے اس کے عین یا لام کلمہ میں حرف حلقی ہونا ضروری ہے یعنی یہ شرط صرف صحیح کے لئے ہے اور مذکورہ کلمات صحیح نہیں ہیں بلکہ ان کلمات میں سے بعض مہموز و ناقص ہیں جیسے اَبٰی یَأْبٰی فَنٰی یَفْنٰی، بَقٰی یَبْقٰی ، قَلٰی یَقْلٰی اور بعض مضاعف ہیں جیسے عَضَّ یَعَضُّ لہٰذا اگر ان کے عین یا لام کلمہ میں حرف حلقی نہ ہو تو کوئی حرج نہیں پھر مصنف پر اعتراض ہوگا کہ رَکَنَ یَرْکَنُ تو فتح سے مستعمل ہے اور صحیح بھی ہے اس کے باوجود اس کے عین یا لام کلمہ میں حرف حلقی نہیں ۔ایسا کیوں؟

جواب یہ ہے کہ یہ تداخل کے قبیل سے ہے وہ اس طور پر کہ یہ نَصَرَ سے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے رَکَنَ یَرْکُنُ اور سَمِعَ سے بھی جیسے رَکِنَ یَرْکَنُ اب جو شخص اس میں دونوں لغتوں سے واقف تھا اس نے ماضی نَصَرَ سے اور مضارع سَمِعَ سے لے کر آپس میں ملا کر رَکَنَ یَرْکَنُ پڑھا جس پر یہ گمان ہوا کہ یہ فَتَحَ یَفْتَحُ سے ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

اعتراض:...... فَرِحَ یَفْرَحُ رَجَعَ یَرْجِعُ، دَخَلَ یَدْخُلُ، نَعِمَ یَنْعِمُ، ان تمام کلمات میں سے کسی کے عین کلمہ میں حرف حلقی ہے اور کسی کے لام کلمہ میں اور صحیح بھی ہیں اس کے باوجود یہ فتح سے نہیں بلکہ کوئی سَمِعَ سے ہیں اور کچھ نَصَرَ اور حَسِبَ سے، معلوم ہوا کہ عین یا لام کلمہ میں حرف حلقی کا ہونا فتح کی خصوصیت اور اس کے لئے شرط نہیں ہے۔

جواب:...... یہ حرف حلقی کی شرط جو بیان کی گئی ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ جس صحیح کلمہ کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہو وہ ضرور فَتَحَ سے ہوگا جیسے سَمِعَ یَسْمَعُ کا لام کلمہ حرف حلقی ہے مگر فَتَحَ کے باب سے نہیں ہے۔

بلکہ اس شرط کا مطلب یہ ہے کہ جو صحیح کلمہ باب فَتَحَ سے مستعمل ہو اس کے عین یا لام کلمہ میں حرف حلقی کا ہونا ضروری ہے۔

بالفاظ دیگر حلقی العین اور حلقی اللام اور باب فَتَحَ کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے کہ فَتَحَ یَفْتَحُ کے ہر صحیح کلمہ کے لئے حلقی العین یا حلقی اللام ہونا ضروری ہے، لیکن ہر وہ صحیح کلمہ جو حلقی العین یا حلقی اللام ہو، اس کے لئے باب فَتَحَ سے ہونا ضروری نہیں ہے جیسے کہ ہر انسان کے لئے حیوان ہونا ضروری ہے لیکن ہر حیوان کے لئے انسان ہونا ضروری نہیں ہے جیسے حِمَارٌ حیوان ہے لیکن انسان نہیں۔

باب پنجم فَعُلَ يَفْعُلُ بِضَمِّ الْعَيْنِ فِيْهِمَا اَلْكَرَمُ وَالْكَرَامَةُ گرامی شدن كَرُمَ يَكْرُمُ كَرَمًا وَ كَرَامَةً فَهُوَ كَرِيْمٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اُكْرُمْ الخ این باب لازم ست ازاں مجہول ومفعول نمی آید فعل بر دو قسم ست لازم ومتعدی لازم فعلے را گویند کہ بر فاعل تمام شود واثر آن بر دیگرے ظاہر نشود چون كَرُمَ زَيْدٌ وَجَلَسَ زَيْدٌ ومتعدی آنکہ اثر آں از فاعل بدیگرے رسد مثل ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا واَكْرَمَ بَكْرٌ خَالِدًا ہمیں جہت کہ اثر فعل لازم بر دیگرے ظاہر نمی شود ومفعول ہموں میباشد کہ بران اثر ظاہر می شود از فعل لازم مفعول نمی آید وفعل مجہول منسوب بمفعول میباشد لہٰذا آن ہم از لازم نمی آید مگر ہرگاہ کہ فعل لازم را بحرف جر متعدی کنند مجہول ومفعول ازان می آید چون كُرِمَ بِهٖ مَكْرُوْمٌ بِهٖ۔

ترجمہ: ...... پانچواں باب فَعُلَ يَفْعُلُ ماضی اور مضارع دونوں کے عین کلمہ کے ضمہ کے ساتھ جیسے اَلْكَرَمُ وَالْكَرَامَةُ معزز اور بزرگ ہونا (صرف صغیر) كَرُمَ يَكْرُمُ كَرَمًا وَ كَرَامَةً فَهُوَ كَرِيْمٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اُكْرُمْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَاتَكْرُمْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَكْرَمٌ وَالْاٰلَةُ مِنْهُ مِكْرَمٌ وَمِكْرَمَةٌ وَمِكْرَامٌ وتثنيتهما مَكْرَمَانِ وَمِكْرَمَانِ والجمع منهما مَكَارِمُ وَمَكَارِيْمُ وافعل التفضيل منه اَكْرَمُ والمؤنث منه كُرْمٰى وتثنيتهما اَكْرَمَانِ وَ كُرْمَيَانِ والجمع منهما اَكْرَمُوْنَ وَاَكَارِمُ وَ كُرَمٌ وَ كُرْمَيَاتٌ۔

یہ باب لازم ہے اس سے مجہول اور مفعول نہیں آتے، فعل دو قسم پر ہے لازم اور متعدی لازم اس فعل کو کہتے ہیں جو فاعل پر تمام ہو جائے اور اس کا اثر کسی دوسرے پر ظاہر نہ ہو (یعنی صرف فاعل کو رفع دے) جیسے كَرُمَ زَيْدٌ اور جَلَسَ زَيْدٌ اور متعدی اس فعل کو کہتے ہیں جس کا اثر فاعل سے دوسرے تک پہنچے (یعنی فاعل کو رفع دینے کے ساتھ ساتھ مفعول کو نصب دے) جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًا اور اَكْرَمَ بَكْرٌ خَالِدًا پس اسی وجہ سے کہ فعل لازم کا اثر دوسرے پر ظاہر نہیں ہوتا اور مفعول (تو) وہی ہوتا ہے کہ اس پر دوسرے کا اثر ظاہر ہو (تو اس لئے) فعل لازم سے مفعول نہیں آتا اور (اسی طرح) فعل مجہول مفعول کی طرف منسوب ہوتا ہے لہٰذا وہ بھی فعل لازم سے نہیں آتا لیکن جب فعل لازم کو حرف جر کے ذریعہ متعدی کرتے ہیں تو پھر اس سے مجہول اور مفعول دونوں آتے ہیں جیسے كُرِمَ بِهٖ اور مَكْرُوْمٌ بِهٖ۔

تشریح وتحقیق

ثلاثی مجرد کا پانچواں باب فَعُلَ يَفْعُلُ یعنی كَرُمَ يَكْرُمُ ہے ماضی اور مضارع دونوں کے عین کلمہ کے ضمہ کے ساتھ یہ باب صرف لازم استعمال ہوتا ہے متعدی نہیں اور اس باب سے فعل مجہول اور اسم مفعول استعمال نہیں ہوتے اور اسم فاعل کی جگہ پر اس سے صفت مشبہ استعمال ہوتی ہے۔

سوال:......فعل لازم کسے کہتے ہیں؟

جواب:......لازم اس فعل کو کہتے ہیں جو صرف فاعل پر مکمل ہو جائے اور اس کا اثر دوسرے پر ظاہر نہ ہو۔

بالفاظ دیگر جو صرف فاعل کو رفع دیں اور مفعول کو نصب نہ دیں جیسے کَرُمَ زَیْدٌ اور جَلَسَ زَیْدٌ یہاں فعل کَرُمَ اور جَلَسَ صرف اپنے فاعل زید کیساتھ مکمل ہوتے ہیں مزید کسی چیز کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

سوال:......فعل متعدی کیا ہوتا ہے؟

جواب:......فعل متعدی اس فعل کو کہتے ہیں جو فاعل کو رفع دینے کے ساتھ ساتھ مفعول کو بھی نصب دیں جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا۔

سوال:......فعل لازم سے فعل مجہول اور مفعول کیوں نہیں آتے؟

جواب:......مفعول تو اس لئے نہیں آتا کہ مفعول وہ ہوتا ہے جس پر فعل واقع ہوا ہو اور فعل لازم تو صرف فاعل کے ساتھ مکمل ہو جاتا ہے وہ کسی پر واقع نہیں ہوتا جب وہ کسی پر واقع ہوتا ہی نہیں تو اس کا مفعول کیسے آئے گا۔ اور فعل لازم سے فعل مجہول اس لئے نہیں آتا کہ فعل مجہول وہ ہوتا ہے جس کی نسبت مفعول کی طرف کی گئی ہو اور فعل لازم سے تو مفعول آتا ہی نہیں (جیسا کہ ابھی گزرا) جب مفعول اس سے آتا نہیں تو پھر فعل مجہول کی نسبت مفعول کی طرف کیسی ہوگی؟

اگر فعل لازم کو حرف جر وغیرہ کے ذریعہ سے متعدی بنایا جائے تو پھر اس سے مفعول اور مجہول دونوں آتے ہیں فعل مجہول جیسے کُرِمَ بِہٖ، کُرِمَ بِهِمَا کُرِمَ بِهِمْ کُرِمَ بِهَا کُرِمَ بِهِمَا کُرِمَ بِهِنَّ کُرِمَ بِکَ کُرِمَ بِکُمَا کُرِمَ بِکُمْ کُرِمَ بِکِ کُرِمَ بِکُمَا کُرِمَ بِکُنَّ کُرِمَ بِیْ کُرِمَ بِنَا۔ اسی طرح مضارع مجہول جیسے یُکْرَمُ بِہٖ یُکْرَمُ بِهِمَا یُکْرَمُ بِهِمْ یُکْرَمُ بِهَا یُکْرَمُ بِهِمَا یُکْرَمُ بِهِنَّ الخ۔

اور اسم مفعول جیسے مَکْرُوْمٌ بِہٖ مَکْرُوْمٌ بِهِمَا مَکْرُوْمٌ بِهِمْ مَکْرُوْمٌ بِهَا، مَکْرُوْمٌ بِهِمَا مَکْرُوْمٌ بِهِنَّ یعنی فعل مجہول اور مفعول کے صیغے ہر حالت میں واحد مذکر کی شکل میں مستعمل ہوں گے اور حرف جر کے بعد جو ضمیر ہے وہ تذکیر وتانیث اور افراد تثنیہ وجمع کے اعتبار سے بدلتی رہے گی۔

باب ششم فَعِلَ يَفْعِلُ بِكَسْرِ الْعَيْنِ فِيْهِمَا اَلْحَسْبُ وَالْحِسْبَانُ پنداشتن حَسِبَ يَحْسِبُ حَسْبًا وَحِسْبَانًا فَهُوَ حَاسِبٌ وَحُسِبَ يُحْسَبُ حَسْبًا وَحِسْبَانًا فَهُوَ مَحْسُوْبٌ ......الخ صحیح ازین باب جز حَسِبَ يَحْسِبُ نیامده ودراں ہم درمضارع فتح عین نیز آمده است دیگر چند کلمہ مثال ولفیف ازیں باب آمده اند۔

ترجمہ: ...... چھٹا باب فَعِلَ يَفْعِلُ ماضی اور مضارع دونوں کے عین کلمہ کے کسرہ کیساتھ جیسے اَلْحَسْبُ وَالْحِسْبَانُ (سمجھنا) صرف صغیر حَسِبَ يَحْسِبُ حَسْبًا وَحِسْبَانًا فَهُوَ حَاسِبٌ وَحُسِبَ يُحْسَبُ حَسْبًا وَحِسْبَانًا فَهُوَ مَحْسُوْبٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِحْسِبْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَاتَحْسِبْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَحْسِبٌ وَالْاٰلَةُ مِنْهُ مِحْسَبٌ وَمِحْسَبَةٌ وَمِحْسَابٌ وتثنيتهما مَحْسِبَانِ وَمِحْسَبَانِ والجمع منهما مَحَاسِبُ وَمَحَاسِيْبُ وافعل التفضيل منه اَحْسَبُ والمؤنث منه حُسْبٰى وتثنيتهما اَحْسَبَانِ وَحُسْبَيَانِ والجمع منهما اَحْسَبُوْنَ وَاَحَاسِبُ وَحُسَبٌ وَحُسْبَيَاتٌ۔

صحیح کلمات اس باب سے حَسِبَ يَحْسِبُ کے علاوہ استعمال نہیں ہوتے اور اس حَسِبَ يَحْسِبُ میں بھی مضارع کے اندر عین کلمہ کا فتحہ آیا ہے دوسرے چند کلمات مثال اور لفیف کے اس باب سے آئے ہیں۔

تشریح و تحقیق

ثلاثی مجرد کا چھٹا اور آخری باب فَعِلَ يَفْعِلُ ہے جس کی ماضی اور مضارع دونوں مکسور العین ہوتی ہیں یہ باب لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے لازم جیسے وَثِقَ يَثِقُ نَعِمَ يَنْعِمُ (ایک لغت کے مطابق) اور متعدی جیسے حَسِبَ يَحْسِبُ اور وَرِثَ يَرِثُ یہ باب نہایت قلیل الاستعمال ہے اس بناء پر مصنفؒ نے سب سے آخر میں ذکر کیا صحیح کلمات تو اس باب سے حَسِبَ يَحْسِبُ اور نَعِمَ يَنْعِمُ کے سوا مستعمل ہی نہیں اور یہ بھی لغات مشہورہ کے مطابق سَمِعَ سے ہیں جیسے يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗ اَخْلَدَهٗ، اور لَاتَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ وغیرہ یہ مشہور قرأت میں سَمِعَ سے مستعمل ہے اس لئے تو صاحب منشعب نے اس باب کو ابواب شاذہ میں سے شمار کیا ہے البتہ مثال اور لفیف وغیرہ کے متعدد کلمات اس باب سے مستعمل ہیں جیسے (۱) وَرِثَ يَرِثُ (۲) وَثِقَ يَثِقُ (۳) وَرِعَ يَرِعُ (۴) وَرِمَ يَرِمُ (۵) وَرِكَ يَرِكُ (۶) وَهِمَ يَهِمُ (۷) وَلِيَ يَلِيْ (۸) وَرِيَ يَرِيْ (۹) دَنِيَ يَدْنِيْ وغیرھا۔ اور مندرجہ ذیل کلمات حَسِبَ اور سَمِعَ دونوں سے مستعمل ہیں (۱) يَئِسَ، (۲) بَئِسَ، (۳) يَبِسَ (۴) وَبِقَ، (۵) وَحِرَ، (۶) وَلِهَ، (۷) وَهِلَ، (۸) وَحِمَ، (۹) وَغِرَ، (۱۰) وَلِغَ۔

فصل دوم در ابواب ثلاثی مزید فیہ مطلق

ثلاثی مزید فیہ دو قسم ست ملحق و غیر ملحق کہ مطلقش نامند ملحق آنرا گویند کہ بزیادت حرف بروزن رباعی گردد و جز معنی باب ملحق بہ معنی دیگر دران نباشد چون جَلْبَبَ و مطلق آنکہ چنین نباشد یعنی بروزن رباعی نگردد و اگر گردد باب آن معنی دیگر ہم داشتہ باشد چون اِجْتَنَبَ و اَکْرَمَ چونکہ ذکر ملحق بعد ذکر رباعی می آید چہ فہم آن بر فہم رباعی موقوف است لہٰذا اولاً ذکر مطلق کردہ میشود و آن بر دو قسم است باہمزۂ وصل و بے ہمزہ وصل اول را ھفت باب ست۔

ترجمہ:...... دوسری فصل ثلاثی مزید فیہ مطلق (یعنی غیر ملحق) کے ابواب کے بیان میں ثلاثی مزید فیہ کی دو قسمیں ہیں (۱) ملحق (۲) غیر ملحق جس کا نام مطلق رکھتے ہیں ملحق اس کو کہتے ہیں جو کسی حرف کی زیادتی کی وجہ سے رباعی کے وزن پر ہو جائے اور ملحق بہ (یعنی اسی رباعی) باب کے معنی کے علاوہ دوسرے معنی (یعنی خواص) اس میں نہ ہوں جیسے جَلْبَبَ اور ثلاثی مزید فیہ مطلق (یعنی غیر ملحق) وہ ہوتا ہے جو ایسا نہ ہو۔ یعنی رباعی کے وزن پر نہ ہو اور اگر رباعی کے وزن پر ہو تو پھر وہ باب (ملحق بہ باب کے معنی کے علاوہ) دوسرے معنی بھی رکھتا ہو جیسے اِجْتَنَبَ اور اَکْرَمَ چونکہ ملحق کا ذکر رباعی کے ذکر کے بعد آرہا ہے کیونکہ اس ملحق کا سمجھنا رباعی کے سمجھنے پر موقوف ہے لہٰذا پہلے مطلق کا تذکرہ کیا جاتا ہے اور اس (مطلق) کی دو قسمیں ہیں (۱) ہمزہ وصلی والے (۲) بغیر ہمزہ وصلی والے۔ پہلی قسم یعنی (باہمزہ وصل) کے سات باب ہیں۔

تشریح و تحقیق

ابواب ثلاثی مزید فیہ کی بحث:

مصنفؒ ثلاثی مجرد کے چھ ابواب سے فارغ ہونے کے بعد اب ثلاثی مزید فیہ کے ابواب بیان کررہے ہیں اولاً ثلاثی مزید فیہ کی دو قسمیں ہیں (۱) ملحق (۲) غیر ملحق۔

الحاق کی قید سے خالی ہونے کی وجہ سے اس کو مطلق بھی کہتے ہیں، ملحق کی تعریف سے پہلے الحاق کی تعریف سمجھ لیجئے۔

الحاق کا لغوی معنی ہے ملادینا، اور پہنچادینا۔

اصطلاحی تعریف:...... ایک کلمہ کو دوسرے کلمہ کے ہموزن بنانے کے لئے اس میں غیر قیاسی طور پر ایک یا ایک

سے زائد حروف بڑھا دینا، جیسے جَلْبَبَ اصل میں جَلَبَ تھادَحْرَجَ کے ہموزن بنانے کے لئے اس میں ایک اور باء کا اضافہ کیا گیا۔

اعتراض:......اسم تفضیل مذکر بھی تو ہمزہ کی زیادتی کی وجہ سے رباعی کا ہموزن بن جاتا ہے جیسے اَضْرَبُ جَعْفَرٌ کے ہموزن ہے اسی طرح اسم ظرف اور اسم آلہ بھی میم کی زیادتی کی وجہ سے رباعی کے ہموزن بن جاتے ہیں جیسے مَقْتَلٌ جَعْفَرٌ کے ہموزن اور مِضْرَبٌ دِرْهَمٌ کے ہموزن ہیں۔ لہٰذا ان کو بھی ملحق بر باعی کہنا چاہئے حالانکہ انکو تو ملحق کوئی بھی نہیں کہتا۔

جواب:......الحاق کی تعریف سے یہ بات معلوم ہوگئی ہے کہ ملحق میں جو کسی حرف کی زیادتی ہوتی ہے اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ زیادتی غیر قیاسی طور پر ہو اور کسی معنی کے لئے نہ ہو بلکہ صرف کلمہ کو دوسرے کلمہ کے ہموزن بنانے کے لیے ہو اور اسم تفضیل میں ہمزے کی زیادتی اور اسم ظرف واسم آلہ میں میم کی زیادتی غیر قیاسی نہیں ہوتی بلکہ قیاس اور قاعدہ کے مطابق ہوتی ہے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ ہر اسم تفضیل مذکر اَفْعَلُ کے وزن پر آتا ہے یعنی شروع میں ہمزہ ہوتا ہے اور اسی طرح یہ قاعدہ ہے کہ ثلاثی مجرد کا اسم ظرف مَفْعَلٌ یا مَفْعِلٌ کے وزن پر آتا ہے، اور اسم آلہ بھی عموماً مِفْعَلٌ، مِفْعَلَةٌ، مِفْعَالٌ کے وزن پر آتا ہے یعنی شروع میں میم کا اضافہ ہوتا ہے لہٰذا ان مثالوں میں زیادتی غیر قیاسی نہیں ہے بلکہ قیاسی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ مذکورہ زیادتی معنی کی غرض سے ہوئی ہے کہ اسم تفضیل میں ہمزہ کی زیادتی معنی تفضیلی کیلئے اور اسم ظرف واسم آلہ میں میم کی زیادتی معنی ظرفیت اور معنی آلہ پر دلالت کرنے کیلئے ہوتی ہے اس لئے یہ ملحقات میں داخل نہیں ہیں۔

ملحق کی تعریف:

لغوی معنی ہے ملایا ہوا، اور پہنچایا ہوا، اصطلاح میں ملحق اس باب کو کہتے ہیں جو کسی حرف کی زیادتی کی وجہ سے رباعی کے وزن پر ہو جائے اور ملحق بہ باب کے معنی یعنی خاصیات کے علاوہ کوئی اور معنی اس میں نہ ہوں یعنی ملحق بہ باب کے جو خواص ہیں وہی خواص اس ملحق کے ہوں ملحق اور ملحق بہ دونوں خواص میں متحدہ ہوں اور ملحق میں کوئی نئی خاصیت ایسی نہ ہو جو ملحق بہ میں موجود نہیں ہے جیسے جَلْبَبَ جو اصل میں جَلَبَ تھا حرف باء کے اضافہ سے یہ دَحْرَجَ کا ہموزن بن گیا اور باب دَحْرَجَ کی ایک خاصیت ہے اِلْبَاس ماخذ یعنی ماخذ پہنانا۔ یہی خاصیت اس میں پائی جاتی ہے کیونکہ جَلْبَبَ کا معنی ہے اِلْبَاس جِلْبَاب، یعنی چادر پہنانا، اور جِلْبَاب ماخذ ہے جَلْبَبَ کا

اور باب دَحْرَجَ کے خواص کے علاوہ کوئی اور خاصیت اس میں نہیں پائی جاتی، تو اس کو ثلاثی مزید فیہ ملحق بر باعی مجرد کہیں گے۔

غیر ملحق یعنی مطلق کی تعریف:

غیر ملحق اس باب کو کہتے ہیں جو ملحق کی طرح نہ ہو یعنی یا تو رباعی کے ہموزن نہ ہو یا ہم وزن تو ہو لیکن ملحق بہ باب کے معنی کے علاوہ وہ دوسرے معنی بھی رکھتا ہو جیسے اِجْتَنَبَ یہ رباعی کا ہموزن نہیں ہے اور اَکْرَمَ یہ دَحْرَجَ رباعی کے ہموزن تو ہے لیکن دونوں کے خواص الگ الگ ہیں اس لئے اس کو ملحق نہیں کہیں گے۔

اعتراض:...... اَکْرَمَ تو دَحْرَجَ کا ہموزن بھی نہیں ہے کیونکہ دَحْرَجَ کا وزن فَعْلَلَ ہے جبکہ اَکْرَمَ کا وزن اَفْعَلَ ہے تو آپ کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ اَکْرَمَ دَحْرَجَ کا ہموزن ہے۔

جواب:...... وزن سے مراد وزن صُوری ہے جس میں حروف اصلی کا اعتبار نہیں ہوتا بلکہ موزوں کلمہ کی صرف حرکات اور سکنات کا اعتبار ہوتا ہے، جیسے ضَوَارِبُ کا وزن صرفی تو فَوَاعِلُ ہے لیکن وزن صُوری مَفَاعِلُ ہے، لہٰذا اَکْرَمَ وزن صوری کے اعتبار سے دَحْرَجَ کا ہموزن ہے کیونکہ اَکْرَمَ کا وزن صُوری فَعْلَلَ ہے دَحْرَجَ کی طرح باقی اَفْعَلَ تو اس کا وزن صرفی ہے اور ملحق میں وزن صوری معتبر ہوتا ہے نہ کہ وزن صرفی۔

مصنف پہلے ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق کے ابواب بیان کرتے ہیں۔ جن کو ثلاثی مزید فیہ مطلق کہتے ہیں اس لئے تو اس بحث کا عنوان رکھا۔ "فصل دوم در ابواب ثلاثی مزید فیہ مطلق" اس کے بعد رباعی کا بیان فرمائیں گے پھر اس کے بعد **ملحقات** کا تذکرہ ہوگا اور **ملحقات** پر رباعی کو اس لئے مقدم کیا کہ **ملحقات** کا سمجھنا موقوف ہے رباعی کے سمجھنے پر تو رباعی موقوف علیہ ہوا اور **ملحقات** موقوف، اور موقوف علیہ موقوف پر مقدم ہوتا ہے۔

ثلاثی مزید فیہ مطلق کے کل بارہ باب ہیں۔ سات باب ہمزہ وصلی والے اور پانچ باب بغیر ہمزہ وصلی والے۔ ہمزہ وصلی والے سات باب یہ ہیں (۱) **اِفتعال** (۲) **اِستفعال** (۳) **اِنفعال** (۴) **اِفعلال** (۵) **اِفعیلال** (۶) **اِفْعِوّال** (۷) **اِفعیعال** اور بغیر ہمزہ وصلی والے پانچ باب یہ ہیں (۱) **اِفعال** (۲) **تفعیل** (۳) **مُفَاعَلة** (۴) **تَفَعُّلْ** (۵) **تَفَاعُلْ** تو یہ کل بارہ ہو گئے، ان میں سے دس زیادہ مشہور ہیں اور باب اِفْعِوّال اور اِفعیعال زیادہ مشہور نہیں ہیں بلکہ بعض صرفی حضرات تو ان دونوں کو **ملحقات** میں شمار کرتے ہیں کہ یہ رباعی مزید فیہ کے باب اِفْعِنْلال یعنی اِحْرِنْجَام کے ساتھ ملحق ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کو **ملحقات** میں شمار کرنا درست نہیں ہے کیونکہ

ملحق ہونے کی شرط یہ ہے کہ ملحق بھا کلمہ میں جوزائد حروف ہیں ان میں سے ہرایک حرف بعینہ ملحق کلمہ میں اسی جگہ پر آنا چاہئے جیسے اِحْرَنْجَمَ میں میں فاکلمہ یعنی حا سے پہلے ہمزہ اور عین کلمہ (یعنی راء) کے بعد نون زائد ہے تو اِقْعَنْسَسَ جواس کے ساتھ ملحق ہے اس میں بھی وہی ہمزہ فاکلمہ سے پہلے اورنون عین کلمہ کے بعد آیا ہے اور اِفْعِوّال اور اِفْعِیعال میں اگر چہ ہمزہ فاء کلمہ سے پہلے زائد ہے لیکن عین کلمہ کے بعد نون زائد نہیں ہے بلکہ واو ہے جیسے اِجْلَوَّذَ اور اِخْشَوْشَنَ تو معلوم ہوا کہ یہ دونوں ملحق نہیں ہیں اس کے علاوہ ان کے خواص اور اِفْعنلال کے خواص بھی الگ الگ ہیں جبکہ ملحق اور ملحق بہ کے خواص ایک ہوتے ہیں، صاحب زنجانی وغیرہ صرفیوں کے نزدیک ثلاثی مزید فیہ کے کل چودہ ابواب ہیں۔ بارہ تو یہ مذکورہ بالا اور ایک اِفْعنلال جیسے اِقْعِنْسَاس اور ایک اِفْعِنْلَاء جیسے اِسْلِنْقَاء لیکن راجح یہ ہے کہ یہ دونوں باب ثلاثی مزید فیہ مطلق کے نہیں بلکہ یہ ملحق برباعی ہیں یعنی اِحْرَنْجَمَ کے ساتھ ملحق ہیں جیسا کہ صاحب علم الصیغہ آگے ذکر کر رہے ہیں۔

سوال:......ہمزہ وصلی کسے کہتے ہیں؟

جواب:......ہمزہ وصلی اس ہمزہ کو کہتے ہیں جو کلمہ کی ابتداء میں زائد ہو کر واقع ہو اور درمیان کلام میں واقع ہونے کے وقت یا مابعد کے متحرک ہونے کے وقت حذف ہوتا ہو اس کو ہمزہ وصلی اس لئے کہتے ہیں کہ وصل کا معنی ہے ملانا، یہ ہمزہ بھی اپنے مابعد کو اپنے ساتھ ملا دیتا ہے۔

باب اول اِفْتِعَال علامت این باب تاء زائده است بعد فاکلمه چون اَلْاِجْتِنَابُ پرہیز کردن۔ تصریف: اِجْتَنَبَ یَجْتَنِبُ اِجْتِنَابًا فَهُوَ مُجْتَنِبٌ وَاُجْتُنِبَ یُجْتَنَبُ اِجْتِنَابًا فَهُوَ مُجْتَنَبٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِجْتَنِبْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتَجْتَنِبْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُجْتَنَبٌ درین باب وجملہ ابواب ثلاثی مزید فیہ و رباعی مجرد ومزید فیہ درفعل ماضی مجهول سوائے ماقبل آخر کہ مکسور می باشد ہرحرف متحرک مضموم میشود وساکن بحال خود می ماند پس در اُجْتُنِبَ ہمزہ وتا ہردو مضموم ست وہم چنین در اُسْتُنْصِرَ ودرنفی ماضی این باب وجملہ ابواب ہمزۂ وصل چون ہمزۂ وصل بسبب درآمدن مَا ولَا بیفتد الف مَا ولَا ہم ساقط شود پس مَااجْتُنِبَ لَااجْتُنِبَ مَاانْفُطِرَ لَاانْفُطِرَ مَا اسْتُنْصِرَ لَااسْتُنْصِرَ گویند اسم فاعل درین باب وجملہ ابواب ثلاثی مزید ورباعی بروزن مضارع معروف آید جزاینکہ میم مضموم بجائے علامت مضارع می آرند وماقبل آخررا کسرہ میدہند اگر مکسور نباشد واسم مفعول مثل اسم فاعل میباشد مگر ماقبل آخر دران مفتوح میباشد واسم ظرف بروزن اسم مفعول آن باب آید وآلہ واسم تفضیل ازین ابواب نیاید اگرادائے معنی آلہ منظور باشد لفظ مَابِهٖ برلفظ مصدر بیفزایند مثلاً مَابِهِ الْاِجْتِنَابُ گویند واگرادائے معنی تفضیل منظور باشد لفظ اَشَدُّ برمصدر منصوب بیفزایند مثلاً اَشَدُّ اجْتِنَابًا گویند ودرلون وعیب کہ در ثلاثی مجرد ہم اسم تفضیل ازان نیاید ہم ادائے معنی تفضیل ہمیں وضع کنند مثلاً اَشَدُّ حُمْرَةً واَشَدُّ صَمَمًا گویند۔

ترجمہ: ...... پہلا باب اِفْتِعَال۔ اس باب کی علامت فاکلمہ کے بعد تاء زائدہ کا ہونا ہے جیسے اَلْاِجْتِنَابُ پرہیز کرنا، اس کی گردان (یعنی صرف صغیر) اِجْتَنَبَ یَجْتَنِبُ اِجْتِنَابًا فَهُوَ مُجْتَنِبٌ وَاُجْتُنِبَ یُجْتَنَبُ اِجْتِنَابًا فَهُوَ مُجْتَنَبٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِجْتَنِبْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتَجْتَنِبْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُجْتَنَبٌ مُجْتَنَبَانِ مُجْتَنَبَاتٌ۔

اس باب میں اور ثلاثی مزید فیہ، رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ کے تمام ابواب کے فعل ماضی مجہول میں سوائے آخر سے پہلے والے حرف کے کہ وہ مکسور ہوتا ہے (باقی) ہر متحرک حرف مضموم ہوتا ہے اور ساکن حرف اپنے حال پر رہتا ہے پس اُجْتُنِبَ میں ہمزہ اور تا دونوں مضموم ہیں اسی طرح اُسْتُنْصِرَ میں بھی (ہمزہ اور تا مضموم ہیں) اور اس باب کے فعل ماضی منفی میں اور ہمزہ وصلی والے تمام ابواب کے فعل ماضی منفی میں جب ہمزہ وصلی ما اور لا کے آنے کی وجہ سے گر جاتا ہے تو ما اور لا کا الف بھی گر جاتا ہے پس مَااجْتُنِبَ لَا اجْتُنِبَ، مَاانْفُطِرَ لَاانْفُطِرَ، مَااسْتُنْصِرَ لَااسْتُنْصِرَ (معلوم ومجہول) پڑھتے ہیں اسم فاعل اس باب میں اور ثلاثی مزید فیہ اور رباعی (مجرد ومزید فیہ) کے تمام ابواب میں مضارع معلوم کے وزن پر آتا ہے سوائے اس کے کہ علامت مضارع کی جگہ

میم مضموم لے آتے ہیں اور ماقبل آخر کو کسرہ دیتے ہیں اگر (پہلے سے) مکسور نہ ہو اور اسم مفعول اسم فاعل کی طرح ہوتا ہے مگر ماقبل آخر اس میں مفتوح ہوتا ہے اور اسم ظرف اسی باب کے اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے۔ اور اسم آلہ و اسم تفضیل ان ابواب سے نہیں آتے۔ اگر اسم آلہ کے معنی ادا کرنا مقصود ہوں تو لفظ مَا بِهٖ مصدر کے لفظ پر بڑھا دیتے ہیں مثلاً مَا بِهِ الْاِجْتِنَابُ کہتے ہیں اور اگر اسم تفضیل کا معنی ادا کرنا مقصود ہو تو لفظ اَشَدُّ (وغیرہ) مصدر منصوب پر بڑھا دیتے ہیں مثلاً اَشَدُّ اِجْتِنَابًا کہتے ہیں اور رنگ و عیب (کے معنی پر دلالت کرنے والے الفاظ) میں کہ ان سے ثلاثی مجرد میں بھی اسم تفضیل نہیں آتا (ان سے) بھی اسم تفضیل کے معنی اسی طریقہ پر ادا کرتے ہیں مثلاً اَشَدُّ حُمْرَةً اور اَشَدُّ صَمَمًا کہتے ہیں۔

تشریح و تحقیق

باب افتعال کی بحث:

ثلاثی مزید فیہ مطلق کے ہمزہ وصلی والے سات ابواب میں سے پہلا باب افتعال ہے۔ اس باب کی علامت فاکلمہ کے بعد تا زائدہ کا ہونا ہے جیسے اِكْتَسَبَ بروزن اِفْتَعَلَ اس کا مادہ یعنی حروف اصلی کسب ہے۔ جس میں کاف فاکلمہ ہے اور اس کے بعد تا زائد ہے۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ ہمزہ بھی تو زائد ہے اس کو کیوں شمار نہیں کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں تمام حروف زائدہ کی نشاندہی مقصود نہیں ہے بلکہ مقصود ہے اس باب کی علامت بتانا، اور اس کی علامت صرف تا زائدہ ہے (فاکلمہ کے بعد) باقی ہمزہ وصلی اس کی علامت میں سے نہیں کیونکہ یہ ہمزہ تو ہمزہ وصلی والے تمام ابواب کے شروع میں ہوتا ہے کسی ایک کے ساتھ خاص نہیں اور علامت وہ ہوتی ہے جو کسی ایک چیز کے ساتھ خاص ہو کر اس کو دوسروں سے ممتاز کرے۔ باب افتعال لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے متعدی کی مثال ہے جیسے اِكْتَسَبَ (کمانا) اِحْتَقَرَ (حقیر سمجھنا) اور لازم کی مثال ہے جیسے اِجْتَمَعَ (جمع ہونا)۔

ماضی مجہول بنانے کا قاعدہ:

مصنفؒ نے جو ماضی مجہول بنانے کا قاعدہ ذکر کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کسی بھی باب سے ماضی مجہول بنانا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ماضی معلوم میں ماقبل آخر کو کسرہ دیا جائے اور اس سے پہلے تمام متحرک حروف کو ضمہ دیا جائے اور ساکن حروف کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے جیسے اِجْتَنَبَ سے اُجْتُنِبَ، اِسْتَنْصَرَ سے اُسْتُنْصِرَ کہ اِجْتَنَبَ میں ماقبل آخر نون ہے اور اِسْتَنْصَرَ میں صاد، تو ان کو کسرہ دیا اور ان سے پہلے جو متحرک

حروف تھے یعنی ہمزہ اور تا، ان دونوں کو ضمہ دیا اِجْتُنِبَ میں جیم اور اِسْتُنْصِرَ میں سین اور نون ساکن تھے تو ان کو اپنے حال پر چھوڑ دیا، اسی طرح ضَرَبَ سے ضُرِبَ، اَکْرَمَ سے اُکْرِمَ، دَحْرَجَ سے دُحْرِجَ، تَسَرْبَلَ سے تُسُرْبِلَ۔

اعتراض:...... مصنفؒ نے تو اس قاعدہ کو غیر ثلاثی مجرد کے ابواب سے ماضی مجہول بنانے کے ساتھ خاص کیا ہے حالانکہ ثلاثی مجرد کی ماضی مجہول کیلئے بھی یہی قاعدہ ہے۔

جواب:...... قاعدہ تو عام ہے لیکن ثلاثی مجرد کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ یہاں ثلاثی مزید فیہ کی بحث چل رہی ہے اور ثلاثی مجرد کی ماضی مجہول بنانے کا ذکر ماقبل میں ہو چکا ہے۔ باقی ثلاثی مجرد کی ماضی مجہول میں جب ماقبل آخر کو کسرہ دیدیا جائے تو پھر صرف ایک حرف متحرک بچے گا لہٰذا اسی کو ضمہ دیا جائے گا جیسے ضَرَبَ سے ضُرِبَ۔

ہمزہ وصلی والے ابواب کی ماضی منفی کے شروع سے ہمزہ وصلی اس لئے گر جاتا ہے کہ ما اور لا شروع میں آنے کی وجہ سے ہمزہ وصلی درمیان کلام میں واقع ہوگا اور ہمزہ وصلی درمیان کلام میں حذف ہوتا ہے، اور ما و لا کا الف جو تلفظ کے اعتبار سے حذف ہوتا ہے وہ التقائے ساکنین کی وجہ سے ہوتا ہے۔

غیر ثلاثی مجرد کے ابواب سے، اسم فاعل اسم مفعول اور اسم ظرف بنانے کا طریقہ

ثلاثی مجرد سے اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف بنانے کے طریقے تو اسماء مشتقہ کی بحث میں گزر چکے ہیں۔ یہاں حضرت مصنفؒ غیر ثلاثی مجرد سے ان مذکورہ اسماء کے بنانے کے طریقے بیان فرماتے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر ثلاثی مجرد کے ابواب سے اسم فاعل اسی باب کے مضارع معلوم کے وزن پر آتا ہے اس فرق کے ساتھ کہ حرف اتین کی جگہ میم مضموم لگا دیا جائے اور ماقبل آخر کو کسرہ دیا جائے اگر پہلے سے کسرہ نہ ہو اور آخر پر تنوین علامت اسم جاری کردی جائے جیسے یَتَصَرَّفُ سے مُتَصَرِّفٌ، یَتَدَحْرَجُ سے مُتَدَحْرِجٌ اور اگر ماقبل آخر پہلے سے مکسور ہو تو پھر کسرہ کی ضرورت نہیں جیسے یُکْرِمُ سے مُکْرِمٌ اور یُصَرِّفُ سے مُصَرِّفٌ۔

اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم مفعول اسم فاعل کی طرح آتا ہے۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ اسم مفعول میں ماقبل آخر مفتوح ہوتا ہے اور اسم فاعل میں ماقبل آخر مکسور ہوتا ہے جیسے مُکْرِمٌ اسم فاعل ہے اور مُکْرَمٌ اسم مفعول ہے اسم مفعول میں ماقبل آخر اس لئے مفتوح ہوتا ہے کہ یہ مضارع مجہول سے بنتا ہے اور مضارع مجہول میں ماقبل آخر ہمیشہ

مفتوح ہوتا ہے اور اسم فاعل میں ماقبل آخر اس لئے مکسور ہوتا ہے کہ اسم فاعل مضارع معلوم سے بنتا ہے اور مضارع معلوم میں بکثرت ماقبل آخر مکسور ہوتا ہے اور جس مضارع معلوم میں ماقبل آخر مکسور نہ ہو اس کے اسم فاعل میں ماقبل آخر کو کسرہ اس لئے دیتے ہیں کہ اسم مفعول کے ساتھ التباس نہ ہو۔

اور غیر ثلاثی مجرد سے اسم ظرف بعینہ اسی باب کے اسم مفعول کے وزن پر آتا ہے بظاہر دونوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا قرینہ سے دونوں میں امتیاز ہوگا۔

باقی اسم تفضیل اور اسم آلہ کے صیغے غیر ثلاثی مجرد سے استعمال نہیں ہوتے اور استعمال نہ ہونے کی وجہ اور ان کے معنی کی ادائیگی کے طریقے وغیرہ تفصیلاً اس سے پہلے اسماء مشتقہ کی بحث میں گذر چکے ہیں **فمن شاء فليراجع ثمّه** اور یہاں بھی مصنف نے بیان کئے ہیں۔

قاعدہ:...... اگر فائے اِفتعال دال یا ذال یا زا باشد تائے اِفتعال بدال بدل شود ودر اں، دالِ فاء کلمہ وجوبا مدغم شود چون اِدَّعٰی وذال سہ حالت دارد گاہے بدال بدل شدہ در دال مدغم شود چوں اِدَّکَرَ وگاہے دال را ذال کردہ فاکلمہ را برآں ادغام کنند چون اِذَّکَرَ وگاہے بے ادغام دارند چون اِذْدَکَرَ وزا دو حالت دارد گاہے بے ادغام دارند چون اِزْدَجَرَ وگاہے دال را زا کردہ زائے فاکلمہ را دراں ادغام کنند چون اِزَّجَرَ

قاعدہ:...... اگر فائے اِفتعال صاد وضاد وطا وظا باشد تائے اِفتعال بطا بدل شود پس طا مدغم شود وجوبا چون اِطَّلَبَ وظا گاہے طا شدہ مدغم شود چون اِطَّلَمَ وگاہے بے ادغام ماند چون اِظْطَلَمَ وگاہے طا را ظا کردہ ادغام کنند چون اِظَّلَمَ وصاد وضاد بے ادغام میماند چون اِصْطَبَرَ واِضْطَرَبَ وگاہے طا را صاد یا ضاد کردہ ادغام میکنند چون اِصَّبَرَ واِضَّرَبَ

قاعدہ:...... اگر فائے اِفتعال ثا باشد رواست کہ تا ثا شود پس ادغام یابد چون اِثَّاَرَ

ترجمہ:...... قاعدہ: اگر باب افتعال کے فاکلمہ میں دال، ذال یا زا ہو تو باب افتعال کی تا، دال سے تبدیل ہو جاتی ہے اور اس میں فاکلمہ کی دال تو وجوبی طور پر مدغم ہو جاتی ہے جیسے اِدَّعٰی اور ذال کی تین حالتیں ہیں (۱) کبھی یہ ذال دال سے بدل کر (دوسری) دال میں مدغم ہو جاتی ہے جیسے اِدَّکَرَ (۲) کبھی (تا افتعال سے تبدیل شدہ) دال کو، ذال سے بدل کر فاکلمہ کی ذال اس میں مدغم کر دیتے ہیں جیسے اِذَّکَرَ (۳) کبھی بلا ادغام رکھ دیتے ہیں جیسے اِذْدَکَرَ۔ اور زا کی دو حالتیں ہیں (۱) کبھی اس کو بلا ادغام رکھ دیتے ہیں جیسے اِزْدَجَرَ (۲) اور کبھی (تاء افتعال سے تبدیل شدہ) دال کو زا بنا کر فاکلمہ کی زا کو اس میں مدغم کر دیتے ہیں جیسے اِزَّجَرَ۔

قاعدہ:......اگر باب افتعال کے فاکلمہ میں صاد، ضاد، طا یا ظا ہو تو باب افتعال کی تا، طا سے تبدیل ہو جاتی ہے پھر (فاکلمہ ط) طا تو وجوبی طور پر مدغم ہو جاتی ہے جیسے اِطَّلَبَ اور ظا (کی تین حالتیں ہیں) کبھی طاء سے تبدیل ہو کر مدغم ہو جاتی ہے جیسے اِطَّلَمَ اور کبھی بے ادغام رہتی ہے جیسے اِظْطَلَمَ اور کبھی تاء افتعال سے تبدیل شدہ طاء کو ظا سے بدل کر ادغام کر دیتے ہیں جیسے اِظَّلَمَ اور صاد و ضاد (کی دو حالتیں ہیں کبھی) بے ادغام رہتے ہیں جیسے اِصْطَبَرَ، اور اِضْطَرَبَ اور کبھی (تاء افتعال سے تبدیل شدہ) طاء کو صاد یا ضاد بنا کر ادغام کر دیتے ہیں جیسے اِصَّبَرَ اور اِضَّرَبَ۔

قاعدہ:......اگر باب افتعال کا فاکلمہ ثا ہو تو جائز ہے کہ تائے افتعال ثا سے بدل جائے اور پھر ادغام پالیں جیسے اِثَّارَ۔

تشریح و تحقیق

باب افتعال کے قواعد:

یہاں مصنف نے باب افتعال کے چار قاعدے بیان کئے ہیں

قاعدہ نمبر ا:......اس قاعدہ کا نام ہے اِدَّکَرَ اور اِذَّکَرَ والا قاعدہ۔

اس قاعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جب باب اِفتعال کے فاکلمہ کی جگہ دال، ذال، زاء ان تین حروف میں سے کوئی ایک حرف واقع ہو تو باب افتعال کی تاء کو دال سے تبدیل کرنا واجب ہے اس کے بعد پھر فاکلمہ میں اگر دال ہو تو اُس دال کو اس دوسری دال میں مدغم کرنا واجب ہے جیسے اِدَّعٰی یہ اصل میں اِدْتَعَوَ بروزن اِفْتَعَلَ تھا باب اِفتعال کے فاکلمہ کی جگہ دال واقع ہے تو تاء افتعال کو دال سے بدل کر فاکلمہ کی دال کو اس دال میں مدغم کیا اِدَّعَوَ بن گیا پھر معتل کے قاعدہ نمبر ۲۰ یعنی یُدْعٰی والا قانون سے واو کو یاء سے تبدیل کر قَالَ بَاعَ والا قانون سے یاء کو الف سے بدل دیا اِدَّعٰی بن گیا۔

اور اگر فاکلمہ کی جگہ ذال ہو تو اس میں تین صورتیں جائز ہیں۔

(۱) پہلی صورت یہ ہے کہ ذال کو دال سے تبدیل کر دال کو دال میں مدغم کرنا، جیسے اِدَّکَرَ جو اصل میں اِذْتَکَرَ تھا پہلے تا افتعال کو دال سے بدل دیا (کیونکہ فاکلمہ کی جگہ تین حروف میں سے ذال واقع ہے) تو اِذْدَکَرَ بن گیا پھر ذال کو دال سے تبدیل کر دال کو دال میں مدغم کیا تو اِدَّکَرَ بن گیا۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ تائے افتعال سے تبدیل شدہ دال کو ذال سے تبدیل کر ذال کو ذال میں مدغم کرنا جیسے اِذَّکَرَ جو اصل میں اِذْتَکَرَ تھا۔ تاء افتعال کو دال سے تبدیل کرنے کے بعد اس دال کو ذال سے تبدیل کر ذال

کوذال میں مدغم کیاتو اِدَّکَرَ بن گیا۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ تائے افتعال کودال سے تبدیل کرنے کے بعد بلاادغام چھوڑ دینا، جیسے اِذْدَکَرَ جواصل میں اِذْتَکَرَ تھا۔ اوراگر فاکلمہ کی جگہ زا ہوتو اس میں دوصورتیں جائز ہیں:

(۱) تاءافتعال کودال سے بدلنے کے بعد بلاادغام چھوڑ دینا، جیسےاِزْدَجَرَ جواصل میں اِزْتَجَرَ تھا۔

(۲) دال کوزا سے بدل کرزاءکوزاء میں مدغم کرنا جیسے اِزَّجَرَ جواصل میں اِزْدَجَرَ تھالیکن یہاں زاءکودال سے بدل کردال کودال میں مدغم کرکے اِدَّجَرَ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

قاعدہ نمبر۲:......اس قاعدہ کا نام ہےاِطَّلَبَ اور اِظَّلَمَ والا قاعدہ۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب باب افتعال کے فاکلمہ کے مقابلہ میں صاد، ضاد، طااورظاءان چارحروف میں سے کوئی ایک حرف واقع ہوتو باب افتعال کی تاءکوطاء سے تبدیل کرنا واجب ہے اس کے بعد پھر فاکلمہ میں اگر طا ہوتو اس طا کو دوسری طاء میں مدغم کرنا واجب ہے جیسے اِطَّلَبَ جواصل میں اِطْتَلَبَ بروزن اِفْتَعَلَ تھا تاءاِفتعال کوطاء سے بدل کر فاکلمہ کی طا کواس طاء میں مدغم کیا۔

اوراگر فاکلمہ کی جگہ ظاءہوتو اس میں تین صورتیں جائز ہیں:

﴿۱﴾ ظاءکوطاء سے تبدیل کرطاءکوطاء میں مدغم کرنا جیسے اِطَّلَمَ جواصل میں اِظْتَلَمَ تھا پہلے تاءافتعال کوطاء سے بدل دیا اِظْطَلَمَ بن گیا پھر ظاءکوطاء سے بدل کرادغام کیا گیاتو اِطَّلَمَ بن گیا۔

﴿۲﴾ (تاءافتعال سے تبدیل شدہ) طاءکوظاء سے تبدیل کرظاءکوظاء میں مدغم کرنا جیسے اِظَّلَمَ جواصل میں اِظْتَلَمَ تھا تاءافتعال کوطاء سے بدلنے کے بعداس طاءکوظاء سے بدل کر فاکلمہ کی ظاءکواس میں مدغم کیا۔

﴿۳﴾ تیسری صورت تاءافتعال کوطاء سے تبدیل کرنے کے بعد بغیرادغام چھوڑ دینا جیسے اِظْطَلَمَ جواصل میں اِظْتَلَمَ تھا۔

اوراگر فاکلمہ کی جگہ صاد یاضاد ہوتو دوصورتیں جائز ہیں:

(۱) تاءافتعال کوطاء سے بدلنے کے بعد بغیرادغام چھوڑ دینا جیسے اِصْطَبَرَ جواصل میں اِصْتَبَرَ تھا اور اِضْطَرَبَ جواصل میں اِضْتَرَبَ تھا۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ طاءکوصاد یاضاد سے تبدیل کرادغام کرنا جیسے اِصَّبَرَ اور اِضَّرَبَ جواصل

میں اِصْتَبَرَ اور اِضْتَرَبَ تھے تاء افتعال کو طاء سے تبدیل کرنے کے بعد اس طاء کو صاد اور ضاد سے بدل کر ادغام کیا گیا۔

لیکن صاد اور ضاد کو طاء سے تبدیل کر طاء کو طاء میں مدغم کر کے اِصْطَبَرَ کو اِطَّبَرَ اور اِضْطَرَبَ کو اِطَّرَبَ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

قاعدہ نمبر ۳:...... اس قاعدہ کا نام اِثَّاَرَ اور اِثَّبَتَ والا قاعدہ ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب باب افتعال کے فا کلمہ کے مقابلہ میں ثاء واقع ہو تو تاء افتعال کو ثاء سے تبدیل کر ثاء کو ثاء میں مدغم کرنا جائز ہے جیسے اِثَّاَرَ جو اصل میں اِثْتَیَرَ تھا قال والا قانون سے یاء کو الف سے بدل کر اِثْتَاَرَ بن گیا اس کے بعد تاء افتعال کو ثاء سے تبدیل کر فاء کلمہ کی ثاء کو اس میں مدغم کیا اِثَّاَرَ بن گیا اسی طرح اِثَّبَتَ اصل میں اِثْتَبَتَ تھا تاء کو افتعال کو ثاء سے بدل کر ثاء کو ثاء میں مدغم کیا گیا، اس صورت میں ثاء کو تاء سے تبدیل کر تاء کو تاء میں مدغم کرنا بھی جائز ہے جیسے اِتَّاَرَ. اِتَّبَتَ لیکن خلاف اولیٰ ہے باقی فک ادغام بھی جائز ہے یعنی ادغام نہ کرنا جیسے اِثْتَاَرَ اور اِثْتَبَتَ واضح رہے کہ اس قاعدہ میں ابدال تو جائز ہے یعنی تاء کو ثاء سے بدلنا یا ثاء کو تاء سے بدلنا لیکن ابدال کے بعد پھر ادغام واجب ہے۔

قاعدہ: عینِ اِفتعال اگر تاءَ و ثاءَ و جیمَ وزاءَ و دالَ و ذالَ و سینَ و شینَ و صادَ و ضادَ و طاءَ و ظاءَ باشد چنانچہ در اِخْتَصَمَ و اِهْتَدٰی تائے اِفتعال را ہم جنس عین کردہ حرکتش بما قبل دادہ ادغام کنند و ہمزۂ وصل بیفتد پس خَصَّمَ و هَدّٰی شود و مضارع یَخَصِّمُ و یَهَدِّیْ و کسرہ فا ہم جائز ست چون خِصَّمَ یَخِصِّمُ و هِدّٰی یَهِدِّیْ و یَخِصِّمُوْنَ و یَهِدِّیْ کہ در قرآن مجید آمدہ ازہمین باب است و در اسم فاعل ضم فا ہم آمدہ مُخَصِّمٌ مُخِصِّمٌ مُخُصِّمٌ ہر سہ جائز ست۔

ترجمہ:...... قاعدہ: اگر باب افتعال کے عین کلمہ میں تاء، ثاء، جیم، دال، ذال، زاء، سین، شین، صاد، ضاد، طاء اور ظاء میں سے کوئی حرف واقع ہو جیسے اِخْتَصَمَ اور اِهْتَدٰی میں تو باب افتعال کی تاء کو عین کلمہ کی جنس سے تبدیل کر اس کی حرکت ماقبل کو دیکر ادغام کر دیتے ہیں اور ہمزہ وصلی گر جاتا ہے پس خَصَّمَ اور هَدّٰی ہو جائے گا اور مضارع یَخَصِّمُ اور یَهَدِّیْ اور فا کلمہ کو کسرہ دینا بھی جائز ہے جیسے خِصَّمَ یَخِصِّمُ اور هِدّٰی یَهِدِّیْ: یَخِصِّمُوْنَ اور یَهِدِّیْ جو قرآن مجید میں آیا ہے اسی باب سے ہے اور اسم فاعل میں فا کلمہ کا ضمہ بھی آیا ہے مُخَصِّمٌ (بفتح الفاء) مُخِصِّمٌ (بکسر الفاء) اور مُخُصِّمٌ بضم الفاء تینوں جائز ہیں۔

تشریح وتحقیق

قاعدہ نمبر۴ خَصَّمَ والا قاعدہ:......اس سے پہلے تینوں قواعد کا تعلق باب افتعال کے فاکلمہ کے ساتھ تھا اس قاعدہ کا تعلق باب افتعال کے عین کلمہ کے ساتھ ہے۔

اس قاعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جب باب افتعال کے عین کلمہ کے مقابلہ میں تاء، ثاء، جیم، دال، ذال، زاء، سین، شین، صاد، ضاد، طاء، ظاء ان بارہ[۱۲] حروف میں سے کوئی حرف واقع ہو تو باب افتعال کی تاء کو عین کلمہ کی جنس سے تبدیل کر اس میں مدغم کیا جائے گا یعنی اگر باب افتعال کے عین کلمہ میں صاد ہو تو تاء افتعال کو صاد سے تبدیل کر صاد کو صاد میں مدغم کریں گے اور اگر عین کلمہ میں دال ہو تو تاء افتعال کو دال سے بدل کر دال کا دال میں ادغام کیا جائے گا اسی طرح باقی حروف سمجھ لیں۔

قاعدہ کی مثال جیسے خَصَّمَ جس کی اصل اِخْتَصَمَ ہے بروزن اِفْتَعَلَ، باب افتعال کے عین کلمہ کی جگہ مذکورہ بارہ حروف میں سے صاد واقع ہے تو تاء افتعال کو عین کلمہ کی جنس یعنی صاد سے تبدیل کیا اِخْصَصَمَ بن گیا پھر صاد اول کی حرکت ماقبل یعنی خاء کو دیکر اس کو صاد ثانی میں مدغم کیا اور ہمزہ وصلی مابعد کے متحرک ہونے کی وجہ سے گر گیا تو خَصَّمَ بن گیا اسی طرح هَدّٰی اصل میں اِهْتَدٰی بروزن اِفْتَعَلَ تھا باب افتعال کے عین کلمہ کی جگہ مذکورہ حروف میں سے دال واقع ہے تو تاء افتعال کو دال سے بدل دیا اِهْدَدٰی بن گیا پھر دال اول کی حرکت ماقبل کو دیکر اس کو دال ثانی میں مدغم کیا اور ہمزہ وصلی مابعد کے متحرک ہونے کی وجہ سے گر گیا کیونکہ اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی تو هَدّٰی بن گیا۔

اس قاعدہ کو جاری کرتے وقت فعل ماضی اور مضارع (معلوم ومجہول) میں اسی طرح امر اور نہی میں فاکلمہ کو کسرہ دینا بھی جائز ہے وہ اس طرح کہ تاء افتعال کو عین کلمہ کی جنس سے تبدیل کرنے کے بعد اس کی حرکت ماقبل کو نہ دی جائے بلکہ اس کی حرکت گرادی جائے اور پھر ادغام کیا جائے تو یہاں التقاء ساکنین ہوگا فاکلمہ اور حرف مدغم کے درمیان پس التقاء ساکنین سے بچنے کے لئے پہلے ساکن یعنی فاء کلمہ کو حرکت دی جائے گی اور قاعدہ ہے کہ اَلسَّاكِنُ اِذَا حُرِّكَ حُرِّكَ بِالْكَسْرِ لہٰذا فاء کلمہ کو کسرہ دیا جائے گا جیسے اِخْتَصَمَ سے خِصَّمَ اِهْتَدٰی سے هِدّٰی يَخْتَصِمُوْنَ سے يَخِصِّمُوْنَ اور يَهْتَدِیْ سے يَهِدِّیْ جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے۔

اسم فاعل اور اسم مفعول میں فاء کلمہ کو فتحہ اور کسرہ دینے کے علاوہ میم کی مناسبت کی وجہ سے ضمہ دینا بھی جائز

ہے جیسے مُخْتَصِمٌ اسم فاعل میں تین صورتیں اور جائز ہیں (۱) مُخَصِّمٌ (بفتح الخاء) (۲) مُخِصِّمٌ (بکسر الخاء) (۳) مُخُصِّمٌ (بضم الخاء) اسی طرح مُخْتَصَمٌ اسم مفعول میں مُخَصَّمٌ، مُخِصَّمٌ مُخُصَّمٌ پڑھنا جائز ہے۔

واضح رہے کہ اس قاعدہ میں تاء افتعال کو عین کلمہ کی جنس سے تبدیل کرنا اور نہ کرنا دونوں جائز ہے لیکن ابدال کے بعد پھر ادغام واجب ہے البتہ اگر عین کلمہ میں تاء ہو تو پھر ادغام جائز ہے واجب نہیں باقی ابدال تو یہاں ہوگا ہی نہیں کیونکہ تاء کو تاء کے ساتھ بدلنا تحصیل حاصل ہے. جیسے اِقْتَتَلَ سے قَتَّلَ۔

بارہ حروف میں سے دو کی مثالیں مصنفؒ نے ذکر کی ہیں یعنی صاد اور دال کی باقی کی مثالیں یہ ہیں۔

(۱) تاء کی مثال جیسے اِقْتَتَلَ سے قَتَّلَ (۲) ثاء کی مثال جیسے اِمْتَثَلَ سے مَثَّلَ (۳) جیم کی مثال جیسے اِحْتَجَبَ سے حَجَّبَ (۴) ذال کی مثال جیسے اِبْتَذَرَ سے بَذَّرَ (۵) زاء کی مثال جیسے اِعْتَزَلَ سے عَزَّلَ (۶) سین کی مثال جیسے اِبْتَسَمَ سے بَسَّمَ (۷) شین کی مثال جیسے اِنْتَشَرَ سے نَشَّرَ (۸) ضاد کی مثال جیسے اِحْتَضَرَ سے حَضَّرَ (۹) طاء کی مثال جیسے اِعْتَطَرَ سے عَطَّرَ (۱۰) ظاء کی مثال جیسے اِحْتَظَرَ سے حَظَّرَ۔

نوٹ:...... مصنفؒ نے اس قاعدہ میں بارہ حروف ذکر کئے ہیں لیکن اکثر کتب صرف میں حرف جیم کے علاوہ باقی گیارہ حروف مذکور ہیں جیم میں یہ قاعدہ جاری نہیں کیا جاتا۔

باب دوم استفعال علامت آن زیادت سین وتاء ست قبل فاء چون اَلْاِسْتِنْصَارُ طلب مدد کردن تصریفہ اِسْتَنْصَرَ يَسْتَنْصِرُ اِسْتِنْصَارًا فَهُوَ مُسْتَنْصِرٌ وَاُسْتُنْصِرَ يُسْتَنْصَرُ اِسْتِنْصَارًا فَهُوَ مُسْتَنْصَرٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِسْتَنْصِرْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَاتَسْتَنْصِرْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُسْتَنْصَرٌ۔

فائدہ:...... در اِسْتَطَاعَ يَسْتَطِيْعُ جائز ست کہ تاء اِستفعال حذف کنند فَمَا اسْطَاعُوْا مَالَمْ تَسْطِعْ درقرآن مجید از ہمین باب ست۔

باب سوم انفعال علامت آن زیادت نون ست قبل فاء واین باب ہمیشہ لازم آید چون اَلْاِنْفِطَارُ شگافتہ شدن تصریفہ اِنْفَطَرَ يَنْفَطِرُ اِنْفِطَارًا فَهُوَ مُنْفَطِرٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِنْفَطِرْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَاتَنْفَطِرْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُنْفَطَرٌ۔

قاعدہ:...... ہر لفظیکہ فاء اُو نون باشد از باب اِنفعال نیاید بلکہ اگر اداۓ معنی اِنفعال منظور باشد آنرا بباب اِفتعال برند چون اِنْتَكَسَ سرنگون شد۔

ترجمہ:...... دوسراباب استفعالؔ اس کی علامت سین اور تاء کا فاء کلمہ سے پہلے زائد ہونا جیسے الاستنصار مدد طلب کرنا، اس کی گردان یعنی صرف صغیر: اِسْتَنْصَرَ یَسْتَنْصِرُ اِسْتِنْصَارًا فَهُوَ مُسْتَنْصِرٌ وَاُسْتُنْصِرَ یُسْتَنْصَرُ اِسْتِنْصَارًا فَهُوَ مُسْتَنْصَرٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِسْتَنْصِرْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتَسْتَنْصِرْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُسْتَنْصَرٌ مُسْتَنْصَرَانِ مُسْتَنْصَرَاتٌ۔

قاعدہ: ... اِسْتَطَاعَ یَسْتَطِیْعُ میں جائز ہے کہ تاء استفعال حذف کریں فَمَا اسْطَاعُوْا اور مَالَمْ تَسْطِعْ قرآن مجید میں (حذف تاء کے ساتھ) اسی باب سے وارد ہے، تیسرا باب انفعالؔ اس باب کی علامت فاء کلمہ سے پہلے نون کا زائد ہونا ہے اور یہ باب ہمیشہ لازم آتا ہے جیسے اَلْاِنْفِطَارُ (پھٹ جانا) اس کی گردان اِنْفَطَرَ یَنْفَطِرُ اِنْفِطَارًا فَهُوَ مُنْفَطِرٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِنْفَطِرْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتَنْفَطِرْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُنْفَطَرٌ مُنْفَطَرَانِ مُنْفَطَرَاتٌ۔

قاعدہ: ... ہر وہ لفظ جس کا فاء کلمہ نون ہو وہ باب انفعال سے نہیں آتا اگر باب انفعال کے معنی ادا کرنا مقصود ہوں تو اس لفظ کو باب افتعال پر لیجاتے ہیں جیسے اِنْتَکَسَ سرنگوں ہوا۔

تشریح وتحقیق

ہمزہ وصلی والے سات ابواب میں سے دوسرا باب استفعال ہے اس باب کی علامت فاء کلمہ سے پہلے سین اور تاء کا زائد ہونا ہے جیسے اِسْتَنْصَرَ بروزن اِسْتَفْعَلَ مادہ نَصَرَ ہے اس میں نون فاء کلمہ ہے اس سے پہلے سین اور تاء زائد ہیں یہ باب بھی افتعال کی طرح لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے متعدی جیسے اِسْتَنْقَذَ بچانا، اور لازم جیسے اِسْتَحْجَرَ پتھر بن جانا۔

فائدہ میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ اِسْتَطَاعَ یَسْتَطِیْعُ جن کی اصل اِسْتَطْوَعَ یَسْتَطْوِعُ ہیں مادہ طَوَعَ ہے یہ باب استفعال سے ہیں اور ان میں تخفیف کی غرض سے تائے استفعال کو حذف کرنا جائز ہے جیسا کہ قرآن مجید کی سورۃ الکھف میں فَمَا اسْطَاعُوْا اور مَالَمْ تَسْطِعْ اسی تاء استفعال کے حذف ہونے کے ساتھ مستعمل ہیں کہ فَمَا اسْطَاعُوْا اصل میں فَمَا اسْتَطَاعُوْا تھا اور مَالَمْ تَسْطِعْ اصل میں مَالَمْ تَسْتَطِعْ تھا تخفیف کے لئے تاء استفعال حذف ہوگئی۔

ہمزہ وصلی والا تیسرا باب انفعال ہے اس باب کی علامت فاء کلمہ سے پہلے نون کا زائد ہونا ہے جیسے اِنْفَطَرَ بروزن اِنْفَعَلَ اس کا مادہ فَطَرَ ہے اس میں فاکلمہ سے پہلے نون زائد ہے یہ باب ہمیشہ لازم استعمال ہوتا ہے متعدی نہیں۔

قاعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ لفظ جس کا فاکلمہ نون ہو تو وہ باب انفعال سے نہیں آتا کیونکہ باب انفعال کی

علامت بھی فاکلمہ سے پہلے نون کا زائد ہوتا ہے اگر فاکلمہ بھی نون ہو تو دونون کا اجتماع لازم آ جائے گا جو باعث ثقل ہے اور نون باب انفعال کے نون میں مدغم بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ نون انفعال کی وضع سکون اور فک ادغام پر ہوئی ہے۔لہٰذا ایسا لفظ باب افتعال سے استعمال ہوکر انفعال کا معنی ادا کرے گا جیسے اِنْتَکَسَ بروزن اِفْتَعَلَ اس کا مادہ نَکَسَ ہے فاکلمہ کی جگہ نون ہے تو اس کو باب افتعال سے استعمال کیا گیا۔

باب چہارم اِفْعِلَال علامت آن تکرار لام ست و بودن چار حرف بعد ہمزۂ وصل در ماضی چون اَلْاِحْمِرَارُ سرخ شدن تصریفہ اِحْمَرَّ یَحْمَرُّ اِحْمِرَارًا فَهُوَ مُحْمَرٌّ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِحْمَرَّ اِحْمَرِّ اِحْمَرِرْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتَحْمَرَّ لَاتَحْمَرِّ لَاتَحْمَرِرْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُحْمَرٌّ. اِحْمَرَّ دراصل اِحْمَرَرَ بود دو حرف یک جنس جمع آمدند اول را ساکن کردہ در دوم ادغام کردند اِحْمَرَّ شد و برہمیں قیاس ست تعلیل یَحْمَرُّ و یُحْمَرُّ و اشباہ آں در واحد مذکر امر بسبب وقف اجتماع ساکنین شد کہ ہر دو را ساکن شدند گاہے رائے دوم را فتحہ دادند اِحْمَرَّ شد وگاہے کسرہ پس اِحْمَرِّ شد وگاہے فَکِّ ادغام کردند اِحْمَرِرْ شد لَمْ یَحْمَرَّ و دیگر صیغ مضارع مجزوم راہم بریں نمط باید فہمید

فائدہ:......لام این باب ہمیشہ مشدد باشد مگر در ناقص چون اِرْعَوٰی کہ دراں با حکام لفیف کار بند شوند کہ واو اول را سلامت دارند و در واو دوم تعلیلات حسب قواعد ناقص کنند۔

ترجمہ:...... چوتھا باب اِفْعِلَال ہے اس کی علامت لام کلمہ کا مکرر ہونا ہے اور ماضی میں ہمزہ وصلی کے بعد چار حروف کا ہونا جیسے اَلْاِحْمِرَارُ سرخ ہونا اس کی گردان (یعنی صرف صغیر) اِحْمَرَّ یَحْمَرُّ اِحْمِرَارًا فَهُوَ مُحْمَرٌّ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِحْمَرَّ اِحْمَرِّ اِحْمَرِرْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتَحْمَرَّ لَاتَحْمَرِّ لَاتَحْمَرِرْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُحْمَرٌّ مُحْمَرَّانِ مُحْمَرَّاتٌ۔

اِحْمَرَّ اصل میں اِحْمَرَرَ تھا ایک جنس کے دو حرف جمع ہو گئے پہلے کو ساکن کر کے دوسرے میں مدغم کر دیا اِحْمَرَّ ہو گیا اور اسی قیاس (طریقہ) پر ہے یَحْمَرُّ (مضارع معلوم) یُحْمَرُّ (مضارع مجہول) اور ان جیسے دوسرے صیغوں کی تعلیل۔امر حاضر معلوم کے واحد مذکر حاضر کے صیغہ میں وقف کی وجہ سے دو ساکن جمع ہو گئے کہ دونون راء ساکن ہو گئے تو کبھی دوسرے راء کو فتحہ دیا اِحْمَرَّ ہو گیا اور کبھی کسرہ دیا تو اِحْمَرِّ ہو گیا اور کبھی فکّ ادغام کیا یعنی عدم ادغام تو اِحْمَرِرْ ہو گیا۔ لَمْ یَحْمَرَّ اور مضارع کے دوسرے مجزوم صیغوں کو بھی اسی طریقہ پر سمجھ لینا چاہیے۔

فائدہ:......اس باب کا لام کلمہ ہمیشہ مشدد ہوتا ہے مگر ناقص میں (نہیں ہوتا) جیسے اِرْعَوٰی کہ اس میں لفیف کے احکام پر عمل ہوتا ہے کہ واو اول کو سلامت رکھتے ہیں اور واو دوم میں ناقص کے قواعد کے مطابق تعلیلات کرتے ہیں۔

تشریح وتحقیق

ہمزہ وصلی والا چوتھا باب اِفْعِلَال ہے اس باب کی علامت لام کلمہ کا مکرر ہونا ہے اور ماضی میں ہمزہ وصلی کے بعد چار حروف کا ہونا جیسے اِحْمَرَّ بروزن اِفْعَلَّ اس کا مادہ حَمَرَ ہے را لام کلمہ ہے جو کہ مکرر ہے اور اس کی ماضی میں ہمزہ وصلی کے بعد کل چار حروف ہیں (۱) حا (۲) میم اور دو ۲ راء۔ اگر چہ رباعی مزید فیہ کے باب اِفْعِلَّال یعنی اِقْشِعْرَار میں بھی لام کلمہ مکرر ہوتا ہے لیکن فرق دونوں میں یہ ہے کہ اس باب کی ماضی میں ہمزہ وصلی کے بعد کل چار حروف ہوتے ہیں اور باب اِفْعِلَّال کی ماضی میں ہمزہ وصلی کے بعد کل پانچ حروف ہوتے ہیں جیسے اِقْشَعَرَّ اس میں ہمزہ وصلی کے بعد کل پانچ حروف ہیں (۱) قاف (۲) شین (۳) عین اور دو راء۔ یہ باب ہمیشہ لازم استعمال ہوتا ہے متعدی نہیں۔

اعتراض:...... باب اِفْعِلَال تو رباعی ہونا چاہئے کیونکہ اس میں دو لام ہوتے ہیں اور دو لام رباعی میں ہوتے ہیں۔

جواب:...... اس میں ایک لام زائد ہے کیونکہ اِحْمَرَّ کا مادہ حَمَرَ ہے ایک را اس میں زائد ہے تو حرف اصلی کل تین ہوئے اور تین حروف اصلی ثلاثی میں ہوتے ہیں رباعی میں تو حروف اصلی چار ہوتے ہیں فا، عین، دو لام۔

اعتراض:...... جب اِحْمَرَّ میں ایک راء زائد ہے تو وزن میں اس کے بالمقابل لام کیوں لایا جاتا ہے اور اس کا وزن اِفْعَلَّ کیوں نکالا جاتا ہے ایک راء وزن میں اپنی جگہ پر آنا چاہئے لہٰذا اس کا وزن اِفْعَلَرَ ہونا چاہئے کیونکہ حرف زائد کے مقابلہ میں فا، عین، اور لام میں سے کوئی نہیں آتا وہ وزن میں ویسا ہی آتا ہے جیسا کہ موزون میں ہو۔

جواب:...... ماقبل میں یہ بات گزری ہے کہ بعض صورتوں میں حرف زائد بھی بمقابلہ فا، عین یا لام آتا ہے ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ حرف زائد حرف اصلی کی جنس سے ہو یعنی حرف اصلی کو مکرر لایا گیا ہو اور یہاں یہی صورت ہے کہ اِحْمَرَّ میں جو حرف زائد ہے وہ حرف اصلی کی جنس سے ہے یعنی ایک راء اصلی ہے اور دوسرا راء زائد ہے لیکن وہ زائد بھی حرف اصلی کی طرح راء ہی ہے اس لئے وزن میں اس کے مقابلہ میں لام آتا ہے۔

سوال:...... اس باب میں کونسا لام زائد ہوتا ہے لام اول یا ثانی؟

جواب: ...... اس میں اختلاف ہے بعض پہلے لام کو زائد کہتے ہیں اور بعض لام ثانی کو۔

مصنفؒ نے جو اس باب کے امر حاضر اور مضارع مجزوم کے صیغوں میں تین تین صورتیں ذکر کی ہیں۔ یہ صرف اس باب کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ان کیلئے ایک قاعدہ ہے جو اپنی شرائط کی موجودگی میں ہر جگہ جاری ہوتا ہے۔ اس قاعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ مضارع جس کا لام کلمہ مشدد ہو اور اسکے شروع میں کوئی عامل جازم داخل ہو یا اس سے امر حاضر معلوم بنانا ہو اور وہ مضموم العین نہ ہو تو اس کے پانچ صیغوں یعنی واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم اور جمع متکلم میں تین صورتیں پڑھنا جائز ہے۔

(۱) مدغم فیہ حرف کو فتحہ کے ساتھ پڑھنا۔

(۲) کسرے کے ساتھ پڑھنا۔

(۳) اور بلا ادغام اپنی اصلی حالت پر پڑھنا۔

امر حاضر کی مثال جیسے اِحْمَرَّ، اِحْمَرِّ، اِحْمَرِرْ، اور عامل جازم کی مثال جیسے لَمْ یَحْمَرَّ، لَمْ یَحْمَرِّ، لَمْ یَحْمَرِرْ، کہ ان کے شروع میں لَمْ جازمہ ہے اور لِیَحْمَرَّ، لِیَحْمَرِّ، لِیَحْمَرِرْ کہ یہاں لام امر جازمہ ہے۔ اسی طرح باب اِفْعِیْلَال سے امر حاضر کی مثال اِدْهَامَّ، اِدْهَامِّ، اِدْهَامِمْ اور نہی کی مثال لَاتَدْهَامَّ، لَاتَدْهَامِّ، لَاتَدْهَامِمْ ...... ان تین صورتوں کے جائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب لام کلمہ مشدد ہوگا تو مشدد حرف حقیقت میں دو حرف ہوتے ہیں۔ ایک مدغم اور ایک مدغم فیہ۔ اب حرف مدغم تو پہلے سے ساکن ہوگا اور وقف کیوجہ سے یا عامل جازم کی وجہ سے مدغم فیہ حرف کی حرکت بھی گر جائیگی تو التقاء ساکنین ہوگا مدغم اور مدغم فیہ حرف کے درمیان اسی التقاء ساکنین سے بچنے کیلئے بعض صرفی دوسرے حرف یعنی مدغم فیہ کو فتحہ کی حرکت دیتے ہیں کیونکہ فتحہ اَخَفُّ الحرکات ہے اور بعض کسرہ دیتے ہیں کیونکہ اصول یہ ہے کہ اَلسَّاکِنُ اِذَا حُرِّکَ حُرِّکَ بِالْکَسْرِ۔ اور بعض صرفی حرف مدغم کو حرکت دیکر بلا ادغام چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ اصل عدم ادغام ہے۔

اگر مضارع مضموم العین ہو تو پھر اس کے مذکورہ پانچ صیغوں میں ان تین صورتوں کے علاوہ ضمہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ عین کلمہ کی مناسبت کی وجہ سے جیسے یَمُدُّ سے لَمْ یَمُدَّ، لَمْ یَمُدُّ، لَمْ یَمُدِّ، لَمْ یَمْدُدْ وغیرہ۔

فائدہ میں یہ بتلایا کہ اگرچہ باب افعلال کا لام کلمہ اکثر مشدد ہوتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر حالت میں لام کلمہ مشدد ہو کیونکہ اس باب میں اصل لام کلمہ کا مکرر ہونا ہے مشدد ہونا نہیں۔ مشدد تو اس لئے ہوتا ہے کہ لام کلمہ میں ایک جنس کے دو حرف جمع ہو جاتے ہیں تو مجانسین کے قواعد سے ادغام ہوتا ہے جہاں متجانسین نہ ہوں وہاں

ادغام نہیں ہوگا جیسے اِرْعَوٰی بروزن اِفْعَلَلَ اس میں لام اول واو ہے اور لام ثانی یاء ہے۔ یہ دونوں ہم جنس نہیں ہیں اس لئے یہاں ادغام نہیں ہوا۔

اعتراض: ......اِرْعَوٰی اصل میں اِرْعَوَوَ تھا۔ اس کے لام کلمہ میں تو ایک جنس کے دوحرف یعنی دو واو جمع ہیں پھر ادغام کیوں نہیں ہوا؟

جواب: ......اعلال (یعنی حرف علت کی تبدیلی) ادغام پر مقدم ہے کیونکہ اعلال میں تخفیف زیادہ ہے ادغام کے مقابلہ میں لہٰذا اعلال کو مقدم کیا اس طور پر کہ یُدْعٰی والا قاعدہ سے واو ثانی کو یاء سے بدل دیا اِرْعَوَیَ بن گیا اب متجانسین باقی نہیں رہے اس لئے ادغام تو ممکن نہیں لہٰذا قال باع والے قانون سے یاء کو الف سے بدل دیا اِرْعَوٰی بن گیا۔ بہر حال یہاں لام کلمہ میں ایک جنس کے دو حرف نہ ہونے کی وجہ سے ادغام نہیں ہوتا بلکہ لفیف کے احکام کے مطابق عمل ہوتا ہے۔ اس طور پر کہ جب لفیف کے آخری حرف میں تعلیل ہوتی ہے تو اس کے ساتھ متصل حرف میں تعلیل نہیں ہوتی تا کہ ایک کلمہ میں پے در پے تعلیلات کا ہونا لازم نہ آئے یہاں جب آخری حرف میں تعلیل ہوگئی یعنی ناقص کے یُدْعٰی والا قاعدہ سے واو ثانی کو یاء سے بدل دیا اور پھر قال باع والا قاعدہ سے یاء الف کیساتھ تبدیل ہوگئی تو اب واو اول اپنے حال پر برقرار رہے گا (یعنی قَالَ والا قانون سے یہ واو الف سے تبدیل نہیں ہوگا) یہی مطلب ہے مصنفؒ کے اس قول کا کہ اِرْعَوٰی میں لفیف کے احکام پر عمل ہوتا ہے کہ واو اول کو سلامت رکھتے ہیں اور واو دوم میں ناقص کے قواعد کے مطابق تعلیلات کرتے ہیں۔

اعتراض: ......اِرْعَوٰی تو لفیف نہیں ہے اس لئے کہ لفیف تو اس کلمہ کو کہتے ہیں جس کے حروف اصلیہ میں سے کسی دو کے مقابلہ میں حروف علت ہوں اور اس میں حروف علت صرف لام کلمہ میں ہیں تو یہ ناقص ہوا جب یہ لفیف ہی نہیں تو پھر اس میں لفیف کے احکام پر کیسے عمل ہوا۔

جواب: ......اگر چہ حقیقت میں تو یہ کلمہ ناقص ہے لیکن حکماً لفیف ہے وہ اس طور پر کہ جب لام کلمہ مکرر ہو تو لام اول عین کلمہ کے حکم میں ہوتا ہے کہ جس طرح حقیقی عین کلمہ کے بعد لام کلمہ ہوتا ہے تو اس طرح یہاں بھی لام اول کے بعد ایک اور لام ہوتا ہے جیسے اِرْعَوٰی کہ یہاں جو لام اول ہے یعنی واو یہ عین کلمہ کے حکم میں ہے۔ اگر چہ حقیقت میں یہ واو بھی لام کلمہ ہے لیکن اس واو کے بعد ایک اور لام موجود ہے یعنی یاء۔ اسلئے یہ واو اول عین کلمہ کے حکم میں شمار ہوتا ہے تو اب اِرْعَوٰی کو حکماً لفیف کہنا درست ہے کہ اس کے عین اور لام کلمہ میں حروف علت موجود ہیں۔

باب پنجم افعیلال علامت آن تکرار لام است با زیادت الف قبل لام اول کہ آن الف در مصدر بیا بدل شدہ چون اَلْاِدْهِیْمَامُ سخت سیاہ شدن تصریفہ اِدْهَامَّ یَدْهَامُّ اِدْهِیْمَامًا فَهُوَ مُدْهَامٌّ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِدْهَامَّ اِدْهَامِّ اِدْهَامِمْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَا تَدْهَامَّ لَا تَدْهَامِّ لَا تَدْهَامِمْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُدْهَامٌّ ادغام در صیغ این باب مثل صیغ باب اِفْعِلَال گردیدہ ہر صیغہ را بقیاس مشاکل خود اصل برآوردہ تعلیل می باید کرد، ودرین ہردو باب معنی لون وعیب بیشتر آید واین ہردو باب ہمیشہ لازم باشند

ترجمہ:۔ پانچواں باب اِفعیلال ہے۔اس کی علامت لام کلمہ کا مکرر ہونا لام اول سے پہلے الف کے زائد ہونے کے ساتھ کہ وہ الف مصدر میں یاء سے تبدیل ہوا ہے جیسے اَلْاِدْهِیْمَامُ زیادہ سیاہ ہونا۔اس کی گردان: اِدْهَامَّ یَدْهَامُّ اِدْهِیْمَامًا فَهُوَ مُدْهَامٌّ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِدْهَامَّ اِدْهَامِّ اِدْهَامِمْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَا تَدْهَامَّ لَاتَدْهَامِّ لَا تَدْهَامِمْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُدْهَامٌّ مُدْهَامَّانِ مُدْهَامَّاتٌ۔اس باب کے صیغوں میں ادغام باب اِفْعِلَال کے صیغوں کی طرح ہوا ہے (اس باب کے) ہر صیغہ کو اپنے ہم شکل صیغہ پر قیاس کر کے اصل نکال کر تعلیل کرنی چاہئے۔ان دونوں بابوں میں زیادہ تر رنگ اور عیب کے معنی آتے ہیں اور یہ دونوں باب یعنی باب اِفْعِلَالٌ اور اِفْعِیْلَالٌ ہمیشہ لازم ہوتے ہیں۔

تشریح وتحقیق

ہمزہ وصلی والا پانچواں باب اِفْعِیْلَال ہے۔اس باب کی علامت لام کلمہ کا مکرر ہونا اور لام اول سے پہلے الف کا زائد ہونا ہے جیسے اِدْهَامَّ بروزن اِفْعَالَّ مادہ دَهَمَ ہے۔میم اس میں لام کلمہ ہے جو کہ مکرر ہے اور لام اول یعنی میم سے پہلے الف زائد ہے۔مصدر میں لام اول سے پہلے اگرچہ الف موجود نہیں ہوتا بلکہ یاء ہوتی ہے جیسے اِدْهِیْمَامٌ اِحْمِیْرَارٌ وغیرہ لیکن اس یاء کی اصل بھی الف ہے یعنی اصل میں تھا اِدْهَامَامٌ، اِحْمَارَارٌ بروزن اِفْعَالَالٌ عین کلمہ کو کسرہ دیا کیونکہ اس باب کے مصدر میں عین کلمہ مکسور ہوتا ہے تو الف ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے یاء سے بدل گیا۔یہ باب بھی اِفْعِلَال کی طرح ہمیشہ لازم استعمال ہوتا ہے۔متعدی استعمال نہیں ہوتا اور ان دونوں میں زیادہ تر رنگ اور عیب کے معنی پائے جاتے ہیں لیکن باب اِفْعِیْلَال میں مبالغہ زیادہ ہوتا ہے بنسبت باب اِفْعِلَال کے جیسے اِحْوِلَال کا معنی ہے بھینگا ہونا اور اِحْوِیْلَال کا معنی ہے زیادہ بھینگا ہونا، اَلْاِسْوِدَادُ کالا ہونا اور اَلْاِسْوِیْدَادُ زیادہ کالا ہونا۔

اس باب کے تمام صیغوں کی تعلیل بھی باب اِفْعِلَال کی طرح ہے مثلاً اِدْهَامَّ اصل میں اِدْهَامَمَ تھا اِحْمَرَّ

کی طرح ایک جنس کے دوحرف جمع ہونے کی وجہ سے پہلے حرف کا دوسرے میں ادغام ہوا، اور یَدْهَامُّ مضارع اصل میں یَدْهَامِمُ تھا یہاں بھی ایک جنس کے دوحرف جمع ہونے کی وجہ سے پہلے کو ساکن کر کے دوسرے میں مدغم کیا یَحْمَرُّ کی طرح، اسی طرح امر حاضر اور مضارع مجزوم کے صیغوں میں تین تین صورتیں پڑھنا جائز ہے یعنی فتحہ، کسرہ اور فک ادغام۔ کیونکہ اس باب کے مضارع کا بھی لام کلمہ مشدد ہوتا ہے اور عین کلمہ مضموم نہیں ہوتا۔ اس باب میں ایک لام زائد ہوتا ہے عند البعض لام اول زائد ہے اور عند البعض لام ثانی۔

اور باب اِفْعِلَال اور اِفْعِيْلَال دونوں کا اسم فاعل اسم مفعول اور اسم ظرف ایک ہی وزن پر استعمال ہوتے ہیں۔ ظاہری لفظ کے اعتبار سے ان میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ قرینہ سے باہمی امتیاز ہوگا باقی اصل کے اعتبار سے فرق ہوتا ہے کہ اسم فاعل میں ماقبل آخر مکسور ہوتا ہے اور اسم مفعول اور اسم ظرف میں ماقبل آخر مفتوح ہوتا ہے جیسے مُحْمَرٌّ اگر یہ اسم فاعل کا صیغہ ہو تو اصل میں مُحْمَرِرٌ ہوگا اور اگر اسم مفعول یا اسم ظرف کا صیغہ ہو تو اصل میں مُحْمَرَرٌ ہوگا۔

باب ششم اِفْعِيعَال علامت آن تکرار عین ست بتوسط واو میان دو عین و آن واو در مصدر بسبب کسرۂ ماقبل یا بدل شده چون اَلْاِخْشِيْشَانُ سخت درشت شدن تصریفه اِخْشَوْشَنَ يَخْشَوْشِنُ اِخْشِيْشَانًا فَهُوَ مُخْشَوْشِنٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِخْشَوْشِنْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَاتَخْشَوْشِنْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُخْشَوْشَنٌ این باب بیشتر لازم می آید گاہے متعدی آمده چون اِحْلَوْلَيْتُهٗ شیرین پنداشتم آں را۔

باب ہفتم اِفْعِوَّال علامت آن واو مشدد است بعد عین چون اَلْاِجْلِوَّاذُ شتافتن تصریفه اِجْلَوَّذَ يَجْلَوِّذُ اِجْلِوَّاذًا فَهُوَ مُجْلَوِّذٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِجْلَوِّذْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَاتَجْلَوِّذْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُجْلَوَّذٌ۔

ترجمہ: ...... چھٹا باب اِفْعِيْعَال ہے اس کی علامت عین کلمہ کا مکرر ہونا اور دونوں عین کے درمیان واو کا آنا۔ اور یہ واو مصدر میں ماقبل مکسور ہونے کی بناء پر یاء سے بدل جاتا ہے جیسے اَلْاِخْشِيْشَانُ سخت کھردرا ہونا۔ اس کی صرف صغیر: اِخْشَوْشَنَ يَخْشَوْشِنُ اِخْشِيْشَانًا فَهُوَ مُخْشَوْشِنٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِخْشَوْشِنْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَاتَخْشَوْشِنْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُخْشَوْشَنٌ مُخْشَوْشَنَانِ مُخْشَوْشَنَاتٌ۔ یہ باب اکثر لازم آتا ہے اور کبھی متعدی بھی آجاتا ہے جیسے اِحْلَوْلَيْتُهٗ میں نے اس کو میٹھا سمجھا۔ ساتواں باب اِفْعِوَّال ہے اس کی علامت عین کلمہ کے بعد واو مشدد ہونا ہے جیسے اَلْاِجْلِوَّاذُ، دوڑنا۔ اس کی گردان اِجْلَوَّذَ يَجْلَوِّذُ اِجْلِوَّاذًا فَهُوَ مُجْلَوِّذٌ ...... الخ۔

تشریح وتحقیق

ہمزہ وصلی والا چھٹا باب اِفْعِیعال ہے۔اس باب کی علامت عین کلمہ کا مکرر ہونا ہے اور دونوں عین کے درمیان واو کا آنا جیسے اِخْشَوْشَنَ بروزن اِفْعَوْعَلَ۔اس کا مادہ خَشَنَ ہے۔شین اس میں عین کلمہ ہے جو کہ مکرر ہے اور بیچ میں واو زائد ہے۔اس کے مصدر میں دونوں عین کے درمیان اگر چہ واو موجود نہیں ہوتا بلکہ یاء ہوتی ہے جیسے اِخْشِیْشَانٌ اور اِحْلِیْلَاءٌ وغیرہ لیکن اس یاء کی اصل واو ہے یعنی اصل میں تھا اِخْشِوْشَانٌ اور اِحْلِوْلَاءٌ۔واو ساکن ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے مِیْعَادٌ والا قاعدہ کے ذریعہ یاء سے بدل گیا ہے یہ باب اکثر لازم استعمال ہوتا ہے اور کبھی کبھی متعدی بھی استعمال ہوتا ہے۔اس باب میں ایک عین زائد ہوتا ہے اور اکثر کے نزدیک وہ زائد عین ثانی ہے۔

ہمزہ وصلی والا ساتواں اور آخری باب اِفْعِوَّال ہے۔اس باب کی علامت عین کلمہ کے بعد واو مشددہ کا زائد ہونا ہے جیسے اِجْلَوَّذَ بروزن اِفْعَوَّلَ اس کا مادہ جَلَذَ ہے۔لام اس میں عین کلمہ ہے جس کے بعد واو مشددہ زائد ہے یہ باب بھی اکثر لازم استعمال ہوتا ہے اور کبھی کبھی متعدی بھی آتا ہے جیسے اَلْاِعْلِوَّاطُ (اونٹ کی گردن کے ساتھ لٹک کر اس پر سوار ہونا۔)

ثلاثی مزید مطلق بے ہمزۂ وصل را پنج باب است۔
باب اول اِفْعَال علامت آن ہمزہ قطعی است در ماضی وامر وعلامت مضارع آن در معروف ہم مضموم میباشد تصریفہ اَکْرَمَ یُکْرِمُ اِکْرَامًا فَهُوَ مُکْرِمٌ وَاُکْرِمَ یُکْرَمُ اِکْرَامًا فَهُوَ مُکْرَمٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اَکْرِمْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتُکْرِمْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُکْرَمٌ ہمزہ قطعی کہ در ماضی بود در مضارع بیفتاد ورنہ مضارع یُؤَکْرِمُ یُؤَکْرِمَانِ الخ می آمد پس در اُؤَکْرِمُ دو ہمزہ جمع می آمدند بسبب کراہت آں ازاں حذف یک ہمزہ مناسب بود پس برائے موافقت از جملہ صیغ مضارع حذف کردند۔

ترجمہ:......ثلاثی مزید فیہ مطلق بے ہمزہ وصل کے پانچ باب ہیں۔باب اول افعال۔اس کی علامت ہمزہ قطعی ہے ماضی اور امر میں اور اس کے مضارع کی علامت معلوم میں بھی مضموم ہوتی ہے۔اس کی صرف صغیر: اَکْرَمَ یُکْرِمُ اِکْرَامًا فَهُوَ مُکْرِمٌ وَاُکْرِمَ یُکْرَمُ اِکْرَامًا فَهُوَ مُکْرَمٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اَکْرِمْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتُکْرِمْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُکْرَمٌ مُکْرَمَانِ مُکْرَمَاتٌ: ہمزہ قطعی

جوفعل ماضی میں تھا وہ مضارع میں گر گیا ہے ورنہ مضارع یُأَکْرِمُ یُأَکْرِمَانِ ...... الخ آتا۔ پس أُأَکْرِمُ صیغہ واحد متکلم میں دو ہمزے جمع ہو گئے تو اس (اجتماع ہمزتین) کے مکروہ یعنی ناپسندیدہ ہونے کی وجہ سے ان میں سے ایک ہمزہ کا حذف کرنا مناسب معلوم ہوا پھر موافقت کی غرض سے مضارع کے بقیہ تمام صیغوں سے بھی (اس ہمزے کو) حذف کر دیا۔

تشریح و تحقیق

ثلاثی مزید فیہ مطلق کے بارہ ابواب میں سے سات باب ہمزہ وصلی والے تھے ان سے فارغ ہونے کے بعد اب مصنف بغیر ہمزہ وصلی والے ابواب کو ذکر فرماتے ہیں جو کل پانچ ہیں۔

باب اول افعال ہے اس باب کی علامت ماضی اور امر حاضر معلوم میں ہمزہ قطعی کا ہونا اور مضارع معلوم میں علامت مضارع یعنی حرف اتین کا مضموم ہونا جیسے أَکْرَمَ ماضی اور أَکْرِمْ امر میں ہمزہ قطعی موجود ہے اور یُکْرِمُ تُکْرِمُ وغیرہ جو مضارع معلوم کے صیغے ہیں ان میں علامت مضارع مضموم ہیں۔ مضارع کے ساتھ معلوم کی قید اس لئے لگائی کہ مضارع مجہول میں تو ویسے بھی حرف اتین مضموم ہوتا ہے چاہے وہ کسی بھی باب سے ہو۔ یہ باب متعدی بھی استعمال ہوتا ہے اور لازم بھی لیکن متعدی استعمال ہونا زیادہ ہے۔ متعدی کی مثال جیسے أَکْرَمَ یُکْرِمُ اور لازم کی مثال جیسے أَدْبَرَ یُدْبِرُ۔

سوال:...... ہمزہ قطعی کسے کہتے ہیں؟

جواب:...... ہمزہ قطعی اس ہمزہ کو کہتے ہیں جو کلمہ کی ابتداء میں زائد ہو کر واقع ہو اور حذف نہ ہوتا ہو اس کو ہمزہ قطعی اس لئے کہتے ہیں کہ قطع کا معنی ہے کاٹنا، منقطع کرنا، یہ ہمزہ بھی اپنے ماقبل کو اپنے مابعد سے منقطع اور الگ کرتا ہے۔

سوال: ...... امر کے شروع میں جو ہمزہ ہوتا ہے وہ مضموم یا مکسور ہوتا ہے جیسے أُنْصُرْ اِضْرِبْ وغیرہ لیکن باب افعال کے امر حاضر کے شروع میں جو ہمزہ ہوتا ہے وہ مفتوح ہوتا ہے جیسے أَکْرِمْ، أَدْخِلْ وغیرہ یہ کیوں؟

جواب۔ عموماً امر کے شروع میں جو ہمزہ ہوتا ہے وہ ہمزہ وصلی ہوتا ہے جو مضارع مضموم العین ہونے کی صورت میں مضموم ہوتا ہے اور مفتوح العین یا مکسور العین ہونے کی صورت میں مکسور ہوتا ہے جیسا کہ امر کا قاعدہ ہے۔ لیکن باب افعال کے امر حاضر کے شروع میں جو ہمزہ ہوتا ہے یہ ہمزہ قطعی ہوتا ہے وصلی نہیں۔ اسلئے یہ اپنی اصل کے اعتبار سے مفتوح ہوتا ہے کیونکہ ماضی میں یہی ہمزہ قطعی مفتوح ہے۔ اسی بناء پر امر میں

بھی مفتوح ہے۔

اعتراض:...... ماضی اورامر حاضر میں جو ہمزہ قطعی ہوتا ہے تو یہ ہمزہ قطعی مضارع میں کیوں موجود نہیں؟ حالانکہ مضارع بھی تو ماضی سے بنتا ہے جب ماضی میں ہمزہ قطعی ہے تو مضارع میں بھی ہونا چاہئے۔

جواب:...... اصل میں مضارع کے اندر بھی یہ ہمزہ قطعی موجود تھا اور یُکْرِمُ یُکْرِمَانِ......الخ اصل میں یُؤَکْرِمُ یُؤَکْرِمَانِ ......الخ تھا۔ لیکن حذف ہو گیا ہے اور حذف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مضارع کے واحد متکلم کے صیغہ میں دو ہمزہ جمع ہو گئے۔ ایک واحد متکلم کا ہمزہ اور ایک یہ باب افعال کا ہمزہ تو أُأَکْرِمُ بن گیا اور أُءَکْرِمُ اس طرح بنا کہ اَکْرَمَ ماضی کے شروع میں حرف اتین کا ہمزہ مضمومہ لگا دیا اور عین کلمہ کو کسرہ دیا اور آخر میں ضمہ اعرابی لے آیا۔ اب دو ہمزوں کا جمع ہونا ناپسندیدہ ہے تو خلاف قیاس محض تخفیف کی غرض سے دوسرے ہمزے کو حذف کیا اُکْرِمُ بن گیا مضارع کے باقی صیغوں میں اگرچہ دو ہمزے جمع نہیں ہو رہے تھے لیکن اسی واحد متکلم کے صیغہ کی موافقت کی غرض سے ان سے بھی ہمزے کو حذف کر دیا کیونکہ صرفیوں کے ہاں موافقتِ باب بھی بہت اہم ہے۔ باقی واحد متکلم کے صیغہ سے دوسرے ہمزے کا حذف خلاف قیاس اسلئے ہے کہ قیاس اور قاعدہ کا تقاضا تو یہ تھا کہ دوسرے ہمزے کو واو سے بدل دیا جاتا حذف نہ کیا جاتا کیونکہ یہاں دو ہمزے جمع ہیں اور ان میں سے کوئی ایک مکسور نہیں ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ جب دو ہمزے جمع ہوں اور ان میں سے کوئی ایک مکسور نہ ہو تو دوسرے ہمزے کو واو سے بدل دیا جاتا ہے جیسے اَوَادِمُ جو اصل میں اَءَادِمُ تھا تو اس قاعدے کے مطابق اُأَکْرِمُ کو اُوَکْرِمُ پڑھنا چاہئے تھا لیکن خلاف قانون دوسرے ہمزے کو حذف کیا کیونکہ حذف میں ابدال سے تخفیف زیادہ ہے۔ اور امر حاضر میں ہمزہ قطعی اسلئے موجود ہوتا ہے کہ وہ اصل مضارع سے بنتا ہے یعنی ہمزہ قطعی کے حذف ہونے سے پہلے جیسے اُکْرِمُ تُؤَکْرِمُ سے بنا ہے۔ علامت مضارع کو حذف کرنے کے بعد والا حرف متحرک ہے لہٰذا صرف آخر میں وقف کیا تو اَکْرِمْ بن گیا۔

باب دوم تَفْعِيل علامت آن تشدید عین ست بے تقدم تا بر فا و علامت مضارع درین باب ہم در معروف مضموم می باشد چون اَلتَّصْرِيْفُ گردانیدن تصریفہ صَرَّفَ يُصَرِّفُ تَصْرِيْفًا فَهُوَ مُصَرِّفٌ وَصُرِّفَ يُصَرَّفُ تَصْرِيْفًا فَهُوَ مُصَرَّفٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ صَرِّفْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَاتُصَرِّفْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُصَرَّفٌ مصدر این باب بروزن فِعَّالٌ ہم می آید چون كِذَّابٌ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا و بروزن فَعَالٌ ہم می آید چون سَلَامٌ و كَلَامٌ۔

باب سوم مُفَاعَلَه علامت آن زیادت الف است بعد فا بے تقدم تا بر فا علامت مضارع درین باب ہم در معروف مضموم میباشد چون اَلْمُقَاتَلَةُ وَالْقِتَالُ باہم کارزار کردن تصریفہ قَاتَلَ يُقَاتِلُ مُقَاتَلَةً وَقِتَالًا فَهُوَ مُقَاتِلٌ وَقُوْتِلَ يُقَاتَلُ مُقَاتَلَةً وَقِتَالًا فَهُوَ مُقَاتَلٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ قَاتِلْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَاتُقَاتِلْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُقَاتَلٌ در فعل ماضی مجہول الف بسبب ضمہ ما قبل واو شدہ۔

ترجمہ:...... باب دوم تَفْعِيل ۔اس کی علامت عین کلمہ کا مشدد ہونا ہے فاء کلمہ پر تاء مقدم ہونے کے بغیر اور اس باب کے مضارع کی علامت بھی معلوم میں مضموم ہوتی ہے جیسے اَلتَّصْرِيْفُ (پھیرنا، گھمانا) اس کی صرف صغیر صَرَّفَ يُصَرِّفُ تَصْرِيْفًا فَهُوَ مُصَرِّفٌ الخ ۔اس باب کا مصدر فِعَّالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے كِذَّابٌ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا۔ اور فَعَالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے سَلَامٌ كَلَامٌ۔ باب سوم مُفَاعَلَه ہے۔اس کی علامت فاء کلمہ کے بعد الف کا زائد ہونا ہے۔ فاء کلمہ پر تاء مقدم ہونے کے بغیر۔ مضارع کی علامت اس باب میں بھی معلوم کے اندر مضموم ہوتی ہے جیسے اَلْمُقَاتَلَةُ وَالْقِتَالُ ایک دوسرے سے لڑنا۔اس کی صرف صغیر قَاتَلَ يُقَاتِلُ...... الخ ۔فعل ماضی مجہول میں الف ماقبل کے ضمہ کی وجہ سے واو ہو گیا ہے۔

تشریح و تحقیق

بلا ہمزہ وصلی والے ابواب میں سے دوسرا باب تفعیل ہے۔اس باب کی علامت عین کلمہ کا مشدد ہونا ہے اس طور پر کہ فاء کلمہ سے پہلے تاء زائدہ نہ ہو اور اس باب کے مضارع معلوم میں بھی حرف مضارع مضموم ہوتا ہے جیسے صَرَّفَ يُصَرِّفُ بروزن فَعَّلَ يُفَعِّلُ مادہ صرف ہے۔جس میں راء عین کلمہ ہے جو کہ مشدد ہے اور صاد فاء کلمہ ہے اس سے پہلے تاء زائدہ نہیں ہے اور مضارع معلوم میں حرف اتین مضموم ہے۔فاء کلمہ سے پہلے تاء زائدہ نہ ہونے کی قید لگا کر باب تَفَعُّلْ کو نکالنا مقصود ہے کہ اس میں بھی عین کلمہ مشدد ہوتا ہے لیکن فرق یہ ہے کہ اس میں عین کلمہ کے مشدد ہونے کیساتھ ساتھ فاء کلمہ سے پہلے تاء زائدہ ہوتی ہے۔جیسے تَصَرَّفَ بروزن تَفَعَّلَ جبکہ باب تفعیل میں

فاءکلمہ سے پہلے تاءزائدہ نہیں ہوتی۔

اعتراض:......اَلتَّصْرِیْفُ جواس باب سے ہے اس میں عین کلمہ یعنی راءتو مشدد نہیں ہے اور فاءکلمہ سے پہلے تاء زائدہ موجود ہے۔

جواب:......صرف فعل ماضی میں عین کلمہ کا مشدد ہونا اور فاءکلمہ سے پہلے تاءکا نہ ہونا مراد ہے اور اَلتَّصْرِیْفُ تو مصدر ہے ماضی نہیں ہے۔

سوال:......جب باب تفعیل میں عین کلمہ مشدد ہوتا ہے تو لامحالہ ایک عین زائد ہوگا اور ایک اصلی تو اصلی کونسا ہے۔ اول یا ثانی؟

جواب:......اس میں اختلاف ہے عندالبعض اول اصلی ہے اور عندالبعض ثانی۔

اعتراض:......صَرَّفَ میں جب ایک راءزائد ہے تو پھر وزن میں اس کے بالمقابل عین کیوں آتا ہے؟ کیونکہ حروف زائد کے بالمقابل تو فاءعین لام نہیں آتے لہٰذا اس کا وزن فَعَّلَ نہیں بلکہ فَعْرَلَ ہونا چاہئے۔

جواب:......حرف زائد جب حرف اصلی کی جنس سے ہو تو اس صورت میں اس کے بالمقابل فاءعین لام میں سے کوئی آتا ہے اور یہاں حرف زائد یعنی ایک راءحرف اصلی کی جنس سے ہے اس لئے وزن نکالتے وقت اس کے مقابلہ میں عین آتا ہے۔

یہ باب تَفْعِیْل لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے متعدی جیسے قَطَّعَ اور صَرَّفَ لازم جیسے مَوَّتَ الْاِبِلُ۔ اور جَرَّبَ الْاِبِلُ۔

اس باب کا مصدر اکثر تو تَفْعِیْل کے وزن پر آتا ہے لیکن اس کے علاوہ مندرجہ ذیل پانچ اوزان پر بھی اس کے مصادر مستعمل ہیں (۱) تَفْعِلَةٌ جیسے تَبْصِرَةٌ، تَجْرِبَةٌ (۲) فِعَّالٌ جیسے كِذَّابٌ کما ورد فی القرآن (۳) تَفْعَالٌ جیسے تَكْرَارٌ (۴) تِفْعَالٌ جیسے تِبْيَانٌ اور تِلْقَاءٌ (۵) فَعَالٌ جیسے سَلَامٌ اور كَلَامٌ۔ لیکن راجح یہ ہے کہ سَلَامٌ اور كَلَامٌ اسم مصدر ہیں۔

تیسرا باب مفاعلہ ہے اس باب کی علامت فاکلمہ کے بعد الف کا زائد ہونا ہے اس طور پر کہ فاکلمہ سے پہلے تا زائدہ نہ ہو اور اس باب کے مضارع معلوم میں بھی حرف مضارع مضموم ہوتا ہے جیسے قَاتَلَ يُقَاتِلُ بروزن فَاعَلَ يُفَاعِلُ مادہ قَتَلَ ہے جس میں قاف فاکلمہ ہے اور اس کے بعد الف زائدہ موجود ہے اور فاکلمہ سے پہلے تا نہیں ہے اور مضارع معلوم میں حرف اتین بھی مضموم ہے۔ اس میں جو یہ قید لگائی کہ فاءکلمہ سے پہلے تاء

نہ ہو اس سے باب تَفَاعُلْ کو نکالنا مقصود ہے کہ اُس میں بھی فاکلمہ کے بعد الف زائد ہوتا ہے لیکن فرق یہ ہیکہ اس میں فاکلمہ سے پہلے تا زائدہ ہوتی ہے جیسے تَضَارَبَ بروزن تَفَاعَلَ جبکہ باب مفاعلہ میں فاکلمہ سے پہلے تا نہیں ہوتی۔ یہ باب ہمیشہ متعدی استعمال ہوتا ہے اس کا لازم استعمال ہونا شاذ ونادر ہے۔

سوال:...... آپ نے کہا کہ اس باب کی علامت فاءکلمہ کے بعد الف کا زائد ہونا ہے یہ بات آپ کی صحیح نہیں ہے کیونکہ ضُوْرِبَ اور قُوْتِلَ جو اسی باب کی ماضی مجہول ہے ان میں فاءکلمہ کے بعد الف تو نہیں ہے بلکہ واو ہے؟

جواب:...... یہ واو اصل میں الف سے تبدیل شدہ ہے کیونکہ ضُوْرِبَ اصل میں ضَارَبَ تھا اور قُوْتِلَ اصل میں قَاتَلَ تھا جب ماضی مجہول بنانے کا ارادہ ہوا تو حرف اول یعنی فاءکلمہ کو ضمہ دے دیا اب الف ماقبل مضموم ہو گیا اور قاعدہ یہ ہے کہ جب الف ماقبل مضموم ہو جائے تو اس کو واو سے بدل دیا جاتا ہے اور اگر الف ماقبل مکسور ہو جائے تو یاء سے بدل دیا جاتا ہے لہٰذا یہاں الف واو سے بدل گیا ہے اصل میں الف تھا۔

اس باب کا مصدر اکثر تو مُفَاعَلَةٌ کے وزن پر آتا ہے لیکن کبھی کبھی اس کے علاوہ مندرجہ ذیل دو اوزان پر بھی اس کا مصدر آتا ہے (۱) فِعَالٌ جیسے قِتَالٌ، کِتَابٌ، مِرَآءٌ (۲) فِيْعَالٌ جیسے قِيْتَالٌ۔

اعتراض:...... باب اِفعال، تفعیل، مُفاعلۃ یہ تینوں دَحْرَجَ کے ہم وزن ہیں کیونکہ اَکْرَمَ کا وزن صوری فَعْلَلَ ہے اسی طرح صَرَّفَ اور قَاتَلَ کا وزن صوری بھی فَعْلَلَ ہے لہٰذا ان تینوں کو ملحق بدَحْرَجَ کہنا چاہئے جبکہ انہیں تو ملحقات میں سے شمار نہیں کیا جاتا یہ کیوں؟

جواب:...... اِلْحاق کے لئے شرط یہ ہے کہ مُلْحَق اور ملحق بہ باب کے مصادر ہم وزن ہوں جبکہ دَحْرَجَ اور باقی تینوں کے مصادر ہم وزن نہیں ہیں کیونکہ دَحْرَجَ کا مصدر دَحْرَجَةٌ بروزن فَعْلَلَةٌ ہے اور ان تینوں میں سے پہلے باب کا مصدر اِفْعَالٌ کے وزن پر دوسرے کا مصدر تَفْعِيْلٌ کے وزن پر اور تیسرے کا مصدر مُفَاعَلَةٌ کے وزن پر ہے دوسری بات یہ ہے کہ دَحْرَجَ کے خواص اور ہیں اور ان تینوں کے خواص اور ہیں جبکہ ملحق اور ملحق بہ کے لئے خواص میں متحد ہونا ضروری ہے۔

باب چہارم تَفَعُّل علامتش تشدید عین ست باتقدم تا بر فا چون اَلتَّقَبُّلُ پذیرفتن تصریفہ تَقَبَّلَ یَتَقَبَّلُ تَقَبُّلاً فَهُوَ مُتَقَبِّلٌ وَتُقُبِّلَ یُتَقَبَّلُ تَقَبُّلاً فَهُوَ مُتَقَبَّلٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ تَقَبَّلْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتَتَقَبَّلْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُتَقَبَّلٌ۔

باب پنجم تَفَاعُل علامتش زیادت الف ست بعد فا و زیادت تا قبل فا چون اَلتَّقَابُلُ با یکدیگر مقابل شدن تصریفہ تَقَابَلَ یَتَقَابَلُ تَقَابُلاً فَهُوَ مُتَقَابِلٌ وَتُقُوْبِلَ یُتَقَابَلُ تَقَابُلاً فَهُوَ مُتَقَابَلٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ تَقَابَلْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتَتَقَابَلْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُتَقَابَلٌ. در ماضی مجہول الف بسبب ضمہ ماقبل واو شدہ و تا درین باب و در تفعّل بقاعدہ کہ نوشتہ ایم یعنی اینکہ ''غیر ماقبل آخر در ماضی مجہول ہر متحرک مضموم میشود'' مضموم گشتہ۔

قاعدہ:...... درین ہر دو باب در مضارع ہر گاہ دو تائے مفتوحہ جمع شوند جائز ست کہ یکے را حذف کنند چون تَقَبَّلُ در تَتَقَبَّلُ وَتَظَاهَرُوْنَ در تَتَظَاهَرُوْنَ۔

قاعدہ:...... چون فائے ازین دو باب یکے ازیں حروف باشد تا[1] ثا[2] جیم[3] دال[4] ذال[5] زاء[6] سین[7] شین[8] صاد[9] ضاد[10] طا[11] ظا[12] جائز ست کہ تائے تَفَعُّل و تَفَاعُل را بفا کلمہ بدل کردہ دران ادغام کنند و درین صورت در ماضی و امر ہمزۂ وصل خواہد آمد۔

باب اِفَّعُّلْ و اِفَّاعُلْ کہ صاحب منشعب آنرا در ابواب ہمزۂ وصلی شمردہ ہمیں قاعدہ پیدا شدہ اند چون اِطَّهَّرَ یَطَّهَّرُ اِطَّهُّرًا فَهُوَ مُطَّهِّرٌ و اِثَّاقَلَ یَثَّاقَلُ اِثَّاقُلاً فَهُوَ مُثَّاقِلٌ۔

ترجمہ:...... چوتھا باب تَفَعُّل ہے اس کی علامت عین کلمہ کا مشدد ہونا ہے فاء کلمہ پر تاء مقدم ہونے کے ساتھ جیسے اَلتَّقَبُّلُ قبول کرنا۔ اس کی صرف صغیر: تَقَبَّلَ یَتَقَبَّلُ تَقَبُّلاً فَهُوَ مُتَقَبِّلٌ وَتُقُبِّلَ یُتَقَبَّلُ تَقَبُّلاً فَهُوَ مُتَقَبَّلٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ تَقَبَّلْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتَتَقَبَّلْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُتَقَبَّلٌ مُتَقَبَّلَانِ مُتَقَبَّلَاتٌ۔

پانچواں باب تَفَاعُل اس کی علامت فاء کلمہ کے بعد الف کا زائد ہونا ہے اور فاء کلمہ سے پہلے تاء کا زائد ہونا جیسے اَلتَّقَابُلُ ایک دوسرے کے مقابل ہونا۔ اس کی صرف صغیر تَقَابَلَ یَتَقَابَلُ الخ۔

ماضی مجہول میں الف ماقبل کے ضمہ کی وجہ سے واو ہوگیا ہے تاء اس باب میں اور تفعل میں اُس قاعدہ کے ساتھ جو ہم لکھ چکے ہیں مضموم ہوئی ہے یعنی (وہ قاعدہ) یہ ہے کہ ماضی مجہول میں ماقبل آخر کے علاوہ ہر متحرک حرف مضموم ہوتا ہے۔

قاعدہ: ان دونوں بابوں کے مضارع میں جب بھی دو تائے مفتوحہ جمع ہو جائیں تو جائز ہے کہ ایک تاء کو حذف کر دیں جیسے تَتَقَبَّلُ

سے تَقَبَّلُ اور تَتَظَاهَرُوْنَ سے تَظَّاهَرُوْنَ۔

قاعدہ:...... جب ان دونوں باب کا فاء کلمہ ان (بارہ) حروف میں سے کوئی ایک ہو، تاء، ثاء، جیم، دال، ذال، زاء، سین، شین، صاد، ضاد، طاء، ظاء، تو جائز ہے کہ باب تَفَعُّل اور تَفَاعُل کی تاء کو فاء کلمہ (کی جنس) سے بدل کر اُس میں ادغام کر دیں اس صورت میں ماضی اور امر (کے شروع) میں ہمزہ وصلی آجائیگا۔

باب اِفَّعَّلَ اور اِفَّاعَلَ جن کو صاحب منشعب نے ہمزہ وصلی والے ابواب میں سے شمار کیا ہے اسی قاعدے سے پیدا ہوئے ہیں جیسے اِطَّهَّرَ يَطَّهَّرُ الخ اور اِثَّاقَلَ يَثَّاقَلُ الخ۔

تشریح و تحقیق

ثلاثی مزید فیہ مطلق بے ہمزہ وصل کا چوتھا باب تَفَعُّلٌ ہے اس باب کی علامت عین کلمہ کا مشدد ہونا ہے اس طور پر کہ فاء کلمہ سے پہلے تاء زائد ہو جیسے تَقَبَّلَ بروزن تَفَعَّلَ اس میں باء عین کلمہ ہے جو مشدد ہے اور قاف فاء کلمہ ہے جس سے پہلے تاء زائدہ موجود ہے۔

سوال:...... باب تَفْعِيل اور تَفَعُّلٌ میں کیا فرق ہے دونوں میں عین کلمہ مشدد ہوتا ہے؟

جواب:...... ایک فرق یہ ہے کہ باب تفعیل میں فاء کلمہ سے پہلے تاء زائد نہیں ہوتی جبکہ باب تَفَعُّل میں فاء کلمہ سے قبل تاء زائد ہوتی ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ باب تفعیل کے مضارع معلوم میں حرف اتین مضموم ہوتا ہے جبکہ باب تَفَعُّل کے مضارع معلوم میں حرف اتین مضموم نہیں ہوتا بلکہ مفتوح ہوتا ہے اس باب کا مصدر تِفِعَّالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے تَمَلَّقَ سے تِمِلَّاقٌ اور تَفْعَالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے تَحَمَّلَ سے تَحْمَالًا یہ باب لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے متعدی جیسے تَعَلَّمَ یعنی سیکھنا اور لازم جیسے تَكَسَّرَ ٹوٹنا۔ اس باب میں بھی باب تَفْعِيل کی طرح ایک عین اصلی ہوتا ہے اور ایک زائد پھر اصلی کونسا ہے اور زائد کونسا ہے اول ہے یا ثانی؟ اس میں اختلاف ہے۔

پانچواں اور آخری باب تَفَاعُلٌ ہے اس باب کی علامت فاء کلمہ کے بعد الف کا زائد ہونا ہے اور فاء کلمہ سے پہلے تاء کا زائد ہونا ہے جیسے تَقَابَلَ بروزن تَفَاعَلَ اس میں قاف فاء کلمہ ہے جس کے بعد الف اور اس سے پہلے تاء زائد ہے۔

اعتراض:...... تُقُوْبِلَ تو اسی باب سے ماضی مجہول ہے لیکن اس میں تو فاء کلمہ کے بعد الف نہیں ہے بلکہ واو ہے؟

جواب:...... یہ واو اصل میں الف سے مبدل ہے کیونکہ تُقُوْبِلَ کی اصل تَقَابَلَ ہے جب ماضی مجہول بنانا ہوتو قاعدہ یہ ہے کہ ماقبل آخر کے علاوہ باقی تمام متحرک حروف کوضمہ دیا جاتا ہے لہٰذا تَقَابَلَ میں تاء اور قاف کوضمہ دے دیا گیا اب الف ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے واو سے بدل گیا تُقُوْبِلَ ہو گیا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تُقُوْبِلَ میں تاء اور قاف پر جوضمہ آیا ہے وہ ماضی مجہول کے اس مذکورہ قاعدہ کی وجہ سے آیا ہے اسی کی طرف مصنفؒ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا وتا دریں باب ودر تفعُّل بقاعدہ کہ نوشتہ ایم الخ۔

یہ باب معنی کے اعتبار سے ہمیشہ متعدی استعمال ہوتا ہے البتہ لفظ کے اعتبار سے لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔

اعتراض:...... باب تَفَاعُل تو تَسَرْبَلَ کا ہموزن ہے کیونکہ تَقَابَلَ کا وزن صوری تَفَعْلَلَ ہے تَسَرْبَلَ کی طرح لہٰذا اس کو ملحق بتَسَرْبَلَ کہنا چاہئے۔

جواب:...... باب تَفَاعُل کے ملحق ہونے کی صورت میں اس میں الف کو الحاق کے لئے ماننا پڑے گا جبکہ صرف الف الحاق کے لئے نہیں آتا دوسری بات یہ ہے کہ الحاق کے لئے صرف ہموزن ہونا کافی نہیں بلکہ ملحق اور ملحق بہ کا خواص میں متحد ہونا ضروری ہے جبکہ باب تَفَاعُل اور باب تَفَعْلُل خواص میں متحد نہیں ہیں۔

(۱) قاعدہ نمبرا: اس کے بعد مصنف نے ایک قاعدہ بیان فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ باب تَفَعُّلٌ اور تَفَاعُلٌ کے مضارع معلوم کے اندر دو تاؤں میں سے ایک تاء کو تخفیف کی غرض سے حذف کرنا جائز ہے تفعل کے مثال جیسے تَتَقَبَّلُ سے تَقَبَّلُ اسی قاعدہ کے مطابق قرآن کریم میں مستعمل ہے تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ جو اصل میں تَتَنَزَّلُ تھا اور باب تَفَاعُلٌ کی مثال جیسے تَظَاهَرُوْنَ جو اصل میں تَتَظَاهَرُوْنَ تھا یہ قاعدہ باب تَفَعُّلٌ اور تَفَاعُلٌ کے مضارع معلوم کے علاوہ رباعی مزید فیہ کے باب تَفَعْلُلٌ کے مضارع معلوم میں بھی چلتا ہے کہ وہاں بھی ایک تاء حذف کرنا جائز ہے جیسے تَدَحْرَجُ جو اصل میں تَتَدَحْرَجُ تھا۔ واضح رہے کہ یہ قاعدہ مضارع مجہول میں نہیں چلتا صرف مضارع معلوم میں چلتا ہے۔

سوال:...... مصنف نے تو یہ قاعدہ مطلق مضارع میں بیان کیا مضارع کے ساتھ معلوم کی قید نہیں لگائی آپ اس کو مضارع معلوم کے ساتھ کیوں خاص کر رہے ہیں؟

جواب:...... مضارع کے ساتھ معلوم ہونے کی قید مصنف ہی کے کلام سے معلوم ہوتی ہے وہ اس طرح کہ مصنف نے دونوں تاؤں میں سے کسی ایک کے حذف ہونے کیلئے شرط یہ لگائی کہ دونوں تاء مفتوح ہوں اور دونوں تاء

مضارع معلوم ہی میں مفتوح ہوتی ہیں مضارع مجہول میں تو حرف اتین کی تاء مضموم ہوتی ہے۔

سوال:...... دو تاؤں میں سے کون سی تاء حذف کریں گے باب کی تاء یا علامت مضارع؟

جواب:...... اس میں اختلاف ہے امام سیبویہؒ کے نزدیک دوسری تاء حذف کریں گے کیونکہ پہلی تاء علامت مضارع ہے **وَالْعَلَامَةُ لَاتُحْذَفُ** جب کہ بعض حضرات کے نزدیک تاء اول کو حذف کریں گے کیونکہ تاء ثانی باب کی علامت ہے اور باب کی علامت کو باقی رکھنا زیادہ بہتر ہے۔

(۲) دوسرا قاعدہ:...... اس قاعدہ کا نام ہے **اِطَّهَّرَ** اور **اِثَّاقَلَ** والا قاعدہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب باب **تَفَعُّل** اور **تَفَاعُل** کے فاء کلمہ کے مقابلہ میں تاء، ثاء، جیم، دال، ذال، زاء، سین، شین، صاد، ضاد، طاء، ظاء، ان بارہ حروف میں سے کوئی ایک حرف واقع ہو جائے تو جائز ہے کہ باب **تَفَعُّل** اور **تَفَاعُل** کی تاء کو فاء کلمہ کی جنس سے تبدیل کر کے ادغام کیا جائے یعنی اگر فاء کلمہ میں طاء ہو تو تاء کو طاء سے تبدیل کر کے پھر ادغام کیا جائے اور اگر ظاء ہو تو تاء کو ظاء سے تبدیل کر کے ادغام کیا جائے اور اگر ثاء ہو تو تاء کو ثاء سے تبدیل کر کے ادغام کیا جائے۔ ماضی اور امر میں اس قاعدہ کو جاری کرنے کے بعد شروع میں ہمزہ وصلی کی ضرورت پڑے گی ابتداء بالساکن محال ہونے کی وجہ سے۔

باب **تَفَعُّل** کی مثال جیسے **اِطَّهَّرَ** جو اصل میں **تَطَهَّرَ** تھا باب **تفعّل** کے فاء کلمہ میں مذکورہ بارہ حروف میں سے طاء واقع ہے تو باب **تفعّل** کی تاء کو فاء کلمہ کی جنس یعنی طاء سے بدل دیا اور طاء کو طاء میں مدغم کیا اب ابتداء بالساکن محال ہے تو شروع میں ہمزہ وصلی لایا گیا **اِطَّهَّرَ** بن گیا اسی طرح **يَطَّهَّرُ** اصل میں **يَتَطَهَّرُ** تھا باب **تفعّل** کے فاء کلمہ میں طاء واقع ہوئی تو تاء **تفعّل** کو طاء سے تبدیل کر دیا اور طاء کو طاء میں مدغم کر دیا **يَطَّهَّرُ** بن گیا یہاں ہمزہ وصلی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ابتداء بالساکن لازم نہیں آتی اسی طرح **اِطَّهُّرًا** اصل میں **تَطَهُّرًا** تھا اور **مُطَّهِّرٌ** اصل میں **مُتَطَهِّرٌ** تھا۔

اور باب **تَفَاعُل** کی مثال جیسے **اِثَّاقَلَ** جو اصل میں **تَثَاقَلَ** تھا باب **تَفَاعُل** کے فاء کلمہ کی جگہ مذکورہ بارہ حروف میں سے ثاء واقع ہے تو باب **تَفَاعُل** کی تاء کو ثاء سے بدل کر ثاء کو ثاء میں مدغم کیا اب ابتدا بالساکن محال ہے تو شروع میں ہمزہ وصلی لایا گیا **اِثَّاقَلَ** بن گیا اسی طرح **يَثَّاقَلُ** اصل میں **يَتَثَاقَلُ** تھا اور **اِثَّاقُلًا** اصل میں **تَثَاقُلًا** تھا اور **مُثَّاقِلٌ** اصل میں **مُتَثَاقِلٌ** تھا امر کی مثال **اِثَّاقَلْ اِثَّاقَلَا اِثَّاقَلُوْا**...... الخ جو اصل میں **تَثَاقَلْ تَثَاقَلَا تَثَاقَلُوْا**

......الخ تھا۔

باب تفعل اور تفاعل دونوں سے مذکورہ تمام حروف کی مثالیں:

(۱) تاء کی مثال جیسے اِتَّرَکَ جو اصل میں تَتَرَکَ تھا اور اِتَّارَکَ جو اصل میں تَتَارَکَ تھا (۲) ثاء کی مثال جیسے اِثَّبَّتَ جو اصل میں تَثَبَّتَ تھا اور اِثَّاقَلَ جو اصل میں تَثَاقَلَ تھا (۳) جیم کی مثال جیسے اِجَّبَّرَ جو اصل میں تَجَبَّرَ تھا اور اِجَّاهَدَ جو اصل میں تَجَاهَدَ تھا (۴) دال کی مثال جیسے اِدَّبَّرَ جو اصل میں تَدَبَّرَ تھا اور اِدَّارَکَ جو اصل میں تَدَارَکَ تھا (۵) ذال کی مثال جیسے اِذَّکَّرَ جو اصل میں تَذَکَّرَ تھا اور اِذَّاکَرَ جو اصل میں تَذَاکَرَ تھا (۶) زاء کی مثال جیسے اِزَّمَّلَ جو اصل میں تَزَمَّلَ تھا اور اِزَّاجَرَ جو اصل میں تَزَاجَرَ تھا (۷) سین کی مثال جیسے اِسَّلَّمَ جو اصل میں تَسَلَّمَ تھا اور اِسَّامَحَ جو اصل میں تَسَامَحَ تھا (۸) شین کی مثال جیسے اِشَّجَّعَ جو اصل میں تَشَجَّعَ تھا اور اِشَّابَهَ جو اصل میں تَشَابَهَ تھا (۹) صاد کی مثال جیسے اِصَّدَّقَ جو اصل میں تَصَدَّقَ تھا اور اِصَّابَرَ جو اصل میں تَصَابَرَ تھا (۱۰) ضاد کی مثال جیسے اِضَّرَّعَ جو اصل میں تَضَرَّعَ تھا اور اِضَّارَبَ جو اصل میں تَضَارَبَ تھا (۱۱) طاء کی مثال جیسے اِطَّهَّرَ جو اصل میں تَطَهَّرَ تھا اور اِطَّالَبَ جو اصل میں تَطَالَبَ تھا (۱۲) ظاء کی مثال جیسے اِظَّهَّرَ جو اصل میں تَظَهَّرَ تھا اور اِظَّاهَرَ جو اصل میں تَظَاهَرَ تھا۔

واضح رہے کہ اس قاعدہ میں ابدال تو جائز ہے یعنی تاء تفعّل اور تفاعُل کو فاء کلمہ کی جنس سے تبدیل کرنا لیکن ابدال کے بعد پھر ادغام واجب ہے البتہ اگر فاء کلمہ کے مقابلہ میں تاء ہو تو اس صورت میں ادغام جائز ہے واجب نہیں یعنی تاء کو تاء میں مدغم کرنا جائز ہے باقی ابدال تو یہاں ہوگا ہی نہیں کیونکہ تاء کو تاء سے بدلنے کا کوئی مطلب ہی نہیں بلکہ تحصیل حاصل ہے اس کے بعد مصنف رحمہ اللہ نے ایک اعتراض کا جواب دیا ہے۔

اعتراض:...... یہ ہے کہ مصنف نے ثلاثی مزید فیہ مطلق کے کل بارہ ابواب ذکر کئے ہیں سات ہمزہ وصلی والے اور پانچ بلا ہمزہ وصل کے یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ ثلاثی مزید فیہ کے ہمزہ وصلی والے دو باب اور ہیں..

(۱) باب اِفَّعُّل جیسے اِطَّهُّرٌ (۲) باب اِفَّاعُل جیسے اِثَّاقُلٌ یہی وجہ ہے کہ صاحب منشعب نے ثلاثی مزید فیہ کے کل چودہ ابواب ذکر کئے ہیں نو باب ہمزہ وصلی والے اور پانچ باب بے ہمزہ وصلی والے تو ہمزہ وصلی والے سات ۷ ابواب میں انہی دو باب یعنی اِفَّعُّلٌ اور اِفَّاعُل کا اضافہ کر کے نو باب بنائے ہیں تو مصنف کا ثلاثی مزید فیہ مطلق کے ابواب کو بارہ میں منحصر کرنا درست نہیں۔

جواب:......مصنف نے اس اعتراض کا جواب یہ دیا ہے کہ اِفَّعَّلَ اور اِفَّاعَلَ کو مستقل ابواب شمار کرنا صحیح نہیں ہے بلکہ باب اِفَّعَّلَ مذکورہ قاعدہ سے باب تَفَعَّلَ سے بنا ہے اور باب اِفَّاعُل تفاعُل سے بنا ہے اس لئے تو صاحب منشعب نے بھی فرمایا کہ باب اِفَّعَّلَ کی اصل باب تَفَعُّلُ ہے اور باب اِفَّاعُل کی اصل باب تَفَاعُل ہے لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ ثلاثی مزید فیہ مطلق کے ابواب بارہ میں منحصر ہیں۔

فصل سوم در رباعی مجرد ومزید فیہ

چون از بیان ابواب ثلاثی مزید غیر ملحق فارغ شدیم قبل بیان ابواب ملحق ابواب رباعی مجرد ومزید فیہ بیان میکنیم پس بدانکہ رباعی مجرد رایک باب ست فَعْلَلَةٌ چون اَلْبَعْثَرَةُ بر انگیختن تصریفہ بَعْثَرَ يُبَعْثِرُ بَعْثَرَةً فَهُوَ مُبَعْثِرٌ وبُعْثِرَ يُبَعْثَرُ بَعْثَرَةً فَهُوَ مُبَعْثَرٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ بَعْثِرْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَاتُبَعْثِرْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُبَعْثَرٌ علامت این باب بودن چار حرف اصلی در ماضی است وبس علامت مضارع درین باب ہم در معروف مضموم میباشد۔

قاعدہ کلیہ:۔ درحرکت علامت مضارع این ست کہ اگر در ماضی چہار حرف باشد ہمہ اصلی یا بعضے اصلی وبعضے زائد علامت مضارع آن در معروف ہم مضموم باشد چون يُكْرِمُ يُصَرِّفُ يُقَاتِلُ يُبَعْثِرُ والامفتوح چون يَنْصُرُ يَجْتَنِبُ يَتَقَابَلُ۔

ترجمہ:......تیسری فصل رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ کے بیان میں جب ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق کے ابواب کے بیان سے ہم فارغ ہوئے تو اب ملحق کے ابواب کو بیان کرنے سے پہلے ہم رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ کے ابواب بیان کرتے ہیں پس جان لو کہ رباعی مجرد کا (فقط) ایک باب ہے فَعْلَلَةٌ جیسے اَلْبَعْثَرَةُ بمعنی ابھارنا اس کی گردان یعنی صرف صغیر بَعْثَرَ يُبَعْثِرُ بَعْثَرَةً فَهُوَ مُبَعْثِرٌ......الخ اس باب کی علامت ماضی میں صرف چار حروف اصلی کا ہونا ہے اور علامت مضارع اس باب میں بھی معلوم میں مضموم ہوتی ہے۔

قاعدہ:...... قاعدہ کلیہ علامت مضارع کی حرکت کے متعلق یہ ہے کہ اگر ماضی میں چار حروف ہوں خواہ سب اصلی ہوں یا بعض اصلی ہوں اور بعض زائدہ تو ایسے فعل ماضی کے مضارع کی علامت معلوم میں بھی مضموم ہوتی ہے جیسے يُكْرِمُ يُصَرِّفُ يُقَاتِلُ ورنہ مفتوح (یعنی اگر اس کی ماضی چار حرفی نہ ہو تو علامت مضارع مفتوح ہوتی ہے) جیسے يَنْصُرُ يَجْتَنِبُ يَتَقَابَلُ۔

تشریح وتحقیق

رباعی مجرد اور مزید فیہ کی بحث:

فصل دوم ثلاثی مزید فیہ مطلق یعنی غیر ملحق کے ابواب کے بیان پر مشتمل تھی اب اس تیسری فصل میں رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ کے ابواب بیان کئے جارہے ہیں اس کے بعد **ملحقات** کا بیان ہوگا رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ کے ابواب کی بحث کو **ملحقات** پر اس لئے مقدم کیا کہ **ملحقات** کے جتنے بھی ابواب ہیں وہ رباعی کے ساتھ ملحق ہیں کوئی رباعی مجرد کے ساتھ اور کوئی رباعی مزید فیہ کے ساتھ تو رباعی ان **ملحقات** کیلئے ملحق بہ ہوا اور ملحق کے سمجھنے سے پہلے ملحق بہ کا سمجھنا ضروری ہوتا ہے۔

رباعی مجرد کا صرف ایک باب ہے **فَعْلَلَةٌ** اس باب کی علامت ماضی کے پہلے صیغے میں فقط چار حروف اصلی کا ہونا ہے اس باب کے مضارع معلوم میں بھی حرف مضارع مضموم ہوتا جیسے **بَعْثَرَ** بروزن **فَعْلَلَ** ماضی کا پہلا صیغہ ہے جس میں صرف چار حروف اصلی ہیں کوئی زائد حرف نہیں ہے اور مضارع **یُبَعْثِرُ** ہے جس میں حرف اتین مضموم ہے۔

سوال:...... باب **اِفعال تفعیل مُفاعلہ** کی ماضی میں بھی تو صرف چار حروف ہوتے ہیں جیسے **اَکْرَمَ صَرَّفَ ضَارَبَ** تو پھر فرق کیا ہوا؟

جواب:...... فرق یہ ہے کہ باب **فَعْلَلَةٌ** میں چاروں حروف اصلی ہوتے ہیں جبکہ باب **افعال تفعیل** وغیرہ کی ماضی میں حروف اصلی صرف تین ہوتے ہیں۔

یہ باب لازمی اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے متعدی کی مثال جیسے **بَعْثَرَ** اور لازم کی مثال جیسے **حَصْحَصَ كَمَا فِي الْقُرْآن حَصْحَصَ الْحَقُّ** اس باب کا مصدر اکثر تو **فَعْلَلَةٌ** کے وزن پر آتا ہے لیکن اس کے علاوہ مندرجہ ذیل اوزان پر بھی اس کے مصادر استعمال ہوتے ہیں (۱) **فِعْلَالٌ** جیسے **زِلْزَالٌ** بمعنی ہلا دینا (۲) **فَعْلَلٰی** جیسے **قَهْقَرٰی** بمعنی الٹے پاؤں لوٹنا (۳) **فَعْلَالٌ** جیسے **خَلْخَالٌ** (پازیب پہنانا) یہ وزن اکثر مضاعف میں آتا ہے (۴) **فُعْلُلَاءُ** جیسے **قُرْفُصَاءُ** (اکڑوں بیٹھنا اور ہاتھوں کو ٹانگوں کے گرد باندھنا) یہ قصر کے ساتھ بھی مستعمل ہے یعنی **قُرْفُصٰی** بروزن **فُعْلُلٰی** (۵) **فُعْلَالٌ** جیسے **بُرْهَانٌ** (دلیل) **عند البعض** یہ اسم مصدر ہے۔

حرف اتین کی حرکت کا قاعدہ:

اس کے بعد مصنف نے حرف مضارع کی حرکت کے متعلق ایک قاعدہ بیان کیا ہے اس قاعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ماضی کے پہلے صیغہ میں چار حروف ہوں چاہے سب اصلی ہوں یا کچھ اصلی ہوں اور کچھ زائدہ تو اس کے مضارع معلوم میں حرف اتین مضموم ہوگا اور اگر ماضی میں چار حروف نہ ہوں بلکہ چار سے کم یا زیادہ ہوں تو اس کے مضارع معلوم میں حرف اتین مفتوح ہوگا جن ابواب کی ماضی میں صرف چار حروف ہوتے ہیں وہ کل چار باب ہیں۔

(۱) باب اِفْعَال (۲) باب تَفْعِيل (۳) مُفَاعَلہ (۴) فَعْلَلَة ان چاروں کے مضارع معلوم میں حرف اتین مضموم ہوتا ہے باب افعال کے مضارع جیسے يُكْرِمُ يُكْرِمَانِ ...... الخ باب تفعیل کے مضارع جیسے يُصَرِّفُ يُصَرِّفَانِ ...... الخ باب مُفاعلہ کی مثال جیسے يُضَارِبُ يُضَارِبَانِ ...... الخ اور باب فَعْلَلَة کی مثال جیسے يُبَعْثِرُ يُبَعْثِرَانِ ...... الخ ان میں سے پہلے تین ابواب کی ماضی میں حروف اصلی سرف تین ہوتے ہیں اور ایک حرف زائد ہوتا ہے جبکہ باب فَعْلَلَة کی ماضی میں چاروں حروف اصلی ہوتے ہیں۔

ان مذکورہ چار ابواب کے علاوہ باقی تمام ابواب کے فعل ماضی میں صرف چار حروف نہیں ہوتے بلکہ یا تو چار سے کم ہوتے ہیں جیسے ثلاثی مجرد کے ابواب یا چار سے زیادہ ہوتے ہیں جیسے غیر ثلاثی مجرد کے باقی ابواب لہٰذا ان سب کے مضارع معلوم میں حرف اتین مفتوح ہوگا جیسے يَنْصُرُ يَفْتَحُ اس کی ماضی تین حرفی ہے اور يَجْتَنِبُ يَتَقَابَلُ اس کی ماضی یعنی اِجْتَنَبَ اور تَقَابَلَ پانچ حرفی ہے۔

سوال: ...... آپ نے مضارع معلوم کے حرف اتین کی حرکت کے متعلق قاعدہ بیان کیا لیکن مضارع مجہول میں حرف اتین کی حرکت کے متعلق کچھ نہیں بتلایا کہ اس پر کونسی حرکت ہوگی؟

جواب: ...... مضارع مجہول کے متعلق تو ماقبل میں گزر چکا ہے کہ اس میں حرف اتین ہمیشہ مضموم ہوتا ہے ضمہ کے علاوہ اور کوئی حرکت نہیں ہوتی۔

رباعی مزید فیہ یا بے ہمزۂ وصل باشد و آن را یک باب ست تَفَعْلُلٌ علامت آن زیادت تاست قبل چار حرف اصلی چون اَلتَّسَرْبُلُ پیراہن پوشیدن تصریفہ تَسَرْبَلَ یَتَسَرْبَلُ تَسَرْبُلًا فَهُوَ مُتَسَرْبِلٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ تَسَرْبَلْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتَتَسَرْبَلْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُتَسَرْبَلٌ ویا با ہمزۂ وصل و آن را دو باب ست اول اِفْعِلَّالٌ علامتش تشدید لام دوم است وزیادت آن یک لام ست بر چار حرف اصلی و ہمزۂ وصل در ماضی وامر چون اَلْاِقْشِعْرَارُ موبرتن خاستن تصریفہ اِقْشَعَرَّ یَقْشَعِرُّ اِقْشِعْرَارًا فَهُوَ مُقْشَعِرٌّ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِقْشَعِرَّ اِقْشَعِرِّ اِقْشَعْرِرْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتَقْشَعِرَّ لَاتَقْشَعِرِّ لَاتَقْشَعْرِرْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُقْشَعَرٌّ. اِقْشَعَرَّ دراصل اِقْشَعْرَرَ بود و یَقْشَعِرُّ یَقْشَعْرِرُ و ہم چنین دیگر صیغہا ہمچنانکہ در صیغ اِحْمَرَّ یَحْمَرُّ ادغام کردند ہم چنین در صیغ این باب ہم کردند مگر درین باب ماقبل اول متجانسین ساکن بود لہذا حرکتش بماقبل دادہ ادغام کردند باب دوم اِفْعِنْلَالٌ علامتش زیادت نون ست بعد عین و ہمزۂ وصل در ماضی وامر چون اَلْاِبْرِنْشَاقُ سخت شاد شدن تصریفہ اِبْرَنْشَقَ یَبْرَنْشِقُ اِبْرِنْشَاقًا فَهُوَ مُبْرَنْشِقٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِبْرَنْشِقْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتَبْرَنْشِقْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُبْرَنْشَقٌ۔

ترجمہ: ...... رباعی مزید فیہ یا تو بے ہمزہ وصل ہوتا ہے اور اس کا ایک باب ہے تَفَعْلُلٌ اس کی علامت چار حروف اصلی سے پہلے تا، زائدہ کا ہونا ہے جیسے اَلتَّسَرْبُلُ کرتا پہننا۔ اس کی گردان تَسَرْبَلَ یَتَسَرْبَلُ تَسَرْبُلًا فَهُوَ مُتَسَرْبِلٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ تَسَرْبَلْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتَتَسَرْبَلْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُتَسَرْبَلٌ مُتَسَرْبَلَانِ مُتَسَرْبَلَاتٌ اور یا (رباعی مزید فیہ) ہمزہ وصلی والا ہوتا ہے اور اس کے دو باب ہیں اول اِفْعِلَّالٌ اس کی علامت لام دوم کا مشدد ہونا ہے اور ایک لام کا چار حروف اصلی پر زائد ہونا اور ماضی وامر میں ہمزہ وصلی کا ہونا جیسے اَلْاِقْشِعْرَارُ رونگٹے کھڑے ہونا یعنی جسم پر بالوں کا کھڑا ہو جانا اس کی گردان اِقْشَعَرَّ یَقْشَعِرُّ اِقْشِعْرَارًا فَهُوَ مُقْشَعِرٌّ...... الخ اِقْشَعَرَّ اصل میں اِقْشَعْرَرَ تھا اور یَقْشَعِرُّ اصل میں یَقْشَعْرِرُ تھا اسی طرح (اس باب کے) دوسرے صیغے۔ جس طریقہ سے اِحْمَرَّ یَحْمَرُّ کے صیغوں میں ادغام کیا ہے تو اسی طرح اس باب کے صیغوں میں بھی (ادغام) کیا ہے مگر اس باب میں متجانسین میں سے حرف اول کا ماقبل ساکن تھا لہٰذا اس (حرف اول) کی حرکت ماقبل کو دیکر (متجانسین کو آپس

میں) مدغم کر دیا باب دوم اِفْعِنْلَال :۔ اس کی علامت عین کلمہ کے بعد نون کا زائد ہونا ہے اور ماضی وامر میں ہمزہ وصلی کا ہونا جیسے
اَلْاِبْرِنْشَاقُ بہت خوش ہونا اس کی گردان اِبْرَنْشَقَ یَبْرَنْشِقُ اِبْرِنْشَاقًا فَهُوَ مُبْرَنْشِقٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِبْرَنْشِقْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ
لَاتَبْرَنْشِقْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُبْرَنْشَقٌ مُبْرَنْشَقَانِ مُبْرَنْشَقَاتٌ۔

تشریح وتحقیق

رباعی مزید فیہ کے ابواب

رباعی مزید فیہ کی دو قسمیں ہیں (۱) بے ہمزہ وصل (۲) باہمزہ وصل۔

بے ہمزہ وصل کا ایک باب ہے یعنی تَفَعْلُلٌ اور باہمزہ وصل کے دو باب ہیں۔

۱: ..... باب اِفْعِلَّال . ۲..... باب اِفْعِنْلَال: تو رباعی مزید فیہ کے کل تین ابواب ہوئے۔

(۱) باب تَفَعْلُلٌ (۲) باب اِفْعِلَّال (۳) باب اِفْعِنْلَال

(۱) باب تَفَعْلُلٌ کی علامت فعل ماضی میں چار حروف اصلی سے پہلے تاء کا زائدہ ہونا ہے جیسے تَسَرْبَلَ بروزن تَفَعْلَلَ اس میں تاء زائدہ ہے اس کے بعد چاروں حروف اصلی ہیں۔

سوال:..... باب تَفَعُّلٌ کی ماضی میں بھی تو چار حرفوں سے پہلے تاء زائدہ ہوتی ہے جیسے تَقَبَّلَ بروزن تَفَعَّلَ اس میں تاء زائدہ کے بعد چار حروف ہیں قاف دو باء لام تو ان دونوں میں کیا فرق ہے؟

جواب:..... فرق یہ ہے کہ باب تفعل کی ماضی میں تاء زائدہ کے بعد حروف اصلی صرف تین ہوتے ہیں ایک حرف زائد ہوتا ہے جبکہ اس باب میں تاء زائدہ کے بعد چاروں حروف اصلی ہوتے ہیں اس لئے تو مصنف نے اصلی ہونے کی قید لگا کر فرمایا کہ اس کی علامت چار حروف اصلی سے پہلے تاء کا زائد ہونا ہے۔

یہ باب صرف لازم استعمال ہوتا ہے اس لئے مصنف نے صرف صغیر میں مجہول اور اسم مفعول کے صیغے ذکر نہیں کئے۔

تنبیہ:..... بعض صرفی حضرات جو لازم ابواب سے بھی فعل مجہول اور اسم مفعول کے صیغے ذکر کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ لازم باب سے اسم مفعول اور مجہول کبھی حرف جر کے واسطے سے آجاتے ہیں تو یہ حضرات مبتدی طلبہ کو مختلف صیغے ذہن نشین کرانے کیلئے اور ان کے وزن وغیرہ بتلانے کی غرض سے لازم باب سے بھی فعل مجہول اور اسم مفعول کے صیغے ذکر کر دیتے ہیں۔

(۲) رباعی مزید فیہ کا دوسرا باب اِفْعِلَّال ہے اس باب کی علامت لام دوم کا مشدد ہونا اور ایک لام کا چار حروف اصلی پر زائد ہونا ہے جیسے اِقْشَعَرَّ بروزن اِفْعَلَلَّ اس میں حرف عین لام اول ہے اور راء لام ثانی ہے جو مشدد ہے حروف اصلی اس میں چار ہیں قاف شین عین ایک را اور ان چار حروف اصلی پر ایک لام زائد ہے یعنی راء جو کہ لام کلمہ ہے اور مشدد ہے اور مشدد حرف اصل میں دو حرف ہوتے ہیں تو ایک راء اصلی ہے اور ایک زائدہ یعنی اس باب میں کل تین لام ہوتے ہیں جن میں سے دو لام اصلی ہوتے ہیں اور ایک لام زائد ہوتا ہے اور زائد لام مشددہ میں سے کوئی ایک ہوتا ہے اس باب کی ماضی وغیرہ میں ہمزہ وصلی بھی اگر چہ زائد ہوتا ہے لیکن اس کو اس باب کی علامت میں سے شمار کرنا درست نہیں ہے کیونکہ ہمزہ تو ہمزہ وصلی والے تمام ابواب کے شروع میں ہوتا ہے اس کے ساتھ کوئی خاص تو نہیں ہے یہ باب بھی ہمیشہ لازم استعمال ہوتا ہے متعدی نہیں اس باب کا مصدر اِفْعِلَّالٌ کے علاوہ فُعَلِّيلَةٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے قُشَعْرِيرَةٌ اس باب کے امر حاضر معلوم اور مضارع مجزوم کے صیغوں میں بھی باب اِفْعِلَال یعنی اِحْمَرَّ کی طرح تین تین صورتیں جائز ہیں کیونکہ وہی قاعدہ یہاں پر موجود ہے کہ اس باب کے مضارع کا لام کلمہ مشدد ہے اور مضموم العین نہیں ہے۔

اس باب کے تمام صیغوں میں ادغام باب اِفْعِلَال کے صیغوں کے طرز پر ہوگا۔

فرق صرف ان دونوں میں یہ ہے کہ باب اِفْعِلَال میں متجانسین کا ماقبل والا حرف متحرک ہوتا ہے لہٰذا متجانسین میں سے حرف اول کی حرکت حذف کر کے اس کو دوسرے میں مدغم کیا جاتا ہے اور اس باب اِفْعِلَّال میں متجانسین کا ماقبل والا حرف ساکن ہوتا ہے لہٰذا متجانسین میں سے حرف اول کی حرکت اس ساکن حرف کو دیکر ادغام کیا جاتا ہے مثلاً اِحْمَرَّ اصل میں اِحْمَرَرَ تھا یہاں متجانسین (یعنی دونوں راء) کا ماقبل والا حرف (یعنی میم) متحرک ہے لہٰذا راء اول کی حرکت گرا کر اس کو راء ثانی میں مدغم کیا اسی طرح يَحْمَرُّ اصل میں يَحْمَرِرُ تھا۔ اور اِقْشَعَرَّ اصل میں اِقْشَعْرَرَ تھا یہاں متجانسین یعنی دونوں راء کا ماقبل والا حرف یعنی عین ساکن تھا لہٰذا رائے اول کی حرکت عین کو دیکر اس راء کو ثانی میں مدغم کیا اسی طرح يَقْشَعِرُّ اصل میں يَقْشَعْرِرُ تھا راء اول کی حرکت ماقبل کو دیکر ادغام کیا گیا۔

(۳) رباعی مزید فیہ کا تیسرا باب اِفْعِنْلَال ہے اس باب کی علامت عین کلمہ کے بعد نون کا زائدہ ہونا ہے جیسے اِبْرَنْشَقَ بروزن اِفْعَنْلَلَ اس میں راء عین کلمہ ہے جس کے بعد نون زائد ہے باقی مصنف نے ماضی اور امر میں ہمزہ وصلی کا ہونا اس باب کی علامت میں سے شمار کیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمزہ وصلی صرف اس باب کا خاصہ نہیں

ہے کماذکر غیر مرۃ ۔ یہ باب بھی لازم استعمال ہوتا ہے اس کا متعدی استعمال ہونا بہت قلیل ہے۔

فصل چہارم در ثلاثی مزید فیہ ملحق برباعی

ثلاثی مزید ملحق یا ملحق برباعی مجرد باشد یا ملحق برباعی مزید اول را ھفت باب ست (۱) فَعْلَلَةٌ زیادت آن تکرار لام ست چون اَلْجَلْبَبَةُ چادر پوشانیدن تصریفہ جَلْبَبَ یُجَلْبِبُ ...... الخ (۲) فَعْوَلَةٌ زیادت آن واوست بعد عین چون اَلسَّرْوَلَةُ شلوار پوشانیدن تصریفہ سَرْوَلَ یُسَرْوِلُ ... الخ (۳) فَیْعَلَةٌ بزیادت یا بعد فا چون اَلصَّیْطَرَةُ برگماشتہ شدن تصریفہ صَیْطَرَ یُصَیْطِرُ ...... الخ (۴) فَعْیَلَةٌ بزیادت یا بعد عین چون اَلشَّرْیَفَةُ افزونی برگھائے کشت بریدن تصریفہ شَرْیَفَ یُشَرْیِفُ الخ (۵) فَوْعَلَةٌ بزیادت واو بعد فاء چون اَلْجَوْرَبَةُ پائتابہ پوشانیدن تصریفہ جَوْرَبَ یُجَوْرِبُ الخ (۶) فَعْنَلَةٌ بزیادت نون بعد ن عین چون اَلْقَلْنَسَةُ کلاہ پوشانیدن تصریفہ قَلْنَسَ یُقَلْنِسُ الخ (۷) فَعْلَاةٌ بزیادۃ یا بعد لام چون اَلْقَلْسَاةُ کلاہ پوشانیدن تصریفہ قَلْسٰی یُقَلْسِیْ قَلْسَاةً فَهُوَ مُقَلْسٍ وَقُلْسِیَ یُقَلْسٰی قَلْسَاةً فَهُوَ مُقَلْسًی اَلْاَمْرُ مِنْهُ قَلْسِ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتُقَلْسِ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُقَلْسًی اصل قَلْسٰی قَلْسَیَ بود یا متحرک ماقبل مفتوح یا را الف کردند وہم چنین قَلْسَاةٌ مصدر کہ قَلْسَیَةٌ بود وہم چنین یُقَلْسٰی مضارع مجہول کہ اصل آن یُقَلْسَیُ بود و در مُقَلْسًی مفعول کہ اصل آن مُقَلْسَیٌ بود لیکن دران الف بسبب اجتماع ساکنین با تنوین بیفتاد یُقَلْسِیْ مضارع معروف کہ اصل آن یُقَلْسِیُ بود یا را ساکن کردند وہم چنین مُقَلْسٍ اسم فاعل کہ اصل آن مُقَلْسِیٌ بود لیکن یائے آن بعد سکون بسبب اجتماع ساکنین با تنوین بیفتاد۔

ترجمہ: ...... چوتھی فصل ثلاثی مزید فیہ ملحق برباعی کے بیان میں' ثلاثی مزید فیہ ملحق یا تو رباعی مجرد کے ساتھ ملحق ہوگا یا رباعی مزید فیہ کے ساتھ ملحق ہوگا پہلی قسم (یعنی ملحق برباعی مجرد) کے سات باب ہیں۔

(۱) فَعْلَلَةٌ اس کی زیادتی لام کلمہ کا مکرر ہونا ہے جیسے اَلْجَلْبَبَةُ چادر اوڑھانا اس کی گردان یعنی صرف صغیر جَلْبَبَ یُجَلْبِبُ جَلْبَبَةً فَهُوَ مُجَلْبِبٌ وَجُلْبِبَ یُجَلْبَبُ جَلْبَبَةً فَهُوَ مُجَلْبَبٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ جَلْبِبْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتُجَلْبِبْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُجَلْبَبٌ مُجَلْبَبَانِ مُجَلْبَبَاتٌ۔

(۲) فَعْوَلَةٌ اس میں عین کلمہ کے بعد واو زائد ہے جیسے اَلسَّرْوَلَةُ ازار پہنانا اس کی گردان سَرْوَلَ یُسَرْوِلُ سَرْوَلَةً فَهُوَ مُسَرْوِلٌ وَسُرْوِلَ یُسَرْوَلُ سَرْوَلَةً فَهُوَ مُسَرْوَلٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ سَرْوِلْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَا تُسَرْوِلْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُسَرْوَلٌ

مُسَرْوَلاَنِ مُسَرْوَلاَتٌ۔

(۳) فَيْعَلَةٌ اس میں فاکلمہ کے بعد یاء زائدہ ہے جیسے اَلصَّيْطَرَةُ۔ مقرر ہونا نگراں ہونا اس کی گردان صَيْطَرَ يُصَيْطِرُ صَيْطَرَةً فَهُوَ مُصَيْطِرٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ صَيْطِرْ وَالنَّهْيُ لَا تُصَيْطِرْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُصَيْطَرٌ مُصَيْطَرَانِ مُصَيْطَرَاتٌ۔

(۴) فَعْيَلَةٌ عین کلمہ کے بعد یاء زائدہ ہونے کے ساتھ جیسے اَلشَّرْيَفَةُ کھیتی کی بڑھی ہوئی گھاس اور پتوں کو کاٹ دینا اس کی گردان شَرْيَفَ يُشَرْيِفُ شَرْيَفَةً فَهُوَ مُشَرْيِفٌ وَشُرْيِفَ يُشَرْيَفُ شَرْيَفَةً فَهُوَ مُشَرْيَفٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ شَرْيِفْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تُشَرْيِفْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُشَرْيَفٌ مُشَرْيَفَانِ مُشَرْيَفَاتٌ۔

(۵) فَوْعَلَةٌ فاکلمہ کے بعد واو کے زائد ہونے کے ساتھ جیسے اَلْجَوْرَبَةُ، جراب پہنانا اس کی گردان جَوْرَبَ يُجَوْرِبُ جَوْرَبَةً فَهُوَ مُجَوْرِبٌ وَجُوْرِبَ يُجَوْرَبُ جَوْرَبَةً فَهُوَ مُجَوْرَبٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ جَوْرِبْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تُجَوْرِبْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُجَوْرَبٌ مُجَوْرَبَانِ مُجَوْرَبَاتٌ۔

(۶) فَعْنَلَةٌ عین کے بعد نون کے زائد ہونے کے ساتھ جیسے اَلْقَلْنَسَةُ، ٹوپی پہنانا اس کی گردان قَلْنَسَ يُقَلْنِسُ قَلْنَسَةً فَهُوَ مُقَلْنِسٌ وَقُلْنِسَ يُقَلْنَسُ قَلْنَسَةً فَهُوَ مُقَلْنَسٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ قَلْنِسْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تُقَلْنِسْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُقَلْنَسٌ مُقَلْنَسَانِ مُقَلْنَسَاتٌ۔

(۷) فَعْلَاةٌ۔ لام کے بعد یاء کے زائد ہونے کے ساتھ جیسے اَلْقَلْسَاةُ، ٹوپی پہنانا اس کی گردان۔

قَلْسٰى يُقَلْسِيْ قَلْسَاةً فَهُوَ مُقَلْسٍ وَقُلْسِيَ يُقَلْسٰى قَلْسَاةً فَهُوَ مُقَلْسًى اَلْاَمْرُ مِنْهُ قَلْسِ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تُقَلْسِ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُقَلْسًى مُقَلْسَيَانِ مُقَلْسَيَاتٌ۔

قَلْسٰى اصل میں قَلْسَيَ تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح ہے تو یاء کو الف سے بدل دیا اسی طرح قَلْسَاةٌ مصدر اصل میں قَلْسَيَةٌ تھا اور ایسا ہی يُقَلْسٰى مضارع مجہول جس کی اصل يُقَلْسَيُ تھی اور مُقَلْسًى اسم مفعول دراصل مُقَلْسَيٌ تھا لیکن اس میں الف تنوین کے ساتھ بسبب اجتماع ساکنین، گر گیا اور يُقَلْسِيْ مضارع معلوم اصل میں يُقَلْسِيُ تھا یاء کو ساکن کر دیا اسی طرح مُقَلْسٍ اسم فاعل اصل میں مُقَلْسِيٌ تھا لیکن اس کی یاء ساکن ہونے کے بعد تنوین کے ساتھ اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی۔

تشریح و تحقیق

ملحق ابواب کی بحث:

رباعی مجرد اور مزید فیہ کے اصل ابواب سے فارغ ہونے کے بعد اب اس فصل میں ان کے ملحقات بیان کئے جا رہے ہیں الحاق، ملحق اور غیر ملحق کی تعریفات اس سے پہلے گزر چکی ہیں فَلَا نُعِيْدُ هَا۔

مصنف نے ملحقات کے کل اٹھارہ ابواب ذکر کئے ہیں وہ اس طرح کہ ملحق ابواب جتنے بھی ہیں ان میں سے ہر ایک باب رباعی ہی کے ساتھ ملحق ہوتا ہے اور رباعی کے کل چار ابواب ہیں ایک باب رباعی مجرد کا یعنی فَعْلَلَةٌ اور تین رباعی مزید فیہ کے یعنی (۱) تَفَعْلُلٌ (۲) اِفْعِنْلَالٌ (۳) اِفْعِلَّالٌ تو یہ اٹھارہ ابواب انہی چار ابواب کے ساتھ ملحق ہیں فَعْلَلَةٌ کے ساتھ سات ۷ باب ملحق ہیں اور تَفَعْلُلٌ کے ساتھ آٹھ ابواب ملحق ہیں۔ اور باب اِفْعِنْلَالٌ کے ساتھ دو اور باب اِفْعِلَّالٌ کے ساتھ ایک باب ملحق ہے تو یہ کل اٹھارہ ہوئے اور بائیس ۲۲ ابواب اس سے پہلے غیر ملحق کے گزر چکے ہیں چھ ثلاثی مجرد کے بارہ ۱۲ ثلاثی مزید فیہ کے ایک رباعی مجرد اور تین ۳ رباعی مزید فیہ کے تو یہ کل ملا کر چالیس ۴۰ ابواب ہو گئے۔ بائیس ۲۲ ابواب غیر ملحق کے اور اٹھارہ ۱۸ ابواب ملحق کے۔

باقی یہ جو مصنف نے ملحق کے اٹھارہ ابواب ذکر کئے ہیں یہ ملحقات کے مشہور ابواب ہیں بعض صرفیوں نے ان کے علاوہ ملحقات کے مزید ابواب بھی ذکر کئے ہیں لیکن وہ غیر مشہور ہیں۔

واضح رہے کہ ملحقات کے یہ تمام ابواب ثلاثی مزید فیہ کے ابواب میں سے شمار ہوتے ہیں جیسا کہ ماقبل میں آپ نے پڑھا کہ ثلاثی مزید فیہ کی دو قسمیں ہیں (۱) ملحق (۲) غیر ملحق جس کو مطلق کہتے ہیں ثلاثی مزید فیہ مطلق یعنی غیر ملحق کے کل بارہ ۱۲ باب ہیں جو ماقبل میں مذکور ہوئے اور ثلاثی مزید فیہ ملحق کے کل اٹھارہ ابواب ہیں جو یہاں بیان ہو رہے ہیں تو اس حساب سے ثلاثی مزید فیہ کے کل تیس ۳۰ ابواب ہوئے بارہ ثلاثی مزید فیہ مطلق کے اٹھارہ ثلاثی مزید فیہ ملحق کے۔

ملحق برباعی مجرد کا بیان:

ملحق برباعی مجرد کے کل سات ابواب ہیں یعنی رباعی مجرد کے باب فَعْلَلَةٌ کے ساتھ سات ابواب ملحق ہیں

(۱) پہلا باب فَعْلَلَةٌ ہے اس باب کی علامت لام کلمہ کا مکرر ہونا ہے جیسے جَلْبَبَ بروزن فَعْلَلَ اس میں باء لام کلمہ ہے جو کہ مکرر ہے کیونکہ مادہ جَلَبَ ہے رباعی مجرد کے ساتھ ملحق کرنے کے لئے اس میں ایک باء کا اضافہ کیا گیا تو جَلْبَبَ بن گیا۔

سوال:...... اس باب میں اور رباعی مجرد کے باب فَعْلَلَةٌ میں کیا فرق ہے وزن کے اعتبار سے تو یہ دونوں بظاہر ایک جیسے ہیں۔

جواب:...... فرق یہ ہے کہ اس ملحق باب میں ایک لام زائد ہوتا ہے اور ایک اصلی (عند البعض لام اول زائد ہوتا

ہے اور عند البعض لام ثانی) اوراس میں حروف اصلی صرف تین ہوتے ہیں کیونکہ یہ ثلاثی مزید فیہ کا باب ہے جس میں حروف اصلی فقط تین ہوتے ہیں جبکہ رباعی مجرد کے باب فَعْلَلَة میں دونوں لام اصلی ہوتے ہیں تو حروف اصلی اس میں کل چار ہوتے ہیں۔

(۲) ملحق بر باعی مجرد کا دوسرا باب فَعْوَلَةٌ ہے اس باب کی علامت عین کلمہ کے بعد واو کا زائد ہونا ہے جیسے سَرْوَلَ بروزن فَعْوَلَ اس میں راء عین کلمہ ہے جس کے بعد واو زائد ہے اس کے حروف اصلیہ سین راء لام ہیں اس میں الحاق کیلئے واو زائد کیا گیا ہے۔

نوٹ:......واضح رہے کہ کبھی ملحق کلمہ کے اصل مادہ کے کوئی معنی ہی نہیں ہوتے جیسے زَیْنَبٌ اور کَوْکَبٌ جو جَعْفَرٌ کے ساتھ ملحق ہیں ان کی اصل زَنَبٌ اور کَکَبٌ ہیں جن کے کوئی معنی نہیں ہیں اور کبھی ملحق کلمہ کے اصل مادہ کا معنی تو ہوتا ہے لیکن وہ معنی الحاق کے بعد والے معنی کا مخالف ہوتا ہے جیسے حَوْقَلَ ملحق بدَحْرَجَ ہے اس کا مادہ حَقَلَ ہے جس کا معنی ہے کھیتی باڑی کرنا اور حَوْقَلَ ضعیف ہونے کے معنی میں ہیں تو دونوں معنی باہم مخالف ہیں۔

فائدہ:......مصنف نے ملحق ابواب کی علامات کی نشاندہی اس لئے نہیں کی کہ ملحق ابواب میں جن حروف سے باب کی پہچان ہوتی ہے ان کی زیادتی اصل میں باب کی علامت کے طور پر نہیں ہوتی بلکہ یہ اصل میں الحاق کے لئے زائد ہوتے ہیں اگر چہ ضمنی طور پر یہی زائد حروف متعلقہ باب کی پہچان کی علامات بھی ہوتے ہیں۔

(۳) تیسرا باب فَیْعَلَةٌ ہے اس باب کی علامت فاء کلمہ کے بعد یاء کا زائد ہونا ہے جیسے صَیْطَرَ بروزن فَیْعَلَ اس میں صاد فاء کلمہ ہے جس کے بعد یاء زائد ہے مادہ صَطَرَ ہے الحاق کیلئے اس میں یاء زائد ہے۔

(۴) چوتھا باب فَعْیَلَةٌ ہے اس کی علامت عین کلمہ کے بعد یاء کا زائد ہونا ہے جیسے شَرْیَفَ بروزن فَعْیَلَ اس میں راء عین کلمہ ہے جس کے بعد یاء زائد ہے مادہ شَرَفَ ہے اس میں الحاق کیلئے عین کلمہ کے بعد یاء کا اضافہ کیا گیا ہے۔

(۵) پانچواں باب فَوْعَلَةٌ ہے اس باب کی علامت فاء کلمہ کے بعد واو کا زائد ہونا ہے جیسے جَوْرَبَ بروزن فَوْعَلَ اس میں جیم فاء کلمہ ہے جس کے بعد واو زائد ہے مادہ جَرَبَ ہے الحاق کیلئے اس میں فاء کلمہ کے بعد واو کو زائد کیا گیا ہے۔

(۶) چھٹا باب فَعْنَلَةٌ ہے اس باب کی علامت عین کلمہ کے بعد نون کا زائد ہونا ہے جیسے قَلْنَسَ بروزن

فَعْنَلَ اس میں حرف لام عین کلمہ ہے جس کے بعد نون زائد ہے اس کا مادہ قَلَسَ ہے اس میں الحاق کی غرض سے نون کا اضافہ کیا گیا ہے۔

(۷) ساتواں باب فَعْلَاةٌ ہے اس باب کی علامت لام کلمہ کے بعد یاء کا زائد ہونا ہے جیسے قَلْسٰی جو اصل میں قَلْسَیَ بروزن فَعْلَیَ تھا اس میں سین لام کلمہ ہے جس کے بعد یاء زائد ہے مادہ قَلَسَ ہے الحاق کی غرض سے اس میں یاء زائد ہے۔

سوال:......ان تمام ابواب میں سے تو صرف پہلا باب رباعی مجرد کے ہموزن ہے باقی تو کوئی باب بھی رباعی مجرد کا ہموزن نہیں ہے کیونکہ رباعی مجرد کا باب فَعْلَلَ کے وزن پر ہے جبکہ ان میں سے کوئی فَعْوَلَ کے وزن پر کوئی فَیْعَلَ اور کوئی فَعْنَلَ کے وزن پر ہے حالانکہ ملحق باب کیلئے ملحق بہ کا ہم وزن ہونا ضروری ہے؟

جواب:......الحاق میں وزن صوری معتبر ہوتا ہے نہ کہ وزن صرفی اور ان سب کا وزن صوری فَعْلَلَ ہے لہٰذا وزن صوری کے اعتبار سے یہ رباعی مجرد کے ہموزن ہیں۔

باب ہفتم کے اکثر صیغوں میں قوانین جاری ہونے کی وجہ سے وہ اپنی اصل شکل پر برقرار نہیں رہتے اس لئے حضرت مصنف نے ان میں ہونے والی تعلیلات کی نشاندہی کی کہ قَلْسٰی اصل میں قَلْسَیَ تھا یاء متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے قَالَ بَاعَ والا قانون سے الف کے ساتھ تبدیل ہوگئی یُقَلْسِیْ مضارع معلوم اصل میں یُقَلْسِیُ تھا یَدْعُوْ یَرْمِیْ والا قانون سے یاء کا ضمہ حذف ہوگیا۔

قَلْسَاةٌ مصدر اصل میں قَلْسَیَةٌ تھا قَالَ بَاعَ والا قانون کے ذریعہ یاء الف سے بدل گئی مُقَلْسٍ اسم فاعل اصل میں مُقَلْسِیٌ تھا یَدْعُوْ یَرْمِیْ والا قانون سے یاء کی حرکت حذف ہوگئی تو التقائے ساکنین ہوا یاء اور تنوین کے درمیان پہلا ساکن مدہ ہونے کی وجہ سے حذف ہوا مُقَلْسٍ بن گیا۔ قُلْسِیَ ماضی مجہول اپنی اصل پر ہے یُقَلْسٰی مضارع مجہول اصل میں یُقَلْسَیُ تھا قَالَ بَاعَ والا قانون سے یاء کو الف کے ساتھ بدل دیا۔ مُقَلْسًی اسم مفعول اصل میں مُقَلْسَیٌ تھا قَالَ والا قانون سے یاء کو الف سے بدل دیا پھر التقائے ساکنین ہوا الف اور تنوین کے درمیان الف کو حذف کیا مُقَلْسًی بن گیا قَلْسِ امر حاضر معلوم اصل میں قَلْسِیْ تھا جب امر کے آخر میں حرف علت ہو تو وہ امر کی وجہ سے حذف ہوتا ہے جیسے اُدْعُ اِرْمِ وغیرہ میں۔ تو یہاں یاء حذف ہوگئی اسی طرح لَا تُقَلْسِ اصل میں لَا تُقَلْسِیْ تھا عامل جازم یعنی لاء نھی کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی۔

تنبیہ:......اس باب کے تمام صیغوں میں لام کلمہ (یعنی سین) کے بعد اصل میں واو تھا تو اصل کے اعتبار سے اس باب میں الحاق کیلئے لام کلمہ کے بعد واو زائد ہے نہ کہ یاء: لہٰذا قَلْنْسٰی اصل میں قَلْنَسَوَ تھا اور یُقَلْنِسِیْ اصل میں یُقَلْنِسُوُ تھا اور قَلْنَسَاۃً اصل میں قَلْنَسَوَۃً تھا اور مُقَلْنِس اسم فاعل اصل میں مُقَلْنِسُوٌ تھا ان تمام صیغوں میں اولا واو یاء سے بدل گیا ہے اس کے بعد اس یاء میں پھر مذکورہ بالا تعلیلات ہوئی ہیں۔

قولہ وملحق بر باعی مزید فیہ یا ملحق بتَفَعْلُلٌ ست یا ملحق باِفْعِنْلَال یا ملحق باِفْعِلَّال اول را ہشت باب ست۔ ۱-تَفَعْلُلٌ بزیادت تا قبل فا وتکرار لام چون تَجَلْبُبٌ چادر پوشیدن ۔۲-تَفَعْوُلٌ بزیادت تا قبل فا و واو میان عین ولام چون تَسَرْوُلٌ شلوار پوشیدن ۔۳-تَفَیْعُلٌ بزیادت تا قبل فا و یا بعد فا چون تَشَیْطُنٌ شیطان شدن ۔۴-تَفَوْعُلٌ بزیادت تا قبل فا و واو بعد فا چون تَجَوْرُبٌ پاتابہ پوشیدن ۔۵-تَفَعْنُلٌ بزیادت تا قبل فا و نون بعد عین چون تَقَلْنُسٌ کلاہ پوشیدن ۔۶-تَمَفْعُلٌ بزیادت تا و میم قبل فا چون تَمَسْکُنٌ مسکین شدن ۔۷-تَفَعْلُتٌ بزیادت تا قبل فا و تائے دیگر بعد لام چون تَعَفْرُتٌ خبیث شدن ۔۸-تَفَعْلِیٌ بزیادت تا قبل فا و یا بعد لام چون تَقَلْسِی کلاہ پوشیدن صرف صغیر این ابواب را بروزن صرف صغیر تَسَرْبُلٌ باید گردانید و در باب آخر یعنی تَقَلْسِی تعلیلات بقیاس قَلْسٰی یُقَلْسِیْ باید کرد و در مصدرش ضمہ لام را بکسرہ بدل کردہ اعلال مُقَلْسِیْ کردہ اند۔

ترجمہ:......اور ملحق برباعی مزید یا باب تَفَعْلُلٌ کے ساتھ ملحق ہوگا یا باب اِفْعِنْلَال کے ساتھ ملحق ہوگا یا اِفْعِلَّال کے ساتھ ملحق ہوگا اول کے (یعنی ملحق بتَفَعْلُلٌ کے) آٹھ باب ہیں۔

(۱) تَفَعْلُلٌ: فاء کلمہ سے پہلے تاء کے زائد ہونے اور لام کلمہ کے مکرر ہونے کے ساتھ جیسے تَجَلْبُبٌ (چادر اوڑھنا)

(۲) تَفَعْوُلٌ: فاء کلمہ سے پہلے تاء کے زائد ہونے اور عین ولام کے درمیان واو کے زائد ہونے کے ساتھ جیسے تَسَرْوُلٌ (شلوار پہننا)

(۳) تَفَیْعُلٌ: فاء کلمہ سے پہلے تاء اور فاء کلمہ کے بعد یاء کے زائد ہونے کے ساتھ جیسے تَشَیْطُنٌ۔ شیطان ہونا۔

(۴) تَفَوْعُلٌ: فاء کلمہ سے پہلے تاء اور فاء کلمہ کے بعد واو کے زائد ہونے کیساتھ جیسے تَجَوْرُبٌ۔ جراب پہننا

(۵) تَفَعْنُلٌ: فاء کلمہ سے پہلے تاء اور عین کلمہ کے بعد نون کے زائد ہونے کیساتھ جیسے تَقَلْنُسٌ۔ ٹوپی پہننا

(۶) تَمَفْعُلٌ: فاء کلمہ سے پہلے تاء اور میم کے زائد ہونے کے ساتھ جیسے تَمَسْکُنٌ۔ مسکین ہونا

(۷) تَفَعْلُتٌ: فاء کلمہ سے پہلے اور لام کلمہ کے بعد تاء کے زائد ہونے کے ساتھ جیسے تَعَفْرُتٌ۔ خبیث ہونا

(۸) تَفَعْلِیْ فاء کلمہ سے پہلے تاء اور لام کلمہ کے بعد یاء کے زائد ہونے کے ساتھ جیسے تَقَلْسِیْ ٹوپی پہننا ان ابواب کی صرف صغیر

تَسَرْبُلٌ کی صرف صغیر کے وزن پر کرلینی چاہیئے اور آخری باب یعنی تَقَلْنِسٌ میں تعلیلات قَلْنُسِی یُقَلْنِسِی پر قیاس کر کے کرلینی چاہیئے اور اس باب کے مصدر میں لام کلمہ (یعنی سین) کے ضمہ کو کسرہ سے تبدیل کر کے مُقَلْنِسٌ کی طرح تعلیل کی ہے۔

تشریح و تحقیق

ملحق برباعی مزید فیہ کا بیان

ماقبل میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ رباعی مزید فیہ کے کل تین باب ہیں (۱) باب تَفَعْلُلٌ (۲) باب اِفْعِنْلَال (۳) باب اِفْعِلَّال ان تینوں میں سے ہر ایک کے ساتھ کچھ نہ کچھ ابواب ملحق ہیں تو ان میں سے باب تَفَعْلُلٌ کے ساتھ آٹھ ابواب ملحق ہیں۔

(۱) باب اول تَفَعْلُلٌ ہے اس باب کی علامت فاءکلمہ سے پہلے تاء کا زائد ہونا اور لام کلمہ کا مکرر ہونا ہے جیسے تَجَلْبَبَ بروزن تَفَعْلَلَ اس میں جیم فاءکلمہ ہے جس سے پہلے تاء زائد ہے اور باء لام کلمہ ہے جو کہ مکرر ہے اس کا مادہ یعنی حروف اصلی جَلَبَ ہیں اس میں الحاق کیلئے شروع میں تاء اور آخر میں ایک باء کا اضافہ کیا گیا ہے۔

صرف صغیر:

تَجَلْبَبَ يَتَجَلْبَبُ تَجَلْبُبًا فَهُوَ مُتَجَلْبِبٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ تَجَلْبَبْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تَتَجَلْبَبْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُتَجَلْبَبٌ مُتَجَلْبَبَانِ مُتَجَلْبَبَاتٌ.

(۲) باب دوم تَفَعْوُلٌ ہے اس باب کی علامت فاءکلمہ سے پہلے تاء اور عین کلمے کے بعد واو کا زائد ہونا ہے جیسے تَسَرْوَلَ بروزن تَفَعْلَلَ اس میں سین فاءکلمہ ہے جس سے پہلے تاء زائد ہے اور راء عین کلمہ ہے جس کے بعد واو زائد ہے اس کا مادہ سَرَلَ ہے الحاق کیلئے اس میں تاء اور واو زائد ہیں۔

صرف صغیر:

تَسَرْوَلَ يَتَسَرْوَلُ تَسَرْوُلًا فَهُوَ مُتَسَرْوِلٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ تَسَرْوَلْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تَتَسَرْوَلْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُتَسَرْوَلٌ مُتَسَرْوَلَانِ مُتَسَرْوَلَاتٌ.

(۳) باب سوم تَفَيْعُلٌ ہے اس کی علامت فاءکلمہ سے پہلے تاء اور فاءکلمہ کے بعد یاء کا زائد ہونا ہے جیسے تَشَيْطَنَ بروزن تَفَيْعَلَ اس میں شین فاءکلمہ ہے جس سے پہلے تاء اور بعد میں یاء زائد ہے مادہ شَطَنَ ہے الحاق کی غرض سے اس میں تاء اور یاء کا اضافہ کیا گیا ہے۔

صرف صغیر:

تَشَیْطَنَ یَتَشَیْطَنُ تَشَیْطُنًا فَھُوَ مُتَشَیْطِنٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ تَشَیْطَنْ وَالنَّھْیُ عَنْهُ لَا تَتَشَیْطَنْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُتَشَیْطَنٌ مُتَشَیْطَنَانِ مُتَشَیْطَنَاتٌ۔

(۴) باب چہارم تَفَوْعُلٌ ہے اس کی علامت فاءکلمہ سے پہلے تاء اور فاءکلمہ کے بعد واو کا زائد ہونا ہے جیسے تَجَوْرَبَ بروزن تَفَوْعَلَ اس میں جیم فاءکلمہ ہے جس سے پہلے تاء اور اس کے بعد واو زائد ہے مادہ جَرَبَ ہے الحاق کی غرض سے اس میں تاء اور واو زائد ہیں۔

صرف صغیر:

تَجَوْرَبَ یَتَجَوْرَبُ تَجَوْرُبًا فَھُوَ مُتَجَوْرِبٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ تَجَوْرَبْ وَالنَّھْیُ عَنْهُ لَا تَتَجَوْرَبْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُتَجَوْرَبٌ مُتَجَوْرَبَانِ مُتَجَوْرَبَاتٌ۔

(۵) باب پنجم تَفَعْنُلٌ ہے۔ اس باب کی علامت فاءکلمہ سے پہلے تاء اور عین کلمہ کے بعد نون کا زائد ہونا ہے۔ جیسے تَقَلْنَسَ بروزن تَفَعْنَلَ اس میں قاف فاءکلمہ ہے جس سے پہلے تاء زائد ہے اور لام عین کلمہ ہے جس کے بعد نون زائد ہے مادہ قَلَسَ ہے برائے الحاق اس میں تاء اور نون کو زائد کیا گیا ہے۔

صرف صغیر:

تَقَلْنَسَ یَتَقَلْنَسُ تَقَلْنُسًا فَھُوَ مُتَقَلْنِسٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ تَقَلْنَسْ وَالنَّھْیُ عَنْهُ لَا تَتَقَلْنَسْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُتَقَلْنَسٌ مُتَقَلْنَسَانِ مُتَقَلْنَسَاتٌ۔

(۶) باب ششم تَمَفْعُلٌ ہے۔ اس کی علامت فاءکلمہ سے پہلے تاء اور میم کا زائد ہونا ہے جیسے تَمَسْکَنَ بروزن تَمَفْعَلَ اسمیں سین فاءکلمہ ہے جس سے پہلے تاء اور میم زائد ہیں اس کا مادہ سکن ہے الحاق کے لئے اس میں تاء اور میم کا اضافہ کیا گیا۔

صرف صغیر:

تَمَسْکَنَ یَتَمَسْکَنُ تَمَسْکُنًا فَھُوَ مُتَمَسْکِنٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ تَمَسْکَنْ وَالنَّھْیُ عَنْهُ لَا تَتَمَسْکَنْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُتَمَسْکَنٌ مُتَمَسْکَنَانِ مُتَمَسْکَنَاتٌ۔

(۷) باب ہفتم تَفَعْلُتٌ ہے۔ اس کی علامت فاءکلمہ سے پہلے اور لام کلمہ کے بعد تاء کا زائد ہونا ہے جیسے

تَعْفُرَتَ بروزن تَفَعْلَتَ اس میں عین فاءکلمہ ہے جس سے پہلے تاءزائد ہے اور راءلام کلمہ ہے جس کے بعد تاءزائد ہے مادہ عَفَرَ ہے اس میں الحاق کی غرض سے دو تاءزائد ہیں ایک اول میں اور ایک آخر میں۔

صرف صغیر:

تَعَفْرَتَ يَتَعَفْرَتُ تَعَفْرُتًا فَهُوَ مُتَعَفْرِتٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ تَعَفْرَتْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تَتَعَفْرَتْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُتَعَفْرَتٌ مُتَعَفْرَتَانِ مُتَعَفْرَتَاتٌ ۔

(۸) باب ہشتم تَفَعْلٍ ہے۔اس باب کی علامت فاءکلمہ سے پہلے تاءاور لام کلمہ کے بعد یاء کا زائد ہونا ہے جیسے تَقَلْسَىَ بروزن تَفَعْلَىَ اس میں قاف فاءکلمہ ہے جس سے پہلے تاءزائد ہے اور سین لام کلمہ ہے جس کے بعد یاءزائد ہے اس کا مادہ قَلَسَ ہے اس میں برائے الحاق شروع میں تاءاور آخر میں یاءزائد ہے۔

صرف صغیر:

تَقَلْسٰى يَتَقَلْسٰى تَقَلْسِيًا فَهُوَ مُتَقَلْسٍ اَلْاَمْرُ مِنْهُ تَقَلْسَ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تَتَقَلْسَ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُتَقَلْسًى مُتَقَلْسَيَانِ مُتَقَلْسَيَاتٌ ۔

اس باب کے آخر میں حرف علّت کے موجود ہونے کی وجہ سے اس کے صیغوں میں تعلیلات ہوتی ہیں اسلئے حضرت مصنف نے ان تعلیلات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ قَلْسٰی یُقَلْسِی کے طرز پر ان کی تعلیلات کی جائیں کیونکہ یہ بھی وہی مادہ ہے تو تَقَلْسٰی قَلْسٰی کی طرح اصل میں تَقَلْسَیَ تھا اور یَتَقَلْسٰی اصل میں یَتَقَلْسَیُ تھا دونوں جگہ قال باع والے قانون سے یاء کو الف سے بدل دیا تَقَلْسِیًا اصل میں تَقَلْسُیًا تھا معتل کے قاعدہ ۱۶ یعنی تَعَلٍّ اور اَظْبٍ والے قانون سے لام کلمہ یعنی سین کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا (اس قاعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جب اسم متمکن کے آخر میں یاء ماقبل مضموم ہوکر واقع ہو تو ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے تبدیل کرنا واجب ہے) تو اس قاعدہ سے تَقَلْسِیًا ہو گیا صرف صغیر میں چونکہ تَقَلْسِیًا مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے یعنی یاء پر فتحہ ہے اور فتحہ اخف الحرکات ہے تو اس میں مزید تعلیل نہیں ہوگی۔لیکن اگر کہیں یہ تَقَلْسِیًا مصدر مرفوع واقع ہو یعنی تَقَلْسِیٌ ہو تو پھر اس میں تعلیل ہوگی کیونکہ ضمہ ثقیل حرکت ہے اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مصنفؒ نے فرمایا کہ اس میں مُقَلْسٍ کی طرح تعلیل ہوگی یعنی یاء پر ضمہ ثقیل ہونے کی وجہ سے اس کو ساکن کر دیا تو التقائے ساکنین ہوا یاء اور تنوین کے درمیان یاء کو حذف کیا تو تَقَلْسٍ بن گیا۔مصنفؒ نے جو تَقَلْسٍ مصدر ذکر کیا ہے

بروزن تَفَعُّلٍ یہ بعد الاعلال ہے ورنہ قبل الاعلال یہ مصدر تَقَلْسِیٌ بروزن تَفَعْلِیٌ ہے لھذا باب ہشتم اصل کے اعتبار سے تَفَعْلِیٌ ہے نہ کہ تَفَعُّلٍ مُتَقَلْسٍ اسم فاعل اصل میں مُتَقَلْسِیٌ تھا اس کی تعلیل مُقَلْسٍ کی طرح ہے مُتَقَلْسًی اسم ظرف اور اسم مفعول اصل میں مُتَقَلْسَیٌ تھا اس کی تعلیل مُقَلْسًی کی طرح ہے۔ تَقَلْسَ امر حاضر معلوم اصل میں تَقَلْسَیْ تھا جب امر کے آخر میں حرف علت ہو تو امر کی وجہ سے وہ حذف ہو جاتا ہے لھذا یہاں یاء حذف ہوگئی۔ اسی طرح لَاتَتَقَلْسَ اصل میں لَاتَتَقَلْسَیْ تھا عامل جازم یعنی لائے نھی کی وجہ سے آخر کی یاء حذف ہوگئی۔

مُلْحَق بَاِفْعِنْلَال را دو باب است ۱- اِفْعِنْلَالٌ بزیادت لام دوم ونون بعد عین وہمزۂ وصل چون اِقْعِنْسَاسٌ سینہ وگردن برآوردہ خرامیدن۔ ۲- اِفْعِنْلَاءٌ بزیادت یا بعد لام ونون بعد عین وہمزۂ وصل چون اِسْلِنْقَاءٌ برقفا خفتن اِسْلَنْقٰی یَسْلَنْقِیْ اِسْلِنْقَاءً فَهُوَ مُسْلَنْقٍ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِسْلَنْقِ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتَسْلَنْقِ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُسْلَنْقًی درمصدر این باب کہ اصلش اِسْلِنْقَایٌ بود یا بسبب وقوع آن در طرف بعد الف ہمزہ شد ودر دیگر صیغ تعلیل بقیاس باب قَلْسٰی باید کرد۔

مُلْحَق بَاِفْعِلَّال را یک باب ست اِفْوِعْلَالٌ بزیادت واو بعد فا وتکرار لام چون اِكْوِهْدَادٌ کوشش کردن اِكْوَهَدَّ یَكْوَهِدُّ اِكْوِهْدَادًا فَهُوَ مُكْوَهِدٌّ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِكْوَهِدَّ اِكْوَهِدِّ اِكْوَهْدِدْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتَكْوَهِدَّ لَاتَكْوَهِدِّ لَاتَكْوَهْدِدْ در جمیع صیغ این باب ادغام ست تعلیل بوضع صیغ اِقْشَعَرَّ برزبان باید آورد۔

ترجمہ:...... ملحق بہ اِفْعِنْلَال کے دو باب ہیں (۱) اِفْعِنْلَالٌ لام دوم اور عین کلمہ کے بعد نون اور (شروع میں) ہمزہ وصلی کے زائد ہونے کے ساتھ جیسے اِقْعِنْسَاسٌ گردن اور سینہ تان کر خراماں خراماں چلنا یعنی ناز وادا سے مٹک کر چلنا۔ (۲) اِفْعِنْلَاءٌ لام کلمہ کے بعد یاء اور عین کلمہ کے بعد نون اور (شروع میں) ہمزہ وصلی کے زائد ہونے کے ساتھ جیسے اِسْلِنْقَاءٌ گدی پر سونا (چت سونا) اِسْلَنْقٰی یَسْلَنْقِیْ اِسْلِنْقَاءً الخ۔ اس باب کے مصدر (اِسْلِنْقَاءٌ) میں جس کی اصل اِسْلِنْقَایٌ تھی یاء الف کے بعد طرف (یعنی آخر) میں واقع ہونے کی وجہ سے (وہ یاء) ہمزہ سے بدل گئی (اس باب کے) دوسرے صیغوں میں تعلیل باب قَلْسٰی پر قیاس کر کے کر لینی چاہیے۔

ملحق بہ اِفْعِلَّال کا ایک باب ہے اِفْوِعْلَالٌ۔ فا کلمہ کے بعد واو کے زائد ہونے اور لام کلمہ کے مکرر ہونے کے ساتھ جیسے اِكْوِهْدَادٌ کوشش کرنا۔ اِكْوَهَدَّ یَكْوَهِدُّ اِكْوِهْدَادًا الخ اس باب کے تمام صیغوں میں ادغام ہوا ہے (ان میں) تعلیل اِقْشَعَرَّ کے صیغوں کے طریقہ پر کر لینی چاہیے۔

تشریح وتحقیق

رباعی مزید فیہ کے باب اِفْعِنْلَال کے ساتھ دو باب ملحق ہیں۔

(۱) باب اول اِفْعِنْلَالٌ :اس باب کی علامت ہے شروع میں ہمزہ وصلی اور عین کلمہ کے بعد نون کا زائد ہونا اور ساتھ ساتھ لام دوم کا زائد ہونا۔ جیسے اِقْعَنْسَسَ بروزن اِفْعَنْلَلَ اس کے شروع میں ہمزہ وصلی زائد ہے اور اس میں حرف عین ہی عین کلمہ ہے جس کے بعد نون زائد ہے ایک سین لام اول ہے اور دوسرا سین لام ثانی ہے تو لام ثانی یعنی دوسرا سین اس میں زائد ہے اور لام اول یعنی پہلا سین اصلی ہے اس کا مادہ قَعَسَ ہے الحاق کیلئے اس میں تین حروف زائد کیے گئے ہیں (۱) ہمزہ وصلی (۲) نون (۳) ایک سین۔

صرف صغیر:

اِقْعَنْسَسَ يَقْعَنْسِسُ اِقْعِنْسَاسًا فَهُوَ مُقْعَنْسِسٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِقْعَنْسِسْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تَقْعَنْسِسْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُقْعَنْسَسٌ مُقْعَنْسَسَانِ مُقْعَنْسَسَاتٌ۔

سوال:......اس باب میں اور اسکے ملحق بہ یعنی رباعی مزید فیہ کے باب اِفْعِنْلَال یعنی اِحْرِنْجَام میں کیا فرق ہے؟

وزن کے اعتبار سے تو دونوں میں کوئی فرق نظر نہیں آتا اس کی ماضی بھی اِفْعَنْلَلَ کے وزن پر آتی ہے اور احرنجام کی ماضی بھی اسی وزن پر آتی ہے اسی طرح دونوں کا مضارع بھی يَفْعَنْلِلُ کے وزن پر آتا ہے تو ملحق اور ملحق بہ میں کوئی فرق نہ ہوا یہ کیسے؟

جواب:......فرق دونوں میں یہ ہے کہ اس ملحق باب میں لام دوم زائد ہوتا ہے جیسے کہ یہاں دوسرا سین زائد ہے اور حروف اصلی اس میں تین ہوتے ہیں کیونکہ یہ ثلاثی مزید فیہ ہے اور ثلاثی میں حروف اصلی تین ہوتے ہیں جبکہ اس کے ملحق بہ میں یعنی اِحْرِنْجَام میں دونوں لام اصلی ہوتے ہیں اور حروف اصلی اس میں چار ہوتے ہیں کیونکہ ملحق بہ رباعی ہے اور رباعی میں حروف اصلیہ چار ہوتے ہیں فاء عین اور دو لام۔

(۲) باب دوم اِفْعِنْلَاءٌ ہے :اس باب کی علامت ہے شروع میں ہمزہ وصلی اور عین کلمہ کے بعد نون کا زائد ہونا اور لام کلمہ کے بعد یاء کا زائد ہونا جیسے اِسْلَنْقٰی بروزن اِفْعَنْلٰی اس میں شروع کا ہمزہ وصلی زائد ہے اور حرف لام اس کا عین کلمہ ہے جس کے بعد نون زائد ہے اور حرف قاف لام کلمہ ہے جس کے بعد یاء زائد ہے اس کا مادہ سَلَقَ ہے اس میں الحاق کیلئے تین حروف زائد کئے گئے ہیں (۱) ہمزہ وصلی (۲) نون (۳) یاء بعد اللام۔

مصنف نے اس باب کی صرف صغیر اس لئے ذکر فرمائی ہے کہ اس کے آخر میں حرف علت کے موجود ہونے کی وجہ سے اس کے صیغوں میں تعلیلات ہوئی ہیں اور تقریباً یہ تمام تعلیلات قَلْسٰى يُقَلْسِيْ کے طرز پر ہوئی ہیں کیونکہ مادہ وہی ہے۔ لہٰذا اِسْلَنْقٰى اصل میں اِسْلَنْقَيَ تھا قَلْسٰى کی طرح یہاں بھی یاء الف سے بدل گئی يَسْلَنْقِيْ اصل میں يَسْلَنْقِيُ تھا یاء پر ضمہ ثقیل ہونے کی وجہ سے حذف ہوا۔ اِسْلِنْقَاءٌ مصدر اصل میں اِسْلِنْقَايٌ تھا بقاعدہ ۱۹ یعنی دُعَاءٌ والے قاعدہ سے یاء کو ہمزہ سے بدل دیا اِسْلَنْقِ امر حاضر معلوم اصل میں اِسْلَنْقِيْ تھا آخر سے حرف علت یعنی یاء حذف ہوگئی اسی طرح باقی صیغے قَلْسٰى يُقَلْسِيْ کے طرز پر سمجھ لیں۔

رباعی مزید فیہ کے باب اِفْعِلَّال کے ساتھ صرف ایک باب ملحق ہے یعنی اِفْوِعْلَالٌ اس باب کی علامت ہے فاء کلمہ کے بعد واو کا زائد ہونا اور لام کلمہ کا مکرر ہونا جیسے اِكْوَهَدَّ بروزن اِفْوَعَلَّ اس کا مادہ كَهَدَ ہے اس میں کاف فاء کلمہ ہے جسکے بعد واو زائد ہے اور حرف دال لام کلمہ ہے جو کہ مکرر ہے باقی ہمزہ وصلی کا زائد ہونا واضح اور ظاہر تھا اس لئے مصنفؒ نے ماقبل پر اکتفاء کرتے ہوئے اس کی وضاحت نہیں کی الحاق کے لئے اس میں تین حروف زائد ہیں (۱) ہمزہ وصلی (۲) واو (۳) کوئی ایک دال۔

اس باب کے امر حاضر معلوم اور مضارع مجزوم کے صیغوں میں باب اِفْعِلَّال یعنی اِقْشَعَرَّ کی طرح تین تین صورتیں جائز ہیں کیونکہ یہاں بھی وہی قاعدہ موجود ہے کہ لام کلمہ مشدد ہے اور مضارع مضموم العین نہیں ہے امر کی مثال تو متن ہی میں موجود ہے' مضارع مجزوم کی مثالیں یعنی وہ مضارع جس کے شروع میں کوئی عامل جازم داخل ہوا ہو۔ جیسے لَمْ يَكْوَهِدَّ لَمْ يَكْوَهِدِّ لَمْ يَكْوَهْدِدْ یہاں لَمْ عامل جازم داخل ہے اور لَاتَكْوَهِدَّ لَاتَكْوَهِدِّ لَا تَكْوَهْدِدْ اور لَايَكْوَهِدَّ لَايَكْوَهِدِّ لَايَكْوَهْدِدْ یہاں شروع میں لاء نہی عامل جازم داخل ہے اور لِيَكْوَهِدَّ لِيَكْوَهِدِّ لِيَكْوَهْدِدْ یہاں شروع میں لام امر عامل جازم داخل ہے۔

اس باب کے تمام صیغوں میں تعلیل اور ادغام اِقْشَعَرَّ کے صیغوں کی طرح ہوگا یعنی اِكْوَهَدَّ اصل میں اِكْوَهْدَدَ تھا ایک جنس کے دو حرف یعنی دال ایک ساتھ جمع ہیں اور ان کا ماقبل (ھاء) ساکن ہے تو دال اول کی حرکت ھاء کو دے کر اس دال کو دالِ ثانی میں مدغم کیا اسی طرح يَكْوَهِدُّ اصل میں يَكْوَهْدِدُ تھا اور مُكْوَهِدٌّ اصل میں مُكْوَهْدِدٌ تھا۔

فائدہ:......در کتب مطولہ صرف مُلْحقَات دیگر بسیار ہم بر باعی مجرد و ہم بر باعی مزید فیہ شمردہ اند دریں رسالہ بر مشہورات اکتفا کردیم۔

در باب تَمَفْعُل خلجان کردہ اند کہ زیادتِ الحاق قبل فائمی آید جز تا کہ بضرورت ادائے معنی مطاوعت قبل فامی آید پس میم برائے الحاق نمی تواند شد ہمیں جہت صاحب منشعب گفتہ کہ این باب شاذ از قبیل غلط است میم را اصلی گمان کردہ تا براں آوردند و مولانا عبد العلی صاحب در رسالہ ہدایۃ الصرف تَمَفْعُلُ را از مُلْحقَات برآوردہ داخل رباعی مزید فیہ کردہ اند و تحقیق اینست کہ ملحق ست و این تقیید کہ زیادت الحاق قبل فانیاید بیجاست صاحب فصول اکبری اکثر صیغ را کہ دراں زیادت قبل فاست مثل نَرْجَسَ وغیرہ از مُلْحقَات شمردہ مناط الحاق برین ست کہ مزید فیہ بسبب زیادت بروزن رباعی گردد و معنی جدید از قبیل خواص علاوہ معانی ملحق بہ پیدا نکند ہرگاہ این مناط یافتہ شد در ملحق بودنِ تَمَسْكُنٌ شبہ نیست وچون مِسْكِيْنٌ بروزن مِفْعِيْلٌ است نہ فِعْلِيْلٌ وقاعدۂ معینہ محققان صرف کہ برائے زیادت حرف مناسبت مزید فیہ با مادہ بدلالتے از دلالات ثلاثہ یعنی مطابقی و تضمنی والتزامی کافی ست مقتضی زیادت میم ست در تَمَسْكُنٌ و مِسْكِيْنٌ پس عد مولانا عبد العلی رحمۃ اللہ آنرا از باب تَسَرْبُلٌ باصالت میم صحیح نیست۔

ترجمہ:......فائدہ: صرف کی بڑی کتابوں میں (ان مذکورہ ملحق ابواب کے علاوہ) کئی سارے دوسرے ملحقات رباعی مجرد کے بھی اور رباعی مزید فیہ کے بھی (صرفیوں نے) شمار کئے ہیں اس رسالہ میں ہم نے مشہور ملحقات پر اکتفاء کیا ہے۔ باب تَمَفْعُلٌ میں صرفیوں نے کھٹکا (یعنی اشکال) کیا ہے (وہ یہ) کہ الحاق کے لئے کوئی حرف فاء کلمہ سے پہلے زائد نہیں ہوتا سوائے تاء کے کہ (تاء) معنی مُطَاوَعَتْ ادا کرنے کی ضرورت کی بناء پر فاء کلمہ سے پہلے آجاتی ہے لہٰذا (تَمَفْعُلُ کا) میم الحاق کے لئے نہیں ہوسکتا (کیونکہ یہ فاء کلمہ سے پہلے ہے) اسی وجہ سے صاحب منشعب نے فرمایا کہ یہ باب شاذ اور غلط کے قبیل سے ہے اس کے میم کو اصلی سمجھ کرتاء اس پر لے آئے (یعنی اس سے پہلے) اور مولانا عبد العلی صاحب نے رسالہ ھدایۃ الصرف میں اس باب تَمَفْعُلٌ کو ملحقات سے نکال کر رباعی مزید فیہ میں داخل کردیا ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ (باب تَمَفْعُلٌ) ملحق ہے اور یہ قید لگانا کہ الحاق کے لئے کسی حرف کی زیادتی فاء کلمہ سے پہلے نہیں ہوتی۔ بیجا اور غلط ہے صاحب فصول اکبری نے بہت سارے ایسے صیغوں کو جن میں زیادتی فاء کلمہ سے پہلے ہے جیسے نَرْجَسَ وغیرہ ان کو ملحقات میں شمار کیا ہے اور الحاق کا دارومدار اس پر ہے کہ ثلاثی مزید فیہ کسی حرف کی زیادتی کی وجہ سے رباعی کے وزن پر ہوجائے اور ملحق بہ باب کے معانی کے علاوہ کوئی نئے معنی خاصیات کے قبیلہ سے اس

میں پیدا نہ ہوں جب (اس باب میں) یہ مدار پایا گیا (یعنی دونوں شرطیں موجود ہیں) تو اب تَمَسْكُنٌ کے ملحق ہونے میں کوئی شک نہیں ہے جیسے کہ مِسْكِيْنٌ مِفْعِيْلٌ کے وزن پر ہے نہ کہ فِعْلِيْلٌ کے وزن پر (یعنی جس طرح تَمَسْكُنٌ میں میم زائد ہے اصلی نہیں ہے اور اس کا وزن تَمَفْعُلٌ ہے تَفَعْلُلٌ نہیں ہے كما قال الشيخ عبد العلى تو اسی طرح مِسْكِيْنٌ میں بھی میم زائد ہے اصلی نہیں ہے) اور محققین علمِ صرف کا جو طے شدہ اور معروف قاعدہ ہے کہ کسی حرف کے زائد ماننے کے لئے مزید فیہ کی مناسبت اپنے اصل مادہ کے ساتھ تین دلالتوں میں سے کسی ایک دلالت کے طور پر کافی ہے (یعنی دلالت مطابقی، تضمنی، التزامی) یہ قاعدہ بھی تَمَسْكُنٌ اور مِسْكِيْنٌ کے میم کے زائد ہونے کا مقتضی ہے لہٰذا مولانا عبد العلی صاحب کا اس کو باب تَسَرْبُلٌ سے شمار کرنا اس کے میم کو اصلی قرار دیتے ہوئے (یہ) صحیح نہیں۔

تشریح وتحقیق

باب تَمَفْعُلٌ کے ملحق اور غیر ملحق ہونے کی بحث

اس فائدے میں حضرت مصنفؒ نے دو باتوں کی وضاحت فرمائی ہے۔

(۱) پہلی بات تو یہ ہے کہ رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ کے ملحقات اور بھی بہت سارے ہیں جو علم الصرف کی بڑی کتابوں میں مذکور ہیں ہم نے جو رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ کے کل اٹھارہ ملحق ابواب ذکر کئے ہیں یہ زیادہ مشہور ہیں اس لئے یہاں ان پر اکتفاء کیا گیا ہے ان کے علاوہ باقی ملحقات غیر مشہور ہیں اس بناء پر ان کو نظر انداز کر دیا گیا۔

(۲) دوسری بات باب تَمَفْعُلٌ کے ملحق اور غیر ملحق ہونے کے متعلق ہے اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ باب تمفعل کے ملحق اور غیر ملحق ہونے میں صرفیوں کا اختلاف ہے مصنفؒ کے نزدیک چونکہ باب تَمَفْعُلٌ ملحق ابواب میں سے ہے یعنی رباعی مزید فیہ کے باب تَفَعْلُلٌ کے ساتھ ملحق ہے اور اس کے آٹھ ملحقات میں سے ایک ہے جب کہ اکثر صرفی حضرات اس باب کو ملحق نہیں مانتے تو مصنفؒ نے پہلے مخالف صرفیوں کے مسلک اور ان کی دلیل ذکر کی ہے اس کے بعد ان کی دلیل کا جواب دیکر ان کے مسلک کی تردید کی ہے پھر اپنے مذہب کے صحیح اور راجح ہونے پر دو دلیلیں پیش کی ہیں۔

جو صرفی حضرات باب تَمَفْعُلٌ کو ملحق نہیں مانتے ان کی دلیل یہ ہے کہ الحاق کیلئے فاء کلمہ سے پہلے کوئی حرف زائد نہیں ہوتا بلکہ فاء یا عین یا لام کلمہ کے بعد زائد ہوتا ہے سوائے تاء کے کہ وہ بوجہ مجبوری فاء کلمہ سے پہلے زائد ہوتی

ہے اور یہ تاء بھی درحقیقت الحاق کیلئے زائد نہیں ہوتی بلکہ یہ اصل میں معنی مطاوعت ادا کرنے کیلئے زائد ہوتی ہے مطاوعت کے لغوی معنی ہیں اطاعت کرنا۔

مطاوعت کی اصطلاحی تعریف:......ایک فعل کے بعد دوسرے فعل کو اس غرض سے ذکر کرنا تا کہ وہ اس بات پر دلالت کرے کہ فعلِ اول کے مفعول نے فاعل کے اثر (یعنی فعل) کو قبول کرلیا ہے جیسے قَلْنَسْتُ زَیْدًا فَتَقَلْنَسَ کہ (میں نے زید کو ٹوپی پہنائی پس اس نے ٹوپی پہن لی) اس مثال میں متکلم فاعل ہے اور زید فعل اول کا مفعول ہے پہلے فعل کے فاعل کا اثر یہاں ٹوپی پہنانا ہے تو فعل ثانی یعنی تَقَلْنَسَ یہ بتلا رہا ہے کے مفعول (یعنی زید) نے فاعل کے اثر کو قبول کرلیا ہے (یعنی ٹوپی پہن لی ہے) یا عَلَّمْتُ زَیْدٌ افْتَعَلَّمَ کہ (میں نے زید کو علم سکھایا پس وہ علم سیکھ گیا) یہاں فعل ثانی (یعنی تَعَلَّمَ) بتا رہا ہے کہ فعل اول کے مفعول یعنی زید نے فاعل کے اثر (یعنی علم سکھانے) کو قبول کیا ہے۔

بہرحال: تو ان حضرات کا کہنا یہ ہے کہ فاء کلمہ سے پہلے تاء کے علاوہ کوئی اور حرف الحاق کے لیے زائد نہیں ہوتا اور یہی وجہ ہے کہ رباعی مزید فیہ کے باب تَفَعْلُلٌ کے باقی جتنے بھی ملحقات ہیں ان سب میں فاء کلمہ سے پہلے تاء کے علاوہ کوئی اور حرف نہیں بڑھایا گیا جو بھی حرف الحاق کی غرض سے بڑھایا گیا ہے تو وہ فاء کلمہ کے بعد یا عین کلمہ کے بعد اور یا لام کلمہ کے بعد بڑھا دیا گیا ہے صرف باب تَمَفْعُل یعنی تَمَسْکُن ایسا ہے کہ اس میں فاء کلمہ سے پہلے تاء کے علاوہ میم بھی الحاق کے لیے بڑھایا گیا ہے جب اصول یہ ہیکہ فاء کلمہ سے پہلے تاء کے علاوہ کوئی اور حرف الحاق کے لیے زائد نہیں ہوسکتا تو اس سے معلوم ہوا کہ باب تَمَفْعُل ملحق نہیں ہے اور اس میں میم الحاق کے لیے نہیں ہے۔

پھر جو صرف حضرات اس کو ملحق نہیں مانتے ان میں سے بعض تو اس باب کو شاذ اور غلط قرار دیتے ہیں جیسا کہ صاحب منشعب نے اس باب کو شاذ اور غلط قرار دیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے یہ سمجھا کہ تَمَسْکُن میں میم اصلی ہے یعنی فاء کلمہ ہے تو اپنی اس غلط فہمی کی بناء پر اس میم سے پہلے تاء کا اضافہ کر کے تَمَسْکَنَ بنا دیا کہ فاء کلمہ سے پہلے تو ویسے عموماً تاء زائد ہوتی ہے حالانکہ میم کو اصلی سمجھنا ان کی غلطی ہے یہ میم زائد ہے اصلی نہیں ہے مادہ سَکَنَ ہے مَسْکَنَ نہیں ہے۔

پس صاحب منشعب کے نزدیک تو یہ باب ہی سرے سے غلط ہے اور اس باب سے استعمال ہونے والا ہر لفظ اصل لغت کے اعتبار سے مہمل اور بے معنی ہے فصحاء کے کلام میں اس باب کا کوئی لفظ مستعمل نہیں ہے یعنی تاء،

میم، سین، کاف، نون سے جو بھی لفظ مرکب ہو وہ شاذ، غلط، اور غیر فصیح ہے لھذا صاحب منشعب کے نزدیک تو اس سے بحث ہی بے کار ہے کیونکہ غلط اور شاذ الفاظ سے کیا بحث ہوگی۔؟

اور مولانا عبد العلی صاحب کے نزدیک یہ باب نہ تو ملحق ہے (**کما قال المصنف**) اور نہ یہ غلط ہے (**کما قال صاحب المنشعب**) بلکہ یہ رباعی مزید فیہ کا باب تَفَعْلُلٌ ہے میم اس میں اصلی ہے یعنی فاء کلمہ ہے مادہ مَسْکَنَ ہے اور تَمَسْکَنَ بروزن تَفَعْلَلَ ہے اس کا وزن تَمَفْعَلَ نہیں ہے یعنی اس میں میم نہ تو زائد ہے اور نہ الحاق کے لیے ہے بلکہ اصلی ہے اور یہ کوئی مستقل الگ باب نہیں ہے بلکہ تَسَرْبَلَ اور تَدَحْرَجَ وغیرہ الفاظ کی طرح یہ بھی باب تَفَعْلُلٌ سے استعمال ہونے والا ایک لفظ ہے۔

قولہ وتحقیق ایں ست کہ ملحق است: اس عبارت سے مصنفؒ نے اپنا مذہب بیان کیا ہے کہ تحقیقی بات یہ ہے کہ باب تَمَفْعَل ملحق ہے اور میم اس میں الحاق کی غرض سے زائد ہے اصلی نہیں ہے۔

قولہ وایں تقیید کہ زیادتِ الحاق قبل فاء نیا ید بیجا است: یہاں سے باب تَمَفْعَل کو ملحق نہ ماننے والوں کی دلیل: کا جواب ہے اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ صرفیوں کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ الحاق کے لیئے فاء کلمہ سے پہلے کوئی حرف زائد نہیں ہوسکتا یہ بات اس لئے صحیح نہیں ہے کہ صرف کی معتبر کتابوں میں ایسی مثالیں موجود ہیں جن میں فاء کلمہ سے قبل الحاق کی غرض سے زیادتی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ صاحب فصول اکبری نے بہت سارے ایسے صیغوں کو ملحقات میں سے شمار کیا ہے جن میں فاء کلمہ سے پہلے زیادتی موجود ہے۔ جیسے نَرْجَسَ بروزن نَفْعَلَ یہ دَحْرَجَ کے ساتھ ملحق ہے اس میں راء فاء کلمہ ہے اور اس سے پہلے نون کو برائے الحاق زائد قرار دیا گیا ہے اور هَلْقَمَ بروزن هَفْعَلَ اس میں فاء کلمہ (یعنی لام) سے پہلے ھاء زائد ہے اور مَرْحَبٌ بروزن مَفْعَلٌ اس میں فاء کلمہ (یعنی راء) سے قبل میم الحاق کے لئے زائد ہے اور اِثْمِدٌ بروزن اِفْعِلٌ یہ زِبْرِجٌ کے ساتھ ملحق ہے اس میں حرف ثاء فاء کلمہ ہے جس سے پہلے الحاق کے لئے ہمزہ بڑھایا گیا ہے تو ان تمام مثالوں سے یہ بات بخوبی واضح ہوگئی کہ فاء کلمہ سے پہلے الحاق کی غرض سے کوئی بھی حرف زائد ہوسکتا ہے۔ یہ زیادتی صرف تاء مطاوعت میں منحصر نہیں ہے جیسا کہ آپ نے دیکھا۔

قولہ مناط الحاق بریں ست کہ مزید فیہ بسبب زیادت بروزن رباعی گردد الخ

یہاں سے مصنف اپنے مذہب کے اثبات پر اپنی دلیل پیش کرتے ہیں دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی کلمہ کے ملحق ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں۔

(۱) پہلی شرط یہ ہے کہ ثلاثی مزید فیہ کسی حرف کی زیادتی کی وجہ سے رباعی کے وزن پر ہو جائے۔

(۲) دوسری شرط یہ ہے کہ یہ ثلاثی مزید فیہ جس باب کے ساتھ ملحق ہے اس میں اُس ملحق بہ باب کے خواص اور معانی کے علاوہ کوئی نئے معنی موجود نہ ہوں یعنی کوئی نیا معنی ملحق میں ایسا نہ ہو جو ملحق بہ میں موجود نہیں ہے بلکہ ملحق اور ملحق بہ باہم خاصیات میں متحد ہوں۔

ان دونوں شرطوں کا نچوڑ یہ ہے کہ ایک تو ملحق باب کے لئے ملحق بہ کا ہموزن ہونا ضروری ہے اور اسکے ساتھ ساتھ ملحق اور ملحق بہ دونوں کا خواص میں متحد ہونا بھی ضروری ہے۔ جب بھی یہ دونوں شرطیں پائی جائیں گی تو بلا شبہ وہ باب ملحق ہوگا چاہے اس میں الحاق کے لئے زیادتی فاء کلمہ سے پہلے ہو یا بعد میں ہو۔ اور تَمَسْكُنٌ میں یہ دونوں شرطیں پائی جاتی ہیں۔ پہلی شرط تو اس طور پر موجود ہے کہ اس کا مادہ سَكَنَ ہے تاء اور میم کی زیادتی کی وجہ سے یہ رباعی مزید فیہ یعنی تَسَرْبُل کے وزن پر ہو گیا تو اب یہ ایسا ثلاثی مزید فیہ ہے جو تاء اور میم کے زائد ہونے کی وجہ سے رباعی کا ہم وزن ہو گیا ہے۔ اور دوسری شرط اس طرح موجود ہے کہ اس میں اس کے ملحق بہ یعنی باب تسربل کی خاصیات کے علاوہ کوئی نئی خاصیت نہیں پائی جاتی۔ جب الحاق کی دونوں شرطیں موجود ہیں تو اب تَمَسْكُنٌ کے ملحق ہونے میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہا لہذا میم اس میں اصلی نہیں ہے بلکہ زائد برائے الحاق ہے۔

مصنف نے جب یہ ثابت کیا کہ تَمَسْكُنٌ میں میم زائد ہے اصلی نہیں ہے تو لفظ مِسْكِينٌ جو اسی مادہ سے مشتق ہے ضمناً اور تفریع کے طور پر مصنف نے اس کی کچھ تحقیق فرمائی کیونکہ جو اختلاف تَمَسْكُنٌ کے مادہ میں ہے وہی اختلاف لفظ مِسْكِينٌ کے مادہ میں بھی ہے۔ جو حضرات تَمَسْكُنٌ میں میم کو اصلی مانتے ہیں تو ان کے نزدیک مِسْكِينٌ میں بھی میم اصلی ہے یعنی فاء کلمہ ہے اور اس کا وزن فِعْلِيلٌ ہے جیسا کہ مولانا عبد العلی صاحب کا یہی خیال ہے اور خود مصنف کا مسلک یہ ہے کہ تَمَسْكُنٌ میں میم زائد ہے (یعنی مادہ سَكَنَ ہے) لھذا ان کے نزدیک مِسْكِينٌ

میں بھی میم زائد ہے اصلی نہیں ہے اور اس کا وزن مِفْعِیْلٌ ہے فِعْلِیْلٌ نہیں ہے یعنی حرف اصلی سین، کاف، اور نون ہیں۔

قولہ وقاعدہ معینہ محققانِ صرف کہ برائے زیادت حرف الخ

یہاں سے مصنف نے اپنے مذہب پر دوسری دلیل پیش فرمائی ہے۔ اس دیل کا خلاصہ یہ ہے کہ محققین علم صرف کا ایک طے شدہ اور متفقہ قاعدہ بھی اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ تَمَسْكُنٌ اور مِسْكِيْنٌ میں میم زائد ہے اصلی نہیں ہے وہ قاعدہ یہ ہے کہ مزید فیہ کلمہ میں کسی حرف کے زائد ہونے کے لئے صرف اتنی سی بات کافی ہے کہ حرف کے زیادہ کرنے کے بعد اس مزید فیہ کلمہ کی اپنے اصل مادہ کے ساتھ معنی کے اعتبار سے مناسبت ہو تین دلالتوں میں کسی ایک دلالت کے طور پر۔ اور یہاں پر یہ مناسبت موجود ہے وہ اس طور پر کہ تَمَسْكُنٌ ثلاثی مزید فیہ کلمہ ہے جس کے معنی ''مسکین ہونا'' ہے اس میں جب میم کو زائد مان لیا جائے تو اس کا اصل مادہ سکون ہوگا (یعنی سین کاف نون) اور مسکین کی مناسبت سکون مادہ کے ساتھ دلالت التزامی کے طور پر موجود ہے یعنی لفظ مسکین سکون پر دلالت کرتا ہے دلالت التزامی کے ساتھ وہ اس طور پر کہ سکون کے معنی ہیں ''حرکت نہ کرنا'' اور مسکین شخص بھی پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے ایک جگہ پڑا رہتا ہے امیر کی طرح یہ طاقت نہیں رکھتا کہ جہاں چاہے اور جب چاہے چلا جائے تو مسکین کے ساتھ بھی ایک حد تک سکون لازم ہے کہ وہ امیر لوگوں کی طرح نقل و حرکت نہیں کرسکتا۔

اس قاعدہ سے بھی معلوم ہوا کہ تَمَسْكُنٌ کا اصل مادہ سکون ہے میم اس میں زائد ہے اصلی نہیں ہے۔

فائدہ:...... دلالت کی تین قسمیں ہیں (۱) دلالت مطابقی (۲) دلالت تضمنی (۳) دلالت التزامی۔

دلالت مطابقی:...... کہ لفظ کی دلالت کل معنی موضوع لہ پر ہو جیسے لفظ انسان کی دلالت حیوان ناطق کے مجموعہ پر۔

دلالت تضمنی:...... اس دلالت کو کہتے ہیں کہ لفظ کی دلالت معنی موضوع لہ کے ایک جز پر ہو جیسے کہ لفظ انسان کی دلالت صرف حیوان پر یا صرف ناطق پر کیونکہ حیوان ناطق لفظ انسان کے کل معنی موضوع لہ ہیں اور صرف حیوان یا صرف ناطق یہ اس مجموعہ کے اجزاء ہیں۔

دلالت التزامی:...... اس دلالت کو کہتے ہیں کہ لفظ کی دلالت نہ تو کل معنی موضوع لہ پر ہو نہ جز پر بلکہ ایسے

معنی پر ہو جو موضوع لہ سے خارج ہو مگر اس کے لیے لازم ہو۔ لازم سے مراد یہ ہے کہ معنی موضوع لہ کے تصور سے اس امر خارج کا تصور لازم آ جائے جیسے لفظ انسان کی دلالت قابل علم اور قابلِ کتابت پر یعنی لفظ انسان بول کر اس سے لکھنے، پڑھنے اور سیکھنے کی قابلیت رکھنے والا مراد لیا جائے تو یہ قابلیتِ علم وغیرہ نہ تو لفظ انسان کے کل معنی موضوع لہ ہیں نہ جز بلکہ اس سے خارج ہیں لیکن اس کے ساتھ لازم ہیں اسلئے کہ حیوانِ ناطق کے تصور سے قابل علم اور قابلِ کتابت کا تصور لازم آتا ہے کیونکہ پڑھنے اور لکھنے کی خداداد قابلیت وصلاحیت انسان کے علاوہ کسی اور میں نہیں ہوتی۔

فائدہ:...... صاحب شافیہ تَفَعُّلْ وتَفَاعُلْ را از ملحقات شمردہ جمیع محققین تخطیہ او نمودہ اند بہمیں جہت کہ ہر چند تَفَعُّلْ وتَفَاعُلْ بروزن رباعی گردیدہ لیکن دریں ہر دو باب خواص ومعانی زائد ست بنسبت بہ ملحق بہ پس مناط الحاق یافتہ نمی شود

ترجمہ:...... فائدہ: صاحب شافیہ نے باب تَفَعُّلْ اور تَفَاعُلْ کو ملحقات سے شمار کیا ہے مگر تمام محققین نے ان کی تغلیط فرمائی ہے (یعنی ان کی اس بات کو غلط قرار دیا ہے کہ یہ دونوں باب ملحق ہیں یہ تغلیط) اس وجہ سے کی ہے کہ اگر چہ تَفَعُّلْ اور تَفَاعُلْ رباعی (یعنی تَسَرْبُل) کے وزن پر ہو گئے ہیں لیکن ان دونوں بابوں میں ملحق بہ (یعنی تَسَرْبُل) کی بنسبت معانی اور خواص زیادہ ہیں پس الحاق کا مدار نہیں پایا جا رہا۔

تشریح وتحقیق

ماقبل میں ثلاثی مزید فیہ کے ابواب کی بحث سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ باب تَفَعُّل اور تَفَاعُل دونوں ثلاثی مزید فیہ غیر ملحق کے بے ہمزہ وصل والے پانچ ابواب میں سے ہیں اور یہ ثلاثی مزید فیہ مطلق کے ابواب ہیں ملحق نہیں ہیں چونکہ یہ دونوں باب رباعی مزید فیہ کے باب تَسَرْبُلْ یعنی تَفَعْلُلْ کے ہموزن ہیں کہ اس کے ساتھ تعداد حروف اور حرکات وسکنات میں برابر ہیں اس بناء پر شافیہ کے مصنفؒ نے ان دونوں کو ملحقات میں سے شمار کر لیا کہ یہ رباعی مزید فیہ کے باب تَفَعْلُلْ کے ساتھ ملحق ہیں۔ لیکن محققین صرف نے صاحب شافیہ کے اس نظریہ کو غلط قرار دیا ہے اور غلط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں باب اگر چہ رباعی مزید فیہ کے باب تَفَعْلُلْ کے ہموزن ہیں لیکن الحاق کے لئے صرف ہموزن ہونا کافی نہیں ہے بلکہ الحاق کے لئے دو شرطیں ہیں۔

(۱) ہموزن ہونا۔

(۲) ملحق اور ملحق بہ کا خواص اور معانی میں متحد ہونا۔

یہاں اگر چہ پہلی شرط موجود ہے یعنی ہموزن ہونا لیکن دوسری شرط موجود نہیں ہے کیونکہ باب تَفَعُّل اور تَفَاعُل میں وہ معانی اور خواص ہیں جو کہ باب تَفَعْلُلْ میں نہیں ہیں تو ان دونوں بابوں میں باب تَفَعْلُلْ کے مقابلہ میں خواص اور معانی زیادہ پائے جاتے ہیں۔ (جس کی تفصیل آپ خاصیات ابواب میں پڑھیں گے) جب ملحق اور ملحق بہ خواص میں متحد نہیں ہیں تو ملحق ہونے کی دوسری شرط نہیں پائی گئی لہٰذا ان کو ملحق کہنا درست نہیں ہے۔

فائدہ:...... حضرت استاذی مولوی سید محمد صاحب بریلوی غفرلہٗ برائے ضبط حرکات مصادر غیر ثلاثی مجرد قاعدہ تقریر فرمودہ اند افادۃً نوشتہ میشود قاعدہ ہر مصدر غیر ثلاثی مجرد کہ در آخرش تا باشد و فا مفتوح بود مابعد ساکن اولش مفتوح باشد چون مُفَاعَلَةٌ و فَعْلَلَةٌ و ملحقات آن۔

و ہر مصدر مذکور کہ تا قبل فائے آن باشد و فا مفتوح بود مابعد ساکن اولش مضموم باشد چون تَقَابُلٌ و تَقَبُّلٌ و تَسَرْبُلٌ و ملحقات آن و اگر فا ساکن بود مابعد آن مکسور باشد چون تَصْرِيفٌ و ہر مصدر کہ ہمزۂ وصل در ابتداء داشتہ باشد مابعد ساکن اولش مکسور باشد چون اِجْتِنَابٌ و اِسْتِنْصَارٌ وغیر آن جز اِفَّعُّلٌ و اِفَّاعُلٌ کہ از فروع تَفَعُّل و تَفَاعُل اند اصلی از ابواب ہمزۂ وصل نیستند

ہر مصدر کہ ہمزۂ قطعی اولش باشد مابعد ساکن اولش مفتوح بود چون اِفْعَالٌ درین قاعدہ وجہ ضبط حرکت مابعد ساکن اول بالخصوص اینست کہ خطا در تلفظ ہمیں حرف بیشتر از مردم واقع میشود اکثر مُنَاسَبَت و دیگر مصادر مُفَاعَلَت را بکسر عین و اِجْتِنَاب را بفتح تا برزبان می آرند۔

ترجمہ:...... فائدہ: میرے استاد حضرت مولوی سید محمد صاحب بریلوی نے غیر ثلاثی مجرد کے مصادر کی حرکات یاد رکھنے کے واسطے ایک قاعدہ بیان فرمایا ہے فائدہ پہنچانے کی غرض سے وہ قاعدہ لکھا جاتا ہے۔

قاعدہ:...... غیر ثلاثی مجرد کا ہر وہ مصدر جس کے آخر میں تاء ہو اور اس مصدر کا فاء کلمہ مفتوح ہو تو اس کے پہلے ساکن حرف کے بعد والا حرف مفتوح ہوتا ہے جیسے مُفَاعَلَةٌ اور فَعْلَلَةٌ اور فَعْلَلَةٌ کے تمام ملحقات اور ہر مصدر مذکور (یعنی غیر ثلاثی مجرد کا مصدر) جس کے فاء کلمہ سے پہلے تاء ہو اور فاء کلمہ مفتوح ہو تو اس کے پہلے ساکن کے بعد والا حرف مضموم ہوتا ہے جیسے تَقَبُّلٌ، تَقَابُلٌ، تَسَرْبُلٌ اور اس (تَسَرْبُلٌ) کے ملحقات۔ اور اگر فاء کلمہ ساکن ہو تو فاء کے بعد والا حرف مکسور ہوتا ہے جیسے تَصْرِيفٌ۔ اور ہر وہ مصدر جس

ے شروع میں ہمزہ وصلی ہواس کے پہلے ساکن کے بعد والاحرف مکسور ہوتا ہے جیسے اِجْتِنَابٌ ، اِسْتِنْصَارٌ وغیرہ سوائے باب اِفَعُّلٌ اور اِفَّاعُل کے کہ یہ دونوں باب تَفَعُّل اور تَفَاعُل کی فروعات میں سے ہیں اصل کے اعتبار سے ہمزہ وصلی والے ابواب میں سے نہیں ہیں اور ہر وہ مصدر جس کی ابتداء میں ہمزہ قطعی ہواس کے پہلے ساکن کے بعد والاحرف مفتوح ہوتا ہے جیسے اِفْعَالٌ۔ اس (پورے) قاعدے میں خصوصاً ساکن اول کے مابعد کی حرکت کو ضبط کرنے کی وجہ یہ ہے کہ تلفظ میں غلطی اسی حرف میں اکثر لوگوں سے واقع ہوتی ہے۔ اکثر لوگ مُنَاسَبَة اور باب مُفَاعَلَة کے دوسرے مصادر کو عین کے کسرہ کے ساتھ اور اِجْتِنَابٌ کو تاء کے فتحہ کے ساتھ زبان پر لے آتے ہیں۔

تشریح وتحقیق

ایک قاعدہ برائے مصادر:

مصنفؒ نے اپنے استاد کے حوالے سے مصادر کے لئے جو قاعدہ بیان فرمایا ہے یہ غیر ثلاثی مجرد کے مصادر کے لئے ہے جہاں تک ثلاثی مجرد کے مصادر کا تعلق ہے تو ان کے اوزان متعین نہیں ہیں بلکہ کثیر ہیں اسلئے وہ کسی قاعدہ کے تحت منضبط نہیں ہیں۔ یہ قاعدہ پانچ اجزاء پر مشتمل ہے۔

(۱) غیر ثلاثی مجرد کا ہر وہ مصدر جس کے آخر میں تاء زائدہ ہواور اس مصدر کا فاء کلمہ مفتوح ہوتو اس میں ساکن اول (یعنی پہلے ساکن حرف) کے بعد والاحرف مفتوح ہوتا ہے جیسے مُفَاعَلَةٌ کہ اس کے آخر میں تاء زائدہ ہے اور اس کا فاء کلمہ مفتوح ہے اس میں ساکن اول الف ہے جس کے بعد والاحرف (یعنی عین کلمہ) مفتوح ہے۔ اسی طرح فَعْلَلَةٌ اور اس کے تمام ساتے ملحقات کہ ان کے آخر میں تاء ہوتی ہے اور فاء کلمہ مفتوح ہوتا ہے اور یہاں ساکن اول عین کلمہ ہوتا ہے تو اس کے بعد جو حرف ہوگا وہ مفتوح ہوگا جیسے دَحْرَجَ ، جَلْبَبَ سَرْوَلَ وغیرہ۔

(۲) اور غیر ثلاثی مجرد کا ہر وہ مصدر جس میں فاء کلمہ سے پہلے تاء ہواور فاء کلمہ مفتوح ہوتو اس میں ساکن اول کے بعد والاحرف مضموم ہوتا ہے جیسے تَقَابُلٌ بروزن تَفَاعُلٌ اس میں فاء کلمہ (یعنی قاف سے) پہلے تاء ہے اور یہ فاء کلمہ مفتوح ہے اور ساکن اول الف ہے جس کا مابعد (یعنی باء) مضموم ہے اور تَقَبُّلٌ بروزن تَفَعُّلٌ اس میں بھی فاء کلمہ سے پہلے تاء ہے اور فاء کلمہ مفتوح ہے اور ساکن اول باء اول ہے جو کہ باء ثانی میں مدغم ہے۔ اور باء ثانی یہاں ساکن اول کا مابعد ہے جو کہ مضموم ہے اسی طرح تَسَرْبُلٌ اور اس کے تمام آٹھ ملحقات کہ ان سب میں فاء کلمہ سے پہلے تاء ہوتی ہے اور خود فاء کلمہ مفتوح ہوتا ہے اور ساکن اول عین کلمہ ہوتا ہے جس کا مابعد مضموم ہوتا ہے۔

(۳) اور اگر فاء کلمہ سے پہلے تاء ہولیکن خود فاء کلمہ ساکن ہو (مفتوح نہ ہو) تو ایسے مصدر میں ساکن اول کا مابعد مکسور ہوتا ہے جیسے تَصْرِیْفٌ بروزن تَفْعِیْلٌ اس میں فاء کلمہ (یعنی صاد) سے پہلے تاء ہے اور خود فاء کلمہ ساکن ہے اور ساکن اول یہی فاء کلمہ ہے جس کا مابعد یعنی راء مکسور ہے۔

(۴) اور غیر ثلاثی مجرد کا ہر وہ مصدر جس کی ابتداء میں ہمزہ وصلی ہو اس میں ساکن اول کا مابعد مکسور ہوتا ہے جیسے اِجْتِنَابٌ بروزنِ اِفْتِعَالٌ اس مصدر کے شروع میں ہمزہ وصلی ہے اور اس میں ساکنِ اول جیم ہے جس کا مابعد یعنی تاء مکسور ہے اسی طرح اِسْتِنْصَارٌ، اِنْصِرَافٌ وغیرہ۔

اعتراض:...... اِفَّعُّلٌ اور اِفَّاعُلٌ یہ بھی تو ایسے مصادر ہیں جن کے شروع میں ہمزہ وصلی ہے لیکن ان میں تو ساکن اول کا مابعد مکسور نہیں ہے بلکہ مفتوح ہے کیونکہ ان دونوں میں فائے اول جو کہ مدغم ہے وہ ساکن اول ہے اور فائے ثانی جو کہ مدغم فیہ ہے وہ ساکن اول کا مابعد ہے لیکن وہ مکسور تو نہیں ہے بلکہ مفتوح ہے تو آپ کے بیان کردہ قاعدے میں کُلّیت نہیں ہے یعنی یہ قاعدہ اپنے تمام افراد کیلئے جامع نہیں۔

جواب:...... مصنف ؒ نے جز اِفَّعُّلٌ و اِفَّاعُلٌ کہ از فروع الخ۔ عبارت سے اس اعتراض کا جواب یوں دیا کہ یہ دونوں مصدر اصل کے اعتبار سے ہمزہ وصلی والے مصادر میں سے نہیں ہیں بلکہ اِفَّعُّلٌ تَفَعُّلٌ سے بنا ہے اور اِفَّاعُلٌ تَفَاعُلٌ سے بنا ہے اِطَّهَّرَ اور اِثَّاقَلَ والے قاعدہ سے جیسا کہ ماقبل میں یہ بات گزر چکی ہے۔ لہٰذا ان میں مذکورہ قاعدہ کے جاری نہ ہونے سے اس کی کلّیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(۵) غیر ثلاثی مجرد کا ہر وہ مصدر جس کی ابتداء میں ہمزہ قطعی ہو اس میں ساکن اول کا مابعد مفتوح ہوتا ہے جیسے اِکْرَامٌ بروزن اِفْعَالٌ۔ اس مصدر کے شروع میں ہمزہ قطعی ہے کیونکہ باب افعال کا ہمزہ قطعی ہوتا ہے اور ساکن اول کاف ہے۔ جس کا مابعد (یعنی راء) مفتوح ہے۔

سوال:...... اس پورے قاعدے میں خاص طور پر ساکن اول کے مابعد کی حرکت کی نشاندہی کی گئی ہے اس خصوصیت کی کیا وجہ ہے؟

جواب:...... دریں قاعدہ وجہ ضبط حرکت الخ اس عبارت سے مصنف نے اس سوال کا جواب دیا کہ اس خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ اکثر لوگ غلطی اسی ساکن اول کے مابعد والے حرف کی حرکت میں کرتے ہیں۔ عوام کا تو کیا کہنا خواص اور عربی دان مدرسین اس غلطی کے مرتکب ہوتے ہیں اکثر باب مُفَاعَلَه کے مصادر کو عین

کلمہ کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے ہیں ۔مُنَاسَبَتْ کومُنَاسِبَتْ، مُنَاظَرَہْ کومُنَاظِرَہْ اورمُقَابَلَہْ کومُقَابِلَہْ اورمُظَاهَرَہْ کومُظَاهِرَہْ پڑھتے ہیں ۔حالانکہ باب مُفَاعَلَہ کے مصادر میں عین کلمہ مفتوح ہوتا ہے ۔اسی طرح باب اِفْتِعَال کے مصدر میں تاء کومفتوح پڑھتے ہیں جیسے اِجْتِنَابْ کواِجْتَنَابْ ۔حالانکہ تائے افتعال مصدر میں مکسور ہوتی ہے توان اغلاط سے بچانے کی غرض سے خصوصیت کے ساتھ ساکن اول کے مابعد کی حرکت کی نشاندہی کی گئی۔

قاعدہ:...... برائے ضبط حرکت عین مضارع معلوم درابواب غیر ثلاثی مجرد اگردر ماضی تاقبل فاباشد عین مضارع مفتوح خواہد بودوالامکسور ودرر باعی وملحقات کل آن لام اول وہرحرفے کہ بجائے آن باشد حکم عین دارد پس درتَفَاعُل وتَفَعُّل وتَفَعْلُل ودرملحقاتش ماقبل آخر درمضارع معلوم مفتوح باشد ودر جملہ ابواب دیگر مکسور۔

ترجمہ:......قاعدہ: غیر ثلاثی مجرد کے ابواب میں مضارع معلوم کے عین کلمہ کی حرکت کوضبط کرنے کے واسطے قاعدہ ۔(وہ قاعدہ یہ ہے کہ)اگرفعل ماضی میں فاء کلمہ سے پہلے تاء ہوتو مضارع معلوم میں عین کلمہ مفتوح ہوگا ورنہ مکسور(یعنی اگر ماضی میں فاء کلمہ سے پہلے تاء نہ ہوتو پھر مضارع معلوم میں عین کلمہ مکسور ہوگا)اور رباعی (مجرد ومزید)اوراس کے تمام ملحقات میں لام اول یاہروہ حرف جواس (لام اول) کی جگہ ہووہ عین کلمہ کاحکم رکھتا ہے۔پس (مذکورہ قاعدہ کے مطابق)باب تَفَاعُل ، تَفَعُّل ،تَفَعْلُل اوراس کے ملحقات میں مضارع معلوم کا ماقبل آخر مفتوح ہوتا ہے۔اوردوسرے تمام ابواب میں (مضارع معلوم)کاماقبل آخر مکسور ہوتا ہے۔

تشریح وتحقیق

قاعدہ برائے ضبط حرکت عین کلمہ مضارع معلوم:

مضارع معلوم کے حرف اتین کی حرکت کے متعلق قاعدہ اس سے پہلے علم الصیغہ صفحہ نمبر ۲۶ پر گزرچکا ہے۔ یہ قاعدہ مضارع معلوم کے عین کلمہ کی حرکت کے متعلق ہے کہ مضارع معلوم کے عین کلمہ پر کب کونسی حرکت پڑھنی ہے؟

یہ قاعدہ غیر ثلاثی مجرد کے مضارع معلوم کے لئے ہے یعنی ثلاثی مزید فیہ۔رباعی مجرد اور رباعی مزید فیہ کیلئے کیونکہ ثلاثی مجرد کے مضارع معلوم کے عین کلمہ کی حرکت سماعی ہے قیاسی نہیں ہے یعنی ثلاثی مجرد کا جومضارع

لغتِ عرب میں جس باب سے مسموع ہے اسی سے استعمال کیا جائیگا اگر وہ مضارع معلوم عربی لغت میں فَتَحَ یاسَمِعَ سے مستعمل ہے تو اس کا ماقبل آخر (یعنی عین کلمہ) مفتوح ہوگا۔ اور اگر نَصَرَ یاشَرُفَ سے مستعمل ہو تو اس کا عین کلمہ مضموم ہوگا اور اگر ضَرَبَ یاحَسِبَ سے مستعمل ہو تو اس کا عین کلمہ مکسور ہوگا۔ مصنف نے جو قاعدہ بیان کیا ہے یہ غیر ثلاثی مجرد کے مضارع معلوم کے لئے ہے۔

اس قاعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ثلاثی مجرد کے علاوہ ہر وہ ماضی جس میں فاء کلمہ سے پہلے تاء ہو تو اس کے مضارع معلوم میں عین کلمہ مفتوح ہوتا ہے اور ایسے ابواب کل گیارہ [11] ہیں۔ جہاں ماضی میں فاء کلمہ سے پہلے تاء ہوتی ہے۔ (۱) باب تَفَعُّل (۲) تفَاعُل (۳) تَفَعْلُلٌ اور اس کے آٹھ ملحقات جیسے یَتَصَرَّفُ یَتَضَارَبُ، یَتَدَحْرَجُ، یَتَجَلْبَبُ وغیرہ اور اگر ماضی میں فاء کلمہ سے پہلے تاء نہ ہو تو اس کے مضارع معلوم میں عین کلمہ مکسور ہوتا ہے اور مذکورہ گیارہ ابواب کے علاوہ باقی سارے ابواب ایسے ہیں جہاں ماضی میں فاء کلمہ سے پہلے تاء نہیں ہوتی۔

قولہ و در رباعی و ملحقات کل آں الخ۔ یہ ایک اعتراض کا جواب ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ رباعی مزید فیہ کے باب تَفَعْلُل اور اس کے تمام آٹھ ملحقات کی ماضی میں فاء کلمہ سے پہلے تاء ہوتی ہے لیکن ان میں تو مضارع معلوم کا عین کلمہ مفتوح نہیں ہوتا بلکہ ساکن ہوتا ہے جیسے یَتَسَرْبَلُ بروزن یَتَفَعْلَلُ۔ اس میں عین کلمہ حرف راء ہے جو ساکن ہے مفتوح نہیں ہے اسی طرح رباعی مجرد اور اس کے تمام ملحقات کی ماضی میں تو فاء کلمہ سے پہلے تاء نہیں ہوتی جس کا تقاضہ یہ ہے کہ ان کے مضارع معلوم میں عین کلمہ مکسور ہو لیکن ایسا نہیں ہوتا بلکہ ان کے مضارع معلوم میں بھی عین کلمہ ساکن ہوتا ہے جیسے یُدَحْرِجُ بروزن یُفَعْلِلُ اس میں عین کلمہ حرف حاء ہے جو ساکن ہے تو آپ کا بیان کردہ قاعدہ کیسے صحیح ہوا؟

مصنف نے جواب دیا کہ رباعی (مجرد و مزید) اور اس کے تمام ملحقات میں لام اول اور ہر وہ حرف جو لام اول کی جگہ واقع ہو وہ عین کلمہ کا حکم رکھتا ہے کیونکہ عین کلمہ بھی عموماً ماقبل آخر میں واقع ہوتا ہے (یعنی لام کلمہ سے پہلے) اور رباعی میں لام اول بھی آخر سے پہلے واقع ہوتا ہے (یعنی لام ثانی سے پہلے) تو لام اول عین کلمہ کے حکم میں ہوا (گویا کہ لام اول عین کلمہ ہے) تو عین کلمہ کا حکم لام اول پر جاری ہوگا۔ لہٰذا ہر وہ رباعی جس کی ماضی میں فاء کلمہ سے پہلے تاء ہو اس کے مضارع معلوم میں لام اول مفتوح ہوتا ہے۔ اگرچہ خود عین کلمہ مفتوح نہیں ہوتا اور ہر وہ رباعی جس کی ماضی میں فاء کلمہ سے پہلے تاء نہ ہو اس کے مضارع معلوم میں عین کلمہ کی جگہ لام اول مکسور ہوتا ہے اگرچہ خود عین کلمہ مکسور نہیں ہوتا۔ کیونکہ لام اول کا مفتوح ہونا عین کلمہ کے مفتوح ہونے کے حکم میں ہے اور لام اول کا

مکسور ہونا عین کلمہ کے مکسور ہونے کے حکم میں ہے۔ اسی وجہ سے رباعی مزید فیہ کے باب تَفَعْلُلْ اور اس کے ملحقات کے مضارع معلوم میں عین کلمہ کی جگہ لام اول مفتوح ہوتا ہے کیونکہ تَفَعْلُلْ اور اس کے ملحقات کے ماضی میں فاء کلمہ سے پہلے تاء ہوتی ہے جیسے یَتَسَرْبَلُ بروزن یَتَفَعْلَلُ اس میں باء لام اول ہے جو کہ مفتوح ہے۔ اور رباعی مجرد اور اس کے ملحقات اسی طرح رباعی مزید فیہ کے باب اِفْعِنْلَال اور اِفْعِلَّال ان سب کے مضارع معلوم میں عین کلمہ کی جگہ پر ماقبل آخر (یعنی لام اول) مکسور ہوتا ہے کیونکہ ان کے ماضی میں فاء کلمہ سے پہلے تا نہیں ہوتی۔

قولہ پس در تَفَاعل و تَفَعّل الخ ۔ یہاں سے مذکورہ قاعدہ پر تفریع ہے کہ ثلاثی مزید فیہ کے باب تفاعل، تفعل اور رباعی مزید فیہ کے باب تَفعلل اور اس کے ملحقات یہ سب ایسے ہیں جن کے ماضی میں فاء کلمہ سے پہلے تاء ہوتی ہے لہٰذا مذکورہ بالا قاعدہ کے مطابق ان سب کے مضارع معلوم میں ماقبل آخر مفتوح ہوتا ہے اور ان کے علاوہ غیر ثلاثی مجرد کے دوسرے تمام ابواب کے مضارع معلوم میں ماقبل آخر مکسور ہوتا ہے کیونکہ ان کے ماضی میں فاء کلمہ سے پہلے تاء نہیں ہوتی۔

نوٹ: ...... اس قاعدہ میں اگر عین کلمہ کی جگہ پر ''ماقبل آخر'' کا لفظ استعمال کیا جائے جیسا کہ مصنف نے تفریع میں استعمال کیا ہے تو زیادہ بہتر اور مفید ہے یعنی یوں کہا جائے کہ ثلاثی مجرد کے علاوہ ہر وہ ماضی جس میں فاء کلمہ سے پہلے تاء ہو اسکے مضارع معلوم میں ماقبل آخر مفتوح ہوتا ہے اور اگر فاء کلمہ سے پہلے تاء نہ ہو تو اس کے مضارع معلوم میں ماقبل آخر مکسور ہوتا ہے۔ بہتر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں مذکورہ بالا اعتراض وارد نہیں ہوگا کیونکہ ماقبل آخر عام ہے چاہے وہ عین کلمہ ہو یا لام اول ہو۔ اسی وجہ سے اکثر صرفی حضرات یہاں عین کلمہ کے بجائے ماقبل آخر کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

باب سوم در صرف مہموز و معتل و مضاعف مشتمل بر سہ فصل چون از سر دا ابواب فارغ شدیم حالا بقواعد تخفیف واعلال وادغام می پردازیم تغییر ہمزہ را تخفیف گویند وتغیر حرف علت رااعلال ودر آوردن یک حرف رادر دیگرے ومشدد نمودن راادغام فصل اول در مہموز مشتمل بر دوقسم، قسم اول در قواعد تخفیف ہمزہ۔

قاعدہ:...... ہمزہ منفردہ ساکنہ وفق حرکت ماقبل خود شود جوازاً یعنی بعد فتحہ الف وبعد ضمہ واؤ وبعد کسرہ یا چون رَاسٌ وذِیبٌ وبُوسٌ۔

قاعدہ:...... ہمزہ ساکنہ بعد ہمزہ متحرکہ وجوباً وفق حرکت ماقبل شود چون اٰمَنَ و اُوْمِنَ وایْمَاناً ۔

قاعدہ:...... ہمزہ منفردہ مفتوحہ بعد ضمہ واو شود وبعد کسرہ یا جوازاً چون جُوَنٌ ومِیَرٌ۔

ترجمہ:...... تیسرا باب مہموز، معتل، مضاعف کی گردان میں (یہ باب) تین فصلوں پر مشتمل ہے جب ابواب کے بیان سے ہم فارغ ہو گئے تو اب ہم تخفیف، اعلال اور ادغام کے قواعد کے ساتھ مشغول ہوتے ہیں ہمزہ کے بدلنے کو تخفیف کہتے ہیں اور حرف علت کے بدلنے کو اعلال کہتے ہیں اور ایک حرف کو دوسرے حرف میں داخل کر کے مشدد بنانے کو ادغام کہتے ہیں۔

پہلی فصل مہموز کے بیان میں (یہ فصل) دو قسموں پر مشتمل ہے قسم اول ہمزہ کی تخفیف کے قواعد میں۔

قاعدہ:...... ہمزہ منفرد ساکنہ اپنے ماقبل کی حرکت کے موافق (حرف علت سے تبدیل) ہو جاتا ہے جوازی طور پر یعنی فتحہ کے بعد الف سے اور ضمہ کے بعد واو سے اور کسرہ کے بعد یاء سے (بدل جاتا ہے) جیسے رَاسٌ، ذِیبٌ، بُوسٌ۔

قاعدہ:...... ہمزہ متحرکہ کے بعد ہمزہ ساکنہ اپنے ماقبل کی حرکت کے موافق (حرف علت سے تبدیل) ہو جاتا ہے وجوبی طور پر جیسے اٰمَنَ، اُوْمِنَ، اِیْمَانًا۔

قاعدہ:...... ہمزہ منفردہ مفتوحہ ضمہ کے بعد واو سے اور کسرہ کے بعد یاء سے تبدیل ہو جاتا ہے جوازی طور پر جیسے جُوَنٌ اور مِیَرٌ۔

تشریح وتحقیق

مہموز کے قواعد

مصنفؒ نے اپنی اس کتاب کے آغاز میں فرمایا تھا کہ یہ رسالہ ایک مقدمہ، چار ابواب اور خاتمہ پر مشتمل ہے تو ان چار ابواب میں سے یہ تیسرا باب ہے جو مہموز، معتل اور مضاعف کی گردان اور قواعد کے بیان میں ہے یہاں جو مصنفؒ نے اولاً تخفیف، اعلال اور ادغام میں سے ہر ایک تعریف کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مصنف نے

مہموز کے قواعد کو تعبیر کیا ''تخفیف کے قواعد'' کے ساتھ اور معتل کے قواعد کو ''اعلال کے قواعد'' کے ساتھ اور مضاعف کے قواعد کو ''ادغام کے قواعد'' کے ساتھ تعبیر کیا جیسا کہ عبارت سے ظاہر ہے۔ لہٰذا ان تینوں میں سے ہر ایک کی تعریف ضروری تھی تا کہ مراد واضح ہو۔

تخفیف کی تعریف:

مہموز کے قواعد کے ذریعے ہمزہ میں جو رد و بدل ہوتا ہے اس کو تخفیف کہتے ہیں جیسے ہمزہ کو حرف علت سے بدلنا یا حذف کرنا وغیرہ۔

اعلال کی تعریف:

معتل کے قواعد سے حرف علت میں کسی بھی قسم کی تبدیلی کو اعلال یا تعلیل کہتے ہیں اور کبھی مطلق رد و بدل اور تغیر و تبدیلی پر بھی تعلیل کا اطلاق ہوتا ہے چاہے وہ تغیر و تبدل حرف علت میں ہو یا ہمزہ وغیرہ میں۔

ادغام کی تعریف:

مضاعف کے قواعد کے ذریعے دو ہم جنس حرفوں میں سے ایک کو دوسرے میں داخل کر کے مشدد بنانے کو ادغام کہتے ہیں۔

اس کے بعد مہموز کے قواعد اور گردان مذکور ہیں پھر معتل کے قواعد اور اس کی گردانیں اور اس کے بعد مضاعف کے قواعد اور اس کی گردانیں ہیں۔

واضح رہے کہ مصنفؒ نے قواعد کے بیان میں اختصار کے پیش نظر صرف مشہور قواعد ذکر کرنے پر اکتفاء کیا ہے اور کبھی ایک قاعدے کو دوسرے کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے جس سے قواعد کی تعداد کم ہو گئی ہے یہاں مہموز کے دس قاعدے مذکور ہیں ہر ایک قاعدے کا نام رکھا جاتا ہے تا کہ یاد رکھنے میں سہولت ہو۔

(۱) رَاسٌ، بُوسٌ، ذِیبٌ والا قاعدہ:

ہر وہ ہمزہ جو منفرد ہو (یعنی اکیلا ہو اس کے ساتھ دوسرا ہمزہ نہ ہو) ساکنہ ہو اور اس کا ماقبل متحرک ہو تو اس کو اپنے ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے تبدیل کرنا جائز ہے یعنی اگر ہمزہ سے پہلے فتحہ ہو تو وہ ہمزہ الف سے بدل جائے گا (کیونکہ فتحہ کے موافق حرف علت الف ہے اسلئے الف کو اختِ فتحہ کہتے ہیں یعنی فتحہ کی بہن کیونکہ الف فتحہ میں اشباع سے پیدا ہوتا ہے) جیسے رَاسٌ، جو اصل میں رَأْسٌ تھا اور اگر ہمزہ کے ماقبل کسرہ ہو تو یاء سے بدل

دیا جائیگا (کیونکہ کسرہ کے موافق حرف علت یاء ہے اس لئے یاء کو اخت کسرہ کہتے ہیں کیونکہ یہ کسرہ میں اشباع کرنے سے پیدا ہوتی ہے) جیسے ذِیْبٌ جو اصل میں ذِئْبٌ تھا۔اور اگر ہمزہ کا ماقبل مضموم ہو تو اس کو واو سے بدلدیا جائے گا (کیونکہ ضمہ کے موافق حرف علت واو ہے اسلئے واو کو اخت ضمہ کہتے ہیں کیونکہ ضمہ کو اشباع کے ساتھ پڑھنے سے واو پیدا ہوتا ہے) جیسے بُوْسٌ جو اصل میں بُؤْسٌ تھا۔

(۲) اٰمَنَ اُوْمِنَ اِیْمَانًا والا قاعدہ:

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمزہ ساکنہ جب ہمزہ متحرکہ کے بعد ایک کلمہ میں واقع ہو تو اس ہمزہ ساکنہ کو اپنے ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے تبدیل کرنا واجب ہے (یعنی ماقبل والا ہمزہ اگر مضموم ہو تو ہمزہ ساکنہ کو واو سے اور اگر مفتوح ہو تو ہمزہ ساکنہ کو الف سے اور اگر مکسور ہو تو ہمزہ ساکنہ کو یاء سے بدلنا واجب ہے) ماقبل مفتوح ہونے کی مثال جیسے اٰمَنَ جو اصل میں أَءْمَنَ تھا اور ماقبل مضموم ہونے کی مثال جیسے اُوْمِنُ جو اصل میں أُءْمِنُ تھا اور ماقبل مکسور ہونے کی مثال جیسے اِیْمَانًا جو اصل میں اِئْمَانًا تھا۔

نوٹ:……قاعدہ (۱) جوازی ہے اور قاعدہ (۲) وجوبی ہے اس کے علاوہ ایک فرق ان دونوں قاعدوں میں یہ ہے کہ پہلے قاعدے میں ہمزہ ساکنہ منفردہ ہوتا ہے یعنی ایک ہی ہمزہ ہوتا ہے اس کے ماقبل ہمزہ کے علاوہ کوئی اور متحرک حرف ہوتا ہے جب کہ دوسرے قاعدہ میں ہمزہ ساکنہ منفردہ نہیں ہوتا بلکہ اس کے ماقبل متحرک حرف بھی ہمزہ ہوتا ہے۔

سوال:……یَؤُمُّ جو اصل میں یَأْمُمُ تھا اس میں پہلا قاعدہ کیوں جاری نہیں کیا گیا کہ ہمزہ ساکنہ کو الف سے بدل کر یَامُمُ پڑھا جاتا یہاں تو مضاعف کا قاعدہ جاری کیا گیا ہے کہ میم کی حرکت ہمزہ کو دے کر میم کو میم میں مدغم کر دیا یہ کیوں؟ اسی طرح اَوُمُّ مضارع معلوم واحد متکلم کا صیغہ جو اصل میں أَءْمُمُ تھا اس میں دوسرا قاعدہ کیوں جاری نہیں کیا گیا اور مضاعف کا قاعدہ جاری کیا کہ میم کی حرکت ہمزہ کو دیکر میم کو میم میں مدغم کیا أَءُمُّ بن گیا پھر بقاعدہ جَآءِ اور اَوَادِمُ دوسرے ہمزہ کو واو سے بدل دیا اَوُمُّ بن گیا یہ کیوں؟

جواب:……مہموز اور مضاعف کے قوانین میں تعارض کے وقت مضاعف کے قواعد کو ترجیح دی جاتی ہے اس لئے مذکورہ مثالوں میں مضاعف کے قواعد جاری ہوئے مہموز کے جاری نہیں ہوئے۔

(۳) جُوَنٌ مِیَرٌ والا قاعدہ:

اس قاعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمزہ منفردہ مفتوحہ کا ماقبل جب مضموم ہو تو اس کو واو سے تبدیل کرنا اور اگر ماقبل مکسور ہو تو اس کو یاء سے تبدیل کرنا جائز ہے ماقبل مضموم ہونے کی مثال جیسے جُوَنٌ جو اصل میں جُؤَنٌ تھا اور ماقبل مکسور ہونے کے مثال جیسے مِیَرٌ جو اصل میں مِئَرٌ تھا اُءَیْدِمُ میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوگا کیونکہ یہاں ہمزہ منفردہ نہیں ہے بلکہ دو ہمزے ہیں سُئِلَ میں یہ قانون جاری نہیں ہوگا کیونکہ یہاں ہمزہ مفتوحہ نہیں ہے مکسورہ ہے سَئَلَ میں بھی یہ قانون جاری نہیں ہوگا کیونکہ یہاں ہمزہ مفتوحہ ماقبل مضموم یا مکسور نہیں ہے۔

قاعدہ در دو ہمزہ متحرک اگر یکے ہم مکسور باشد ثانی یا شود وجوبًا چون جَاءٍ واَیِمّۃ ورنہ واو چون اُوَادِمُ واُوَیْمٌ صرفیان این قاعدہ را در صورت کسرہ ہم وجوبی گفتہ اند مگر این صحیح نیست زیرا کہ در بعضے قراءت متواترہ لفظ اَئِمّۃ بہمزہ دوم آمدہ پس معلوم شد کہ قاعدہ مذکورہ جوازی ست۔

ترجمہ:...... قاعدہ: دو متحرک ہمزوں میں سے اگر ایک بھی مکسور ہو تو ثانی ہمزہ وجوبی طور پر یاء بن جاتا ہے جیسے جَاءٍ اور اَیِمّۃ مگر نہ واو جیسے اُوَادِمُ اور اُوَیْمٌ صرفی حضرات نے اس قاعدے کو ہمزہ کے مکسور ہونے کی صورت میں بھی وجوبی کہا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ بعض متواتر قرآتوں میں لفظ اَئِمّۃ ہمزہ ثانیہ کے ساتھ آیا ہے تو معلوم ہوا کہ قاعدہ مذکورہ (ہمزہ کے مکسور ہونے کی صورت میں) جوازی ہے (وجوبی نہیں ہے)۔

تشریح وتحقیق

(۴) جَاءٍ اور اُوَادِمُ والا قاعدہ:

اس قاعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جب دو متحرک ہمزے ایک ساتھ ایک کلمہ میں جمع ہو جائیں اور ان دونوں میں سے کوئی ایک ہمزہ مکسور ہو تو دوسرے ہمزہ کو یاء سے تبدیل کرنا واجب ہے اور اگر کوئی ایک بھی مکسور نہ ہو تو پھر دوسرے ہمزہ کو واو سے تبدیل کرنا واجب ہے جیسے جَاءٍ جو اصل میں جَایِئٌ تھا قَائِلٌ بَائِعٌ والے قانون سے یاء کو ہمزہ سے بدل دیا جَائِئٌ بن گیا اب دو ہمزے متحرک ایک ساتھ جمع ہو گئے ایک کلمہ میں اور ان میں سے ایک مکسور ہے یعنی اول تو اس قاعدے کے مطابق دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدل دیا جَائِیٌ ہوا پھر یَدْعُوْا یَرْمِیْ والے قاعدے سے یاء کی حرکت حذف ہوگئی تو التقاء ساکنین ہوا یاء اور تنوین کے درمیان ۔ یاء مدہ ہونے کی وجہ سے حذف ہوگئی

تو جَآءٍ بن گیا اور اَیِمَّۃٌ اصل میں اَئِمَّۃٌ تھا دو متحرک ہمزے ایک ساتھ ایک کلمہ میں جمع ہیں اور ان میں سے ایک مکسور ہے (یعنی دوسرا) تو اسی دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدل دیا۔ اور اُوَادِمُ اصل میں ءَءَادِمُ تھا یہاں دو متحرک ہمزوں میں سے کوئی مکسور نہیں تھا تو دوسرے ہمزہ کو واو سے بدل دیا۔

اسی طرح اُوَیْمِلُ جو اصل میں ءُءَیْمِلُ تھا دوسرے ہمزہ کو واو سے بدل دیا۔

سوال:...... یَقْرَءُ اَبُوْکَ میں یہ قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوا یہاں بھی تو دو متحرک ہمزے جمع ہیں؟

جواب:...... یہاں دونوں ہمزے ایک کلمہ میں نہیں ہیں جبکہ اس قاعدے کے لئے وحدۃ کلمہ شرط ہے۔

قولہ صرفیان ایں قاعدہ الخ: یہ ایک اعتراض کا جواب ہے اعتراض یہ ہے کہ لفظ اَئِمَّۃٌ قرآن مجید میں ہمزہ ثانیہ کے ساتھ مستعمل ہے یعنی اَئِمَّۃٌ جبکہ اس قاعدے کے مطابق تو ہمزہ ثانیہ کو یاء سے تبدیل کر کے اَیِمَّۃٌ پڑھنا واجب ہے تو قرآن میں اس وجوبی قاعدے کے خلاف کس طرح مستعمل ہے؟

جواب:...... مصنف نے یہ دیا کہ اصل بات یہ ہے کہ صرفی حضرات جو اس قاعدے کو ہر صورت میں وجوبی مانتے ہیں خواہ دونوں ہمزوں میں سے کوئی ایک ہمزہ مکسور ہو یا نہ ہو اُن کی یہ بات درست نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دونوں ہمزوں میں سے کسی ایک کے مکسور نہ ہونے کی صورت میں تو یہ قاعدہ وجوبی ہے لیکن اگر کوئی ایک ہمزہ مکسور ہو تو یہ قاعدہ جوازی ہے یعنی دوسرے ہمزہ کو یاء سے تبدیل کرنا جائز ہے واجب نہیں۔ اس کی دلیل یہی ہے کہ بعض متواتر قراٰت میں یہ لفظ اَئِمَّۃٌ ہمزہ ثانیہ کے ساتھ مستعمل ہے اگر یہ قاعدہ ہمزہ کے مکسور ہونے کی صورت میں بھی وجوبی ہوتا تو پھر اَئِمَّۃٌ ہمزہ ثانیہ کے ساتھ قرآن میں وارد نہ ہوتا بلکہ یاء کے ساتھ استعمال لازمی ہوتا (یعنی اَیِمَّۃٌ)۔

فائدہ:...... مصنف نے تو ہمزہ کے مکسور ہونے کی صورت میں اس قاعدے کو جوازی قرار دیا ہے لیکن اکثر صرفی حضرات مطلقاً اس قاعدے کو وجوبی مانتے ہیں خواہ ہمزہ مکسور ہو یا نہ ہو اور یہ حضرات اَئِمَّۃٌ کو خاص طور پر اس وجوب سے مستثنیٰ کرتے ہیں کہ یہاں ہمزہ ثانیہ کو یاء سے تبدیل کرنا واجب نہیں ہے بلکہ جائز ہے لیکن یہ جواز صرف اَئِمَّۃٌ تک محدود ہے یہ بات نہیں کہ جہاں بھی دو ہمزوں میں سے کوئی ایک مکسور ہو تو وہاں ہمزہ ثانیہ کو یاء سے تبدیل کرنا جائز ہوگا واجب نہیں ہوگا ورنہ یوں تو پھر جَآءٍ میں جَاءِئٌ بھی جائز ہونا چاہئے جبکہ ایسا نہیں ہے۔

سوال:...... متن میں تو خود مصنفؒ نے بھی اولاً کسی ایک ہمزہ کے مکسور ہونے کی صورت میں اس قاعدے کو وجوبی

قرار دیا ہے پھر دوسرے علماء صرف پر رد کرنے کا کیا مطلب ہے؟

جواب:...... متن میں تو مصنف نے قاعدہ کو عام علماء صرف کے نظریہ کے مطابق بیان کیا ہے کہ ان کے نزدیک یہ قاعدہ ہر صورت میں وجوبی ہے۔ یہ مصنف کا اپنا نظریہ نہیں ہے اپنا نقطہ نظر بعد میں بیان کیا جس میں صرفیوں پر رد کیا۔

> قاعدہ: ہمزہ بعد واو و یائے مدہ زائدہ و یائے تصغیر جنس ماقبل گشتہ دران ادغام یابد جواز اچون مَقْرُوَّةٌ و خَطِيَّةٌ و أُفَيِّسٌ۔
>
> قاعدہ: چون بعد الف مَفَاعِل ہمزہ قبل یا واقع شود بیائے مفتوحہ بدل شود و یا بالف چون خَطَايَا جمع خَطِيْئَةٌ خَطَايِئُ بود بسبب وقوع یاء قبل طرف بعد الف جمع ہمزہ شد پس خَطَاءِءُ گردید بعد ازان ہمزہ ثانیہ بقاعدہ جَاءٍ یا شد پس حسب این قاعدہ ہمزہ را یائے مفتوحہ و یا را الف کردند خَطَايَا شد۔

ترجمہ:...... قاعدہ: ہمزہ، واو اور یاء مدہ زائدہ کے بعد اور یاء تصغیر کے بعد ماقبل کی جنس سے ہو کر اس میں ادغام پاتا ہے جوازا (یعنی ہمزہ ماقبل کی جنس سے تبدیل ہونے کے بعد پھر ایک دوسرے میں میں مدغم ہو جاتے ہیں) جیسے مَقْرُوَّةٌ، خَطِيَّةٌ، أُفَيِّسٌ۔

قاعدہ: جب الف مفاعل کے بعد ہمزہ یاء سے پہلے واقع ہو تو (یہ ہمزہ) یائے مفتوحہ سے بدل جاتا ہے اور (آخری) یاء الف کے ساتھ (تبدیل ہو جاتی ہے) جیسے خَطَايَا جو خَطِيْئَةٌ کی جمع ہے (اصل میں) خَطَايِئُ تھا یاء طرف (آخر) سے پہلے اور الف جمع کے بعد واقع ہونے کی وجہ سے ہمزہ (سے تبدیل) ہو گئی تو خَطَاءِءُ ہوا اس کے بعد ہمزہ ثانیہ جَاءٍ والے قانون سے یاء ہو گیا تو خَطَائِيُ بن گیا پھر اس قاعدے کے مطابق ہمزہ کو یائے مفتوحہ اور یاء کو الف بنا دیا خَطَايَا ہو گیا۔

تشریح و تحقیق

(۵) مَقْرُوَّةٌ، خَطِيَّةٌ، أُفَيِّسٌ والا قاعدہ:

اس قاعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمزہ جب واو اور یاء مدہ زائدہ اور یاء تصغیر کے بعد واقع ہو تو ایسے ہمزہ کو اپنے ماقبل والے حرف کی جنس سے تبدیل کر کے ادغام کرنا جائز ہے۔

واو مدہ زائدہ کی مثال جیسے مَقْرُوَّةٌ جو اصل میں مَقْرُوْءَةٌ تھا ہمزہ واو مدہ زائدہ کے بعد واقع ہے (مدہ تو اس لئے ہے کہ حرف علت ساکن ہے اور ماقبل کی حرکت اس کے موافق ہے اور اسی کو مدہ کہتے ہیں اور زائدہ اس طرح ہے کہ حروف اصلی میں سے نہیں ہے کیونکہ مادہ قرء ہے جس میں واو نہیں ہے تو یہاں ہمزہ کو ماقبل کی جنس یعنی

واو سے بدل دیا پھر واو اول کو واو ثانی میں مدغم کر دیا۔

یاء مدہ زائدہ کی مثال جیسے خَطِیَّۃٌ جو اصل میں خَطِیْئَۃٌ تھا یہاں ہمزہ یاء مدہ زائدہ کے بعد واقع ہے تو ہمزہ کو اپنے ماقبل یعنی یاء کی جنس سے بدل دیا اور یاء کو یاء میں مدغم کیا۔

یائے تصغیر کی مثال جیسے اُفَیِّسٌ جو اصل میں اُفَیْئِسٌ تھا اس میں ہمزہ یائے تصغیر کے بعد واقع ہوا تو ہمزہ کو یاء سے بدل دیا اور یاء کو یاء میں مدغم کیا۔

نوٹ:...... اس قاعدے میں ہمزہ کو ماقبل کی جنس سے تبدیل کرنا تو جائز ہے لیکن ابدال کے بعد پھر اجتماع متجانسین کی وجہ سے ادغام واجب ہے۔

سوال:...... مِیْئَنَتٌ میں یہ قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوتا یہاں بھی تو ہمزہ یائے مدہ کے بعد واقع ہے۔

جواب:...... یہ یائے مدہ تو ہے لیکن زائدہ نہیں بلکہ عین کلمہ ہے جبکہ قاعدہ میں مدہ کے ساتھ زائدہ ہونا بھی شرط ہے۔

فائدہ:...... الف مفاعل سے مراد ہر وہ الف جمع ہے جو منتہی الجموع کے صیغے میں تیسری جگہ پر واقع ہو جیسے شَرَائِفُ، ضَوَارِبُ، مَسَاجِدُ وغیرہ کا الف۔

(۶) خَطَایَا والا قاعدہ:

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ جب ہمزہ الف مفاعل کے بعد اور یاء سے پہلے واقع ہو تو ایسے ہمزہ کو یائے مفتوحہ سے تبدیل کرنا اور مابعد کی یاء کو الف سے تبدیل کرنا واجب ہے جیسے خَطَایَا جو خَطِیْئَۃٌ کی جمع ہے اس کو خَطِیْئَۃٌ سے اس طرح بنایا کہ جمع منتہی الجموع بنانے کے طریقے کے مطابق دوسرے حرف یعنی طاء کو فتحہ دے دیا کیونکہ جمع منتہی الجموع میں پہلے دو حرف مفتوح ہوتے ہیں تیسری جگہ الف علامت جمع اقصی (یعنی جمع منتہی الجموع کی علامت) کو لے آئے آخر سے مفرد کی تاء کو حذف کیا کیونکہ مفرد اور جمع ایک دوسرے کی ضد ہیں ہم نے جمع کا صیغہ بنانا ہے جبکہ تاء وحدت پر دلالت کرتی ہے اب الف جمع کے بعد دو حرف باقی ہیں یاء اور ہمزہ جب دو حرف باقی ہوں تو پہلے کو کسرہ دیتے ہیں لہذا پہلے حرف یعنی یاء کو کسرہ دیا تو خَطَایِئٌ بن گیا۔ تنوین غیر منصرف ہونے کی وجہ سے حذف ہوگئی پھر شَرَائِفُ والے قاعدے سے (جو معتل کے قواعد میں آ رہا ہے) یاء کو ہمزہ سے بدل دیا خَطَاءِءُ بن گیا اب دو ہمزے جمع ہو گئے اور دونوں میں سے ایک (یعنی اول) مکسور ہے تو جَاءٍ والے قاعدے سے دوسرے ہمزہ کو یاء سے بدل دیا خَطَائِیُ ہو گیا اب ہمزہ الف مفاعل کے بعد اور یاء سے پہلے واقع ہوا تو اس قاعدہ نمبر ۶ سے ہمزہ

کو یائے مفتوحہ سے بدل دیا اور بعد والی یاء کو الف سے بدل دیا خَطَایَا ہوا۔

واضح رہے کہ یہاں آخر کی یاء کا الف سے بدل جانا قَالَ بَاعَ والے قانون کے ساتھ ہے اس قاعدہ کا کام صرف ہمزہ کو یائے مفتوحہ سے بدلنا ہے۔

اعتراض: ...... جَوَآئِیُ (جو جَآئِیَةٌ کی جمع ہے) میں یہ قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوا یہاں بھی تو ہمزہ الف مفاعل کے بعد اور یاء سے پہلے واقع ہے تو اس قاعدے کے مطابق جَوَایَا ہونا چاہئے تھا لیکن جَوَایَا مستعمل نہیں ہے بلکہ جَوَآءٍ مستعمل ہے یہ کیوں؟

جواب: ...... یہاں یہ قاعدہ اس لئے جاری نہیں ہوتا کہ اس قاعدے میں ایک شرط یہ ہے کہ اس جمع کے مفرد میں ہمزہ یاء سے پہلے نہ ہو اور جَآئِیَةٌ مفرد میں ہمزہ یاء سے پہلے موجود ہے۔

قاعدہ: ...... ہمزہ متحرکہ کہ پس حرف ساکن غیر مدہ زائدہ و یاء تصغیر بعد نقل حرکتش بما قبل محذوف شود جوازاً چون یَسَلُ وقَدَ فْلَحَ و یَرْمِیَخَاہ۔

قاعدہ: ...... در یَرٰی و یُرٰی و جملہ افعال رؤیت این قاعدہ بطور وجوب مستعمل است نہ در اسمائے مشتقہ از رؤیت پس در مَرْأًی ظرف و مصدر میمی در مِرْآۃٌ آلہ و در مَرْئِیٌّ اسم مفعول حرکت ہمزہ بما قبل دادہ ہمزہ را حذف کردن جائز ست نہ واجب۔

ترجمہ: ...... قاعدہ: ہمزہ متحرکہ جو حرف ساکن غیر مدہ زائدہ اور غیر یائے تصغیر کے بعد ہو تو اس کی حرکت ما قبل کو منتقل کرنے کے بعد اس ہمزہ کو حذف کر دیا جاتا ہے جوازاً جیسے یَسَلُ، قَدَفْلَحَ اور یَرْمِیَخَاہُ۔

قاعدہ: یَرٰی (یعنی فعل مضارع معلوم وغیرہ) اور یُرٰی (یعنی فعل مضارع مجہول وغیرہ) اور رُؤْیَةٌ (مادہ) کے تمام افعال میں یہ (مذکورہ بالا) قاعدہ وجوب کے طور پر مستعمل ہے نہ کہ رُؤْیَةٌ کے اسمائے مشتقہ میں (یعنی اسمائے مشتقہ میں وجوبی نہیں ہے جوازی ہے) اس بناء پر مَرْأًی اسم ظرف اور مصدر میمی میں اور مِرْآۃٌ اسم آلہ میں اور مَرْئِیٌّ اسم مفعول میں ہمزہ کی حرکت ما قبل کو دیکر ہمزہ کو حذف کرنا جائز ہے واجب نہیں ہے۔

تشریح و تحقیق

(۷) یَسَلُ والا قاعدہ:

خلاصہ یہ ہے کہ جب ہمزہ متحرکہ کسی ساکن حرف کے بعد واقع ہو اور وہ ساکن حرف واؤ مدہ زائدہ، یاء مدہ

زائدہ اور یائے تصغیر کے علاوہ کوئی اور حرف ہوتو اس ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دیکر اس کو حذف کرنا جائز ہے جیسے یَسَلُ جو اصل میں یَسْئَلُ تھا اور قَدَفْلَحَ جو اصل میں قَدْاَفْلَحَ تھا اور یَرْمِیَخَاہُ جو اصل میں یَرْمِیْ اَخَاہُ تھا مصنفؒ نے متعدد مثالیں ذکر کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس قاعدہ میں عموم ہے چاہے ہمزہ اصلی ہو جیسے یَسْئَلُ اور یَرْمِیْ اَخَاہُ میں۔

یا ءزائد ہو جیسے قَدْاَفْلَحَ میں۔ ہمزہ اور اس کا ماقبل والا حرف ایک کلمہ میں ہو جیسے یَسْئَلُ یا الگ الگ کلموں میں ہو جیسے قَدْاَفْلَحَ اور یَرْمِیْ اَخَاہُ میں۔

سوال:...... قَدْ اَفْلَحَ میں اس قاعدے کو جاری کرتے وقت ہمزہ صرف تلفظ میں حذف ہوگا یا کتابت سے بھی حذف ہوگا؟

جواب:...... اکثر صرفی حضرات کے نزدیک ہمزہ تلفظ اور کتابت دونوں میں حذف ہوگا جبکہ بعض صرفی حضرات کہتے ہیں کہ قَدْ اَفْلَحَ کا ہمزہ صرف تلفظ میں محذوف ہوگا کتابت میں باقی رہے گا۔

.ال:...... اس قاعدے میں یہ شرط کیوں لگائی کہ وہ ساکن حرف واؔو، یاء مدہ زائدہ اور یائے تصغیر کے علاوہ ہو؟

جواب:...... یہ اس لئے کہ اگر ان تین حرفوں میں سے کوئی ہوتو پھر قاعدہ (۵) جاری ہوگا یہ قاعدہ جاری نہیں ہوگا۔

واضح رہے کہ اس قاعدے میں بھی ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دینا جائز ہے اس کے بعد ہمزہ کو حذف کرنا واجب ہے۔

سوال:...... سَاءَ لَ میں یہ قاعدہ جاری کیوں نہیں ہوتا یہاں بھی تو ہمزہ ساکن حرف کے بعد واقع ہے؟

جواب:...... یہاں ہمزہ سے پہلے جو ساکن حرف ہے وہ ہمزہ کی حرکت قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اس لیے کہ وہ ساکن حرف الف ہے اور الف حرکت کے قابل نہیں ہے الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے۔

قاعدہ نمبر (۸):...... یہ قاعدہ کوئی مستقل قاعدہ نہیں ہے بلکہ درحقیقت یہ قاعدہ (۷) کی توضیح اور تکملہ ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یَسَلُ والا قاعدہ عام افعال اور اسماء میں تو جوازی ہے (یعنی ہمزے کی حرکت ماقبل کو دینا جائز ہے) لیکن رُؤْیَۃ مادہ سے جو بھی افعال مرکب ہوں ان میں یہ قاعدہ وجوبی طور پر جاری ہوتا ہے چاہے وہ فعل مضارؔع ہو یا فعؔل امر ہو یا نہی ہو معلوؔم ہو یا مجہوؔل ہو مجرؔد ہو یا مزیؔد ہو ان میں ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دینا واجب ہے جیسے یَرٰی جو اصل میں یَرْءَ یُ تھا یہاں ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دے کر ہمزہ کو حذف کردیا پھر بقاعدہ قَالَ بَاعَ یاء الف سے بدل

گئی اسی طرح یُرٰی مضارع مجہول اصل میں یُرْءَ یُ تھا مذکورہ بالا طریقہ سے تعلیل ہوئی۔ اور باب افعال سے ماضی اَرٰی ہے۔ دراصل میں اَرْءَ یَ تھا اور امر حاضر معلوم باب افعال سے اَرِ ہے جو اصل میں اَرْءِ یْ تھا ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دے کر ہمزہ کو حذف کیا اَرِیْ بن گیا پھر امر کی بنا پر آخر میں وقف کرنے کی وجہ سے حرف علت (یاء) حذف ہوگئی۔ بہر حال ان تمام مثالوں میں ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دینا واجب ہے لھذا یَرٰی کو یَرْءٰی پڑھنا اور یُرٰی کو یُرْءٰی پڑھنا اور اَرٰی کو اَرْءٰی پڑھنا اور اَرِ کو اَرْءِ پڑھنا جائز نہیں البتہ رویۃ مادہ سے جو اسماء مرکب ہوں ان میں یہ قاعدہ حسب سابق جوازی طور پر جاری ہوتا ہے لھذا مَرْءَ ی میں (جو اسم ظرف کا صیغہ بھی ہوسکتا ہے اور مصدر میمی بھی) ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دے کر مَرًی پڑھنا بھی جائز ہے اور اپنے حال پر پڑھنا بھی جائز ہے اسی طرح مِرْاٰۃٌ اسم آلہ کے صیغہ میں یہ قاعدہ جاری کر کے مِرَاۃٌ پڑھنا بھی جائز ہے اور اپنے حال پر برقرار رکھنا بھی جائز ہے اسی طرح مَرْئِیٌّ اسم مفعول میں ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دے کر مَرِیٌّ پڑھنا بھی جائز ہے۔ اور مَرْئِیٌّ بھی جائز ہے۔

سوال:......رُؤْیۃ کے افعال میں اس قاعدہ کے وجوبی طور پر جاری ہونے کی کیا وجہ ہے؟

جواب:......اس کی وجہ یہ ہے کہ رُؤْیۃ کے افعال عرب کے محاورات میں کثیر الاستعمال ہیں اور کثرت استعمال تخفیف کا مقتضی ہے اور ہمزہ کے حذف میں تخفیف ہے اس لئے یہاں حذف کیا جاتا ہے باقی افعال و اسماء اتنے کثیر الاستعمال نہیں ہیں اس بناء پر ان میں یہ قاعدہ وجوبی طور پر جاری نہیں ہوتا۔

قاعدہ: ہمزہ متحرکہ اگر بعد متحرک باشد دراں بین بین قریب و بین بین بعید ہر دو جائز است خواندنِ ہمزہ میانِ مخرج خود و مخرج حرف علتے کہ وفق حرکتش باشد بین بین قریب ست و میان مخرج او و مخرج حرف علتے کہ وفق حرکت ماقبل باشد بین بین بعید ست. و بین بین را تسہیل ہم گویند مثال سَئَلَ، سَئِمَ، لَؤُمَ در سَئَلَ ہر دو بین بین ہمزہ ذر مخرج خود و الف خواندہ خواہد شد چہ خود ہمزہ ہم مفتوح ست و ماقبلش ہم مفتوح و در سَئِمَ در بین بین قریب میان مخرج یا و ہمزہ و در بعید میان مخرج الف و ہمزہ و در لَؤُمَ میان مخرج واؤ و ہمزہ بہ بین بین قریب ست و میان مخرج الف و ہمزہ۔ بعید۔ و بعد الف در ہمزہ بین بین قریب جائز است۔

ترجمہ:......قاعدہ: ہمزہ متحرکہ اگر متحرک حرف کے بعد ہو تو اس میں بین بین قریب اور بین بین بعید دونوں جائز ہیں۔ ہمزہ کو اپنے مخرج اور اس حرف علت کے مخرج کے درمیان سے پڑھنا جو حرف علت اس (ہمزہ) کی حرکت کے موافق ہو (یہ) بین بین قریب ہے اور (ہمزہ کو) اس کے (اپنے) مخرج اور اس حرف علت کے مخرج کے درمیان سے پڑھنا جو (حرف علت اس ہمزہ کے)

ماقبل کی حرکت کے موافق ہو (یہ) بین بین بعید ہے۔ بین بین کو تسہیل بھی کہتے ہیں مثلاً سَأَلَ، سَئِمَ، لَؤُمَ۔ سَأَلَ کے اندر دونوں بین بین (یعنی بین بین قریب اور بین بین بعید دونوں) میں ہمزہ کو اپنے مخرج اور الف کے مخرج (کے درمیان) سے پڑھا جائے گا کیونکہ خود ہمزہ بھی مفتوح ہے اور اس کا ماقبل بھی مفتوح ہے اور سَئِمَ کے اندر بین بین قریب کی صورت میں (ہمزہ کو) یاء اور ہمزہ کے مخرج کے درمیان (پڑھا جائیگا) اور بین بین بعید کی صورت میں (ہمزہ کو) الف اور ہمزہ کے مخرج کے درمیان (پڑھا جائیگا) اور لَؤُمَ کے اندر (ہمزہ کو) واو کے مخرج اور ہمزہ کے مخرج کے درمیان (پڑھنا) بین بین قریب ہے اور (ہمزہ کو) الف کے مخرج اور ہمزہ کے مخرج کے درمیان سے (پڑھنا) بین بین بعید ہے اور الف کے بعد ہمزہ میں (صرف) بین بین قریب جائز ہے (بین بین بعید جائز نہیں ہے)۔

تشریح وتحقیق

بین بین کی تعریف:

بین بین کا لغوی معنی ہے درمیان درمیان۔

اصطلاحی تعریف:......ہمزہ کو اپنے مخرج اور اپنی حرکت کے موافق یا اپنے ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان سے پڑھنا۔ یعنی اگر ہمزہ خود مضموم ہے تو اس ہمزہ کو اپنے مخرج اور واو کے مخرج کے درمیان سے پڑھنا۔ کیونکہ ضمہ کے موافق حرف علت واو ہے۔ اور اگر ہمزہ خود مفتوح ہو تو اس ہمزہ کو اپنے مخرج اور الف کے مخرج کے درمیان سے پڑھنا۔ کیونکہ فتحہ کے موافق حرف علت الف ہے اور اگر ہمزہ مکسور ہو تو اس کو اپنے مخرج اور یاء کے مخرج کے درمیان سے پڑھنا کیونکہ کسرہ کے موافق حرف علت یاء ہے۔ اسی طرح اگر ہمزہ متحرکہ ماقبل مضموم ہو تو اس کو اپنے مخرج اور واو کے مخرج کے درمیان سے پڑھنا۔ اور اگر ماقبل مفتوح ہو تو اس کو اپنے مخرج اور الف کے مخرج کے درمیان سے پڑھنا۔ اور اگر ماقبل مکسور ہو تو اس کو اپنے مخرج اور یاء کے مخرج کے درمیان سے پڑھنا۔

درمیان سے پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمزہ کو نہ تو مکمل اپنے مخرج سے ادا کیا جائے نہ حرف علت کے مخرج سے بلکہ دونوں مخرجوں کے درمیان درمیان اس طرح ادا کیا جائے کہ نہ تو خالص ہمزہ کی آواز ہو اور نہ خالص حرف علت کی، بلکہ درمیانی آواز پیدا ہو۔ صحیح ادائیگی کے لئے کسی ماہر قاری سے مشق کرنا ضروری ہے۔ بین بین کو تسہیل بھی کہتے ہیں۔

بین بین کی دو قسمیں ہیں (۱) بین بین قریب (۲) بین بین بعید۔ اگر ہمزہ کو اپنے مخرج اور خود اپنی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج کے درمیان سے پڑھا جائے تو اس کو بین بین قریب کہتے ہیں اور اگر ہمزہ کو اپنے مخرج اور اپنے ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت کے مخرج سے ادا کیا جائے تو اس کو بین بین بعید کہتے ہیں۔

(۹) بین بین یا تسہیل والا قاعدہ:

اس قاعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جب ہمزہ متحرکہ کسی متحرک حرف کے بعد واقع ہو تو ایسے ہمزہ میں بین بین قریب اور بین بین بعید دونوں جائز ہیں۔ دونوں قسموں کی وضاحت کیلئے تین مثالیں دی گئی ہیں:

پہلی مثال: سَئَلَ اس میں بین بین قریب اور بین بین بعید دونوں صورتوں میں ہمزہ کو اپنے مخرج اور الف کے مخرج کے درمیان پڑھا جائیگا کیونکہ یہاں ہمزہ کی اپنی حرکت بھی فتحہ ہے اور اس کا ماقبل بھی مفتوح ہے اور فتحہ کے موافق حرف علت الف ہے۔

دوسری مثال سَئِمَ ہے اس میں بین بین قریب کی صورت میں ہمزہ کو اپنے مخرج اور یاء کے مخرج کے درمیان سے پڑھا جائیگا کیونکہ ہمزہ کی اپنی حرکت کسرہ ہے اور کسرہ کے موافق حرف علت یاء ہے اور بین بین بعید کی صورت میں ہمزہ کو اپنے مخرج اور الف کے مخرج کے درمیان سے پڑھا جائیگا کیونکہ بین بین بعید میں ہمزہ کے ماقبل کی حرکت کا اعتبار ہوتا ہے اور یہاں ماقبل مفتوح ہے اور فتحہ کے موافق حرف علت الف ہے۔

تیسری مثال لَؤُمَ ہے اس میں بین بین قریب کی صورت میں ہمزہ کو اپنے مخرج اور واو کے مخرج کے درمیان سے ادا کیا جائیگا کیونکہ بین بین قریب میں ہمزہ کی اپنی حرکت کا اعتبار ہوتا ہے اور خود ہمزہ مضموم ہے اور ضمہ کے موافق حرف علت واو ہے اور بین بین بعید کی صورت میں ہمزہ کو اپنے مخرج اور الف کے مخرج کے درمیان سے پڑھا جائیگا کیونکہ بین بین بعید میں ہمزہ کے ماقبل کی حرکت کا اعتبار ہوتا ہے اور یہاں ہمزہ کا ماقبل مفتوح ہے اور فتحہ کے موافق حرف علت الف ہے۔

سوال:...... ہمزہ متحرکہ جس متحرک حرف کے بعد واقع ہے اگر وہ متحرک حرف بھی ہمزہ ہو یعنی دو متحرک ہمزہ جمع ہوں تو کیا اس صورت میں بھی تسہیل کا یہ قاعدہ جاری ہوگا؟

جواب:...... اگر وہ دونوں ہمزے ایک کلمہ میں ہوں پھر تو ان میں تسہیل نہیں ہوگی بلکہ جَاءٍ اور اَوَادِمُ والا قاعدہ

جاری ہوگا اور اگر ایک کلمہ میں نہ ہوں تو پھر یہ قاعدہ جاری ہوسکتا ہے جیسا کہ اگلے قاعدہ نمبر (۱۰) میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

اگر ہمزہ متحرکہ الف کے بعد واقع ہوتو اس میں بین قریب جائز ہے جیسے تَسَائَلَ لیکن ایسے ہمزہ میں بین بین بعید جائز نہیں ہے کیونکہ بین بین بعید میں ہمزہ کے ماقبل کی حرکت کا اعتبار ہوتا ہے اور یہاں ماقبل متحرک ہی نہیں ہے بلکہ الف ہے جو ہمیشہ ساکن ہوتا ہے۔

قاعدہ ہمزہ استفہام چون بر ہمزہ درآید چون ءَاَنْتُمْ دران جائز است کہ ثانیہ را بحرفیکہ قاعدہ تخفیف مقتضی آن باشد بدل کنند پس در ءَاَنْتُمْ اَوَنْتُمْ سازند و جائز است کہ ہمزہ را تسہیل کنند قریب یا بعید و جائز است کہ میان ہمزتین الف متوسط بیارند ءَااَنْتُمْ گویند۔

ترجمہ: ...... قاعدہ: ہمزہ استفہام جب (کسی دوسرے) ہمزہ پر داخل ہو جیسے ءَ اَنْتُمْ اس میں یہ جائز ہے کہ دوسرے ہمزہ کو اس حرف علت سے بدل دیں جس حرف کا تخفیف کا قاعدہ تقاضہ کرتا ہو (یعنی مہموز کے قواعد میں سے جو قاعدہ جاری ہوسکتا ہے اس کو جاری کردیا جائے) لہٰذا ءَ اَنْتُمْ میں (بقاعدہ اَوَادِمُ) اَوَنْتُمْ بناتے ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ ہمزہ میں تسہیل (یعنی بین بین) کرلیں بین بین قریب ہو یا بین بین بعید اور یہ بھی جائز ہے کہ دونوں ہمزوں کے درمیان الف لے آئیں اور ءَااَنْتُمْ کہیں۔

تشریح و تحقیق

(۱۰) اَوَنْتُمْ اور ءَااَنْتُمْ والا قاعدہ:

جب ہمزہ استفہام کسی دوسرے ہمزہ پر داخل ہو (اور وہ ہمزہ قطعی ہو وصلی نہ ہو) تو وہاں پر تین صورتیں جائز ہیں:

(۱) دوسرے ہمزہ کو مہموز کے کسی قاعدہ کے ذریعے حرف علت سے بدلنا بھی جائز ہے جیسے ءَ اَنْتُمْ یہاں ہمزہ استفہام ہمزہ قطعی پر داخل ہے (کیونکہ اَنْتُمْ مبنی ہے اور مبنی کا ہمزہ قطعی ہوتا ہے) تو اس دوسرے ہمزہ کو اَوَادِمُ والا قاعدہ کے مطابق واو سے تبدیل کر اَوَنْتُمْ پڑھنا جائز ہے۔

(۲) ایسے ہمزہ میں تسہیل بھی جائز ہے یعنی بین بین قریب اور بین بین بعید

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ ان دونوں ہمزوں کے درمیان الف داخل کر کے ءَااَنْتُمْ پڑھنا بھی جائز ہے۔

سوال: ...... اس قاعدے میں دوسرے ہمزہ کے قطعی ہونے کی شرط کیوں لگائی گئی؟

جواب: ...... یہ شرط اس لئے لگائی کہ اگر دوسرا ہمزہ وصلی ہو اور اس پر ہمزہ استفہام داخل ہو جائے تو پھر یہ تین صورتیں جائز نہیں ہیں بلکہ اُس صورت میں اگر ہمزہ وصلی مفتوح ہو تو وہ الف سے بدل جائیگا اور التقاء ساکنین برقرار رہیگا جیسے آلْئٰنَ جو اصل میں ءَ اَلْئٰنَ تھا اور اگر ہمزہ وصلی مضموم یا مکسور ہو تو حذف ہو جائیگا جیسے اَطَّلَعَ جو اصل میں ءَ اِطَّلَعَ تھا اور اَصْطَفٰی جو اصل میں ءَ اُصْطُفِیَ تھا (مزید تفصیل کیلئے دیکھئے فصول اکبری میں اصول مہموز ص ۴۹)

قسم دوم: در گردانہائے مہموز۔ مہموز فا از باب نَصَرَ اَلْاَخْذُ گرفتن اَخَذَ یَأْخُذُ اَخْذًا فَهُوَ اٰخِذٌ وَاُخِذَ یُؤْخَذُ اَخْذًا فَهُوَ مَاْخُوْذٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ خُذْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتَاْخُذْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَاْخَذٌ وَالْاٰلَةُ مِنْهُ مِیْخَذٌ ومِیْخَذَةٌ ومِیْخَاذٌ وَتَثْنِیَتُهُمَا مَاْخَذَانِ وَمِیْخَذَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا مَاٰخِذُ وَمَاٰخِیْذُ وَاَفْعَلُ التَّفْضِیْلِ مِنْهُ اٰخَذُ وَالْمُؤَنَّثُ مِنْهُ اُخْذٰی وَتَثْنِیَتُهُمَا اٰخَذَانِ وَاُخْذَیَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا اٰخِذُوْنَ وَاَوَاخِذُ وَاُخَذٌ وَاُخْذَیَاتٌ. امر این باب کہ خُذْ آمدہ برخلاف قیاس است قیاس مقتضی آن بود کہ اُوْخُذْ می آمد بابدال ہمزہ دوم بواو بقاعدہ اُوْمِنْ وہم چنین امر اَکَلَ یَاْکُلُ ہم کُلْ آمدہ و در امر اَمَرَ یَاْمُرُ حذف ہمزتین وابقائے ہر دو ہم جائز ست مُرْ واُوْمُرْ ہر دو آمدہ در صیغ مضارع معلوم این باب غیر واحد متکلم قاعدہ رَاسٌ جاری ست و در مفعول وظرف ہم و در آلہ قاعدہ بِیْرٌ و در مضارع مجہول غیر واحد متکلم قاعدہ بُوْسٌ و در واحد متکلم مضارع معروف وافعل التفضیل قاعدہ اٰمَنَ و در جمع آن قاعدہ اَوَادِمُ و در واحد متکلم مضارع مجہول قاعدہ اُوْمِنَ تعلیلات ہمہ فہمید برزبان باید آورد۔

ترجمہ: ...... دوسری قسم مہموز کی گردانوں میں مہموز الفاء از باب نَصَرَ اَلْاَخْذُ پکڑنا (صرف صغیر) اَخَذَ یَأْخُذُ اَخْذًا ... الخ اس باب کا امر جو خُذْ آیا ہے یہ خلاف قیاس ہے قیاس کا تقاضہ یہ تھا کہ اُوْخُذْ آتا دوسرے ہمزے کو واو سے بدلنے کے ساتھ اُوْمِنَ والا قاعدہ کے ذریعے اسی طرح (خلاف قیاس) اَکَلَ یَاْکُلُ کا امر بھی کُلْ آیا ہے اور اَمَرَ یَاْمُرُ کے امر میں دونوں ہمزوں کو حذف کرنا (بھی جائز ہے) اور دونوں کو باقی رکھنا بھی جائز ہے مُرْ اور اُوْمُرْ دونوں طرح مستعمل ہے اس باب کے مضارع معلوم کے صیغوں میں سوائے واحد متکلم کے صیغہ کے (باقی سب میں) رَاسٌ کا قاعدہ جاری ہوا اور اسم مفعول اور اسم ظرف میں بھی (یہی قاعدہ جاری ہے) اور اسم آلہ میں بِیْرٌ کا قاعدہ (یعنی یہی قاعدہ نمبرا جاری ہے) اور واحد متکلم کے علاوہ مضارع مجہول کے باقی صیغوں میں بُوْسٌ کا قاعدہ جاری ہے (یعنی قاعدہ نمبرا) اور مضارع معلوم کے واحد متکلم کے صیغہ میں اور اسم تفضیل مذکر میں اٰمَنَ والا قاعدہ جاری ہے اور اس (اسم تفضیل مذکر) کی جمع (مکسر) میں اَوَادِمُ کا قاعدہ جاری ہے اور مضارع مجہول کے واحد متکلم میں

اُؤمِنَ کا قاعدہ جاری ہوتا ہے تمام تعلیلات سمجھ کران کوزبان پرلانا چاہیے (یعنی پوری گردانیں اور تعلیلات کرلینی چاہئیں)

تشریح وتحقیق

مہموز کی گردانیں:

فصل اول دوقسموں پر مشتمل تھی قسم اول میں مہموز کے قواعد کا بیان تھا اب قسم دوم میں مہموز کی گردانیں مذکور ہیں یہاں مہموز کے صرف چار باب ذکر کئے گئے ہیں دو باب ثلاثی مجرد کے اور دو ثلاثی مزید فیہ کے کیونکہ مقصود مہموز کے قواعد جاری کرنے کا طریقہ سمجھانا ہے تمام ابواب کا احاطہ مقصود نہیں ان چار میں سے پہلا باب اَخَذَ یَأْخُذُ ہے یہ مہموز الفاء ہے کیونکہ فاء کلمہ میں ہمزہ ہے اور نَصَرَ یَنْصُرُ سے ہے مادہ اَخَذَ ہے صرف صغیر متن میں مذکور ہے مزید وضاحت کے لئے چند گردانیں ذکر کی جارہی ہیں لیکن یہ یادر ہے کہ ان گردانوں میں صاحب علم الصیغہ کے طرز کے مطابق مکرر صیغوں کو ذکر نہیں کیا گیا ہے اسی طرح فعل نہی میں حاضر اور غائب کے صیغے ایک ساتھ ذکر کیے گیے ہیں اور امر مجہول میں بھی حاضر اور غائب کے صیغے ایک ساتھ ہیں اساتذہ کرام سے التماس ہے کہ طلبہ سے تمام گردانیں اور ان کی تعلیلات کروائیں۔

فعل ماضی معلوم :...... اَخَذَ، اَخَذَا، اَخَذُوْا، أَخَذَتْ، أَخَذَتَا، أَخَذْنَ، أَخَذْتَ، أَخَذْتُمَا، أَخَذْتُمْ، أَخَذْتِ، أَخَذْتُنَّ، أَخَذْتُ، اَخَذْنَا

فعل ماضی مجہول :...... اُخِذَ، اُخِذَا، اُخِذُوْا، اُخِذَتْ، اُخِذَتَا، اُخِذْنَ، اُخِذْتَ، اُخِذْتُمَا، اُخِذْتُمْ، اُخِذْتِ، اُخِذْتُنَّ، اُخِذْتُ، اُخِذْنَا

مضارع معلوم :...... یَأْخُذُ، یَأْخُذَانِ، یَأْخُذُوْنَ، تَأْخُذُ، تَأْخُذَانِ، یَأْخُذْنَ، تَأْخُذُوْنَ، تَأْخُذِیْنَ، تَأْخُذْنَ، اٰخُذُ، نَأْخُذُ

مضارع مجہول :...... یُؤْخَذُ، یُؤْخَذَانِ، یُؤْخَذُوْنَ، تُأْخَذُ، تُأْخَذَانِ، یُأْخَذْنَ، تُأْخَذُوْنَ، تُأْخَذِیْنَ، تُأْخَذْنَ، اُوْخَذُ، نُأْخَذُ

فعل جحد معلوم :...... لَمْ یَأْخُذْ، لَمْ یَأْخُذَا، لَمْ یَأْخُذُوْا، لَمْ تَأْخُذْ، لَمْ تَأْخُذَا، لَمْ یَأْخُذْنَ، لَمْ تَأْخُذُوْا، لَمْ تَأْخُذِیْ، لَمْ تَأْخُذْنَ، لَمْ اٰخُذْ، لَمْ نَأْخُذْ

فعل جحد مجہول :...... لَمْ یُؤْخَذْ، لَمْ یُؤْخَذَا، لَمْ یُؤْخَذُوْا، لَمْ تُؤْخَذْ، لَمْ تُؤْخَذَا، لَمْ یُؤْخَذْنَ، لَمْ

تُؤْخَذُوْا، لَمْ تُؤْخَذِیْ، لَمْ تُؤْخَذْنَ، لَمْ أُوْخَذْ، لَمْ نُؤْخَذْ.

فعل مستقبل معلوم مؤکد بلام تاکید ونون تاکید ثقیلہ:......لَیَأْخُذَنَّ، لَیَأْخُذَانِّ، لَیَأْخُذُنَّ، لَتَأْخُذَنَّ، لَتَأْخُذَانِّ، لَیَأْخُذْنَانِّ، لَتَأْخُذُنَّ، لَتَأْخُذِنَّ، لَتَأْخُذْنَانِّ، لَاٰخُذَنَّ، لَنَاْخُذَنَّ.

فعل مستقبل مجہول مؤکد بلام تاکید ونون تاکید ثقیلہ:......لَیُؤْخَذَنَّ، لَیُؤْخَذَانِّ، لَیُؤْخَذُنَّ، لَتُؤْخَذَنَّ، لَتُؤْخَذَانِّ، لَیُؤْخَذْنَانِّ، لَتُؤْخَذُنَّ، لَتُؤْخَذِنَّ، لَتُؤْخَذْنَانِّ، لَاُوْخَذَنَّ، لَنُؤْخَذَنَّ

فعل مستقبل معلوم مؤکد بلام تاکید ونون تاکید خفیفہ:......لَیَأْخُذَنْ، لَیَأْخُذُنْ، لَتَأْخُذَنْ، لَتَأْخُذُنْ، لَتَأْخُذِنْ، لَاٰخُذَنْ، لَنَاْخُذَنْ.

مجہول:......لَیُؤْخَذَنْ لَیُؤْخَذُنْ الخ

امر حاضر معلوم: خُذْ خُذَا خُذُوْا خُذِیْ خُذْنَ.

امر حاضر معلوم مؤکد بنون تاکید ثقیلہ:......خُذَنَّ خُذَانِّ خُذُنَّ خُذِنَّ خُذْنَانِّ

بانون خفیفہ:......خُذَنْ خُذُنْ خُذِنْ

امر غائب معلوم:......لِیَأْخُذْ لِیَأْخُذَا لِیَأْخُذُوْا لِتَأْخُذْ لِتَأْخُذَا لِیَأْخُذْنَ لِاٰخُذْ لِنَأْخُذْ

بانون ثقیلہ:......لِیَأْخُذَنَّ لِیَأْخُذَانِّ لِیَأْخُذُنَّ لِتَأْخُذَنَّ لِتَأْخُذَانِّ لِیَأْخُذْنَانِّ لِاٰخُذَنَّ لِنَأْخُذَنَّ.

بانون خفیفہ:......لِیَأْخُذَنْ لِیَأْخُذُنْ لِتَأْخُذَنْ لِاٰخُذَنْ لِنَأْخُذَنْ

امر مجہول:......لِیُؤْخَذْ لِیُؤْخَذَا لِیُؤْخَذُوْا لِتُؤْخَذْ لِتُؤْخَذَا لِیُؤْخَذْنَ لِتُؤْخَذُوْا لِتُؤْخَذِیْ لِتُؤْخَذْنَ لِاُوْخَذْ لِنُؤْخَذْ.

امر مجہول بانون ثقیلہ:......لِیُؤْخَذَنَّ لِیُؤْخَذَانِّ لِیُؤْخَذُنَّ لِتُؤْخَذَنَّ لِتُؤْخَذَانِّ لِیُؤْخَذْنَانِّ لِتُؤْخَذُنَّ لِتُؤْخَذِنَّ لِتُؤْخَذْنَانِّ لِاُوْخَذَنَّ لِنُؤْخَذَنَّ۔

امر مجہول بانون خفیفہ:......لِیُؤْخَذَنْ لِیُؤْخَذُنْ لِتُؤْخَذَنْ لِتُؤْخَذُنْ لِتُؤْخَذِنْ لِاُوْخَذَنْ لِنُؤْخَذَنْ۔

نہی معلوم:......لَا یَأْخُذْ، لَا یَأْخُذَا، لَا یَأْخُذُوْا، لَا تَأْخُذْ، لَا تَأْخُذَا لَا یَأْخُذْنَ، لَا تَأْخُذُوْا لَا تَأْخُذِیْ، لَا تَأْخُذْنَ لَا اٰخُذْ، لَا نَأْخُذْ.

نھی مجہول :...... لَا یُؤْخَذْ ،لَا یُؤْخَذَا ،لَا یُؤْخَذُوْا ،لَا تُؤْخَذْ ،لَا تُؤْخَذَا لَا یُؤْخَذْنَ ،لَا تُؤْخَذُوْا
لَا تُؤْخَذِیْ ، لَا تُؤْخَذْنَ لَا أُوْخَذْ ، لَا نُؤْخَذْ .
نھی معلوم بانون ثقیلہ:...... لَا یَأْخُذَنَّ ، لَا یَأْخُذَانِّ ، لَا یَأْخُذُنَّ...... الخ
مجہول:...... لَا یُؤْخَذَنَّ ، لَا یُؤْخَذَانِّ ، لَا یُؤْخَذُنَّ...... الخ
نہی معلوم بانون خفیفہ:...... لَا یَأْخُذَنْ لَا یَأْخُذُنْ لَا تَأْخُذَنْ لَا تَأْخُذُنْ لَا تَأْخُذِنْ لَا اٰخُذَنْ
لَا نَأْخُذَنْ ۔
نہی مجہول:...... لَا یُؤْخَذَنْ لَا یُؤْخَذُنْ ...... الخ
اسم فاعل:...... اٰخِذٌ اٰخِذَانِ اٰخِذُوْنَ ...... الخ
اسم مفعول:...... مَأْخُوْذٌ ،مَأْخُوْذَانِ ، مَأْخُوْذُوْنَ ...... الخ
قواعد کا اجراء:

فعل ماضی معلوم اور مجہول کے تمام صیغوں میں اسی طرح اسم فاعل کے صیغوں میں مہموز کا کوئی قاعدہ جاری نہیں ہوتا۔ واحد متکلم کے علاوہ مضارع معلوم اور مضارع مجہول کے باقی تمام صیغوں میں رَاسٌ بُوْسٌ والا قاعدہ جاری ہوتا ہے کیونکہ یہاں ہمزہ منفردہ ساکن اور اس کا ماقبل متحرک ہے اور وہ حرکت مضارع معلوم میں فتحہ ہے تو ہمزہ الف سے بدل جائے گا جیسے یَأْخُذُ یَأْخُذَانِ الخ سے یَاخُذُ یَاخُذَانِ الخ اور مضارع مجہول میں وہ ماقبل والی حرکت ضمہ ہے تو ہمزہ واو سے بدل جائے گا جیسے یُؤْخَذُ یُؤْخَذَانِ الخ سے یُوْخَذُ یُوْخَذَانِ الخ۔

اسی طرح مندرجہ ذیل اسماء مشتقہ میں بھی یہی رَاسٌ بُوْسٌ ذِیْبٌ والا قاعدہ جاری ہوتا ہے۔

(۱) اسم مفعول کے تمام صیغوں میں جیسے مَأْخُوْذٌ مَأْخُوْذَانِ الخ سے مَاخُوْذٌ مَاخُوْذَانِ مَاخُوْذُوْنَ الخ ۔

(۲) اسم ظرف کے واحد اور تثنیہ کے صیغوں میں جیسے مَأْخَذٌ سے مَاخَذٌ مَأْخَذَانِ سے مَاخَذَانِ۔

(۳) اسم آلہ کے واحد اور تثنیہ کے صیغوں میں جیسے مِأْخَذٌ مِأْخَذَةٌ مِنْخَاذٌ سے مِیْخَذٌ ، مِیْخَذَةٌ، مِیْخَاذٌ اور مِأْخَذَانِ مِأْخَذَتَانِ اور مِأْخَاذَانِ سے مِیْخَذَانِ مِیْخَذَتَانِ مِیْخَاذَانِ ۔

اور ان درج ذیل صیغوں میں **اٰمَنَ اُوْمِنَ اِیْمَانًا** والا قاعدہ جاری ہوتا ہے۔

(۱) مضارع (معلوم و مجہول) کے واحد متکلم کے صیغہ میں جیسے اٰخُذُ اور اُوْخَذُ یہ اصل میں اَءْخُذُ اور اُءْخَذُ تھے ان میں ہمزہ ساکنہ ہمزہ متحرکہ کے بعد واقع ہوا تو ہمزہ ساکنہ کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیا۔

(۲) اسم تفضیل مذکر کے واحد تثنیہ اور جمع سالم کے صیغوں میں جیسے اٰخَذُ اٰخَذَانِ اٰخَذُوْنَ جو اصل میں اَءْ خَذُ اَاْخَذَانِ اَءْ خَذُوْنَ تھا۔

اَوَاخِذُ اسم تفضیل جمع مذکر مکسر میں اَوَادِمُ والا قاعدہ جاری ہوا کہ یہ اصل میں اَءَ اخِذُ تھا دو ہمزے متحرک ایک ساتھ اس طرح جمع ہوئے کہ ان میں سے کوئی ایک مکسور نہیں تو مذکورہ قاعدہ کے مطابق دوسرے ہمزہ کو واو سے بدل دیا۔ مَاٰخِذُ جمع اسم ظرف و اسم آلہ اور مَاٰخِیْذُ جمع مکسر اسم آلہ میں تسہیل والا قاعدہ جاری نہیں ہوتا کیونکہ یہاں ہمزہ کے بعد الف ہے تو تسہیل کی صورت میں التقاء ساکنین ہوگا۔

اس باب کا امر حاضر معلوم خلاف قیاس خُذْ آتا ہے جبکہ قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کا امر اُوْخُذْ ہو کیونکہ یہ تَأْخُذُ مضارع معلوم سے بنا ہے علامت مضارع کو حذف کرنے کے بعد شروع میں ہمزہ وصلی مضموم لایا مضارع کے مضموم العین ہونے کی وجہ سے اور آخر میں وقف کرنے کی وجہ سے حرکت حذف ہوگئی، تو اُءْ خُذْ بن گیا اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اُوْمِنَ والا قاعدہ سے دوسرا ہمزہ واو سے بدلتا تو امر اُوْخُذْ بن جاتا لیکن کثرت استعمال کی وجہ سے خلاف قانون (تخفیف کی غرض سے) دوسرے ہمزہ کو حذف کیا کیونکہ حذف میں بمقابلہ ابدال تخفیف زیادہ ہے اس کے بعد شروع کا ہمزہ وصلی گر گیا کیونکہ اب اس کی ضرورت نہ رہی اس لئے کہ اس کو ابتدا بالساکن سے بچنے کے لئے لایا تھا اور اب ساکن باقی نہیں رہا حذف ہو لہٰذا ہمزہ وصلی بھی حذف ہوا۔

اسی طرح خلاف قیاس اَکَلَ یَأْکُلُ کا امر بھی کُلْ آتا ہے حالانکہ قانون کے مطابق اُوْکُلْ ہونا چاہیئے کیونکہ یہ بھی امر بنانے کے قاعدہ کے مطابق تَأْکُلُ سے اس طرح بنا ہے کہ علامت مضارع حذف کرنے کے بعد شروع میں ہمزہ وصلی مضموم لایا مضارع کے مضموم العین ہونے کی وجہ سے اور آخر میں وقف کیا تو اُءْ کُلْ بنا اب بقاعدہ اُوْمِنَ دوسرا ہمزہ واو سے تبدیل ہو کر یہ اُوْکُلْ ہونا چاہیئے لیکن خُذْ کی طرح یہاں بھی خلاف قیاس ؛ ک طریقہ کے مطابق کُلْ بن گیا۔

اسی طرح اَمَرَ یَأْمُرُ کا امر بھی قانون کے مطابق اُوْمُرْ ہونا چاہیئے لیکن خلاف قیاس مُرْ استعمال ہوتا ہے۔ البتہ خُذْ، کُلْ، مُرْ تینوں میں فرق یہ ہے کہ خُذْ اور کُلْ میں تو دونوں ہمزے ہمیشہ حذف ہوتے ہیں ان کو باقی رکھنا جائز نہیں ہے لیکن مُرْ میں جس طرح دونوں ہمزوں کو حذف کر کے مُرْ پڑھنا جائز ہے تو اسی طرح دونوں ہمزوں کو برقرار رکھ کر اور پھر دوسرے ہمزہ کو بقاعدہ اُوْمِنَ واو سے تبدیل کر اُوْمُرْ پڑھنا بھی جائز ہے البتہ ا۔ اء

کلام میں واقع ہونے کی صورت میں حذف زیادہ فصیح ہے جیسے کہ حدیث میں وارد ہے مُرُوْا صِبْیَانَکُمْ بِالصَّلٰوۃِ اور درمیان کلام میں واقع ہونے کی صورت میں ہمزہ کو برقرار رکھنا زیادہ فصیح ہے جیسے ارشاد باری تعالی وَأْمُرْ اَھْلَکَ بِالصَّلٰوۃِ ۔میں۔

خلاصہ یہ نکلا کہ اَمَرَ یَاْمُرُ کا امر قیاس کے موافق بھی مستعمل ہے جبکہ اَخَذَ یَاْخُذُ اور اَکَلَ یَاْکُلُ کے امر میں یہ بات نہیں ہے بلکہ وہ ہمیشہ خلاف قیاس استعمال ہوتا ہے۔

تنبیہ: ...... رَاسٌ والا ، بُوْسٌ والا ، اور ذِیْبٌ یا بِیْرٌ والا درحقیقت ایک ہی قاعدہ ہے کوئی الگ الگ قاعدے نہیں لیکن صرفیوں کی عادت یہ ہے کہ اگر یہ قاعدہ: ہمزہ ساکن ماقبل مفتوح میں جاری ہو تو اختصار اور سہولت کی غرض سے اس کو رَاسٌ والا قاعدہ سے تعبیر کرتے ہیں اور اگر ہمزہ ساکن ماقبل مضموم میں جاری ہوا ہو تو اس کو بُوْسٌ والا قاعدہ کے نام سے پکارتے ہیں اور اگر یہ قاعدہ ہمزہ ساکنہ ماقبل مکسور میں جاری ہوا ہو تو اس کو ذِیْبٌ یا بِیْرٌ والا قاعدہ کا نام دیتے ہیں۔اسی طرح اٰمَنَ والا ، اُوْمِنَ والا ، اور اِیْمَانًا والا بھی ایک ہی قاعدہ کے مختلف نام ہیں۔اگر یہ قاعدہ ایسے ہمزہ ساکنہ میں جاری ہوا ہے جس کا ماقبل والا ہمزہ مفتوح ہو تو اس کو اٰمَنَ والا قاعدہ کہتے ہیں اور اگر یہ قاعدہ ایسے ہمزہ ساکنہ میں جاری ہوا ہو جس کا ماقبل والا ہمزہ مضموم ہو تو پھر اسکو اُوْمِنَ والا قاعدہ کہتے ہیں اور اگر یہ قاعدہ ایسے ہمزہ ساکنہ میں جاری ہوا ہو جو ماقبل مکسور ہو تو اس صورت میں اس کو اِیْمَانًا والا قاعدہ کا نام دیتے ہیں اور یہی بات دوسرے قواعد کے اندر بھی ہے اسے وجہ سے صاحب علم الصیغہ نے بھی ایک ہی قاعدہ کو جابجا مختلف ناموں سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ آپ نے مذکور بالا متن میں دیکھ لیا۔

مہموز فا از باب ضَرَبَ اَلْاَسْرُ بند کردن اَسَرَ یَأْسِرُ اَسْرًا ......الخ تعلیلات صیغ بقیاس باب اَخَذَ باید فہمید جز اینکہ در امر آن کہ اِیْسِرْ ست قاعدہ اِیْمَانٌ جاری شدہ دیگر ابواب ثلاثی مجرد را ہمین وضع باید گردانید۔

ترجمہ: ....مہموز الفاء از باب ضَرَبَ اَلْاَسْرُ قید کرنا (صرف صغیر) اَسَرَ یَأْسِرُ اَسْرًا فَھُوَ اٰسِرٌ وَاُسِرَ یُؤْسَرُ اَسْرًا فَھُوَ مَأْسُوْرٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِیْسِرْ وَالنَّھْیُ عَنْهُ لَا تَاْسِرْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَأْسِرٌ وَالْاٰلَةُ مِنْهُ مِأْسَرٌ وَمِأْسَرَةٌ وَمِأْسَارٌ وتثنيتهما مَأْسِرَانِ وَمِأْسَرَانِ والجمع منهما مَاٰسِرُ وَمَاٰسِیْرُ والفعل التفضيل منه اٰسَرُ والمؤنث منه اُسْرٰی وتثنيتهما اٰسَرَانِ وَاُسْرَیَانِ والجمع منهما اٰسَرُوْنَ وَاَوَاسِرُ وَاُسَرٌ وَاُسْرَیَاتٌ (اس باب کے) صیغوں کی تعلیلات کو باب اَخَذَ (کی تعلیلات) پر قیاس کر کے سمجھ لینا چاہیے سوائے اس کے کہ اس باب کے امر کا صیغہ جو اِیْسِرْ ہے اس میں اِیْمَانٌ کا قاعدہ جاری

ہوا ہے ثلاثی مجرد کے دوسرے ابواب کی گردانیں اسی طریقہ پر کر لینی چاہئیں۔

تشریح وتحقیق

مہموز کا دوسرا باب اَسَرَ یَأْسِرُ ہے یہ بھی مہموز الفا ہے اور ضَرَبَ یَضْرِبُ سے ہے مادہ اَسَرَ ہے صرف صغیر ترجمہ کے تحت گزر چکی ہے۔

تعلیلات یعنی اجراء قواعد:

اس کی تعلیلات بالکل اَخَذَ یَأْخُذُ کی طرح ہیں اُس میں جس صیغہ کے اندر قاعدہ نمبر۱، قاعدہ نمبر۲ یا قاعدہ نمبر۴ جاری ہوتا ہے تو اس باب کے اسی صیغہ میں وہی قاعدہ جاری ہوتا ہے جیسے کہ اس کے مضارع کے صیغوں میں قاعدہ نمبر۱ یعنی رَاسٌ بُوسٌ والا قاعدہ جاری ہوتا ہے سوائے واحد متکلم کے صیغے کے، تو یہاں بھی اسی طرح ہوتا ہے اور جیسے وہاں مضارع کے واحد متکلم کے صیغہ میں اور اسم تفضیل مذکر کے واحد، تثنیہ اور جمع سالم کے صیغوں میں قاعدہ نمبر۲ یعنی اٰمَنَ اِیْمَانًا والا قاعدہ اور اسم تفضیل جمع مذکر مکسر کے صیغہ میں اَوَادِمُ والا قاعدہ جاری ہوتا ہے تو یہاں بھی ایسا ہی ہے البتہ امر حاضر میں فرق ہے کہ اَخَذَ یَأْخُذُ کے باب سے امر حاضر خلاف قیاس خُذْ استعمال ہوتا ہے جبکہ اس باب کا امر حاضر معلوم قیاس کے موافق اِیْسِرْ ہے جو اصل میں اِئْسِرْ تھا اٰمَنَ اِیْمَانًا والا قاعدہ سے ہمزہ ساکنہ کو یاء سے بدل دیا۔

اس باب کی مزید چند گردانیں:......

فعل ماضی معلوم:...... اَسَرَ اَسَرَا اَسَرُوْا اَسَرَتْ اَسَرَتَا اَسَرْنَ اَسَرْتَ اَسَرْتُمَا اَسَرْتُمْ اَسَرْتِ اَسَرْتُنَّ اَسَرْتُ اَسَرْنَا.

ماضی مجہول:...... اُسِرَ اُسِرَا اُسِرُوْا اُسِرَتْ اُسِرَتَا اُسِرْنَ اُسِرْتَ اُسِرْتُمَا اُسِرْتُمْ اُسِرْتِ اُسِرْتُنَّ اُسِرْتُ اُسِرْنَا.

مضارع معلوم:...... یَأْسِرُ یَأْسِرَانِ یَأْسِرُوْنَ تَأْسِرُ تَأْسِرَانِ یَأْسِرْنَ تَأْسِرُوْنَ تَأْسِرِیْنَ تَأْسِرْنَ اٰسِرُ نَأْسِرُ.

مضارع مجہول:...... یُؤْسَرُ یُؤْسَرَانِ یُؤْسَرُوْنَ تُؤْسَرُ تُؤْسَرَانِ یُؤْسَرْنَ تُؤْسَرُوْنَ تُؤْسَرِیْنَ

تُؤْسَرْنَ اُوْسَرُ نُؤْسَرُ.

امر حاضر معلوم:...... اِيْسِرْ اِيْسِرَا اِيْسِرُوْا اِيْسِرِیْ اِيْسِرْنَ.

امر حاضر معلوم بانون ثقیلہ:...... اِيْسِرَنَّ اِيْسِرَانِّ اِيْسِرُنَّ اِيْسِرِنَّ اِيْسِرْنَانِّ.

بانون خفیفہ:...... اِيْسِرَنْ اِيْسِرُنْ اِيْسِرِنْ

امر غائب معلوم:...... لِيَأْسِرْ لِيَأْسِرَا لِيَأْسِرُوْا لِتَأْسِرْ لِتَأْسِرَا لِيَأْسِرْنَ لِاٰسِرْ لِنَأْسِرْ.

امر مجہول:...... لِيُؤْسَرْ لِيُؤْسَرَا لِيُؤْسَرُوْا لِتُؤْسَرْ لِتُؤْسَرَا لِيُؤْسَرْنَ لِتُؤْسَرْ لِتُؤْسَرَا لِتُؤْسَرُوْا لِتُؤْسَرِیْ لِتُؤْسَرْنَ لِاُوْسَرْ لِنُؤْسَرْ.

اسم فاعل:...... اٰسِرٌ اٰسِرَانِ اٰسِرُوْنَ: الخ

اسم مفعول:...... مَأْسُوْرٌ مَأْسُوْرَانِ مَأْسُوْرُوْنَ ...... الخ

ثلاثی مجرد سے مہموز کے باقی چند ابواب یہ ہیں۔

مہموز الفاء از سَمِعَ چوں اَمِنَ يَأْمَنُ، مهموز الفاء از فَتَحَ چون أَلَهَ يَأْلَهُ مہموز الفاء از كَرُمَ چون اَدُبَ يَأْدُبُ۔ مهموز العین از ضَرَبَ چوں زَئَرَ يَزْئِرُ مهموز العین از سَمِعَ چوں سَئِمَ يَسْأَمُ مهموز العین از فَتَحَ چوں سَئَلَ يَسْأَلُ مہموز العین از كَرُمَ چوں لَؤُمَ يَلْؤُمُ۔ مهموز اللام از ضَرَبَ چوں هَنَأَ يَهْنِئُ مہموز اللام از سَمِعَ چوں بَرِئَ يَبْرَئُ مهموز اللام از فَتَحَ چوں قَرَأَ يَقْرَأُ مهموز اللام از كَرُمَ چون رَدُؤَ يَرْدُؤُ۔

حَسِبَ کا استعمال مہموز سے بہت قلیل ہے۔

مہموز الفاء از باب اِفْتِعَال:...... اَلْاِيْتِمَارُ فرمانبرداری کردن اِيْتَمَرَ يَأْتَمِرُ اِيْتِمَارًا فَهُوَ مُؤْتَمِرٌ و اُوْتُمِرَ يُؤْتَمَرُ اِيْتِمَارًا فَهُوَ مُؤْتَمَرٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِيْتَمِرْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتَأْتَمِرْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُؤْتَمَرٌ در ماضی معلوم وامر حاضر معروف ومصدر قاعدہ اِيْمَانٌ جاری شدہ ودر ماضی مجہول قاعدہ اُوْمِنَ ودر مضارع معلوم قاعدہ رَاسٌ ودر مجہول وفاعل ومفعول وظرف قاعدہ بُؤْسٌ مہموز فا از باب اِسْتِفْعَال اَلْاِسْتِيْذَانُ اذن خواستن اِسْتَاذَنَ يَسْتَاذِنُ اِسْتِيْذَانًا...... الخ صیغ این باب ودیگر ابواب ثلاثی مزید بقیاس صیغ سابقہ باید فہمید برآوردن تَعْلِيْلَاتِ آں دشوار نیست۔

ترجمہ: ...... مہموز الفاء از باب افتعال اَلْاِیْتِمَارُ فرمانبرداری کرنا اِیْتَمَرَ یَاْتَمِرُ ...... الخ ماضی معلوم امر حاضر معلوم اور مصدر میں اِیْمَانٌ والا قاعدہ جاری ہوا ہے اور ماضی مجہول میں اُوْمِنَ والا قاعدہ اور مضارع معلوم میں رَاسٌ کا قاعدہ جاری ہوا ہے اور مضارع مجہول، اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف (ان سب) میں بُوْسٌ کا قاعدہ جاری ہوا ہے۔

مہموز الفاء از باب اِسْتِفْعَال اَلْاِسْتِیْذَانُ اجازت چاہنا۔ اِسْتَاْذَنَ یَسْتَاْذِنُ اِسْتِیْذَانًا فَهُوَ مُسْتَاْذِنٌ وَاُسْتُاْذِنَ یُسْتَاْذَنُ اِسْتِیْذَانًا فَهُوَ مُسْتَاْذَنٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِسْتَاْذِنْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتَسْتَاْذِنْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُسْتَاْذَنٌ مُسْتَاْذَنَانِ مُسْتَاْذَنَاتٌ ۔ اس باب اور ثلاثی مزید فیہ کے دوسرے ابواب کے صیغے سابقہ صیغوں پر قیاس کر کے سمجھ لینا چاہئے ان صیغوں کی تعلیلات نکال لینا مشکل نہیں ہے۔

تشریح و تحقیق

مہموز کا تیسرا باب مصنف نے اِیْتَمَرَ یَاْتَمِرُ ذکر کیا ہے یہ بھی مہموز الفاء ہے مادہ اَمَرَ ہے۔

قواعد کا اجراء:

اس باب کے مصدر میں اور فعل ماضی معلوم و مجہول کے تمام صیغوں میں اور مضارع معلوم و مجہول کے واحد متکلم کے صیغہ میں اور امر حاضر معلوم کے صیغوں میں ۔ اٰمَنَ اُوْمِنَ اِیْمَانًا والا قاعدہ جاری ہوا ہے وہ اس طرح کہ اِیْتِمَارًا مصدر اصل میں اِئْتِمَارًا تھا اور اِیْتَمَرَ فعل ماضی اصل میں اِئْتَمَرَ تھا اور اُوْتُمِرَ فعل ماضی مجہول اصل میں اُئْتُمِرَ تھا اور اٰتَمِرُ صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معلوم اصل میں اَئْتَمِرُ تھا اور اُوْتَمَرُ صیغہ واحد متکلم فعل مضارع مجہول اصل میں اُئْتَمَرُ تھا اور اِیْتَمِرْ امر حاضر معلوم اصل میں اِئْتَمِرْ تھا۔ ان سب میں ہمزہ ساکنہ ہمزہ متحرکہ کے بعد واقع ہے تو اٰمَنَ اُوْمِنَ اِیْمَانًا والا قاعدہ کے مطابق ان تمام صیغہ جات میں ہمزہ ساکنہ کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیا (یعنی مصدر فعل ماضی معلوم اور امر حاضر معلوم کے صیغوں میں یاء سے اور مضارع معلوم کے واحد متکلم کے صیغہ میں الف سے اور ماضی مجہول اور مضارع مجہول کے واحد متکلم کے صیغہ میں واو سے)

یَاْتَمِرُ یَاْتَمِرَانِ ...... الخ مضارع معلوم میں رَاسٌ والا قاعدہ کے مطابق ہمزہ ساکنہ کو الف سے بدلنا جائز ہے اسی طرح یُوْتَمَرُ ...... الخ مضارع مجہول میں مُوْتَمِرٌ اسم فاعل میں، اور مُوْتَمَرٌ اسم مفعول اور اسم ظرف میں بُوْسٌ یعنی قاعدہ نمبرا کے مطابق ہمزہ ساکنہ کو واو سے بدلنا جائز ہے۔

گردانیں:......

فعل ماضی معلوم:......اِیْتَمَرَ اِیْتَمَرَا اِیْتَمَرُوْا اِیْتَمَرَتْ اِیْتَمَرَتَا اِیْتَمَرْنَ اِیْتَمَرْتَ اِیْتَمَرْتُمَا اِیْتَمَرْتُمْ اِیْتَمَرْتِ اِیْتَمَرْتُنَّ اِیْتَمَرْتُ اِیْتَمَرْنَا.

فعل ماضی مجہول:......اُوْتُمِرَ اُوْتُمِرَا اُوْتُمِرُوْا......الخ.

مضارع معلوم:......یَأْتَمِرُ یَأْتَمِرَانِ یَأْتَمِرُوْنَ تَأْتَمِرُ تَأْتَمِرَانِ یَأْتَمِرْنَ تَأْتَمِرُوْنَ تَأْتَمِرِیْنَ تَأْتَمِرْنَ اٰتَمِرُ نَأْتَمِرُ.

مضارع مجہول:......یُؤْتَمَرُ یُؤْتَمَرَانِ یُؤْتَمَرُوْنَ تُؤْتَمَرُ تُؤْتَمَرَانِ یُؤْتَمَرْنَ تُؤْتَمَرُوْنَ تُؤْتَمَرِیْنَ تُؤْتَمَرْنَ اُوْتَمَرُ نُؤْتَمَرُ.

امر حاضر معلوم:......اِیْتَمِرْ اِیْتَمِرَا اِیْتَمِرُوْا اِیْتَمِرِیْ اِیْتَمِرْنَ.

اسم فاعل:...... مُؤْتَمِرٌ مُؤْتَمِرَانِ ......الخ.

اسم مفعول:...... مُؤْتَمَرٌ مُؤْتَمَرَانِ ......الخ.

اَلْاِسْتِئْذَان یہ بھی ماقبل کی طرح مہموز الفاء ہے مادہ اَذِنَ ہے غیر ثلاثی مجرد کے ابواب میں سے باب اِفتعال اور استفعال مہموز سے نسبتاً زیادہ مستعمل ہوتے ہیں اس لئے مصنف نے خصوصیت کے ساتھ ان دونوں کو ذکر کیا۔

اجراء قواعد:

اس باب کے تمام ترصیغوں میں رَاسٌ، بُوْسٌ، ذِیْبٌ والا قاعدہ جاری ہوسکتا ہے (یعنی ہمزہ ساکنہ کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے تبدیل کرنا جائز ہے)

فعل ماضی معلوم:......اِسْتَأْذَنَ اِسْتَأْذَنَا اِسْتَأْذَنُوْا اِسْتَأْذَنَتْ اِسْتَأْذَنَتَا اِسْتَأْذَنَّ اِسْتَأْذَنْتَ ......الخ.

فعل ماضی مجہول:...... اُسْتُأْذِنَ اُسْتُأْذِنَا اُسْتُأْذِنُوْا ......الخ.

مضارع معلوم:......یَسْتَأْذِنُ یَسْتَأْذِنَانِ یَسْتَأْذِنُوْنَ :......الخ.

مضارع مجہول:......یُسْتَأْذَنُ یُسْتَأْذَنَانِ یُسْتَأْذَنُوْنَ :......الخ.

ثلاثی مزید فیہ سے مہموز کے باقی چند ابواب یہ ہیں:

مہموز الفاء:......مہموز الفاء از باب افعال چوں اٰمَنَ یُؤْمِنُ اِیْمَانًا.

مہموز الفاء از باب تفعیل چوں اَدَّبَ یُؤَدِّبُ تَأْدِیْبًا.

مہموز الفاء از باب مفاعلة چوں آخَذَ یُؤَاخِذُ مُؤَاخَذَةً.

مہموز الفاء از باب تفعل چوں تَأَدَّبَ یَتَأَدَّبُ تَأَدُّبًا.

مہموز العین از باب تفاعل چوں تَسَائَلَ یَتَسَائَلُ تَسَاءُلًا.

مہموز العین از باب افتعال چوں اِلْتَئَمَ یَلْتَئِمُ اِلْتِئَامًا.

مہموز اللام از باب افعال چوں اَبْرَأَ یُبْرِأُ اِبْرَاءً.

مہموز اللام از باب مفاعله چوں فَاجَأَ یُفَاجِئُ مُفَاجَئَةً.

فائدہ: ...... در مہموز عین از ثلاثی مجرد بصیغ ماضی قاعدہ بین بین جاری ست و در مضارع و امر قاعدہ یَسَلُ. زَأَرَ یَزْئِرُ از ضَرَبَ ست. وسَئَلَ یَسْئَلُ از فَتَحَ وسَئِمَ یَسْئَمُ از سَمِعَ ولَؤُمَ یَلْؤُمُ از كَرُمَ در امر بروقت اجرائے قاعدہ یَسَلُ ہمزہ وصل ساقط خواہد شد در اِزْئِرْ، زِرْ و در اِسْأَلْ سَلْ خواہند گفت و در اِسْأَمْ سَمْ و در اُلْؤُمْ، لُمْ گردانہائے اینہا را باین وضع ضبط باید کرد مثلاً زِرْ، زِرَا، زِرُوْا، زِرِیْ، زِرْنَ، سَلْ، سَلَا، سَلُوْا، سَلِیْ، سَلْنَ لُمْ، لُمَا، لُمُوْا، لُمِیْ، لُمْنَ در مہموز عین از ابواب ثلاثی مزید ہمبرین قیاس قواعد جاری باید کرد۔

فائدہ: ...... در مہموز اللام باکثر صیغ چوں قَرَءَ یَقْرَءُ قاعدہ بین بین ست و در واحد ماضی مجہول چوں قُرِئَ قاعدہ مِیْرٌ و در امر و جمیع صیغ مضارع مجزوم قاعدہ ہمزہ منفردہ ساکنہ پس در اِقْرَءْ و لَمْ یَقْرَءْ ہمزہ الف شود و در اُدْرُءْ و لَمْ یَدْرُءْ واو۔ و در مکسور العین یا و در ابواب ثلاثی مزید فیہ از مہموز عین و مہموز اللام بقواعد مذکورۂ بالا تعلیلات صیغ بیاید آورد اشکالے ندارد۔

ترجمہ: ...... فائدہ: ثلاثی مجرد سے مہموز العین کے ماضی کے صیغوں میں بین بین والا قاعدہ جاری ہوتا ہے اور مضارع و امر میں یَسَلُ کا قاعدہ جاری ہوتا ہے (جیسے) زَئَرَ یَزْئِرُ ضَرَبَ سے ہے سَئَلَ یَسْئَلُ فَتَحَ سے ہے اور سَئِمَ یَسْئَمُ سَمِعَ سے ہے اور لَؤُمَ یَلْؤُمُ كَرُمَ سے ہے امر میں یَسَلُ کا قاعدہ جاری کرتے وقت ہمزہ وصلی گر جائے گا پس اِزْئِرْ میں زِرْ، اور اِسْئَلْ میں سَلْ پڑھیں گے اور اِسْئَمْ میں سَمْ، اور اُلْؤُمْ میں لُمْ پڑھیں گے ان کی گردانیں اس طرح ضبط یعنی یاد کرنی چاہئیں۔

مثلاً زِرْ زِرَا زِرُوْا زِرِیْ ...... الخ ثلاثی مزید فیہ کے مہموز العین کے ابواب میں بھی اسی قیاس اور طریقہ پر قواعد کو جاری کرنا چاہیے۔

فائدہ: مہموز اللام کے اکثر صیغوں جیسے قَرَأَ یَقْرَءُ میں بَیْنَ بَیْنَ کا قاعدہ جاری ہوتا ہے اور ماضی مجہول کے واحد کے صیغہ جیسے قُرِئَ

میں یَسَلُ کا قاعدہ جاری ہوتا ہے امر حاضر اور مضارع مجزوم کے تمام صیغوں میں ہمزہ منفردہ ساکنہ والا قاعدہ (یعنی رَاسٌ بُوسٌ ذِیبٌ والا قاعدہ جاری ہوتا ہے) لہذا اِقْرَأْ اور لَمْ یَقْرَءْ میں ہمزہ الف ہو جاتا ہے اور اُدْءُ، لَمْ یَدُءْ، میں (ہمزہ) واو (بن جاتا ہے) اور (امر اور مضارع مجزوم کے) مکسور العین ہونے کی صورت میں (ہمزہ ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے) یاء سے (تبدیل ہو جاتا ہے) اور ثلاثی مزید فیہ کے مہموز العین اور مہموز اللام ابواب میں مذکورہ بالا قواعد سے صیغوں کی تعلیلات کر لینی چاہئیں یہ کوئی اشکال نہیں رکھتا (یعنی یہ تعلیلات کوئی مشکل اور دشوار نہیں ہیں)

تشریح و تحقیق

اس سے پہلے مصنفؒ نے صرف مہموز الفاء کے چار ابواب ذکر کر کے ان میں جاری ہونے والے قواعد کی نشاندہی کی تھی مہموز العین اور مہموز اللام کا کوئی باب ذکر نہیں کیا تھا کہ ان میں قواعد کا اجراء کس طرح ہوگا؟ اب یہاں ان دو فائدوں میں اسی بات کی وضاحت کر رہے ہیں۔ پہلا فائدہ مہموز العین ابواب کے متعلق ہے اور دوسرا فائدہ مہموز اللام ابواب کے متعلق۔

فائدہ نمبر (۱) کا خلاصہ یہ ہے کہ ثلاثی مجرد سے مہموز العین ابواب کے فعل ماضی کے صیغوں میں بَیْنَ بَیْنَ والا قاعدہ جاری ہوتا ہے جیسے سَئَلَ یَسْئَلُ یہ ثلاثی مجرد فَتَحَ یَفْتَحُ کا باب ہے اور مہموز العین ہے اس سے فعل ماضی کی گردان یہ ہے سَئَلَ سَئَلَا سَئَلُوْا سَئَلْتُ الخ. ماضی مجہول سُئِلَ سُئِلَا سُئِلُوْا الخ. ان تمام صیغوں میں بین بین کا قاعدہ جاری ہوتا ہے اسی طرح زَئَرَ یَزْئِرُ یہ ثلاثی مجرد سے ضَرَبَ یَضْرِبُ کا باب ہے اور سَئِمَ یَسْئَمُ یہ سَمِعَ یَسْمَعُ کا باب ہے اور لَؤُمَ یَلْؤُمُ یہ کَرُمَ یَکْرُمُ کا باب ہے اور یہ تمام مہموز العین ہیں ان سب کے فعل ماضی کے صیغوں میں تسہیل والا قاعدہ جاری ہوتا ہے (جس کی تفصیل انہی مثالوں کے ساتھ ماقبل میں گزر چکی ہے) اور انہی ثلاثی مجرد مہموز العین ابواب کے فعل مضارع اور امر کے صیغوں میں یَسَلُ والا قاعدہ جاری ہوتا ہے جیسے یَسْئَلُ یَسْئَلَانِ الخ سے یَسَلُ یَسَلَانِ یَسَلُوْنَ تَسَلُ تَسَلَانِ یَسَلْنَ الخ اور یُسْئَلُ یُسْئَلَانِ مضارع مجہول میں یُسَلُ یُسَلَانِ یُسَلُوْنَ الخ. اور یَزْئِرُ یَزْئِرَانِ الخ سے یَزِرُ یَزِرَانِ یَزِرُوْنَ الخ. اور یُزْئَرُ مضارع مجہول سے یُزَرُ اور یَسْئَمُ سے یَسَمُ اور یُسْئَمُ سے یُسَمُ اور یَلْؤُمُ سے یَلُمُ۔ امر میں یَسَلُ کا قاعدہ جاری کرتے وقت ہمزہ وصلی مابعد کے متحرک ہونے کی وجہ سے گر جائے گا کیونکہ اب اس کی ضرورت باقی نہ رہی جیسے زَئَرَ یَزْئِرُ سے امر اِزْئِرْ

ہے اور سَئَلَ یَسْئَلُ سے اِسْئَلْ سَئِمَ یَسْئَمُ سے اِسْئَمْ اور لَؤُمَ یَلْؤُمُ سے اُلْؤُمْ ہے یَسَلُ والا قاعدہ کے مطابق ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دیکر اس کو حذف کیا تو امر اِزْءَرْ، اِسَلْ، اِسَمْ، اُلُمْ بن گیا شروع کا ہمزہ وصلی مابعد کے متحرک ہونے کی وجہ سے گر گیا تو زِرْ، سَلْ، سَمْ، لُمْ بن گئے امر حاضر کی پوری گردان یوں ہے۔

زِرْ زِرَا زِرُوْا زِرِیْ زِرْنَ،

سَلْ سَلَا سَلُوْا سَلِیْ سَلْنَ،

سَمْ سَمَا سَمُوْا سَمِیْ سَمْنَ،

اور لُمْ لُمَا لُمُوْ لُمِیْ لُمْنَ

اسی پر قیاس کرتے ہوئے ثلاثی مزید فیہ کے مہموز العین ابواب میں بھی قواعد کا اجراء کوئی مشکل نہیں مثلاً اَسْئَمَ یُسْئِمُ باب اِفعال سے ہے اس کی ماضی، مضارع، امر اور نہی، اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف، وغیرہ کے تمام صیغوں میں یَسَلُ والا قاعدہ جاری ہوتا ہے جیسے اَسْئَمَ (فعل ماضی معلوم) سے اَسَمَ، اُسْئِمَ ماضی مجہول سے اُسِمَ، یُسْئِمُ مضارع سے یُسِمُ اور یُسْأَمُ مضارع مجہول سے یُسَمُ، اَسْئِمْ امر حاضر معلوم سے اَسِمْ، مُسْئِمٌ اسم فاعل سے مُسِمٌ اور مُسْئَمٌ اسم مفعول اور اسم ظرف سے مُسَمٌ اسی طرح تمام گردانیں سمجھ لیجئے۔

اور اسی طرح اِلْتَئَمَ یَلْتَئِمُ باب اِفتعال سے مہموز العین ہے اس کے تمام صیغوں میں بَیْنَ بَیْنَ والا قاعدہ جاری ہوتا ہے۔

دوسرے فائدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ مہموز اللام ابواب کے اکثر صیغوں میں بَیْنَ بَیْنَ کا قاعدہ جاری ہوتا ہے خواہ ثلاثی مجرد ہو جیسے قَرَءَ یَقْرَأُ، بَرَأَ یَبْرَأُ، هَنَأَ یَهْنِأُ یا ثلاثی مزید فیہ جیسے اَبْرَءَ یُبْرِءُ، بَرَّءَ یُبَرِّءُ، فَاجَئَ یُفَاجِأُ وغیرہ ان کے اکثر صیغوں میں بَیْنَ بَیْنَ کا قاعدہ جاری ہوتا ہے جیسا کہ ظاہر ہے البتہ ماضی مجہول کے بعض صیغوں میں جُوَنٌ مِیَرٌ والا قاعدہ جاری ہوتا ہے جیسے قُرِءَ میں ہمزہ مفتوحہ کو یاء سے تبدیل کر کے قُرِیَ پڑھنا جائز ہے اور قُرِءَا میں قُرِیَا اور قُرِئْتَ میں قُرِیْتَ پڑھنا جائز ہے اسی طرح اُبْرِءَ کو اُبْرِیَ اور فُوْجِءَ کو فُوْجِیَ پڑھنا جائز ہے اور کبھی ماضی معلوم اور مضارع معلوم میں بھی جُوَنٌ والا قاعدہ جاری ہوتا جیسے بَرِءَ سے بَرِیَ اور یُبَرِّءَانِ سے یُبَرِّیَانِ. اور امر حاضر معلوم کے بعض صیغوں میں اور مضارع مجزوم کے تمام صیغوں میں رَاسٌ والا قاعدہ جاری ہوتا ہے امر حاضر معلوم کی مثالیں جیسے اِقْرَءْ اس میں ہمزہ ساکن کو الف سے بدل کر اِقْرَا پڑھنا جائز ہے اسی طرح اُرْدُءْ جو باب کَرُمَ سے امر حاضر معلوم کا صیغہ ہے اور مہموز اللام ہے اس میں ہمزہ کو اسی قاعدہ کے مطابق واو سے تبدیل کر کے اُرْدُوْ

پڑھنا جائز ہے اور اِهْنِئْ جو ضَرَبَ يَضْرِبُ سے امر کا صیغہ ہے اور مکسور العین ہے اس میں ہمزہ ساکنہ کو اسی رَاسٌ بُوسٌ ذِيبٌ والا قاعدہ کے مطابق یاء سے تبدیل کر کے اِهْنِيْ پڑھنا جائز ہے۔

مضارع مجزوم کی مثالیں جیسے لَمْ يَقْرَأْ سے لَمْ يَقْرَا، لَمْ يَرْدُءْ سے لَمْ يَرْدُوْ، اور لَمْ يَهْنِئْ سے لَمْ يَهْنِيْ لَاتُفَاجِئْ سے لَاتُفَاجِيْ لَايُبْرِءْ سے لَايُبْرِيْ وغیرہ۔

اعتراض:...... مصنف نے دوسرے فائدہ میں فرمایا کہ مہموز اللام ابواب کی ماضی مجہول کے واحد کے صیغہ میں مِيَرٌ والا قاعدہ جاری ہوتا ہے تو یہاں مصنف نے واحد کی تخصیص کی ہے حالانکہ واحد کے علاوہ تثنیہ کے صیغوں میں بھی یہی قاعدہ جاری ہوتا ہے جیسے قُرِءَا کو قُرِيَا اور قُرِئْنَا کو قُرِيْنَا پڑھنا جائز ہے تو واحد کی تخصیص یہاں درست نہیں ہے۔

جواب:...... مقصودِ مصنف ہر ہر صیغہ میں تفصیلاً قواعد کی نشاندہی نہیں ہے بلکہ اجمالاً گردان کے اکثر اور ابتدائی صیغوں میں قواعد کے اجراء کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے اور واحد کا صیغہ ہر گردان کا ابتدائی صیغہ ہوتا ہے اس بناء پر مصنف نے خصوصیت کے ساتھ واحد کا نام لیا کہ واحد کے صیغہ میں تو یہ قاعدہ جاری ہوتا ہے باقی صیغوں میں آپ دیکھ لیں کہ جاری ہوتا ہے یا نہیں۔ انہوں نے واحد کے علاوہ کسی دوسرے صیغہ میں مِيَرٌ والا قاعدہ کے جاری ہونے کی نفی تو نہیں کی۔

اعتراض:...... اس فائدہ کے تحت مصنف نے فرمایا کہ امر میں اور مضارع مجزوم کے تمام صیغوں میں ہمزہ منفردہ ساکنہ (یعنی رَاسٌ والا قاعدہ) جاری ہوتا ہے یہ بات درست نہیں ہے اس لئے کہ امر کے ہر صیغہ میں تو یہ قاعدہ جاری نہیں ہوتا جیسے اِقْرَءَا، اِقْرَءُوْا وغیرہ کیونکہ یہاں ہمزہ ساکن نہیں ہے متحرک ہے جبکہ یہ قاعدہ ہمزہ ساکنہ میں جاری ہوتا ہے اسی طرح یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے کہ مضارع مجزوم کے تمام صیغوں میں یہ قاعدہ جاری ہوتا ہے۔ اس لئے کہ مضارع مجزوم کے اندر تثنیہ اور جمع کے صیغوں میں تو یہ قاعدہ جاری نہیں ہوتا جیسے لَمْ يَقْرَءَا لَمْ يَقْرَءُوْا کیونکہ یہاں ہمزہ ساکن ہی نہیں۔

جواب:...... امر سے مراد اس کا پہلا صیغہ ہے جیسے اِقْرَأْ، اُرْدُءْ وغیرہ اور پہلے صیغہ میں یہ قاعدہ جاری ہوتا ہے اور مضارع مجزوم کے تمام صیغوں سے مراد یہ ہے کہ خواہ مضارع لَمْ کی وجہ سے مجزوم ہو یا لامِ امر کی وجہ سے مجزوم ہو یا لائے نہی کی وجہ سے۔ کسی بھی عامل جازم کی وجہ سے مجزوم ہو مضارع مجزوم کی ایک ہی گردان کے تمام صیغے مراد

نہیں ہیں۔

فصل دوم در معتل مشتمل بر پنج قسم

قسم اول در قواعد:

قاعدہ نمبرا:...... ہر واؤ کہ میان علامت مضارع مفتوحہ وکسرۂ یا فتحۂ کلمہ کہ عین یا لامش حرف حلق باشد واقع شود بیفتد چون يَعِدُ و يَهَبُ، و يَسَعُ اینکہ اصل قاعدہ در یا تقریر میکنند و دیگر صیغ مضارع را تابع میگردانند تطویل لاطائل ست وہم چنین در يَهَبُ وغیرہ قائل باین معنی شدن کہ اینہا در اصل مکسور العین بودند برعایت حرف حلق عین را فتح دادند تکلفِ بارد ست تقریر درست برائے قاعدہ ہمین ست کہ کردیم وصاحب منظوم نیک ایں تقریر را نوشتہ۔

قاعدہ ۲:...... واو فائے مصدر کہ بروزن فِعْلٌ باشد بیفتد وعین کسرہ یابد مگر در مفتوح العین گاہے فتحہ دہند و تاء عوض در آخر بیفزایند چون عِدَةٌ و زِنَةٌ و سَعَةٌ کہ در اصل وِعْدٌ، وِزْنٌ وِسْعٌ بود۔

ترجمہ:...... فصل دوم معتل کے بارے میں (یہ فصل) پانچ قسموں پر مشتمل ہے۔ پہلی قسم معتل کے قواعد کے بیان میں۔

قاعدہ نمبرا:...... ہر وہ واو جو علامت مضارع (یعنی حرف اتین) مفتوح اور کسرہ کے درمیان یا (علامت مضارع مفتوح) اور ایسے کلمہ کے فتحہ کے درمیان جس کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہو واقع ہو جائے (تو ایسا واو) گر جاتا ہے جیسے يَعِدُ، يَهَبُ، يَسَعُ یہ جو (بعض صرفی جیسے صاحب پنج گنج، صاحب زرادی وغیرہ) اصل قاعدہ (علامت مضارع میں سے صرف) یاء میں بیان کرتے ہیں اور مضارع کے دوسرے صیغوں کو تابع قرار دیتے ہیں (یہ) بے فائدہ طوالت ہے اسی طرح يَهَبُ وغیرہ میں اس بات کا قائل ہونا کہ یہ کلمات اصل میں مکسور العین تھے حرف حلقی کی رعایت کی وجہ سے عین کلمہ کو فتحہ دیا ہے (یہ بھی) بے جا تکلف ہے قاعدہ کا صحیح بیان وہی ہے جو ہم نے کر دیا ہے صاحب منظوم نیک (کتاب کا نام ہے) نے (اس قاعدہ کی) یہی تقریر لکھی ہے (جو ہم نے بیان کی)

قاعدہ نمبر۲:...... ایسے مصدر کے فاء کلمہ کا واو جو مصدر فِعْلٌ کے وزن پر ہو۔ گر جاتا ہے اور عین کلمہ کسرہ پاتا ہے۔ مگر مضارع مفتوح العین ہونے کی صورت میں کبھی (مصدر کے عین کلمہ کو) فتحہ دیتے ہیں اور واو کے عوض آخر میں تاء بڑھا دیتے ہیں جیسے عِدَةٌ، زِنَةٌ اور سَعَةٌ جو اصل میں وِعْدٌ، وِزْنٌ، وِسْعٌ تھے۔

تشریح وتحقیق

مشکل الفاظ۔ تطویل۔ طوالت اختیار کرنا، لمبا کرنا، طائل۔ نفع۔ تطویل لاطائل۔ خوانخواہ کی

طوالت جس میں کوئی فائدہ نہ ہو۔

معتل کے قواعد کا بیان:.......

باب سوم تین فصلوں پر مشتمل تھا ان میں سے یہ دوسری فصل ہے جو معتل کے بیان میں ہے، یہ فصل پانچ قسموں پر مشتمل ہے، قسم اول معتل کے قواعد کے بیان میں، قسم دوم مثال کی گردانوں میں، قسم سوم اجوف کی گردان میں، قسم چہارم ناقص اور لفیف کی گردان میں، قسم پنجم مرکب ابواب کی گردان میں۔

معتل وہ کلمہ ہوتا ہے جس کے حروف اصلیہ میں سے کوئی حرف علت ہو۔ معتل کا اطلاق مثال، اجوف، ناقص، لفیف میں سے ہر ایک پر ہوتا ہے کیونکہ ان چاروں میں سے ہر ایک حرف علت پر مشتمل ہوتا ہے، لہٰذا معتل کے قواعد سے مثال، اجوف، ناقص کے قواعد مراد ہیں۔ یہاں معتل کے کل ۲۶ قواعد مذکور ہیں جبکہ دوسری کتب صرف میں ان قواعد کی تعداد زیادہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مصنف کو اختصار مطلوب ہے اسی بناء پر قواعد کو بیان کرتے وقت صرف مشہور شرائط کے ذکر کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے اور متعدد جگہ چند قواعد کو یکجا کر کے ایک ہی قاعدہ بنالیا گیا ہے، جس سے قواعد کی تعداد گھٹ کر چھبیس ۲۶ ہوگئی ہے، پہلے مثال کے قواعد مذکور ہیں، پھر اجوف کے اور اس کے بعد ناقص کے لیکن یہ ترتیب اکثریتی اعتبار سے ہے ورنہ ناقص کے قواعد میں جگہ جگہ اجوف وغیرہ کے قواعد بھی ذکر کیے گئے ہیں۔

مثال کے قواعد:

قاعدہ نمبر (۱) یَعِدُ اور یَہَبُ والا قاعدہ:

ہر وہ واو جو مضارع میں حرف اتین مفتوح اور کسرہ کے درمیان واقع ہو یا حرف اتین مفتوح اور فتحہ کے درمیان ایسے کلمہ میں واقع جس کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہو تو ایسے واو کو حذف کرنا واجب ہے جیسے یَعِدُ جو اصل میں یَوْعِدُ تھا واو حرف اتین مفتوح (یعنی یاء) اور کسرہ کے درمیان واقع ہوا تو اس کو حذف کر دیا گیا اور یَہَبُ اصل میں یَوْھَبُ تھا، یہاں واو علامت مضارع مفتوحہ اور فتحہ کے درمیان ایسے کلمہ مین واقع ہوا جس کا عین کلمہ حرف حلقی ہے (یعنی ھاء) اور یَسَعُ اصل میں یَوْسَعُ تھا واو حرف اتین مفتوح اور فتح کے درمیان ایسے کلمہ میں واقع ہے جس کا لام کلمہ حرف حلقی ہے (یعنی عین) تو واو کو حذف کر دیا گیا اسی طرح تَعِدُ، اَعِدُ، نَعِدُ سب سے واو اسی قاعدہ کے مطابق حذف ہوا ہے۔

بعض صرفی حضرات اس قاعدہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ہر وہ واو جو حرف اتین کی یائے مفتوحہ اور کسرہ

کے درمیان واقع ہو وہ گر جاتا ہے، ان حضرات نے ایک تو حرف اتین کو یاء کے ساتھ خاص کیا، دوسرا یہ کہ انہوں نے واو کے حذف ہونے کے لئے یہ شرط لگائی کہ وہ واو فتحہ اور کسرہ کے درمیان ہو یعنی مضارع مکسور العین ہو، پھر ان پر اعتراض ہوا کہ تَعِدُ اَعِدُ نَعِدُ میں واو کیوں حذف ہوا۔ یہاں تو حرف اتین کی یا نہیں ہے بلکہ تَعِدُ میں تاء ہے اَعِدُ میں ہمزہ اور نَعِدُ میں حرف اتین کا نون ہے؟

تو اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ اصل قاعدہ تو حرف اتین کی یاء اور کسرہ کے درمیانی واو پر جاری ہوتا ہے باقی صیغوں میں جو واو حذف ہوا ہے وہ یاء والے صیغوں کے تابع ہونے کی وجہ سے (جس کو طرد اللباب بھی کہتے ہیں) تاکہ باب کے صیغوں میں اختلاف نہ ہو۔

پھر اعتراض ہوا کہ یَھَبُ اور یَسَعُ جیسے مفتوح العین مضارع میں واو کیوں حذف ہوا یہاں تو واو یاء اور کسرہ کے درمیان واقع نہیں بلکہ یاء اور فتحہ کے درمیان واقع ہے جبکہ ان کے ہاں کسرہ شرط ہے؟

اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ یَھَبُ اور یَسَعُ جیسے مضارع اصل میں مکسور العین تھا یعنی یَھَبُ اصل میں یَوْھِبُ تھا اور یَسَعُ اصل میں یَوْسِعُ تھا یَھَبُ کا عین کلمہ اور یَسَعُ کا لام کلمہ حرف حلقی ہے اور حرف حلقی ثقیل ہوتا ہے اور کسرہ بھی ثقیل حرکت ہے تو تخفیف پیدا کرنے کی غرض سے عین کلمہ کو فتحہ دیا گیا اخف الحرکات ہونے کی وجہ سے تاکہ ان کلمات کی ادائیگی زبان پر آسان ہو جائے اور اس طرح یہ الفاظ مفتوح العین استعمال ہونے لگے ورنہ اصل کے اعتبار سے مکسور العین تھے (گویا کسرہ تقدیری یہاں موجود ہے)

صاحب علم الصیغہ نے اس قاعدہ کو ایسے جامع انداز میں بیان کیا ہے کہ جس کے بعد کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ ایک تو اس طور پر کہ انہوں نے اس قاعدہ میں مطلق علامت مضارع کا ذکر کیا ہے۔ چاہے وہ حرف اتین میں سے کوئی بھی ہو یاء کی تخصیص نہیں کی لہٰذا یہ جس طرح یعد میں اصالۃً جاری ہوتا ہے تو بالکل اسی طرح تَعِدُ اَعِدُ نَعِدُ وغیرہ میں بھی اصالۃً جاری ہوتا ہے ان کو یاء والے صیغوں کے تابع کرنے کی ضرورت ہی نہ رہی۔

دوسرا اس طرح کہ مصنف نے واو کے حذف ہونے کے لئے صرف فتحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہونے کی شرط نہیں لگائی بلکہ کہا کہ اگر واو دو فتحوں کے درمیان واقع ہو (یعنی مضارع مفتوح العین ہو) تو پھر بھی حذف ہوگا جبکہ اس مضارع کا عین کلمہ یا لام کلمہ حرف حلقی ہو اور یَھَبُ یَسَعُ وغیرہ میں یہ بات موجود ہے، اس لئے یہاں بھی واو حذف ہوا یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں کہ یہ کلمات اصل میں مکسور العین تھے پھر حرف حلقی کی وجہ سے عین کلمہ کو فتح دیا

(جیسے کہ بعض صرفیین کہتے ہیں)

اسی لئے مصنف نے ان کے اس اندازِ بیان پر رد کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ خوامخواہ بات کو طول دینا ہے اور فضول تکلفات ہیں شروع سے قاعدہ کو اس طرح کیوں بیان نہیں کرتے جس پر کوئی ایسا اعتراض ہی وارد نہ ہو کہ اس کے جواب دینے کے لئے بے سروپا باتیں گھڑنے کی ضرورت پیش آئے۔

سوال:...... یُوْعَدُ اور یُوْجَبُ میں یہ قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوتا؟

جواب:...... علامت مضارع کا مفتوح ہونا شرط ہے جبکہ یہاں ایسا نہیں ہے۔

سوال:...... یَوْجَلُ میں کیوں جاری نہیں ہوا؟

جواب:...... اس میں واو دو فتحوں کے درمیان واقع ہے اور ایسی صورت میں کلمہ کا حلقی العین یا حلقی اللام ہونا شرط ہے جبکہ یہاں یہ شرط مفقود ہے۔

سوال:...... یَذَرُ جو اصل میں یَوْذَرُ تھا اس میں واو دو فتحوں کے درمیان واقع ہوا (یعنی علامت مضارع مفتوح اور عین کلمہ کے فتح کے درمیان) اور عین یا لام کلمہ میں حرف حلقی نہیں ہے پھر بھی واو حذف ہوا یہ کیوں؟

جواب:...... یَدَعُ پر محمول ہونے کی وجہ سے واو حذف ہوا کہ یَدَعُ کا لام کلمہ حرف حلقی ہے اور اس میں واو حذف ہوا ہے تو اسی پر محمول کرتے ہوئے یَذَرُ کا واو بھی حذف کیا کیونکہ معنی کے اعتبار سے یَذَرُ یَدَعُ کا مشارک ہے کہ دونوں ترک یعنی چھوڑنے کے معنی میں آتے ہیں اور فعل ماضی کے نہ ہونے میں بھی دونوں شریک ہیں کہ دونوں کا فعل ماضی تقریباً ناپید اور غیر مستعمل ہے۔

قاعدہ نمبر ۲:...... عِدَۃٌ والا قاعدہ:

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ مصدر جو فِعْلٌ کے وزن پر ہو اور اس کے فاء کلمہ کے مقابلہ میں واو واقع ہو تو اس واو کو حذف کر کے عین کلمہ کو کسرہ دینا اور اس واو کے عوض آخر میں تاء متحرکہ لانا واجب ہے جیسے عِدَۃٌ جو اصل میں وِعْدٌ تھا یہ مصدر ہے فِعْلٌ کے وزن پر ہے اور فاء کلمہ میں واو واقع ہے تو اس واو کو حذف کر کے عین کلمہ کو (جو کہ حرف عین ہی ہے) کسرہ دیا اور واو محذوف کے عوض آخر میں تائے متحرکہ ماقبل کے فتحہ کے ساتھ بڑھادی کیونکہ تائے مدورہ ہمیشہ ماقبل مفتوح ہوتی ہے۔ اسی طرح زِنَۃٌ اصل میں وِزْنٌ تھا واو کو حذف کر کے عین کلمہ (یعنی زاء) کو کسرہ دیا باقی تعلیل حسب سابق ہے۔ اسی طرح عِظَۃٌ جو اصل میں وِعْظٌ تھا، صِفَۃٌ جو اصل میں وِصْفٌ تھا صِلَۃٌ

جو اصل میں وِصْلٌ تھا۔

اگر اس مصدر کا مضارع مفتوح العین ہو تو اس صورت میں مصدر کے اندر واو کو حذف کرنے کے بعد عین کلمہ کو فتحہ بھی دیا جا سکتا ہے (تاکہ اپنے مضارع کے مفتوح العین ہونے پر دلالت کرے) جیسے سَعَةٌ کمافی قوله تعالی یَجِدْ فِی الْاَرْضِ مُرَاغَمًا کَثِیْرًا وَّسَعَةً اصل میں وِسْعٌ تھا اس کا مضارع مفتوح العین ہے کیونکہ یہ باب سَمِعَ سے ہے اس بناء پر مصدر میں عین کلمہ یعنی سین کو فتحہ دیا۔

سوال:...... وِزْرٌ، وِتْرٌ میں واو کیوں حذف نہیں ہوا؟

جواب:...... اس لئے کہ یہ مصدر نہیں ہیں ان میں اسمیت غالب آچکی ہے یعنی انہوں نے اب اسم جامد کی حیثیت اختیار کرلی ہے اور معنی مصدری پر یہ کم ہی دلالت کرتے ہیں کیونکہ وِتْرٌ کا معنی ہے "طاق" اور وِزْرٌ کا معنی ہے بھاری بوجھ، گناہ اور یہ معانی مصدری نہیں ہیں ذوات ہیں (کیونکہ اردو میں معانی مصدری کے آخر میں "نا" آتا ہے جیسے مارنا، پڑھنا وغیرہ اور ان میں یہ بات نہیں ہے)

تنبیہ:...... یہ قاعدہ درحقیقت دو قاعدوں سے مرکب ہے ایک عِدَةٌ والا قاعدہ دوسرا اِقَامَةٌ والا، واو اس میں عِدَةٌ والا قاعدہ سے حذف ہوا ہے اور آخر میں تاء اِقَامَةٌ والا قاعدہ سے آئی ہے صاحب کتاب نے اپنی عادت کے مطابق ان دونوں قاعدوں کو یکجا کر کے ایک قاعدہ بنالیا۔

قاعدہ نمبر۳:...... واو ساکن غیر مدغم بعد کسرہ یا شود چون مِیْعَادٌ نہ اِجْلِوَّاذٌ و یائے ساکن غیر مدغم بعد ضمہ واو شود چون مُوْسِرٌ نہ مُیَّزٌ والف بعد ضمہ واو شود چون قُوْتِلَ و بعد کسرہ یا چون مَحَارِیْبُ۔

ترجمہ:...... قاعدہ نمبر۳: واو ساکن غیر مدغم کسرہ کے بعد یاء ہو جاتا ہے جیسے مِیْعَادٌ نہ کہ اِجْلِوَّاذٌ اور یائے ساکنہ غیر مدغم ضمہ کے بعد واو ہو جاتی ہے جیسے مُوْسِرٌ نہ کہ مُیَّزٌ اور الف ضمہ کے بعد واو ہو جاتا ہے جیسے قُوْتِلَ اور الف کسرہ کے بعد یاء (سے تبدیل ہو جاتا ہے) جیسے مَحَارِیْبُ۔

تشریح و تحقیق

قاعدہ نمبر ۳: مِیْعَادٌ، مُوْسِرٌ، قُوْتِلَ والا قاعدہ یا واو، الف اور یاء والا قاعدہ:

اس قاعدہ کے تین جز ہیں ایک واو کے لئے ایک یاء کے لئے اور ایک الف کیلئے:

(۱) جب واو ساکن غیر مدغم کسرہ کے بعد واقع ہو تو اس کو یاء سے تبدیل کرنا واجب ہے جیسے مِیْعَادٌ

جو اصل میں مِوْعَادٌ تھا اور مِیْزَانٌ جو اصل میں مِوْزَانٌ تھا۔اِجْلِوَّاذٌ میں واو یاء سے تبدیل نہیں ہوا کیونکہ اس میں واو مدغم ہے۔

(۲) جب یاء ساکن غیر مدغم ضمہ کے بعد واقع ہو تو اس کو واو سے تبدیل کرنا واجب ہے جیسے مُوْسِرٌ جو اصل میں مُیْسِرٌ تھا اور مُوْقِنٌ جو اصل میں مُیْقِنٌ تھا۔مُیِّزَ باب تفعیل کی ماضی مجہول میں یاء واو سے تبدیل نہیں ہوئی کیونکہ یہاں یاء مدغم ہے دوسری یاء کے اندر۔

(۳) جب الف ضمہ کے بعد واقع ہو تو اس کو واو سے تبدیل کرنا اور اگر کسرہ کے بعد واقع ہو تو اس کو یاء سے تبدیل کرنا واجب ہے جیسے قُوْتِلَ جو باب مفاعلة سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے اس کی ماضی معلوم قَاتَلَ ہے مجہول بناتے وقت ماضی مجہول کے قاعدہ کے مطابق حرف اول کو ضمہ اور ماقبل آخر کو کسرہ دیا تو الف ماقبل مضموم ہوا لہٰذا اس قاعدہ کے مطابق الف واو سے بدل گیا۔اسی طرح ضَارَبَ سے ضُوْرِبَ۔

اور ماقبل مکسور ہونے کی مثال جیسے مَحَارِیْبُ یہ مِحْرَابٌ کی جمع ہے، جمع اقصیٰ بنانے کے طریقہ کے مطابق پہلے دونوں حرفوں (یعنی میم اور حاء) کو فتحہ دیکر تیسری جگہ پر الف علامت جمع اقصیٰ لے آئے اس کے بعد مفرد مُکبّر میں تین حرف باقی تھے تو ان میں سے پہلے حرف یعنی راء کو کسرہ دیا کیونکہ الف جمع لانے کے بعد اگر مفرد میں تین حرف باقی ہوں تو ان میں سے پہلے کو کسرہ دیا جاتا ہے اب الف ماقبل مکسور ہوا تو اس قاعدہ کے مطابق الف یاء سے بدل گیا اور تنوین غیر منصرف ہونے کی وجہ سے حذف ہوگئی۔مَحَارِیْبُ بن گیا اسی طرح مِضْرَابٌ سے مَضَارِیْبُ ،مِصْبَاحٌ سے مَصَابِیْحُ۔

سوال:......اِتَّقَدَ اور اُتُّسِرَ جو اصل میں اِوْتَقَدَ اور اُیْتُسِرَ تھے یہاں اِوْتَقَدَ میں واو یاء سے کیوں نہیں بدلا جبکہ واو ساکن غیر مدغم کسرہ کے بعد واقع ہے اور اُیْتُسِرَ میں یاء واو سے کیوں تبدیل نہیں ہوئی جبکہ یاء ساکن غیر مدغم ضمہ کے بعد واقع ہے؟

جواب:......ان میں واو اور یاء باب اِفتعال کے فاء کلمہ کے مقابلہ میں واقع ہیں اور یہ قاعدہ اس واو اور یاء میں جاری نہیں ہوتا جو باب اِفتعال کے فاء کلمہ کے مقابلہ میں ہوں کیونکہ باب افتعال کے فاء کلمہ کے واو اور یاء کے لئے الگ قاعدہ ہے جو متصل بعد میں آرہا ہے۔

سوال:......بِیْضٌ جو اصل میں بُیْضٌ تھا اور حِیْکٰی جو اصل میں حُیْکٰی تھا ان میں یاء ساکن غیر مدغم ضمہ کے بعد واقع تھی پھر بھی اس قاعدہ کے جز نمبر۲ کے مطابق یہ یاء واو سے تبدیل نہیں ہوئی بلکہ ماقبل کا ضمہ کسرہ سے تبدیل

ہوا یہ کیوں؟

جواب:...... یاء کا واو سے بدلنے کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ یہ یاء اَفْعَلُ صفتی، اور فَعْلَاءُ صفتی کی جمع میں واقع نہ ہو اور فُعْلٰی صفتی میں نہ ہو ورنہ یاء واو سے نہیں بدلتی بلکہ ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدل جاتا ہے اور بِیْضٌ یہ اَفْعَلُ صفتی اور فَعْلَاءُ صفتی کی جمع ہے کیونکہ بِیْضٌ، اَبْیَضُ اور بَیْضَاءُ دونوں کی جمع ہے اور اَبْیَضُ اَفْعَلُ صفتی ہے اور بَیْضَاءُ یہ فَعْلَاءُ صفتی ہے۔ اور حِیْکٰی فُعْلٰی صفتی ہے اس لئے یہاں یاء واو سے تبدیل نہ ہوئی۔

فائدہ:...... یہ قاعدہ درحقیقت تین قاعدوں پر مشتمل ہے (۱) مِیْعَادٌ والا (۲) یُوْسِرُ والا (۳) قُوْتِلَ اور مَحَارِیْبُ یاضُوْرِبَ اور مَضَارِیْبُ والا۔

قاعدہ نمبر۴:...... واو و یا اصلی کہ فائے افتعال باشد تا شدہ در تا ادغام یابد چون اِتَّقَدَ کہ اِوْتَقَدَ بود و اِتَّسَرَ کہ اِیْتَسَرَ بود۔

قاعدہ نمبر۵:...... واو مضموم و مکسور در اول و مضموم در وسط جوازاً ہمزہ شود چون اُجُوْهٌ و اِشَاحٌ و اُقِّتَتْ و اَدْءُرٌ کہ وُجُوْهٌ، وِشَاحٌ، وُقِّتَتْ و اَدْوُرٌ بود: ابدال ہمزہ در واو مفتوح شاذ ست چون اَحَدٌ و اَنَاةٌ۔

قاعدہ نمبر۶:...... چون دو واو متحرک در اول کلمہ جمع شوند اول وجوباً ہمزہ گردد چون اَوَاصِلُ و اُوَیْصِلٌ کہ وَوَاصِلُ جمع وَاصِلَةٌ و وُوَیْصِلٌ تصغیر وَاصِلٌ بود۔

ترجمہ:...... قاعدہ نمبر۴:...... اگر واو اور یاء اصلی (یعنی غیر مبدل) باب افتعال کا فاء کلمہ ہو (تو وہ واو اور یاء دونوں) تاء (سے تبدیل) ہو کر تاء افتعال میں ادغام پاتے ہیں جیسے اِتَّقَدَ جو اصل میں اِوْتَقَدَ تھا اور اِتَّسَرَ جو اصل میں اِیْتَسَرَ تھا۔

قاعدہ نمبر۵:...... واو مضموم اور مکسور کلمہ کے شروع میں اور واو مضموم کلمہ کے درمیان میں جوازاً ہمزہ ہو جاتا ہے جیسے اُجُوْهٌ، اِشَاحٌ، اُقِّتَتْ، اور اَدْءُرٌ جو (اصل میں) وُجُوْهٌ وِشَاحٌ وُقِّتَتْ اور اَدْوُرٌ تھے واو کے مفتوح ہونے کی صورت میں اس کو ہمزہ سے بدلنا شاذ ہے جیسے اَحَدٌ، اَنَاةٌ۔

قاعدہ نمبر۶:...... جب دو متحرک واو کلمہ کی ابتداء میں جمع ہو جائیں تو واو اول وجوباً ہمزہ ہو جاتا ہے جیسے اَوَاصِلُ اور اُوَیْصِلٌ (اصل میں) وَوَاصِلُ تھا جو وَاصِلَةٌ کی جمع ہے اور وُوَیْصِلٌ تھا جو وَاصِلٌ کی تصغیر ہے۔

تشریح وتحقیق

قاعدہ نمبر۴: اِتَّقَدَ اِتَّسَرَ والا قاعدہ:

اس قاعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جب باب افتعال کے فاء کلمہ کے مقابلہ میں ایسے واو اور یاء واقع ہوں جو کسی اور حرف سے تبدیل شدہ نہ ہوں بلکہ اصلی ہوں تو اس واو اور یاء کو تاء سے بدل کر تاء کو تائے افتعال میں مدغم کرنا واجب ہے۔

واو کی مثال جیسے اِتَّقَدَ بروزن اِفْتَعَلَ جو اصل میں اِوْتَقَدَ تھا واو باب افتعال کے فاء کلمہ میں واقع ہوا کیونکہ مادہ وَقَدَ ہے اور یہ واو اصلی ہے کسی اور حرف سے تبدیل شدہ نہیں ہے تو اس کو تاء سے تبدیل کرنے کے بعد پہلی تاء کو تائے افتعال میں مدغم کیا اِتَّقَدَ بن گیا اسی طرح اِتَّقٰی اصل میں اِوْتَقٰی تھا۔

اور اِتَّفَقَ اصل میں اِوْتَفَقَ تھا اور یاء کی مثال جیسے اِتَّسَرَ جو اصل میں اِیْتَسَرَ تھا اور اُتُّیِسَرَ جو اصل میں اُیْتُیِسَرَ تھا۔

سوال:...... اُوْتُمِرَ اور اِیْتَمَرَ میں یہ قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوتا جبکہ ان میں بھی واو اور یاء بمقابلہ فاءِ افتعال موجود ہیں؟

جواب:...... یہاں واو اور یاء اصلی نہیں ہیں بلکہ ہمزہ سے تبدیل شدہ ہیں کیونکہ اُوْتُمِرَ اصل میں اُئْتُمِرَ تھا اور اِیْتَمَرَ اصل میں اِئْتَمَرَ تھا بقاعدہ اٰمَنَ اُوْمِنَ اِیْمَانًا اُئْتُمِرَ میں ہمزہ واو سے اور اِئْتَمَرَ میں یاء سے بدل گیا۔

قاعدہ نمبر ۵: اُقِّتَتْ، اِشَاحٌ والا قاعدہ:

اس قاعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ دو صورتوں میں واو کو ہمزہ سے تبدیل کرنا جائز ہے:

(۱) پہلی صورت یہ ہے کہ واو مضموم یا مکسور کسی کلمہ کی ابتداء میں واقع ہو جائے۔ مضموم کی مثال جیسے اُقِّتَتْ جو اصل میں وُقِّتَتْ تھا اور اُجُوْہٌ جو اصل میں وُجُوْہٌ تھا اور اُعِدَ جو اصل میں وُعِدَ تھا اسی طرح وُوْرِیَ کو اُوْرِیَ پڑھنا جائز ہے: واو مکسور کی مثال جیسے اِشَاحٌ جو اصل میں وِشَاحٌ تھا اور اِسَادَۃٌ جو اصل میں وِسَادَۃٌ تھا۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ واو مضموم ہو کر کلمہ کے درمیان میں واقع ہو جائے جیسے اَدْؤُرٌ بروزن اَفْعُلٌ جو اصل میں اَدْوُرٌ تھا اور قَؤُلَ جو اصل میں قَوُلَ تھا۔

اگر واو مضموم یا مکسور نہ ہو بلکہ مفتوح ہو تو ایسے واو کا ہمزہ سے بدل جانا شاذ ہے جیسے اَحَدٌ جواصل میں وَحَدٌ تھا اور اُنَاۃٌ جواصل میں وَنَاۃٌ تھا کیونکہ فتحہ کے اخف الحرکات ہونے کی وجہ سے واو مفتوح کی ادائیگی زبان پر ثقیل نہیں ہے جس کی وجہ سے ہمزہ سے بدلنے کی صورت پیش آئے۔

سوال:...... کیا یہ قاعدہ وُوَیْصِلٌ میں جاری ہوسکتا ہے یہاں بھی تو واو مضموم کلمہ کی ابتداء میں موجود ہے؟

جواب:...... اس میں جاری نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ قاعدہ اس واو میں جاری ہوتا ہے جس کے بعد کوئی اور متحرک واو نہ ہو اگر دو متحرک واو جمع ہوں تو ان کیلئے الگ قاعدہ ہے جو متصلاً بعد آرہا ہے۔

قاعدہ نمبر ۶:...... اَوَاصِلُ اُوَیْصِلٌ والا قاعدہ:

جب دو متحرک واو کسی کلمہ کی ابتداء میں ایک ساتھ جمع ہو جائیں تو پہلے واو کو ہمزہ سے تبدیل کرنا واجب ہے جیسے اَوَاصِلُ جواصل میں وَوَاصِلُ تھا یہ وَصَلَ یَصِلُ سے وَاصِلَۃٌ اسم فاعل کی جمع بکسر کا صیغہ ہے ضَوَارِبُ کی طرح۔ دوسری مثال جیسے اُوَیْصِلٌ جواصل میں وُوَیْصِلٌ تھا یہ بھی وَصَلَ یَصِلُ سے وَاصِلٌ اسم فاعل کی تصغیر ہے ضُوَیْرِبٌ کی طرح اسی طرح اَوَاعِدُ اور اُوَیْعِدٌ جواصل میں وَوَاعِدُ اور وُوَیْعِدٌ تھے۔

سوال:...... وُوْرِیَ میں بھی تو دو واو کلمہ کی ابتداء میں جمع ہیں یہاں یہ قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوتا؟

جواب:...... اس قاعدے میں یہ شرط ہے کہ دونوں واو متحرک ہوں جبکہ وُوْرِیَ میں ایک واو ساکن ہے۔

قاعده: ۷......واو ویائے متحرک بعد فتحہ الف شود بشروط (۱) فاکلمہ نباشد پس در فَوَعَدَ و تَوَفّٰی و تَیَسَّرَ واو و یاء الف نشود (۲) عین لفیف نباشد چون طَوٰی و حَیِیَ (۳) قبل الف تثنیہ نباشد چون دَعَوَا و رَمَیَا (۴) قبل مدہ زائدہ نباشد چون طَوِیْلٌ ، وغَیُوْرٌ ، وغَیَابَۃٌ : واوِ فَعَلُوْا و یَفْعَلُوْنَ و تَفْعَلُوْنَ و یائے تَفْعَلِیْنَ کہ کلمہ جداگانہ و فاعل فعل اند مدہ زائدہ نیستند لہٰذا قبل اینہا واو و یا الف شود و باجتماع ساکنین بیفتد چون دَعَوْا ، وَیَخْشَوْنَ ، وتَخْشَوْنَ و تَخْشَیْنَ ۔ (۵) قبل یائے مشدد و نون تاکید نباشد چون عَلَوِیٌّ و اِخْشَیَنَّ (۶) بمعنی لون و عیب نباشد چون عَوِرَ و صَیِدَ (۷) بروزن فَعَلَانٌ نباشد چوں دَوَرَانٌ و سَیَلَانٌ و نہ بروزن فَعَلٰی چوں صَوَرٰی و حَیَدٰی و نہ بروزنِ فَعَلَۃٌ چون حَوَکَۃٌ و ہم افتعال بمعنی تفاعل نباشد چون اِجْتَوَرَ و اِعْتَوَرَ کہ بمعنی تَجَاوَرَ و تَعَاوَرَ ست مثال قَالَ و بَاعَ و دَعَا و رَمٰی و بَابٌ و نَابٌ ۔
وقوع ساکن و وقوع تائے تانیث فعل ماضی اگر چہ متحرک باشد بعد این چنین الف موجب سقوط آنست مثل دَعَتْ دَعَتَا و دَعَوْا و تَرْضَیْنَ مگر در صیغ ماضی معروف از جمع مؤنث غائب تا آخر بعد حذف الف فاء را در واوی مفتوح العین و مضموم العین ضمہ دہند چون قُلْنَ و طُلْنَ و در یائے و مکسور العین کسرہ چون بِعْنَ و خِفْنَ ۔

ترجمہ: ......قاعدہ نمبر (۷) واو اور یائے متحرک فتحہ کے بعد الف (سے تبدیل) ہو جاتے ہیں چند شرائط کے ساتھ (۱) (وہ واو اور یاء) فاء کلمہ نہ ہوں لہٰذا فَوَعَدَ تَوَفّٰی اور تَیَسَّرَ میں واو اور یاء الف (سے تبدیل) نہیں ہوئے (۲) وہ واو اور یا لفیف کا عین کلمہ نہ ہوں جیسے طَوٰی اور حَیِیَ (۳) وہ الف تثنیہ سے پہلے نہ ہوں جیسے دَعَوَا، رَمَیَا (۴) مدہ زائدہ سے پہلے نہ ہوں جیسے طَوِیْلٌ، غَیُوْرٌ اور غَیَابَۃٌ، فَعَلُوْا (جمع مذکر غائب فعل ماضی) اور یَفْعَلُوْنَ تَفْعَلُوْنَ (جمع مذکر حاضر و غائب فعل مضارع) کا واو اور تَفْعَلِیْنَ (واحد مؤنث حاضر) کی یا، جو کہ علیحدہ کلمہ اور فعل کا فاعل ہے یہ (واو اور یاء) مدہ زائدہ نہیں ہیں لہٰذا ان سے پہلے واو اور یا، الف ہو جاتے ہیں اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتے ہیں جیسے دَعَوْا (صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی) اور یَخْشَوْنَ (جمع مذکر غائب فعل مضارع) تَخْشَوْنَ (جمع مذکر حاضر فعل مضارع) اور تَخْشَیْنَ (واحد مؤنث حاضر) (۵) (یہ واو اور یاء) یائے مشدد اور نون تاکید سے پہلے نہ ہوں جیسے عَلَوِیٌّ اور اِخْشَیَنَّ (۶) (یہ واو اور یا جس کلمہ میں ہیں وہ کلمہ) رنگ و عیب کے معنی میں نہ ہو جیسے عَوِرَ، صَیِدَ (۷) وہ کلمہ فَعَلَانٌ کے وزن پر نہ ہو جیسے دَوَرَانٌ، سَیَلَانٌ اور نہ وہ کلمہ فَعَلٰی کے وزن پر ہو جیسے صَوَرٰی، حَیَدٰی اور نہ فَعَلَۃٌ کے وزن پر ہو جیسے حَوَکَۃٌ (وہ واو اور یاء) ایسے باب اِفتعال میں بھی نہ ہوں جو تفاعل کے معنی میں ہو جیسے اِجْتَوَرَ، اِعْتَوَرَ، جو کہ تَجَاوَرَ اور تَعَاوَرَ کے معنی میں ہیں۔

مثال قَالَ، بَاعَ، دَعَا، رَمٰی، بَابٌ، نَابٌ، اس جیسے الف کے بعد کسی ساکن کا واقع ہونا یا فعل ماضی کی تاء تانیث کا واقع

ہوتا اگر چہ وہ تائے تانیث متحرکہ ہو یا اس (الف) کے گرانے کا موجب اور باعث ہے (اس جیسے الف سے مراد وہ الف ہے جو اس مذکورہ قاعدہ کے مطابق واو اور یاء سے بنا ہو اب اگر اس الف کے بعد کوئی ساکن واقع ہو جائے یا فعل ماضی کی تائے تانیث متحرکہ واقع ہو تو یہ الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جائیگا) جیسے دَعَتْ دَعَتَا دَعَوْا اور تَرْضَيْنَ مگر ماضی معلوم کے صیغوں میں جمع مؤنث غائب سے لیکر آخر تک (تمام صیغوں میں) الف کو حذف کرنے کے بعد اجوف واوی مفتوح العین اور مضموم العین میں فاء کلمہ کو ضمہ دیدیتے ہیں جیسے قُلْنَ، طُلْنَ اور اجوف یائی (مطلقاً خواہ عین کلمہ پر کوئی بھی حرکت ہو) اور اجوف واوی مکسور العین میں (فاء کلمہ کو) کسرہ دیدیتے ہیں جیسے بِعْنَ اور خِفْنَ.

تشریح و تحقیق

اجوف کے قواعد:

قاعدہ (۷) قَالَ، بَاعَ والا قاعدہ

اس قاعدہ کا حکم یہ ہے کہ واو اور یاء کو الف سے تبدیل کرنا واجب ہے۔ چند شرائط کے ساتھ۔ کتب صرف میں اس قاعدہ کی بیس تک شرائط مذکور ہیں مصنف نے اختصار کی غرض سے کچھ شرائط ذکر کی ہیں جن کی تعداد تیرہ[۱۳] بنتی ہے۔

(۱) واو اور یاء متحرک ہوں (ساکن نہ ہوں)

(۲) ماقبل مفتوح ہوں (مضموم یا مکسور نہ ہوں)

(۳) واو اور یاء فاء کلمہ کے مقابلے میں نہ ہوں جیسے فَوَعَدَ اور تَوَفّٰی ان دونوں میں واو فاء کلمہ کے مقابلے میں ہے کیونکہ مادہ وَعَدَ اور وَفَیَ ہے واو کی دو مثالیں ذکر کی گئی ہیں، اگر چہ واو کیلئے صرف تَوَفّٰی کی ایک ہی مثال کافی تھی لیکن فَوَعَدَ سے دراصل ایک اور شرط کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے وہ یہ کہ واو اور یاء کے ماقبل والے مفتوح حرف کا ان کے ساتھ ایک کلمہ میں ہونا ضروری ہے ورنہ یہ قاعدہ جاری نہیں ہوگا جیسے فَوَعَدَ یہاں اگر واو فاء کلمہ میں نہ بھی ہوتا پھر بھی یہ قاعدہ جاری نہ ہوتا کیونکہ اس میں واو کا ماقبل والا حرف (یعنی فاء) الگ کلمہ ہے۔ یاء کی مثال جیسے تَيَسَّرَ بروزن تَفَعَّلَ اس میں یاء فاء کلمہ کے مقابلہ میں ہے کیونکہ مادہ يَسَرَ ہے۔

(۴) چوتھی شرط یہ ہے کہ واو اور یاء لفیف کے عین کلمہ کے مقابلے میں نہ ہوں جیسے طَوٰی بروزن فَعَلَ اور حَيِيَ بروزن فَعِلَ یہ دونوں لفیف مقرون ہیں اور عین کلمہ میں واو اور یاء واقع ہیں اول واو کی مثال ہے اور ثانی

یاء کی۔

(۵) واو اور یاء الف تثنیہ سے پہلے نہ ہوں جیسے دَعَوَا، رَمَیَا (الف جمع مؤنث سالم کا بھی یہی حکم ہے جیسے عَصَوَاتٌ رُمَیَاتٌ)

(۶) مدہ زائدہ سے پہلے واقع نہ ہوں جیسے طَوِیْلٌ اس میں واو۔ یاء مدہ زائدہ سے پہلے واقع ہے اور غَیُوْرٌ اس میں یاء واو مدہ زائدہ سے پہلے واقع ہے اور غَیَابَۃٌ اس میں یاء الف مدہ زائدہ سے قبل واقع ہے۔

(۷) یاء مشددہ سے پہلے نہ ہوں جیسے عَلَوِیٌّ واو کی مثال ہے اور غَنَیِیٌّ یاء کی مثال ہے۔

(۸) یہ واو اور یاء نون تاکید ثقیلہ یا خفیفہ سے پہلے نہ ہوں جیسے اِخْشَیَنَّ اور اِخْشَیَنْ یہ یاء کی مثالیں ہیں اور لَیُدْعَوُنَّ اور لَیُدْعَوُنْ واو کی مثالیں ہیں۔

(۹) واو اور یاء جس کلمہ میں ہیں وہ کلمہ رنگ اور عیب کے معنی میں نہ ہو عیب کی مثال جیسے عَوِرَ، کانا یعنی ایک آنکھ والا ہونا'' اور صَیِدَ، ٹیڑھی گردن والا ہونا'' یہ دونوں معنی عیب سے تعلق رکھتے ہیں اور رنگ کی مثال جیسے سَوَادٌ ''سیاہی'' بَیَاضٌ '' سفیدی''

(۱۰) واو اور یاء جس کلمہ میں ہوں وہ فَعَلَانٌ کے وزن پر نہ ہو جیسے دَوَرَانٌ اور سَیَلَانٌ

(۱۱) وہ کلمہ فَعَلٰی کے وزن پر نہ ہو جیسے صَوَرٰی اور حَیَدٰی

(۱۲) وہ کلمہ فَعَلَۃٌ کے وزن پر نہ ہو جیسے حَوَکَۃٌ

(۱۳) وہ واو اور یاء ایسے باب اِفتعال میں نہ ہوں جو باب تَفَاعُل کے معنی میں ہو جیسے اِجْتَوَرَ باب افتعال کا ایک کلمہ ہے یہ تَجَاوَرَ جو باب تفاعل سے ہے اس کے معنی میں ہے کیونکہ تَجَاوَرَ کا معنی ہے ''ایک دوسرے کے پڑوس میں رہنا'' اور اِجْتَوَرَ کا معنی بھی یہی ہے تو یہ تفاعُل کے معنی میں ہوا اسی طرح اِعْتَوَرَ جو باب اِفتعال سے ہے یہ تَعَاوَرَ (تفاعل) کے معنی میں ہے وہ اس طرح کہ تَعَاوَرَ کا معنی ''کسی چیز کو باری باری لینا'' ہے اور اِعْتَوَرَ کا معنی بھی بعینہ یہی ہے تو یہ اِفتعال بمعنی تفاعل ہے۔

اس قاعدہ کی مثالیں:

مصنف نے اس قاعدہ کی متعدد مثالیں دیکر اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ واو اور یاء جس کلمہ میں واقع ہوں اس میں عموم ہے خواہ وہ اجوف ہو یا ناقص اور اسم ہو یا فعل، اجوف کی مثال جیسے قَالَ، بَاعَ جو اصل میں

قَوَلَ اور بَيَعَ تھے (ایک واو اور ایک یاء کی مثال ہے) ناقص کی مثال جیسے دَعَا یہ ناقص واوی ہے اصل میں دَعَوَ تھا اور رَمٰی یہ ناقص یائی ہے جو اصل میں رَمَیَ تھا یہ سب افعال کی مثالیں تھی اسم کی مثال جیسے بُابٌ جو اصل میں بَوَبٌ تھا اور نَابٌ اصل میں نَيَبٌ تھا۔

اعتراض:...... فعل ماضی کے جمع مذکر غائب اور فعل مضارع کے جمع مذکر غائب وحاضر اور واحد مؤنث حاضر کے صیغوں میں جب لام کلمہ واو یا یاء ہو تو اس واو اور یاء میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس واو اور یاء کے بعد مدہ زائدہ ہوتا ہے جبکہ اس قاعدہ (۷) کے جاری ہونے کیلئے یہ شرط ہے کہ واو اور یاء۔ مدہ زائدہ سے پہلے نہ ہوں لیکن اس شرط کے نہ ہونے کے باوجود ان مذکورہ صیغہ جات میں لام کلمہ کا واو اور یاء اس قاعدے کے مطابق الف سے بدل جاتے ہیں اور پھر التقاء ساکنین کی وجہ سے گر جاتے ہیں۔

جمع مذکر غائب فعل ماضی کی مثال جیسے دَعَوْا یہ اصل میں دَعَوُوْا تھا اس میں واو متحرک ماقبل مفتوح کے بعد واو مدہ زائدہ موجود ہے اس کے باوجود لام کلمہ کا واو الف سے تبدیل ہوا پھر التقاء ساکنین ہوا الف اور واو کے درمیان الف کو حذف کیا دَعَوْا بن گیا۔

جمع مذکر غائب وحاضر فعل مضارع کی مثال جیسے یَخْشَوْنَ اور تَخْشَوْنَ جو اصل میں یَخْشَيُوْنَ اور تَخْشَيُوْنَ تھے ان میں یاء متحرکہ کے بعد واو مدہ زائدہ موجود ہے پھر بھی یاء الف سے تبدیل ہو کر التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گئی۔

واحد مؤنث حاضر کی مثال جیسے تَخْشَيْنَ جو اصل میں تَخْشَيِيْنَ تھا یائے متحرکہ کے بعد یاء مدہ زائدہ موجود ہے پھر بھی یاء الف سے تبدیل ہو گئی اور الف التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا تو ان سب صیغوں میں ایسا کیوں ہوا؟

جواب:...... قوله واو فَعَلُوْا و يفْعَلُوْنَ و تفْعَلُوْنَ...... الخ۔ اس عبارت سے مصنف نے یہ جواب دیا کہ ان مذکورہ صیغوں میں لام کلمہ کے بعد جو واو اور یاء ہیں یہ مدہ زائدہ نہیں ہیں اس لئے کہ مدہ زائدہ سے مراد یہاں پر وہ حرف مدہ ہے جو محض مدہ ہونے کی حیثیت سے زائد ہوا ہو کسی معنی پر دلالت نہ کرتا ہو اور اس کا ساکن ہونا لازمی ہو اس پر حرکت نہ آتی ہو اور مذکورہ صیغوں میں جو واو اور یاء ہیں ان کی وضع صرف مدہ ہونے کی حیثیت سے نہیں ہوئی بلکہ اصلا یہ معنی پر دلالت کرنے کیلئے موضوع ہیں جیسے واو معنی جمعیت پر اور یاء معنی تانیث پر دال ہے اور اس واو اور یاء پر حرکت بھی آتی ہے جیسے دَعَوْا سے دَعَوُ اللّٰهَ وغیرہ تو اس واو اور یاء میں سے کوئی مدہ

زائدہ نہیں ہے بلکہ مستقل الگ الگ کلمہ اور ضمیر فاعل ہے اس لئے یہ قاعدہ جاری ہوا ہے۔

تنبیہ:...... مصنف نے تو اس قاعدہ میں ایک شرط یہ لگائی کہ وہ کلمہ فَعَلَةٌ کے وزن پر نہ ہو جیسے حَوَکَةٌ لیکن دوسرے صرفی حضرات یہ شرط نہیں لگاتے اور وہ حَوَکَةٌ جیسی مثالوں کو شاذ کہتے ہیں اور بندہ کی ناقص رائے بھی یہی ہے کیونکہ دُعَاةٌ، رُمَاةٌ اور قُضَاةٌ جو اصل میں دَعْوَةٌ، رَمَيَةٌ اور قَضَيَةٌ تھے یہ فَعَلَةٌ کے وزن پر ہیں پھر بھی اس قاعدہ (۷) کے ذریعے ان میں واو اور یاء الف سے تبدیل ہوئے ہیں۔ اگر یہ قاعدہ فَعَلَةٌ کے وزن میں جاری نہیں ہوتا تو پھر ان مثالوں میں کیسے جاری ہوا؟

قوله وقوع ساکن ووقوع تائے تانیث فعل ماضی...... الخ .یعنی اس قَالَ بَاعَ والا قاعدہ کے مطابق جو الف واو اور یاء سے بدلا ہوا ہے اگر اس الف کے بعد کوئی ساکن واقع ہو یا فعل ماضی کی تائے تانیث واقع ہو جائے اگر چہ وہ تاء متحرک ہی کیوں نہ ہو تو اس صورت میں الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتا ہے جیسے دَعَتْ جو اصل میں دَعَوَتْ تھا اس قاعدے کے مطابق واو الف سے بدلا تو دَعَاتْ ہوا۔ اب الف کے بعد ماضی کی تائے تانیث ساکنہ واقع ہے تو اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف حذف ہوا۔

اور دَعَوْا اور تَرْضَيْنَ جو اصل میں دَعَوُوْا اور تَرْضَيِيْنَ تھے .دَعَوُوْا میں واو اور تَرْضَيِيْنَ میں یاء الف سے بدل گئی تو دَعَاوْا: اور تَرْضَايْنَ ہوا اب الف کے بعد ساکن حرف واقع ہے (یعنی اول میں واو اور ثانی میں یاء) تو الف حذف ہوا۔

تائے تانیث متحرکہ کی مثال جیسے دَعَتَا جو اصل میں دَعَوَتَا تھا واو الف سے بدلا دَعَاتَا ہوا اب الف کے بعد تاء تانیث واقع ہے یہ اگر چہ متحرک ہے لیکن ساکن کے حکم میں ہے کیونکہ اس کی حرکت عارضی ہے جو الف کی وجہ سے آئی ہے کہ الف ماقبل فتحہ چاہتا ہے اصلاً یہ تاء ساکن ہے جیسے کہ دَعَتْ میں ہے کیونکہ فعل کی تاء تانیث میں اصل سکون ہے لہٰذا یہاں بھی الف حذف ہوا التقائے ساکنین کی وجہ سے۔

قوله مگر درصیغ معروف ازجمع مؤنث غائب:...... الخ یہ ایک قاعدہ کی طرف اشارہ ہے جس کو قُلْنَ طُلْنَ اور خِفْنَ بِعْنَ والا قاعدہ کہا جاتا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ثلاثی مجرد اجوف کی ماضی معلوم میں جب بقاعدہ قَالَ بَاعَ واو اور یاء الف سے بدل جائے اور پھر الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جائے تو اجوف واوی کی صورت میں واو اگر مفتوح یا مضموم ہو (یعنی ماضی مفتوح العین ہو یا مضموم العین) تو جمع مؤنث غائب کے صیغہ سے لیکر آخر تک ماضی کے تمام صیغوں میں فاء کلمہ کو ضمہ دیا جاتا ہے تاکہ ضمہ واو کے حذف ہونے پر دلالت کرے اور اگر واو

مکسور ہوتو فاء کلمہ کو کسرہ دیا جاتا ہے تا کہ فعل ماضی کے مکسور العین ہونے پر دلالت کرے اسی طرح اجوف یائی کی صورت میں بھی فاء کلمہ کو کسرہ دیا جاتا ہے خواہ یاء پر کوئی بھی حرکت ہو۔ یاء کی صورت میں کسرہ اس لئے دیا جاتا ہے تا کہ یہ کسرہ یاء کے حذف ہونے پر دلالت کرے۔

واو کے مفتوح ہونے کی مثال جیسے قُلْنَ جو اصل میں قَوَلْنَ تھا واو الف سے تبدیل ہوا قَالْنَ ہوا پھر الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا۔ قَلْنَ ہوا فاء کلمہ (یعنی قاف) کو ضمہ دیا قُلْنَ ہوا اس طرح قُلْتَ، قُلْتُمَا، قُلْتُمْ......الخ

واو کے مضموم ہونے کی مثال جیسے طُلْنَ جو اصل میں طَوُلْنَ تھا (کَرُمَ یَکْرُمُ کے باب سے) مذکورہ تعلیل سے طُلْنَ ہوا۔

واو کے مکسور ہونے کی مثال جیسے خِفْنَ جو اصل میں خَوِفْنَ تھا واو الف سے تبدیل ہو کر التقاء ساکنین کی وجہ سے گر گیا۔ خَفْنَ ہوا پھر فاء کلمہ (یعنی خاء) کو کسرہ دیا خِفن ہوا اسی طرح خِفْتَ خِفْتُمَا، خِفْتُمْ......الخ

یاء کی مثال جیسے بِعْنَ جو اصل میں بَیَعْنَ تھا یاء الف سے بدل گئی پھر الف التقاء ساکنین کی وجہ سے گر گیا اور فاء کلمہ (یعنی باء) کو کسرہ دیا اسی طرح بِعْتَ ،بِعْتُمَا ......الخ

قاعدہ:۸......حرکت واو و یاء بماقبل آن کہ ساکن باشد نقل کنند و اگر آن حرکت فتحہ باشد واو و یاء را الف کند بشروط مذکورہ بالا چون یَقُوْلُ و یَبِیْعُ و یُقَالُ و یُبَاعُ و در صورت وقوع ساکن بعد این چنین واو و یا آنہا ساقط شوند بر تقدیر ضمہ و کسرہ و بر تقدیر فتحہ الف بدل آنہا در مَنْ وَعَدَ بسبب شرط اول و در یَطْوِیْ و یَحْیٰی بسبب شرط۲ و در مِقْوَالٌ و یَحْوَالٌ و تِبْیَانٌ و تَمْیِیْزٌ بسبب شرط۴ نقل حرکت نکردند لیکن واو مفعول از شرط رابع مستثنیٰ ست لہٰذا در مَقُوْلٌ و مَبِیْعٌ نقل حرکت کردند و در یَعْوَرُ و یَصْیَدُ و اَسْوَدُ و اَبْیَضُ و مُسْوَدَّۃٌ بسبب شرط۶ نقلِ حرکت نشد بودنِ کلمہ اَفْعَلُ التَّفْضِیْلِ یا اَفْعِل تعجب یا از ملحقات مانع نقل حرکت ست لہٰذا در اَقْوَلُ، و مَا اَقْوَلَہٗ، و اَقْوِلْ بِہٖ، و شَرْیَفَ و جَھْوَرَ نقل حرکت نکردند

ترجمہ:...... قاعدہ نمبر۸: واو اور یاء کی حرکت ان کے ماقبل کو منتقل کر دیتے ہیں جب وہ ماقبل ساکن ہو (پھر) وہ حرکت اگر فتحہ ہو تو واو اور یاء کو الف بنا دیتے ہیں مذکورہ بالا شرائط کے ساتھ (یعنی جو شرطیں قَالَ بَاعَ والے قاعدہ میں گزری ہیں) جیسے یَقُوْلُ یَبِیْعُ اور یُقَالُ یُبَاعُ اس جیسے واو اور یاء کے بعد کسی ساکن کے واقع ہونے کی صورت میں یہ واو اور یاء (دونوں خود) ساقط ہو جاتے ہیں مضموم اور مکسور

ہونے کی صورت میں اور فتحہ کی صورت میں ان کے بجائے (وہ) الف (ساقط ہو جاتا ہے جو الف اس واو اور یاء سے بدلا ہوا ہے) لَمْ وَّعَدَ میں شرط اول کی وجہ سے، اور یَطْوِیْ اور یَحْیٰی میں شرط ثانی کی وجہ سے، اور مِقْوَالٌ، تِبْیَانٌ، تَحْوَالٌ، تَمْیِیْزٌ میں شرط رابع کی وجہ سے (واو اور یاء کی) حرکت منتقل نہیں کی لیکن اسم مفعول کا واو شرط رابع سے مستثنیٰ ہے لہذا مَقُوْلٌ اور مَبِیْعٌ میں حرکت (ماقبل کو) منتقل کی ہے اور یَعْوَرُ، یَصْیَدُ، اَسْوَدُ، اَبْیَضُ، مُسْوَدَّةٌ میں شرط سادس کی وجہ سے حرکت منتقل نہیں ہوئی۔ کسی کلمہ کا اسم تفضیل مذکر کا صیغہ ہونا، یا فعل تعجب ہونا، یا ملحقات میں سے ہونا (واو اور یاء کی) حرکت کو (ماقبل کی طرف) منتقل کرنے سے مانع ہے لہذا اَقْوَلُ، مَا اَقْوَلَهٗ وَ اَقْوِلْ بِهٖ اور شَرْیَفَ اور جَهْوَرَ میں (واو اور یاء کی) حرکت (ماقبل کی طرف) منتقل نہیں کی۔

تشریح و تحقیق

قاعدہ نمبر ۸: یَقُوْلُ یَبِیْعُ اور یُقَالُ یُبَاعُ والا قاعدہ:

یہ دراصل دو قاعدے ہیں ایک یَقُوْلُ یَبِیْعُ والا، دوسرا یُقَالُ یُبَاعُ والا۔ لیکن اکثر شرائط میں یہ دونوں متحد ہیں اور دونوں میں واو اور یاء کی حرکت ماقبل کو دی جاتی ہے اس بناء پر مصنف نے ان دونوں کو یکجا کر کے ایک قاعدہ بنا لیا ہے۔ اس قاعدہ کی اکثر شرائط وہی ہیں جو قَالَ بَاعَ کے قاعدہ میں اوپر مذکور ہیں لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ قَالَ بَاعَ والا قاعدے کی جو بھی شرائط ہیں وہ سب کی سب اس قاعدہ کے لئے بھی ہوں بلکہ اکثر شرائط میں اتحاد ہے جیسے واو اور یاء کا فاء کلمہ میں واقع نہ ہونا۔ لفیف کا عین کلمہ نہ ہونا۔ مدہ زائدہ سے قبل نہ ہونا۔ اس کلمہ کا رنگ وعیب کے معنی میں نہ ہونا۔ کچھ مزید شرائط بھی ہیں جو اس قاعدہ کے آخر میں مذکور ہیں یعنی واو اور یاء جس کلمہ میں ہوں وہ اسم تفضیل مذکر کا صیغہ نہ ہو، فعل تعجب نہ ہو، ملحق کلمہ نہ ہو۔

اس قاعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جب واو اور یاء متحرک ہوں ماقبل ان کا ساکن ہو تو اس واو اور یاء کی حرکت ماقبل کو دینا واجب ہے۔ پھر اس واو اور یاء کی حرکت اگر ضمہ یا کسرہ ہو تو ان کی حرکت ماقبل کی طرف منتقل ہونے کے بعد ان میں مزید کوئی تبدیلی نہیں ہوگی بلکہ ان کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے گا اور اگر وہ حرکت فتحہ ہو تو اس صورت میں حرکت ماقبل کو دینے کے بعد واو اور یاء کو الف سے بدل دیا جائے گا۔

ضمہ اور کسرہ کی مثال جیسے یَقُوْلُ اور یَبِیْعُ جو اصل میں یَقْوُلُ اور یَبْیِعُ تھے یَقْوُلُ میں واو مضموم ہے اور یَبْیِعُ میں یاء مکسور ہے ان کی حرکت ماقبل کو دی اور بس۔ مزید کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اسی طرح یَمُوْتُ اور یَزِیْدُ جو اصل میں یَمْوُتُ اور یَزْیِدُ تھے۔

واواور یاء کے مفتوح ہونے کی مثال جیسے یُقَالُ، یُبَاعُ جواصل میں یُقْوَلُ اور یُبْیَعُ تھے ان میں واواور یاء پرفتحہ ہے جو ماقبل کی طرف منتقل ہوااس کے بعد واواور یاء الف سے بدل گئے۔

قولہ ودرصورۃ وقوع ساکن بعداین چنین ......الخ: یعنی اس قاعدہ کے مطابق جب واواور یاء کی حرکت ماقبل کو دے دی گئی اب اگراس واواور یاء کے بعد کوئی ساکن واقع ہو جائے تو یہ واواور یاء دونوں التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہوتے ہیں۔ مضموم اور مکسور ہونے کی صورت میں تو واواور یاء بذات خود ساقط ہو جاتے ہیں کیونکہ مضموم اور مکسور ہونے کی صورت میں ان کی حرکت ماقبل کو دینے کے بعد یہ دونوں خود موجود رہتے ہیں (جیسے یَقُلْنَ اور یَبِعْنَ جواصل میں یَقْوُلْنَ اور یَبْیِعْنَ تھے واواور یاء کی حرکت ماقبل کو دی تو یَقُوْلْنَ اور یَبِیْعْنَ ہوئے اب پہلی مثال میں واو کے بعد لام ساکن واقع ہے اور دوسری مثال میں یاء کے بعد حرف عین ساکن ہے پس اجتماع ساکنین کی وجہ سے واواور یاء حذف ہوئے تو یَقُلْنَ اور یَبِعْنَ ہو گئے۔)

اور مفتوح ہونے کی صورت میں واواور یاء کی جگہ پر وہ الف ساقط ہو جاتا ہے جو اسی واواور یاء سے بنا ہے کیونکہ فتحہ کی صورت میں واواور یاء کی حرکت ماقبل کو دینے کے بعد یہ الف سے بدل جاتے ہیں خود موجود نہیں رہتے جیسے یُقَلْنَ یُبَعْنَ جواصل میں یُقْوَلْنَ اور یُبْیَعْنَ تھے واواور یاء کی حرکت ماقبل کو دے کر ان کو الف سے بدل دیا تو یُقَالْنَ اور یُبَاعْنَ بن گئے یُقَالْنَ میں الف جو واو سے بدلا ہوا ہے اس کے بعد لام ساکن ہے اور یُبَاعْنَ میں جو الف یاء سے بدلا ہوا ہے اس کے بعد عین ساکن ہے تو التقاء ساکنین کی وجہ سے یہی الف گر جاتا ہے جو الف واو دریاء سے بدلا ہوا ہے۔ خود واواور یاء نہیں گرتے کیونکہ خود تو وہ موجود ہی نہیں۔

احترازی مثالیں:

(۱) مَنْ وَّعَدَ میں یہ قاعدہ اس لئے جاری نہیں ہوا کہ یہاں واو فاء کلمہ میں ہے۔

(۲) یَطْوِیْ اور یَحْیٰی میں اس لئے جاری نہ ہوا کہ یَطْوِیْ میں واو اور یَحْیٰی میں یائے اول لفیف کا عین کلمہ ہے۔

(۳) مِقْوَالٌ تِحْوَالٌ، تِبْیَانٌ، تَمْیِیْزٌ میں اس قاعدہ کے مطابق واواور یاء کی حرکت ماقبل کو اس لئے نہیں دی کہ ان مثالوں میں واواور یاء کے بعد مدہ زائدہ موجود ہے۔ مِقْوَالٌ اور تِحْوَالٌ میں واو کے بعد الف مدہ زائدہ ہے اور تِبْیَانٌ میں یاء کے بعد الف مدہ زائدہ ہے اور تَمْیِیْزٌ میں یاء کے بعد ایک اور یاء مدہ زائدہ موجود ہے۔

اعتراض:......وارد ہوا کہ اجوف کے اسم مفعول میں تو واو اور یاء کے بعد مدہ زائدہ ہوتا ہے (یعنی اسم مفعول کا واو) تو وہاں پر واو اور یاء کی حرکت اس قاعدہ کے مطابق ماقبل منتقل نہیں ہونی چاہئے حالانکہ وہاں منتقل ہوتی ہے جیسے مَقُوْلٌ یہ اصل میں مَقْوُوْلٌ تھا یہ اجوف واوی کا اسم مفعول ہے جسمیں واو اول کے بعد واو مدہ زائدہ موجود ہے اس کے باوجود واو اول کی حرکت ماقبل کی طرف منتقل ہوگئی اور پھر ایک واو التقاء ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا۔ اس طرح مَبِیْعٌ اصل میں مَبْیُوْعٌ تھا یہ اجوف یائی کا اسم مفعول ہے جس میں یاء کے بعد واو مدہ زائدہ موجود ہے اس کے باوجود یاء کی حرکت ماقبل کو منتقل کردی گئی پھر یاء ساکن ماقبل مضموم ہونے کیوجہ سے مُوْسِرٌ والا قاعدہ کے مطابق واو سے تبدیل ہوگئی اب اجتماع ساکنین ہوا دو واو کے درمیان۔ ایک واو کو حذف کیا اور فاء کلمہ (یعنی باء) کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا تاکہ یہ کسرہ اجوف یائی ہونے پر دلالت کرے تو مَبِوْعٌ بن گیا۔ پھر مِیْعَادٌ والے قاعدہ کے ذریعہ واو یاء سے بدل گیا مَبِیْعٌ بن گیا۔ (اس کی تعلیل میں اس کے علاوہ دوسرے اقوال بھی ہیں جو آگے آرہے ہیں)

بہر حال اعتراض یہ ہے کہ اجوف کے اسم مفعول میں واو اور یاء کے بعد مدہ زائدہ کے واقع ہونے کے باوجود ان کی حرکت ماقبل کو کیوں دی جاتی ہے؟

قولہ لیکن واو مفعول از شرط رابع الخ:...... یہاں سے اس اعتراض کا جواب دیا گیا کہ اسم مفعول میں واو اور یاء کے بعد جو واو مدہ زائدہ واقع ہوتا ہے وہ اس شرط سے مستثنیٰ ہے یہاں مدہ زائدہ سے پہلے واقع ہونے کے باوجود واو اور یاء کی حرکت ماقبل کو دے دی جاتی ہے۔

تنبیہ:...... اکثر علماء صرف کے نزدیک اس قاعدہ میں واو اور یاء کے مضموم اور مکسور ہونے کی صورت میں یہ شرط نہیں ہے کہ واو اور یاء مدہ زائدہ سے پہلے نہ ہوں بلکہ مدہ زائدہ سے پہلے واقع ہونے کی صورت میں بھی واو اور یاء کی حرکت ماقبل کو دی جاتی ہے یہ شرط صرف واو اور یاء کے مفتوح ہونے کی صورت میں ہے لہٰذا ان کے نزدیک مَقُوْلٌ مَبِیْعٌ والا اعتراض سرے سے وارد ہی نہیں ہوتا کیونکہ یہاں واو اور یاء مضموم ہوتے ہیں۔

(۴) یَعْوَرُ، یَصْیَدُ، اَسْوَدُ، اَبْیَضُ، مُسْوَدَّةٌ میں اس قاعدہ کے مطابق واو اور یاء کی حرکت ماقبل کو اس لئے نہیں دی گئی کہ یَعْوَرُ اور یَصْیَدُ عیب کے معنی میں ہیں اور اَسْوَدُ، اَبْیَضُ، مُسْوَدَّةٌ رنگ کے معنی میں ہیں جیسا کہ ماقبل میں گزرا ہے۔

(۵) اَقْوَلُ اور اَبْیَعُ میں یہ قاعدہ اس لئے جاری نہیں ہوا کہ یہ اسم تفضیل مذکر کے صیغے ہیں۔

تنبیہ:...... جو بھی اسم اَفْعَلُ کے وزن پر ہو اس میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوگا خواہ وہ اسم تفضیل مذکر کا صیغہ ہو یا اسم تفضیل کے علاوہ کوئی اور اسم ہو۔

(۶) مَااَقْوَلَهٗ اور اَقْوِلْ بِهٖ اسی طرح مَااَبْیَعَهٗ وَ اَبْیِعْ بِهٖ میں یہ قاعدہ اس لئے جاری نہ ہوا کہ یہ فعل تعجب کے صیغے ہیں۔

(۷) جَهْوَرَ اور شَرْيَفَ میں ملحق ہونے کی وجہ سے یہ قاعدہ جاری نہ ہوا۔

سوال:...... اِكْوَهَدَّ، خَلْوَةٌ، اور حِلْيَةٌ میں اس قاعدہ کے مطابق واو اور یاء کی حرکت ماقبل کو کیوں نہیں دی؟

جواب:...... اسلئے کہ اس قاعدہ میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ واو اور یاء عین کلمہ میں ہوں اور اِكْوَهَدَّ میں واو زائد ہے حروف اصلی میں سے نہیں ہے کیونکہ مادہ كَهَدَ ہے۔ خَلْوَةٌ اور حِلْيَةٌ میں بھی واو اور یاء عین کلمہ میں نہیں ہیں بلکہ لام کلمہ میں ہیں۔

سوال:...... قَاوَلَ اور بَايَعَ میں یہ قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوا جبکہ یہاں بھی واو اور یاء کا ماقبل ساکن ہے۔

جواب:...... ماقبل میں حرکت قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہے کیونکہ الف ہے اور الف ہمیشہ ساکن ہوتا ہے قابل حرکت نہیں ہوتا۔

سوال:...... اِسْتَحْوَذَ میں یہ قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوا؟

جواب:...... یہ شاذ ہے۔

قاعدہ نمبر (۹): حرکت واو و یائے عین ماضی مجہول بعد اسکانِ ماقبل بماقبل دہند پس واو یا شود چوں قِيْلَ وَبِيْعَ واُخْتِيْرَ وَاُنْقِيْدَ و جائز ست کہ حرکت ماقبل باقی دارند و واو و یاء را ساکن کنند پس یا واو شود چون قُوْلَ وَبُوْعَ واُخْتُوْرَ واُنْقُوْدَ و در صورت ابدال اشمام ضمہ بکسرہ فا ہم جائز ست قِيْلَ وَبِيْعَ نیچے ادا کنند کہ بوئے ضمہ در کسرۂ قاف و با یا فتہ شود درین قاعدہ شرط ست کہ در معروف تعلیل شدہ باشد لہٰذا در اُعْتُوِرَ تعلیل نکنند و ہرگاہ این یا بالتقائے ساکنین در صیغ جمع مؤنث غائب تا آخر بیفتد در واوی مفتوح العین فا را ضمہ دہند و در یائی و مکسور العین کسرہ صیغ معروف و مجہول بیک صورت شوند چون قُلْتُ و بِعْتُ و خِفْتُ۔

فائدہ:...... در مجہول استفعال نقل حرکت باین قاعدہ نیست بلکہ بقاعدہ نمبر ۸ پس در ان جمیع احوال قِيْلَ مثل قُوْلَ و اشمام جاری نخواہد شد۔

ترجمہ:...... قاعدہ نمبر۹: ماضی مجہول کے عین کلمہ کے واو اور یاء کی حرکت ماقبل کو ساکن کرنے کے بعد اسی ماقبل کو دیدیتے ہیں (اگر عین کلمہ واو ہوتو) پھر واو یاء ہو جاتا ہے جیسے قِیْلَ، بِیْعَ اُنْقِیْدَ، اُخْتِیْرَ، اور یہ بھی جائز ہے کہ ماقبل کی حرکت کو باقی رکھیں اور واو اور یاء کو ساکن کردیں (اگر عین کلمہ یاء ہوتو) پھر یاء واو سے تبدیل ہو جائے گی جیسے قُوْلَ، بُوْعَ، اُخْتُوْرَ، اور اُنْقُوْدَ، اور (واو کو یاء کے ساتھ) بدلنے کی صورت میں فاء کلمہ کے کسرہ کے ساتھ ضمہ کا اشمام بھی جائز ہے (وہ اشمام یہ ہے) کہ قِیْلَ اور بِیْعَ کو اس طرح ادا کریں کہ قاف اور باء کے کسرہ میں ضمہ کی بُو پائی جائے۔ اس قاعدہ میں شرط یہ ہے کہ ماضی معلوم میں تعلیل ہوئی ہو لہٰذا اُعْتُوِرَ میں تعلیل نہیں کرتے (یعنی یہ قاعدہ جاری نہیں ہوتا کیونکہ اس کی ماضی معلوم (اِعْتَوَرَ) میں تعلیل نہیں ہوئی) اور جب یہ یاء (جو ماضی مجہول کے عین کلمہ میں واقع ہے) التقاء ساکنین کی وجہ سے جمع مؤنث غائب سے آخر تک کے صیغوں سے گر جاتی ہے تو اجوف واوی مفتوح العین میں فاء کلمہ کو ضمہ دیتے ہیں اور اجوف یائی (مطلقاً اور اجوف واوی) مکسور العین میں فاء کلمہ کو کسرہ دیتے ہیں پس ماضی معلوم اور مجہول کے صیغے صورۃً ایک ہو جاتے ہیں (اگرچہ اصل کے اعتبار سے فرق ہوتا ہے) جیسے قُلْتُ، خِفْتُ، اور بِعْتُ.

فائدہ:... باب استفعال کی ماضی مجہول میں (واو اور یاء کی) حرکت کو (ماقبل کی طرف) نقل کرنا اس قاعدہ سے نہیں ہے بلکہ بقاعدہ نمبر۸ ہے۔ پس اس (استفعال کی ماضی مجہول) میں قِیْلَ کے تمام احوال مثلاً قُوْلَ اور اشمام وغیرہ جاری نہیں ہوں گے۔

تشریح وتحقیق

قاعدہ نمبر۹:...... قِیْلَ بِیْعَ والا قاعدہ۔

اس قاعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اجوف کی ماضی مجہول کے عین کلمہ میں جب واو اور یائے متحرکہ واقع ہو جائے اور ان سے پہلے حرف بھی متحرک ہو تو اس میں کل تین صورتیں جائز ہیں:

(۱) واو اور یاء کی حرکت ماقبل کو دینا بھی جائز ہے ماقبل والے حرف کو ساکن کرنے کے بعد۔ پھر عین کلمہ کی جگہ اگر واو ہو تو وہ ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے یاء سے بدل جائے گا اور اگر یاء ہو تو اپنے حال پر باقی رہیگی اس میں مزید کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ مصنف نے کل چار۴ مثالیں دی ہیں دو۲ ثلاثی مجرد کی ماضی مجہول کی اور دو۲ ثلاثی مزید فیہ کی ماضی مجہول کی ان میں ایک ایک مثال واو کی ہے اور ایک ایک مثال یاء کی ہے۔ جیسے قِیْلَ اور بِیْعَ یہ ثلاثی مجرد سے ماضی مجہول کی مثالیں ہیں۔ قِیْلَ اصل میں قُوِلَ تھا بر وزن فُعِلَ یہ ماضی مجہول ہے اور اس میں عین کلمہ کی جگہ واو متحرکہ واقع ہے اور اس کا ماقبل (یعنی قاف) بھی متحرک ہے تو قاف کو ساکن کر کے واو کا کسرہ اس کو دیا قِوْلَ بن گیا۔ اب واو ساکن ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے مِیْعَادٌ والا قاعدہ کے مطابق یاء سے بدل گیا قِیْلَ بن گیا۔ اور بِیْعَ اصل میں بُیِعَ تھا یہ ماضی مجہول کا صیغہ ہے جس میں عین کلمہ کی جگہ یائے متحرکہ واقع ہے اور اس کا ماقبل (یعنی باء) بھی متحرک ہے تو باء

کی حرکت حذف کر کے یاء کا کسرہ اس کو دیا بِیْعَ بن گیا۔ اور اُخْتِیْرَ، اُنْقِیْدَ۔ یہ ثلاثی مزید فیہ سے ماضی مجہول کی مثالیں ہیں۔ اُخْتِیْرَ باب افتعال سے اجوف یائی ہے اور اُنْقِیْدَ باب انفعال سے اجوف واوی ہے۔ اُخْتِیْرَ اصل میں اُخْتُیِرَ تھا بروزن اُفْتُعِلَ اُکْتُسِبَ کی طرح۔ اس میں عین کلمہ کی جگہ یائے متحرکہ واقع ہے (کہ مادہ خَیَرَ ہے) اور اس کا ماقبل یعنی تاء افتعال بھی متحرک ہے تو اس تاء کو ساکن کر کے یاء کا کسرہ اس کو دیا اُخْتِیْرَ بن گیا۔ اور اُنْقِیْدَ اصل میں اُنْقُوِدَ تھا اُنْفُعِلَ کے وزن پر۔ اُنْصُرِفَ کی طرح۔ اس میں عین کلمہ کی جگہ واو متحرکہ واقع ہے (کہ مادہ قَوَدَ ہے) اور اس کا ماقبل (یعنی قاف) بھی متحرک ہے۔ تو قاف کی حرکت حذف کر کے واو کا کسرہ اس کو دیا اُنْقِوْدَ بن گیا۔ اب واو ساکن ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے بقاعدہ مِیْعَادٌ۔ واو یاء سے بدل کر اُنْقِیْدَ بن گیا۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ واو اور یاء کی حرکت کو حذف کر کے ان کو ساکن کرنا بھی جائز ہے۔ اس صورت میں اگر عین کلمہ کی جگہ یاء ہو تو وہ ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے واو سے تبدیل ہو جائے گی اور اگر واو ہو تو اپنے حال پر باقی رہے گا۔ جیسے قُوْلَ جو اصل میں قُوِلَ تھا واو کی حرکت حذف کی تو قُوْلَ ہوا اور بُوْعَ اصل میں بُیِعَ تھا یاء کی حرکت حذف کی تو بُیْعَ بن گیا اب یاء ساکن ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے بقاعدہ مُوْسِرٌ واو سے بدل گئی بُوْعَ بن گیا اور اُخْتُوْرَ اصل میں اُخْتُیِرَ تھا یاء کی حرکت حذف کرنے کے بعد اُخْتُیْرَ بن گیا پھر مُوْسِرٌ والا قاعدہ کے مطابق یاء واو سے بدل گئی تو اُخْتُوْرَ ہوا۔ اور اُنْقُوْدَ اصل میں اُنْقُوِدَ تھا واو کی حرکت حذف کی تو اُنْقُوْدَ بن گیا۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ واو اور یاء کی حرکت ماقبل کو دینے کے بعد اشمام بھی جائز ہے۔

اشمام کی تعریف:...... اشمام کا لغوی معنی۔ سونگھانا یعنی بو دینا۔ اصطلاح: میں اشمام اس کو کہتے ہیں کہ آواز کے بغیر صرف ہونٹوں سے حرکت کیطرف اشارہ کر دیا جائے اُس کو بالکل نہ پڑھا جائے بلکہ اس حرکت کے ظاہر اُ پڑھنے کے وقت ہونٹ جس طرح بن جاتے ہیں اسی طرح ہونٹوں کو بنا دیا جائے۔ یہاں پر قِیْلَ بِیْعَ وغیرہ میں اشمام کا مطلب یہ ہے کہ فاء کلمہ (یعنی قِیْلَ میں قاف اور بِیْعَ میں باء) کے کسرہ کو ضمہ کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے کہ کسرہ میں ضمہ کی بو آ جائے اور یائے ساکنہ کو واو کی طرف مائل کر کے پڑھا جائے یعنی کسرہ ادا کرتے وقت نچلا ہونٹ تھوڑا سا اوپر کی طرف اٹھا دیا جائے جس سے کسرہ مائل بضمہ ہو جائے اسی طرح اُخْتِیْرَ میں تاء کے کسرہ اور اُنْقِیْدَ میں قاف کے کسرہ میں اشمام ہوگا جس کی ادائیگی کا صحیح طریقہ کسی ماہر قاری سے سیکھا جا سکتا ہے۔

اس قاعدہ کی مذکورہ تین۳ صورتوں میں سے سب سے بہتر اور افصح پہلی صورت ہے۔ اس قاعدہ میں ایک

شرط یہ ہے کہ اس ماضی مجہول کی ماضی معلوم میں واو اور یاء میں تعلیل ہوئی ہو یعنی قَالَ بَاعَ والا قاعدہ جاری ہوا ہو لہٰذا اُعْتُوِرَ ماضی مجہول میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوگا کیونکہ اس کی ماضی معلوم اِعْتَوَرَ میں تعلیل نہیں ہوئی (اِفتعال بمعنی تفاعل کی وجہ سے) اسی طرح عُوِرَ، صُیِدَ، اور سُوِدَ میں بھی یہ قاعدہ جاری نہیں ہوتا کیونکہ ان کے فعل ماضی معلوم، عَوِرَ، صَیِدَ، اور سَوِدَ، میں قَالَ بَاعَ والا قاعدہ جاری نہیں ہوا (رنگ وعیب کے معنی میں ہونے کی وجہ سے) اس کے ساتھ یہ بھی واضح رہے کہ یہ قاعدہ صرف اجوف میں جاری ہوتا ہے اور پھر اجوف کے ابواب میں سے ثلاثی مجرد کی ماضی مجہول میں اور ثلاثی مزید فیہ میں سے صرف باب افتعال اور باب انفعال کی ماضی مجہول میں جاری ہوتا ہے ان کے علاوہ دوسرے ابواب میں جاری نہیں ہوتا کیونکہ یہ قاعدہ وہاں جاری ہوتا ہے جہاں فُعِلَ کا وزن بنتا ہو جیسے قُوِلَ بُیِعَ وغیرہ، اور فُعِلَ کا وزن ان مذکورہ ابواب کے علاوہ دوسرے ابواب میں نہیں پایا جاتا۔

قولہ و ہرگاہ ایں یاء بالتقاء ساکنین الخ: ...... یعنی ماضی مجہول کے عین کلمہ میں جو یاء ہے چاہے شروع سے یاء ہو جیسے بِیْعَ یا واو سے بدلی ہوئی ہو جیسے قِیْلَ یہ یاء جمع مؤنث غائب سے لے کر آخر تک کے تمام صیغوں سے اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتی ہے۔ اب دیکھا جائے گا اگر اس کی ماضی معلوم اجوف واوی مفتوح العین ہو تو ماضی مجہول کے فاء کلمہ کو ضمہ دیا جائے گا اور اگر ماضی معلوم اجوف واوی مکسور العین ہو یا اجوف یائی ہو مطلقاً تو ماضی مجہول میں فاء کلمہ مکسور ہوگا (ماضی معلوم کی طرح)

اجوف واوی مفتوح العین کی مثال جیسے قُلْنَ جو اصل میں قُوِلْنَ تھا اس قاعدہ کی پہلی صورت کے مطابق واو کی حرکت ماقبل کو دے کر بقاعدہ مِیْعَادٌ واو یاء سے بدل گیا قِیْلْنَ بن گیا اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء گر گئی قِلْنَ بن گیا۔ چونکہ اس کی ماضی معلوم اجوف واوی مفتوح العین ہے (یعنی قَالَ جو اصل میں قَوَلَ تھا) اس بناء پر فاء کلمہ یعنی قاف کو ضمہ دیا قُلْنَ بن گیا اسی طرح قُلْتَ قُلْتُمَا ...... الخ

اجوف واوی مکسور العین کی مثال جیسے خِفْنَ جو اصل میں خُوِفْنَ تھا اس قِیْلَ بِیْعَ والا قاعدہ کی پہلی صورت کے مطابق واو کی حرکت ماقبل کو دے دی پھر مِیْعَادٌ والا قاعدہ کے ساتھ واو یاء سے بدل گئی خِیْفْنَ بن گیا۔ اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی خِفْنَ بن گیا۔ اسی طرح خِفْتَ خِفْتُمَا ...... الخ اس میں ماضی معلوم کی طرح فاء کلمہ (یعنی خاء) مکسور ہے (اس میں کسرہ دینے کی ضرورت نہیں پڑی)

اجوف یائی کی مثال جیسے بِعْنَ جو اصل میں بُیِعْنَ تھا۔ اس قاعدہ کی پہلی صورت کے مطابق یاء کی حرکت

ماقبل کو دینے کے بعد یاء التقاء ساکنین کی وجہ سے گر گئی تو بِعْنَ ہوا۔ (اس میں فاء کلمہ یعنی باء مکسور ہے ماضی معلوم کی طرح)

فائدہ:...... مندرجہ بالا تفصیل اس وقت ہے جب کہ ماضی مجہول میں اس قاعدہ کی پہلی صورت کے مطابق عمل کیا جائے یعنی واو اور یاء کی حرکت ماقبل کو دی جائے۔ اگر اس کی دوسری صورت کے مطابق تعلیل کی جائے یعنی واو اور یاء کی حرکت کو حذف کر دیا جائے تو پھر اجوف واوی مفتوح العین کی صورت میں فاء کلمہ خود بخود مضموم ہوگا ضمہ دینے کی ضرورت نہیں پڑے گی (پھر تعلیل یوں ہوگی کہ قُلْنَ (ماضی مجہول) اصل میں قُوِلْنَ تھا واو کی حرکت حذف ہوئی تو قُوْلْنَ ہوا التقائے ساکنین کی وجہ سے واو حذف ہوا تو قُلْنَ بن گیا) البتہ اجوف واوی مکسور العین اور اجوف یائی کی صورت میں فاء کلمہ مضموم بنے گا تو اس کو کسرہ دینے کی ضرورت ہوگی تعلیل اس طرح ہوگی کہ خِفْنَ اور بِعْنَ اصل میں خُوِفْنَ اور بُیِعْنَ تھے واو اور یاء کی حرکت حذف ہوگئی اور بُیِعْنَ میں بقاعدہ مُوْسِرٌ یاء واو سے بدل گئی تو خُوْفْنَ اور بُوْعْنَ بن گئے واو التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا تو خُفْنَ اور بُعْنَ بن گئے اب ان میں فاء کلمہ (یعنی خاء اور باء) مضموم ہے تو اس کو کسرہ دیا گیا پس خِفْنَ اور بِعْنَ ہو گئے۔

بہر صورت:...... جمع مؤنث غائب کے صیغے سے لے کر آخر تک کے تمام صیغے ماضی معلوم اور مجہول میں بظاہر ایک جیسے ہو جاتے ہیں جیسے قُلْنَ قُلْتَ ...... الخ خِفْنَ خِفْتَ خِفْتُمَا ...... الخ بِعْنَ بِعْتَ ...... الخ (یہ ماضی معلوم کے صیغے بھی ہو سکتے ہیں اور ماضی مجہول کے بھی) البتہ اصل کے اعتبار سے فرق ہوگا وہ اس طرح کہ اگر یہ ماضی معلوم کے صیغے ہوں تو ان کی اصل یوں ہوگی قَوَلْنَ قَوَلْتَ الخ خَوِفْنَ خَوِفْتَ الخ بَیَعْنَ بَیَعْتَ الخ اور اگر ماضی مجہول کے صیغے ہوں تو پھر اصل یوں ہوگی قُوِلْنَ قُوِلْتَ الخ خُوِفْنَ خُوِفْتَ خُوِفْتُمَا الخ بُیِعْنَ بُیِعْتَ الخ۔

سوال:...... مصنف نے یہ تو بتلا دیا کہ اگر ماضی معلوم اجوف واوی مفتوح العین ہو تو ماضی مجہول میں فاء کلمہ کو ضمہ دیا جائیگا اور اگر ماضی معلوم اجوف واوی مکسور العین ہو یا اجوف یائی ہو مطلقاً تو اس صورت میں ماضی مجہول کے فاء کلمہ کو کسرہ دیا جائیگا (یعنی جمع مؤنث غائب سے آخر تک صیغوں میں) لیکن یہ نہیں بتلایا کہ اگر ماضی معلوم اجوف واوی مضموم العین ہو تو اس کی ماضی مجہول میں فاء کلمہ کو کونسی حرکت دیجائیگی؟

جواب:...... ماضی معلوم مضموم العین صرف کَرُمَ یَکْرُمُ کے باب سے آتی ہے اور یہ باب لازم ہے اس کی ماضی

مجہول آتی ہی نہیں تو ماضی مجہول کے فاءکلمہ کی حرکت کا سوال ہی ختم۔ اسلئے مصنف نے اس کے متعلق کچھ نہیں بتلایا اگر بالفرض اس کی ماضی مجہول کہیں مستعمل ہو تو اس کا حکم وہی ہے جو اجوف واوی مفتوح العین کا ہے۔

سوال: ......اُخْتِیْرَ ماضی مجہول اجوف یائی ہے اس میں جب یاء اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتی ہے تو فاءکلمہ کو کسرہ نہیں دیا جاتا۔ اسی طرح اُنْقِدْنَ کی ماضی معلوم اجوف واوی مفتوح العین ہے (جیسے اِنْقَادَ جو اصل میں اِنْقَوَدَ تھا) اس میں بھی تو فاءکلمہ کو ضمہ نہیں دیا گیا لہذا مصنف کی بات تو درست نہ ہوئی۔

جواب: ......فاءکلمہ کو ضمہ یا کسرہ دینے کی جو بات ہے یہ ثلاثی مجرد کی ماضی مجہول کے متعلق ہے اس لئے تو مثالیں ثلاثی مجرد کی دی ہیں اور آپ نے جو مثالیں پیش کی ہیں یہ ثلاثی مزید فیہ ہیں۔

سوال: ......اُنْقِیْدَ باب انفعال کی ماضی مجہول ہے جب کہ ماقبل میں یہ بات گزر چکی ہے کہ باب انفعال ہمیشہ لازم استعمال ہوتا ہے۔ اور لازم سے تو مجہول نہیں آتا پھر ماضی مجہول کی مثال کس طرح؟

جواب: ......لازم باب کبھی حرف جر کے واسطہ سے متعدی ہوتا ہے اُس وقت اِس سے مجہول کے صیغے آتے ہیں تو اس کا اعتبار کرتے ہوئے لازم باب کی گردان میں کبھی مجہول کے صیغے ذکر کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ طلبہ کو مختلف صیغے ذہن نشین کرانے، اس کے وزن بتلانے، اور قواعد کی وضاحت وغیرہ کی غرض سے بھی فرضی طور پر لازم ابواب سے بھی اسم مفعول اور فعل مجہول کی مثالیں دی جاتی ہیں تو اُنْقِیْدَ بھی اسی قبیل سے ہے۔

فائدہ میں یہ بات سمجھا دی گئی ہے کہ باب استفعال سے اجوف کی ماضی مجہول میں عین کلمہ کی حرکت جو ماقبل کو دی جاتی ہے وہ اس قاعدہ سے نہیں بلکہ یَقُوْلُ یَبِیْعُ والے قاعدہ سے ہے۔ جیسے اُسْتُقِیْمَ جو اصل میں اُسْتُقْوِمَ تھا اور اُسْتُخِیْرَ جو اصل میں اُسْتُخْیِرَ تھا۔ ان میں واؤ اور یاء کی حرکت ماقبل کو دی گئی پھر اُسْتُقِوْمَ میں بقاعدہ مِیْعَادٌ واو یاء سے بدل گیا تو اُسْتُقِیْمَ اور اُسْتُخِیْرَ بن گیا۔ یہاں اُسْتُقِیْمَ میں واو اور اُسْتُخِیْرَ میں یاء کی حرکت ماقبل کو قاعدہ نمبر ۸ کے مطابق دی گئی ہے اس قِیْلَ بِیْعَ والا قاعدہ سے نہیں کیونکہ قِیْلَ بِیْعَ والا قاعدہ اس واو اور یاء میں جاری ہوتا ہے جن کا ماقبل متحرک ہو اور باب استفعال کی ماضی مجہول میں ماقبل متحرک نہیں ہوتا بلکہ ساکن ہوتا ہے اور واو اور یاء جب متحرک ماقبل ساکن ہوں تو ان کے لئے قاعدہ نمبر ۸ ہے۔ اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ قِیْلَ بِیْعَ والا قاعدہ وہاں جاری ہوتا ہے جہاں فُعِلَ کا وزن پایا جاتا ہو اور باب استفعال کی ماضی مجہول میں فُعِلَ کا وزن نہیں پایا جاتا لہذا جب اس میں قِیْلَ بِیْعَ والا قاعدہ ہی جاری نہیں ہوتا تو قِیْلَ بِیْعَ والا قاعدہ میں جو تین ۳ صورتیں جائز ہیں وہ یہاں جاری نہیں ہوں گی یعنی واو اور یاء کی حرکت کو حذف کرنا یا اشمام کرنا جائز نہیں ہوگا بلکہ یہاں صرف واو اور یاء کی حرکت

ما قبل کو دی جائے گی۔

(۱۰)......واو و یائے لام فعل بعد کسرہ وضمہ در یَفْعِلُ وَ تَفْعِلُ واَفْعِلُ ونَفْعِلُ ساکن شود چون یَدْعُوْ وَیَرْمِیْ وبعد فتحہ بقاعدہ قال الف شود چون یَخْشٰی وَیَرْضٰی واگر واو بعد ضمہ بود وبعد آن واو۔ ویا بعد کسرہ بود وبعد آن یا آن ہم ساکن شود وباجتماع ساکنین بیفتد چون یَدْعُوْنَ وَتَرْمِیْنَ واگر واو بعد ضمہ بود وبعد آن یا چون تَدْعِیْنَ کہ دراصل تَدْعُوِیْنَ بود ویا بعد کسرہ بود وبعد آن واو چون یَرْمُوْنَ باسکان ما قبل حرکت واو ویا بآں نقل کنند پس واو یا ویا واو شدہ باجتماع ساکنین بیفتد چون تَدْعِیْنَ وَیَرْمُوْنَ کہ این ہر دو مثال گذشتہ ولَقُوْ وَرُمُوْا.

ترجمہ:......قاعدہ نمبر ۱۰: فعل کے لام کلمہ کا واو اور یاء ضمہ اور کسرہ کے بعد یَفْعَلُ تَفْعَلُ اَفْعَلُ نَفْعَلُ میں ساکن ہو جاتے ہیں جیسے یَدْعُوْ اور یَرْمِیْ اور فتحہ کے بعد قَالَ کے قاعدہ سے الف ہو جاتے ہیں جیسے یَخْشٰی اور یَرْضٰی، اور اگر واو ضمہ کے بعد ہو اور اس کے بعد (بھی) واو ہو۔ یا یاء کسرہ کے بعد ہو اور اس کے بعد (دوسری) یاء ہو تو یہ (واو اور یاء) بھی ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتے ہیں جیسے یَدْعُوْنَ اور تَرْمِیْنَ، اگر واو ضمہ کے بعد ہو اور اس کے بعد یاء ہو جیسے تَدْعِیْنَ جو اصل میں تَدْعُوِیْنَ تھا یا یاء کسرہ کے بعد ہو اور اس کے بعد واو ہو جیسے یَرْمُوْنَ (جو اصل میں یَرْمِیُوْنَ تھا) تو ما قبل کو ساکن کر کے واو اور یاء کی حرکت اس (ما قبل) کو منتقل کر دیتے ہیں پھر واو یاء ہو کر اور یاء واو ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتے ہیں جیسے تَدْعِیْنَ اور یَرْمُوْنَ کہ یہ دونوں مثالیں گزر چکی ہیں اور لَقُوْا اور رُمُوْا۔

تشریح وتحقیق

ناقص کے قواعد:

قاعدہ نمبر ۱: یَدْعُوْ یَرْمِیْ والا قاعدہ:

اس قاعدہ کی تین شقیں ہیں (۱) جب فعل مضارع کے لام کلمہ میں واو ما قبل مضموم اور یاء ما قبل مکسور ہو کر واقع ہو تو پانچ صیغوں (واحد مذکر غائب واحد مؤنث غائب واحد مذکر حاضر، واحد متکلم اور جمع متکلم) میں اس واو اور یاء کی حرکت وجوبی طور پر حذف ہو کر یاء اور واو دونوں ساکن ہو جاتے ہیں۔ واو کی مثال، جیسے یَدْعُوْ جو اصل میں یَدْعُوُ تھا اور تَدْعُوْ جو اصل میں تَدْعُوُ تھا اور اَدْعُوْ نَدْعُوْ جو اصل میں اَدْعُوُ، نَدْعُوُ تھے۔ یاء کی مثال جیسے یَرْمِیْ جو اصل میں یَرْمِیُ تھا اسی طرح تَرْمِیْ اَرْمِیْ نَرْمِیْ سب میں یاء متحرک تھی جس کی حرکت حذف ہو گئی۔ اگر واو اور

یاء ماقبل مفتوح ہوں تو پھر بقاعدہ قَالَ بَاعَ الف سے بدل جاتے ہیں جیسے یَخْشٰی جو اصل میں یَخْشَیُ تھا اور یَرْضٰی جو اصل میں یَرْضَوُ تھا۔ قَالَ بَاعَ والا قاعدہ تفصیلاً پہلے گزر چکا ہے یہاں دوبارہ اس کا تکرار ضمنی طور پر ہے۔ کہ یہاں بھی واو اور یاء کی بات چل پڑی تھی تو یاددہانی کی غرض سے پھر اشارہ کر دیا۔

تنبیہ:...... ناقص کے اسم فاعل وغیرہ میں بھی یہی قاعدہ جاری ہوتا ہے جیسے دَاعٍ اور رَامٍ جو اصل میں دَاعِوٌ اور رَامِیٌ تھے۔ دَاعِوٌ میں اولاً واو کو دُعِیَ والا قاعدہ کے مطابق یاء سے بدل دیا دَاعِیٌ بن گیا پھر اس مذکورہ قاعدہ کے ذریعہ دونوں میں یاء کی حرکت حذف ہوگئی اس کے بعد اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی تو دَاعٍ اور رَامٍ بن گئے اسی طرح مُعْلٍ مُغْنٍ وغیرہ۔

اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ آگے چل کر مصنف نے دَاعٍ میں اسی قاعدہ نمبر ۱۰ کو جاری کیا ہے اور متعدد جگہ قَاضٍ والا قاعدہ کا حوالہ دیا ہے جس سے یہی قاعدہ مراد ہے کوئی اور نہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ خود مصنف کے نزدیک بھی یہ قاعدہ اسم فاعل کو شامل ہے اور یہاں شاید کاتب کی غلطی سے یَفْعَلُ تَفْعَلُ اَفْعَلُ نَفْعَلُ کے بعد اسم فاعل کا ذکر رہ گیا ہے۔ یا لام فعل سے مراد فعل اصطلاحی نہیں بلکہ حروف اصلی مراد ہیں (کہ جو واو اور یاء حروف اصلیہ میں سے لام کلمہ کے مقابلہ میں ہوں خواہ فعل میں ہوں یا اسم میں) جیسا کہ آگے مصنف نے مَدْعُوٌّ کی تعلیل میں بھی لام کلمہ کے واو کو لام فعل کہا ہے۔ حالانکہ مَدْعُوٌّ تو اسم ہے فعل نہیں۔

(۲) دوسری شق یہ ہے کہ اگر واو ماقبل مضموم ہو اور اس کے بعد ایک اور واو ہو اسی طرح اگر یاء ماقبل مکسور ہو اور اس کے بعد ایک دوسری یاء ہو۔ تو اس صورت میں بھی واو اور یاء کی حرکت حذف ہو کر ساکن ہو جاتے ہیں پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتے ہیں۔

واو کی مثال جیسے یَدْعُوْنَ جو اصل میں یَدْعُوُوْنَ تھا۔ اس میں واو لام کلمہ میں ماقبل مضموم واقع ہے اور اس کے بعد دوسرا واو ساکن ہے تو واو اول کی حرکت حذف کی پس التقائے ساکنین ہوا دو[۲] واو کے درمیان واو اول کو حذف کیا یَدْعُوْنَ بن گیا۔ یاء کی مثال جیسے تَرْمِیْنَ جو اصل میں تَرْمِیِیْنَ تھا اس میں یاء لام کلمہ میں ماقبل کے کسرہ کے ساتھ واقع ہے اور اس کے بعد دوسری یاء ساکن ہے تو اس قاعدہ سے یائے اول کی حرکت حذف کی تو دو[۲] ساکن یاء جمع ہوگئیں پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے پہلی یاء گر گئی تَرْمِیْنَ بن گیا۔

(۳) تیسری شق یہ ہے کہ اگر واو ضمہ کے بعد اور یاء سے قبل واقع ہو (یعنی ضمہ اور یاء کے درمیان ہو) یا۔ یاء کسرہ کے بعد اور واو سے پہلے واقع ہو (یعنی کسرہ اور واو کے درمیان ہو) تو اس صورت میں ماقبل کو ساکن کر کے واو اور یاء کی

حرکت اس کو دی جاتی ہے۔ پھر واو ساکن ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے بقاعدہ مِیْعَادٌ یاء سے بدل جاتا ہے اور (بقاعدہ مُوْسِرٌ) یاء ساکن ماقبل مضموم ہونیکی وجہ سے واو سے بدل جاتی ہے اور اجتماع ساکنین کی وجہ سے ہر ایک گر جاتا ہے۔

واو کی مثال جیسے تَدْعِيْنَ جو اصل میں تَدْعُوِيْنَ تھا اس میں واو ضمہ کے بعد اور یاء سے پہلے واقع ہے تو اس کے ماقبل یعنی عین کو ساکن کر کے واو کا کسرہ اس کو دیا پھر واو ساکن ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے بقاعدہ مِیْعَادٌ یاء سے بدل گیا اب دو[۲] ساکن یاء جمع ہو گئیں ان میں سے یائے اول کو حذف کیا تَدْعِيْنَ بن گیا۔

اور یاء کی مثال جیسے يَرْمُوْنَ جو اصل میں يَرْمِيُوْنَ تھا اس میں یاء کسرہ کے بعد اور واو سے قبل واقع ہے تو اس کے ماقبل یعنی میم کو ساکن کر کے یاء کا ضمہ اس کو دیا پھر یاء ساکن ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے مُوْسِرٌ والا قاعدہ کے مطابق واو سے بدل گئی تو یہاں دو[۲] ساکن واو جمع ہوئے ان میں سے واو اول کو حذف کیا يَرْمُوْنَ بن گیا۔

مصنف نے ان دو مثالوں کے علاوہ فعل ماضی کی مزید یہاں دو[۲] مثالیں دی ہیں ایک مثال ماضی معلوم کی اور ایک مثال ماضی مجہول کی۔ اس سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ یہ تیسری شق مضارع کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ماضی میں بھی جاری ہوتی ہے خواہ ماضی معلوم ہو یا مجہول: ماضی معلوم کی مثال جیسے لَقُوْا، جو اصل میں لَقِيُوْا تھا اس میں یاء کسرہ کے بعد اور واو سے قبل واقع ہے تو اس کے ماقبل یعنی قاف کو ساکن کر کے یاء کا ضمہ اس کو دیا باقی تعلیل يَرْمُوْنَ کی طرح ہے ماضی مجہول کی مثال جیسے رُمُوْا جو اصل میں رُمِيُوْا تھا اس میں بھی یاء کسرہ کے بعد اور واو سے پہلے واقع ہے اس میں لَقُوْا کی طرح تعلیل ہوئی۔

تنبیہ:...... اکثر صرفی حضرات يقول يبيع والا قاعدہ میں واو اور یاء کیلئے ماقبل ساکن ہونے کی شرط نہیں لگاتے لہٰذا وہ يَدْعُوْنَ، تَرْمِيْنَ، تَدْعِيْنَ، لَقُوْا رُمُوْا جیسے صیغوں میں یہی يَقُوْلُ يَبِيْعُ والا قاعدہ جاری کرتے ہیں لیکن مصنف نے اُس میں واو اور یاء کے ماقبل ساکن ہونے کی شرط لگائی اور مذکورہ مثالوں میں ماقبل ساکن نہیں ہے اس لئے مصنف نے ان کے لئے یہ الگ قاعدہ بیان کیا ہے۔

اعتراض:...... يقول يبيع والا قاعدہ تو اس واو اور یاء میں جاری ہوتا ہے جو عین کلمہ میں ہوں اور مذکورہ بالا تمام مثالیں ناقص سے تعلق رکھتی ہیں جس میں حرف علت لام کلمہ میں ہوتا ہے تو علمائے صرف ان میں يقول يبيع والا قاعدہ کیسے جاری کرتے ہیں۔

جواب:...... واو اور یاء اگر حقیقتاً عین کلمہ میں نہ ہوں لیکن ضمیر، یا علامت جمع وغیرہ کے اتصال کی وجہ سے وہ درمیان میں واقع ہوئے ہوں تو ایسے واو اور یاء عین کلمہ کے حکم میں شمار ہوتے ہیں (کہ وسط میں واقع ہونے کی بناء پر یہ

عین کلمہ کے مشابہ ہیں) اوران میں یقول بیع والا قاعدہ جاری ہوتا ہے اور مندرجہ بالا مثالیں ایسی ہیں کہ کسی میں لام کلمہ کے بعد واو ضمیر واقع ہے جیسے یَدْعُوْنَ یَرْمُوْنَ لَقُوْا، رُمُوْا، اور یہی واو علامت جمع بھی ہے۔ اور کسی میں لام کلمہ کے بعد یائے ضمیر واقع ہے جیسے تدعین لہذا: ان میں اس قاعدہ کا جاری ہونا درست ہے۔

قاعدہ (۱۱):......واو طرف بعد کسرہ یا شود چون دُعِیَ دُعِیَا دَاعِیَانِ دَاعِیَۃٌ

قاعدہ (۱۲):......یائے طرف بعد ضمہ واو شود چون نَھُوَ کہ دراصل نَھُیَ بود صیغہ واحد مذکر غائب از کَرُمَ

قاعدہ (۱۳):......واو عینِ مصدر بعد کسرہ یا شود بشرط آنکہ در فعل آن تعلیل شدہ باشد چون قِیَاماً مصدر قَامَ وصِیَاماً مصدر صَامَ نہ قِوَاماً مصدر قَاوَمَ ہم چنین واو عین جمع کہ در واحد ساکن بود یا معلل چون حِیَاضٌ جمع حَوْضٌ وجِیَادٌ جمع جَیِّدٌ۔

ترجمہ:......قاعدہ نمبر ۱۱: لام کلمہ کا واو کسرہ کے بعد یاء ہو جاتا ہے جیسے دُعِیَ، دُعِیَا، دَاعِیَانِ، دَاعِیَۃٌ، قاعدہ نمبر ۱۲: لام کلمہ کی یا ضمہ کے بعد واو ہو جاتی ہے جیسے نَھُوَ جو اصل میں نَھُیَ تھا صیغہ واحد مذکر غائب از باب کرم قاعدہ نمبر ۱۳، مصدر کے عین کلمہ کا واو کسرہ کے بعد یاء ہو جاتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس کے فعل میں تعلیل ہوئی ہو جیسے قِیَاماً جو قَامَ کا مصدر ہے اور صِیَاماً جو صَامَ کا مصدر ہے نہ کہ قِوَاماً جو قَاوَمَ کا مصدر ہے اسی طرح جمع کے عین کلمہ کا واو جو واحد میں ساکن ہو یا تعلیل شدہ ہو (وہ بھی یاء ہو جاتا ہے) جیسے حِیَاضٌ جو حَوْضٌ کی جمع ہے اور جِیَادٌ جو جَیِّدٌ کی جمع ہے۔

تشریح وتحقیق

قاعدہ نمبر (۱۱): دُعِیَ، دَاعِیَۃٌ والا قاعدہ:

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ واو جب لام کلمہ کی جگہ ماقبل مکسور ہو کر واقع ہو تو اس کو یاء سے تبدیل کرنا واجب ہے جیسے دُعِیَ جو اصل میں دُعِوَ تھا دُعِیَا جو اصل میں دُعِوَا تھا دَاعِیَانِ اصل میں دَاعِوَانِ تھا اور دَاعِیَۃٌ جو اصل میں دَاعِوَۃٌ تھا۔ مصنف نے اس کے لئے چار ۴ مثالیں دی دو [۲] فعل کی اور دو [۲] اسم کی پھر ان میں سے ایک ایک مفرد کی اور ایک ایک مثال تثنیہ کی ہے اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔ کہ یہ قاعدہ فعل میں بھی جاری ہوتا ہے اور اسم بھی چاہے مفرد ہو یا تثنیہ وجمع، جمع کی مثال اگرچہ نہیں دی لیکن اسے تثنیہ پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ تعدد میں تثنیہ وجمع مشابہ ہیں اور ویسے بھی مافوق الواحد پر جمع کا اطلاق ہوتا ہے۔

قاعدہ نمبر (۱۲): نَهُوَ والا قاعدہ:

خلاصہ یہ ہے کہ جب یاء لام کلمہ میں ماقبل مضموم ہو کر واقع ہو تو اس کو واو سے تبدیل کرنا واجب ہے جیسے نَهُوَ جو اصل میں نَهُيَ تھا کَرُمَ یَکْرُمُ کے باب سے۔ رَمَیَ میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوگا کیونکہ یاء ماقبل مضموم نہیں۔

قاعدہ نمبر (۱۳): قِیَامٌ، حِیَاضٌ والا قاعدہ،

اس قاعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ دو[۲] صورتوں میں واو کو یاء سے تبدیل کرنا واجب ہے۔

(۱) پہلی صورت یہ ہے کہ واو مصدر کے عین کلمہ میں ماقبل مکسور ہو کر واقع ہو اور مصدر کے فعل میں تعلیل ہوئی ہو یعنی اس واو پر فعل میں کوئی قانون جاری ہوا ہو جیسے قِیَاماً جو اصل میں قِوَاماً تھا بروزن فِعَالاً اس کا فعل قَامَ ہے اس میں تعلیل ہوئی ہے کہ اصل میں قَوَمَ تھا واو الف سے بدل گیا ہے۔

دوسری مثال جیسے صِیَاماً جو اصل میں صِوَاماً بروزن فِعَالاً تھا اس کا فعل صَامَ ہے اس میں تعلیل ہوئی ہے کہ اصل میں صَوَمَ تھا واو الف سے بدل گیا باقی قَاوَمَ قِوَاماً میں قِوَامًا باب مُفَاعَلۃ کا مصدر ہے کیونکہ باب مفاعلۃ کا مصدر فِعَالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے تو اس میں واو یاء سے تبدیل نہیں ہوگا کیونکہ اس کے فعل قَاوَمَ میں تعلیل نہیں ہوئی۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ واو جمع کے عین کلمہ کی جگہ ماقبل کے کسرہ کیساتھ واقع ہو اور اس جمع کے واحد میں وہ واو ساکن ہو یا واحد کے اندر اس پر قانون جاری ہوا ہو۔ جیسے حِیَاضٌ جو اصل میں حِوَاضٌ بروزن فِعَالٌ تھا اس کے مفرد حَوْضٌ میں یہ واو ساکن ہے۔ اور جِیَادٌ جو اصل میں جِوَادٌ تھا۔ یہ جَیِّدٌ کی جمع ہے اور اس میں واو عین کلمہ کی جگہ ماقبل کے کسرہ کے ساتھ واقع ہے اور اس کے مفرد جَیِّدٌ میں یہ واو تعلیل شدہ ہے کیونکہ جَیِّدٌ اصل میں جَیْوِدٌ تھا سَیِّدٌ والا قاعدہ کے مطابق (جو متصلاً بعد میں آرہا ہے) واو کو یاء سے تبدیل کر یا کو یاء میں مدغم کیا تو جَیِّدٌ بن گیا اس میں واو معلل ہے یعنی یاء سے تبدیل ہو چکا ہے۔

سوال:...... طِوَالٌ میں اس قاعدہ کی دوسری صورت کے مطابق واو یاء سے کیوں تبدیل نہ ہوا جب کہ واو جمع کے عین کلمہ میں کسرہ کے بعد واقع ہے؟

جواب:...... اس لئے کہ اس کے مفرد طَوِیْلٌ میں واو نہ تو ساکن ہے اور نہ معلل ہے۔

تنبیہ:...... یہ قاعدہ اور اس کے بعد قاعدہ نمبر ۱۴۔ اجوف سے تعلق رکھتے ہیں اسی طرح آگے قَائِلٌ وغیرہ کے قواعد بھی۔

قاعدہ (۱۴): چون واو و یا غیر مبدل جمع شوند در غیر ملحق واول اینہا ساکن باشد واو یا شدہ دریا ادغام یابد وضمہ ماقبل کسرہ گردد چون سَیِّدٌ و مَرْمِیٌّ و مُضِیٌّ مصدر مَضٰی یَمْضِیْ کہ دراصل مُضُوْیٌ بود و دریں مِضِیٌّ بکسر فا باتباع عین ہم جائز ست و در اِیْوِ امر حاضر آوٰی یَأْوِیْ بسبب مبدلیۃ یا از ہمزہ و در ضَیْوَنٌ بسبب الحاق این قاعدہ جاری نشد

قاعدہ ۱۵:......دو[۲] واو کہ در آخر فُعُوْلٌ باشد ہر دو یا شدہ ادغام یابند وضمہ ماقبل کسرہ شود۔ و رواست کہ فا ہم کسرہ یابد چون دُلِیٌّ در دُلُوْوٌ جمع دَلْوٌ

ترجمہ:...... قاعدہ نمبر ۱۴: جب واو اور یاء غیر مبدل غیر ملحق میں جمع ہو جائیں اور ان میں سے پہلا ساکن ہو تو واو یاء ہو کر یاء میں ادغام پاتا ہے اور ماقبل کا ضمہ کسرہ ہو جاتا ہے جیسے سَیِّدٌ، مَرْمِیٌّ اور مُضِیٌّ (جو) مَضٰی یَمْضِیْ کا مصدر ہے اصل میں مُضُوْیٌ تھا اور اس (مُضِیٌّ) میں مِضِیٌّ پڑھنا بھی جائز ہے فاء کلمہ (یعنی میم) کے کسرہ کے ساتھ عین کلمہ کے اتباع کی وجہ سے اور آوٰی یَأْوِیْ کے امر حاضر اِیْوِ میں یاء کا ہمزہ سے مبدل ہونے کی وجہ سے اور ضَیْوَنٌ میں ملحق ہونے کیوجہ سے یہ قاعدہ جاری نہیں ہوا۔ قاعدہ نمبر ۱۵: فُعُوْلٌ کے آخر میں جب دو[۲] واو ہوں (تو وہ) دونوں یاء سے تبدیل ہو کر (باہم) ادغام پاتے ہیں اور ماقبل کا ضمہ کسرہ ہو جاتا ہے اور جائز ہے کہ فاء کلمہ بھی کسرہ پالے جیسے دَلْوٌ کی جمع دُلُوْوٌ میں دِلِیٌّ۔

تشریح و تحقیق

قاعدہ نمبر (۱۴): سَیِّدٌ والا قاعدہ:

جب واو اور یاء دونوں ایک ساتھ ملحق کے علاوہ کسی اور کلمہ میں جمع ہو جائیں اور کسی اور حرف سے بدلے ہوئے نہ ہوں اور ان میں سے جو پہلا ہے وہ ساکن ہو (خواہ واو ہو یا یاء) تو اس صورت میں واو یاء سے بدل جاتا ہے وجوبی طور پر۔ پھر ایک یاء دوسری یاء میں مدغم ہو جاتی ہے اور اگر ماقبل ضمہ ہو تو وہ کسرہ سے بدل جاتا ہے۔

اس قاعدہ کی تین[۳] مثالیں دی گئیں ہیں پہلی مثال جیسے سَیِّدٌ جو اصل میں سَیْوِدٌ تھا۔ یہاں واو اور یاء ایک ساتھ جمع ہیں کسی سے مبدل نہیں ہیں یہ ملحق کلمہ بھی نہیں ہے اور ان میں سے جو پہلا ہے وہ ساکن ہے (یعنی یاء) تو واو یاء سے بدل کر یاء یاء میں مدغم ہوگئی اور یہاں ماقبل ضمہ نہ ہونے کی وجہ سے کسرہ دینے کی ضرورت نہیں پڑی کیونکہ یہاں ماقبل فتحہ ہے اور فتحہ اخف الحرکات ہے۔

دوسری مثال: جیسے مَرْمِیٌّ جو اصل میں مَرْمُوْیٌ تھا مَضْرُوْبٌ کی طرح۔ اس میں واو یاء سے بدل گیا پھر ایک یاء دوسری یاء میں مدغم ہوگئی اور ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدل گیا۔

تیسری مثال: جیسے مُضِیٌّ یہ مَضٰی یَمْضِیْ یعنی باب ضَرَبَ یَضْرِبُ سے ناقص یائی کا مصدر ہے اصل میں مُضُوْیٌ تھا واو کو یاء سے تبدیل کر۔ یاء کو یاء میں مدغم کیا اور ماقبل (ضاد) کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا مُضِیٌّ بن گیا، اس میں ضاد عین کلمہ ہے اور وہ مکسور ہے تو اس کی مناسبت کی غرض سے فاء کلمہ (یعنی میم) کو کسرہ دے کر مِضِیٌّ پڑھنا بھی جائز ہے۔

اعتراض: ...... اس قاعدہ کی وضاحت کے لیے تین [۲] مثالیں کیوں دی ایک ہی مثال کافی تھی؟

جواب: ...... ہر ایک مثال اپنے اندر الگ وضاحت رکھتی ہے وہ اس طرح کہ پہلی مثال تو وہ ہے جس میں واو اور یاء کا ماقبل مضموم نہیں ہے اور دوسری مثال وہ ہے جس میں ماقبل ضمہ ہے جسے کسرہ سے بدل دیا گیا ہے اور مُضِیٌّ جو تیسری مثال ہے اس کے ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ لفظ قرآن پاک میں مستعمل ہے کقولہ تعالیٰ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِیًّا [۱] تو مصنف نے اس قاعدہ کے ضمن میں اس لفظ کی وضاحت کی کہ یہ باب ضرب سے ناقص یائی کا مصدر ہے اور اس میں یہ سَیِّدٌ والا قاعدہ جاری ہوا ہے تو ہر ایک مثال کی الگ الگ حیثیت ہے۔

پھر اعتراض ہوا کہ اِیْوِ، اور ضَیْوَنٌ میں یہ قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوتا حالانکہ ان دونوں مثالوں میں بھی تو واو اور یاء جمع ہیں اور ان میں سے پہلا ساکن ہے۔

جواب: ...... یہ دیا گیا کہ اِیْوِ میں تو یہ قاعدہ اس لئے جاری نہ ہوا کہ اس میں یاء ہمزہ سے بدلی ہوئی ہے وہ اس طور پر کہ یہ ضرب یضرب کے باب سے مہموز الفاء اور لفیف مقرون کا امر حاضر ہے ماضی اور مضارع اَوٰی یَأْوِیْ ہیں جو اصل میں اَوَیَ یَأْوِیُ تھے، یہ اِیْوِ اصل میں اِئْوِیْ تھا، اِضْرِبْ کی طرح۔ امر کی بناء پر آخر سے یاء حذف ہوگئی، اس کے بعد اِیْمَانٌ والا قاعدہ کے مطابق ہمزہ ساکنہ یاء سے بدل گیا اِیْوِ بن گیا۔ تو اس میں یاء ہمزہ سے بدلی ہوئی ، جب کہ سَیِّدٌ والا قاعدہ میں یہ شرط ہے کہ واو اور یاء غیر مبدل ہوں اور ضَیْوَنٌ میں یہ قاعدہ اس لئے جاری نہ ہوا کہ یہ مُلْحَقْ کلمہ ہے جَعْفَرٌ کے ساتھ ملحق ہے اس میں یاء برائے الحاق ہے جب کہ قاعدہ میں ملحق نہ ہونا شرط ہے۔

سوال: ...... اَبُوْ یَعْقُوْبَ میں یہ قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوا حالانکہ اس میں تو واو اور یاء جمع ہیں۔

جواب: ...... یہاں واو اور یاء الگ الگ کلمہ میں ہیں جب کہ قاعدہ میں وحدۃ کلمہ شرط ہے۔

سوال: ...... پھر مُسْلِمِیَّ میں یہ قاعدہ کیسے جاری ہوا حالانکہ یہاں بھی واو اور یاء الگ الگ کلمہ میں ہیں مُسْلِمُوْنَ

الگ کلمہ ہے۔اور یائے واحد متکلم الگ کلمہ ہے۔

جواب:......اس میں یائے واحد متکلم ضمیر مجرور ہے(مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے)اور ضمیر مجرور شدت احتیاج اور شدت اتصال کی وجہ سے اپنے جار کیلئے بمنزلہ جز ہوتی ہے لہٰذا مُسْلِمِیَّ حکماً ایک کلمہ ہے اسلئے یہاں قاعدہ جاری ہوا۔واضح رہے کہ بہت سے علماء صرف کے نزدیک اس سَیِّدٌ والا قاعدہ میں مبدل نہ ہونے کی شرط واؤ اور یاء میں سے صرف اس کیلئے ہے جو مقدم ہو دونوں کیلئے یہ شرط نہیں ہے جبکہ عند المصنف وغیرہ واؤ اور یاء دونوں کیلئے یہ شرط ہے کہ کسی اور حرف سے مبدل نہ ہوں۔

قاعدہ نمبر(۱۵):دِلِیٌّ والا قاعدہ:

ہر وہ جمع جو فُعُوْلٌ کے وزن پر ہو اور اس کے آخر میں دو[۲] واؤ واقع ہوں تو وہ دونوں واؤ یاء سے بدل جاتے ہیں وجوبی طور پر پھر ایک یاء دوسری یاء میں مدغم ہو جاتی ہے اور یاء کے ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدل جاتا ہے اور فاء کلمہ کو بھی کسرہ دینا جائز ہے جیسے دِلِیٌّ جو دَلْوٌ کی جمع ہے یہ اصل میں دُلُوْوٌ بروزن فُعُوْلٌ تھا آخر کے دونوں واؤ یاء سے بدل گئے اور پھر ایک یاء دوسری میں مدغم ہوگئی تو دُلُیٌّ بن گیا یاء کے ماقبل (یعنی لام) کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا دُلِیٌّ بن گیا اس میں فاء کلمہ (یعنی دال) کو کسرہ دیکر دِلِیٌّ پڑھنا بھی جائز ہے۔دیگر مثالیں:جیسے دِعِیٌّ جو اصل میں دُعُوْوٌ تھا،جِثِیٌّ جو اصل میں جُثُوْوٌ تھا اور عِصِیٌّ جو اصل میں عُصُوْوٌ تھا۔

تنبیہ:......اگر ایسے اسم کے آخر میں دو[۲] واؤ واقع ہو جائیں جو فُعُوْلٌ کے وزن پر نہ ہو اور جمع بھی نہ ہو بلکہ مفرد ہو تو اس صورت میں بھی دونوں واؤ یاء سے بدل جاتے ہیں وجوباً اور پھر ایک یاء دوسری یاء میں مدغم ہو جاتی ہے اور ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدل جاتا ہے لیکن اس کیلئے شرط یہ ہے کہ دونوں واؤ سے قبل ایک اور واؤ متحرک ہو یعنی کل تین[۳] واؤ جمع ہوں جیسے مَقْوِیٌّ جو اصل میں مَقْوُوْوٌ تھا (قَوِیَ سے اسم مفعول ہے) یہاں اسم مفرد کے آخر میں دو واؤ جمع ہیں اور ان سے پہلے ایک اور واؤ متحرک موجود ہے تو دونوں واؤ یاء سے بدل گئے پھر ایک یاء دوسری میں مدغم ہوگئی اور ماقبل (واؤ) کا ضمہ کسرہ سے بدل گیا۔اور اگر دونوں واؤ سے پہلے ایک اور واؤ متحرک نہ ہو تو پھر دونوں واؤ کا یاء سے بدلنا جائز ہے واجب نہیں ہے جیسے مَدْعُوْوٌ سے مَدْعِیٌّ اور مَرْضُوْوٌ سے مَرْضِیٌّ وغیرہ۔

قاعدہ نمبر ۱۶: واؤ لام کلمہ اسم کہ بعد ضمہ بود بعد کسرہ شدہ یا شود و ساکن شدہ باجتماع ساکنین با تنوین حذف شود چوں اَدْلٍ در اَدْلُوٌ جمع دَلْوٍ وَتَعَلٍّ وَتَعَالٍ مصدر تفعّل وتفاعُل و یا ہم بعد کسرہ شود بعد اسکان بسبب اجتماع ساکنین بیفتد چوں اَظْبٍ در اَظْبُیٌ جمع ظَبْیٌ

ترجمہ:...... قاعدہ نمبر ۱۶: اسم کے لام کلمہ کا واو جو ضمہ کے بعد ہو وہ کسرہ کے بعد ہو کر یاء ہو جاتا ہے (یعنی واو کے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے اور اس واو کو یاء سے بدل دیا جاتا ہے) اور پھر (یہ یاء) ساکن ہو کر تنوین کے ساتھ اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتی ہے جیسے دَلْوٌ کی جمع اَدْلُوٌ میں اَدْلٍ اور تَفَعُّلٌ وتَفَاعُلٌ کے مصدر تَعَلٍّ اور تَعَالٍ۔ اور (واو کیطرح) یاء بھی کسرہ کے بعد ہو جاتی ہے اور ساکن کرنے کے بعد اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتی ہے جیسے ظَبْیٌ کی جمع اَظْبُیٌ میں اَظْبٍ۔

تشریح وتحقیق

قاعدہ نمبر (۱۶): اَدْلٍ اور اَظْبٍ والا قاعدہ:

اس قاعدہ کے دو[۲] جز ہیں۔

(۱) پہلا جز یہ ہے کہ جب اسم متمکن کے لام کلمہ میں واو ماقبل مضموم ہو کر واقع ہو تو ایسی صورت میں (وجوبی طور پر) واو کے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے اور واو کو یاء سے بدل دیا جاتا ہے پھر یاء ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جاتی ہے جیسے اَدْلٍ جو دَلْوٌ کی جمع ہے یہ اصل میں اَدْلُوٌ بروزن اَفْعُلٌ تھا یہاں لام کلمہ میں واو ماقبل مضموم واقع ہوا تو اس واو کو یاء سے اور اس کے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا اَدْلِیٌ بن گیا پھر تخفیف کی غرض سے یاء کو ساکن کر دیا تو التقاء ساکنین ہوا۔ یاء اور تنوین کے درمیان پہلا ساکن مدہ تھا اس کو حذف کیا اَدْلٍ بن گیا۔

اسی طرح تَعَلٍّ جو باب تَفَعُّلٌ کا مصدر ہے اور تَعَالٍ جو باب تفاعل کا مصدر ہے یہ دونوں اصل میں تَعَلُّوٌ اور تَعَالُوٌ تھے، ان میں بھی لام کلمہ کی جگہ واو ماقبل مضموم واقع ہوا تو واو کو یاء سے اور ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا تو تَعَلِّیٌ اور تَعَالِیٌ بن گئے اس کے بعد یاء ساکن کر دی گئی تو یاء اور تنوین کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا پس یاء کو حذف کیا تَعَلٍّ وتَعَالٍ بن گئے۔ اسم متمکن کی قید اس لئے لگائی کہ اسم غیر متمکن جیسے هُوَ وغیرہ میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوتا۔ مختلف مثالیں دے کر اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا کہ یہ قاعدہ جمع میں بھی جاری ہوتا ہے جیسے کہ اَدْلٍ اور مفردات میں بھی جیسے تَعَلٍّ اور تَعَالٍ۔

(۲) دوسرا جز یہ ہے کہ جب اسم متمکن کے لام کلمہ میں یاء ماقبل مضموم ہو کر واقع ہو تو اس صورت میں بھی وجوباً یاء کے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا جاتا ہے اور پھر یاء کو ساکن کر کے اجتماع ساکنین کی وجہ سے گرا دی جاتی ہے جیسے اَظْبٍ جو ظَبْیٌ کی جمع ہے یہ اصل میں اَظْبُیٌ بروزن اَفْعُلٌ تھا یہاں اسم کے لام کلمہ کی جگہ یاء ماقبل مضموم ہو کر واقع ہوئی تو اس کے ماقبل یعنی باء کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا تو اَظْبِیٌ بن گیا۔ پھر یاء ساکن کر دی گئی اور اجتماع

ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی تو اَظْبٍ بن گیا۔

نوٹ:......بعض صرفی حضرات اس قاعدہ نمبر۱۶ اور قاعدہ نمبر۱۵ کو دِعِیٌّ کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور اس کی تفصیل، اور امثلہ کی تعلیلات میں بہت طوالت سے کام لیتے ہیں مصنف کا طرز بیان مختصر اور جامع ہونے کی وجہ سے زیادہ مفید ہے۔

قاعدہ نمبر۱۷:......واو و یا کہ عین فاعل باشد و در فعل تعلیل شدہ باشد ہمزہ شود چون قَائِلٌ و بَائِعٌ۔

قاعدہ نمبر۱۸:......واو و یاء والف زائد بعد الف مفاعل ہمزہ شود چون عَجَائِزُ در عَجَاوِزُ جمع عَجُوْزٌ و شَرَائِفُ در شَرَايِفُ جمع شَرِيْفَةٌ و رَسَائِلُ جمع رِسَالَةٌ و ابدال یا بہمزہ در مَصَائِبُ جمع مُصِيْبَةٌ با آنکہ اصلی ست شاذ ست۔

ترجمہ:......قاعدہ نمبر۱۷: جو واو اور یا، فَاعِلٌ کے عین کلمہ میں ہوں اور اس کے فعل میں تعلیل ہوئی ہو (وہ واو اور یا، دونوں) ہمزہ ہو جاتے ہیں جیسے قَائِلٌ و بَائِعٌ۔

قاعدہ نمبر۱۸: واو اور یاء اور الف زائدہ الف مفاعل کے بعد ہمزہ ہو جاتے ہیں جیسے عَجَاوِزُ میں عَجَائِزُ، جو عَجُوْزٌ کی جمع ہے اور شَرَايِفُ میں شَرَائِفُ جو شَرِيْفَةٌ کی جمع ہے اور رَسَائِلُ رِسَالَةٌ کی جمع ہے اور مَصَائِبُ مُصِيْبَةٌ کی جمع میں یا کا ہمزہ سے بدل جانا باوجود اس کے کہ (یہ یاء) اصلی ہے۔ یہ شاذ ہے۔

تشریح و تحقیق

قاعدہ نمبر (۱۷): قَائِلٌ بَائِعٌ والا قاعدہ:

ہر وہ واو اور یاء جو ثلاثی مجرد کے اسم فاعل کے عین کلمہ میں واقع ہوں اور اس کے فعل میں تعلیل ہوئی ہو تو ایسے واو اور یاء کو ہمزہ سے بدلنا واجب ہے۔ جیسے قَائِلٌ اور بَائِعٌ جو اصل میں قَاوِلٌ اور بَايِعٌ تھے ان کے فعل قَالَ اور بَاعَ میں تعلیل ہوئی ہے کیونکہ قَالَ اصل میں قَوَلَ اور بَاعَ اصل میں بَيَعَ تھا۔ عَاوِرٌ اور صَايِدٌ میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوتا کیونکہ ان کے فعل عَوِرَ اور صَيِدَ میں تعلیل نہیں ہوئی۔

قاعدہ نمبر (۱۸): شَرَائِفُ والا قاعدہ:

واو، الف و یاء حروف علت میں سے جب کوئی حرف علت الف مفاعل کے بعد زائد ہو کر واقع ہو (اصلی نہ ہو) تو اس کو ہمزہ سے بدلنا واجب ہے۔

واؤ کی مثال جیسے عَجَائِزُ جو عَجُوزٌ کی جمع ہے یہ اصل میں عَجَاوِزُ تھا اس میں واو الف مفاعل کے بعد واقع ہے کیونکہ عَجَاوِزُ کا وزن صوری مَفَاعِلُ ہے (اگر چہ وزن صرفی فَعَائِلُ ہے) اور یہ واو زائد ہے اس لئے کہ مادہ عجز ہے تو اس واو کو ہمزہ سے بدل دیا۔

یاء کی مثال جیسے شَرَائِفُ جو شَرِیْفَۃٌ کی جمع ہے یہ اصل میں شَرَایِفُ تھا۔

اور الف کی مثال جیسے رَسَائِلُ یہ رِسَالَۃٌ کی جمع ہے۔ جمع اَقْصٰی بنانے کے طریقہ کے مطابق رِسَالَۃٌ کے پہلے حرف کو فتحہ دے کر تیسری جگہ پر (سین کے بعد) الفِ مفاعل لگا دیا اور آخر سے تائے واحد کو حذف کیا۔ اب الف مفاعل کے الف مدہ زائدہ واقع ہوا یعنی وہ الف جو رِسَالَۃٌ مفرد میں تیسری جگہ پر موجود تھا تو اس الف کو ہمزہ سے بدل دیا رَسَائِلُ بن گیا۔

پھر اعتراض ہوا کہ مَصَائِبُ جو مُصِیْبَۃٌ کی جمع ہے اور اصل میں مَصَایِبُ تھا۔ اس میں الف مفاعل کے بعد جو یاء واقع ہے یہ تو زائد نہیں بلکہ اصلی ہے کیونکہ یہ عین کلمہ کی جگہ واقع ہے تو اس یاء کو ہمزہ سے تبدیل نہیں ہونا چاہئے تھا کیونکہ قاعدہ میں زائد ہونا شرط ہے پھر کیوں یاء ہمزہ سے بدل گئی؟

جواب:...... مصنف نے یہ دیا کہ اس میں یاء کا ہمزہ سے بدل جانا شاذ ہے۔ بندہ کی ناقص رائے کے مطابق مَصَائِبُ میں واؤ ہمزہ سے بدل گیا ہے یاء نہیں اور یہ اصل میں مَصَاوِبُ تھا مادہ صَوَّبَ ہے اسی طرح مُصِیْبَۃٌ اصل میں مُصْوِبَۃٌ تھا (وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب)

سوال:...... مَعَایِشُ میں یہ قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوتا؟

جواب:...... اس میں یاء اصلی ہے زائد نہیں ہے۔

تنبیہ:...... الف مفاعل کے بعد واقع ہونے والا حرف علت اگر اصلی ہو تو اس کا ہمزہ سے بدل جانے کے لئے شرط یہ ہے کہ الف مفاعل سے پہلے بھی حرف علت ہو۔ جیسے قَوَائِلُ جو اصل میں قَوَاوِلُ تھا اور بَوَائِعُ جو اصل میں بَوَایِعُ تھا۔ اسی طرح فَوَائِدُ جو اصل میں فَوَایِدُ تھا۔

قاعدہ نمبر۱۹:......واو ویا کہ طرف باشد وبعد الف زائد افتد ہمزہ شود چون دُعَاءٌ در دُعَاوٌ ورُوَاءٌ در رُوَایٌ واین ہر دو مصدر اند ودِعَاءٌ در دِعَاوٌ جمع دَاعٍ واَسْمَاءٌ در اَسْمَاوٌ جمع اِسْمٌ کہ دراصل سِمْوٌ بود واَحْیَاءٌ جمع حَیٌّ وکِسَاءٌ ورِدَاءٌ اسم جامد۔

قاعدہ نمبر۲۰:......واو یکہ رابع باشد یا زائد وبعد ضمہ وواو ساکن نباشد یا شود چون یُدْعَیَانِ واَعْلَیْتُ واِسْتَعْلَیْتُ در مَدَاعِیٌّ جمع مِدْعَاءٌ آلہ کہ دراصل مَدَاعِیْوُ بود نزدیک محققان فن صرف واو ہمیں قاعدہ یا شدہ در یا مدغم گردیدہ ورنہ قاعدہ سَیِّدٌ دراں جاری نمیتواند شد زیرا کہ یا در مَدَاعِیْوُ بدل ست از الف۔

ترجمہ:...... قاعدہ نمبر۱۹:...... واؤ اور یاء جو طرف میں الف زائدہ کے بعد واقع ہوں ہمزہ ہو جاتے ہیں جیسے دُعَاوٌ میں دُعَاءٌ اور رُوَایٌ میں رُوَاءٌ، یہ دونوں مصدر ہیں اور دِعَاوٌ میں دِعَاءٌ جو دَاعٍ کی جمع ہے اور اَسْمَاوٌ میں اَسْمَاءٌ (یہ) اِسْمٌ کی جمع ہے جو اصل میں سِمْوٌ تھا۔ اور اَحْیَاءٌ حَیٌّ کی جمع ہے اور کِسَاءٌ، رِدَاءٌ اسم جامد ہیں۔

قاعدہ نمبر۲۰:...... جو واؤ چوتھا ہو یا اس سے زائد ہو اور ضمہ اور واو ساکن کے بعد نہ ہو (ایسا واو) یاء ہو جاتا ہے جیسے یُدْعَیَانِ اَعْلَیْتُ اور اِسْتَعْلَیْتُ، مِدْعَاءٌ اسم آلہ کی جمع مَدَاعِیٌّ میں جو دراصل مَدَاعِیْوُ تھا محققین علم صرف کے نزدیک واو اسی قاعدہ سے یاء ہو کر یاء میں مدغم ہوا ہے ورنہ سَیِّدٌ کا قاعدہ اس میں جاری نہیں ہو سکتا اس لئے کہ مَدَاعِیْوُ میں یاء (مِدْعَاءٌ کے) الف سے بدلی ہوئی ہے۔

تشریح وتحقیق

فائدہ:......اس قاعدہ میں طرف سے مراد کلمہ کا آخر ہے پھر طرف کلمہ کی دو[۲] قسمیں ہیں:

(۱) طرف حقیقی (۲) طرف حکمی۔

طرف حقیقی سے مراد وہ حرف ہے جو بالکل کلمہ کے آخر میں ہو اس کے بعد کوئی اور حرف نہ ہو۔ جیسے دُعَاوٌ میں واو، اور رُوَایٌ میں یاء طرف حقیقی ہے۔

اور طرف حکمی سے مراد وہ حرف ہے جو بالکل کلمہ کے آخر میں تو نہ ہو لیکن اس کے بعد جو حروف ہوں وہ کلمہ کے ساتھ لازم نہ ہوں بلکہ الگ ہو سکتے ہوں اور ان کے بغیر کلمہ کے معنی بھی درست ہوں جیسے مِدْعَاوَانِ میں واو اور مِرْمَایَانِ میں یاء طرف حکمی ہے کیونکہ یہ بالکل کلمہ کے آخر میں تو نہیں لیکن ان کے بعد الف اور نون تثنیہ ایسے حروف ہیں جو کلمہ کے ساتھ لازم نہیں ہیں بلکہ مفرد اور جمع کی صورت میں الگ ہو جاتے ہیں اور ان کے بغیر معنی بھی درست رہتے ہیں۔

قاعدہ نمبر (۱۹): دُعَاءٌ والا قاعدہ:

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ واؤ اور یاء جو الف زائدہ کے بعد کلمہ کے آخر میں واقع ہو جائیں ان کو ہمزہ سے تبدیل کرنا واجب ہے۔ اس کی سات مثالیں دی گئی ہیں:

(۱) دُعَاءٌ جو اصل میں دُعَاوٌ تھا (۲) رُوَاءٌ جو اصل میں رُوَایٌ تھا۔ یہ دونوں مصدر ہیں دُعَاءٌ ناقص واوی ہے نَصَرَ یَنْصُرُ سے اور رُوَاءٌ ناقص یائی ہے سَمِعَ سے (۳) دِعَاءٌ جو اصل میں دِعَاوٌ تھا یہ دَاعٍ اسم فاعل کی جمع مذکر مکسر ہے ضِرَابٌ کی طرح (۴) اَسْمَاءٌ جو اصل میں اَسْمَاوٌ تھا۔ یہ اِسْمٌ کی جمع ہے اور اِسْمٌ اصل میں سِمْوٌ تھا۔ آخر سے واؤ کو حذف کر کے اس کے عوض شروع میں ہمزہ لگا دیا۔ اِسْمٌ بن گیا (۵) اَحْیَاءٌ جو اصل میں اَحْیَایٌ تھا یہ حَیٌّ کی جمع ہے یہ تینوں اسماء مشتقہ اور جمع کی مثالیں ہیں (۶) کِسَاءٌ جو اصل میں کِسَاوٌ تھا (۷) اور رِدَاءٌ جو اصل میں رِدَایٌ تھا۔ یہ دونوں اسم جامد کی مثالیں ہیں۔

متعدد مثالیں دے کر اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ قاعدہ مصدر جامد مشتق سب میں جاری ہوتا ہے۔ جس طرح یہ قاعدہ اس واؤ اور یاء میں جاری ہوتا ہے جو حقیقۃً طرف کلمہ ہوں تو اسی طرح اس واؤ اور یاء میں بھی جاری ہوتا ہے جو طرف حکمی ہوں جیسے مِدْعَاوَانِ سے مِدْعَاءَانِ اور مِرْمَایَانِ سے مِرْمَاءَانِ وغیرہ۔

سوال:...... شَقَاوَۃٌ اور ھِدَایَۃٌ میں یہ قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوا۔ ان میں بھی تو واؤ اور یاء الف زائدہ کے بعد ہیں۔

جواب:...... ان میں واؤ اور یاء طرف کلمہ میں نہیں ہیں نہ حقیقۃً اور نہ حکمًا، حقیقۃ طرف کلمہ نہ ہونا تو ظاہر ہے اور حکما بھی اس لئے نہیں ہیں کہ ان کے بعد جو تاء ہے وہ لازمی ہے ان سے الگ نہیں ہوتی۔

قاعدہ نمبر (۲۰): یُدْعٰی والا قاعدہ:

ہر وہ واؤ جو چوتھی جگہ یا اس سے زائد پر واقع ہو جائے (خواہ پانچویں جگہ پر ہو یا چھٹی وغیرہ) اور اس سے پہلے ضمہ اور واؤ ساکن نہ ہوں تو ایسے واؤ کو یاء سے بدلنا واجب ہے۔

چوتھی جگہ پر واقع ہونے کی مثال جیسے یُدْعَیَانِ جو اصل میں یُدْعَوَانِ تھا۔ اور اَعْلَیْتُ جو اصل میں اَعْلَوْتُ تھا۔ پانچویں جگہ واقع ہونے کی مثال جیسے تَعَالَیْتُ جو اصل میں تَعَالَوْتُ تھا۔ چھٹی جگہ پر واقع ہونے کی مثال جیسے اِسْتَعْلَیْتُ جو اصل میں اِسْتَعْلَوْتُ تھا۔

اس کے بعد مصنف نے فرمایا کہ مَدَاعِیٌ جو اسم آلہ مِدْعَاءٌ کی جمع ہے یہ اصل میں مَدَاعِیُوْ تھا محققین علماء

صرف کے نزدیک اسی قاعدہ کے ساتھ اس میں واو کو یاء سے بدل دیا کیونکہ واو چھٹی جگہ پر واقع ہے اور اس سے پہلے ضمہ یا واو ساکن نہیں ہے اس کے بعد یائے اول کو یائے ثانی میں مدغم کیا مَدَاعِیٌّ بن گیا۔ اس میں سَیِّدٌ والا قاعدہ کے ساتھ واو کو یاء سے بدلنا درست نہیں ہے (جیسا کہ بعض صرفی کرتے ہیں) یہ اس لئے کہ سَیِّدٌ والا قاعدہ میں یہ شرط ہے کہ واو اور یاء کسی سے مبدل نہ ہوں اور یہاں مَدَاعِیُوٌ میں یاء الف سے مبدل ہے۔ وہ اس طرح کہ مَدَاعِیٌّ کو مِدْعَاوٌ سے اس طریقہ پر بنایا کہ پہلے دونوں حرفوں کو فتحہ دے کر تیسری جگہ پر الف علامت جمع اقصیٰ لگا دیا اس کے بعد مفرد میں تین حرف باقی تھے (یعنی عین، الف، واو) تو جمع اقصیٰ بنانے کے طریقہ کے مطابق ان میں سے پہلے حرف یعنی عین کو کسرہ دیا تو الف ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے مَحَارِیْبُ والا قاعدہ کے مطابق یاء سے بدل گیا مَدَاعِیُوٌ بن گیا تو اس میں یاء الف سے بدلی ہوئی ہے۔

سوال:...... دَعْوَیٰ میں یہ قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوتا؟

جواب:...... اس میں واو چوتھی جگہ سے کم پر واقع ہے۔

سوال:...... اِسْتَوْفیٰ میں یہ قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوتا؟

جواب:...... اس قاعدہ میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ واو اصل میں تیسری جگہ پر واقع ہو یعنی لام کلمہ میں، اور اِسْتَوْفیٰ میں واو فاء کلمہ ہے کیونکہ مادہ وَفِیَ ہے۔

قاعدہ نمبر۲۱:...... الف بعد ضمہ واو شود چون ضُوْرِبَ و ضُوَیْرِبٌ و بعد کسرہ یا چون مَحَارِیْبُ۔

قاعدہ نمبر۲۲:...... الف زائدہ قبل الف تثنیہ و جمع مؤنث سالم یا شود چون حُبْلَیَانِ و حُبْلَیَاتٌ۔

قاعدہ نمبر۲۳:...... یا کہ عین وزن فُعْلٌ جمع و فُعْلیٰ مؤنث باشد در صفت بعد کسرہ گردد چون بِیْضٌ جمع بَیْضَاءُ و حِیْکیٰ و در اسم واو شود بقاعدہ ۳۔ اسم تفضیل را حکم اسم دادہ اند چون طُوْبیٰ و کُوْسیٰ مؤنث اَطْیَبُ و اَکْیَسُ۔

قاعدہ۲۴:...... واو عین فَعْلُوْلَۃٌ مصدر یا شود چون کَیْنُوْنَۃٌ۔

فائدہ:...... صرفیان در تقریر این قاعدہ بسیار تطویل کردہ اند و اصل کَیْنُوْنَۃٌ کَیْوَنُوْنَۃٌ برآوردہ بقاعدہ سَیِّدٌ واو را یا کردہ حذف کردہ اند و تحقیق ہمونست کہ گفتیم۔

ترجمہ:...... قاعدہ نمبر۲۱:...... الف ضمہ کے بعد واو ہو جاتا ہے جیسے ضُوْرِبَ اور ضُوَیْرِبٌ اور کسرہ کے بعد یا، جیسے مَحَارِیْبُ۔

قاعدہ نمبر۲۲:......الف زائدہ تثنیہ اور جمع مؤنث سالم کے الف سے پہلے یاء ہو جاتا ہے جیسے حُبْلَیَانِ حُبْلَیَاتٌ۔

قاعدہ نمبر۲۳:......جو یاء فُعْلٌ جمع اور فُعْلٰی مؤنث کا عین کلمہ ہو وہ صفت میں کسرہ کے بعد ہو جاتی ہے (یعنی ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدل جاتا ہے) جیسے بِیْضٌ بَیْضَاءُ کی جمع اور حِیْکٰی اور اسم میں (یہ یاء) بقاعدہ نمبر۳ واو ہو جاتی ہے۔ (صرفیوں نے) اسم تفضیل کو اسم کا حکم دیا ہے جیسے طُوْبٰی، اور کُوْسٰی جو اَطْیَبُ اور اَکْیَسُ کی مؤنث ہیں۔

قاعدہ۲۴:......فَعْلُوْلَۃٌ مصدر کے عین کلمہ کا واو یاء ہو جاتا ہے جیسے کَیْنُوْنَۃٌ۔

فائدہ:......صرفیوں نے اس قاعدہ کے بیان کرنے میں بہت طوالت اختیار کیا ہے۔ اور کَیْنُوْنَۃٌ کی اصل کَیْوَنُوْنَۃٌ نکال کر سَیِّدٌ کے قاعدہ سے واو کو یاء بنا کر حذف کیا اور تحقیق وہی ہے جو ہم نے بیان کی۔

تشریح و تحقیق

قاعدہ نمبر(۲۱): مَحَارِیْبُ اور ضُوْرِبَ والا قاعدہ:

اس قاعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ الف اگر ماقبل مضموم واقع ہو جائے تو اس کو واو سے تبدیل کرنا واجب ہے اور اگر ماقبل مکسور واقع ہو تو اس کو یاء سے تبدیل کرنا واجب ہے۔ جیسے ضُوْرِبَ یہ ضَارَبَ کی ماضی مجہول ہے جب ضَارَبَ میں حرف اول کو ضمہ اور ماقبل آخر کو کسرہ دیدیا تو الف ماقبل مضموم ہوا لہٰذا اس کو واو سے بدل دیا۔ اسی طرح ضُوَیْرِبٌ یہ ضَارِبٌ کی تصغیر ہے۔ تصغیر بنانے کے طریقہ کے مطابق جب ضَارِبٌ میں حرف اول کو ضمہ دیا تو الف ضمہ کے بعد واقع ہوا لہٰذا اس قاعدہ کے مطابق اس کو واو سے بدل دیا اس کے بعد تیسری جگہ پر یائے ساکنہ علامت تصغیر لگا دی ضُوَیْرِبٌ بن گیا۔

اور الف ماقبل مکسور واقع ہونے کی مثال جیسے مَحَارِیْبُ یہ مِحْرَابٌ کی جمع ہے جمع اقصیٰ بنانے کے طریقہ کے مطابق پہلے دونوں حرفوں کو فتحہ دیا اور تیسری جگہ پر الف جمع لے آیا اس کے بعد مفرد میں تین ۳ حروف باقی تھے (یعنی راء، الف یاء) ان میں سے پہلے یعنی راء کو کسرہ دیا تو الف ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے اس قاعدہ کے مطابق یاء سے تبدیل ہوا۔

فائدہ:...... یہ قاعدہ ضمنی طور پر مِیْعَادٌ والا قاعدہ کے تحت گزر چکا ہے۔ اہمیت کے پیش نظر اس کو یہاں دوبارہ مستقل طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

قاعدہ: نمبر(۲۲): حُبْلَیَانِ اور حُبْلَیَاتٌ والا قاعدہ:

الف زائدہ جب الفِ تثنیہ اور الفِ جمع مؤنث سالم سے پہلے واقع ہو تو اس کو یاء سے بدلنا واجب ہے، جیسے

حُبلٰی سے حُبلَیَانِ حُبلَیَاتٌ، حُبلٰی کے آخر میں یہ الف زائد ہے کیونکہ مادہ حُبلٌ ہے یہ الف فاء عین لام میں سے کسی کے مقابلہ میں نہیں ہے۔ تو تثنیہ بناتے وقت یہی الف زائدہ الف تثنیہ سے قبل واقع ہوا۔ اور جمع مؤنث سالم بناتے وقت یہ الف زائدہ الف جمع مؤنث سالم سے پہلے واقع ہوا لہٰذا اس کو یاء سے بدل دیا گیا اسی طرح ضُربٰی سے ضُربَیَانِ اور ضُربَیَاتٌ۔

سوال:...... عَصٰی کے آخر میں جو الف ہے یہ تثنیہ اور جمع مؤنث سالم بناتے وقت یاء سے نہیں بدلتا بلکہ واو سے بدلتا ہے جیسے عَصَوَانِ اور عَصَوَاتٌ یہ کیوں؟

جواب:...... عَصٰی کا الف زائد نہیں ہے بلکہ اصلی ہے لام کلمہ ہے اور یہ قاعدہ الف زائدہ سے متعلق ہے۔

فائدہ:...... جب اسم اور صفت کا تقابل ہوتا ہے تو اسم سے مراد وہ لفظ ہوتا ہے جو صرف ذات پر دلالت کرے اس میں معنیٰ وصفی معتبر نہ ہو (یعنی اسم جامد مراد ہوتا ہے) اور صفت سے مراد وہ لفظ ہوتا ہے جو کسی ایسی ذات پر دلالت کرے جس میں معنیٰ وصفی بھی معتبر ہو (یعنی اسم مشتق)۔

قاعدہ نمبر (۲۴): بِیضٌ اور حِیکٰی والا قاعدہ:

اس قاعدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ یائے ساکنہ کے ماقبل کے ضمہ کو دو[۲] صورتوں میں کسرہ سے تبدیل کرنا واجب ہے۔

(۱) پہلی صورت یہ ہے کہ وہ یا، ایسی جمع کے عین کلمہ میں واقع ہو جو جمع فُعْلٌ کے وزن پر ہو۔ جیسے بِیضٌ جو اصل میں بُیْضٌ تھا بروزن فُعْلٌ یہ اَبْیَضُ اور بَیْضَاءُ کی جمع ہے اس میں یاء عین کلمہ میں واقع ہے اور اس کا ماقبل مضموم ہے تو فاء کلمہ یعنی باء کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ وہ یاء فُعْلٰی صفتی کے عین کلمہ میں واقع ہو (یعنی ایسے لفظ کے عین کلمہ میں جو فُعْلٰی کے وزن پر ہو اور مؤنث کی صفت ہو) جیسے حِیکٰی جو اصل میں حُیْکٰی تھا (بمعنی ناز و نخرے سے چلنے والی عورت) اور اگر یاء فُعْلٰی اسمی کے عین کلمہ میں واقع ہو تو پھر مُوسِرٌ والا قاعدہ کے مطابق یاء واو سے بدل جاتی ہے۔ ماقبل کا ضمہ کسرہ سے تبدیل نہیں ہوتا جیسے طُوبٰی جو اصل میں طُیْبٰی تھا اور کُوسٰی جو اصل میں کُیْسٰی تھا ان میں یاء واو سے تبدیل ہوگئی۔

اعتراض:...... طُوبٰی اور کُوسٰی کو فُعْلٰی اسمی کی مثال کے طور پر پیش کرنا درست نہیں ہے اس لئے کہ طُوبٰی

اَطْیَبُ اسم تفضیل کی مؤنث ہے اور کُوْسٰی اَکْیَسُ اسم تفضیل کی مؤنث ہے اور اسم تفضیل تو صفت کے قبیل سے ہے کیونکہ ذات مع الوصف پر دلالت کرتا ہے لہٰذا طُوْبٰی اور کُوْسٰی دونوں فُعْلٰی صفتی ہیں فُعْلٰی اسمی نہیں ہیں تو ان میں یاء کو واو سے تبدیل نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ یاء کے ماقبل والے ضمہ کو کسرہ سے بدلنا چاہئے کیونکہ فُعْلٰی صفتی میں یاء اپنے حال پر برقرار رہتی ہے ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدل جاتا ہے لیکن ان میں تو یاء کو واو سے بدل دیا گیا یہ کیوں؟

جواب:...... مصنف نے جواب دیا کہ طُوْبٰی اور کُوْسٰی اگرچہ اصل کے اعتبار سے صفت کے صیغے ہیں اور اسم تفضیل سے تعلق رکھتے ہیں لیکن یہ اسم کے قائم مقام ہیں۔ کیونکہ اسم تفضیل۔ الف لام، اضافت، یا مِنْ کے بغیر استعمال نہیں ہوتا اور یہ تینوں اسم کے خواص میں سے ہیں لہٰذا اس اعتبار سے اسم تفضیل اہل صرف کے ہاں اسم کے حکم میں ہوتا ہے تو طُوْبٰی اور کُوْسٰی حُکْمًا فُعْلٰی اسمی ہیں اور فُعْلٰی اسمی میں یائے ساکنہ ماقبل مضموم بقاعدہ مُوْسِرٌ واو سے بدل جاتی ہے اس لیے یہاں بھی ایسا ہوا۔

نوٹ:...... یہ قاعدہ نمبر ۲۳ درحقیقت مُوْسِرٌ والا قاعدہ سے استثناء کے طور پر ہے کہ اس میں بتلا دیا تھا کہ یائے ساکن غیر مدغم ضمہ کے بعد واو سے بدل جاتی ہے اب دو[۲] صورتیں ایسی تھیں جن میں یائے ساکنہ واو سے نہیں بدلتی بلکہ ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدلتا ہے تو ان دونوں[۲] صورتوں کو یہاں بیان کیا کہ یہ مُوْسِرٌ والا قاعدہ کے حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

قاعدہ نمبر (۲۴): کَیْنُوْنَۃٌ والا قاعدہ:

ہر وہ مصدر جو فَعْلُوْلَۃٌ کے وزن پر ہو اور اس کے عین کلمہ میں واو واقع ہو تو اس واو کو یاء سے بدلنا واجب ہے جیسے کَیْنُوْنَۃٌ یہ مصدر ہے اصل میں کَوْنُوْنَۃٌ بروزن فَعْلُوْلَۃٌ تھا۔ عین کلمہ کا واو یاء سے بدل گیا کَیْنُوْنَۃٌ بن گیا۔

بعض صرفی اس کی تعلیل یوں کرتے ہیں کہ کَیْنُوْنَۃٌ اصل میں کَیْوَنُوْنَۃٌ بروزن فَیْعَلُوْلَۃٌ تھا۔ واو اور یاء دونوں ایک ساتھ جمع ہیں کسی سے مبدل نہیں ہیں اور ان میں سے پہلا ساکن ہے تو سَیِّدٌ والا قاعدہ کے مطابق واو کو یاء سے بدل کر یاء کو یاء میں مدغم کیا تو کَیِّنُوْنَۃٌ بن گیا پھر خلاف قیاس تخفیف کی غرض سے ایک یاء کو حذف کیا کَیْنُوْنَۃٌ بن گیا مصنف نے اس کے متعلق فرمایا کہ یہ خامخواہ کی طوالت ہے کہ پہلے کَیْوَنُوْنَۃٌ اصل نکالنا، پھر سَیِّدٌ والا قاعدہ جاری کرنا پھر ایک یاء کو خلاف قیاس حذف کرنا۔ اس کی ضرورت نہیں ہے بلکہ سیدھی سیدھی بات ہے کہ اصل میں کَوْنُوْنَۃٌ تھا اس قاعدہ سے واو کو یاء سے بدل دیا کَیْنُوْنَۃٌ بن گیا۔

قاعدہ نمبر ۲۵:...... یائے لام وزن اَفَاعِلُ و مَفَاعِلُ واشباہ آن اگر معرف باللام یا مضاف باشد در حالت رفع وجر ساکن شود چون هٰذِهِ الْجَوَارِیْ وَجَوَارِیْكُمْ وَمَرَرْتُ بِالْجَوَارِیْ وجَوَارِیْكُمْ ودر بے لام واضافت محذوف شود وتنوین بعین ملحق شود چون هٰذِهِ جَوَارٍ وَمَرَرْتُ بِجَوَارٍ ،، در حالت نصب مطلقا مفتوح می آید چون رَأَیْتُ الْجَوَارِیَ ورَأَیْتُ جَوَارِیَ ۔

قاعدہ نمبر ۲۶:...... واو لام فُعْلٰی بالضم در اسم جامد یا شود ودر صفت بحال خود ماند واسم تفضیل حکم اسم جامد دارد چون دُنْیَا وَعُلْیَا ویاء لام فَعْلٰی بالفتح واو شود چون تَقْوٰی۔

ترجمہ:...... قاعدہ نمبر ۲۵:...... افاعل اور مفاعل اور ان کے مشابہ الفاظ کے وزن کے لام کلمہ کی یاء اگر (یہ الفاظ) معرف باللام ہوں یا مضاف ہوں حالت رفع اور حالت جر میں (یہ یاء) ساکن ہو جاتی ہے جیسے هٰذِهِ الْجَوَارِیْ وَجَوَارِیْكُمْ اور مَرَرْتُ بِالْجَوَارِیْ وَجَوَارِیْكُمْ اور ولام تعریف اور اضافت کے نہ ہونے کی صورت میں حذف ہو جاتی ہے اور تنوین عین کلمہ کے ساتھ لاحق ہو جاتی ہے جیسے هٰذِهِ جَوَارٍ اور مَرَرْتُ بِجَوَارٍ۔ اور حالت نصب میں مطلقاً مفتوح ہوتی ہے (یعنی معرف باللام اور مضاف ہو یا نہ ہو) جیسے رَأَیْتُ الْجَوَارِیَ اور رَأَیْتُ جَوَارِیَ۔

قاعدہ نمبر ۲۶: ...... فُعْلٰی کے لام کلمہ کا واو اسم جامد میں یاء ہو جاتا ہے اور صفت میں اپنی حالت پر رہتا ہے اور اسم تفضیل اسم جامد کا حکم رکھتا ہے جیسے دُنْیَا، اور عُلْیَا اور فَعْلٰی (بفتح الفاء) کے لام کلمہ کی یاء واو ہو جاتی ہے جیسے تَقْوٰی۔

تشریح وتحقیق

قاعدہ نمبر (۲۵): جَوَارٍ والا قاعدہ:

ہر وہ جمع جو اَفَاعِلُ یا مَفَاعِلُ یا فَوَاعِلُ وغیرہ کے وزن پر ہو اور اس کے لام کلمہ میں یاء واقع ہو ایسی جمع کی کل تین[۳] صورتیں ہیں ایک صورت میں لام کلمہ کی یاء ساکن ہو جاتی ہے۔ ایک صورت میں یاء حذف ہو جاتی ہے اور تنوین عین کلمہ کے ساتھ لاحق ہو جاتی ہے اور ایک صورت میں یاء مفتوح ہوتی ہے۔

(۱) پہلی صورت یہ ہے کہ یہ جمع معرف باللام ہو یا مضاف ہو اور حالت رفع یا حالت جر میں ہو۔

اس صورت میں لام کلمہ کی یاء ساکن ہو جاتی ہے۔ مصنف نے اس کی چار[۴] مثالیں دی ہیں ۲ مثالیں حالت رفعی کی اور دو مثالیں حالت جری کی پھر ہر دو[۲] مثالوں میں ایک مثال معرف باللام کی ہے اور ایک مثال مضاف کی ہے۔

نمبر۱:...... جیسے هٰذِهِ الْجَوَارِيْ یہ معرف باللام کی مثال ہے حالت رفع میں کہ یہاں کوئی عامل جارہ یا عامل ناصب نہیں ہے اس میں اَلْجَوَارِيْ ایسی جمع ہے جس کا وزن صوری مَفَاعِلُ یا اَفَاعِلُ ہے اور اس کے لام کلمہ میں یاء واقع ہے (کیونکہ وزن صرفی فَوَاعِلُ ہے مادہ جَرَیَ ہے) اصل میں اَلْجَوَارِيُ تھا یاء ساکن ہوگئی۔

نمبر۲:...... هٰذِهٖ جَوَارِيْكُمْ۔ یہ مضاف ہونے کی مثال ہے حالت رفع میں۔

نمبر۳:...... مَرَرْتُ بِالْجَوَارِيْ یہ معرف باللام ہونے کی مثال ہے حالت جری میں۔ کیونکہ حرف جر داخل ہے۔

نمبر۴:...... مَرَرْتُ بِجَوَارِيْكُمْ یہ مضاف ہونے کی مثال ہے حالت جری میں۔

(۲) دوسری صورت یہ کہ یہ جمع معرف باللام اور مضاف نہ ہو حالت رفع یا حالت جر میں ہو۔

اس صورت میں لام کلمہ کی یاء حذف ہو جاتی ہے اور تنوین عین کلمہ کے ساتھ لاحق ہو جاتی ہے جیسے هٰذِهٖ جَوَارٍ یہ حالت رفعی کی مثال ہے اس میں یاء حذف ہوگئی ہے اور تنوین عین کلمہ یعنی راء پر آ گئی ہے اور مَرَرْتُ بِجَوَارٍ یہ حالت جری کی مثال ہے۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ یہ جمع حالت نصب میں ہو۔ چاہے معرف باللام اور مضاف ہو یا نہ ہو۔

اس صورت میں یاء مفتوح ہوتی ہے جیسے رَأَيْتُ الْجَوَارِيَ یہ معرف باللام کی مثال ہے۔ اور رَأَيْتُ جَوَارِيَكُمْ یہ مضاف ہونے کی مثال ہے۔ اور رَأَيْتُ جَوَارِيَ یہ ایسی جمع کی مثال ہے جو نہ معرف باللام ہے اور نہ مضاف۔

تنبیہ نمبر۱:...... یہ قاعدہ جس طرح ناقص یائی کی جمع میں چلتا ہے اسی طرح ناقص واوی کی جمع میں بھی جاری ہوتا ہے جیسے دَوَاعٍ ، رَوَاضٍ وغیرہ لیکن ان میں بھی اس قاعدے کے جاری ہونے سے قبل دوسرے قواعد کے ذریعہ واو یاء سے بدل جاتا ہے اس لئے مصنف نے صرف ناقص یائی کے ذکر پر اکتفا کیا۔

تنبیہ نمبر۲:...... متن میں "واشباہ آں" سے وزن کے اعتبار سے اَفَاعِلُ اور مَفَاعِلُ کے مشابہ الفاظ مراد ہیں جیسے فَوَاعِلُ وغیرہ اور بقول حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ العالی اس سے مراد ہر وہ لفظ ہے جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو اگر چہ جمع نہ ہو تو اس صورت میں یہ قاعدہ قَاضٍ اور رَامٍ جیسی مثالوں میں بھی جاری ہوگا۔

قاعدہ نمبر (۲۶): دُنْيَا اور تَقْوٰی والا قاعدہ:

اس قاعدہ کے دو حکم ہیں۔

(۱) پہلا حکم یہ ہے کہ فُعْلیٰ اسمی کے لام کلمہ میں جب واو واقع ہوتو وہ یاء سے بدل جاتا ہے اور اگر فُعْلیٰ صفتی کے لام کلمہ میں واو واقع ہوتو وہ اپنے حال پر باقی رہتا ہے، فُعْلیٰ اسمی کی مثال جیسے دُنْیَا جو اصل میں دُنْوٰی تھا اور عُلْیَا جو اصل میں عُلْوٰی تھا یہ دونوں اصلاً اگر چہ اسم تفضیل کے صیغے ہیں اور ان میں معنی وصفی ہیں لیکن اب معنی اسمیت میں اکثر مستعمل ہیں نیز اسم تفضیل اسم جامد کا حکم رکھتا ہے (کما مر فی القاعدہ نمبر ۲۳) فُعْلیٰ صفتی کی مثال جیسے غُزْوٰی اس میں واو اپنے حال پر ہے۔

(۲) دوسرا حکم یہ ہے کہ فَعْلیٰ اسمی کے لام کلمہ میں اگر یاء واقع ہوتو وہ واو سے بدل جاتی ہے جیسے تَقْوٰی جو اصل میں تَقْیٰی تھا اور فَتْوٰی جو اصل میں فَتْیٰی تھا۔ صَدْیٰی میں یاء واو سے تبدیل نہیں ہوگی کیوں کہ یہ فَعْلیٰ صفتی ہے اسمی نہیں۔

نوٹ: ...... تَقْوٰی میں شروع کی تاء واو سے تبدیل شدہ ہے اصل میں وَقْیٰی تھا مادہ وَقْیٌ ہے۔

یہاں معتل کے ۲۶ قواعد اپنے اختتام کو پہنچ گئے۔

قسم دوم در صرف مثال

مثال واوی از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ اَلْوَعْدُ وَالْعِدَةُ وعدہ کردن وَعَدَ یَعِدُ وَعْداً وَعِدَةً فَهُوَ وَاعِدٌ وَّوُعِدَ یُوْعَدُ وَعْداً وَعِدَةً فَهُوَ مَوْعُوْدٌ الْاَمْرُ مِنْهُ عِدْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتَعِدْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَوْعِدٌ وَالْاٰلَةُ مِنْهُ مِیْعَدٌ وَمِیْعَدَةٌ وَمِیْعَادٌ وَتَثْنِیَتُهُمَا مَوْعِدَانِ وَمِیْعَدَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا مَوَاعِدُ وَمَوَاعِیْدُ وَاَفْعَلُ التَّفْضِیْلِ مِنْهُ اَوْعَدُ وَالْمُؤَنَّثُ مِنْهُ وُعْدٰی وَتَثْنِیَتُهُمَا اَوْعَدَانِ وَوُعْدَیَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا اَوْعَدُوْنَ وَاَوَاعِدُ وَوُعَدٌ وَوُعْدَیَاتٌ واو از مضارع معروف بقاعدہ نمبر ۱ حذف شد واز عِدَةٌ بقاعدہ نمبر ۲ و در ماضی مجہول بقاعدہ نمبر ۵ جائز ست کہ ہمزہ گردد وُعِدَ را اُعِدَ گویند وہم چنین در مؤنث اسم تفضیل: جمع تکسیر مؤنث اسم فاعل اَوَاعِدُ ست اصلش وَوَاعِدُ بود بقاعدہ نمبر ۶ واو اول ہمزہ شد و در آلہ واو بقاعدہ نمبر ۳ یا شد لیکن در تصغیر یعنی مُوَیْعِدٌ وجمع تکسیر یعنی مَوَاعِیْدُ بسبب انعدام علت اعلال کہ سکون واو وکسرہ ماقبل ست واو باز آمدہ۔

ترجمہ: ...... دوسری قسم مثال کی گردان میں۔ مثال واوی از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ اَلْوَعْدُ وَالْعِدَةُ، وعدہ کرنا۔ (صرف صغیر) وَعَدَ یَعِدُ وَعْداً وَعِدَةً الخ مضارع معلوم (کے تمام صیغوں) سے واو بقاعدہ نمبر ۱ (یعنی یعد والا قاعدہ سے) حذف ہوا ہے، اور عِدَةٌ

سے (واو) بقاعدہ نمبر۲: (یعنی عِدَةٌ والا قاعدہ سے حذف ہوا ہے) اور ماضی مجہول (کے تمام صیغوں) میں بقاعدہ نمبر ۵ (یعنی اُجُوْہٌ اور اِشَاحٌ والا قاعدہ سے) جائز ہے کہ واو ہمزہ ہو جائے (کیونکہ یہاں واو مضموم ہو کر کلمہ کی ابتداء میں واقع ہے) اور وُعِدَ کو اُعِدَ پڑھیں (اسی طرح باقی صیغے جیسے اُعِدَا، اُعِدُوْا، اُعِدَتْ اُعِدَتَا اُعِدْنَ) اسی طرح اسم تفضیل مؤنث میں (اُقِتَتْ والا قاعدہ سے واو کو ہمزہ سے بدلنا جائز ہے جیسے وُعْدٰی وُعْدَیَانِ الخ سے اُعْدٰی اُعْدَیَانِ اُعْدَیَاتٌ) اسم فاعل کی جمع مؤنث مکسر اَوَاعِدُ ہے (جو وَاعِدَةٌ کی جمع ہے) اس کی اصل وَوَاعِدُ تھی (ضَوَارِبُ کی طرح) بقاعدہ نمبر ۶ (یعنی اَوَاصِلُ اور اُوَیْصِلٌ والا قاعدہ سے) واو اول ہمزہ ہو گیا (کیونکہ ۲ متحرک واو کلمہ کی ابتداء میں جمع ہیں۔ اسی طرح وَاعِدٌ اسم فاعل کی تصغیر اُوَیْعِدٌ ہے۔ جس کی اصل وُوَیْعِدٌ تھی اس میں بھی واو اول ہمزہ سے بدل گیا) اور اسم آلہ کے صیغوں میں تیسرے قاعدہ کے مطابق واو یاء ہو گیا ہے (جیسے مِیْعَدٌ، مِیْعَدَةٌ، مِیْعَادٌ جو اصل میں مِوْعَدٌ، مِوْعَدَةٌ، مِوْعَادٌ تھے)

لیکن اسم آلہ کی تصغیر یعنی مُوَیْعِیْدٌ اور اسم آلہ کی جمع مکسر یعنی مَوَاعِیْدُ میں تعلیل کی علت وسبب معدوم ہونے کی وجہ سے جو کہ واو کا ساکن ہونا اور ماقبل مکسور ہونا ہے۔ واو پھر لوٹ آیا ہے۔

تشریح و تحقیق

مثال کی گردانیں:

معتل کے قواعد کے بعد اب گردانیں ذکر کی جارہی ہیں۔ حسب ترتیب اول مثال کی گردانیں، پھر اجوف کی، پھر ناقص اور لفیف کی، اس کے بعد مرکبات کی گردانیں مذکور ہیں، اور ان میں جاری ہونے والے قواعد کی نشاندہی کی گئی ہے۔

وَعَدَ یَعِدُ کا اسم ظرف مَوْعِدٌ بروزن مَفْعِلٌ ہے کیونکہ یہ مثال ہے اور ثلاثی مجرد سے مثال کا اسم ظرف ہمیشہ مَفْعِلٌ کے وزن پر آتا ہے خواہ مضارع کے عین کلمہ پر کوئی بھی حرکت ہو۔ اور مثال واوی ہو یا مثال یائی لہٰذا آگے بھی ثلاثی مجرد سے مثال کے تمام ابواب کا اسم ظرف مَفْعِلٌ کے وزن پر ہوگا۔

قولہ جمع تکسیر مؤنث اسم فاعل اَوَاعِدُ ست الخ: اَوَاعِدُ دو صیغے ہیں ایک تو یہی اسم فاعل جمع مؤنث مکسر کا۔ اور ایک اسم تفضیل جمع مذکر مکسر کا، مذکورہ تعلیل اس وقت ہوگی جب کہ اَوَاعِدُ اسم فاعل کا صیغہ ہو اگر یہ اسم تفضیل کا صیغہ ہو تو اس وقت یہ اپنی اصلی حالت پر ہوگا اَضَارِبُ کی طرح: اس میں کوئی تعلیل نہ ہوگی۔ اسم تفضیل مؤنث کے تثنیہ اور جمع سالم کے صیغوں (یعنی وُعْدَیَانِ اور وُعْدَیَاتٌ) میں قانون نمبر ۲۲ یعنی حُبْلَیَانِ

اور مُحْبَلِيَاتٌ والا قاعدہ جاری ہوگا۔

قولہ لیکن در تصغیر الخ یعنی اسم آلہ کی تصغیر اور جمع مکسر کے صیغوں میں مِيْعَادٌ والا قاعدہ جاری نہیں ہوگا کیونکہ مِيْعَادٌ والا قاعدہ میں یہ شرط ہے کہ واو ساکن ماقبل مکسور ہو اور تصغیر اور جمع مکسر کے صیغوں میں واو متحرک ہوتا ہے اور ماقبل غیر مکسور ہوتا ہے جیسے مُوَيْعِدٌ، مَوَاعِدُ وغیرہ: مصنف نے مِيْعَادٌ اسم آلہ کی تصغیر اور اس کی جمع مکسر کی مثالیں دی ہیں کیونکہ آلہ کے صیغوں میں یہ اصل ہے باقی مِيْعَدٌ اسم آلہ کی تصغیر مُوَيْعِدٌ اور جمع تکسیر مَوَاعِدُ ہے۔ اور مِيْعَدَةٌ اسم آلہ کی تصغیر مُوَيْعِدَةٌ اور جمع تکسیر اس کی بھی مَوَاعِدُ ہے۔

اس باب کی چند اور گردانیں

فعل جحد معلوم:...... لَمْ يَعِدْ، لَمْ يَعِدَا، لَمْ يَعِدُوْا، لَمْ تَعِدْ، لَمْ تَعِدَا، لَمْ يَعِدْنَ، لَمْ تَعِدُوْا، لَمْ تَعِدِيْ، لَمْ تَعِدْنَ لَمْ اَعِدْ لَمْ نَعِدْ.

فعل جحد مجہول:...... لَمْ يُوْعَدْ، لَمْ يُوْعَدَا، لَمْ يُوْعَدُوْا، لَمْ تُوْعَدْ، لَمْ تُوْعَدَا، لَمْ يُوْعَدْنَ، لَمْ تُوْعَدُوْا الخ.

امر حاضر معلوم:...... عِدْ عِدَا عِدُوْا عِدِيْ عِدْنَ .

نوٹ:...... اساتذہ کرام سے التماس ہے کہ ہر باب کی مکمل گردانیں اور ان کی تعلیلات طلبہ سے نکلوائیں تاکہ گردانیں ان کی زبانوں پر جاری ہوں اور انہیں قواعد مستحضر ہو جائیں۔

مثال یائی از ضَرَبَ يَضْرِبُ اَلْمَيْسِرُ قمار باختن يَسَرَ يَيْسِرُ مَيْسِرًا فَهُوَ يَاسِرٌ وَيُسِرَ يُوْسَرُ الخ دریں باب جز اینکہ در مضارع مجہول بقاعدہ نمبر ۳ یا واو شدہ اعلالے نگردیدہ۔

ترجمہ:...... مثال یائی ضَرَبَ يَضْرِبُ سے اَلْمَيْسِرُ جوا کھیلنا۔ (صرف صغیر) يَسَرَ يَيْسِرُ مَيْسِراً فَهُوَ يَاسِرٌ وَ يُسِرَ يُوْسَرُ مَيْسِراً فَهُوَ مَيْسُوْرٌ اَلْاَمْرُ منه اِيْسِرْ والنهی عنه لَا تَيْسِرْ الظرف منه مَيْسِرٌ والالة منه مِيْسَرٌ وَ مِيْسَرَةٌ وَ مِيْسَارٌ و تثنیتهما مَيْسِرَانِ وَ مِيْسَرَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا مَيَاسِرُ وَمَيَاسِيْرُ وافعل التفضيل منه اَيْسَرُ والمؤنث منه يُسْرٰى و تثنیتهما اَيْسَرَانِ وَ يُسْرَيَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا اَيْسَرُوْنَ وَاَيَاسِرُ وَ يُسَرٌ وَيُسْرَيَاتٌ اس باب میں سوائے اس کے کہ مضارع مجہول میں تیسرے قاعدہ (یعنی مُوْسِرٌ والا قاعدہ) سے یا ءواو ہوگئی ہے باقی (صیغوں) میں کوئی تعلیل نہیں ہوئی۔

تشریح وتحقیق

قولہ جز اینکہ در مضارع مجہول الخ ۔یعنی یُوْ سَرُ اصل میں یُیْسَرُ تھا یا، بقاعدہ نمبر۳ واو سے بدل گئی اسی طرح مضارع مجہول کے تمام صیغوں میں ہوا۔ جیسے یُوْسَرَانِ یُوْ سَرُوْ نَ الخ کہ اصل میں یُیْسَرَانِ یُیْسَرُوْنَ الخ تھا۔

گردانیں

فعل ماضی معلوم:...... یَسَرَ، یَسَرَا، یَسَرُوْا، یَسَرَتْ ،یَسَرَتَا، یَسَرْنَ ،یَسَرْتَ الخ

فعل ماضی مجہول:...... یُسِرَ یُسِرَا ، یُسِرُوْا، یُسِرَتْ الخ

مضارع معلوم:...... یَیْسِرُ ،یَیْسِرَانِ ،یَیْسِرُوْنَ ،تَیْسِرُ ،تَیْسِرَانِ ،یَیْسِرْنَ ،تَیْسِرُوْنَ ،تَیْسِرِیْنَ، تَیْسِرْنَ ،اَیْسِرُ ،نَیْسِرُ.

مضارع مجہول:...... یُوْسَرُ ،یُوْسَرَانِ، یُوْسَرُوْنَ ،تُوْسَرُ ،تُوْسَرَانِ ،یُوْسَرْنَ الخ

امر حاضر معلوم:...... اِیْسِرْ ،اِیْسِرَا ،اِیْسِرُوْا ،اِیْسِرِیْ ،اِیْسِرْنَ

امر مجہول:...... لِیُوْسَرْ ،لِیُوْسَرَا ،لِیُوْسَرُوْا ،لِتُوْسَرْ لِتُوْسَرَا ،لِیُوْسَرْنَ ،لِتُوْسَرُوْا ،لِتُوْسَرِیْ، لِتُوْسَرْنَ، لِاُوْسَرْ، لِنُوْسَرْ،

امر مجہول کے ان تمام صیغوں میں مُوْسِرٌ والا قاعدہ کے مطابق یا، واو سے بدل گئی ہے۔

مثالِ واوی از سَمِعَ یَسْمَعُ اَلْوَجَلُ ترسیدن وَجِلَ یَوْجَلُ وَجَلاً تا آخر در ین باب جز آنکہ در امر حاضر یعنی اِیْجَلْ اِیْجَلاَ تا آخر وہم چنین در آلہ واو بقاعدہ۳ یا شدو در اَوَاجِلُ بقاعدہ۶ ہمزہ گشتہ ودر وُجِلَ ووُجَلٌ ہمزہ شدن جائز ست دیگر ہیچ تعلیل نشدہ۔

ترجمہ:...... مثال واوی از سمع یسمع اَلْوَجَلُ ڈرنا وَجِلَ یَوْجَلُ وَجَلاً فھُوَوَاجِلٌ وَوُجِلَ یُوْجَلُ وَجَلاً فھُوَمَوْجُوْ لٌ الامر منہ اِیْجَلْ والنّھی عنہ لاَ تَوْجَلْ الظرف منہ مَوْجِلٌ والاٰلۃُ مِنْہُ مِیْجَلٌ وَمِیْجَلَۃٌ وَمِیْجَالٌ وتَشْنِیَتُھُمَا مَوْ جِلاَ نِ وَمِیْجَلاَنِ وَالجمْعُ مِنْھُمَا مَوَاجِلُ وَمَوَا جِیْلُ والفعل التَّفْضِیل مِنْہُ اَوْجَلُ وَالْمُؤنّثُ مِنْہُ وُجْلی وتَشْنِیَتُھُمَا اَوْ جَلاَ نِ وَوُجْلَیَا نِ والجمع منھما اَوْجَلُوْ نَ وَاَوَاجِلُ وَوُجَلٌ وَوُجْلَیَاتٌ اس باب میں سوائے اس کے کہ امر حاضر اِیْجَلْ اِیْجَلاَ الخ میں اور اسی طرح اسم آلہ کے صیغوں میں واو بقاعدہ نمبر۳ (یعنی مِیْعَادٌ والا قاعدہ سے) یاء ہو گیا ہے (کہ اِیْجَلْ اِیْجَلاَ الخ اصل میں اِوْ جَلْ اِوْ جَلاَ الخ تھے اور مِیْجَلٌ مِیْجَلَۃٌ مِیْجَالٌ اصل میں مِوْ جَلٌ ،مِوْ جَلَۃٌ ،مِوْ جَالٌ تھے) اور اَوَاجِلُ (اسم فاعل صیغہ جمع

مؤنث مکسر) میں واو بقاعدہ نمبر ٦ (یعنی اَوَاصِلُ والا قاعدہ سے) ہمزہ ہوگیا ہے (کہ یہ اصل میں وَوَاجِلُ تھا) اور وُجِلَ وُجِلاَ الخ (ماضی مجہول کے تمام صیغوں میں) اور وُجَلُّ (اسم تفضیل صیغہ جمع مؤنث مکسر میں) واو کا ہمزہ ہونا جائز ہے (اُقِّتَتْ اور اِشَاحٌ والا قاعدہ سے، اور اس میں صرف وُجَلُّ کی تخصیص نہیں بلکہ اسم تفضیل مؤنث کے تمام صیغوں میں اس قاعدہ کے مطابق واو کو ہمزہ سے بدلنا جائز ہے جیسے وُجْلٰی وُجْلَیَانِ الخ سے اُجْلٰی اُجْلَیَانِ اُجْلَیَاتٌ اُجَلٌ پھر وُجْلَیَانِ وُجْلَیَاتٌ میں حُبْلَیَانِ اور حُبْلَیَاتٌ والا قاعدہ بھی جاری ہوا ہے) اس کے علاوہ اور کوئی تعلیل نہیں ہوئی۔

تشریح و تحقیق

اس باب کی تعلیلات وہی ہیں جو اوپر وَعَدَ یَعِدُ میں گزری مثلاً ماضی مجہول اور اسم تفضیل مؤنث کے تمام صیغوں میں اُقِّتَتْ والا قاعدہ کے مطابق واو کا ہمزہ سے بدلنا: اسم فاعل کی جمع مؤنث مکسر اَوَاجِلُ میں اَوَاصِلُ والا قاعدہ کے مطابق واو اول کا ہمزہ سے بدل جانا۔ اسم آلہ کے صیغوں میں مِیْزَانٌ والا قاعدہ کے مطابق واو کا یاء سے بدلنا۔ اور اسم آلہ کی تصغیر اور جمع مکسر کے صیغوں یعنی مُوَیْجِلٌ، مُوَیْجِلَةٌ، مُوَیْجِیْلٌ، اور مَوَاجِلُ، مَوَاجِیْلُ میں واو کا دوبارہ لوٹ کر آنا۔ البتہ تین [٣] جگہ وَعَدَ یَعِدُ اور وَجِلَ یَوْجَلُ کی تعلیلات میں فرق ہے۔

(١) وَعَدَ یَعِدُ کا مصدر عِدَةٌ میں قاعدہ نمبر ٢ جاری ہوا ہے کیونکہ وہ اصل میں وِعْدٌ فِعْلٌ کے وزن پر تھا اور وَجِلَ یَوْجَلُ کے مصدر وَجَلٌ میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوتا کیونکہ یہ فِعْلٌ کے وزن پر نہیں ہے بلکہ فَعَلٌ کے وزن پر ہے۔

(٢) وَعَدَ کے مضارع معلوم میں یَعِدُ والا قاعدہ سے واو حذف ہوا ہے لیکن یَوْجَلُ مضارع معلوم میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوتا کیونکہ یہاں واو حرف اتین مفتوحہ اور فتحہ کے درمیان واقع ہے اور ایسی صورت میں واو کے حذف ہونے کے لئے مضارع معلوم کا حلقی العین یا حلقی اللام ہونا شرط ہے اور یَوْجَلُ نہ حلقی العین ہے اور نہ حلقی اللام لہٰذا اسمیں واو حذف نہیں ہوگا۔

(٣) تیسرا فرق یہ ہے کہ وَعَدَ یَعِدُ کا امر حاضر معلوم عِدْ عِدَا عِدُوْا الخ ہے جو تَعِدُ تَعِدَانِ مضارع سے بنا ہے۔ اس کے شروع میں نہ تو ہمزہ وصلی ہے اور نہ مِیْعَادٌ والا قاعدہ اس میں جاری ہوتا ہے جب کہ وَجِلَ یَوْجَلُ کا امر حاضر اِیْجَلْ اِیْجَلاَ الخ ہے جس کے شروع میں ہمزہ وصلی ہے اور اس میں مِیْعَادٌ والا قاعدہ جاری ہوا ہے کہ اصل میں اِوْجَلْ اِوْجَلاَ الخ تھا۔

مثال واوی دیگر از سَمِعَ یَسْمَعُ اَلْوَسْعُ وَالسَّعَةُ گنجیدن وَسِعَ یَسَعُ وَسْعاً وَسِعَةً الخ مثال واوی از فَتَحَ یَفْتَحُ اَلْهِبَةُ بخشیدن وَهَبَ یَهَبُ هِبَةً الخ دریں ہر دو باب واو از مضارع معروف بسبب بودنش میان علامت مضارع وفتحہ کلمہ کہ عین یا لامش حرف حلق ست محذوف شدہ ودر مصدر وَسِعَ بعد حذف فا عین را فتحہ دادند وکسرہ ہم واعلالات دیگر صیغ بقیاس صیغ وَعَدَ یَعِدُ بودہ است۔

ترجمہ:......سَمِعَ یَسْمَعُ سے ایک اور مثال واوی اَلْوَسْعُ وَالسَّعَةُ سمانا، کشادہ ہونا: وَسِعَ یَسَعُ وَسْعاً وَسَعَةً فَهُوَ وَاسِعٌ وَ وُسِعَ یُوْسَعُ وَسْعاً وَسَعَةً فَهُوَ مَوْسُوْعٌ الامر منه سَعْ والنّهی عنه لَا تَسَعْ الظرف منه مَوْسِعٌ والالة منه مِیْسَعٌ وَمِیْسَعَةٌ وَمِیْسَاعٌ وتثنیتهما مَوْسِعَانِ وَ مِیْسَعَانِ والجمع منهما مَوَاسِعُ وَ مَوَاسِیْعُ و افعل التفضیل منه اَوْسَعُ والمؤنّث منه وُسْعٰی و تثنیتهما اَوْسَعَانِ وَوُسْعَیَانِ والجمع منهما اَوْسَعُوْنَ وَاَوَاسِعُ وَوُسَعٌ وَوُسْعَیَاتٌ مثال واوی فَتَحَ یَفْتَحُ سے اَلْهِبَةُ بخشا: وَهَبَ یَهَبُ هِبَةً فَهُوَ وَاهِبٌ وَوُهِبَ یُوْهَبُ هِبَةً فَهُوَ مَوْهُوْبٌ الامر منه هَبْ والنّهی عنه لَا تَهَبْ الظرف منه مَوْهِبٌ والالة منه مِیْهَبٌ وَمِیْهَبَةٌ وَمِیْهَابٌ وتثنیتهما مَوْهِبَانِ وَمِیْهَبَانِ والجمع منهما مَوَاهِبُ وَ مَوَاهِیْبُ وافعل التفضیل منه اَوْهَبُ والمؤنّث منه وُهْبٰی وتثنیتهما اَوْهَبَانِ وَ وُهْبَیَانِ والجمع منهما اَوْهَبُوْنَ وَاَوَاهِبُ وَ وُهَبٌ وَوُهْبَیَاتٌ ان دونوں بابوں میں واو مضارع معلوم سے اس (واو) کے علامت مضارع اور اپنے کلمہ کے فتحہ کے درمیان واقع ہونے کی وجہ سے جس کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہے۔ حذف ہو گیا ہے اور وَسِعَ کے مصدر (سَعَةٌ) میں فا کلمہ کو حذف کرنے کے بعد عین کلمہ (یعنی سین) کو فتحہ دیتے ہیں اور کسرہ دینا بھی جائز ہے اور دوسرے صیغوں کی تعلیلات وَعَدَ یَعِدُ کے صیغوں کے طریقہ پر ہیں۔

تشریح وتحقیق

یہ دونوں باب تعلیلات کے اعتبار سے بالکل وَعَدَ یَعِدُ کی طرح ہیں کہ جس طرح وَعَدَ کے مصدر عِدَةٌ میں واو حذف ہوا ہے اور اس کے عوض آخر میں تا متحرکہ آئی ہے اسی طرح وَسِعَ کے مصدر سِعَةٌ اور وَهَبَ کے مصدر هِبَةٌ اصل میں وِسْعٌ اور وِهْبٌ تھے۔ عِدَةٌ والا قاعدہ کے مطابق فا کلمہ کے واو کو حذف کر کے عین کلمہ (یعنی سِعَةٌ میں سین اور هِبَةٌ میں باء) کو کسرہ دیا اور واو محذوف کے عوض آخر میں تائے متحرکہ لگا دی تو سِعَةٌ، اور هِبَةٌ بن گئے اور سَعَةٌ میں عین کلمہ یعنی سین کو فتح دینا بھی جائز ہے تا کہ اپنے مضارع کے مفتوح العین ہونے پر دلالت کرے (کما مرّ سابقا) اور جس طرح وَعَدَ کے مضارع معلوم کے تمام صیغوں سے واو حذف ہوا ہے تو اسی طرح وَسِعَ اور وَهَبَ کے مضارع

معلوم کے تمام صیغوں سے یَعِدُ والا قاعدہ کے مطابق واو حذف ہوا ہے جیسے یَسَعُ یَسَعَانِ الخ جو اصل میں یَوْسَعُ یَوْسَعَانِ الخ تھے اور یَهَبُ یَهَبَانِ یَهَبُوْنَ الخ جو اصل میں یَوْهَبُ یَوْهَبَانِ الخ تھے۔ اس لئے کہ یَسَعُ میں واو علامت مضارع مفتوح اور ایسے کلمہ کے فتحہ کے درمیان واقع ہوا جس کا لام کلمہ حرف حلقی ہے یعنی عین اور یَهَبُ میں واو علامت مضارع مفتوح اور ایسے کلمہ کے فتحہ کے درمیان واقع ہوا جو حلقی العین ہے یعنی ہا حرف حلقی موجود ہے اس بنا پر واو حذف ہوا ہے اور وُعِدَ کی طرح ان ابواب کی ماضی مجہول وُسِعَ وُسِعَا الخ وُهِبَ وُهِبَا الخ میں اور اسم تفضیل مؤنث وُسْعٰی وُسْعَیَانِ الخ اور وُهْبٰی وُهْبَیَانِ الخ میں اُقِّتَتْ والا قاعدہ کے مطابق واو کو ہمزہ سے تبدیل کرنا جائز ہے اور اَوَاسِعُ اَوَاهِبُ اسم فاعل جمع مؤنث مکسر کے صیغوں کی اصل وَوَاسِعُ اور وَوَاهِبُ تھی اَوَاصِلُ والا قاعدہ کے مطابق واو اول ہمزہ سے بدل گیا اور اسم تفضیل جمع مذکر مکسر کا صیغہ جو اَوَاسِعُ اور اَوَاهِبُ ہے وہ اپنی اصل پر ہیں اور اسم آلہ کے صیغوں میں واو بقاعدہ مِیْعَادٌ یاء سے بدل گیا جیسے مِیْسَعٌ مِیْسَعَةٌ مِیْسَاعٌ جو اصل میں مِوْسَعٌ، مِوْسَعَةٌ، مِوْسَاعٌ، تھے اور مِیْهَبٌ، مِیْهَبَةٌ، مِیْهَابٌ، جو اصل میں مِوْهَبٌ، مِوْهَبَةٌ، مِوْهَابٌ، تھے۔ وَسِعَ سے اسم فاعل کی گردان وَاسِعٌ، وَاسِعَانِ، وَاسِعُوْنَ، وَاسِعَةٌ الخ۔ اسم مفعول:...... مَوْسُوْعٌ، مَوْسُوْعَانِ، مَوْسُوْعُوْنَ، مَوْسُوْعَةٌ الخ.

امر حاضر معلوم :...... سَعْ، سَعَا، سَعُوْا، سَعِیْ، سَعْنَ، وَهَبَ سے امر حاضر معلوم هَبْ، هَبَا، هَبُوْا، هَبِیْ، هَبْنَ،

امر حاضر معلوم مؤکد بانون تاکید ثقیلہ:...... هَبَنَّ، هَبَانِّ، هَبُنَّ، هَبِنَّ، هَبْنَانِّ،

امر مجہول:...... لِیُوْهَبْ، لِیُوْهَبَا، لِیُوْهَبُوْا، لِتُوْهَبْ، لِتُوْهَبَا، لِیُوْهَبْنَ، لِتُوْهَبُوْا، لِتُوْهَبِیْ، لِتُوْهَبْنَ، لِأُوْهَبْ، لِنُوْهَبْ.

سوال:...... یُوْسَعُ اور یُوْهَبُ مضارع مجہول میں یَعِدُ والا قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوتا؟

جواب:...... اس لئے کہ ان میں واو علامت مضارع مفتوح کے بعد نہیں بلکہ علامت مضارع مضموم کے بعد ہے جبکہ یَعِدُ والا قاعدہ میں واو کا علامتِ مضارع مفتوح کے بعد واقع ہونا شرط ہے۔ بالفاظِ دیگر۔ یَعِدُ والا قاعدہ مضارع معلوم میں جاری ہوتا ہے مجہول میں نہیں۔

مثال واوی از حَسِبَ يَحْسِبُ اَلْوَمْقُ وَالْمِقَةُ دوست داشتن وَمِقَ يَمِقُ ...... الخ اعلال صیغ این باب بعینہ مثل وَعَدَ يَعِدُ ست درصرف کبیر این ابواب جز تغیراتے کہ شرح کردیم دیگر ہیچ تغیر واقع نہ شود ہمہ ابواب را برصرف کبیر می باید گردانید۔

ترجمہ:...... مثال واوی حَسِبَ يَحْسِبُ سے۔ اَلْوَمْقُ وَالْمِقَةُ محبت کرنا۔ وَمِقَ يَمِقُ وَمْقاً وَمِقَةً فَهُوَ وَامِقٌ وَوُمِقَ يُوْمَقُ وَمْقاً وَ مِقَةً فَهُوَ مَوْمُوْقٌ الْاَمْرُ مِنْهُ مِقْ و النّهی عنه لَا تَمِقْ الظَّرْفُ مِنْهُ مَوْمِقٌ والالة منه مِيْمَقٌ وَ مِيْمَقَةٌ وَ مِيْمَاقٌ و تثنيتهما مَوْمِقَانِ وَ مِيْمَقَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا مَوَامِقُ وَ مَوَامِيْقُ و افعل التَّفْضِيْل منه اَوْمَقُ وَالْمُؤَنَّثُ مِنْهُ وُمْقٰى و تثنيتهما اَوْمَقَانِ وَوُمْقَيَانِ والجمع منهما اَوْمَقُوْنَ وَاَوَامِقُ وَوُمَقٌ وَوُمْقَيَاتٌ، اس باب کے صیغوں کی تعلیل بالکل وَعَدَ يَعِدُ کی طرح ہے (مثال کے) ان (مذکورہ بالا) ابواب کی صرف کبیر میں سوائے ان تغیرات کے جن کی تشریح ہم نے کی ہے اور کوئی تغیر واقع نہیں ہوا تمام ابواب کی صرف کبیر کے ساتھ گردان کر لینی چاہئے۔

تشریح و تحقیق

یعنی اس باب کی تعلیلات بالکل وَعَدَ يَعِدُ کی طرح ہیں کہ مِقَةٌ مصدر اصل میں وِمْقٌ تھا عِدَةٌ والا قاعدہ سے مِقَةٌ بن گیا، مضارع معلوم يَمِقُ اصل میں يَوْمِقُ تھا يَعِدُ والا قاعدہ سے واو حذف ہوا۔ ماضی مجہول اور اسم تفضیل مؤنث کے تمام صیغوں میں اُقِّتَتْ والا قاعدہ کے مطابق واو کو ہمزہ سے بدلنا جائز ہے۔ اور اَوَامِقُ اسم فاعل صیغہ جمع مؤنث مکسر اصل میں وَوَامِقُ تھا اَوَاصِلُ والا قاعدہ جاری ہوا۔ مِيْمَقٌ، مِيْمَقَةٌ، مِيْمَاقٌ میں مِيْعَادٌ والا قاعدہ جاری ہوا۔

گردانیں

مضارع معلوم:...... يَمِقُ يَمِقَانِ يَمِقُوْنَ تَمِقُ تَمِقَانِ يَمِقْنَ تَمِقُوْنَ تَمِقِيْنَ تَمِقْنَ اَمِقُ نَمِقُ.

مضارع مجہول:...... يُوْمَقُ يُوْمَقَانِ الخ

اسم فاعل:...... وَامِقٌ وَامِقَانِ وَامِقُوْنَ وَامِقَةٌ الخ

اسم مفعول :...... مَوْمُوْقٌ مَوْمُوْقَانِ مَوْمُوْقُوْنَ مَوْمُوْقَةٌ الخ

امر حاضر معلوم...... مِقْ مِقَا مِقُوْا مِقِيْ مِقْنَ

امر حاضر معلوم مؤکد بانون تاکید ثقیلہ...... مِقَنَّ مِقَانِّ مِقُنَّ مِقِنَّ مِقْنَانِّ.

امر حاضر معلوم بانون خفیفہ:...... مِقَنْ مِقَنْ مِقَنْ .

ثلاثی مجرد سے مثال کے چند اور ابواب یہ ہیں مثال واوی از فتح چوں وَضَعَ یَضَعُ، وَقَعَ یَقَعُ مثال واوی از حَسِبَ چوں وَرِمَ یَرِمُ، مثال واوی از شَرُفَ چوں وَسُمَ یَوْسُمُ مثال یائی از سَمِعَ چوں یَبِسَ یَیْبَسُ مثال یائی از شَرُفَ چوں یَسُرَ یَیْسُرُ.

مثال واوی از باب افتعال اَلْاِتِّقَادُ افروختہ شدن آتش، اِتَّقَدَ یَتَّقِدُ اِتِّقَادًا ...... الخ مثال یائی از افتعال اَلْاِتِّسَارُ قمار باختن اِتَّسَرَ یَتَّسِرُ اِتِّسَارًا ...... الخ درین ہر دو باب بقاعدہ ۴ واو و یا تا شدہ در تاء مدغم گردیدہ مثال واوی از اِسْتِفْعَال۔ اِسْتَوْقَدَ یَسْتَوْقِدُ اِسْتِیقَادًا الخ واز افعال اَوْقَدَ یُوْقِدُ اِیْقَادًا الخ اِسْتِیْقَادٌ و اِیْقَادٌ ہر دو بمعنی آتش افروختن ست واو دریں ہر دو بقاعدہ نمبر ۳ یاء شدہ و در صرف کبیر این چہار باب جز اعلالین مذکورین اعلالے دیگر نیست۔

ترجمہ:...... مثال واوی از باب افتعال اَلْاِتِّقَادُ آگ کا بھڑکنا اِتَّقَدَ یَتَّقِدُ اِتِّقَادًا فَهُوَ مُتَّقِدٌ وَ اُتُّقِدَ یُتَّقَدُ اِتِّقَادًا فَهُوَ مُتَّقَدٌ الامر منه اِتَّقِدْ والنهی عنه لَا تَتَّقِدْ الظرف منه مُتَّقَدٌ مُتَّقَدَانِ مُتَّقَدَاتٌ مثال یائی از باب افتعال اَلْاِتِّسَارُ، جوا کھیلنا، اِتَّسَرَ یَتَّسِرُ اِتِّسَارًا فَهُوَ مُتَّسِرٌ و اُتُّسِرَ یُتَّسَرُ اِتِّسَارًا فَهُوَ مُتَّسَرٌ الامر منه اِتَّسِرْ والنهی عنه لَا تَتَّسِرْ الظرف منه مُتَّسَرٌ مُتَّسَرَانِ مُتَّسَرَاتٌ ان دونوں بابوں میں بقاعدہ نمبر ۴ (یعنی اِتَّقَدَ اور اِتَّسَرَ والا قاعدہ سے) واو اور یا، تاء ہو کر تائے افتعال میں مدغم ہو گئے۔ مثال واوی از باب استفعال اِسْتَوْقَدَ یَسْتَوْقِدُ اِسْتِیقَادًا فَهُوَ مُسْتَوْقِدٌ وَاُسْتُوْقِدَ یُسْتَوْقَدُ اِسْتِیقَادًا فَهُوَ مُسْتَوْقَدٌ الامر منه اِسْتَوْقِدْ والنهی عنه لَا تَسْتَوْقِدْ الظرف منه مُسْتَوْقَدٌ مُسْتَوْقَدَانِ مُسْتَوْقَدَاتٌ. مثال واوی از افعال، اَوْقَدَ یُوْقِدُ اِیْقَادًا فَهُوَ مُوْقِدٌ وَ اُوْقِدَ یُوْقَدُ اِیْقَادًا فَهُوَ مُوْقَدٌ الامر منه اَوْقِدْ والنهی عنه لَا تُوْقِدْ الظرف منه مُوْقَدٌ مُوْقَدَانِ مُوْقَدَاتٌ، اِسْتِیْقَادٌ اور اِیْقَادٌ دونوں آگ روشن کرنے کے معنی میں ہیں ان دونوں (مصدروں) میں واو بقاعدہ نمبر ۳ (یعنی مِیْعَادٌ والا قاعدہ کے مطابق) یاء سے بدل گیا ہے ان چاروں ابواب کی صرف کبیر میں مذکورہ دونوں تعلیلوں کے علاوہ دوسری تعلیل نہیں ہوئی۔

تشریح و تحقیق

تعلیلات:

اِتِّقَادٌ اصل میں اِوْتِقَادٌ تھا اور اِتِّسَارٌ اصل میں اِیْتِسَارٌ تھا باب افتعال کے فاءکلمہ میں واو اور یاء واقع ہیں اور

کسی سے تبدیل شدہ نہیں تو اِتَّقَدَ اور اِتَّسَرَ والا قاعدہ کے مطابق وآو اور یآء تاء سے بدل گئے پھر اس تاء کو تاء افتعال میں مدغم کیا تو اِتِّقَادٌ اور اِتِّسَارٌ بن گئے اسی طرح ان کی ہر گردان کے ہر ایک صیغہ میں یہی قاعدہ جاری ہوا ہے۔ مثلاً اِتَّقَدَ اصل میں اِوْتَقَدَ تھا اور اِتَّسَرَ اصل میں اِيْتَسَرَ تھا مُتَّقِدٌ اسم فاعل اصل میں مُوْتَقِدٌ تھا اور مُتَّسِرٌ اسم فاعل اصل میں مُيْتَسِرٌ تھا اسی طرح اِتَّقِدْ امر حاضر معلوم اصل میں اِوْتَقِدْ اور اِتَّسِرْ اصل میں اِيْتَسِرْ تھا وعلی ھذا القیاس سب میں قاعدہ نمبر ۴ جاری ہوا ہے۔

اِسْتِيْقَادٌ اصل میں اِسْتِوْقَادٌ تھا، اور اِيْقَادٌ اصل میں اِوْقَادٌ تھا مِيْعَادٌ والا قاعدہ سے واو یاء کے ساتھ تبدیل ہوا۔

خلاصہ: یہ نکلا کہ یہ جو چار باب ہیں اَلْاِتِّقَاد، اَلْاِتِّسَار، الاستیقاد، الایقاد: ان میں صرف ایک ایک تعلیل ہوئی ہے (۱) پہلے دونوں میں واو اور یاء کا تاء سے تبدیل ہو کر مدغم ہونا (۲) آخری دونوں میں مِيْعَادٌ والا قاعدہ کے مطابق واو کا یاء سے بدل جانا۔ اس کے علاوہ اور کوئی تعلیل نہیں ہوئی۔ متن میں اعلالین مذکورین سے یہی دو تعلیل مراد ہیں۔

گردانیں

اَلْاِتِّقَاد سے فعل ماضی معروف:...... اِتَّقَدَ اِتَّقَدَا اِتَّقَدُوْا اِتَّقَدَتْ اِتَّقَدَتَا اِتَّقَدْنَ اِتَّقَدْتَّ الخ.

ماضی مجہول:...... اُتُّقِدَ اُتُّقِدَا اُتُّقِدُوْا اُتُّقِدَتْ اُتُّقِدَتَا الخ

مضارع معلوم:...... يَتَّقِدُ يَتَّقِدَانِ الخ

اسم فاعل:...... مُتَّقِدٌ مُتَّقِدَانِ مُتَّقِدُوْنَ مُتَّقِدَةٌ الخ

اسم مفعول:...... مُتَّقَدٌ مُتَّقَدَانِ الخ

امر حاضر معروف:...... اِتَّقِدْ اِتَّقِدَا اِتَّقِدُوْا اِتَّقِدِیْ اِتَّقِدْنَ.

سوال:...... يَتَّقِدُ مضارع معلوم جو اصل میں يَوْتَقِدُ تھا اس میں يَعِدُ والا قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوا؟

جواب:...... اگر واو علامت مضارع مفتوح اور فتحہ کے درمیان واقع ہو تو اس کے حذف ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ مضارع حلقی العین یا حلقی اللام ہو اور يَتَّقِدُ نہ حلقی العین ہے اور نہ حلقی اللام، دوسری بات یہ ہے کہ يَعِدُ والا قاعدہ ثلاثی مجرد کے لئے ہے ثلاثی مزید کے لئے نہیں اور یہ ثلاثی مزید فیہ ہے۔

اَلْاِتِّسَار سے امر حاضر معلوم، اِتَّسِرْ اِتَّسِرَا اِتَّسِرُوْا اِتَّسِرِیْ اِتَّسِرْنَ

امر حاضر معلوم نون خفیفہ کے ساتھ ،اِتَّسِرَ نْ اِتَّسِرُنْ اِتَّسِرِنْ

اَلْاِسْتِیْقَادُ سے اسم فاعل مُسْتَوْقِدٌ مُسْتَوْقِدَانِ الخ

اسم مفعول:...... مُسْتَوْقَدٌ الخ۔

اعتراض:...... اِسْتَوْقَدَ میں یُقَالُ یُبَاعُ والا قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوا؟

جواب:......اس قاعدہ میں واو اور یاء کا متحرک ہونا شرط ہے اور یہاں واو ساکن ہے۔

اعتراض:...... اِسْتَوْقَدَ میں یُدْعٰی والا قاعدہ سے واو یاء سے کیوں نہیں بدلا حالانکہ اس میں واو چوتھی جگہ پر ہے اور ما قبل مضموم نہیں ہے اور نہ اس سے پہلے واو ساکن موجود ہے؟

جواب:...... یُدْعٰی والا قاعدہ میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ یہ واو اصل میں یعنی ثلاثی مجرد میں لام کلمہ کی جگہ ہو اور اِسْتَوْقَدَ کا واو اصل میں فاء کلمہ کی جگہ ہے کیونکہ مادہ وَقَدَ ہے۔

اَلْاِیْقَادُ سے اسم فاعل، مُوْقِدٌ مُوْقِدَانِ الخ

امر حاضر معلوم:...... اَوْقِدْ اَوْقِدَا اَوْقِدُوْا اَوْقِدِیْ اَوْقِدْنَ

ثلاثی مزید فیہ سے مثال کے چند اور ابواب:

مثال واوی از باب تفعیل چوں اَلتَّوْحِیْدُ، مثال واوی از باب مفاعلة چوں اَلْمُوَاظَبَةُ، از تفاعل چوں اَلتَّوَارُثُ، از استفعال چوں اَلْاِسْتِیْجَابُ، مثال یائی از افعال چوں اَلْاِیْسَارُ، از تفعیل چوں اَلتَّیْسِیْرُ، از تفاعل چوں اَلتَّیَامُنُ ۔

قسم سوم در صرف اجوف: اجوف واوی از نَصَرَ یَنْصُرُ اَلْقَوْلُ گفتن، قَالَ یَقُوْلُ قَوْلاً فَهُوَ قَائِلٌ وَ قِیْلَ یُقَالُ قَوْلاً فَهُوَ مَقُوْلٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ قُلْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَا تَقُلْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَقَالٌ وَالْاٰلَةُ مِنْهُ مِقْوَلٌ وَمِقْوَلَةٌ وَ مِقْوَالٌ وَتَثْنِیَتُهُمَا مَقَالَانِ وَمِقْوَلَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا مَقَاوِلُ وَ مَقَاوِیْلُ وَاَفْعَلُ التَّفْضِیْلِ مِنْهُ اَقْوَلُ وَالْمُؤَنَّثُ مِنْهُ قُوْلٰی وَ تَثْنِیَتُهُمَا اَقْوَلَانِ وَقُوْلَیَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا اَقْوَلُوْنَ وَاَقَاوِلُ وَ قُوَلٌ وَقُوْلَیَاتٌ، در مِقْوَلٌ وَمِقْوَلَةٌ حرکت واو بما قبل بایں جہت ندادند کہ این ہر دو در اصل مِقْوَالٌ بودند الف را حذف کردند مِقْوَلٌ شد و بعد حذفِ الف تا در آخر افزودند مِقْوَلَةٌ شد و در مِقْوَالٌ بسبب مانع کہ وقوع الف بعد واو ست نقل حرکت نکردند پس در ین ہر دو کہ فرع آن ہستند ہم نقل حرکت نمودند

اثبات فعل ماضی معروف: قَالَ قَالَا قَالُوْا قَالَتْ قَالَتَا قُلْنَ قُلْتَ قُلْتُمَا قُلْتُم قُلْتِ قُلْتُنَّ قُلْتُ قُلْنَا بقاعدہ ۷ واو در قَالَ تا قَالَتَا بالف بدل شدہ و در مابعد قالتا باجتماع ساکنین حذف گردیدہ قاف مضموم گشتہ، اثبات فعل ماضی مجہول: قِيْلَ قِيْلَا قِيْلُوْا قِيْلَتْ قِيْلَتَا قُلْنَ قُلْتَ قُلْتُمَا قُلْتُم قُلْتِ قُلْتُنَّ قُلْتُ قُلْنَا، قِيْلَ دراصل قُوِلَ بود بقاعدہ نہم قِيْلَ شد و ہم چنین تا قِيْلَتَا و در قُلْنَ تا آخر چوں یاء بالتقائے ساکنین بیفتاد بسبب واوی بودنش قاف را ضمہ دادند۔

ترجمہ:..... تیسری قسم اجوف کی گردان میں۔ اجوف واوی از نَصَرَ يَنْصُرُ اَلْقَوْلُ۔ کہنا۔ قَالَ يَقُوْلُ الخ مِقْوَلٌ اور مِقْوَلَةٌ میں واو کی حرکت ماقبل کو اس وجہ سے نہیں دی کہ یہ دونوں اصل میں مِقْوَالٌ تھے الف کو حذف کر دیا مِقْوَلٌ ہوا، اور الف کو حذف کرنے کے بعد آخر میں تاء بڑھائی مِقْوَلَةٌ ہوا۔ اور مِقْوَالٌ میں مانع کی وجہ سے (جو واو کے بعد الف مدہ زائدہ کا واقع ہونا ہے) حرکت (ماقبل کی طرف) نقل نہیں کی تھی لہٰذا ان دونوں میں بھی کہ یہ اس (مِقْوَالٌ) کی فرع ہیں (واو) کی حرکت (ماقبل کی طرف) منتقل نہیں کی۔
فعل ماضی مثبت معلوم: قَالَ قَالَا......الخ بقاعدہ نمبر ۷ یعنی قَالَ بَاعَ والا قاعدہ سے قَالَ سے لیکر قَالَتَا تک (پانچ صیغوں) میں واو الف سے بدل گیا ہے اور قَالَتَا کے مابعد والے (آخر تک تمام) صیغوں میں (واو الف سے تبدیل ہونے کے بعد) اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو کر قاف مضموم ہو گیا۔ فعل ماضی مثبت مجہول قِيْلَ قِيْلَا الخ قِيلَ اصل میں قُوِلَ تھا بقاعدہ نمبر ۹ یعنی قِيْلَ بِيْعَ والا قاعدہ سے قِيْلَ ہوا۔ اسی طرح قِيْلَتَا تک (یہی تعلیل ہے) اور قُلْنَ سے لے کر آخر تک (ماضی مجہول کے تمام صیغوں میں) جب (واو سے تبدیل شدہ) یاء اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گئی تو اس کے اجوف واوی ہونے کی وجہ سے قاف کو ضمہ دیدیا، تاکہ واو کے حذف ہونے پر دلالت کرے اس کی پوری تفصیل قِيْلَ بِيْعَ والا قاعدہ کے تحت گذر چکی ہے۔ فمن شاء فليراجع ثمہ)

تشریح وتحقیق

قولہ در مقول و مقولۃ الخ یعنی مِقْوَلٌ اور مِقْوَلَةٌ اسم آلہ کے صیغوں میں يُقَالُ يُبَاعُ والا قاعدہ جاری نہیں ہوا اس کی وجہ صاحب علم الصیغہ نے یہ بیان کی کہ مِقْوَلٌ اور مِقْوَلَةٌ اصل میں مِقْوَالٌ تھے الف کو حذف کیا گیا ہے۔ اور مِقْوَالٌ میں يُقَالُ يُبَاعُ والا قاعدہ جاری نہیں ہوتا کیونکہ اُس قاعدہ میں شرط ہے کہ وا واور یاء کے بعد مدہ زائدہ نہ ہو اور مِقْوَالٌ میں واو کے بعد الف مدہ زائدہ ہے پس جب مِقْوَالٌ میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوا تو مِقْوَلٌ اور مِقْوَلَةٌ میں بھی جاری نہیں ہوا کیونکہ مِقْوَالٌ اصل ہے اور مِقْوَلٌ مِقْوَلَةٌ اس کی فرع ہیں جب اصل میں جاری نہیں ہوا تو فرع میں بطریقہ اولیٰ جاری نہیں ہوگا دوسرے الفاظ میں یوں سمجھیں کہ مِقْوَلٌ و مِقْوَلَةٌ میں واو کے بعد الف زائد

اب بھی تقدیرًا موجود ہے۔ کیونکہ ان کی اصل مِقْوَالٌ ہے لہٰذا واو کے بعد تقدیرًا الف مدہ زائدہ کے موجود ہونے کی وجہ سے قاعدہ جاری نہیں ہوا۔

فائدہ...... مصنف نے ان تکلفات کا ارتکاب اس وجہ سے کیا ہے کہ ان کے ہاں یُقَالُ یُبَاعُ والا قاعدہ میں یہ شرط نہیں ہے کہ وہ کلمہ اسم آلہ کا صیغہ نہ ہو۔ باقی جن صرفیوں کے نزدیک اس قاعدہ میں یہ شرط ہے کہ وہ اسم آلہ کا صیغہ نہ ہو ان کے ہاں تو آسان سی بات ہے کہ مِقْوَلٌ اور مِقْوَلَۃٌ میں قاعدہ نمبر ۸: اسلئے جاری نہیں ہوا کہ یہ اسم آلہ کے صیغے ہیں۔

اثبات فعل مضارع معروف، یَقُوْلُ یَقُوْلَانِ یَقُوْلُوْنَ تَقُوْلُ تَقُوْلَانِ یَقُلْنَ تَقُوْلُوْنَ تَقُوْلِیْنَ تَقُلْنَ اَقُوْلُ نَقُوْلُ در جمیع این صیغ کہ در اصل بسکون قاف وضم عین بودند بقاعدہ ۸ ضمہ واو بقاف دادند ودر یَقُلْنَ و تَقُلْنَ آن واو بالتقاءے ساکنین بیفتاد اثبات فعل مضارع مجہول، یُقَالُ یُقَالَانِ یُقَالُوْنَ تُقَالُ تُقَالَانِ یُقَلْنَ تُقَالُوْنَ تُقَالِیْنَ تُقَلْنَ اُقَالُ نُقَالُ در جمیع این صیغ کہ بسکون قاف وفتحہ واو بودند بقاعدہ ۸ فتحہ واو بقاف دادہ واورا الف کردند وآن الف در یُقَلْنَ وتُقَلْنَ بالتقاءے ساکنین بیفتاد نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف، لَنْ یَّقُوْلَ لَنْ یَّقُوْلَا الخ مجہول، لَنْ یُّقَالَ الخ درین بحث جز تغیر یکہ در مضارع شدہ تغیرے دیگر واقع نشدہ نفی جحد بلم در فعل مضارع معروف، لَمْ یَقُلْ لَمْ یَقُوْلَا ...... الخ مجہول، لَمْ یُقَلْ لَمْ یُقَالَا الخ دریں بحث جز اینکہ واو در لَمْ یَقُلْ واخوات او والف در لَمْ یُقَلْ واخوات او بالتقاءے ساکنین بیفتادہ تغیرے دیگر غیر ما وقع فی المضارع واقع نشدہ لام تاکید با نون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف، لَیَقُوْلَنَّ لَیَقُوْلَانِّ تا آخر مجہول لَیُقَالَنَّ الخ وہکذا نون خفیفہ درین ہر چہار گردان ہم تغیرے غیر ما وقع فی المضارع نشدہ امر حاضر معروف: قُلْ قُوْلَا قُوْلُوْا قُوْلِیْ قُلْنَ، قُلْ در اصل تَقُوْلُ بود بعد حذف علامت مضارع متحرک ماند در آخر وقف کردند واو بالتقاءے ساکنین افتاد قُلْ شد وبعضے امر را از اصل بنا میکنند پس اُقْوُلْ میشود باز حرکت واو بما قبل دادہ واورا بالتقاءے ساکنین حذف کردہ ہمزہ وصل را باستغناء حذف میکنند ہمیں وضع دیگر صیغ امر را قیاس باید کرد۔

ترجمہ:...... فعل مضارع مثبت معلوم، یَقُوْلُ یَقُوْلَانِ ...... الخ مضارع کے ان تمام صیغوں میں جو اصل میں قاف کے سکون اور عین کلمہ (یعنی واو) کے ضمہ کے ساتھ تھے بقاعدہ نمبر ۸ (یعنی یقول یبیع والا قاعدہ سے) واو کا ضمہ قاف کو دیا (تو واو تمام صیغوں

میں ساکن ہوا)اور یَقُلْنَ تَقُلْنَ(صیغہ جمع مؤنث غائب وحاضر)میں وہ واو اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا ہے(یعنی یَقُلْنَ تَقُلْنَ اصل میں یَقْوُلْنَ تَقْوُلْنَ تھے بقاعدہ نمبر ۸ واو کی حرکت ماقبل قاف کو دی تو اجتماع ساکنین ہوا واو اور لام کے درمیان پہلا ساکن مدہ تھا اس کو حذف کیا)فعل مضارع مثبت مجهول یُقَالُ...... الخ(مضارع مجہول کے)یہ تمام صیغے جو کہ قاف کے سکون اور واو کے فتحہ کے ساتھ تھے ان میں بقاعدہ نمبر ۸ یعنی یُقَالُ یُبَاعُ والا قاعدہ سے واو کا فتحہ قاف کو دے کر واو کو الف سے بدلا اور وہ الف یُقَلْنَ تُقَلْنَ میں التقائے ساکنین کی وجہ سے گر گیانفی تا کید بلن درفعل مستقبل معروف ، لَنْ یَقُوْلَ لَنْ یَقُوْلَا لَنْ یَقُوْلُوْا لَنْ تَقُوْلَ لَنْ تَقُوْلَا لَنْ یَقُلْنَ لَنْ تَقُوْلُوْا لَنْ تَقُوْلِیْ لَنْ تَقُلْنَ لَنْ اَقُوْلَ لَنْ نَقُوْلَ مجہول ، لَنْ یُقَالَ لَنْ یُقَالَا لَنْ یُقَالُوْا لَنْ تُقَالَ لَنْ تُقَالَا لَنْ یُقَلْنَ لَنْ تُقَالُوْا لَنْ تُقَالِیْ لَنْ تُقَلْنَ لَنْ اُقَالَ لَنْ نُقَالَ ،اس(نفی)کی گردان میں سوائے اس تغیر کے جو مضارع میں ہوا ہے کوئی دوسرا تغیر واقع نہیں ہوا۔(یعنی نفی معلوم میں وہی تعلیل ہوئی ہے جو مضارع معلوم میں ہوئی ہے اور نفی مجہول میں مضارع مجہول والی تعلیل ہوتی ہے مزید کوئی تعلیل یہاں نہیں ہوتی)فعل جحد معلوم: لَمْ یَقُلْ لَمْ یَقُوْلَا لَمْ یَقُوْلُوْا لَمْ تَقُلْ لَمْ تَقُوْلَا لَمْ یَقُلْنَ لَمْ تَقُوْلُوْا لَمْ تَقُوْلِیْ لَمْ تَقُلْنَ لَمْ اَقُلْ لَمْ نَقُلْ جحدمجهول: لَمْ یُقَلْ لَمْ یُقَالَا ،لَمْ یُقَالُوْا لَمْ تُقَلْ لَمْ تُقَالَا لَمْ یُقَلْنَ لَمْ تُقَالُوْا لَمْ تُقَالِیْ لَمْ تُقَلْنَ لَمْ اُقَلْ لَمْ نُقَلْ ،اس(فعل جحد کی)گردان میں سوائے اس کی کہ لَمْ یَقُلْ اور اس کے اخوات(یعنی لَمْ تَقُلْ، لَمْ اَقُلْ اور لَمْ نَقُلْ)میں واو اور لَمْ یُقَلْ اور اس کی اخوات(یعنی لَمْ تُقَلْ، لَمْ اُقَلْ، لَمْ نُقَلْ)میں الف التقائے ساکنین کی وجہ سے گر گیا ہے سوائے ان تغیرات کے جو مضارع میں واقع ہیں کوئی دوسرا تغیر اس بحث میں نہیں ہوا(یعنی لَمْ یَقُلْ سے لے کر آخر تک تمام صیغے اصل میں لَمْ یَقْوُلْ لَمْ یَقْوُلَا الخ تھے بقاعدہ نمبر ۸ واو کی حرکت ماقبل قاف کو دی تو واحد مذکر غائب ،واحد مؤنث غائب واحد مذکر حاضر، واحد متکلم اور جمع متکلم کے صیغوں میں التقائے ساکنین ہوا واو اور لام کے درمیان پس واو کو حذف کیا تو لَمْ یَقُلْ ،لَمْ تَقُلْ ،لَمْ اَقُلْ ،لَمْ نَقُلْ بن گئے باقی جمع مؤنث غائب وحاضر میں تو لم کے داخل ہونے سے پہلے التقائے ساکنین کی وجہ سے واو حذف ہوا ہے جیسے لَمْ یَقُلْنَ اور لَمْ تَقُلْنَ ان مذکورہ صیغوں کے علاوہ دوسرے صیغوں میں واو موجود ہے کیونکہ ان میں اجتماع ساکنین نہیں ہے جیسے لَمْ یَقُوْلَا لَمْ یَقُوْلُوْا وغیرہ۔اور فعل جحد مجہول میں واو کی حرکت ماقبل کو دینے کے بعد اس کو الف سے بدل دیا کیونکہ واو مفتوح تھا اور فتحہ کی صورت میں واو اور یا اپنی حرکت کے منتقل ہو جانے کے بعد الف سے بدل جاتے ہیں پھر لَمْ یُقَلْ ،لَمْ تُقَلْ وغیرہ میں یہ الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا اور بعض صیغوں میں الف موجود ہے جیسے لَمْ یُقَالَا لَمْ یُقَالُوْا وغیرہ)

فعل مستقبل معلوم مؤكد بالام تا كيد و نون تا كيد ثقيله ، لَیَقُوْلَنَّ لَیَقُوْلَانِّ لَیَقُوْلُنَّ لَتَقُوْلَنَّ لَتَقُوْلَانِّ لَیَقُلْنَانِّ لَتَقُوْلُنَّ لَتَقُوْلِنَّ لَتَقُلْنَانِّ لَاَقُوْلَنَّ لَنَقُوْلَنَّ مجهول: لَیُقَالَنَّ لَیُقَالَانِّ لَیُقَالُنَّ لَتُقَالَنَّ لَتُقَالَانِّ لَیُقَلْنَانِّ لَتُقَالُنَّ لَتُقَالِنَّ لَتُقَلْنَانِّ لَاُقَالَنَّ لَنُقَالَنَّ اور اسی طرح نون خفیفہ کی گردانیں ہیں(نون خفیفہ کی گردانیں یہ ہیں فعل مستقبل معلوم مؤكد با لام تا كيد و نون تا كيد خفيفه لَیَقُوْلَنْ لَیَقُوْلُنْ لَتَقُوْلَنْ لَتَقُوْلُنْ لَتَقُوْلِنْ لَاَقُوْلَنْ لَنَقُوْلَنْ مجهول: لَیُقَالَنْ ،لَیُقَالُنْ لَتُقَالَنْ لَتُقَالُنْ لَتُقَالِنْ لَاُقَالَنْ، لَنُقَالَنْ)ان چاروں گردانوں میں بھی سوائے ان تغیرات کے جو مضارع میں واقع ہیں کوئی اور تغیر

نہیں ہوا (چاروں گردانوں سے مراد، یہ ہیں نمبر ا فعل مستقبل معروف مؤکد بالام تاکید ونون تاکید ثقیلہ نمبر ۲ فعل مستقبل مجہول مؤکد بالام تاکید ونون تاکید ثقیلہ نمبر ۳ فعل مستقبل معروف مؤکد بالام تاکید ونون تاکید خفیفہ نمبر ۴ فعل مستقبل مجہول مؤکد بالام تاکید ونون تاکید خفیفہ) امر حاضر معلوم قُلْ الخ قُلْ اصل میں تَقُوْلُ تھا۔ علامت مضارع کو حذف کرنے کے بعد (حرف قاف) متحرک رہا آخر میں وقف کیا تو واو اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا قُلْ ہوا، اور بعض صرفی حضرات امر حاضر کو اصل (یعنی تعلیل سے پہلے جو مضارع کی اصل ہوتی ہے اس) سے بناتے ہیں (لہٰذا اس صورت میں امر) اُقْوُلْ بنتا ہے پھر واو کی حرکت ماقبل کو دے کر واو کو التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف کر کے ہمزہ وصلی کو استغناء (یعنی ضرورت نہ رہنے) کی وجہ سے حذف کرتے ہیں اسی طریقہ پر امر کے دوسرے صیغوں کو قیاس کر لینا چاہئے۔

تشریح وتحقیق

قولہ قُلْ دراصل تَقُوْلُ بودالخ۔ یعنی صرفیوں کے نزدیک اجوف کے مضارع سے امر بنانے کے دو طریقے رائج ہیں (۱) ایک طریقہ تو یہ ہے کہ تعلیل شدہ مضارع سے امر بنایا جائے اصل مضارع سے نہیں اس صورت میں قُلْ کی تعلیل یوں ہوگی کہ قُلْ کو تَقُوْلُ سے اس طرح بنایا کہ علامت مضارع کو حذف کیا اس کے بعد والا حرف متحرک ہے لہٰذا شروع میں ہمزہ وصلی لانے کی ضرورت نہیں ہے پس امر کی وجہ سے آخر میں وقف کیا جس سے لام ساکن ہوا تو قُوْلْ بن گیا واو اور لام کے درمیان التقائے ساکنین ہوا پس واو کو حذف کیا قُلْ بن گیا۔

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ قبل التعلیل جو اصل مضارع ہے اس سے امر بنایا جائے اس صورت میں قُلْ کی تعلیل یوں ہوگی کہ قُلْ کو تَقْوُلُ سے بنایا علامت مضارع کو حذف کیا اس کے بعد والا حرف ساکن ہے اور ابتداء بالساکن محال ہے اب عین کلمہ کی طرف دیکھا وہ مضموم ہے تو شروع میں ہمزہ وصلی مضموم لے آیا اور آخر میں وقف کیا پس اُقْوُلْ بن گیا اُنْصُرْ کی طرح۔ اب یقول یبیع والا قاعدہ کے مطابق واو کی حرکت ماقبل (قاف) کو دی اُقُوْلْ بن گیا۔ التقائے ساکنین کی وجہ سے واو کو حذف کیا اُقُلْ بن گیا پھر ہمزہ وصلی کو بھی حذف کیا کہ اس کی ضرورت باقی نہ رہی کیونکہ اس کا مابعد ساکن نہیں ہے متحرک ہے اور اس کو ابتداء بالساکن سے بچنے کے لئے لایا گیا تھا۔

امر حاضر کے باقی صیغوں میں بھی انہی دو طریقوں سے تعلیل ہوگی مثلاً قُوْلَا کو پہلے طریقہ کے مطابق تَقُوْلَانِ سے بنایا گیا اس طور پر کہ علامت مضارع کو حذف کیا اس کا مابعد متحرک ہے لہٰذا ہمزہ وصلی لانے کی ضرورت نہیں ہے آخر میں وقف کیا تو وقف کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا قُوْلَا بن گیا اور دوسرے طریقہ کے مطابق تَقْوُلَانِ

ــ امر اُقْوُلاَ بنے گا پھر واو کی حرکت ماقبل کو دے کر شروع کے ہمزہ وصلی کو حذف کیا جائے گا اس کی ضرورت باقی نہ رہنے کی وجہ سے تو قُوْلاَ بن جائے گا اسی طرح باقی صیغے سمجھ لیجئے۔

صیغ امر بالام و صیغ نہی مثل صیغ نفی جحد بلم ست کہ در انہاں در محل جزم واو و الف افتادہ است و بس چون لِيُقَلْ وَلاَتُقَلْ و قس علی ہذا و در نون ثقیلہ و خفیفہ امر و نہی واو و الف کہ در مواقع جزم ساقط شدہ بود بسبب تحرک ماقبل نون باز آمدہ امر حاضر معروف با نون ثقیلہ، قُوْلَنَّ قُوْلاَنِّ قُوْلُنَّ قُوْلِنَّ قُوْلُنَّ قُلْنَانِّ امر غائب و متکلم معروف با نون ثقیلہ: لِيَقُوْلَنَّ لِيَقُوْلاَنِّ لِيَقُوْلُنَّ لِتَقُوْلَنَّ لِتَقُوْلاَنِّ لِيَقُلْنَانِّ لِاَقُوْلَنَّ لِنَقُوْلَنَّ بانون خفیفه: لِيَقُوْلَنْ لِيَقُوْلُنْ لِتَقُوْلَنْ لِاَقُوْلَنْ لِنَقُوْلَنْ بحث امر مجہول بانون ثقیلہ: لِيُقَالَنَّ لِيُقَالاَنِّ لِيُقَالُنَّ لِتُقَالَنَّ لِتُقَالاَنِّ لِيُقَلْنَانِّ لِتُقَالِنَّ لِتُقَالَنَّ لِتُقَالِنَّ لِتُقَلْنَانِّ لِاُقَالَنَّ لِنُقَالَنَّ نون خفیفہ ہمبرین قیاس نہی معروف با نون ثقیلہ: لاَيَقُوْلَنَّ الخ مجهول: لاَيُقَالَنَّ الخ نون خفیفہ ہمیں قیاس بحث اسم فاعل: قَائِلٌ قَائِلاَنِ قَائِلُوْنَ قَائِلَةٌ قَائِلَتَانِ قَائِلاَتٌ: قَائِلٌ در اصل قَاوِلٌ بود بقاعدہ ۷ او او ہمزہ شد و ہم چنین در دیگر صیغ

ترجمہ: ...... امر بالام اور نہی کے صیغے (تعلیل میں) نفی جحد بلم، کے صیغوں کی طرح ہیں کہ۔ ان میں بھی محل جزم میں فقط واو (معلوم میں) اور الف (مجہول میں) گرتے ہیں جیسے لِيُقَلْ (امر بالام معروف و مجہول) اور لاَتُقَلْ (نہی معروف مجہول) اور اسی پر دوسرے صیغے قیاس کیجئے۔ جو واو اور الف مواقع جزم میں (یعنی التقائے ساکنین کی وجہ سے) ساقط کئے گئے تھے وہ امر اور نہی کے نون ثقیلہ و خفیفہ کی گردانوں میں نون تاکید کے ماقبل کے متحرک ہونے کی وجہ سے واپس لوٹ کر آگئے ہیں امر حاضر معلوم مؤکد بنون تاکیدثقیلہ قُوْلَنَّ الخ امر غائب و متکلم الخ امر مجهول مؤکدبنون تاکیدثقیلہ کی گردان لِيُقَالَنَّ لِيُقَالاَنِّ الخ (حسب عادت امر مجہول میں حاضر اور غائب و متکلم کے تمام صیغے مذکور ہیں اسی طرح نہی کی گردان میں بھی حاضر اور غائب کے تمام صیغے ایک ساتھ مضارع کی گردان کے طرز پر مذکور ہیں، دوسرے صرفیوں کی طرح نہی غائب کی گردان الگ اور نہی حاضر کی گردان الگ الگ ذکر کرنا مصنف کا طریقہ کار نہیں ہے۔ امر حاضر معلوم اور امر مجہول سے) نون خفیفہ (کی گردان) بھی اسی طریقہ پر ہے (ملاحظہ فرمائیں۔ امر حاضر معلوم مؤکد بنون تاکید خفیفہ قُوْلَنْ قُوْلُنْ قُوْلِنْ۔ امر مجهول با نون خفیفه لِيُقَالَنْ لِيُقَالُنْ لِتُقَالَنْ لِتُقَالِنْ لِاُقَالَنْ لِنُقَالَنْ) فعل نهى معلوم مؤكد بنون تا كيد ثقيله: لاَ يَقُوْلَنَّ لاَ يَقُوْلاَنِّ لاَ يَقُوْلُنَّ لاَ تَقُوْلَنَّ لاَ تَقُوْلاَنِّ لاَ يَقُلْنَانِّ لاَ تَقُوْلُنَّ لاَ تَقُوْلِنَّ لاَ تَقُلْنَانِّ لاَ اَقُوْلَنَّ لاَنَقُوْلَنَّ مجهول: لاَ يُقَالَنَّ لاَيُقَالاَنِّ لاَ يُقَالُنَّ لاَتُقَالَنَّ لاَتُقَالاَنِّ لاَيُقَلْنَانِّ لاَ تُقَالُنَّ لاَتُقَالِنَّ لاَ تُقَلْنَانِّ لاَاُقَالَنَّ لاَنُقَالَنَّ (نہی معلوم اور مجہول کے) نون خفیفہ (کی گردان) بھی اسی پر قیاس کرلیں (وہ گردانیں یہ ہیں نهى معلوم با نون خفيفه ۔لاَ يَقُوْلَنْ لاَ يَقُوْلُنْ لاَتَقُوْلَنْ لاَ تَقُوْلُنْ لاَ تَقُوْلِنْ لاَ

اَقُوْلَنْ لَا نَقُوْلَنْ مجهول: لَايُقَالَنْ لَايُقَالَنْ لَاتُقَالَنْ لَاتُقَالَنْ لَاتُقَالَنْ لَاتُقَالِنْ لَااُقَالَنْ لَانُقَالَنْ) اسم فا عل کی گردان قَائِلٌ ...... الخ قَائِلٌ اصل میں قَاوِلٌ تھا۔ بقاعدہ نمبر ۱۷ (یعنی قَائِلٌ اور بَائِعٌ والا قاعدہ سے) واؤ ہمزہ ہو گیا اور اسی طرح تعلیل (اسم فا عل کے) دوسرے صیغوں میں ہوگی (یعنی قَائِلَانِ قَائِلُوْن وغیرہ میں کہ سب میں واو بقاعدہ نمبر ۱۷ ہمزہ سے بدل گیا ہے)

تشریح وتحقیق

امر بالام سے مراد امر حاضر معلوم کے علاوہ باقی امر کے صیغے ہیں یعنی امر غائب معلوم ومجہول، اور امر حاضر مجہول کہ ان سب کے شروع میں لام امر ہوتا ہے اس لئے ان کو امر بالام کہتے ہیں امر اور نہی کی گردانیں نون تاکید کے ساتھ تو متن میں مذکور ہیں اور نون تاکید کے بغیر یہ ہیں۔

امر غائب ومتکلم معروف:...... لِيَقُلْ لِيَقُوْلَا لِيَقُوْلُوْا لِتَقُلْ لِتَقُوْلَا لِيَقُلْنَ لِاَقُلْ لِنَقُلْ

امر مجہول:...... لِيُقَلْ لِيُقَالَا لِيُقَالُوْا لِتُقَلْ لِتُقَالَا لِيُقَلْنَ لِتُقَالَا لِتُقَالُوْا لِتُقَالِيْ لِتُقَلْنَ لِاُقَلْ لِنُقَلْ ،

نہی معلوم:...... لَا يَقُلْ لَا يَقُوْلَا لَا يَقُوْلُوْا لَا تَقُلْ لَا تَقُوْلَا لَا يَقُلْنَ لَا تَقُوْلَا لَا تَقُوْلُوْا لَا تَقُوْلِيْ لَا تَقُلْنَ لَا اَقُلْ لَا نَقُلْ.

نہی مجہول :...... لَا يُقَلْ لَايُقَالَا لَايُقَالُوْا لَا تُقَلْ لَا تُقَالَا لَايُقَلْنَ لَا تُقَالَا لَا تُقَالُوْا لَاتُقَالِيْ لَاتُقَلْنَ لَااُقَلْ لَانُقَلْ

قولہ صیغ امر بالام وصیغ نہی الخ۔ یعنی امر بالام معروف ہو یا مجہول اسی طرح نہی معلوم ہو یا مجہول ان کے صیغوں کی تعلیلات فعل جحد کے صیغوں کی تعلیلات کے طرز پر ہیں کہ جس طرح فعل جحد معلوم کے بعض صیغوں میں اجتماع سا کنین کی وجہ سے واو حذف ہوتا ہے جیسے لَمْ يَقُلْ لَمْ تَقُلْ وغیرہ میں اور مجہول میں الف حذف ہوتا ہے جیسے لَمْ يُقَلْ لَمْ تُقَلْ وغیرہ میں۔ تو اسی طرح امر بالام معلوم اور نہی معلوم کی گردان میں بھی انہی صیغوں سے واو حذف ہوتا ہے اور فعل جحد مجہول کی طرح امر مجہول اور نہی مجہول میں الف حذف ہوتا ہے۔

امر بالام معلوم:...... کی مثالیں جیسے لِيَقُلْ لِتَقُلْ لِاَقُلْ لِنَقُلْ

امر مجہول کی مثالیں جیسے لِيُقَلْ لِتُقَلْ لِاُقَلْ لِنُقَلْ .

نهی معلوم کی مثال جیسے لَا يَقُلْ لَا تَقُلْ لَااَقُلْ لَا نَقُلْ .

نهی مجهول کی مثال ، لَا يُقَلْ لَاتُقَلْ لَا اُقَلْ لَانُقَلْ .

ان تمام امثلہ کے اندر معروف کی مثالوں میں التقائے ساکنین کی وجہ سے واو حذف ہوا ہے کہ اصل میں یَقُوْلُ تَقُوْلُ اَقُوْلُ نَقُوْلُ تھے عامل جازم (یعنی لام امر اور لائے نہی) کی وجہ سے جب آخر مجزوم ہوا تو واو اور لام کے درمیان التقائے ساکنین ہوا۔ جس کی بناء پر معلوم میں واو حذف ہوا اور مجہول میں الف حذف ہوا ہے کہ اصل میں یُقَالُ تُقَالُ اُقَالُ نُقَالُ تھے عامل جازم کا شروع میں داخل ہونے کی وجہ سے لام کی حرکت گر گئی تو الف اور لام کے درمیان التقائے ساکنین ہوا جس کی وجہ سے الف حذف ہوا۔

خلاصہ: کلام یہ ہوا کہ فعل جحد معلوم کی طرح امر بالام معلوم اور نہی معلوم میں کچھ صیغوں کے اندر اجتماع ساکنین کی وجہ سے واو حذف ہوتا ہے اور باقی صیغوں میں واو موجود رہتا ہے اور جحد مجہول کی طرح امر مجہول اور نہی مجہول کے چند صیغوں میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے وہ الف حذف ہوتا ہے جو واؤ سے تبدیل شدہ ہے اور باقی صیغوں میں یہ الف موجود رہتا ہے۔

قولہ در نون ثقیلہ وخفیفہ امر ونہی ......الخ۔ یعنی جو واو اور الف التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گئے ہوں ان صیغوں کے ساتھ جب نون ثقیلہ یا خفیفہ لاحق ہو جائیں تو وہ واو اور الف دوبارہ لوٹ کر آتے ہیں کیونکہ اب حذف کا سبب باقی نہیں رہا اسلئے کہ وہ واو اور الف: لام کے ساکن ہونے کی وجہ سے حذف ہوئے تھے اور نون تاکید لاحق ہونے کے بعد لام ساکن نہیں رہتا بلکہ اس پر حرکت آجاتی ہے کیونکہ نون تاکید کا قبل متحرک ہوتا ہے لہذا اب اجتماع ساکنین موجود نہیں ہے جیسے قُلْ سے قُوْلَنَّ، لِيَقُلْ سے لِيَقُوْلَنَّ، لَاتَقُلْ سے لَاتَقُوْلَنَّ وغیرہ ان سب میں واو حذف ہوا تھا لام کے ساکن ہونے کی وجہ سے: نون تاکید لگنے کے بعد لام ساکن نہیں رہا تو واو لوٹ کر آیا اسی طرح لِيُقَلْ سے لِيُقَالَنَّ، لَاتُقَلْ سے لَاتُقَالَنَّ، وغیرہ۔ ان میں اجتماع ساکنین کے سبب الف حذف ہوا تھا لیکن نون تاکید کے لاحق ہونے کے بعد وہ سبب حذف نہیں رہا لہذا الف لوٹ کر آیا۔ اب سبب حذف نہ ہونے کے باوجود واو اور الف کے حذف کو برقرار رکھتے ہوئے قُلْ سے قُلَنَّ (بحذف واو) کو اور لِيُقَلْ سے لِيُقَلَنَّ (بحذف الف) پڑھنا جائز نہیں ہے۔

بحث اسم مفعول مَقُوْلٌ،مَقُوْلاَنِ،مَقُوْلُوْ نَ، مَقُوْلَۃٌ،مَقُوْ لَتَانِ ،مَقُوْلاَتٌ،مَقُوْلٌ دراصل مَقْوُ وْلٌ بود بقاعدہ (۸) حرکت واو بما قبل دادہ واور ابالتقاے ساکنین حذف کردند۔فائدہ۔اختلاف ست درین کہ واواول درہچو موقع حذف میشود یا واودوم بعضے میگویند کہ دوم باین جہت کہ زائدست وزائداولی بحذف ست وبعضے میگویند کہ اول چہ دوم علامت ست وعلامت محذوف نمی شود ہر چند کہ بیشتر صرفیان حذف دوم راترجیح دادہ اند مگرنزدراقم راجح حذف اول ست چہ علی العموم دستور ہمین ست کہ درہچو ساکنین اول محذوف میشودزائد باشد یا اصلی پس این راازسَنَنِ نُظَرَاءِ خودنباید برآورد۔نکتہ ثمرۂ اختلاف درہچوں مواقع بحسب ظاہر ہیچ معلوم نمی شود چہ بہر کیف مَقُوْلٌ میشود واو اول را حذف کنند یا دوم را مولوی عصمت اللہ صاحب سہارنپوری در شرح خلاصۃ الحساب در بیان صرف ومنع صرف لفظ رحمٰن درین باب سخنے خوش نوشتہ وآن اینکہ درمسائل فقہیہ ثمرۂ خلاف ہچوں اختلافات برمے آید مثلاً شخصے حلف کرد کہ امروز بواوزائد تکلم نخواہم کردولفظ مَقُوْلٌ برزبان آورد پس برمذہب شخصے کہ بحذف اول قائل ست حانث خواہد شدو برمذہب قائل بحذف دوم حانث نخواہد شد یازن را گفت کہ اگرتو امروز بواوزائد تکلم کنی تراطلاق است وآن لفظ مَقُوْلٌ برزبان آورد پس برمذہب حذف اول طلاق خواہد افتادو برحذف دوم نہ۔

ترجمہ:...... بحث اسم مفعول مَقُوْلٌ الخ مَقُوْلٌ اصل میں مَقْوُوْلٌ تھا بقاعدہ نمبر ۸ (یعنی یقول بیع والا قاعدہ سے) واو کی حرکت ما قبل کو دے کر واو کو التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف کردیا۔

فائدہ:.....اس میں اختلاف ہے کہ اس جیسے موقعہ میں (یعنی اجوف کے اسم مفعول میں التقائے ساکنین کے وقت) واو اول حذف ہوتا ہے یا واو ثانی؟ بعض صرفی (جیسے امام سیبویہ وغیرہ) کہتے ہیں کہ دوسرا واو حذف ہوتا ہے اس وجہ سے کہ وہ زائدہ ہے اور زائد حذف کا زیادہ مستحق ہے اور بعض صرفی (امام اخفش وغیرہ) کہتے ہیں کہ واو اول حذف ہوتا ہے کیونکہ دوسرا واو علامت (اسم مفعول) ہے اور علامت حذف نہیں ہوتی۔اگرچہ اکثر علماء صرف نے دوسرے واو کے حذف کرنے کو ترجیح دی ہے مگر راقم (یعنی مصنفؒ) کے نزدیک پہلے واو کو حذف کرنا راجح ہے کیونکہ عام طور پر دستور یہی ہے کہ اس طرح کے دو ساکن (کہ جن میں سے پہلا ساکن مدہ ہو ان) میں پہلا ساکن حذف ہوتا ہے خواہ وہ پہلا ساکن زائد ہو یا اصلی، پس اس مَقُوْلٌ کو اپنے نظائر اور مشابہ الفاظ کے طریقوں سے نہیں نکالنا چاہئے۔

نکتہ:.....اس جیسے مواقع میں بظاہر اختلاف کا کوئی نتیجہ اور فائدہ معلوم نہیں ہوتا کیونکہ ہر صورت میں (صیغہ) مَقُوْلٌ ہوتا ہے خواہ پہلے

واو کو حذف کرے یا دوسرے کو۔ مولانا عصمت اللہ سہارنپوری نے خلاصۃ الحساب کی شرح میں لفظ رحمٰن کے منصرف اور غیر منصرف ہونے کے بیان (کے ذیل) میں (ضمنی طور پر) اس (ثمرہ اختلاف) کے بارے میں بڑی اچھی بات لکھی ہے وہ یہ کہ (مسائل صرفیہ میں اس کا کوئی ظاہری نتیجہ نہ سہی مگر) ایسے اختلافات کا نتیجہ اور ثمرہ اختلاف فقہی مسائل میں نکل آتا ہے مثلاً کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں آج زائد واو پر کلام نہیں کروں گا پھر لفظ مَقُوْلٌ زبان پر لے آیا تو اُس شخص کے مذہب کے مطابق جو پہلے واو کے حذف کا قائل ہے (یہ قسم کھانے والا شخص) حانث ہو جائے گا (اور اس کو کفارہ قسم دینا ہوگا کیونکہ اس نے زائدہ واو کا تکلم کر لیا اس لئے کہ واو ثانی تو زائد ہے) اور دوسرے واو کے حذف کے قائل کے مذہب کے مطابق یہ شخص حانث نہیں ہوگا۔ (کیونکہ اس نے واو زائد پر تکلم نہیں کیا اس لئے کہ اس صورت میں مَقُوْلٌ کا واو اصلی ہے زائد نہیں ہے زائد تو دوسرا واو تھا جو اس کلمہ میں موجود ہی نہیں حذف ہوا ہے) یا کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو نے آج واو زائد کا تکلم کیا تو تجھے طلاق ہے اور وہ بیوی لفظ مَقُوْلٌ کو زبان پر لائے تو پہلے واو حذف ہونے کے مذہب کے مطابق طلاق واقع ہو جائے گی (کیونکہ اس صورت میں عورت نے واو زائد پر تکلم کر لیا اس لئے کہ جو موجود ہے یہ واو ثانی ہے اور واو ثانی زائد ہوتا ہے) اور دوسرے واو کے حذف ہونے کے مذہب کے مطابق طلاق واقع نہیں ہوگی (کیونکہ اس مذہب کے مطابق مَقُوْلٌ میں جو واو موجود ہے یہ اصلی ہے عین کلمہ ہے جو زائد واو تھا وہ حذف ہو الہٰذا واو زائد پر تکلم نہیں پایا گیا جس کے ساتھ وقوع طلاق مشروط ہے۔)

تشریح و تحقیق

قولہ کہ واو اول در ہمچو موقع الخ ۔ اس جیسے موقعہ سے مراد اجوف کا ہر وہ اسم مفعول اور مصدر وغیرہ ہیں جہاں دو ساکن جمع ہو جائیں اور ان میں سے ایک ساکن اصلی ہو اور ایک زائد۔ خواہ اجوف واوی ہو یا اجوف یائی۔ اسم مفعول اجوف واوی کی مثال یہی مَقُوْلٌ ہے اور اجوف یائی کی مثال مَبِیْعٌ ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے اور مصدر کی مثال جیسے اِقَامَۃٌ اور اِسْتِقَامَۃٌ یہ دونوں اصل میں اِقْوَامٌ اور اِسْتِقْوَامٌ تھے یُقَالُ یُبَاعُ والا قاعدہ کے مطابق واو کی حرکت ماقبل کو دے کر واو کو الف سے بدل دیا یہاں دو ساکن (الف) جمع ہو گئے ان میں سے پہلا الف اصلی ہے یعنی عین کلمہ ہے اور دوسرا زائد ہے تو جو اختلاف مَقُوْلٌ میں ہے وہی اختلاف یہاں بھی ہے کہ بعض صرفی پہلے الف کو حذف کرتے ہیں اور بعض دوسرے الف کو۔

قولہ چہ علی العموم دستور ہمیں ست کہ در ہمچو ساکنین اول محذوف میشود الخ ۔ یعنی قاعدہ اور دستور یہ ہے کہ جب بھی ایسے دو ساکن جمع ہو جائیں جن میں سے پہلا ساکن مدہ ہو تو وہاں پہلا ساکن حذف ہوتا ہے خواہ وہ پہلا ساکن اصلی ہو یا زائد جیسے دَعَوْا، رَمَوْا جو اصل میں دَعَوُوْا، اور رَمَيُوْا تھے قَالَ بَاعَ والا قاعدہ کے مطابق واو اور یا الف

سے بدل گئے تو التقائے ساکنین ہوالف اور واو کے درمیان ان میں سے پہلا ساکن (یعنی الف) مدہ ہے تو اس کو حذف کیا باوجود اس کے کہ یہ الف اصلی ہے۔ یعنی لام کلمہ ہے اور دوسرا ساکن یعنی واو اصلی نہیں ہے بلکہ علامت جمع ہے۔ تو اسی طرح مَقْوُوْلٌ میں بھی واو اول حذف ہوگا ورنہ واو ثانی کے حذف کرنے کی صورت میں اس مَقْوُوْلٌ کا اپنے نظائر سے نکالنا لازم آتا ہے کہ اس کے نظائر اور مشابہ الفاظ یعنی دَعَوْا، رَمَوْا وغیرہ میں تو ساکن اول کو حذف کیا جاتا ہے اور یہاں مَقْوُوْلٌ میں ساکن ثانی حذف کیا جارہا ہے یہ فرق کرنا مناسب نہیں ہے۔

امام سیبویہؒ وغیرہ جو واو ثانی کے حذف کرنے کے قائل ہیں کہتے ہیں۔ کہ واو ثانی کا حذف کرنا اس لے بہتر ہے کہ ایک تو یہ زائد ہے جب کہ واو اول اصلی ہے اور اَلزَّائِدُ اَوْلٰی بِالْحَذْفِ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ واو ثانی عارضی ہے کہ اسم مفعول کے عین کلمہ کے ضمہ میں اشباع سے پیدا ہوا ہے اور عارضی حرف احق بالحذف ہوتا ہے: جہاں تک علامت ہونے کی بات ہے تو یہ واو علامت نہیں بلکہ علامت اسم مفعول تو میم ہے واو تو اسم مفعول میں اس لئے بڑھادیا گیا ہے کہ اس کے بغیر اسم مفعول مَفْعُلٌ کے وزن پر تھا اور یہ وزن کلام عرب میں مستعمل نہیں ہے تو اس کو عربی کلمات کے اوزان کے مطابق بنانے کی غرض سے عین کلمہ کے ضمہ میں اشباع کیا گیا جس سے واو پیدا ہوا۔

اور جہاں تک مصنف کی اس بات کا تعلق ہے کہ اس جیسے مواقع میں ساکن اول حذف ہوتا ہے تو اس کا جواب امام سیبویہ وغیرہ کی طرف سے یہ ہے کہ ساکن اول اس وقت حذف ہوتا ہے جب کہ دوسرا ساکن حرف صحیح ہو یا ضمیر ہو جب کہ مَقْوُوْلٌ میں ساکن ثانی حرف صحیح بھی نہیں ہے (بلکہ حرف علت ہے) اور ضمیر بھی نہیں ہے۔

قولہ ثمرہ اختلاف الخ۔ یعنی واو اول کو حذف کیا جائے یا واو ثانی کو دونوں صورتوں میں اسم مفعول مَقُوْلٌ ہی بنے گا صورت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہوگا مولوی عصمت اللہ صاحب کے ذکر کردہ ثمرہ اختلاف کے علاوہ اس اختلاف کا ایک اور نتیجہ اور فائدہ وزن نکالنے کی صورت میں بھی ظاہر ہوگا وہ اس طرح کہ جو صرفی دوسرے واو کے حذف کے قائل ہیں ان کے مذہب کے مطابق مَقُوْلٌ کا وزن مَفُعْلٌ ہوگا کیونکہ اس مذہب کے مطابق موجودہ واو عین کلمہ ہے اور جو حضرات واو اول کے حذف کے قائل ہیں ان کے مذہب کے مطابق مَقُوْلٌ کا وزن مَفُوْلٌ ہوگا کیونکہ موجودہ واو زائدہ ہے اور عین کلمہ کا واو حذف ہوا ہے اس لئے یہاں وزن میں بھی عین موجود نہیں ہے۔

اجوف یائی از ضَرَبَ یَضرِبُ اَلْبَیْعُ فروختن بَاعَ یَبِیْعُ بَیْعاً فَهُوَ بَائِعٌ وَبِیْعَ یُبَاعُ بَیْعاً فَهُوَ مَبِیْعٌ الْاَمْرُ مِنْهُ بِعْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَا تَبِعْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَبِیْعٌ وَالْاٰلَةُ مِنْهُ مِبْیَعٌ وَمِبْیَعَةٌ وَمِبْیَاعٌ وَ تَثْنِیَتُهُمَا مَبِیْعَانِ وَ مِبْیَعَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا مَبَایِعُ وَ مَبَایِیْعُ وَاَفْعَلُ التَّفْضِیْلِ مِنْهُ اَبْیَعُ وَالْمُؤَنَّثُ مِنْهُ بُوْعٰی وَ تَثْنِیَتُهُمَا اَبْیَعَانِ وَ بُوْعَیَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا اَبْیَعُوْنَ وَ اَبَایِعُ وَ بُیَعٌ وَ بُوْعَیَاتٌ ظرف دریں باب هم شکل مفعول گردیده چون بقاعده ۸ حرکت عین بفا دادند ودر مفعول بعد نقل حرکت وحذف عین فارا کسره داده بسبب آن واورا یا کردند ظرف هم مَبِیْعٌ است که دراصل مَبْیِعٌ بوده ومفعول هم مَبِیْعٌ که دراصل مَبْیُوْعٌ بود اثبات فعل ماضی معروف بَاعَ بَاعَا بَاعُوْا بَاعَتْ بَاعَتَا بِعْنَ بِعْتَ بِعْتُمَا بِعْتُمْ بِعْتِ بِعْتُنَّ بِعْتُ بِعْنَا بقاعده ۷ یا در بَاعَ تا آخر الف شده مابعد بَاعَتَا الف بالتقائے ساکنین افتاده بسبب یائی بودن فا کلمه کسره یا فته اثبات فعل ماضی مجهول بِیْعَ بِیْعَا الخ بِیْعَ دراصل بُیِعَ بود بقاعده ۹ کسره یا بباء دادند ویا در بِعْنَ تا آخر بالتقائے ساکنین بیفتاد اثبات فعل مضارع معروف یَبِیْعُ یَبِیْعَانِ تا آخر حرکت یا بقاعده ۸ بما قبل رفته ویا در یَبِعْنَ و تَبِعْنَ بالتقائے ساکنین ساقط شده مضارع مجهول: یُبَاعُ یُبَاعَانِ تا آخر بر قیاس یُقَالُ یُقَالَانِ تا آخر۔

ترجمہ: ......اجوف یائی ضَرَبَ یَضرِبُ سے اَلْبَیْعُ بیچنا بَاعَ یَبِیْعُ بیعًا الخ ۔اسم ظرف اس باب میں اسم مفعول کی ہم شکل ہوا ہے جب بقاعدہ نمبر ۸ (یعنی یقول یبیع والا قاعدہ سے) عین کلمہ (یعنی یاء) کی حرکت فاء کلمہ (یعنی باء) کو دے دی (اسم ظرف میں تو صرف اتنی ہی تعلیل ہوئی)اور اسم مفعول میں عین کلمہ کی حرکت (ماقبل) کو منتقل کرنے اور عین کلمہ کے حذف کرنے کے بعد فاءکلمہ کو کسرہ دے دیا اور اس (کسرہ) کی وجہ سے واؤ کو یاء بنادیا اسم ظرف بھی مَبِیْعٌ ہے جو اصل میں مَبْیِعٌ تھا اور اسم مفعول بھی مَبِیْعٌ ہے جو اصل میں مَبْیُوْعٌ تھا (یعنی اصل کے اعتبار سے دونوں میں فرق ہے ظاہری صورت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں) فعل ماضی مثبت معلوم بَاعَ ،بَاعَا ......الخ ، بَاعَ سے لے کر آخر تک تمام صیغوں میں ساتویں قاعدہ سے یاء الف (سے تبدیل)ہو گئی (اصل میں بَیَعَ، بَیَعَا الخ تھے) پھر بَاعَتَا کے مابعد کے تمام صیغوں میں الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا ہے اور اجوف یائی ہونے کی وجہ سے فاءکلمہ کسرہ پا گیا ہے (یعنی فاءکلمہ جو یہاں حرف باء ہے اس کو کسرہ دے دیا گیا ہے مثلاً بِعْنَ اصل میں بَیَعْنَ تھا یاء کو قَالَ بَاعَ والا قاعدہ کے مطابق الف سے بدلنے کے بعد الف اور عین کے درمیان اجتماع ساکنین ہونے کی وجہ سے الف کو حذف کیا اور فاءکلمہ کو کسرہ دیا تا کہ یاء کے محذوف ہونے پر دلالت کرے اسی طرح بِعْتَ ،بِعْتُمَا ... الخ اس کی پوری تفصیل قَالَ بَاعَ والا قاعدہ کے ضمن میں گزر چکی ہے) فعل ماضی مثبت مجهول بِیْعَ ......الخ بِیْعَ اصل میں بُیِعَ تھا بقاعدہ نمبر ۹ (یعنی قیل بیع والا قاعدہ

سے) یاء کا کسرہ باء کو دے دیا اور بِعْنَ سے لے کر آخر تک تمام صیغوں میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی (مثلاً بِعْنَ اصل میں بُيِعْنَ تھا بقاعدہ نمبر۹ یاء کی حرکت باء کو دینے کے بعد التقائے ساکنین ہوا یاء اور عین کے درمیان یاء کو حذف کیا تو بِعْنَ بن گیا اسی طرح باقی صیغے سمجھ لیں ماضی مجہول کی گردان میں قاعدہ نمبر۹ کی دوسری صورت کے مطابق بُوْعَ، بُوْعَا، بُوْعُوْا ...... الخ پڑھنا بھی جائز ہے اور اشمام بھی کر سکتے ہیں) **فعل مضارع مثبت معلوم** يَبِيْعُ يَبِيْعَانِ يَبِيْعُوْنَ تَبِيْعُ تَبِيْعَانِ يَبِعْنَ تَبِيْعُوْنَ تَبِيْعِيْنَ تَبِعْنَ اَبِيْعُ نَبِيْعُ (تمام صیغوں میں) یاء کی حرکت قاعدہ نمبر۸ سے ماقبل کی طرف چلی گئی (یعنی يَبِيْعُ اصل میں يَبْيِعُ تھا اسی طرح يَبِيْعَانِ اصل میں يَبْيِعَانِ تھا وغیرہ) اور يَبِعْنَ (صیغہ جمع مؤنث غائب) اور تَبِعْنَ (صیغہ جمع مؤنث حاضر) میں یاء التقائے ساکنین کی وجہ سے ساقط ہوگئی **مضارع مجہول** يُبَاعُ يُبَاعَانِ يُبَاعُوْنَ تُبَاعُ تُبَاعَانِ يُبَعْنَ تُبَاعُوْنَ تُبَاعِيْنَ تُبَعْنَ اُبَاعُ نُبَاعُ، يُقَالُ يُقَالَانِ الخ کے طریقہ پر (يُبَاعُ اصل میں يُبْيَعُ تھا بقاعدہ نمبر۸ یاء کی حرکت ماقبل کو دے کر اس کو الف سے بدل دیا يُبَاعُ بن گیا اسی طرح باقی صیغوں میں، پھر يُبَعْنَ، تُبَعْنَ میں الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا ہے۔)

تشریح و تحقیق

قولہ ظرف دریں باب ہم شکل مفعول الخ۔ یعنی بَاعَ يَبِيْعُ کے باب میں اسم ظرف اور اسم مفعول کے صیغے صورۃً ایک جیسے ہوتے ہیں اسم مفعول بھی مَبِيْعٌ ہے اور اسم ظرف بھی مَبِيْعٌ۔ لیکن اصل اور تعلیل کے اعتبار سے دونوں میں فرق ہے وہ اس طرح کہ مَبِيْعٌ اسم ظرف کا صیغہ اصل میں مَبْيِعٌ تھا مَفْعِلٌ کے وزن پر کیونکہ ثلاثی مجرد اجوف سے مضارع مکسور العین کا اسم ظرف مَفْعِلٌ کے وزن پر آتا ہے پھر یقول یبیع والا قاعدہ کے مطابق یاء کی حرکت ماقبل باء کو دے دی تو مَبِيْعٌ ہو گیا مزید کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

اور مَبِيْعٌ جو اسم مفعول کا صیغہ ہے وہ اصل میں مَبْيُوْعٌ تھا بروزن مَفْعُوْلٌ۔ یقول یبیع والا قاعدہ سے یاء کا ضمہ ماقبل باء کو دے دیا گیا پھر بقاعدہ نمبر۳ یعنی مُوْسِرٌ والا قاعدہ کے مطابق یاء ساکن ماقبل مضموم ہونے کی بناء پر واو سے بدل گئی تو التقائے ساکنین ہوا دو[2] واو کے درمیان واو اول اصلی ہے یعنی عین کلمہ ہے اور واو ثانی زائد ہے اب کون سے واو کو حذف کیا جائے؟ اس میں صرفیوں کا وہی اختلاف ہے جو مَقُوْلٌ میں ہے کہ بعض پہلے ساکن کو حذف کرتے ہیں اور بعض دوسرے کو۔ مصنف کے نزدیک واو اول (جو کہ عین کلمہ ہے) اس کا حذف زیادہ راجح ہے لہٰذا اس کو حذف کیا تو مَبُوْعٌ بن گیا پھر باء کو کسرہ دیا تا کہ اجوف یائی ہونے پر دلالت کرے تو مَبِوْعٌ بن گیا اب مِيْعَادٌ والا قاعدہ کے مطابق واو یاء سے بدل گیا تو مَبِيْعٌ ہوا بروزن مَفِيْلٌ اور اگر واو ثانی کو حذف کیا جائے تو پھر اس کا وزن مَفِعْلٌ ہوگا۔

بہر حال مَبِیْعٌ اگر اسم ظرف کا صیغہ ہو تو اس وقت اس کی تعلیل بہت مختصر ہے کہ صرف یاء کا کسرہ باء کو دے دیا گیا ہے لیکن اسم مفعول کی صورت میں اس کی تعلیل کافی طویل ہے جو نقل حرکت کے علاوہ قلب اور حذف پر مشتمل ہے۔

فائدہ:......بعض علماء صرف مَبِیْعٌ اسم مفعول کی تعلیل یوں کرتے ہیں کہ یہ اصل میں مَبْیُوْعٌ تھا یاء کا ضمہ باء کو دینے کے بعد التقائے ساکنین ہوا یاء اور واو کے درمیان پھر جو حضرات ایسے مواقع میں دوسرے ساکن کے حذف کرنے کے قائل ہیں جیسے سیبویہؒ وغیرہ ان کے مذہب کے مطابق دوسرے ساکن یعنی واو کو حذف کیا تو مَبُیْعٌ رہ گیا اس کے بعد یاء کے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا گیا یاء کی مناسبت کی وجہ سے تو مَبِیْعٌ ہوا۔

اور جو حضرات ساکن اول کے حذف کے قائل ہیں جیسے امام اخفشؒ وغیرہ تو ان کے مذہب کے مطابق ساکن اول یعنی یاء کو حذف کیا مَبُوْعٌ رہ گیا۔ پھر باء کو کسرہ دیا گیا تا کہ یاء کے حذف ہونے پر دلالت کرے تو مَبِوْعٌ ہوا اور مِیْعَادٌ والا قاعدہ سے مَبِیْعٌ ہوا۔

تنبیہ:......(اجوف یائی کا اسم مفعول تعلیل کے بغیر اپنی اصل پر بھی بکثرت مستعمل ہے جیسے مَبْیُوْعٌ، مَدْیُوْنٌ، مَعْیُوْبٌ مَطْیُوْبٌ، کماقال صاحب الزنجانی "وَ بَنُوْ تَمِیْمٍ یُثْبِتُوْنَ الْیَاءَ فَیَقُوْلُ مَبْیُوْعٌ الخ" صفحہ ۲۹ وھکذا قال صاحب فصول اکبری "و در اجوف یائی تصحیح بسیار آید نحو مَبْیُوْعٌ و مَطْیُوْبٌ و در واوی کم صفحہ ۵۷")

نفی تاکید بلن لَنْ یَّبِیْعَ تا آخر لَنْ یُّبَاعَ تا آخر تغیرے جدید ندارد نفی جحد بلم در فعل مضارع لَمْ یَبِعْ لَمْ یَبِیْعَا تا آخر لَمْ یُبَعْ لَمْ یُبَاعَا تا آخر در لَمْ یُبِعْ وَلَمْ تُبِعْ وَلَمْ اُبِعْ وَ لَمْ نُبِعْ یا در معروف والف در مجہول باجتماع ساکنین افتادہ در دیگر صیغ غیر ماوقع فی المضارع تغیرے نشدہ لام تاکید با نون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف لَیَبِیْعَنَّ تا آخر مجہول لَیُبَاعَنَّ تا آخر و ہم چنین نون خفیفہ امر حاضر معروف بِعْ بِیْعَا بِیْعُوْا بِیْعِیْ بِعْنَ بوضع قُلْ قُوْلَا اعلال باید کرد امر حاضر معروف با نون ثقیلہ بِیْعَنَّ تا آخر در بِیْعَنَّ یا کہ در بِعْ بالتقائے ساکنین افتادہ بود بسبب مفتوح شدن عین باز آمدہ امر بالام و نہی مثل لَمْ یَبِعْ تا آخر و در نون ثقیلہ و خفیفہ انہا یاے محذوف باز آید بحث اسم فاعل بَائِعٌ بَائِعَانِ بَائِعُوْنَ تا آخر بقاعدہ ۱۷۔ یا ہمزہ شد بحث اسم مفعول مَبِیْعٌ مَبِیْعَانِ مَبِیْعُوْنَ مَبِیْعَةٌ مَبِیْعَتَانِ مَبِیْعَاتٌ اعلال مَبِیْعٌ مذکور شدہ و ہمبرین نمط اعلال ہمہ صیغ مفعول ست۔

ترجمہ:...... نفی تاکید بلَنْ در فعل مستقبل معروف لَنْ یَّبِیْعَ لَنْ یَّبِیْعَا لَنْ یَّبِیْعُوْا لَنْ تَبِیْعَ لَنْ تَبِیْعَا لَنْ یَّبِعْنَ لَنْ تَبِیْعُوْا لَنْ تَبِیْعِیْ لَنْ تَبِعْنَ لَنْ اَبِیْعَ لَنْ نَّبِیْعَ مجہول لَنْ یُّبَاعَ لَنْ یُّبَاعَا لَنْ یُّبَاعُوْا لَنْ تُبَاعَ لَنْ تُبَاعَا لَنْ یُّبَعْنَ لَنْ تُبَاعُوْا لَنْ تُبَاعِیْ لَنْ تُبَعْنَ لَنْ اُبَاعَ لَنْ نُّبَاعَ کوئی نیا تغیر نہیں رکھتا۔ (یعنی مضارع میں جو تعلیل ہوئی ہے وہی یہاں ہے مزید اور کوئی تبدیلی نہیں ہوئی) نفی جحد بلم در فعل مضارع (معروف) لَمْ یَبِعْ لَمْ یَبِیْعَا لَمْ یَبِیْعُوْا لَمْ تَبِعْ لَمْ تَبِیْعَا لَمْ یَبِعْنَ لَمْ تَبِیْعُوْا لَمْ تَبِیْعِیْ لَمْ تَبِعْنَ لَمْ اَبِعْ لَمْ نَبِعْ (مجہول) لَمْ یُبَعْ لَمْ یُبَاعَا لَمْ یُبَاعُوْا لَمْ تُبَعْ لَمْ تُبَاعَا لَمْ یُبَعْنَ لَمْ تُبَاعُوْا لَمْ تُبَاعِیْ لَمْ تُبَعْنَ لَمْ اُبَعْ لَمْ نُبَعْ :لَمْ یُبَعْ لَمْ تُبَعْ لَمْ اُبَعْ لَمْ نُبَعْ (یعنی ان تمام صیغوں) میں معلوم میں یاء اور مجہول میں الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا ہے (مثلاً لَمْ یَبِعْ اصل میں یَبِیْعُ تھا شروع میں لم جازمہ کے داخل ہونے کی وجہ سے آخر کی حرکت حذف ہو گئی تو لَمْ یَبِیْعْ بن گیا التقائے ساکنین کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی لَمْ یَبِعْ بن گیا اسی طرح لَمْ تَبِعْ اور لَمْ اَبِعْ اور لَمْ نَبِعْ سمجھ لیں۔ اور لَمْ یُبَعْ اصل میں یُبَاعُ تھا شروع میں لَمْ جازم کے داخل ہونے کی وجہ سے آخری حرف ساکن ہوا تو التقائے ساکنین ہوا الف اور عین کے درمیان، الف حذف ہوا تو لَمْ یُبَعْ ہوا اسی طرح لَمْ تُبَعْ لَمْ اُبَعْ لَمْ نُبَعْ کو سمجھ لیجئے مذکورہ صیغوں کے علاوہ) دوسرے صیغوں میں اس تغیر کے علاوہ جو مضارع میں (لم کے داخل ہونے سے پہلے) واقع ہے اور کوئی تغیر اور تبدیلی نہیں ہوئی فعل مستقبل معلوم مؤکد بلام تاکید ونون تاکید ثقیلہ لَیَبِیْعَنَّ لَیَبِیْعَانِّ لَیَبِیْعُنَّ لَتَبِیْعَنَّ لَتَبِیْعَانِّ لَیَبِعْنَانِّ لَتَبِیْعُنَّ لَتَبِیْعِنَّ لَتَبِعْنَانِّ لَاَبِیْعَنَّ لَنَبِیْعَنَّ مجہول لَیُبَاعَنَّ لَیُبَاعَانِّ لَیُبَاعُنَّ لَتُبَاعَنَّ لَتُبَاعَانِّ لَیُبَعْنَانِّ لَتُبَاعُنَّ لَتُبَاعِنَّ لَتُبَعْنَانِّ لَاُبَاعَنَّ لَنُبَاعَنَّ اور اسی طرح نون خفیفہ کی گردان ہے (معروف جیسے لَیَبِیْعَنْ لَیَبِیْعُنْ لَتَبِیْعَنْ لَتَبِیْعُنْ لَتَبِیْعِنْ لَاَبِیْعَنْ لَنَبِیْعَنْ مجہول لَیُبَاعَنْ لَیُبَاعُنْ لَتُبَاعَنْ لَتُبَاعُنْ لَتُبَاعِنْ لَاُبَاعَنْ لَنُبَاعَنْ) امر حاضر معلوم بِعْ الخ قُلْ قُوْ لَا کے طریقہ پر تعلیل کر لینی چاہیے ۔امر حاضر معلوم مؤکد با نون ثقیلہ بِیْعَنَّ بِیْعَانِّ بِیْعُنَّ بِیْعِنَّ بِعْنَانِّ .جو یاء بِعْ میں التقائے ساکنین کی وجہ سے گر گئی تھی وہ بِیْعَنَّ میں عین کے مفتوح ہونے کی وجہ سے واپس آگئی (کیونکہ اب سبب حذف باقی نہیں رہا) امر بالام اور نہی لَمْ یَبِعْ الخ (یعنی فعل جحد) کی طرح ہیں (کہ مواقع جزم میں معروف کے اندر یاء حذف ہوگئی ہے اور مجہول میں الف حذف ہوا ہے) اور ان کے (یعنی امر بالام اور نہی کے) نون ثقیلہ اور نون خفیفہ کے صیغوں میں یائے محذوفہ واپس آگئی ہے (عین کلمہ کے مفتوح ہونے کی وجہ سے) اسم فاعل کی گردان بَائِعٌ ،بَائِعَانِ ،بَائِعُوْنَ ،بَائِعَةٌ ،بَائِعَتَانِ ،بَائِعَاتٌ ، (تمام صیغوں میں) بقاعدہ نمبر (۱۷) یعنی قَائِلٌ اور بَائِعٌ والا قاعدہ سے یاء ہمزہ سے بدل گئی ہے بحث اسم مفعول مَبِیْعٌ الخ مَبِیْعٌ کی تعلیل (ماقبل میں) ذکر کی گئی ہے اور اسی طریقہ پر اسم مفعول کے تمام صیغوں کی تعلیل ہے۔

تشریح وتحقیق

قولہ یاء در معروف والف در مجہول باجتماع ساکنین افتادہ الخ۔

اعتراض:...... لَمْ یَبِعْنَ اور لَمْ تَبِعْنَ میں بھی تو یاء اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی ہے اور اسی طرح لَمْ یُبَعْنَ لَمْ تُبَعْنَ (مجہول) میں الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا ہے مصنفؒ نے ان صیغوں کا تذکرہ کیوں نہیں کیا؟

جواب:...... مصنف وہ تبدیلی بیان فرمارہے ہیں جو لَمْ کے داخل ہونے کے بعد واقع ہوئی ہو۔ اور آپ نے جو صیغے پیش کئے ہیں ان میں یاء اور الف لَمْ کے داخل ہونے سے قبل حذف ہوئے ہیں بالفاظ دیگر یہ تغیر غیر ما وقع فی المضارع نہیں ہے بلکہ ما وقع فی المضارع ہے اور مصنف یہاں غیر ما وقع فی المضارع والا تغیّر ذکر کررہے ہیں۔

قولہ بوضع قُلْ قُوْلاً اعلال باید کرد الخ۔ یعنی قُلْ کی طرح بِعْ امر حاضر کی تعلیل بھی دو طرح کی ہوسکتی ہیں۔ (۱) ایک طریقہ تو یہ ہے کہ اس کو تعلیل شدہ مضارع یعنی تَبِیْعُ سے بنایا گیا ہو۔ اس صورت میں علامت مضارع کو حذف کرنے اور آخر میں وقف کرنے کے بعد اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی تو بِعْ بن گیا اسی طرح باقی صیغے ہیں۔ (۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اس کو قبل التعلیل اصل مضارع یعنی تَبْیِعُ سے بنایا گیا ہو۔ اس صورت میں بِعْ کی اصل اِبْیِعْ بنے گی، پھر بقاعدہ نمبر ۸ یاء کی حرکت ماقبل کو دے دی اِبِیْعْ بن گیا یاء اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی تو اِبِعْ بن گیا۔ پھر ضرورت باقی نہ رہنے کی وجہ سے ہمزہ وصلی کو بھی حذف کیا تو بِعْ بن گیا، اسی طرح باقی صیغے ہیں۔

مصنف نے (امر بالام) اور نہی کی گردان ذکر نہیں کی ملاحظہ فرمالیں۔

امر غائب معلوم:...... لِیَبِعْ لِیَبِیْعَا لِیَبِیْعُوْا لِتَبِعْ لِتَبِیْعَا لِیَبِعْنَ لِاَبِعْ لِنَبِعْ،

امر غائب معلوم مؤکد بنون تاکید ثقیلہ:...... لِیَبِیْعَنَّ لِیَبِیْعَانِّ لِیَبِیْعُنَّ لِتَبِیْعَنَّ لِتَبِیْعَانِّ لِیَبِعْنَانِّ لِاَبِیْعَنَّ لِنَبِیْعَنَّ

بانون خفیفہ:...... لِیَبِیْعَنْ لِیَبِیْعُنْ لِتَبِیْعَنْ لِاَبِیْعَنْ لِنَبِیْعَنْ

امر مجہول:...... لِیُبَعْ لِیُبَاعَا لِیُبَاعُوْا، لِتُبَعْ لِتُبَاعَا لِیُبَعْنَ لِتُبَاعُوْا لِتُبَاعِیْ لِتُبَعْنَ لِاُبَعْ لِنُبَعْ

امر مجہول مؤکد بنون تا کید ثقیلہ:...... لِيُبَاعَنَّ لِيُبَاعَانِّ لِيُبَاعُنَّ لِتُبَاعَنَّ لِتُبَاعَانِّ لِيُبَعْنَانِّ لِتُبَاعُنَّ لِتُبَاعِنَّ لِتُبَعْنَانِّ لِأُبَاعَنَّ لِنُبَاعَنَّ

امر مجہول با نون خفیفہ:...... لِيُبَاعَنْ لِيُبَاعُنْ لِتُبَاعَنْ لِتُبَاعُنْ لِتُبَاعِنْ لِأُبَاعَنْ لِنُبَاعَنْ

نہی معلوم:...... لَا يَبِعْ لَا يَبِيعَا لَا يَبِيعُوْا لَا تَبِعْ لَا تَبِيعَا لَا يَبِعْنَ لَا تَبِيعُوْا لَا تَبِيعِي لَا تَبِعْنَ لَا اَبِعْ لَا نَبِعْ.

با نون ثقیلہ:...... لَا يَبِيعَنَّ لَا يَبِيعَانِّ لَا يَبِيعُنَّ لَا تَبِيعَنَّ لَا تَبِيعَانِّ لَا يَبِعْنَانِّ لَا تَبِيعُنَّ لَا تَبِيعِنَّ لَا تَبِعْنَانِّ لَا اَبِيعَنَّ لَا نَبِيعَنَّ

نہی معلوم با نون خفیفہ:...... لَا يَبِيعَنْ لَا يَبِيعُنْ لَا تَبِيعَنْ لَا تَبِيعُنْ لَا تَبِيعِنْ لَا اَبِيعَنْ لَا نَبِيعَنْ

نہی مجہول:...... لَا يُبَعْ لَا يُبَاعَا لَا يُبَاعُوْا لَا تُبَعْ لَا تُبَاعَا لَا يُبَعْنَ لَا تُبَاعُوْا لَا تُبَاعِي لَا تُبَعْنَ لَا أُبَعْ لَا نُبَعْ

نہی مجہول مؤکد بنون تا کید ثقیلہ:...... لَا يُبَاعَنَّ لَا يُبَاعَانِّ لَا يُبَاعُنَّ لَا تُبَاعَنَّ لَا تُبَاعَانِّ لَا يُبَعْنَانِّ لَا تُبَاعُنَّ لَا تُبَاعِنَّ لَا تُبَعْنَانِّ لَا أُبَاعَنَّ لَا نُبَاعَنَّ

نہی مجہول مؤکد بنون تا کید خفیفہ:...... لَا يُبَاعَنْ لَا يُبَاعُنْ لَا تُبَاعَنْ لَا تُبَاعُنْ لَا تُبَاعِنْ لَا أُبَاعَنْ لَا نُبَاعَنْ

> اجوف واوی از سَمِعَ يَسْمَعُ اَلْخَوْفُ ترسیدن خَافَ يَخَافُ خَوْفاً فَهُوَ خَائِفٌ وَ خِيفَ يُخَافُ خَوْفاً فَهُوَ مَخُوْفٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ خَفْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تَخَفْ تا آخر ماضی معروف خَافَ خَافَا خَافُوْا خَافَتْ خَافَتَا خِفْنَ تا آخر: در خِفْنَ تا آخر بسبب کسرۂ عین فا کلمہ را بعد حذف عین کسرہ دادند باقی صیغ را اعلال بقواعد یکہ نوشتہ ایم ودر صرف قَالَ اعمال آن شدہ می باید برآورد و مضارع آن کہ يَخَافُ يَخَافَانِ تا آخرست اعلال مثل يُقَالُ يُقَالَانِ تا آخر شدہ

ترجمہ:...... اجوف واوی سمع یسمع سے اَلْخَوْفُ ڈرنا، خَافَ يَخَافُ خَوْفاً فَهُوَ خَائِفٌ وَ خِيفَ يُخَافُ خَوْفاً فَهُوَ مَخُوْفٌ اَلْاَمْرُ منہ خَفْ والنَّهْيُ عَنْه لَا تَخَفْ الظرف منه مَخَافٌ والالة مِنْه مِخْوَفٌ وَ مِخْوَفَةٌ، مِخْوَافٌ و تثنيتهما مَخَافَانِ وَ مِخْوَفَانِ والجمع منهما مَخَاوِفُ وَمَخَاوِيْفُ وَاَفْعَلُ التفضيل منه اَخْوَفُ والمونث منه خُوْفَى وَ

تثنیتهما اَخْوَفَانِ وَ خُوْفَیَانِ والجمع مِنْهُما اَخْوَفُوْنَ وَاَخَاوِفُ وَخُوْفٌ وَ خُوْفَیَاتٌ فعل ماضی معلوم خَافَ خَافَا خَافُوْا الخ خِفْنَ سے آخر تک تمام صیغوں میں عین کلمہ (یعنی واو) کے مکسور ہونے کی وجہ سے فآ کلمہ (یعنی خاء) کو کسرہ دیا عین کلمہ کو حذف کرنے کے بعد (تاکہ ماضی کے مکسورالعین ہونے پر دلالت کرے) باقی صیغوں کی تعلیلات ان قواعد کے مطابق نکال لینی چاہیئے جن کو ہم لکھ چکے ہیں اور قال کی گردان میں انکا اجراء ہو چکا ہے اوراس کے مضارع جو یَخَافُ یَخَافَانِ الخ ہے (اس میں) یُقَالُ یُقَالاَنِ الخ کی طرح تعلیل ہوئی ہے (مضارع معلوم ہو یا مجہول)

تشریح وتحقیق

مَخَافٌ اسم ظرف اصل میں مَخْوَفٌ تھا بقاعدہ نمبر ۸ وآو کی حرکت ماقبل کو دی اور یہ حرکت فتحہ تھی اس لئے واوکوالف سے بدل دیا مَخَافٌ ہو گیا۔ مِخْوَفٌ مِخْوَفَةٌ، مِخْوَافٌ میں قاعدہ نمبر ۸: اس لئے جاری نہیں ہوا کہ اس میں ایک شرط یہ ہے کہ اسم آلہ کا صیغہ نہ ہو جب کہ یہ اسم آلہ کے صیغے ہیں اور بقول مصنفؒ ان صیغوں میں یہ قاعدہ اس لئے جاری نہیں ہوا کہ ان میں وآو کے بعد الف مدہ زائدہ موجود ہے، مِخْوَافٌ میں تو فی الحال اور حقیقۃً موجود ہے اور مِخْوَفٌ ،مِخْوَفَةٌ میں تقدیراً ۔کہ یہ بھی اصل میں دونوں مِخْوَافٌ تھے اور قاعدہ نمبر ۸ میں شرط ہے کہ واو اور یاء کے بعد مدہ زائدہ نہ ہو۔

سوال:......مَخَاوِفُ اور اَخَاوِفُ میں شرائف والا قاعدہ کیوں جاری نہیں کیا جاتا کہ ان کو مَخَائِفُ اور اَخَائِفُ پڑھا جائے؟

جواب:......اُس قاعدہ میں شرط ہے کہ الف مفاعل کے بعد والا حرف علت زائد ہو جب کہ ان دونوں میں وآو اصلی ہے عین کلمہ کے مقابلہ میں ہے۔ اور اگر حرف علت اصلی ہو تو پھر یہ شرط ہے کہ الف مفاعل سے پہلے بھی حرف علت ہو۔ جب کہ یہاں الف مفاعل سے قبل حرف علت نہیں ہے۔

سوال:...... اَخْوَفُ اسم تفضیل میں قاعدہ نمبر ۸ جاری کر کے اس کو اَخَافُ کیوں نہیں پڑھتے؟

جواب:......قاعدہ نمبر ۸ میں یہ شرط ہے کہ اسم تفضیل مذکر کا صیغہ نہ ہو جبکہ یہ اسم تفضیل مذکر کا صیغہ ہے۔

سوال:......خُوْفٌ اسم تفضیل جمع مؤنث مکسر میں قاعدہ نمبر ۸ کیوں جاری نہیں ہوا؟

جواب:......قاعدہ نمبر ۸ میں واو اور یاء کا ماقبل ساکن ہونا شرط ہے جب کہ یہاں واو کا ماقبل متحرک ہے۔

تعلیلات:

خَافَ فعل ماضی اصل میں خَوِفَ تھاقَالَ بَاعَ والا قاعدہ کے مطابق واوالف سے بدل گیا اسی طرح خَافَ خَافَا خَافُوْا خَافَتْ الخ کہ ان سب میں واوالف سے بدل گیا ہے۔

قولہ در خِفْنَ تا آخر بسبب کسرہ عین الخ ۔ یعنی خِفْنَ سے لیکر آخر تک تمام صیغے جو اصل میں خَوِفْنَ خَوِفْتَ خَوِفْتُمَا الخ تھے قَالَ بَاعَ والا قاعدہ کے مطابق واو کو الف سے بدل دیا اور التقائے ساکنین کی وجہ سے یہ الف حذف ہوا اس کے بعد خآء کو کسرہ دیا تاکہ ماضی کے مکسور العین ہونے پر دلالت کرے۔ اس کی پوری تفصیل قاعدہ نمبر ۷ کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

فعل ماضی مجہول:...... خِيْفَ خِيْفَا خِيْفُوْا خِيْفَتْ خِيْفَتَا خِفْنَ خِفْتَ خِفْتُمَا خِفْتُمْ خِفْتِ خِفْتُنَّ خِفْتُ خِفْنَا

خِيْفَ اصل میں خُوِفَ تھاقِيْلَ بِيعَ والا قاعدہ سے خِيْفَ ہوا اور اس میں خُوْفَ پڑھنا بھی جائز ہے۔ جمع مؤنث غائب یعنی خِفْنَ سے لے کر آخر تک تمام صیغے ماضی معلوم اور مجہول میں بظاہر ایک جیسے ہوتے ہیں لیکن اصل کے اعتبار سے فرق ہوتا ہے کہ خِفْنَ ماضی معلوم اصل میں خَوِفْنَ تھا جس کی تعلیل گزر چکی اور خِفْنَ ماضی مجہول اصل میں خُوِفْنَ تھا قِيْلَ بِيعَ والا قاعدہ کے مطابق واو کا کسرہ ماقبل کو دیا اور مِيْعَادٌ والا قاعدہ کے مطابق واو یاء سے بدل گیا پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے یآء حذف ہوگئی تو خِفْنَ بن گیا۔ پوری تفصیل قِيْلَ بِيْعَ والا قاعدہ کے تحت گزر چکی ہے فَلَا نُعِيدُه ۔ باقی صیغوں کی تعلیل بھی اسی طرح ہے۔

مضارع معلوم کی گردان:...... يَخَافُ يَخَافَانِ يَخَافُوْنَ تَخَافُ تَخَافَانِ يَخَفْنَ تَخَافُ تَخَافَانِ تَخَافُوْنَ تَخَافِيْنَ تَخَفْنَ اَخَافُ نَخَافُ

مضارع مجہول:...... يُخَافُ يُخَافَانِ يُخَافُوْنِ الخ مضارع معلوم کی طرح ہے صرف علامت مضارع یہاں مضموم ہے اور کوئی فرق نہیں ہے۔

يَخَافُ مضارع معلوم اصل میں يَخْوَفُ بقاعدہ نمبر ۸ واو کی حرکت ماقبل کو دے کر واو کو الف سے بدل دیا اسی طرح يُخَافُ مضارع مجہول اصل میں يُخْوَفُ تھا اس کی تعلیل بھی يَخَافُ کی طرح ہے يُقَالُ يُقَالَانِ الخ کی طرز پر اس کی تمام گردان اور تعلیلات بھی کرنی چاہئیں۔

فعل جحد معلوم:...... لَمْ يَخَفْ لَمْ يَخَافَا لَمْ يَخَافُوْا لَمْ تَخَفْ لَمْ تَخَافَا لَمْ يَخَفْنَ لَمْ تَخَفْ لَمْ تَخَافَا لَمْ تَخَافُوْا لَمْ تَخَافِيْ لَمْ تَخَفْنَ لَمْ اَخَفْ لَمْ نَخَفْ

اور اسی طرح مجہول کی گردان ہے صرف حرف مضارع مضموم پڑھا جائے۔ لَمْ يُخَفْ لَمْ تُخَفْ لَمْ اُخَفْ لَمْ نُخَفْ اور اسی طرح فعل جحد مجہول کے ان صیغوں میں جو الف واو سے تبدیل شدہ تھا۔ وہ اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا ہے۔

امر حاضر معروف: خَفْ خَافَا خَافُوْا خَافِيْ خَفْنَ، خَفْ را از تَخَافُ ساختند بعد حذف تا چون متحرک ماندہ آخر را وقف کردند الف بالتقائے ساکنین بیفتاد و خَافَا را: از تَخَافَانِ ساختند بعد حذف علامت مضارع نون اعرابی را بیفگند صیغۂ تثنیہ امر حاضر و جمع مذکر آن با صیغہ تثنیہ مذکر غائب ماضی و جمع آن متحد شدہ۔

ترجمہ:...... امر حاضر معلوم خَفْ خَافَا الخ خَفْ کو تَخَافُ سے بنایا تاء علامت مضارع کو حذف کرنے کے بعد جب (فاء کلمہ) متحرک رہا (تو ہمزہ وصلی کی ضرورت نہیں پڑی بس) آخر میں وقف کیا (تو لام کلمہ ساکن ہوا) الف التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا۔

اور خَافَا کو تَخَافَانِ سے بنایا علامت مضارع کو حذف کرنے کے بعد (وقف کی وجہ سے) نون اعرابی کو گرادیا۔ امر حاضر کا صیغہ تثنیہ اور صیغہ جمع مذکر۔ فعل ماضی کے صیغہ تثنیہ مذکر غائب اور جمع مذکر غائب کے ساتھ ایک ہوا ہے۔

تشریح و تحقیق

قولہ خَفْ را، از تَخَافُ ساختند الخ: قُلْ اور بِعْ کی طرح خَفْ امر حاضر کی تعلیل بھی دو[2] طرح کی ہے ایک تو مصنفؒ نے ذکر فرمائی کہ اس کو تعلیل شدہ مضارع یعنی تَخَافُ سے بنایا جائے اس میں اختصار اور سہولت ہے اس لئے مصنفؒ نے صرف اسی پر اکتفا کیا ہے۔ دوسری یہ کہ قبل التعلیل اصل مضارع یعنی تَخْوَفُ سے بنایا جائے اس صورت میں تعلیل یوں ہوگی کہ خَفْ اصل میں اِخْوَفْ تھا یُقَالُ یُبَاعُ والا قاعدہ سے واو کی حرکت ماقبل کو دے کر واو کو الف سے بدل دیا اِخَافْ بن گیا الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا، تو اِخَفْ بن گیا پھر ہمزہ وصلی کی ضرورت باقی نہ رہنے کی وجہ سے اس کو بھی حذف کردیا گیا۔

قولہ صیغہ تثنیہ امر حاضر و جمع مذکر آں الخ۔ یعنی خَافَ يَخَافُ سے امر حاضر کے تثنیہ اور جمع مذکر کے صیغے اور فعل ماضی معلوم کے تثنیہ اور جمع مذکر غائب کے صیغے بظاہر ہم شکل اور ایک جیسے ہوتے ہیں البتہ اصل کے اعتبار سے ان

میں فرق ہوتا ہے مثلاً امر حاضر سے تثنیہ مذکر اور تثنیہ مؤنث دونوں کا صیغہ بھی خَافَا ہے اور ماضی معلوم سے تثنیہ مذکر غائب کا صیغہ بھی خَافَا ہے گویا بظاہر یہ صیغہ تین [۳] صیغوں کے درمیان مشترک ہے لیکن اصل کے اعتبار سے فرق ہے وہ اس طرح کہ اگر یہ امر کا صیغہ ہو (خواہ تثنیہ مذکر ہو یا تثنیہ مؤنث) تو اس وقت اس کی اصل اِخْوَفَا ہوگی۔ اور اگر ماضی کا صیغہ ہو تو اس کی اصل خَوِفَا ہوگی اسی طرح امر حاضر کے جمع مذکر کا صیغہ بھی خَافُوْا ہے اور ماضی معلوم کے جمع مذکر غائب کا صیغہ بھی خَافُوْا ہے لیکن اصل کے اعتبار سے فرق ہے کہ خَافُوْا صیغہ جمع مذکر امر حاضر اصل میں اِخْوَفُوْا تھا اور خَافُوْا صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی اصل میں خَوِفُوْا تھا۔

امر حاضر معروف با نون ثقیلہ، خَافَنَّ تا آخر الف کہ در خَفْ افتادہ بود بسبب نماندن اجتماع ساکنین باز آمدہ صیغ نہی و لَم و لَن و لام امر بر زبان باید آورد و اعلال آں باصول محررہ تقریر باید کرد۔

ترجمہ:...... امر حاضر معلوم مؤکد بنون تاکید ثقیلہ خَافَنَّ خَافَانِّ خَافُنَّ خَافِنَّ خَفْنَانِّ، خَفْ میں جو الف (اجتماع ساکنین کی وجہ سے) گر گیا تھا (وہ الف) اجتماع ساکنین باقی نہ رہنے کی وجہ سے (خَافَنَّ میں) واپس آ گیا: نہی، نفی جحد بلم، نفی تاکید بلن اور لام امر کے صیغوں کو زبان پر لانا چاہئے (یعنی ان کی گردان کر لینی چاہئے) اور ان کی تعلیلات تحریر شدہ قواعد کے مطابق بیان کرنی چاہئے۔

تشریح و تحقیق

جو گردانیں متن میں مذکور نہیں وہ یہ ہیں۔

فعل نفی معلوم مؤکد بلن ناصبہ:...... لَنْ يَّخَافَ لَنْ يَّخَافَا لَنْ يَّخَافُوْا لَنْ تَخَافَ لَنْ تَخَافَا لَنْ يَّخَفْنَ لَنْ تَخَافُوْا لَنْ تَخَافِيْ لَنْ تَخَفْنَ لَنْ اَخَافَ لَنْ نَّخَافَ.

مجہول:...... لَنْ يُّخَافَ لَنْ يُّخَافَا لَنْ يُّخَافُوْا الخ

فعل جحد معلوم:...... لَمْ يَخَفْ لَمْ يَخَافَا لَمْ يَخَافُوْا لَمْ تَخَفْ لَمْ تَخَافَا لَمْ يَخَفْنَ لَمْ تَخَافُوْا لَمْ تَخَافِيْ لَمْ تَخَفْنَ لَمْ اَخَفْ لَمْ نَخَفْ

مجہول:...... لَمْ يُخَفْ لَمْ يُخَافَا لَمْ يُخَافُوْا الخ

امر غائب معروف:...... لِيَخَفْ لِيَخَافَا لِيَخَافُوْا لِتَخَفْ لِتَخَافَا لِيَخَفْنَ لِاَخَفْ لِنَخَفْ

امر غائب معلوم با نون ثقیلہ:...... لِيَخَافَنَّ لِيَخَافَانِّ لِيَخَافُنَّ لِتَخَافَنَّ لِتَخَافَانِّ لِيَخَفْنَانِّ لِاَخَافَنَّ لِنَخَافَنَّ.

بانون خفیفہ:...... لِيَخَافَنْ لِيَخَافَنْ لِتَخَافَنْ لِاَخَافَنْ لِنَخَافَنْ

امر مجہول بانون ثقیلہ ......لِيُخَافَنَّ لِيُخَافَانِّ لِيُخَافُنَّ لِتُخَافَنَّ لِتُخَافَانِّ لِيُخَفْنَانِّ لِتُخَافُنَّ لِتُخَافِنَّ لِتُخَفْنَانِّ لِاُخَافَنَّ لِنُخَافَنَّ

بانون خفیفہ:...... لِيُخَافَنْ لِيُخَافُنْ لِتُخَافَنْ لِتُخَافُنْ لِتُخَافِنْ لِاُخَافَنْ لِنُخَافَنْ

نہی معروف:...... لَا يَخَفْ لَايَخَافَا لَايَخَافُوْا لَا تَخَفْ لَاتَخَافَا لَا يَخَفْنَ الخ

بانون ثقیلہ:...... لَايَخَافَنَّ لَايَخَافَانِّ لَايَخَافُنَّ لَاتَخَافَنَّ الخ

بانون خفیفہ:...... لَايَخَافَنْ لَايَخَافُنْ لَاتَخَافَنْ لَاتَخَافُنْ لَاتَخَافِنْ لَااَخَافَنْ لَانَخَافَنْ

نہی مجہول:...... لَايُخَفْ لَايُخَافَالَايُخَافُوْا الخ

بانون ثقیلہ:...... لَايُخَافَنَّ لَايُخَافَانِّ لَايُخَافُنَّ الخ

نہی مجہول بانون خفیفہ:...... لَايُخَافَنْ لَايُخَافُنْ لَاتُخَافَنْ لَاتُخَافُنْ لَاتُخَافِنْ لَااُخَافَنْ لَانُخَافَنْ

ان کی تعلیلات معمولی غور وفکر سے واضح ہیں ہر گردان کے کم از کم دو۲ چار صیغوں کی تعلیلات اور ان میں قواعد کا اجراء ضروری ہے لہٰذا اس کا اہتمام کیا جائے۔

فائدہ...... صیغ امر اجوف را از صیغ مہموز عین کہ دران بقاعدہ سَلْ ہمزہ حذف شدہ بہمیں وضع امتیاز باید کرد کہ در اجوف غیر واحد مذکر وجمع مؤنث ہمہ صیغہا عین باقی ے ماند چون قُوْلَا قُوْلُوْا قُوْلِيْ وَ بِيْعَا بِيْعُوْا بِيْعِيْ وَ خَافَا خَافُوْا خَافِيْ ودر نون ثقیلہ وخفیفہ ہم عین باز آید چون قُوْلَنَّ بِيْعَنَّ خَافَنَّ ودر مہموز عین در جمیع صیغ عین محذوف ماند چون زِرَا، زِرُوْا، زِرِيْ، و زِرَنَّ وسَلَاسَلُوْا سَلِيْ و سَلَنَّ

ترجمہ:...... فائدہ: اجوف کے امر کے صیغوں کا اُس مہموز العین کے صیغوں سے جن میں سل (یعنی يَسَلُ والا) قاعدہ کے مطابق ہمزہ حذف ہوا ہو اس طریقہ سے امتیاز کرنا چاہئے کہ اجوف (کے امر) میں واحد مذکر حاضر اور جمع مؤنث حاضر کے علاوہ باقی تمام صیغوں میں عین کلمہ باقی رہتا ہے جیسے قُوْلَا قُوْلُوْا قُوْلِيْ اور بِيْعَا بِيْعُوْا بِيْعِيْ اور خَافَا خَافُوْا خَافِيْ (ان سب میں عین کلمہ موجود ہے) اور (اجوف کے) نون ثقیلہ وخفیفہ (کے واحد مذکر حاضر) میں بھی عین کلمہ واپس آجاتا ہے جیسے قُوْلَنَّ بِيْعَنَّ خَافَنَّ اور مہموز العین کے تمام صیغوں میں عین کلمہ (یعنی ہمزہ) محذوف رہتا ہے جیسے زِرَا زِرُوْا زِرِيْ اور زِرَنَّ اور سَلَا سَلُوْا سَلِيْ اور سَلَنَّ۔

تشریح وتحقیق

اس فائدہ سے مقصود اجوف اور مہموز العین کے امر کے درمیان فرق بیان کرنا ہے کیونکہ مہموز العین کے امر میں یَسَلُ والا قاعدہ جاری کرنے کے بعد اجوف اور مہموز العین دونوں کے بعض صیغوں کی شکل ایک ہوجاتی ہے۔اور بظاہر پھر یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ مہموز ہے یا اجوف؟ جیسے زِرْ یہ مہموز کا امر ہے جو اصل میں اِزْئِرْ تھا لیکن بظاہر بِعْ کی طرح ہے جو کہ اجوف ہے اور لُمْ یہ بھی مہموز کا امر ہے اصل میں اُلْؤُمْ تھا لیکن بظاہر یہ قُلْ کی طرح ہے اور قُلْ اجوف ہے۔مصنفؒ نے ایک فرق تو یہ بیان فرمایا کہ اجوف کے امر میں واحد مذکر حاضر اور جمع مؤنث حاضر کے علاوہ باقی تمام صیغوں میں عین کلمہ موجود ہوتا ہے حذف نہیں ہوتا صرف واحد مذکر حاضر اور جمع مؤنث حاضر کے صیغوں میں عین کلمہ حذف ہوتا ہے جب کہ مہموز العین کے امر کے تمام صیغوں میں یَسَلُ والا قاعدہ جاری کرتے وقت عین کلمہ حذف ہوتا ہے۔

اجوف کی مثال جیسے قُوْلَا قُوْلُوْا قُوْلِیْ ،یہ اجوف واوی کا امر ہے نَصَرَ سے۔ان تمام صیغوں میں عین کلمہ یعنی واو موجود ہے صرف قُلْ (صیغہ واحد مذکر حاضر) اور قُلْنَ صیغہ جمع مؤنث حاضر میں عین کلمہ حذف ہوا ہے اسی طرح بِیْعَا بِیْعُوْا بِیْعِیْ یہ اجوف یائی کا امر ہے ضَرَبَ یَضْرِبُ سے ان تمام صیغوں میں عین کلمہ یعنی یاء موجود ہے صرف بِعْ اور بِعْنَ میں عین کلمہ حذف ہوا ہے اسی طرح خَافَا خَافُوْا خَافِیْ یہ اجوف واوی کا امر ہے سَمِعَ یسمع سے ان تمام صیغوں میں عین کلمہ یعنی واو موجود ہے صرف خَفْ ،اور خَفْنَ میں عین کلمہ حذف ہوا ہے اور مہموز کی مثالیں، جیسے زِرْ، زِرَا، زِرُوْا، زِرِیْ، زِرْنَ یہ ضرب یضرب سے مہموز العین کا امر ہے اصل میں اِزْئِرْ، اِزْئِرَا، اِزْئِرُوْا الخ تھے یَسَلُ والا قاعدہ سے ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دے کر ہمزہ کو حذف کیا اور ہمزہ وصلی بھی ضرورت باقی نہ رہنے کی وجہ سے حذف ہوا تو ان تمام صیغوں میں عین کلمہ یعنی ہمزہ محذوف ہے اسی طرح سَلْ، سَلَا، سَلُوْا، سَلِیْ، سَلْنَ، یہ فتح یفتح سے مہموز العین کا امر ہے اصل میں اِسْئَلْ اِسْئَلَا اِسْئَلُوْا الخ تھے یَسَلُ والا قاعدہ کے مطابق یہاں بھی تمام صیغوں میں ہمزہ حذف ہوا ہے کسی صیغہ میں موجود نہیں ہے اسی طرح لُمْ، لُمَا، لُمُوْا، لُمِیْ، لُمْنَ جو اصل میں اُلْؤُمْ اُلْؤُمَا الخ تھے۔

(۲)۔دوسرا فرق یہ ہے کہ اجوف کے امر کے ساتھ جب نون ثقیلہ یا نون خفیفہ لاحق ہوجائے تو واحد مذکر حاضر کے صیغہ میں جو عین کلمہ حذف ہوا تھا وہ بھی لوٹ کر آتا ہے جب کہ مہموز العین کے امر میں نون تاکید لگنے کے بعد بھی ہمزہ

محذوفہ واپس نہیں آتا۔اجوف کی مثال جیسے قُلْ سے قُولَنَّ کہ یہاں واؤ لوٹ کر آیا اور بِعْ سے بِیْعَنَّ کہ یہاں یاء لوٹ کر آ گئی اور خَفْ سے خَافَنَّ کہ یہاں الف واپس آ گیا۔مہموز العین کی مثال جیسے زِزْ سے زِزَنَّ اور سَلْ سے سَلَنَّ اور لُمْ سے لُمَنَّ کہ ان میں جو عین کلمہ (یعنی ہمزہ) حذف ہوا تھا وہ نون تاکید لگنے کے باوجود واپس نہیں آیا۔

اجوف یائی از سمع یسمع اَلنَّیْلُ یافتن نَالَ یَنَالُ نَیْلاً الخ اعلالات جملہ صیغش بقیاس آنچہ بیان کردہ ایم میتوان کرد وہم چنین از دیگر ابواب ثلاثی مجرد تصاریف وصیغ مے باید بر آورد

ترجمہ:……اجوف یائی از سَمِعَ یسمع اَلنَّیْلُ پانا، حاصل کرنا۔نَالَ یَنَالُ نَیْلاً فَهُوَ نَائِلٌ وَ نِیْلَ یُنَالُ نَیْلاً فَهُوَ مَنِیْلٌ الامر منہ نَلْ و النّھی عَنْہ لَاتَنَلْ الظَّرْ فُ مِنْہُ مَنَالٌ ،والا لۃ منہ مِنْیَلٌ وَمِنْیَلَۃٌ وَمِنْیَالٌ وتثنیتھمامَنَا لَانِ وَمِنْیَلَانِ والجمع منھما مَنَایِلُ وَمَنَایِیْلُ وافعل التفضیل المذکر منہ اَنْیَلُ والمؤنث منہ نُوْلٰی وتثنیتھما اَنْیَلَانِ وَنُوْ لَیَانِ والجمع منھمااَنْیَلُوْنَ وَاَنَایِلُ وَنُیَلٌ وَنُوْلَیَاتٌ ،اسکے تمام صیغوں کی تعلیلات ان (تعلیلات) پر قیاس کر کے کی جاسکتی ہیں جن کو ہم (ماقبل میں) بیان کر چکے ہیں اور اسی طرح ثلاثی مجرد کے دوسرے ابواب سے گردانیں اور صیغے نکال لینے چاہیے۔

تشریح و تحقیق

تعلیلات:

نَالَ اصل میں نَیِلَ تھا قَالَ بَاعَ والا قاعدہ کے مطابق یاء الف سے بدل گئی نِیْلَ ماضی مجہول اصل میں نُیِلَ تھا۔قیل بیع والا قاعدہ کے مطابق نون کو ساکن کر کے یاء کی حرکت اس کو دے دی اور اسی قیل والا قاعدہ کی دوسری صورت کے مطابق اس کو نُوْلَ پڑھنا بھی جائز ہے اور اس میں اشمام بھی جائز ہے۔یَنَالُ مضارع معلوم اصل میں یَنْیَلُ تھا یُقَالُ یُبَاعُ والا قاعدہ سے یاء کی حرکت ماقبل کو دے کر یاء کو الف سے بدل دیا۔یُنَالُ مضارع مجہول کی تعلیل بھی اسی طرح ہے نَائِلٌ اسم فاعل اصل میں نَایِلٌ تھا بَائِعٌ کی طرح تعلیل ہوئی۔مَنِیْلٌ اسم مفعول اصل میں مَنْیُوْلٌ تھا اس کی تعلیل مَبِیْعٌ کی طرح ہے۔نَلْ امر حاضر معلوم یا تو تَنَالُ سے بنا ہے یا تَنْیَلُ (اصل مضارع) سے۔خَفْ کی طرح اس کی تعلیل بھی دو طرح ہو سکتی ہے کما مر سابقا،مَنَالٌ اسم ظرف اصل میں مَنْیَلٌ تھا کیونکہ ثلاثی مجرد اجوف سے مضارع غیر مکسور العین کا اسم ظرف مَفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے پھر یقال یباع والا قاعدہ کے مطابق یاء کی حرکت ماقبل کو دیکر یاء کو الف سے بدل دیا اسم آلہ کے صیغوں میں حسب سابق قاعدہ نمبر ۸ جاری نہیں ہوتا۔مَنَایِلُ جمع مکسر اسم ظرف و اسم آلہ اور مَنَایِیْلُ جمع مکسر اسم آلہ اور اَنَایِلُ جمع مذکر مکسر اسم تفضیل میں شرائف والا قاعدہ جاری نہیں ہوتا کیونکہ اس میں

شرط ہے کہ الف مفاعل کے بعد والا حرف علت زائد ہو جب کہ یہاں یاء اصلی ہے عین کلمہ کے مقابلہ میں ہے۔ اُنَیْلُ اُنَیْلَانِ اُنَیْلُوْنَ اسم تفضیل مذکر کے صیغوں میں قاعدہ نمبر ۸ جاری نہیں ہوگا کیونکہ یہ اسم تفضیل مذکر کے صیغے ہیں اور قاعدہ نمبر ۸ میں اسم تفضیل مذکر نہ ہونا شرط ہے نُوْلٰی اسم تفضیل مؤنث اصل میں نُیْلٰی تھا مُوْسِرٌ والا قاعدہ کے مطابق یاء واو سے بدل گئی اسی طرح نُوْلَیَانِ نُوْلَیَاتٌ میں کہ یہ صیغے بھی اصل میں نُیْلَیَانِ اور نُیْلَیَاتٌ تھے۔ یاء واو سے بدل گئی ہے۔ اس کے علاوہ ان دونوں میں حُبْلَیَانِ حُبْلَیَاتٌ والا قاعدہ بھی جاری ہوا ہے کہ الف زائدہ یاء سے بدل گیا ہے۔

اس باب کی مزید گردانیں یہ ہیں۔

فعل ماضی معلوم:.......نَالَ نَالَا نَا لُوْا نَالَتْ نَالَتَا نِلْنَ نِلْتَ نِلْتُمَا الخ

ماضی مجہول:.......نِیْلَ نِیْلَا نِیْلُوْا نِیْلَتْ نِیْلَتَا نِلْنَ نِلْتَ الخ

مضارع معلوم:...... یَنَالُ یَنَالَانِ یَنَالُوْنَ تَنَالُ تَنَالَانِ یَنَلْنَ تَنَا لُوْنَ تَنَا لِیْنَ تَنَلْنَ اَنَالُ نَنَالُ

مضارع مجہول:.......یُنَالُ یُنَالَانِ یُنَالُوْنَ الخ

امر حاضر معلوم:.......نَلْ نَالَا نَالُوْا نَالِیْ نَلْنَ

امر حاضر معلوم بانون ثقیلہ:...... نَا لَنَّ نَالَانِّ نَالُنَّ نَا لِنَّ نَلْنَانِّ

امر حاضر معلوم بانون خفیفہ:......نَا لَنْ نَا لُنْ نَالِنْ

امر غائب معلوم:.......لِیَنَلْ لِیَنَالَا لِیَنَالُوْا لِتَنَلْ لِتَنَالَا لِیَنَلْنَ لِاَنَلْ لِنَنَلْ

امر مجہول:.......لِیُنَلْ لِیُنَالَا لِیُنَا لُوْا لِتُنَلْ الخ

ثلاثی مجرد سے اجوف کے چند اور باب یہ ہیں۔

اجوف واوی از نصر چوں کَانَ یَکُوْنُ، اجوف واوی از سمع چوں سَوِدَ یَسْوَدُ۔ اجوف واوی از شرُف چوں طَالَ یَطُوْلُ، اجوف یائی از ضرب چوں زَادَ یَزِیْدُ، طَارَ یَطِیْرُ وغیرہ۔

اجوف واوی از باب اِفتِعَال اَلاِقتِیَادُ کشیدن اِقتَادَ یَقتَادُ اِقتِیَادًا فَهُوَ مُقتَادٌ وَ اُقتِیدَ یُقتَادُ اِقتِیَادًا فَهُوَ مُقتَادٌ الامرُ مِنهُ اِقتَدْ وَ النَّهیُ عَنهُ لَا تَقتَدْ اَلظَّرفُ مِنهُ مُقتَادٌ اسم فاعل ومفعول بیک صورت شده لیکن اسم فاعل دراصل مُقتَوِدٌ بود بکسر واو: واسم مفعول مُقتَوَدٌ بفتح واو وظرف کہ ہموزن مفعول میباشد ہمبرین صورت ست صیغہ تثنیہ وجمع مذکر امر حاضر اِقتَادَا: اِقتَادُوا با تثنیہ وجمع مذکر غائب ماضی متحد ست مگر اصل ماضی بفتح واو است واصل امر کہ از مضارع ساختہ شدہ بکسر واوست برآوردن اعلال دیگر صیغ دشوار نیست اجوف یائی از باب اِفتِعال اَلاِختِیَارُ برگزیدن اِختَارَ یَختَارُ اِختِیَارًا الخ مثل اِقتَادَ یَقتَادُ

ترجمہ:...... اجوف واوی از باب افتعال اَلاِقتِیَادُ کھینچنا۔ اِقتَادَ یَقتَادُ الخ اسم فاعل اور اسم مفعول دونوں ایک صورت میں ہوئے لیکن اسم فاعل اصل میں مُقتَوِدٌ تھا واو کے کسرہ کے ساتھ اور اسم مفعول اصل میں مُقتَوَدٌ تھا واو کے فتحہ کے ساتھ اور اسم ظرف جو کہ مفعول کا ہموزن ہوتا ہے وہ بھی اسی صورت پر ہے (یعنی اصل میں مُقتَوَدٌ ہے) امر حاضر کے تثنیہ اور جمع مذکر کے صیغے اِقتَادَا (تثنیہ) اور اقتادوا (جمع مذکر) فعل ماضی کے تثنیہ مذکر غائب اور جمع مذکر غائب کے صیغوں کے ساتھ متحد ہیں مگر ماضی کی اصل واو کے فتحہ کے ساتھ ہے (یعنی اِقتَوَدَا اِقتَوَدُوا ہے) اور امر جو کہ مضارع سے بنا ہے۔ اس کی اصل واو کے کسرہ کے ساتھ ہے۔ (یعنی اِقتَوِدَا اِقتَوِدُوا) دوسرے صیغوں کی تعلیل نکال لینا مشکل نہیں۔

اجوف یائی از باب افتعال۔ الاختیار، پسند کرنا چن لینا اِختَارَ یَختَارُ اِختِیَارًا فَهُوَ مُختَارٌ وَ اُختِیرَ یُختَارُ اِختِیَارًا فَهُوَ مُختَارٌ الامر منہ اِختَرْ وَ النَّهیُ عَنهُ لَا تَختَرْ اَلظَّرفُ مِنهُ مُختَارٌ، مُختَارَانِ مُختَارَاتٌ۔ اِقتَادَ یَقتَادُ کی طرح۔

تشریح و تحقیق

تعلیلات:

اِقتَادَ اصل میں اِقتَوَدَ تھا قال باع والا قاعدہ سے واو کو الف سے بدل دیا۔ اُقتِیدَ ماضی مجہول اصل میں اُقتُوِدَ تھا قیل بیع والا قاعدہ کی پہلی صورت کے مطابق تاء کو ساکن کر کے واو کا کسرہ اس کو دیا تو اُقتِوْدَ بن گیا مِیعَادٌ والا قاعدہ سے واو کو یاء سے بدل دیا۔ اُقتِیدَ ہوا۔ اور قیل بیع والا قاعدہ کی دوسری صورت کے مطابق واو کی حرکت حذف کر کے اس کو اُقتُودَ پڑھنا بھی جائز ہے۔ اِقتِیَادٌ مصدر اصل میں اِقتِوَادٌ تھا۔ بقاعدہ نمبر ۱۳ یعنی قِیَامٌ اور حِیَاضٌ والا قاعدہ کے مطابق واو کو یاء سے بدل دیا کیونکہ واو مصدر کے عین کلمہ میں ماقبل مکسور ہو کر واقع ہوا اور اس کے فعل اِقتَادَ میں تعلیل ہوئی ہے۔ یَقتَادُ مضارع معلوم اصل میں یَقتَوِدُ تھا۔ اور یُقتَادُ مضارع مجہول اصل میں یُقتَوَدُ تھا قال

باع والا قاعدہ کے مطابق واؤ الف سے بدل گیا۔ اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف تینوں کے صیغے بظاہر ایک جیسے ہیں یعنی ہر ایک مُقْتَادٌ ہے باہمی امتیاز سیاق وسباق سے ہوگا البتہ اصل کے اعتبار سے فرق ہے کہ مُقْتَادٌ اسم فاعل اصل میں مُقْتَوِدٌ تھا اور مُقْتَادٌ اسم مفعول اور اسم ظرف کی صورت میں دراصل مُقْتَوَدٌ تھا۔ سب میں بقاعدہ قال باع واو الف سے بدل گیا۔ اِقْتَدْ امر حاضر معلوم اصل میں اِقْتَوِدْ تھا قال باع والا قاعدہ کے مطابق واو الف سے بدل گیا تو اِقْتَادْ بن گیا الف التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا۔ اسی طرح لَاتَقْتَدْ نہی معلوم اصل میں لَاتَقْتَوِدْ تھا بقاعدہ قال باع واو الف سے تبدیل ہو کر التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا۔

یہاں ہر گردان کے ایک ایک صیغہ کی تعلیل بتلادی گئی ہے اسی پر قیاس کرتے ہوئے باقی صیغوں کی تعلیلات کر لی جائیں۔

اس باب سے فعل ماضی معلوم کی گردان ۔اِقْتَادَ اِقْتَادَا اِقْتَادُوْا اِقْتَادَتْ اِقْتَادَتَا اِقْتَدْنَ اِقْتَدْتَ اِقْتَدْتُمَا اِقْتَدْتُمْ اِقْتَدْتِ اِقْتَدْتُنَّ اِقْتَدْ تُّ اِقْتَدْنَا

ماضی مجہول:..... اُقْتِيْدَ اُقْتِيْدَا اُقْتِيْدُوْا اُقْتِيْدَتْ اُقْتِيْدَتَا اُقْتِدْنَ اُقْتِدْتَّ ......الخ

مضارع معلوم :... يَقْتَادُ يَقْتَادَانِ يَقْتَادُوْنَ تَقْتَادُ تَقْتَادَانِ يَقْتَدْنَ تَقْتَادُوْنَ تَقْتَادِيْنَ تَقْتَدْنَ اَقْتَادُ نَقْتَادُ

مضارع مجہول: ... يُقْتَادُ ....الخ

اسم فاعل:...... مُقْتَادٌ مُقْتَادَانِ مُقْتَادُوْنَ مُقْتَادَةٌ مُقْتَادَتَانِ مُقْتَادَاتٌ.

اسی طرح اسم مفعول اور اسم ظرف کی گردان ہے۔

فعل جحد معلوم :......لَمْ يَقْتَدْ لَمْ يَقْتَادَا لَمْ يَقْتَادُوْا لَمْ تَقْتَدْ لَمْ تَقْتَادَا لَمْ يَقْتَدْنَ لَمْ تَقْتَادُوْا لَمْ تَقْتَادِیْ لَمْ تَقْتَدْنَ لَمْ اَقْتَدْ لَمْ نَقْتَدْ

فعل جحد مجہول:......لَمْ يُقْتَدْ لَمْ يُقْتَادَا لَمْ يُقْتَادُوْا لَمْ تُقْتَدْ الخ

امر حاضر معلوم:...... اِقْتَدْ اِقْتَادَا اِقْتَادُوْا اِقْتَادِیْ اِقْتَدْنَ .

امر حاضر معلوم مؤکد بنون تاکید ثقیلہ:.....اِقْتَادَنَّ اِقْتَادَانِّ اِقْتَادُنَّ اِقْتَادِنَّ اِقْتَدْنَانِّ .

امر حاضر معلوم مؤکد بنون خفیفہ:..... اِقْتَادَنْ اِقْتَادُنْ اِقْتَادِنْ اسی طرح باقی گردان سمجھ لیجئے۔

اَلْاِخْتِيَارُ ، یہ ثلاثی مزید فیہ سے اجوف کا دوسرا باب ہے ۔

سوال:......اِخْتِيَارٌ میں یُقَالُ یُبَاعُ والا قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوتا؟
جواب:...... یُقَالُ یُبَاعُ والا قاعدہ میں شرط یہ ہے کہ واو اور یاء ماقبل ساکن ہوں یہاں یاء ماقبل ساکن نہیں ہے۔

تعلیلات:

اِخْتَارَ اصل میں اِخْتَيَرَ تھا قال باع والا قاعدہ کے مطابق یاء الف سے بدل گئی۔ اُخْتِيْرَ ماضی مجہول اصل میں اُخْتُيِرَ تھا قیل بیع والا قاعدہ کی پہلی صورت کے مطابق تاء کو ساکن کر کے یاء کا کسرہ اس کو دیا تو اُخْتِيْرَ بن گیا اور قیل بیع والا قاعدہ کی دوسری صورت کے مطابق یاء کی حرکت حذف کر کے مُوْسِرٌ والا قاعدہ سے یاء کو واو سے بدل کر اس کو اُخْتُوْرَ پڑھنا بھی جائز ہے جیسا کہ ماقبل میں گذرا ہے۔ یَخْتَارُ مضارع معلوم اصل میں یَخْتَيِرُ تھا اور یُخْتَارُ مضارع مجہول اصل میں یُخْتَيَرُ تھا قال باع والا قاعدہ کے مطابق یاء الف سے بدل گئی۔ اس باب میں بھی اسم فاعل اسم مفعول اسم ظرف تینوں کے صیغے بظاہر ایک جیسے ہیں یعنی ہر ایک کا صیغہ مُخْتَارٌ ہے البتہ اصل کے اعتبار سے فرق ہے کہ مُخْتَارٌ اسم فاعل اصل میں مُخْتَيِرٌ تھا (بکسر الیاء) اور مُخْتَارٌ اسم مفعول اور اسم ظرف اصل میں مُخْتَيَرٌ تھا (بفتح الیاء) پھر قال باع والا قاعدہ کے مطابق سب میں یاء کو الف سے بدل دیا۔ اِخْتَرْ امر حاضر معلوم اصل میں اِخْتَيِرْ تھا قال باع والا قاعدہ کے مطابق یاء الف سے بدل گئی پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے الف حذف ہوا تو اِخْتَرْ بن گیا، اس طرح لَاتَخْتَرْ نہی معلوم لَاتَخْتَيِرْ تھا مذکورہ طریقہ سے تعلیل ہوئی ہے۔

تصاریف (گردانیں)

فعل ماضی معلوم:...... اِخْتَارَ اِخْتَارَا اِخْتَارُوْا اِخْتَارَتْ اِخْتَارَتَا اِخْتَرْنَ اِخْتَرْتَ اِخْتَرْتُمَا اِخْتَرْتُمْ الخ

ماضی مجہول:......اُخْتِيْرَ اُخْتِيْرَا اُخْتِيْرُوْا اُخْتِيْرَتْ اُخْتِيْرَتَا اُخْتِرْنَ اُخْتِرْتَ اُخْتِرْتُمَا الخ

مضارع معلوم:...... یَخْتَارُ یَخْتَارَانِ یَخْتَارُوْنَ تَخْتَارُ تَخْتَارَانِ یَخْتَرْنَ تَخْتَارُوْنَ تَخْتَارِیْنَ تَخْتَرْنَ اَخْتَارُ نَخْتَارُ.

مضارع مجہول:...... یُخْتَارُ یُخْتَارَانِ یُخْتَارُوْنَ...... الخ

اسم فاعل:...... مُخْتَارٌ مُخْتَارَانِ مُخْتَارُوْنَ مُخْتَارَةٌ مُخْتَارَتَانِ مُخْتَارَاتٌ وهكذا الاسم المفعول والظرف.

امر حاضر معلوم:......اِخْتَرْ اِخْتَارَا اِخْتَارُوْا اِخْتَارِیْ اِخْتَرْنَ

امر حاضر معلوم بانون ثقیلہ:......اِخْتَارَنَّ اِخْتَارَانِّ اِخْتَارُنَّ اِخْتَارِنَّ اِخْتَرْنَانِّ

امر حاضر معلوم بانون خفیفہ:......اِخْتَارَنْ اِخْتَارُنْ اِخْتَارِنْ، باقی گردانیں انہی پر قیاس کرلیں۔

سوال:......اِخْتَرْنَ کونسا صیغہ ہے؟

جواب:......اس میں دو صیغوں کا احتمال ہے۔

(۱) صیغہ جمع مؤنث از امر حاضر معلوم اس صورت میں اس کی اصل اِخْتَيِرْنَ ہوگی (یاء کے کسرہ کے ساتھ) (۲) صیغہ جمع مؤنث غائب از فعل ماضی معلوم اس صورت میں اس کی اصل اِخْتَيَرْنَ ہوگی (بفتح الیاء)

اجوف واوی از باب استفعال اَلْاِسْتِقَامَةُ استوار شدن اِسْتَقَامَ يَسْتَقِيْمُ اِسْتِقَامَةً فَهُوَ مُسْتَقِيْمٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِسْتَقِمْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تَسْتَقِمْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُسْتَقَامٌ. اِسْتَقَامَ دراصل اِسْتَقْوَمَ بود بقاعدہ ۸ حرکت واو بماقبل دادہ واو را الف کردند يَسْتَقِيْمُ دراصل يَسْتَقْوِمُ بود بعد نقل حرکتِ واو بماقبل واو بقاعدہ ۳ یاء شد اِسْتِقَامَةً دراصل علی ماھو المشہور اِسْتِقْوَامًا بود بعد اعمال قاعدہ يُقَالُ الف بالتقائے ساکنین افتاد وتا درآخر برائے عوض افزودند اِسْتِقَامَةً شد مُسْتَقِيْمٌ دراصل مُسْتَقْوِمٌ بود مثل يَسْتَقِيْمُ درآں تعلیل کردند درامر ونہی و دیگر صیغ مضارع مجزوم عین بالتقائے ساکنین افتادہ وھکذا در يَسْتَقِمْنَ و تَسْتَقِمْنَ وآں محذوف بوقت لحوق نون ثقیلہ وخفیفہ درامر ونہی باز آید اِسْتَقِيْمَنَّ وَلَا تَسْتَقِيْمَنَّ گویند اجوف یائی از باب اِسْتِفْعَال اَلْاِسْتِخَارَةُ طلب خیر کردن اِسْتَخَارَ يَسْتَخِيْرُ تا آخر چوں اِسْتَقَامَ يَسْتَقِيْمُ

ترجمہ:......اجوف یائی از باب استفعال اَلْاِسْتِقَامَةُ سیدھا ہونا مضبوط ہونا، اِسْتَقَامَ يَسْتَقِيْمُ الخ اِسْتَقَامَ اصل میں اِسْتَقْوَمَ تھا بقاعدہ نمبر ۸ واو کی حرکت ماقبل کو دیکر واو کو الف بنادیا۔ يَسْتَقِيْمُ اصل میں يَسْتَقْوِمُ تھا (بقاعدہ نمبر ۸) واو کی حرکت ماقبل کی طرف منتقل ہونے کے بعد واو بقاعدہ نمبر ۳ (یعنی مِيْعَادٌ والا قاعدہ کے مطابق) یاء سے بدل گیا۔ اِسْتِقَامَةٌ مصدر مشہور قول کے مطابق اِسْتِقْوَامًا تھا یقال کے قاعدہ کو استعمال کرنے کے بعد الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا اور (الف محذوفہ کے) عوض کے طور پر آخر میں تاء بڑھادی اِسْتِقَامَةٌ ہوا مُسْتَقِيْمٌ اصل میں مُسْتَقْوِمٌ تھا يَسْتَقِيْمُ کی طرح اس میں تعلیل کی (یعنی واو کی حرکت ماقبل کو دیکر میعاد والا قاعدہ کے مطابق واو یاء سے بدل گیا) امر نہی اور مضارع مجزوم کے دوسرے صیغوں میں عین کلمہ (یعنی واو) اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا ہے اور اسی طرح (یعنی مضارع مجزوم کی طرح) يَسْتَقِمْنَ تَسْتَقِمْنَ میں ہوا (یعنی عین کلمہ التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا ہے) اور وہ محذوف (یعنی عین کلمہ) امر اور نہی کے صیغوں میں نون ثقیلہ وخفیفہ لگنے کے وقت واپس آجاتا ہے اِسْتَقِيْمَنَّ اور لَا تَسْتَقِيْمَنَّ کہتے ہیں (کیونکہ اس وقت حذف کا سبب یعنی اجتماع ساکنین باقی نہیں رہتا)

اجوف یائی از باب استفعال اَلْاِسْتِخَارَۃُ، خیر و بھلائی طلب کرنا اِسْتَخَارَ یَسْتَخِیْرُ اِسْتِخَارَۃً فَھُوَ مُسْتَخِیْرٌ الامر منہ اِسْتَخِرْ والنھی عنہ لَا تَسْتَخِرْ الظرف منہ مُسْتَخَارٌ مُسْتَخَارَانِ مُسْتَخَارَاتٌ استقام یستقیم کی طرح۔

تشریح و تحقیق

قولہ علی ما ھو المشھور الخ۔ اس سے اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اس کی اصل کے متعلق اختلاف ہے مشہور قول کے مطابق تو یہ اصل میں اِسْتِقْوَامٌ تھا یقال والا قاعدہ کے مطابق واو کی حرکت قاف کو دے کر واو کو الف سے بدل دیا تو دو[۲] الف ساکن جمع ہو گئے ان میں سے ایک الف کو حذف کیا (عند البعض الف اول جیسے کہ امام خفش کا مذہب ہے اور مصنف کے نزدیک بھی راجح یہی ہے اور عند البعض الف ثانی کو حذف کیا جیسے کہ امام سیبویہ کا مذہب ہے) پھر الف محذوفہ کے عوض آخر میں تاء بڑھادی۔ اور بعض صرفیوں کے نزدیک اس کی اصل اِسْتِقْوَمَۃٌ ہے جس کی پوری تفصیل افادات کے باب میں آرہی ہے۔

قولہ در امر و نہی و دیگر صیغ مضارع مجزوم الخ۔ امر کی مثال جیسے اِسْتَقِمْ یہ اصل میں اِسْتَقْوِمْ تھا بقاعدہ نمبر ۸ واو کی حرکت ماقبل کو دے کر میعادٌ والا قاعدہ کے مطابق واو یاء سے بدل گیا اِسْتَقِیْمْ بن گیا پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے یاء جو کہ عین کلمہ ہے حذف ہوگئی۔

نہی کی مثال جیسے لَا تَسْتَقِمْ جو اصل میں لَا تَسْتَقْوِمْ تھا اس میں بھی اِسْتَقِمْ کی طرح تعلیل ہوئی تو اجتماع ساکنین کی وجہ سے عین کلمہ حذف ہوا اسی طرح لَمْ یَسْتَقِمْ لِیَسْتَقِمْ وغیرہ۔

قولہ وھکذا در یَسْتَقِمْنَ الخ ۔ یعنی مضارع کے جمع مؤنث غائب و حاضر کے صیغوں میں بھی عین کلمہ التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا ہے جیسے یَسْتَقِمْنَ تَسْتَقِمْنَ جو اصل میں یَسْتَقْوِمْنَ تَسْتَقْوِمْنَ تھے بقاعدہ نمبر ۸ واو کی حرکت ماقبل قاف کو دے دی پھر میعاد والا قاعدہ کے مطابق واو یاء سے بدل گیا تو دو[۲] ساکن جمع ہو گئے یاء اور میم، تو اجتماع ساکنین کی وجہ سے عین کلمہ یعنی یاء حذف ہوگئی۔

باب استفعال کے مذکورہ مادہ (یعنی اِسْتِقَامَۃٌ اور اِسْتِخَارَۃٌ) اکثر متعدی استعمال نہیں ہوتے اس لئے مصنف نے مجہول اور مفعول کے صیغے ذکر نہیں کئے۔

گردانیں:

اِسْتِقَامَۃٌ سے فعل ماضی، اِسْتَقَامَ اِسْتَقَامَا اِسْتَقَامُوْا اِسْتَقَامَتْ اِسْتَقَامَتَا اِسْتَقَمْنَ اِسْتَقَمْتَ

اِسْتَقَمْتُمَا اِسْتَقَمْتُمْ-الخ۔

مضارع معلوم :...... يَسْتَقِيمُ يَسْتَقِيمَانِ يَسْتَقِيمُوْنَ تَسْتَقِيمُ تَسْتَقِيمَانِ يَسْتَقِمْنَ تَسْتَقِيمُوْنَ تَسْتَقِيمِيْنَ تَسْتَقِمْنَ اَسْتَقِيمُ نَسْتَقِيمُ

فعل جحد معلوم:...... لَمْ يَسْتَقِمْ لَمْ يَسْتَقِيمَا لَمْ يَسْتَقِيمُوْا،لَمْ تَسْتَقِمْ لَمْ تَسْتَقِيمَالَمْ يَسْتَقِمْنَ لَمْ تَسْتَقِيمُوْا لَمْ تَسْتَقِيمِي لَمْ تَسْتَقِمْنَ لَمْ اَسْتَقِمْ لَمْ نَسْتَقِمْ

امر حاضر معلوم:...... اِسْتَقِمْ اِسْتَقِيمَا اِسْتَقِيمُوْا اِسْتَقِيمِي اِسْتَقِمْنَ ۔

امر حاضر معلوم بانون ثقیلہ:...... اِسْتَقِيمَنَّ اِسْتَقِيمَانِّ اِسْتَقِيمُنَّ اِسْتَقِيمِنَّ اِسْتَقِمْنَانِّ

نہی معلوم:...... لَا يَسْتَقِمْ لَا يَسْتَقِيمَا لَا يَسْتَقِيمُوْا الخ

نہی معلوم بانون ثقیلہ:...... لَا يَسْتَقِيمَنَّ لَا يَسْتَقِيمَانِّ لَا يَسْتَقِيمُنَّ الخ

نہی معلوم با نون خفیفہ :...... لَايَسْتَقِيمَنْ لَا يَسْتَقِيمُنْ لَاتَسْتَقِيمَنْ لَاتَسْتَقِيمُنْ لَاتَسْتَقِيمِنْ لَااَسْتَقِيمَنْ لَا نَسْتَقِيمَنْ

الاستخارة کی تعلیلات:

اِسْتَخَارَ اصل میں اِسْتَخْيَرَ تھا۔ بقاعدہ نمبر ۸ یاء کی حرکت ماقبل کو دے کر یاء کو الف بنا دیا۔ يَسْتَخِيْرُ اصل میں يَسْتَخْيِرُ تھا۔ بقاعدہ نمبر ۸ یاء کی حرکت ماقبل کو دے دی اس طرح مُسْتَخِيْرٌ اسم فاعل اصل میں مُسْتَخْيِرٌ تھا یاء کی حرکت ماقبل کو دیدی گئی ۔اِسْتِخَارَةٌ مصدر اِسْتِقَامَةٌ کی طرح مشہور قول کے مطابق اصل میں اِسْتِخْيَارٌ تھا اس کی تعلیل بھی اِسْتِقَامَةٌ کی طرح ہے۔اور بعض کے نزدیک یہ اصل میں اِسْتِخْيَرَةٌ تھا۔

اِسْتَخِرْ امر حاضر معلوم اصل میں اِسْتَخْيِرْ تھا یاء کی حرکت ماقبل کو دے دی پھر التقاءِ ساکنین کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی اسی طرح باقی صیغوں کی تعلیلات سمجھ لیں۔

چند گردانیں:

فعل ماضی معلوم:......اِسْتَخَارَ اِسْتَخَارَا اِسْتَخَارُوْا اِسْتَخَارَتْ اِسْتَخَارَتَا اِسْتَخَرْنَ اِسْتَخَرْتَ اِسْتَخَرْتُمَا اِسْتَخَرْتُمْ الخ

مضارع معلوم :...... يَسْتَخِيْرُ يَسْتَخِيْرَانِ يَسْتَخِيْرُوْنَ تَسْتَخِيْرُ تَسْتَخِيْرَانِ يَسْتَخِرْنَ

تَسْتَخِيْرُوْنَ تَسْتَخِيْرِيْنَ تَسْتَخِرْنَ اَسْتَخِيْرُ نَسْتَخِيْرُ

امر حاضر معلوم:...... اِسْتَخِرْ اِسْتَخِيْرَا اِسْتَخِيْرُوْا اِسْتَخِيْرِيْ اِسْتَخِرْنَ

امر حاضر معلوم بانون ثقیلہ:...... اِسْتَخِيْرَنَّ اِسْتَخِيْرَانِّ اِسْتَخِيْرُنَّ اِسْتَخِيْرِنَّ اِسْتَخِرْنَانِّ

امر حاضر معلوم بانون خفیفہ:...... اِسْتَخِيْرَنْ اِسْتَخِيْرُنْ اِسْتَخِيْرِنْ اسی طریقہ پر باقی گردانیں کر لی جائیں۔

اجوف واوی از باب افعال اَقَامَ يُقِيْمُ اِقَامَةً فَهُوَ مُقِيْمٌ وَاُقِيْمَ يُقَامُ اِقَامَةً فَهُوَ مُقَامٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اَقِمْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تُقِمْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُقَامٌ اعلالات صیغ این باب بعینہ اعلالات اِسْتَقَامَ يَسْتَقِيْمُ ہست

ترجمہ:...... اجوف واوی از باب افعال اَقَامَ يُقِيْمُ الخ اس باب کے صیغوں کی تعلیلات بعینہ اِسْتَقَامَ يَسْتَقِيْمُ کی تعلیلات ہیں۔

تشریح و تحقیق

اَلْاِقَامَةُ بمعنی سیدھا کرنا، شاید کتابت کی غلطی کی بناء پر مصدر کا معنی لکھنے سے رہ گیا ہے، ورنہ مصنف کی عادت ہے کہ پہلے مصدر اور اس کا معنی بیان کر دیتے ہیں اس کے بعد صرف صغیر ہوتی ہے۔

تعلیلات:

اَقَامَ اصل میں اَقْوَمَ تھا بقاعدہ نمبر ۸ واو کی حرکت ماقبل کو دے کر اس کو الف سے بدل دیا۔ اُقِيْمَ ماضی مجہول اصل میں اُقْوِمَ تھا بقاعدہ نمبر ۸ واو کی حرکت ماقبل قاف کو دے دی پھر مِیْعَادٌ والا قاعدہ کے مطابق واو یاء سے بدل گیا يُقِيْمُ اصل میں يُقْوِمُ تھا اس کی تعلیل اُقِيْمَ کی طرح ہے يُقَامُ اصل میں يُقْوَمُ تھا بقاعدہ نمبر ۸ واو کی حرکت ماقبل کو دے کر اس کو الف بنا دیا اِقَامَةٌ کی اصل میں دو[۲] قول ہیں اِسْتِقَامَةٌ کی طرح۔ مشہور قول کے مطابق یہ اصل میں اِقْوَامٌ تھا اور دوسرے قول کے مطابق اِقْوَمَةٌ تھا تعلیل واضح ہے۔ مُقِيْمٌ اسم فاعل اصل میں مُقْوِمٌ تھا اس کی تعلیل مُسْتَقِيْمٌ کی طرح ہے مُقَامٌ اسم مفعول اور اسم ظرف اصل میں مُقْوَمٌ تھا اس کی تعلیل مُسْتَقَامٌ کی طرح ہے۔ اَقِمْ امر حاضر معلوم اصل میں اَقْوِمْ تھا اس کی تعلیل اِسْتَقِمْ کی طرح ہے اس طرح باقی تعلیلات سمجھ لیجئے۔

گردانیں

فعل ماضی معلوم:...... اَقَامَ اَقَامَا اَقَامُوْا اَقَامَتْ اَقَامَتَا اَقَمْنَ اَقَمْتَ اَقَمْتُمَا اَقَمْتُمْ اَقَمْتِ اَقَمْتُنَّ اَقَمْتُ اَقَمْنَا

ماضی مجہول:...... اُقِيمَ اُقِيمَا اُقِيمُوا اُقِيمَتْ اُقِيمَتَا اُقِمْنَ الخ

مضارع معلوم:...... يُقِيمُ يُقِيمَانِ يُقِيمُونَ تُقِيمُ تُقِيمَانِ يُقِمْنَ تُقِيمُونَ تُقِيمِينَ تُقِمْنَ اُقِيمُ نُقِيمُ

مضارع مجہول:...... يُقَامُ يُقَامَانِ يُقَامُونَ تُقَامُ تُقَامَانِ يُقَمْنَ تُقَامُونَ تُقَامِينَ تُقَمْنَ اُقَامُ نُقَامُ

امر حاضر معلوم:...... اَقِمْ اَقِيمَا اَقِيمُوا اَقِيمِي اَقِمْنَ

امر حاضر معلوم بانون ثقیلہ:...... اَقِيمَنَّ اَقِيمَانِّ اَقِيمُنَّ اَقِيمِنَّ اَقِمْنَانِّ

امر حاضر معلوم بانون خفیفہ:...... اَقِيمَنْ اَقِيمُنْ اَقِيمِنْ

اسم فاعل:...... مُقِيمٌ مُقِيمَانِ مُقِيمُونَ مُقِيمَةٌ مُقِيمَتَانِ مُقِيمَاتٌ

اسم مفعول:...... مُقَامٌ مُقَامَانِ مُقَامُونَ مُقَامَةٌ مُقَامَتَانِ مُقَامَاتٌ

ثلاثی مزید فیہ اجوف کے باقی ابواب، اور رباعی کے ابواب کی گردانیں صحیح کی گردانوں کی طرح ہیں اس لئے مصنف نے ان سے تعارض نہیں کیا۔

قسم چہارم درصرف ناقص ولفیف، ناقص واوی از نَصَرَ يَنْصُرُ اَلدُّعَاءُ وَالدَّعْوَةُ خواستن دَعَا يَدْعُو دُعَاءً وَدَعْوَةً فَهُوَ دَاعٍ وَدُعِيَ يُدْعٰى دُعَاءً وَدَعْوَةً فَهُوَ مَدْعُوٌّ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اُدْعُ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَا تَدْعُ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَدْعًى وَالْاٰلَةُ مِنْهُ مِدْعًى وَمِدْعَاةٌ وَمِدْعَاءٌ وَتَثْنِيَتُهُمَا مَدْعَيَانِ وَمِدْعَيَانِ، وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا مَدَاعٍ وَمَدَاعِيُّ وَافْعَلُ التَّفْضِيلِ مِنْهُ اَدْعٰى وَالْمُؤَنَّثُ مِنْهُ دُعْيٰى وَتَثْنِيَتُهُمَا اَدْعَيَانِ وَدُعْيَيَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا اَدْعَوْنَ وَاَدَاعٍ وَدُعًى وَدُعْيَيَاتٌ در مَدْعًى ظرف ومِدْعًى آلہ واو کہ بقاعدہ ۷ الف شدہ بود بسبب اجتماع ساکنین باتنوین بیفتاد واگر درین ہر دو صیغہ بسبب الف ولام یا اضافت تنوین نباشد الف حذف نشود چون اَلْمَدْعٰى وَالْمِدْعٰى وَمَدْعَاكُمْ وَمِدْعَاكُمْ و در مِدْعَاءٌ بقاعدہ [19] واو ہمزہ شدہ مثل دُعَاءٌ مصدر ودر مَدَاعٍ جمع ظرف، آلہ واَدَاعٍ جمع مذکر اسم تفضیل تعمیل قاعدہ [25] شدہ ودر مَدْعَيَانِ ومِدْعَيَانِ تثنیہ ظرف وآلہ واَدْعَيَانِ تثنیہ اسم تفضیل ومَدَاعِيُّ جمع آلہ واو بقاعدہ [20] ودر دُعْيٰى بقاعدہ [26] یا شدہ ودر دُعْيَيَانِ ودُعْيَيَاتٌ الف بقاعدہ [22] یا شدہ وہم چنین ہر جا درین ہر دو صیغہ

ترجمہ:...... چوتھی قسم ناقص اور لفیف کی گردان میں۔ ناقص واوی از باب نَصَرَ يَنْصُرُ الدُّعاء والدَّعْوَة مانگنا، بلانا، پکارنا، دعا

يدعو دعاء الخ ،مَدْعًى اسم ظرف اور مِدْعًى اسم آلہ میں جو واو قاعدہ نمبر ۷ یعنی قال باع والا قاعدہ سے الف ہو گیا تھا وہ تنوین کے ساتھ اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا۔ اگر ان دونوں صیغوں میں الف لام یا اضافت کی وجہ سے تنوین نہ ہو تو پھر الف حذف نہیں ہوتا جیسے اَلْمَدْعٰی اور اَلْمِدْعٰی (الف لام داخل ہونے کی مثال) اور مَدْعَاکُمْ ،اور مِدْعَاکُمْ ،(مضاف ہونے کی مثال ہے) اور مِدْعَاءٌ اسم آلہ میں دُعَاءٌ مصدر کی طرح بقاعدہ نمبر ۱۹ یعنی دُعَاءٌ والا قاعدہ سے واو ہمزہ ہو گیا ہے (کہ اصل میں مِدْعَاوٌ تھا واو الف زائدہ کے بعد طرف کلمہ میں واقع ہونے کی وجہ سے ہمزہ سے بدل گیا) اور مَدَاعٍ اسم ظرف اور اسم آلہ کی جمع میں اور اَدَاعٍ اسم تفضیل مذکر کی جمع میں قاعدہ نمبر ۲۵ (یعنی جَوَارٍ والا قاعدہ) کی تعمیل ہوئی ہے۔ مَدْعَیَانِ تثنیہ اسم ظرف اور مِدْعَیَانِ تثنیہ اسم آلہ ،اور اَدْعَیَانِ تثنیہ مذکر اسم تفضیل میں اور مَدَاعِیُّ جمع اسم آلہ میں بقاعدہ نمبر ۲۰ (یعنی یُدْعٰی والا قاعدہ سے) اور دُعْیٰی میں ۲۶ نمبر قاعدہ سے واو یاء سے تبدیل ہوا ہے اور دُعْیَیَانِ دُعْیَیَاتٌ میں بقاعدہ نمبر ۲۲ یعنی حُبْلَیَانِ حُبْلَیَاتٌ والا قاعدہ سے الف یاء ہو گیا ہے (کیونکہ دُعْیٰی کا الف زائدہ۔ تثنیہ اور جمع مؤنث سالم کے الف سے پہلے واقع تھا) اور اسی طرح ہر جگہ ان دو ۲ صیغوں میں ہوتا ہے (یعنی اسم تفضیل مؤنث کے تثنیہ اور جمع سالم میں ہر جگہ یہی قاعدہ نمبر ۲۲ جاری ہوتا ہے چاہے صحیح ہو یا معتل۔ جیسے ضُرْبَیَانِ، ضُرْبَیَاتٌ، نُصْرَیَانِ، نُصْرَیَاتٌ وغیرہ)

تشریح و تحقیق

فصل دوم پانچ قسموں پر مشتمل تھی ان میں سے یہ چوتھی قسم ہے۔ جو ناقص اور لفیف کی گردان کے بیان میں ہے۔ پہلے ناقص کی گردانیں ہیں پھر لفیف کی۔

قولہ در مَدْعًى اسم ظرف الخ ۔ مصنف نے اختصار سے کام لیا ہے ورنہ اصل تعلیل یہ ہے کہ مَدْعًى اسم ظرف در اصل مَدْعَوٌ تھا (کیونکہ ثلاثی مجرد سے ناقص کا اسم ظرف ہمیشہ مَفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے) اور مِدْعًى اسم آلہ اصل میں مِدْعَوٌ تھا واو چوتھی جگہ پر واقع ہے اور اس سے پہلے ضمہ اور واو ساکن نہیں ہے تو یُدْعٰی والا قاعدہ سے اس واو کو یاء سے بدل دیا تو مَدْعَیٌ اور مِدْعَیٌ ہوا پھر بقاعدہ قَالَ بَاعَ یاء الف سے بدل گئی۔ اب دو ۲ ساکن جمع ہو گئے۔ الف اور تنوین۔ تو مدہ ہونے کی وجہ سے الف حذف ہوا۔ پھر اگر اسم ظرف اور اسم آلہ کے ان صیغوں پر الف لام داخل ہو جائے یا ان کو مضاف بنا دیا جائے تو ان دونوں صورتوں میں لام کلمہ کا الف حذف نہیں ہوگا اس لئے کہ الف لام داخل ہونے کی صورت میں یا مضاف ہونے کی صورت میں آخر سے تنوین حذف ہو جاتی ہے اور جب تنوین موجود نہ ہو تو اجتماع ساکنین باقی نہیں رہتا جس کی وجہ سے الف حذف ہوا تھا لہٰذا سبب حذف باقی نہیں رہا۔ جیسے اَلْمَدْعٰی یہ اس اسم ظرف کی مثال ہے جس پر الف لام داخل ہے اور اَلْمِدْعٰی یہ اسم آلہ کی مثال ہے جس پر الف لام ہے۔ تو دونوں

کے آخر میں الف موجود ہے حذف نہیں ہوا مضاف ہونے کی مثال جیسے مَدْعَاکُمْ یہ اسم ظرف ہے اور مِدْعَاکُمْ ،یہ اسم آلہ ہے۔

مِدْعَاۃٌ اسم آلہ اصل میں مِدْعَوَۃٌ تھا بقاعدہ یُدْعٰی واو یاء سے بدل گیا پھر بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی مِدْعَاۃٌ بن گیا۔

سوال: ...... مِدْعَاءٌ اسم آلہ کا تثنیہ کیا ہے؟

جواب: ...... اس کا تثنیہ مِدْعَاءَانِ ہے اور الف ممدودہ کے قاعدہ کی رو سے اس کو مِدْعَاوَانِ پڑھنا بھی جائز ہے۔

قولہ درمداعٍ جمع ظرف الخ۔ یعنی مَدَاعٍ صیغہ جمع مکسر اسم ظرف اصل میں مَدَاعِوُ بروزن مَفَاعِلُ تھا۔ اور اَدَاعٍ صیغہ جمع مکسر اسم تفضیل اصل میں اَدَاعِوُ بروزن اَفَاعِلُ تھا۔ ان دونوں میں واو لام کلمہ کے مقابلہ میں ماقبل مکسور ہو کر واقع ہوا تو بقاعدہ نمبر ۱۱ یعنی دُعِیَ اور دَاعِیَۃٌ والا قاعدہ کے مطابق واو یاء سے بدل گیا مَدَاعِیُ اور اَدَاعِیُ بن گئے (رہی یہ بات کہ اصل تنوین کے ساتھ نکالیں گے یا بغیر تنوین کے، اس میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف دراصل اس میں ہے کہ ایسی جمع حالت رفع اور حالت جر میں منصرف ہوتی ہے یا غیر منصرف؟ بعض کے نزدیک منصرف ہوتی ہے اور عندالبعض غیر منصرف۔ جس کی پوری تفصیل آپ شرح جامی میں پڑھیں گے۔ باقی حالت رفع اور جر کی تخصیص اس لئے کی کہ حالت نصب میں ایسی جمع بالاتفاق غیر منصرف ہے) پھر قاعدہ نمبر ۲۵ یعنی جَوَارٍ والا قاعدہ جاری ہوا کیونکہ یہ ایسی جمع ہیں جو مَفَاعِلُ اور اَفَاعِلُ کے وزن پر ہیں اور لام کلمہ میں یاء ہے۔ تو اس قاعدہ کے مطابق یاء حذف ہوگئی اور تنوین عین کلمہ کے ساتھ لاحق ہوگئی تو مَدَاعٍ اور اَدَاعٍ بن گئے، اگر یہ دونوں جموع معرف باللام ہوں یا مضاف ہوں اور حالت رفع یا حالت جر میں ہوں تو جَوَارٍ کی طرح ان میں بھی یاء ساکن ہوگی حذف نہیں ہوگی جیسے هٰذه الْمَدَاعِیْ هٰؤُلَاءِ الْاَدَاعِیْ هٰذه مَدَاعِیْکُمْ ،هٰؤُلَاءِ اَدَاعِیْکُمْ ،وَمَرَرْتُ بِالْمَدَاعِیْ، مَرَرْتُ بِالْاَدَاعِیْ، مَرَرْتُ بِمَدَاعِیْکُمْ ،مَرَرْتُ بِاَدَاعِیْکُمْ اور حالت نصب میں ہمیشہ یاء مفتوح ہوتی ہے خواہ معرف باللام اور مضاف ہو یا نہ ہو جیسے رَأَیْتُ الْمَدَاعِیَ ،رَأَیْتُ الْاَدَاعِیَ وغیرہ۔

قولہ درمَدْعیان و مِدْعیان الخ۔ یعنی مَدْعَیَانِ تثنیہ اسم ظرف کا صیغہ اصل میں مَدْعَوَانِ تھا اور مِدْعَیَانِ تثنیہ اسم آلہ کا صیغہ اصل میں مِدْعَوَانِ تھا۔ اور اَدْعَیَانِ تثنیہ اسم تفضیل مذکر اصل میں اَدْعَوَانِ تھا اور مَدَاعِیُّ جمع تکسیر اسم آلہ کا صیغہ اصل میں مَدَاعِیْوُ تھا۔ ان سب میں بقاعدہ یُدْعٰی واو یاء سے بدل گیا۔ تو مَدْعَوَانِ سے

مَدْعَيَانِ مِدْعَوَانِ سے مِدْعَيَانِ، اَدْعَوَانِ سے اَدْعَيَانِ، اور مَدَاعِيُوْ سے مَدَاعِيُّ بن گئے۔ پھر مَدَاعِيُّ میں یائے اول یائے ثانی میں مدغم ہوگئی۔

دُعْيٰ اصل میں دُعْوٰی تھا واو فُعْلٰی اسمی حکمی کے لام کلمہ میں واقع ہوا تو بقاعدہ نمبر ۲۶ یعنی دُنْیَا اور تَقْوٰی والا قاعدہ کے مطابق واو یاء سے بدل گیا۔

اثبات فعل ماضی معروف: دَعَا دَعَوَا دَعَوْا دَعَتْ دَعَتَا دَعَوْنَ دَعَوْتَ دَعَوْتُمَا دَعَوْتُمْ دَعَوْتِ دَعَوْتُنَّ دَعَوْتُ دَعَوْنَا واو در دَعَا کہ دراصل دَعَوَ بود بقاعدہ ۷ الف شد۔ فائدہ۔ ہر الف کہ بدل از واو باشد بصورت الف نوشتہ شود لہٰذا در دَعَا: الف می نویسند و بدل از یا بصورت یا چون رَمٰی و در دَعَوَا تثنیہ واو بسبب اتصال آں بالف تثنیہ سلامت ماندہ و در دَعَوْا جمع الف بالتقائے ساکنین افتاد و در دَعَتْ و دَعَتَا بسبب اتصال تائے تانیث و از دَعَوْنَ تا آخر جملہ صیغ بر اصل اند اثبات فعل ماضی مجہول: دُعِيَ دُعِيَا دُعُوْا دُعِيَتْ دُعِيَتَا دُعِيْنَ دُعِيْتَ دُعِيْتُمَا دُعِيْتُمْ دُعِيْتِ دُعِيْتُنَّ دُعِيْتُ دُعِيْنَا در جمیع صیغ این بحث واو بقاعدہ ۱۱ یا شدہ و در دُعُوْا جمع مذکر غائب یا بقاعدہ ۱۰ بعد نقل حرکتش بماقبل حذف شدہ

ترجمہ: ... فعل ماضی مثبت معلوم: دَعَا دَعَوَا الخ دَعَا جو کہ اصل میں (دَعَوَ) تھا واو بقاعدہ نمبر ۷ الف ہوا۔ فائدہ۔ ہر وہ الف جو واو سے بدلا ہوا ہو وہ الف کی صورت میں لکھا جاتا ہے لہٰذا دَعَا میں الف لکھتے ہیں (کیونکہ یہ الف واو سے مبدل ہے) اور جو الف یاء سے بدلا ہوا ہو وہ یاء کی صورت میں لکھا جاتا ہے جیسے رَمٰی (اس میں الف یاء سے بدلا ہوا ہے کہ اصل میں رَمَيَ تھا) دَعَوَا تثنیہ مذکر غائب میں واو الف تثنیہ کے ساتھ متصل ہونے کی وجہ سے سالم رہا (کیونکہ قال باع والا قاعدہ میں شرط ہے کہ واو اور یاء الف تثنیہ سے قبل نہ ہوں جب کہ یہاں ایسا ہے) اور دَعَوْا جمع مذکر غائب (جو اصل میں دَعَوُوْا تھا واو الف سے تبدیل ہوا دَعَاوْا بن گیا اس میں) الف التقائے ساکنین کی وجہ سے گرا ہے اور دَعَتْ دَعَتَا میں (واو الف سے تبدیل ہوکر) تائے تانیث کے ساتھ متصل ہونے کی وجہ سے گرا ہے۔ اور دَعَوْنَ سے آخر تک تمام صیغے اپنی اصل حالت پر ہیں۔ فعل ماضی مثبت مجہول دُعِيَ دُعِيَا الخ اس گردان کے تمام صیغوں میں واو بقاعدہ نمبر ۱۱ یعنی دُعِيَ والا قاعدہ کے مطابق یاء سے تبدیل ہوا ہے اور دُعُوْا جمع مذکر غائب کے صیغہ میں بقاعدہ نمبر ۱۰ یاء کی حرکت ماقبل کو منتقل ہونے کے بعد وہ حذف ہوگئی ہے۔

تشریح و تحقیق

مصنف نے حسب عادت ماضی کے تیرہ ۱۳ صیغے ذکر کئے ہیں اور مکرر ہونے کی وجہ سے ایک صیغہ کو حذف کیا

ہے کیونکہ تثنیہ مذکر حاضر اور مؤنث حاضر دونوں کے لئے ایک ہی صیغہ استعمال ہوتا ہے۔

اعتراض:...... فائدہ میں یہ کہا گیا کہ واو سے بدلا ہوا الف الف ہی کی شکل میں لکھا جاتا ہے جب کہ بعض مواقع میں اس کا خلاف ہے مثلاً اَلْعُلٰی، اَلدُّعٰی جو جمع مؤنث مکسر اسم تفضیل کے صیغے ہیں۔ اور اَلرِّضٰی جو کہ مصدر ہے ان سب کے آخر میں جو الف ہے یہ واو سے بدلا ہوا ہے کیونکہ ان کی اصل اَلْعُلُوُ، اَلدُّعَوُ اور اَلرِّضَوُ ہے، بقاعدہ قال باع واو الف بدلا ہے۔ تو یہ الف یاء کی شکل میں لکھا جاتا ہے حالانکہ قاعدہ کے مطابق الف کی صورت میں اَلْعُلَا، اَلدُّعَا، اَلرِّضَا ہونا چاہئے۔

جواب:...... یہاں الف کا یاء کی صورت میں لکھنا کوفی رسم الخط کے مطابق ہے۔ کیونکہ کوفیوں کے نزدیک ہر وہ کلمہ جو فُعَلٌ یا فِعَلٌ کے وزن پر ہو اور اس کا لام کلمہ الف ہو (خواہ وہ الف یاء سے مبدل ہو یا واو سے) اس الف کو یاء کی صورت میں لکھا جاتا ہے اور یہاں یہ دونوں وزن موجود ہیں پہلے دونوں لفظ فُعَلٌ کے وزن پر ہیں اور تیسرا فِعَلٌ کے وزن پر۔ اور لام کلمہ الف ہے۔

قولہ و در دعت دعتا بسبب اتصال الخ۔ یعنی دَعَتْ اصل میں دَعَوَتْ تھا اور دَعَتَا اصل میں دَعَوَتَا تھا بقاعدہ قال باع واو الف سے بدل گیا تو دَعَاتْ اور دَعَاتَا بن گئے دو ساکن جمع ہو گئے (الف اور تائے تانیث) تو التقائے ساکنین کی وجہ سے الف حذف ہوا جیسا کہ آپ نے قال باع والا قاعدہ کے تحت پڑھا تھا کہ اگر اس جیسے الف کے بعد کوئی ساکن یا تائے تانیث فعل ماضی واقع ہو جائے اگر چہ وہ تاء متحرک کیوں نہ ہو تو یہ الف گر جاتا ہے۔

سوال:...... دَعَاتَا میں تو التقائے ساکنین نہیں ہے کیونکہ الف کے بعد تائے تانیث متحرک ہے تو یہاں الف کیوں گرتا ہے؟

جواب:...... یہ تائے تانیث دراصل ساکن ہے اس کی حرکت عارضی ہے جو الف تثنیہ کی وجہ سے آئی ہے لہٰذا تقدیراً التقائے ساکنین موجود ہے۔

ماضی مجہول کی گردان اصل میں یوں تھی دُعِوَ، دُعِوَا، دُعِوُوْا ...... الخ۔ تمام صیغوں میں دُعِیَ والا قاعدہ کے مطابق واو یاء سے بدل گیا۔ دُعِیْنَ سے لیکر آخر تک کے تمام صیغوں میں دُعِیَ کے علاوہ مِیْعَادٌ والا قاعدہ کے مطابق بھی واو کو یاء سے بدلا جا سکتا ہے لیکن ایک ہی گردان کے تمام صیغوں میں موافقت کی غرض سے مصنف نے ان میں دُعِیَ والا قاعدہ جاری فرمایا ہے۔

قولہ و در دُعُوْا جمع مذکر غائب الخ۔ یعنی دُعُوْا اصل میں دُعِوُوْا تھا۔ بقاعدہ دُعِیَ واو یاء سے بدلا

دُعِيُوْ ابن گیا اب یاء کسرہ کے بعد اور واو سے پہلے واقع ہے تو قاعدہ نمبر ۱۰ یعنی یَدْعُوْیَرْمِیْ والا قاعدہ کی تیسری صورت کے مطابق یاء کی حرکت ماقبل عین کو دے دی اس کو ساکن کرنے کے بعد۔ اب یاء ساکن ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے بقاعدہ مُوْسِرٌ واو سے بدل گئی اور التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی۔

اثبات فعل مضارع معروف: یَدْعُوْ یَدْعُوَانِ یَدْعُوْنَ تَدْعُوْ، تَدْعُوَانِ، یَدْعُوْنَ تَدْعُوْنَ تَدْعِیْنَ تَدْعُوْنَ اَدْعُوْ نَدْعُوْ صیغہائے تثنیہ مطلقاً وصیغہائے جمع مؤنث بر اصل اند ودر یَدْعُوْ اخوانش واو بقاعدہ ۱۰ ساکن شدہ ودر ہر دو جمع مذکر و تَدْعِیْنَ بقاعدہ مذکور حذف شدہ وصورت جمع مذکر ومؤنث دریں بحث یکے ست

ترجمہ: ...... فعل مضارع مثبت معلوم: یَدْعُوْ یَدْعُوَانِ الخ تثنیہ کے مطلقاً تمام صیغے (خواہ مذکر ہوں یا مؤنث حاضر ہوں یا غائب) اور جمع مؤنث (حاضر و غائب) کے صیغے اپنی اصل پر ہیں۔ (یعنی ان میں کوئی تعلیل نہیں ہوئی) یَدْعُوْ اور اس کی اخوت (تَدْعُوْ، اَدْعُوْ، نَدْعُوْ) میں بقاعدہ نمبر ۱۰ واو ساکن ہوا ہے (کیونکہ فعل مضارع کے لام کلمہ میں واو ماقبل مضموم ہو کر واقع ہوا تھا) اور دونوں جمع مذکر (حاضر و غائب) اور تَدْعِیْنَ (واحد مؤنث حاضر) میں مذکورہ قاعدہ سے (یعنی قاعدہ نمبر ۱۰ سے) واو حذف ہوا ہے اور اس گردان میں جمع مذکر اور جمع مؤنث کی صورت ایک ہے۔

تشریح وتحقیق

یہاں بھی مصنف نے بحذف مکررات مضارع کے کل گیارہ صیغے ذکر کئے ہیں کیونکہ واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر دونوں کے لئے ایک ہی صیغہ استعمال ہوتا ہے اور تثنیہ مؤنث غائب، تثنیہ مذکر حاضر اور تثنیہ مؤنث حاضر ان تینوں کے لئے ایک ہی صیغہ استعمال ہوتا ہے تو ان کو نکال کر گیارہ صیغے باقی رہتے ہیں۔

سوال: ...... تثنیہ اور جمع مؤنث کے صیغوں میں قاعدہ نمبر ۱۰ کی پہلی صورت کیوں جاری نہیں ہوتی؟

جواب: ...... وہ صورت صرف پانچ صیغوں کے ساتھ خاص ہے (۱) واحد مذکر غائب (۲) واحد مؤنث حاضر (۳) واحد مذکر حاضر (۴) واحد متکلم (۵) جمع متکلم۔

قولہ ودر ہر دو جمع مذکر و تَدْعِیْنَ الخ یعنی یَدْعُوْنَ جمع مذکر غائب اصل میں یَدْعُوُوْنَ تھا اور تَدْعُوْنَ جمع مذکر حاضر اصل میں تَدْعُوُوْنَ تھا۔ ان دونوں صیغوں میں واو ماقبل مضموم ہے اور اس کے بعد ایک اور واو واقع ہے تو قاعدہ نمبر ۱۰ کی دوسری صورت کے مطابق واو اول کی حرکت حذف ہوگئی تو دو ساکن واو جمع ہوگئے پس التقائے ساکنین کی وجہ سے واو اول حذف ہوا اور تَدْعِیْنَ صیغہ واحد مؤنث حاضر اصل میں تَدْعُوِیْنَ تھا۔ اس میں واو ضمہ کے بعد اور یاء

سے پہلے واقع ہے تو قاعدہ نمبر۱۰ کی تیسری صورت کے مطابق اس واو کے ماقبل یعنی عین کو ساکن کر کے واو کا کسرہ اس کو دیا پھر بقاعدہ مِیْعَادٌ واو یاء سے بدل گیا تو دو ساکن یاء جمع ہوگئیں تو یائے اول (جو اصلا واو سے مبدل ہے) التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی پس تَدْعِیْنَ بن گیا۔

قولہ وصورت جمع مذکر و مؤنث دریں بحث یکے ست۔ یعنی مضارع معلوم کی اس گردان میں جمع مذکر غائب اور جمع مؤنث غائب دونوں کے صیغے صورۃً ایک جیسے ہوتے ہیں اسی طرح جمع مذکر حاضر اور جمع مؤنث حاضر کے صیغے ایک طرح ہوتے ہیں۔ لیکن اصل کے اعتبار سے فرق ہوتا ہے جیسے یَدْعُوْنَ یہ جمع مذکر غائب اور جمع مؤنث غائب دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے اور بظاہر کوئی فرق نہیں ہے لیکن جمع مذکر غائب کی صورت میں اس کی اصل یَدْعُوُوْنَ ہے مذکورہ بالا تعلیل سے یَدْعُوْنَ ہوا، اور جمع مؤنث غائب کی صورت میں یہ اپنی اصل پر ہے اس میں کوئی تعلیل نہیں ہوئی اسی طرح تَدْعُوْنَ یہ جمع مذکر حاضر اور جمع مؤنث حاضر دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن جمع مذکر حاضر ہونے کی صورت میں اس کی اصل تَدْعُوُوْنَ ہے تَنْصُرُوْنَ کی طرح، مذکورہ بالا تعلیل سے تَدْعُوْنَ ہوا، اور جمع مؤنث حاضر کی صورت میں تَدْعُوْنَ اپنی اصل پر ہے تَنْصُرْنَ کی طرح۔

اثبات فعل مضارع مجہول:......یُدْعٰی یُدْعَیَانِ یُدْعَوْنَ تُدْعٰی تُدْعَیَانِ یُدْعَیْنَ تُدْعَوْنَ تُدْعَیْنَ تُدْعَیْنَ اُدْعٰی نُدْعٰی درجمیع این صیغہا واو بقاعدہ (۲۰) یا شدہ بعد ازان بقاعدہ (۷) الف شدہ در غیر تثنیہ وغیر جمع مؤنث وآن الف در یُدْعَوْنَ وتُدْعَوْنَ وتُدْعَیْنَ واحد مؤنث حاضر بالتقاے ساکنین حذف شدہ وصورت واحد مؤنث حاضر وجمع مؤنث حاضر متحد شدہ تُدْعَیْنَ لیکن واحد دراصل تُدْعَوِیْنَ بود واو بقاعدہ (۲۰) یا شدہ بعد ازان یا بقاعدہ (۷) الف شدہ بالتقاے ساکنین افتادہ وجمع مؤنث حاضر دراصل تُدْعَوْنَ بود واو یا شد وبس نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف لَنْ یَّدْعُوَ لَنْ یَّدْعُوَا لَنْ یَّدْعُوْا لَنْ تَدْعُوَ لَنْ تَدْعُوَا لَنْ یَّدْعُوْنَ لَنْ تَدْعُوْا، لَنْ تَدْعِیْ لَنْ تَدْعُوْنَ لَنْ اَدْعُوَ لَنْ نَّدْعُوَ دریں صیغ عمل لَنْ بجیکہ در صحیح جاری میشود جاری شدہ تغیرے جز آنکہ در مضارع شدہ بود بظہور نیامدہ

نفی تاکید بلن در فعل مستقبل مجہول لَنْ یُّدْعٰی لَنْ یُّدْعَیَا لَنْ یُّدْعَوْا لَنْ تُدْعٰی لَنْ تُدْعَیَا لَنْ یُّدْعَیْنَ لَنْ تُدْعَوْا لَنْ تُدْعَیْ لَنْ تُدْعَیْنَ لَنْ اُدْعٰی لَنْ نُّدْعٰی در یُدْعٰی واخوات او بسبب بودن الف نصب لن ظاہر نشدہ و در باقی صیغ ہمچو صحیح عمل لن جاری شدہ تغیرے جدید رونمودہ نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف لَمْ یَدْعُ لَمْ یَدْعُوَا لَمْ یَدْعُوْا لَمْ تَدْعُ لَمْ تَدْعُوَا لَمْ یَدْعُوْنَ لَمْ تَدْعُوْا لَمْ تَدْعِیْ لَمْ تَدْعُوْنَ لَمْ اَدْعُ لَمْ نَدْعُ در مواقع جزم واو ساقط شدہ و در دیگر صیغ مثل صحیح عمل لم ظاہر شدہ تغیرے نیفزودہ مجہول لَمْ یُدْعَ لَمْ یُدْعَیَا لَمْ یُدْعَوْا لَمْ تُدْعَ لَمْ تُدْعَیَا لَمْ یُدْعَیْنَ لَمْ تُدْعَوْا لَمْ تُدْعَیْ لَمْ تُدْعَیْنَ لَمْ اُدْعَ لَمْ نُدْعَ در مواقع جزم الف حذف شدہ وبس۔

ترجمہ:……فعل مضارع مثبت مجہول. یُدْعٰی یُدْعَیَانِ …… الخ ان تمام صیغوں میں بقاعدہ نمبر ۲۰ یعنی یُدْعٰی والا قاعدہ کے مطابق واو یاء ہو گیا ہے (کہ یُدْعٰی یُدْعَیَانِ الخ کی اصل یُدْعَوُ یُدْعَوَانِ الخ ہے) اس کے بعد تثنیہ اور جمع مؤنث کے علاوہ باقی تمام صیغوں میں بقاعدہ نمبر ۷ یعنی قال باع والا قاعدہ سے (یہ یاء) الف سے بدل گئی ہے پھر وہ الف یُدْعَوْنَ (جمع مذکر غائب) تُدْعَوْنَ (جمع مذکر حاضر) اور تُدْعَیْنَ (واحد مؤنث حاضر) میں التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا ہے اور واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر کی صورت ایک ہو گئی ہے یعنی تُدْعَیْنَ لیکن (اصل کے اعتبار سے دونوں میں فرق ہے وہ یہ کہ) واحد مؤنث حاضر کا صیغہ اصل میں تُدْعَوِیْنَ تھا ۲۰ نمبر قاعدہ سے واو یاء ہو گیا۔ (تُدْعَیِیْنَ بن گیا) اس کے بعد بقاعدہ نمبر ۷ یاء الف سے تبدیل ہو کر التقائے ساکنین کی وجہ سے گر گئی (تو تُدْعَیْنَ ہوا) اور جمع مؤنث حاضر کا صیغہ اصل میں تُدْعَوْنَ تھا۔ اس میں (بقاعدہ یُدْعٰی) صرف واو یاء سے تبدیل ہوا باقی کوئی تعلیل نہیں ہوئی۔

فعل نفی معلوم مؤکد بلن ناصبہ : لَنْ یَّدْعُوَ لَنْ یَّدْعُوَا الخ۔ ان صیغوں میں لَنْ کا عمل اس طرح جاری ہوا ہے جس طریقہ سے (لن کا عمل) صحیح میں جاری ہوتا ہے (یعنی پانچ صیغوں کے آخر کو فتحہ دینا، سات صیغوں کے آخر سے نون اعرابی گرانا، اور دو صیغوں یعنی جمع مؤنث حاضر و غائب میں ان کے مبنی ہونے کی وجہ سے کوئی لفظی عمل نہ کرنا) سوائے ان تغیرات کے جو مضارع میں ہو چکے تھے کوئی اور تغیر ظہور میں نہیں آیا (یعنی وہی تعلیلات ہیں جو مضارع میں گزر چکی ہیں)

فعل نفی مجہول مؤکد بلن ناصبہ : لَنْ یُّدْعٰی لَنْ یُّدْعَیَا الخ. یُدْعٰی اور اس کی اخوات (یعنی تُدْعٰی، اُدْعٰی، نُدْعٰی کے آخر) میں الف ہونے کی وجہ سے لَنْ کا نصب ظاہر نہیں ہوا (کیونکہ الف حرکت کو قبول نہیں کرتا) اور باقی صیغوں میں صحیح کی طرح لن کا عمل جاری ہوا ہے کوئی جدید تغیر اس میں رونما نہیں ہوا۔

فعل جحد معلوم : …… لَمْ یَدْعُ لَمْ یَدْعُوْا الخ مواقع جزم میں واؤ ساقط ہوا ہے اور دوسرے صیغوں میں صحیح کی طرح لم کا عمل

ظاہر ہوا ہے کسی اور تغیر کا اضافہ نہیں ہوا۔

فعل جحد مجہول: لَمْ یُدْعَ ...... الخ مواقع جزم میں فقط الف حذف ہوا ہے۔

تشریح وتحقیق

قولہ در غیر تثنیہ وغیر جمع مؤنث: یعنی تثنیہ کے تمام صیغوں میں خواہ وہ تثنیہ مذکر ہو یا مؤنث، حاضر ہو یا غائب اور جمع مؤنث حاضر وغائب کے صیغوں میں یاء الف سے تبدیل نہیں ہوئی یعنی قال باع والا قاعدہ جاری نہیں ہوا بلکہ یاء اپنی جگہ پر موجود ہے جیسے یُدْعَیَانِ تُدْعَیَانِ یہ تثنیہ کے صیغے ہیں۔اور یُدْعَیْنَ تُدْعَیْنَ جمع مؤنث کے صیغے ہیں ان کے علاوہ باقی تمام صیغوں میں بقاعدہ نمبر ۷ یاء الف سے بدل گئی ہے۔

سوال: ...... تثنیہ اور جمع مؤنث کے ان صیغوں میں قَالَ بَاعَ والا قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوتا؟

جواب: ...... تثنیہ کے صیغوں میں قال باع والا قاعدہ کے جاری نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں یاء کے بعد الف تثنیہ واقع ہے جب کہ اس قاعدہ میں شرط ہے کہ واو اور یاء کے بعد الف تثنیہ نہ ہو۔اور جمع مؤنث کے صیغوں میں یہ قاعدہ اس لئے جاری نہیں ہوتا کہ اس میں واو اور یاء کا متحرک ہونا شرط ہے۔ جب کہ جمع مؤنث میں یاء ساکن ہے۔

سوال: ...... یُدْعَوْنَ جمع مذکر غائب اور تُدْعَوْنَ جمع مذکر حاضر میں یُدْعٰی والا قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوتا ان میں موجود واو تو چوتھی جگہ پر ہے اور اس سے پہلے ضمہ اور واو ساکن نہیں ہے۔؟

جواب: ...... یہ قاعدہ اس واو میں جاری ہوتا ہے جو اصلی ہو جب کہ یہ واو اصلی نہیں ہے واو جمع ہے جو واو اصلی ہے یعنی لام کلمہ اس میں قانون جاری ہوا ہے اور وہ یاء سے تبدیل ہونے کے بعد بقاعدہ نمبر ۷ الف سے بدل کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا ہے جیسا کہ ترجمہ کے تحت گزر چکا۔

سوال: ...... لَنْ اُدْعُوَ صیغہ واحد متکلم میں یُدْعٰی والا قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوتا؟

جواب: ...... یہاں واو ماقبل مضموم ہے جب کہ اس قاعدہ میں شرط ہے کہ واو ماقبل مضموم نہ ہو۔

قولہ در مواقع جزم واو ساقط شدہ ۔مواقع جزم سے مراد وہ پانچ صیغے ہیں جن کے صحیح ہونے کی صورت میں عامل جازم ان کے آخر سے حرکت گراتا ہے اور ناقص ہونے کی صورت میں حرف علت گراتا ہے یعنی واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم، جمع متکلم، تو یہاں لَمْ یُدْعَ لَمْ تُدْعَ لَمْ اُدْعَ لَمْ نُدْعَ کے آخر

میں واؤ حرف علت تھا اور لَمْ یُدْعَ لَمْ تُدْعَ لَمْ اُدْعَ لَمْ نُدْعَ کے آخر میں الف حرف علت تھا جو لَمْ جازمہ کی وجہ سے حذف ہوا۔

بحث لام تاکید با نون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف: لَیَدْعُوَنَّ لَیَدْعُوَانِّ لَیَدْعُنَّ لَتَدْعُوَنَّ لَتَدْعُوَانِّ لَیَدْعُوْنَانِّ لَتَدْعُنَّ لَتَدْعِنَّ لَتَدْعُوْنَانِّ لَاَدْعُوَنَّ لَنَدْعُوَنَّ در صیغ مضارع بعینہ در صحیح از نون ثقیلہ تغیرات میشود ہمون طور اینجا شدہ و بس مجہول: لَیُدْعَیَنَّ لَیُدْعَیَانِّ لَیُدْعَوُنَّ لَتُدْعَیَنَّ لَتُدْعَیَانِّ لَیُدْعَیْنَانِّ لَتُدْعَوُنَّ لَتُدْعِیِنَّ لَتُدْعَیْنَانِّ لَاُدْعَیَنَّ لَنُدْعَیَنَّ. لَیُدْعَیَنَّ دراصل یُدْعٰی بود چون لام تاکید دراول ونون ثقیلہ در آخر آوردند نون ثقیلہ فتحہ ماقبل خود خواست الف قابل حرکت نبود لہٰذا یارا کہ اصل الف بود واپس آوردند و فتحہ دادند لَیُدْعَیَنَّ شد وقس علیہ لَتُدْعَیَنَّ لَاُدْعَیَنَّ لَنُدْعَیَنَّ.

سوال:......در لَنْ یُّدْعٰی چرا بسبب نصب یارا واپس نیاوردند کہ بران فتحہ ظاہر مے شد جواب: اگر یارا بازمی آوردند باز الف میشد چہ علت اعلال کہ تحرک یا وانفتاح ماقبل ست موجودست ودر لَیُدْعَیَنَّ ودر اخواتش علتِ اعلال موجود نیست زیرا کہ اتصال نون ثقیلہ از موانع اجرائے قاعدہ ےست: لَیَدْعُوَنَّ دراصل یَدْعُوْنَ بود بعد آوردن لام تاکید دراوّل ونون ثقیلہ در آخر وحذف نون اعرابی اجتماع ساکنین شد میان واو ونون واو غیر مدہ بود آن راضمہ دادند وہم چنین در لَتَدْعُوَنَّ ودر لَتَدْعِیِنَّ یارا کسرہ دادند۔

فائدہ......حین اجتماع ساکنین اگر اول مدہ باشد آن را حذف میکند واگر غیر مدہ باشد واو راضمہ مید ہند و یارا کسرہ: مدہ حرف علت ساکن را گویند کہ حرکت ماقبل آن موافق باشد و غیر مدہ آنکہ چنین نباشد لام تاکید با نون خفیفہ در فعل مستقبل معروف لَیَدْعُوَنْ لَیَدْعُنْ لَتَدْعُوَنْ لَتَدْعُنْ لَتَدْعِنْ لَاَدْعُوَنْ لَنَدْعُوَنْ مجہول لَیُدْعَیَنْ لَیُدْعَوُنْ لَتُدْعَیَنْ لَتُدْعَوُنْ لَتُدْعِیِنْ لَاُدْعَیَنْ لَنُدْعَیَنْ

ترجمہ:...... فعل مستقبل معلوم مؤکد بلام تاکید و نون تاکید ثقیلہ لَیَدْعُوَنَّ لَیَدْعُوَانِّ الخ مضارع کے صیغوں میں صحیح کے اندر نون ثقیلہ لاحق ہونے کی وجہ سے جس طریقہ سے تغیرات ہوتے ہیں اُسی طرح یہاں (اس گردان میں) ہوئے ہیں اور بس (یعنی ان تغیرات کے علاوہ کوئی جدید تغیر یہاں نہیں ہوا) مجہول لَیُدْعَیَنَّ الخ لَیُدْعَیَنَّ اصل میں یُدْعٰی تھا جب شروع میں لام تاکید اور آخر میں نون ثقیلہ لے آیا تو نون ثقیلہ نے اپنے ماقبل میں فتحہ چاہا (اور یُدْعٰی کے آخر میں تو الف تھا) اور الف حرکت کا قابل نہیں تھا لہٰذا اُس یاء کو واپس لے آئے جو الف کی اصل تھی اور اس یاء کو فتحہ دے دیا لَیُدْعَیَنَّ ہو گیا، اور اسی پر

لَتُدْعَيِنَّ لَا تُدْعَيِنَّ لَنُدْعَيَنَّ کو قیاس کرلو۔

سوال: ... لَنْ یُّدْعٰی میں نصب کی وجہ سے یاء کو واپس کیوں نہیں لائے کہ اس پر فتحہ ظاہر ہو جاتا (جیسا کہ لَیُدْعَیَنَّ میں یاء واپس آ گئی ہے)

جواب:...... اگر یاء کو واپس لاتے تو وہ پھر (بقاعدہ قال باع) الف سے تبدیل ہو جاتی کیونکہ تعلیل (یعنی یاء کا الف سے بدلنے) کا سبب موجود ہے جو کہ یاء کا متحرک ہونا اور ماقبل کا مفتوح ہونا ہے (لہٰذا یہ پھر لَنْ یُّدْعٰی بن جاتا تو یاء واپس لانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے) اور لَیُدْعَیَنَّ اور اس کی اخوات (یعنی لَتُدْعَیَنَّ لَاُدْعَیَنَّ لَنُدْعَیَنَّ) میں تعلیل (یعنی یاء کے دوبارہ الف بن جانے) کا سبب موجود نہیں ہے اس لئے کہ (واو اور یاء کے ساتھ) نون ثقیلہ کا متصل ہونا ساتویں قاعدہ یعنی قال باع والا قاعدہ کو جاری کرنے کے موانع میں سے ہے (یعنی قال باع والا قاعدہ میں ایک شرط یہ ہے کہ واو اور یاء نون تاکید سے پہلے نہ ہوں جب کہ لَیُدْعَیَنَّ وغیرہ میں یاء نون تاکید سے پہلے ہے تو یہاں یاء الف سے تبدیل نہیں ہو سکتی اس لئے یہاں یاء کے واپس آنے میں فائدہ ہے لیکن لَنْ یُّدْعٰی میں ایسا نہیں ہے) لَیُدْعَوُنَّ (صیغہ جمع مذکر غائب) اصل میں یُدْعَوْنَ تھا۔ شروع میں لام تاکید اور آخر میں نون ثقیلہ لانے اور نون اعرابی کو حذف کرنے کے بعد اجتماع ساکنین ہوا واو اور نون کے درمیان۔ واو غیر مدہ تھا اسے ضمہ دے دیا اور اسی طرح لَتُدْعَوُنَّ (جمع مذکر حاضر میں ہوا کہ یہ اصل میں تُدْعَوْنَ تھا مذکورہ طریقہ سے تعلیل ہوئی اور یہاں بھی واو کو غیر مدہ ہونے کی وجہ سے ضمہ دے دیا اور لَتُدْعَیِنَّ (صیغہ واحد مؤنث حاضر) میں یاء کو کسرہ دے دیا۔

فائدہ: ... اجتماع ساکنین کے وقت اگر پہلا ساکن مدہ ہو تو اس کو حذف کرتے ہیں اور اگر غیر مدہ ہو (اور پہلا ساکن واو جمع ہو تو اس) واو کو ضمہ دے دیتے ہیں (اور اگر پہلا ساکن یائے واحد مؤنث حاضر ہو تو اس) یاء کو کسرہ دیتے ہیں۔ مدہ اس ساکن حرف علت کو کہتے ہیں کہ اس کے ماقبل کی حرکت اس کے موافق ہو (یعنی واو ساکن ماقبل مضموم: الف ساکن ماقبل مفتوح، یاء، ساکن ماقبل مکسور) اور غیر مدہ وہ ہوتا ہے جو ایسا نہ ہو۔ **فعل مستقبل معلوم مؤکد بلام تاکید** الخ۔

تشریح و تحقیق

لَیُدْعَوُنَّ کو یَدْعُوْ سے بنایا شروع میں لام تاکید مفتوحہ اور آخر میں نون تاکید ثقیلہ ماقبل کے فتحہ کے ساتھ لگا دیا کیونکہ یہ صیغہ ان پانچ صیغوں میں سے ایک ہے جن میں نون تاکید کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے باقی رہی یہ بات کہ نون کس طرح آخر میں لایا جاتا ہے اور کہاں کہاں اس کے ماقبل کون کون سی حرکت ہوگی اور اس کی اپنی حرکت کیا ہوگی اور اس کے آنے سے کیا تبدیلی رونما ہوتی ہے اور نون خفیفہ کون سے صیغوں میں آتا ہے اور کون سے صیغوں میں نہیں آتا وغیرہ وغیرہ یہ تمام تفصیلات نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ کی بحث میں گزر چکی ہیں ایک بار پھر ان کو ذہن نشین

کر لیجئے۔

قولہ لَیُدْعَیَنَّ دراصل یُدْعٰی بود الخ ۔ یہاں وہ تعلیلات بتلانا مقصود ہے جو لام تاکید اور نون تاکید کے داخل ہونے کے بعد ہوئی ہیں جو تعلیلات مضارع میں ہو چکی ہیں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

قولہ لَیُدْعَوُنَّ دراصل یُدْعَوْنَ بود الخ ۔ یہ بھی وہ تعلیل ہے۔ جو لام تاکید اور نون تاکید کے بعد ہوئی ہے ورنہ شروع سے اس کی اصل یُدْعَوُوْنَ ہے۔

قولہ...... ودر لَتُدْعِیِنَّ یاء را کسرہ الخ ۔ یعنی لَتُدْعِیِنَّ اصل میں تُدْعَیْنَ تھا شروع میں لام تاکید مفتوحہ لگا دیا اور آخر میں نون تاکید ثقیلہ لاحق کر دیا جس کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا کیونکہ نون تاکید لگنے کے بعد فعل مضارع مبنی بن جاتا ہے اور نون اعرابی معرب ہونے کی نشانی ہے، پھر التقائے ساکنین ہوا، یاء اور نون کے درمیان پہلا ساکن یائے واحد مؤنث حاضر غیر مدہ تھا اس کو کسرہ دے دیا لَتُدْعَیِنَّ بن گیا۔

نون تاکید خفیفہ کے کل آٹھ صیغے ہوتے ہیں (واحد مذکر غائب (۲) جمع مذکر غائب (۳) واحد مؤنث غائب (۴) واحد مذکر حاضر (۵) جمع مذکر حاضر (۶) واحد مؤنث حاضر (۷) واحد متکلم (۸) جمع متکلم۔ لیکن واحد مؤنث غائب اور واحد مذکر حاضر دونوں کے لئے ایک ہی صیغہ استعمال ہوتا ہے اس بناء پر مصنف نے سات صیغے ذکر کئے ہیں۔

امر حاضر معروف: اُدْعُ اُدْعُوَا اُدْعُوْا اُدْعِیْ اُدْعُوْنَ واو در اُدْعُ بسبب سکون وقفی حذف شدہ و دیگر صیغ از مضارع ہمبران نمط ساختہ شدہ اند کہ در صحیح ساختہ بودند امر غائب و متکلم معروف لِیَدْعُ لِیَدْعُوَا لِیَدْعُوْا لِتَدْعُ لِتَدْعُوَا لِیَدْعُوْنَ لِاَدْعُ لِنَدْعُ امر مجہول لِیُدْعَ لِیُدْعَیَا تا آخر مانند لَمْ یُدْعَ لَمْ یُدْعَیَا تا آخر امر حاضر معروف با نون ثقیلہ: اُدْعُوَنَّ اُدْعُوَانِّ اُدْعُنَّ اُدْعِنَّ اُدْعُوْنَانِّ بعد آوردن نون ثقیلہ در اُدْعُ واو محذوف را کہ بسبب وقف حذف شدہ بود حالاً وقف نماندہ باز آوردند و فتحہ دادند و در دیگر صیغ حسب معمول تغیرات کردند امر غائب و متکلم معروف با نون ثقیلہ لِیَدْعُوَنَّ لِیَدْعُوَانِّ لِیَدْعُنَّ لِتَدْعُوَنَّ لِتَدْعُوَانِّ لِیَدْعُوْنَانِّ لِاَدْعُوَنَّ لِنَدْعُوَنَّ در لِیَدْعُوَنَّ و اخواتش واو کہ بسبب جزم افتادہ بود باز آمدہ مفتوح شدہ دیگر ہمہ حسب معمول ست

امر مجہول بانون ثقیلہ لِیُدْعَیَنَّ الخ بصورت مضارع مجہول بانون ثقیلہ است سوائے اینکہ لام این مکسورست ولام مضارع مفتوح در لِیُدْ عَیَنَّ واخوات او بسبب انعدام جزم یارا کہ اصل الف محذوف بود باز آوردند چرا کہ الف قابل فتحہ کہ نون ثقیلہ آنرا مے خواہد نبود نون خفیفہ جمیع صیغ امر بقیاس نون ثقیلہ میتوان دریافت نہی معروف لَایَدْعُ لَایَدْعُوَا لَا یَدْعُوْا لَاتَدْعُ لَا تَدْعُوَا لَایَدْعُوْنَ لَا تَدْعُوْا لَا تَدْعِیْ لَا تَدْعُوْنَ لَا اَدْعُ لَانَدْعُ بوضع لَمْ یَدْعُ تا آخر نہی مجہول بقیاس لَمْ یُدْعَ مجہول تا آخر نہی معروف بانون ثقیلہ لَایَدْعُوَنَّ لَایَدْعُوَانِّ تا آخر مجہول لَایُدْعَیَنَّ لَایُدْ عَیَانِّ تا آخر بقیاس امر با نون ثقیلہ: نون خفیفہ را ہمبرین قیاس می باید آورد۔

ترجمہ:...... امر حاضر معلوم اُدْعُ اُدْعُوَا الخ اُدْعُ میں واو سکون وقفی کی وجہ سے حذف ہوا اور دوسرے صیغے مضارع سے اس طریقہ پر بنے ہیں جس طرح صحیح میں بنے تھے امر مجہول لِیُدْعَ لِیُدْعَیَا لِیُدْعَوْا لِتُدْعَ لِتُدْعَیَا لِیُدْعَیْنَ لِتُدْعَوْا لِتُدْعَیْ لِتُدْعَیْنَ لِاُدْعَ لِنُدْعَ. لَمْ یُدْعَ لَمْ یُدْعَیَا الخ (فعل جحد مجہول) کی طرح۔ امر حاضر معروف بانون ثقیلہ اُدْعُوَنَّ اُدْعُوَانِّ الخ اُدْعُ میں نون ثقیلہ لانے کے بعد اس واو محذوفہ کو واپس لے آئے جو وقف کی وجہ سے حذف ہوا تھا کیونکہ اب وقف نہیں رہا اور اس (واو) کو فتحہ دے دیا، اور دوسرے صیغوں میں معمول کے مطابق تغیرات کئے (یعنی جو تعلیلات مضارع میں ہوئی تھیں یا امر میں نون تاکید لگنے سے قبل: ان کے علاوہ کوئی تعلیل نہیں ہوئی) امر غائب ومتکلم معروف بانون ثقیلہ لِیَدْعُوَنَّ لِیَدْعُوَانِّ الخ لِیَدْ عُوَنَّ اور اس کی اخوات لِتَدْعُوَنَّ لِاَدْعُوَنَّ لِنَدْعُوَنَّ میں جو واو جزم کی وجہ سے گر گیا تھا وہ واپس آکر مفتوح ہوا دوسرے تمام صیغے (تعلیلات کے اعتبار سے) معمول کے مطابق ہیں (یعنی ان کی تعلیلات صحیح کی طرح ہیں امر مجهول بانون ثقیلہ لِیُدْعَیَنَّ لِیُدْعَیَانِّ لِیُدْعَوُنَّ لِتُدْعَیَنَّ لِتُدْعَیَانِّ لِیُدْ عَیْنَانِّ لِتُدْعَوُنَّ لِتُدْعَیِنَّ لِتُدْعَیْنَانِّ لِاُدْعَیَنَّ، لِنُدْعَیَنَّ مضارع مجہول بانون ثقیلہ کی طرح ہے سوائے اس کے کہ اس کا لام مکسور ہے (کیونکہ لام امر مکسور ہوتا ہے) اور مضارع کا لام مفتوح ہے (کیونکہ وہ لام تاکید ہے اور لام تاکید مفتوح ہوتا ہے اس کے علاوہ ان دونوں گردانوں میں اور کوئی فرق نہیں) لِیُدْعَیَنَّ اور اس کی اخوات یعنی لِتُدْعَیَنَّ لِاُدْعَیَنَّ لِنُدْعَیَنَّ میں جزم نہ ہونے کی وجہ سے اس یاء کو واپس لے آئے جو الف محذوف کی اصل تھی کیونکہ الف فتحہ کا قابل نہیں تھا جس (فتحہ) کو نون ثقیلہ چاہتا ہے (تو یاء کو واپس لاکر اسے فتحہ دے دیا) امر کے نون خفیفہ کے تمام صیغے نون ثقیلہ کے صیغوں پر قیاس کر کے معلوم ہو سکتے ہیں نهی معلوم لَا یَدْعُ لَا یَدْعُوَا الخ لَمْ یَدْعُ لَمْ یَدْعُوَا الخ فعل جحد معلوم کے طرز پر نهی مجهول لَا یُدْعَ لَا یُدْعَیَالَا یُدْعَوْا لَا تُدْعَ لَا تُدْعَیَا لَا یُدْعَیْنَ لَا تُدْعَوْا لَا تُدْعَیْ لَا تُدْعَیْنَ لَااُدْعَ لَانُدْعَ بطرز لَمْ یُدْعَ لَمْ یُدْعَیَا الخ فعل جحد مجہول۔

فعل نہی معلوم بانون ثقیلہ لَا یَدْعُوَنَّ لَا یَدْعُوَانِّ لَا یَدْعُنَّ لَا تَدْعُوَنَّ لَا تَدْعُوَانِّ لَا یَدْعُونَانِّ لَا تَدْعُنَّ لَا تَدْعِنَّ لَا تَدْعُوَانِّ لَا تَدْعُونَانِّ لَا اَدْعُوَنَّ لَا نَدْعُوَنَّ

فعل نہی مجہول بانون ثقیلہ لَا یُدْعَیَنَّ لَا یُدْعَیَانِّ لَا یُدْعَوُنَّ لَا تُدْعَیَنَّ لَا تُدْعَیَانِّ لَا یُدْعَیْنَانِّ لَا تُدْعَوُنَّ لَا تُدْعَیِنَّ لَا تُدْعَیَانِّ لَا تُدْعَیْنَانِّ لَا اُدْعَیَنَّ لَا نُدْعَیَنَّ امر مجہول بانون۔ یہ سے طریقہ پر (نہی کے) نون خفیفہ کی گردانوں کو بھی اسی (نون ثقیلہ) پر قیاس کر کے نکال لینا چاہئے۔

تشریح و تحقیق

امر حاضر معلوم کے کل چھ صیغے ہوتے ہیں لیکن تثنیہ مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے ایک ہی صیغہ استعمال ہوتا ہے اس لئے صاحب کتاب صرف پانچ بیان کرتے ہیں۔

تعلیلات:

اُدْعُ کی اصل تَدْعُوْ ہے علامت مضارع کو حذف کیا اس کے بعد فاء کلمہ ساکن تھا اور ابتدا بالساکن محال ہے تو شروع میں ہمزہ وصلی مضموم لے آئے عین کلمہ کے مضموم ہونے کی وجہ سے۔ اور وقف کرنے کی بناء پر آخر سے واؤ حرف علت حذف ہوا کیونکہ ناقص کے مضارع سے امر بناتے وقت واحد مذکر حاضر کے صیغہ کے آخر سے حرف علت حذف ہوتا ہے جیسا کہ آپ نے ماقبل میں امر بنانے کے طریقہ کے تحت پڑھا ہے۔

قولہ سکون وقفی......الخ ۔یعنی ایسا سکون جو وقف کی وجہ سے ہو کسی عامل کی وجہ سے نہ ہو ورنہ اس کو پھر جزم کہتے ہیں۔ امر حاضر کے پہلے صیغہ کا آخر جو ساکن ہوتا ہے جیسے اِضْرِبْ وغیرہ تو یہ وقف کی وجہ سے ساکن ہوتا ہے کسی عامل کی وجہ سے نہیں (وهو مذهب البصريين) یہ سکون تب ہوتا ہے جبکہ ناقص کا امر نہ ہو اگر ناقص کا امر ہو تو پھر حرکت گرنے کے بجائے لام کلمہ کا حرف علت گر جاتا ہے جیسے اُدْعُ میں واو حذف ہوا ہے اسی طرح امر حاضر کے صیغوں سے نون اعرابی کا گرنا بھی وقف کی وجہ سے ہوتا ہے کسی عامل کی وجہ سے نہیں۔

قولہ ودیگر صیغ از مضارع ہمبراں نمط ساختہ الخ ۔......یعنی باقی صیغے صحیح کے طرز پر بنے ہیں مثلاً اُدْعُوَا کو تَدْعُوَانِ سے اُدْعُوْا کو تَدْعُوْنَ سے اُدْعِیْ کو تَدْعِیْنَ سے اور اُدْعُوْنَ کو تَدْعُوْنَ سے بنایا کہ حرف مضارع کو حذف کر کے شروع میں ہمزہ وصلی مضموم لایا گیا اور وقف کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا سوائے اُدْعُوْنَ صیغہ جمع مؤنث حاضر کے کہ اس میں یہ نون اعرابی نہیں ہے بلکہ نون ضمیر ہے اس لئے حذف نہیں ہوا۔ لِیَدْعُ امر غائب معلوم کے آخر

سے عامل جازم یعنی لام امر کی وجہ سے واو حرف علت گر گیا اسی طرح لِتَدْعُ، لِاَدْعُ، لِنَدْعُ میں ہوا ہے۔ اور جن صیغوں میں نون اعرابی تھا وہاں نون اعرابی حذف ہوا، جیسے لِیَدْعُوَا لِیَدْعُوْا لِتَدْعُوَا میں اور لِیَدْعُوْنَ صیغ جمع مؤنث غائب مبنی ہے، اس میں لفظا کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ امر حاضر مجہول کے تحت مصنفؒ اپنی عادت کے مطابق حاضر اور غائب کے تمام گیارہ صیغے ذکر فرما رہے ہیں، دوسرے صرفیوں کی طرح امر حاضر مجہول اور امر غائب مجہول کو الگ الگ ذکر نہیں فرماتے۔

لِیُدْعَ امر مجہول اصل میں یُدْعٰی تھا شروع میں لام امر مکسور جازمہ لگانے کی وجہ سے آخر سے حرف علت حذف ہوا اسی طرح لِتُدْعَ، لِاُدْعَ لِنُدْعَ میں ہوا اور جہاں نون اعرابی تھا وہاں سے نون اعرابی حذف ہوا۔

قولہ بعد آوردن نون ثقیلہ در اُدْعُ الخ ...... یعنی اُدْعُوَنَّ کو اُدْعُ سے اسطرح بنایا کہ اُدْعُ کے آخر سے جو واو وقف کی وجہ سے حذف ہوا تھا تو نون ثقیلہ لگنے کے بعد اس کے حذف کا سبب ختم ہوا یعنی وقف باقی نہیں رہا اس لئے کہ نون ثقیلہ لگنے کے بعد اُدْعُ کا آخر درمیان میں واقع ہوا: اور وقف درمیان میں نہیں ہوتا آخر میں ہوتا ہے اس بناء پر واو واپس آیا اور اس کو فتحہ دے دیا گیا کیونکہ پانچ صیغوں میں نون تاکید ما قبل مفتوح ہوتا ہے جن میں سے ایک یہی واحد حاضر کا صیغہ ہے۔

سوال: ...... اُدْعُوَنَّ میں واو واپس لانے کی کیا ضرورت تھی بس آخر میں نون تاکید ثقیلہ لگا کر اُدْعُنَّ پڑھ لیتے؟

جواب: ...... ایک تو اس وجہ سے واپس لایا کہ سبب حذف باقی نہیں رہا تھا دوسری وجہ یہ ہے کہ نہ لانے کی صورت میں واحد مذکر حاضر اور جمع مذکر حاضر کے صیغوں میں التباس ہوتا کیونکہ جمع مذکر بھی اُدْعُنَّ ہے۔

سوال: ...... التباس سے بچنے کے لئے واحد مذکر حاضر کے صیغہ میں عین کو فتحہ دے کر اُدْعَنَّ پڑھتے اس میں کیا حرج تھا؟

جواب: ...... پھر مضارع کے مضموم العین ہونے کا پتہ نہ چلتا۔

قولہ در لِیَدْعُوَنَّ واخواتش الخ ...... یعنی لِتَدْعُوَنَّ لِاَدْعُوَنَّ وغیرہ لِیَدْعُ لِتَدْعُ سے بنے ہیں ان میں جو واو عامل جازم یعنی لام امر کی وجہ سے حذف ہوا تھا وہ نون ثقیلہ لگتے وقت واپس آیا کیونکہ اب جزم باقی نہیں رہا ایک تو اس لئے کہ محل جزم آخر کلمہ میں ہوتا ہے اور نون ثقیلہ لگنے کے بعد یہ واو درمیان میں واقع ہوا۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جزم معرب میں ہوتا ہے جبکہ نون تاکید کے بعد یہ معرب نہیں رہا مبنی بن گیا۔ پھر اس واو کو فتحہ دیدیا کیونکہ مذکورہ صیغوں میں نون تاکید ما قبل فتحہ چاہتا ہے جیسا کہ آپ نے علم الصیغہ کی ابتداء میں پڑھا ہے۔

قولہ در لِيُدْعَيَنَّ واخوات او بسبب انعدام اح ......یعنی لِيُدْعَيَنَّ لِتُدْعَيَنَّ لِأُدْعَيَنَّ لِنُدْعَيَنَّ اصل میں يُدْعٰى ،تُدْعٰى ،اُدْعٰى نُدْعٰى تھے شروع میں لام امر اور آخر میں نون تاکید ثقیلہ لگا دیا اور اصول یہ ہے کہ ان صیغوں میں نون ثقیلہ ماقبل مفتوح ہوتا ہے جبکہ یہاں نون ثقیلہ سے پہلے الف ہے اور الف حرکت کو قبول نہیں کرتا اور یہ الف اصل میں یاء سے بدلا ہوا ہے کیونکہ يُدْعٰى اصل میں يُدْعَيُ تھا اسی طرح تُدْعٰى وغیرہ تو اس الف کی جو اصل ہے یعنی یاء وہ واپس آ گئی اور اس کو فتحہ دیدیا گیا تو لِيُدْعَيَنَّ الخ بن گئے۔

سوال: ......اس الف کی اصل الاصل واو ہے کیونکہ يُدْعٰى ابتداءً يُدْعَوُ تھا۔ تو یہاں نون ثقیلہ لگاتے وقت واو کو دوبارہ کیوں نہیں لایا؟

جواب: ......واو لانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا کیونکہ اگر واو لایا جاتا تو لِيُدْعَوُنَّ ہوتا بقاعدہ يُدْعٰى پھر واو یاء ہو کر لِيُدْعَيَنَّ ہو جاتا جب واو نے پھر یاء بننا تھا تو ابتداء یاء کو لے آئے۔

قولہ نون خفیفہ جمیع صیغ امر بقیاس نون ثقیلہ میتواں دریافت: ......امر کے نون خفیفہ کی گردان یہ ہیں۔

امر حاضر معلوم مؤکد بنون تاکید خفیفہ: ...... اُدْعُوَنْ اُدْعُنْ اُدْعِنْ :

امر غائب معلوم مؤکد بنون تاکید خفیفہ: ......لِيَدْعُوَنْ لِيَدْعُنْ لِتَدْعُوَنْ لِأَدْعُوَنْ لِنَدْعُوَنْ

امر مجہول با نون خفیفہ: ......لِيُدْعَيَنْ لِيُدْعَوُنْ لِتُدْعَيَنْ لِتُدْعَوُنْ لِتُدْعَيِنْ لِأُدْعَيَنْ لِنُدْعَيَنْ .

قولہ نہی معروف الخ: ......نہی کی گردان میں بھی مصنف ایک ساتھ حاضر اور غائب کے تمام صیغے ذکر کرتے ہیں نہی حاضر اور نہی غائب کو الگ الگ ذکر نہیں کرتے جس طرح کہ دوسرے صرفی حضرات کا طریقہ ہے۔

قولہ نون خفیفہ راہمبریں قیاس ۲ باید برآورد: ......یعنی فعل نہی کے نون خفیفہ کی گردانیں بھی ماقبل پر قیاس کر کے نکالی جائیں۔ وہ گردانیں یہ ہیں نھی معلوم بانون خفیفہ لَا يَدْعُوَنْ لَا يَدْعُنْ لَاتَدْعُوَنْ لَاتَدْعُنْ لَاتَدْعِنْ لَاأَدْعُوَنْ لَانَدْعُوَنْ نھی مجھول بانون خفیفہ لَايُدْعَيَنْ لَايُدْعَوُنْ لَاتُدْعَيَنْ لَاتُدْعَوُنْ لَاتُدْعَيِنْ لَاأُدْعَيَنْ لَانُدْعَيَنْ .

بحث اسم فاعل :...... دَاعٍ دَاعِيَانِ دَاعُوْنَ دَاعِيَةٌ دَاعِيَتَانِ دَاعِيَاتٌ درین ہمہ صیغ واو بقاعدہ ۱۱ یا شد ودر دَاعٍ بقاعدہ ۱۰ ساکن شدہ بسبب اجتماع ساکنین حذف گردیدہ اگر برین صیغہ الف ولام آید یا بسبب اضافت بران تنوین نیاید صرف براسکان یا اکتفا کنند وحذف نشود چون اَلدَّاعِیْ و دَاعِیْکُمْ ودر اَلدَّاعِیْ گاہے حذف یا ہم آمدہ چنانچہ درقولہ تعالیٰ یَوْمَ یَدْعُ الدَّاعِ واین ہمہ درحالت رفع وجرست ودر حالت نصب دَاعِیاً وَالدَّاعِیَ و دَاعِیَکُمْ گویند بحث اسم مفعول مَدْعُوٌّ مَدْعُوَّانِ مَدْعُوُّوْنَ مَدْعُوَّةٌ مَدْعُوَّتَانِ مَدْعُوَّاتٌ درین صیغ واوِ مفعول درواو لام فعل ادغام یافتہ وبس۔

ترجمہ:...... اسم فاعل کی گردان دَاعٍ دَاعِیَانِ الخ ان تمام صیغوں میں بقاعدہ نمبر ۱۱ یعنی دُعِیَ والا قاعدہ کے مطابق واو یاء ہو گیا (کہ اصل میں دَاعِوٌ، دَاعِوَانِ دَاعِوُوْنَ دَاعِوَۃٌ دَاعِوَتَانِ دَاعِوَاتٌ تھے) اور دَاعٍ میں بقاعدہ نمبر ۱۰ (یعنی یَدْعُوْ یَرْمِیْ والا قاعدہ کے مطابق) یاء ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گئی ہے اگر اس (دَاعٍ) صیغہ پر الف لام آ جائے یا مضاف ہونے کی وجہ سے اس پر تنوین نہ ہو (تو اس صورت میں) صرف یاء کے ساکن کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں اور یاء حذف نہیں ہوتی جیسے اَلدَّاعِیْ (الف لام داخل ہونے کی مثال ہے) اور دَاعِیْکُمْ (یہ مضاف ہونے کی مثال ہے) اور اَلدَّاعِیْ میں کبھی کبھی یاء کا حذف بھی وارد ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے قول یوم یدع الدّاع میں اور یہ تمام تفصیل (یعنی یاء کا حذف ہونا یا ساکن ہونا) حالت رفع اور حالت جر میں ہے اور حالت نصب میں دَاعِیاً اَلدَّاعِیَ، اور دَاعِیَکُمْ کہتے ہیں (یعنی یاء مفتوح ہوتی ہے خواہ معرف باللام اور مضاف ہو یا نہ ہو) اسم مفعول کی گردان مَدْعُوٌّ الخ...... ان تمام صیغوں میں اسم مفعول کا واو فعل کے لام کلمہ کے واو میں ادغام پا گیا ہے اور بس یعنی اور کوئی تعلیل نہیں ہوئی۔

تشریح وتحقیق

اسم فاعل کے تمام صیغوں میں دُعِیَ والا قاعدہ جاری ہو کر واو یاء سے تبدیل ہوا ہے البتہ ان میں سے دَاعٍ کی تعلیل میں کچھ تفصیل ہے وہ یہ کہ دَاعٍ اصل میں دَاعِوٌ تھا واو لام کلمہ میں ماقبل مکسور ہو کر واقع ہوا تو دُعِیَ والا قاعدہ کے مطابق اس واو کو یاء سے بدل دیا دَاعِیٌ بن گیا اب یاء لام کلمہ میں کسرہ کے بعد واقع ہوئی تو بقاعدہ نمبر ۱۰ یعنی یَدْعُوْ یَرْمِیْ والا قاعدہ کی پہلی صورت کے مطابق یاء ساکن ہو گئی تو التقائے ساکنین ہوا۔ یاء اور تنوین کے درمیان یاء مدہ تھی اس کو حذف کر دیا دَاعٍ بن گیا اور ماقبل میں یہ بات گزر چکی ہے کہ قاعدہ نمبر ۱۰ ناقص کے اسم فاعل وغیرہ کو بھی شامل ہے جیسا کہ عام علماء صرف بھی دَاعٍ رَامٍ وغیرہ اسم فاعل میں یَدْعُوْ یَرْمِیْ والا قاعدہ جاری کرتے ہیں کصاحب

ارشاد الصرف وصاحب فصول اکبری اس قاعدہ کوفعل کے ساتھ خاص نہیں کرتے اور قرائن سے صاحب علم الصیغہ کا نظریہ بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ قاعدہ فعل کے ساتھ خاص نہیں بلکہ دَاعٍ وغیرہ اسم فاعل میں بھی جاری ہوتا ہے ان میں سے ایک قوی قرینہ یہ ہے کہ خود مصنفؒ نے یہاں داع میں قاعدہ نمبر۱۰ کو جاری کیا ہے جس سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ قاعدہ نمبر۱۰: اسم فاعل وغیرہ کو بھی شامل ہے فعل کے ساتھ خاص نہیں۔

بعض شارحین کا کہنا یہ ہے کہ داع میں قاعدہ نمبر۱۰ کو جاری کرنا درست نہیں بلکہ اس میں قاعدہ نمبر۲۵ یعنی جَوَارٍ والا قاعدہ جاری ہوتا ہے کہ یہ جَوَارٍ کے اشباہ میں داخل ہے معتل اللام ہونے کی وجہ سے اور اسی کی طرح اس میں ایک صورت کے اندر لام کلمہ کی یاء ساکن ہوتی ہے جبکہ یہ معرف باللام ہو یا مضاف ہو اور حالت رفع و جر میں ہو جیسے هٰذَا الدَّاعِیْ ،هٰذَا دَاعِیْکُمْ، مَرَرْتُ بِالدَّاعِیْ، مَرَرْتُ بِدَاعِیْکُمْ اور ایک صورت میں یاء حذف ہو جاتی ہے اور تنوین عین کے ساتھ لاحق ہو جاتی ہے وہ یہ کہ معرف باللام یا مضاف نہ ہو اور حالت رفعی اور جری میں ہو جیسے هٰذَا دَاعٍ، اور مَرَرْتُ بِدَاعٍ ۔اور حالت نصبی میں یاء مطلقا مفتوح ہوتی ہے چاہے معرف باللام ہو جیسے رَأَیْتُ الدَّاعِیَ یا مضاف ہو جیسے رَأَیْتُ دَاعِیَکُمْ، یا دونوں سے خالی ہو جیسے رَأَیْتُ دَاعِیاً

بندہ کی ناقص رائے یہ ہے کہ اگر قاعدہ نمبر۱۰ کی پہلی صورت کوفعل کے ساتھ خاص نہ کیا جائے بلکہ عموم پر چھوڑ دیا جائے ،اور اس میں ان قیودات کا لحاظ رکھا جائے جو فصول اکبری، زرادی اور ارشاد الصرف کے مؤلفین نے ذکر کی ہیں (یعنی واو اور یاء کا لام کلمہ میں مضموم یا مکسور واقع ہونا ماقبل کے مضموم یا مکسور ہونے کے ساتھ) تو یہ بہت مفید ہوگا کیونکہ اس صورت میں نہ صرف یہ کہ یہ قاعدہ دَاعٍ وغیرہ اسم فاعل کو شامل ہو جائے گا بلکہ جَوَارٍ جیسی مثالوں میں تمام تغیرات بھی اسی قاعدہ کے مطابق ہوں گے خواہ وہ یاء کا ساکن ہونا ہو، یا حذف ہونا ہو، یا مفتوح ہونا ہو، پھر قاعدہ نمبر۲۵ کی ضرورت باقی نہیں رہے گی جسکو مصنف نے ان جیسی مثالوں کے لئے وضع کیا ہے۔

دَاعُوْنَ اصل میں دَاعِوُوْنَ تھا۔ دُعِیَ والا قاعدہ سے دَاعِیُوْنَ ہوا۔اب یاء کسرہ کے بعد اور واو سے پہلے واقع ہے تو قاعدہ نمبر۱۰ کی تیسری صورت کے مطابق عین کو ساکن کر کے یاء کا ضمہ اس کو دیا پھر یاء ساکن ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے مُوْسِرٌ والا قاعدہ کے مطابق واو سے بدل گئی اور التقاء ساکنین کی وجہ سے واو حذف ہوا۔

سوال:......دَاعِیَةٌ میں قاعدہ نمبر۱۰ کی پہلی صورت کے مطابق یاء کیوں ساکن نہیں ہوئی ؟

جواب:......اس لئے کہ یہاں یاء مفتوح ہے جبکہ اس میں واو اور یاء کا مفتوح نہ ہونا شرط ہے۔

مَدْعُوٌّ اسم مفعول اصل میں مَدْعُوْوٌ تھا دو حرف ایک جنس کے جمع ہو گئے ان میں سے پہلا ساکن ہے تو

مضاعف کے قاعدہ سے واو اول کو واو ثانی میں مدغم کیا اسی طرح باقی صیغوں میں ہوا۔

قولہ واو مفعول در واو لام فعل الخ ...... واو مفعول سے مراد، واؤ اول ہے جو اسم مفعول کی علامت ہے اور واؤ لام فعل سے مراد، واؤ ثانی ہے اس کو فعل کے لام کلمہ کے واؤ سے اس لئے تعبیر کیا کہ فعل سے مراد حروف اصلیہ ہیں فعل اصطلاحی نہیں اور حروف اصلیہ میں سے یہ واو لام کلمہ کے مقابلہ میں واقع ہے یا اصلِ سابق کے لحاظ سے فعل کہا کہ اسم مفعول کی اصل فعل ہوتا ہے اور فعل میں یہ واؤ لام کلمہ میں واقع ہے۔

سوال: ...... مَدْعُوٌّ میں دِلِیٌّ والا قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوا جبکہ اس کے آخر میں دو واؤ واقع ہیں؟

جواب: ...... وہ قاعدہ اس جمع میں جاری ہوتا ہے جو فُعُوْلٌ کے وزن پر ہو۔ مَدْعُوٌّ نہ تو جمع ہے اور نہ فُعُوْلٌ کے وزن پر ہے البتہ جوازی طور پر اس میں مَدْعِیٌّ پڑھنا جائز ہے جیسا کہ وہاں گزر چکا۔

ناقص یائی از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ اَلرَّمْیُ تیر انداختن رَمٰی یَرْمِیْ رَمْیًا فَھُوَ رَامٍ وَرُمِیَ یُرْمٰی رَمْیًا فَھُوَ مَرْمِیٌّ اَلْاَمْرُ مِنْہُ اِرْمِ وَالنَّھْیُ عَنْہُ لَا تَرْمِ اَلظَّرْفُ مِنْہُ مَرْمًی وَالْاٰلَۃُ مِنْہُ مِرْمًی وَمِرْمَاۃٌ وَمِرْمَاءٌ وَتَثْنِیَتُھُمَا مَرْمَیَانِ وَمِرْمَیَانِ وَالْجَمْعُ مِنْھُمَا مَرَامٍ وَمَرَامِیٌّ وَاَفْعَلُ التَّفْضِیْلِ مِنْہُ اَرْمٰی وَالْمُؤَنَّثُ مِنْہُ رُمْیٰی وَتَثْنِیَتُھُمَا اَرْمَیَانِ وَرُمْیَیَانِ وَالْجَمْعُ مِنْھُمَا اَرْمَوْنَ وَاَرَامٍ وَرُمًی وَرُمْیَیَاتٌ ظرف ازین باب باوصف کسرہ عین مضارع: مفتوح العین آمدہ بقاعدہ کہ نوشتہ ایم کہ از ناقص مطلقاً ظرف مفتوح العین آید ویائے آں الف شدہ بسبب اجتماع ساکنین باتنوین افتادہ وہم چنین در مِرْمًی آلہ وبوقت عدم تنوین الف باقی ماندہ چون اَلْمَرْمٰی وَمَرْمَاکُمْ: مَرَامٍ جمع ظرف وَاَرَامٍ جمع تفضیل کہ دراصل مَرَامِیُ وَاَرَامِیُ بودہ باعمال قاعدہ ۲۵ مَرَامٍ وَاَرَامٍ شدہ در اَرْمٰی یا بقاعدہ ۷ الف شدہ رُمْیٰی مؤنث و ہر دو تثنیہ بر اصل اند وہم چنین رُمْیَیَاتٌ در رُمًی جمع تکسیر رُمْیٰی یا الف شدہ باجتماع ساکنین باتنوین افتادہ اثبات فعل ماضی معروف رَمٰی رَمَیَا رَمَوْا رَمَتْ رَمَتَا رَمَیْنَ رَمَیْتَ رَمَیْتُمَا رَمَیْتُمْ رَمَیْتِ رَمَیْتُنَّ رَمَیْتُ رَمَیْنَا در رَمٰی وَرَمَوْا وَرَمَتْ وَرَمَتَا یا بقاعدہ ۷ الف شدہ در غیر رَمٰی بالتقائے ساکنین باواو وتاء تانیث حذف گردیدہ دیگر ہمہ صیغ بر اصل اند اثبات فعل ماضی مجہول رُمِیَ رُمِیَا رُمُوْا رُمِیَتْ تا آخر در جمیع این صیغ ، غیر رُمُوْا کہ بقاعدہ ۱۰ حرکت یا بما قبل رفتہ یا حذف شدہ ہیچ یک تعلیل نشدہ

ترجمہ:...... ناقص یائی از ضَرَبَ یَضْرِبُ الرَّمیُ تیر پھینکنا رَمٰی یرمی الخ اس باب کا اسم ظرف مضارع معلوم کے مکسور العین ہونے کے باوجود مفتوح العین آیا ہے (جیسے مَرْمًی جو اصل میں مَرْمَیٌ تھا بروزن مَفْعَلٌ) یہ (مفتوح العین ہونا) اس قاعدہ کی وجہ سے ہے جو ہم لکھ چکے ہیں کہ ناقص سے اسم ظرف مطلقاً مفتوح العین آتا ہے (خواہ مضارع کے عین کلمہ پر کوئی بھی حرکت ہو) اور اسم ظرف کی یاء (بقاعدہ باعَ) الف سے بدل کر تنوین کے ساتھ اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی ہے اور یہی تعلیل مِرْمًی اسم آلہ میں بھی ہے (کہ یاء الف سے تبدیل ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گئی) اور تنوین کے نہ ہونے کے وقت (اسم ظرف اور اسم آلہ میں) الف باقی رہتا ہے (کیونکہ تنوین کے نہ ہونے کی صورت میں اجتماع ساکنین نہیں ہوتا اور حذف الف کا سبب اجتماع ساکنین تھا) جیسے اَلْمَرْمٰی (اس میں الف لام داخل ہونے کی وجہ سے تنوین نہیں ہے) اور مَرْمَاکُمْ (اس میں اضافت کی وجہ سے تنوین نہیں ہے اس لئے الف موجود ہے اور میم کے کسرہ کے ساتھ یہی اسم آلہ کی مثالیں بن جائیں گی) مَرَامٍ جمع تکسیر اسم ظرف اور اَرَامٍ جمع مذکر مکسر اسم تفضیل جو اصل میں مَرَامِیُ اور اَرَامِیُ تھے۔ قاعدہ نمبر ۲۵ کے جاری کرنے سے مَرَامٍ اور اَرَامٍ ہو گئے (یعنی یاء ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گئی اور تنوین عین کلمہ یعنی میم کے ساتھ لاحق ہو گئی اور ان میں جَوَارٍ والا قاعدہ کی باقی صورتیں بھی جاری ہو سکتی ہیں) اَرْمٰی (اسم تفضیل مذکر) میں بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی رُمْیٰ اسم تفضیل مؤنث اور دونوں تثنیہ (یعنی تثنیہ مذکر اسم تفضیل اور تثنیہ مؤنث اسم تفضیل جیسے اَرْمَیَانِ اور رُمْیَیَانِ) اپنی اصل پر ہیں اسی طرح رُمْیَیَاتٌ (بھی اپنی اصل پر ہے) رُمْیٰ کی جمع مکسر رُمًی میں یاء الف ہو کر تنوین کے ساتھ اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گئی (یعنی رُمًی اصل میں رُمَیٌ تھا بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی اور پھر الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا)۔ **فعل ماضی مثبت معروف** رَمٰی رَمَیَا الخ رمی (صیغہ واحد مذکر غائب) رَمَوْا (صیغہ جمع مذکر غائب) رَمَتْ (صیغہ واحد مؤنث غائب) رَمَتَا (تثنیہ مؤنث غائب ان چاروں صیغوں) میں بقاعدہ نمبر ۷ یاء الف سے بدل گئی پھر رَمٰی کے علاوہ (یعنی رَمَوْا، رَمَتْ، رَمَتَا، ان تین صیغوں میں جو الف یاء سے بدلا ہوا تھا وہ رَمَوْا میں) واو کے ساتھ اور (رَمَتْ رَمَتَا میں) تائے تانیث کے ساتھ اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا (ان کے علاوہ) دوسرے تمام صیغے اپنی اصل پر ہیں۔

فعل ماضی مثبت مجهول رُمِیَ الخ...... ان تمام صیغوں میں کوئی تعلیل نہیں ہوئی سوائے رُمُوْا کے (جو اصل میں رُمِیُوْا تھا یاء کسرہ کے بعد اور واو سے پہلے واقع ہوئی تو) قاعدہ نمبر ۱۰ (کی تیسری صورت) کے مطابق یاء کی حرکت ماقبل (میم) کی طرف چلی گئی (پھر یاء ساکن ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے بقاعدہ مُوْسِرٌ واو سے تبدیل ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے) یاء حذف ہو گئی۔

تشریح و تحقیق

کچھ تعلیلات جو متن میں مذکور نہیں وہ یہ ہیں مِرْمَاۃٌ اسم آلہ اصل میں مِرْمَیَۃٌ تھا۔ بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی مِرْمَاءٌ اسم آلہ اصل میں مِرْمَایٌ تھا۔ دُعَاءٌ والا قاعدہ سے یاء ہمزہ سے بدل گئی مَرَامِیٌّ جمع اسم آلہ

اصل میں مَرَامِيُّ تھا اس میں اولاً تو قاعدہ نمبر ۲۱ یعنی محاریب اور ضورب والا قاعدہ جاری ہوا ہے کہ اس کے مفرد (مَرْمَاءٌ) کا الف جمع میں ماقبل کے کسرہ کے ساتھ واقع ہوا تو اس کو یاء سے بدل دیا اس کے بعد ایک جنس کے دو حرف (یعنی دو یاء) جمع ہیں تو مضاعف کے قاعدہ کے مطابق ایک یاء دوسری میں مدغم ہو گئی۔ اَرْمَوْنَ جمع مذکر سالم اسم تفضیل اصل میں اَرْمَيُوْنَ تھا۔ بقاعدہ قال باع یاء الف سے تبدیل ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گئی ،رُمْيَيَانِ اور رُمْيَيَاتٌ میں قاعدہ نمبر ۲۲ یعنی حُبْلَيَانِ حُبْلَيَاتٌ والا قاعدہ جاری ہوا کہ رُمْيٰ مفرد کا الف زائدہ ان دونوں صیغوں میں یاء سے بدل گیا ہے۔

سوال:...... رُمْيَيَانِ اور رُمْيَيَاتٌ میں قاعدہ نمبر ۸ کیوں جاری نہیں ہوتا کہ یاء کی حرکت ماقبل کو دیکر اس کو الف سے بدل دیا جائے؟

جواب:...... وہ قاعدہ اُس واو اور یاء میں جاری ہوتا ہے جو عین کلمہ میں ہوں اور ان دونوں میں یاء لام کلمہ میں ہے۔

قولہ در غیر رَمٰی بالتقائے ساکنین الخ...... رَمٰی کو اس لئے مستثنیٰ کیا کہ اس میں یاء سے بدلا ہوا الف موجود ہے حذف نہیں ہوا۔

اثبات فعل مضارع معروف: يَرْمِيْ يَرْمِيَانِ يَرْمُوْنَ تَرْمِيْ تَرْمِيَانِ يَرْمِيْنَ تَرْمُوْنَ تَرْمِيْنَ تَرْمِيْنَ اَرْمِيْ نَرْمِيْ در يَرْمِيْ وتَرْمِيْ واَرْمِيْ ونَرْمِيْ یا بقاعدہ ۱۰ ساکن شدہ ودر يَرْمُوْنَ و تَرْمُوْنَ و تَرْمِيْنَ بقاعدہ مذکورہ حذف شدہ باقی صیغ یعنی تثنیہ ہا وہر دو جمع مؤنث بر اصل است وصورت واحد مؤنث حاضر بعد حذف یا مثل جمع مؤنث حاضر یعنی تَرْمِيْنَ شد مجهول يُرْمٰی يُرْمَيَانِ يُرْمَوْنَ تُرْمٰی تُرْمَيَانِ يُرْمَيْنَ تُرْمَوْنَ تُرْمَيْنَ تُرْمَيْنَ اُرْمٰی نُرْمٰی تثنیہ ہا وہر دو جمع مؤنث بر اصل ست ودر باقی صیغ یا بقاعدہ ۷ الف شدہ در مواقع اجتماع ساکنین یعنی يُرْمَوْنَ وتُرْمَوْنَ وتُرْمَيْنَ واحد مؤنث حاضر حذف شدہ نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف لَنْ يَرْمِيَ لَنْ يَرْمِيَا لَنْ يَرْمُوْا تا آخر جزعملے کہ لن میکند تغیرے در صیغ حادث نشدہ مجهول لن يرمى لن يرميا تا آخر جز اینکہ در يُرْمٰی وتُرْمٰی واُرْمٰی ونُرْمٰی عمل لن بسبب الف ظاہر نشدہ در ہیچ صیغہ تغیر جدید بظہور نرسیدہ نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف لَمْ يَرْمِ لَمْ يَرْمِيَا لَمْ يَرْمُوْا، لَمْ تَرْمِ لَمْ تَرْمِيَا لَمْ يَرْمِيْنَ لَمْ تَرْمُوْا لَمْ تَرْمِيْ لَمْ تَرْمِيْنَ لَمْ اَرْمِ لَمْ نَرْمِ در مواقع جزم یا ساقط شدہ ودر دیگر صیغ عمل لم بطور صحیح ظہور پذیرفتہ مجهول لَمْ يُرْمَ لَمْ يُرْمَيَا تا آخر حال آن مثل معروف ست

لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ در فعل مستقبل معروف لَیَرْمِیَنَّ لَیَرْمِیَانِّ لَیَرْمُنَّ لَتَرْمِیَنَّ لَتَرْمِیَانِّ لَیَرْمِیْنَانِّ لَتَرْمُنَّ لَتَرْمِنَّ لَتَرْمِیْنَانِّ لَاَرْمِیَنَّ لَنَرْمِیَنَّ برقیاس لَیَضْرِبَنَّ تا آخر۔ بعد اعلال بعینہ مضارع ماندہ بود مثل صحیح تغیرات شدہ۔ مجھول: لَیُرْمَیَنَّ لَیُرْمَیَانِّ لَیُرْمَوُنَّ لَتُرْمَیَنَّ لَتُرْمَیَانِّ لَیُرْمَیْنَانِّ لَتُرْمَوُنَّ لَتُرْمَیِنَّ لَتُرْمَیْنَانِّ لَاُرْمَیَنَّ لَنُرْمَیَنَّ برقیاس لَیُدْعَیَنَّ تا آخر نون خفیفہ معروف و مجھول ہمبرین نمط امر حاضر معروف اِرْمِ اِرْمِیَا اِرْمُوْا اِرْمِیْ اِرْمِیَا اِرْمِیْنَ در صیغہ واحد مذکر حاضر یا بسبب وقف افتادہ و دیگر صیغہا از مضارع حسب دستور ساختہ اند

سوال:...... چون اُرْمُوْا را: از تَرْمُوْنَ ساختند بعد حذف علامت مضارع بسبب سکون مابعد آن ہرگاہ ہمزہ وصل آوردند بایستے کہ ہمزہ مضموم آرند زیرا کہ عین کلمہ مضموم ست

جواب:...... اگرچہ عین کلمہ فی الحال در تَرْمُوْنَ مضموم ست لیکن دراصل مکسور است چہ اصلش تَرْمِیُوْنَ بودہ وہمزہ وصل باعتبار حرکت اصل می آرند وہمین جہت در اُدْعِیْ کہ از تَدْعِیْنَ ساختہ شدہ ہمزہ وصل مضموم آوردند امر غائب و متکلم معروف لِیَرْمِ لِیَرْمِیَا لِیَرْمُوْا، لِتَرْمِ لِتَرْمِیَا لِیَرْمِیْنَ لِاَرْمِ لِنَرْمِ امر مجھول لِیُرْمَ لِیُرْمَیَا برقیاس لَمْ یُرْمَ لَمْ یُرْمَیَا تا آخر بودہ است وہم چنین نہی معروف چون لَا یَرْمِ لَا یَرْمِیَا تا آخر و نہی مجھول چوں لَا یُرْمَ تا آخر

ترجمہ: ...... **فعل مضارع مثبت معلوم** یَرْمِیْ یَرْمِیَانِ الخ. یَرْمِیْ تَرْمِیْ اَرْمِیْ نَرْمِیْ میں یاء بقاعدہ نمبر ۱۰ ساکن ہوگئی (کہ اصل میں یَرْمِیُ تَرْمِیُ اَرْمِیُ نَرْمِیُ تھے) اور یَرْمُوْنَ تَرْمُوْنَ تَرْمِیْنَ میں مذکورہ قاعدہ نمبر ۱۰ سے یاء حذف ہوگئی باقی صیغے یعنی تثنیہ کے تمام صیغے اور دونوں جمع مؤنث (حاضر و غائب) اپنی اصل پر ہیں اور واحد مؤنث حاضر کی صورت یاء کو حذف کرنے کے بعد جمع مؤنث حاضر یعنی تَرْمِیْنَ کی طرح ہوگئی۔

مضارع مجھول یُرْمٰی یُرْمَیَانِ الخ...... تثنیہ کے تمام صیغے اور دونوں جمع مؤنث (حاضر و غائب) اپنی اصل پر ہیں اور باقی صیغوں میں قال باع والا قاعدہ سے یاء الف ہوگئی پھر اجتماع ساکنین کے مواقع یعنی یُرْمَوْنَ تُرْمَوْنَ تُرْمَیْنَ واحد مؤنث حاضر (یہ یاء سے بدلا ہوا الف) حذف ہوا ہے **فعل نفی معلوم مؤکد بلن ناصبہ** لَنْ یَرْمِیَ لَنْ یَرْمِیَا لَنْ یَرْمُوْا لَنْ تَرْمِیَ لَنْ تَرْمِیَا لَنْ یَرْمِیْنَ لَنْ تَرْمُوْا لَنْ تَرْمِیْ لَنْ تَرْمِیْنَ لَنْ اَرْمِیَ لَنْ نَرْمِیَ سوائے اس عمل کے جو لن کرتا ہے (یعنی نصب دینا، نون اعرابی گرانا) کوئی دوسرا تغیر ان صیغوں میں رونما نہیں ہوا **فعل نفی مجھول مؤکد بلن ناصبہ** لَنْ یُرْمٰی لَنْ یُرْمَیَا لَنْ یُرْمَوْا

لَنْ تُرْ مٰی لَنْ تُرْ مَیَا لَنْ یُّرْمَیْنَ لَنْ تُرْمَوْا لَنْ تُرْ مَیْ لَنْ تُرْمَیْنَ لَنْ اُرْمٰی لَنْ نُرْمٰی سوائے اس کے کہ یُرْمٰی تُرْمٰی اُرْمٰی نُرْمٰی میں لَنْ کا عمل الف کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوا: اور کسی بھی صیغہ میں کوئی نیا تغیر ظہور میں نہیں آیا۔

فعل جحد معلوم لم یرم الخ : ...... مواقع جزم میں یاء ساقط ہوئی (یعنی یَرْمِ تَرْمِ اَرْمِ نَرْمِ میں) اور دوسرے صیغوں میں لَمْ کے عمل نے صحیح کے طریقہ پر ظاہر ہونا قبول کیا ہے (یعنی صحیح کی طرح عمل کیا ہے) فعل جحد مجھول لَمْ یُرْ مَ لَمْ یُرْمَیَا لَمْ یُرْمَوْا: لَمْ تُرْ مَ لَمْ تُرْ مَیَا لَمْ یُرْمَیْنَ لَمْ تُرْ مَوْا لَمْ تُرْ مَیْ لَمْ تُرْمَیْنَ لَمْ اُرْمَ لَمْ نُرْمَ۔

اس کا حال جحد معلوم کی طرح ہے (یعنی مواقع جزم میں حرف علت (الف) ساقط ہوا ہے اور دوسرے صیغوں میں صحیح کی طرح عمل کیا ہے یعنی نون اعرابی کا گرانا وغیرہ) فعل مستقبل معلوم مؤکد بلام تاکید الخ لَیَضْرِبَنَّ الخ پر قیاس کرتے ہوئے (یعنی صحیح کی طرح ہے) تعلیل کے بعد مضارع جس طرح رہ گیا تھا (اس پر لام تاکید اور نون تاکید ثقیلہ داخل ہونے سے) صحیح کی طرح تغیرات ہوئے ہیں (اور کچھ نہیں)

مجھول لَیُرْمَیَنَّ الخ لَیُدْ عَیَنَّ الخ پر قیاس کرتے ہوئے (اس گردان میں) نون خفیفہ معروف اور مجھول (کے صیغے) بھی اسی طریقہ پر ہیں (دو گردانیں یہ ہیں۔ نون خفیفہ معروف کی گردان جیسے لَیَرْمِیَنْ لَیَرْمُنْ لَتَرْمِیَنْ لَتَرْمُنْ لَتَرْمِنْ لَاَرْمِیَنْ لَنَرْمِیَنْ

مجھول: لَیُرْمَیَنْ لَیُرْمَوُنْ لَتُرْمَیَنْ لَتُرْمَوُنْ لَتُرْمَیِنْ لَاُرْمَیَنْ لَنُرْمَیَنْ)

امر حاضر معلوم: اِرْمِ الخ ...... صیغہ واحد مذکر حاضر میں وقف کی وجہ سے یاء گرگئی اور امر حاضر کے دوسرے صیغوں کو (امر بنانے کے) قاعدہ کے مطابق مضارع سے بنایا ہے (یعنی اِرْمِیَا کو تَرْمِیَانِ سے اِرْمُوْا کو تَرْمُوْنَ سے اِرْمِیْ کو تَرْمِیْنَ سے)۔

سوال: ...... جب اِرْمُوْا (صیغہ جمع مذکر حاضر) کو تَرْمُوْنَ سے بنایا علامت مضارع کو حذف کرنے کے بعد اس کے مابعد کے ساکن ہونے کی وجہ سے جب ہمزہ وصلی لایا تو چاہئے یہ تھا کہ ہمزہ وصلی مضموم لے آتے کیونکہ عین کلمہ (یعنی میم) مضموم ہے (اور جب مضارع مضموم العین ہو تو امر بناتے وقت شروع میں ہمزہ وصلی مضموم لایا جاتا ہے یہاں اِرْمُوْا میں مکسور کیوں لایا؟)

جواب: ...... اگر چہ فی الحال تَرْمُوْنَ میں عین کلمہ مضموم ہے لیکن اصل میں یہ مکسور ہے کیونکہ اس کی اصل تَرْمِیُوْنَ ہے اور ہمزہ وصلی حرکت اصلی کے اعتبار سے لاتے ہیں اور اسی وجہ سے (کہ ہمزہ وصلی مضارع کے عین کلمہ کی اصلی حرکت کے اعتبار سے لایا جاتا ہے) اُدْعِیْ جو تَدْعِیْنَ سے بنا ہے اس میں ہمزہ وصلی مضموم لے آئے ہیں (اگر چہ فی الحال عین کلمہ مضموم نہیں ہے مکسور ہے لیکن اصل کے اعتبار سے مضارع کا عین کلمہ مضموم ہے کیونکہ تَدْعِیْنَ کی اصل تَدْعُوِیْنَ ہے اس لئے یہاں ہمزہ وصلی مضموم لایا گیا) امر غائب معروف الخ امر مجھول لِیُرْمَ لِیُرْمَیَا لِیُرْمَوْا لِتُرْمَ لِتُرْمَیَا لِیُرْمَیْنَ لِتُرْمَوْا لِتُرْمَیْ لِتُرْمَیْنَ لِاُرْمَ لِنُرْمَ: لَمْ یُرْمَ لَمْ یُرْمَیَا الخ کے طرز پر ہے۔ اسی طرح نہی معلوم جیسے لَا یَرْمِ لَا یَرْمِیَا لَا یَرْمُوْا، لَا تَرْمِ لَا تَرْمِیَا لَا یَرْمِیْنَ لَا تَرْمُوْا لَا تَرْمِیْ لَا تَرْمِیْنَ لَا اَرْمِ لَا نَرْمِ اور نہی مجھول جیسے لَا یُرْمَ لَا یُرْمَیَا لَا یُرْمَوْا لَا تُرْمَ لَا تُرْمَیَا لَا یُرْمَیْنَ لَا تُرْمَوْا لَا تُرْمَیْ لَا تُرْمَیْنَ

لاَاَرْمِ لاَ نُرْمِ۔

تشریح وتحقیق

قولہ دریَرْمُوْنَ وتَرْمُوْنَ وتَرْمِیْنَ بقاعدہ مذکورہ حذف الخ:......یعنی یَرْمُوْنَ صیغہ جمع مذکر غائب اصل میں یَرْمِیُوْنَ تھا اور تَرْمُوْنَ صیغہ جمع مذکر حاضر اصل میں تَرْمِیُوْنَ تھا ان میں یاء لام کلمہ میں کسرہ کے بعد اور واو سے قبل واقع ہے تو قاعدہ نمبر۱۰ کی تیسری صورت کے مطابق یاء کا ضمہ ماقبل میم کو دیا اسے ساکن کرنے کے بعد، پھر یاء ساکن ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے مُوْسِرٌ والا قاعدہ کے مطابق واو سے بدل گئی تو التقائے ساکنین ہوا دو واو کے درمیان۔ پہلا ساکن مدہ تھا اس کو حذف کیا یَرْمُوْنَ اور تَرْمُوْنَ بن گئے۔

ان دونوں صیغوں میں فی الحال تو واو حذف ہوا ہے لیکن اس کی اصل یاء ہے اس بناء پر مصنفؒ کا یہ کہنا درست ہے کہ ان صیغوں میں یاء حذف ہوگئی ہے۔ تیسرا صیغہ تَرْمِیْنَ واحد مؤنث حاضر کا ہے۔ یہ اصل میں تَرْمِیِیْنَ تھا یاء لام کلمہ میں کسرہ کے بعد واقع ہوئی اور اس کے بعد دوسری یاء ہے تو قاعدہ نمبر۱۰ کی دوسری صورت کے مطابق یائے اول کی حرکت حذف ہوگئی پس التقائے ساکنین ہوا دو یاء کے درمیان یائے اول مدہ ہونے کی وجہ سے حذف ہو گئی تَرْمِیْنَ بن گیا۔ بہر حال ان تینوں صیغوں میں اجتماع ساکنین کی وجہ سے لام کلمہ حذف ہوا ہے۔

قولہ وصورت واحد مؤنث حاضر بعد حذف یاء مثل جمع مؤنث حاضر الخ......یعنی اس گردان میں واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر کے صیغے صورۃً ایک جیسے ہوتے ہیں جیسے تَرْمِیْنَ یہ واحد مؤنث حاضر کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور جمع مؤنث حاضر کے لئے بھی ب البتہ اصل کے اعتبار سے فرق ہے وہ یہ کہ تَرْمِیْنَ واحد مؤنث حاضر اصل میں تَرْمِیِیْنَ تھا تَضْرِبِیْنَ کی طرح مذکورہ بالا تعلیل سے تَرْمِیْنَ بن گیا۔ اور تَرْمِیْنَ جمع مؤنث حاضر اپنی اصل پر ہے تَضْرِبْنَ کی طرح۔ اس میں کوئی تعلیل نہیں ہوئی۔

مضارع مجہول قولہ در باقی صیغ یاء بقاعدہ نمبر ۱۷ الخ......یعنی یُرْمٰی تُرْمٰی اُرْمٰی نُرْمٰی اصل میں یُرْمَیُ، تُرْمَیُ، اُرْمَیُ، نُرْمَیُ تھے۔ اسی طرح یُرْمَوْنَ اصل میں یُرْمَیُوْنَ اور تُرْمَوْنَ اصل میں تُرْمَیُوْنَ اور تُرْمَیْنَ صیغہ واحد مؤنث حاضر اصل میں تُرْمَیِیْنَ تھے۔ ان سب میں بقاعدہ قَالَ بَاعَ یاء الف سے بدل گئی۔

قولہ درمواقع اجتماع ساکنین الخ:......یعنی یاء الف سے تبدیل ہونے کے بعد جب اس الف کے بعد ساکن واقع ہوا تو یہ الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا، اور ایسے یہاں کل تین صیغے ہیں (۱) یُرْمَوْنَ جمع مذکر غائب جو

اصل میں یُرْمَیُوْنَ تھا (۲) تُرْمَوْنَ جمع مذکر حاضر جو اصل میں تُرْمَیُوْنَ تھا (۳) تُرْمَیْنَ واحد مؤنث حاضر جو اصل میں تُرْمَیِیْنَ تھا۔ ان سب میں اولاً بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی اس کے بعد پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف حذف ہوا۔ مضارع مجہول میں بھی واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر دونوں کے صیغے بظاہر ایک جیسے ہوتے ہیں جیسے تُرْمَیْنَ یہ دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن اصل کے اعتبار سے ان میں فرق ہے۔ وہ یہ کہ تُرْمَیْنَ واحد مؤنث حاضر اصل میں تُرْمَیِیْنَ تھا تُضْرَبِیْنَ کی طرح۔ مذکورہ بالا تعلیل سے تُرْمَیْنَ بن گیا، اور تُرْمَیْنَ جمع مؤنث حاضر تُضْرَبْنَ کی طرح اپنی اصل پر ہے اس میں کوئی تعلیل نہیں ہوئی۔

قولہ و در ہیچ صیغہ تغیرے جدید بظہور نرسیدہ: ...... اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ عوامل ناصبہ و جازمہ وغیرہ فعل مضارع پر تعلیل کے بعد داخل ہوتے ہیں لہٰذا، ان کے داخل ہونے کے بعد نئے سرے سے تعلیل کی ضرورت نہیں ہے مثلاً لَنْ یَرْمُوْا کی تعلیل میں کہا جائے گا کہ یہ اصل میں یَرْمُوْنَ تھا۔ لن کی وجہ سے نون اعرابی حذف ہوا، اسی طرح لَنْ تَرْمِیْ اصل میں تَرْمِیْنَ تھا۔ لن ناصبہ کی وجہ سے نون اعرابی حذف ہوا یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ لَنْ یَرْمُوْا، اصل میں یَرْمِیُوْنَ تھا، اور لَنْ تَرْمِیْ اصل میں تَرْمِیِیْنَ تھا کیونکہ یہ تعلیلات لَنْ کے داخل ہونے سے پہلے مضارع میں ہو چکی ہیں دوبارہ دھرانے کی ضرورت نہیں ہے اسی طرح باقی گردانیں سمجھ لیں جیسے فعل جحد، فعل مستقبل معلوم مؤکد بلام تاکید و نون تاکید وغیرہ۔

قولہ بعد اعلال ہچنیکہ مضارع ماندہ بود الخ: ...... مطلب یہ ہے کہ معتل کے مضارع میں جب قواعد کے مطابق تعلیلات ہوتی ہیں اور تعلیلات کے بعد فعل مضارع کے صیغے ایک شکل اختیار کر لیتے ہیں تو ایسے مضارع کے ساتھ لام تاکید اور نون تاکید لگ جانے کی وجہ سے اس میں وہی تغیرات ہوتے ہیں جو صحیح میں لام تاکید و نون تاکید کے داخل ہونے سے ہوا کرتے ہیں اور کچھ نہیں جیسے لَیَضْرِبَنَّ، لَتَضْرِبَنَّ، لَاَضْرِبَنَّ الخ کو یَضْرِبُ، تَضْرِبُ، اَضْرِبُ، نَضْرِبُ سے اس طرح بنایا کہ شروع میں لام تاکید مفتوحہ اور آخر میں نون تاکید ثقیلہ لگا کر اس کے ماقبل کو مبنی بر فتحہ بنا دیا۔ تو اسی طرح لَیَرْمِیَنَّ، لَتَرْمِیَنَّ، لَاَرْمِیَنَّ، لَنَرْمِیَنَّ کو یَرْمِیْ، تَرْمِیْ، اَرْمِیْ، نَرْمِیْ سے مذکورہ طریقہ پر بنایا اور جس طرح صحیح میں جمع مذکر حاضر و غائب کے صیغوں سے لام تاکید اور نون تاکید لگنے کی وجہ سے واو حذف ہوتا ہے اور واحد مؤنث حاضر کے صیغہ سے یاء حذف ہوتی ہے اور جمع مؤنث کے صیغوں میں نون ثقیلہ کے لاحق ہونے کے وقت نون جمع اور نون تاکید کے درمیان الف فاصلہ لایا جاتا ہے تو یہاں معتل میں بھی بالکل اسی طرح ہوتا ہے۔

سوال: ...... لَیُرْمَیَنَّ کی تعلیل کیا ہے؟

جواب:...... تعلیل یہ ہے کہ لَیُرْمَیَنَّ اصل میں یُرْمٰی تھا۔ جب شروع میں لام تاکید اور آخر میں نون تاکید ثقیلہ لگایا تو نون ثقیلہ یہاں ماقبل فتحہ چاہتا ہے اور ماقبل میں الف ہے جو قابل حرکت نہیں لہٰذا، اُس یاء کو واپس لاکر فتحہ دیدیا گیا جو یاء اِس الف کی اصل تھی کیونکہ یہ الف یاء سے بدلا ہوا ہے پس لَیُرْمَیَنَّ بن گیا۔

نون ثقیلہ وخفیفہ چون درامر ونہی درآید حرف علت محذوف باز آمدہ مفتوح گردد: وددیگر صیغ تغیرے زائد غیر ما وقع فی الصحیح نشود امر حاضر معروف بانون ثقیلہ اِرْمِیَنَّ، اِرْمِیَانِّ، اِرْمُنَّ تا آخر امر غائب ومتکلم معروف بانون ثقیلہ لِیَرْمِیَنَّ لِیَرْمِیَانِّ تا آخر مجہول بانون ثقیلہ لِیُرْمَیَنَّ تا آخر امر حاضر معروف بانون خفیفہ اِرْمِیَنْ اِرْمُنْ اِرْمِنْ امر غائب ومتکلم معروف بانون خفیفہ لِیَرْمِیَنْ لِیَرْمُنْ لِتَرْمِیَنْ لِاَرْمِیَنْ لِنَرْمِیَنْ امر مجہول بانون خفیفہ لِیُرْمَیَنْ لِیُرْمَوُنْ لِتُرْمَیَنْ لِتُرْمَوُنْ لِتُرْمَیِنْ لِاُرْمَیَنْ لِنُرْمَیَنْ نہی معروف بانون خفیفہ لَایَرْمِیَنْ لَایَرْمُنْ لَا تَرْمِیَنْ لَاتَرْمُنْ لَاتَرْمِنْ لَااَرْمِیَنْ لَانَرْمِیَنْ نہی مجہول بانون خفیفہ مثل امر مجہول اسم فاعل رَامٍ رَامِیَانِ رَامُوْنَ رَامِیَۃٌ رَامِیَتَانِ رَامِیَاتٌ در غیر رَامٍ کہ یا ساکن شدہ باجتماع ساکنین افتادہ ودرامُوْنَ کہ حرکت یا بما قبل رفتہ یا واو شدہ حذف گشتہ ہیچ یک صیغہ اعلال نیست اسم مفعول: مَرْمِیٌّ مَرْمِیَّانِ تا آخر در جمیع این صیغ واو بقاعدہ ۱۴ یا شدہ در یا ادغام یافتہ وضمہ ماقبل بکسرہ بدل شدہ

ترجمہ...... نون ثقیلہ اور خفیفہ جب امر اور نہی میں آتے ہیں تو محذوف حرف علت واپس آکر مفتوح ہو جاتا ہے اور دوسرے صیغوں میں سوائے اس تغیر کے جو صحیح میں ہوتا ہے مزید کوئی تغیر نہیں ہوتا امر حاضر معلوم بانون ثقیلہ اِرْمِیَنَّ اِرْمِیَانِّ اِرْمُنَّ اِرْمِنَّ اِرْمِیْنَانِّ امر غائب معلوم با نون ثقیلہ لِیَرْمِیَنَّ لِیَرْمِیَانِّ لِیَرْمُنَّ لِتَرْمِیَنَّ لِتَرْمِیَانِّ لِیَرْمِیْنَانِّ لِاَرْمِیَنَّ لِنَرْمِیَنَّ.

امر مجہول بانون ثقیلہ: لِیُرْمَیَنَّ لِیُرْمَیَانِّ، لِیُرْمَوُنَّ لِتُرْمَیَنَّ لِتُرْمَیَانِّ لِیُرْمَیْنَانِّ لِتُرْمَوُنَّ، لِتُرْمَیِنَّ لِتُرْمَیْنَانِّ لِاُرْمَیَنَّ، لِنُرْمَیَنَّ.

امر حاضر معلوم بانون خفیفہ اِرْمِیَنْ الخ، امر غائب معلوم الخ نہی مجہول بانون خفیفہ لَایُرْمَیَنْ لَایُرْمَوُنْ لَا تُرْمَیَنْ لَا تُرْمَوُنْ لَا تُرْمَیِنْ لَا اُرْمَیَنْ لَانُرْمَیَنْ امر مجہول بانون خفیفہ کی طرح۔ اسم فاعل رَامٍ الخ رَامٍ جس میں یاء ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی اور رَامُوْنَ جس میں یاء کی حرکت ماقبل کی طرف چلی گئی ہے اور یاء واو ہو کر حذف ہوگئی ان (دوصیغوں) کے علاوہ کسی ایک صیغہ میں بھی اعلال نہیں ہے (اپنی اصل پر ہیں) اسم مفعول: مَرْمِیٌّ مَرْمِیَّانِ مَرْمِیُّوْنَ مَرْمِیَّۃٌ

مُرْمِتَنَانِ مُرْمِيَاتٌ ان تمام صیغوں میں بقاعدہ نمبر ۱۴ یعنی سَیِّدٌ والے قاعدہ کے مطابق واو یاء ہو کر یاء میں ادغام پایا گیا ہے اور ماقبل کا ضمہ کسرہ سے تبدیل ہوا ہے۔

تشریح و تحقیق

قولہ حرف علت محذوف باز آمدہ مفتوح گردد الخ: ......واپس تو اس لئے آتا ہے کہ یہ جزم کی وجہ سے حذف ہوا تھا اور اب مبنی ہونے کی وجہ سے جزم باقی نہیں رہا اور مفتوح اس لئے ہوتا ہے کہ یہ اصول ہے کہ پانچ صیغوں میں نون تاکید کا ماقبل مفتوح ہوتا ہے یعنی واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب واحد مذکر حاضر واحد متکلم اور جمع متکلم مثالیں جیسے اِرْمِ سے اِرْمِیَنَّ، لِیَرْمِ سے لِیَرْمِیَنَّ لِیُرْمَ سے لِیُرْمَیَنَّ وغیرہ لیکن یہ یاد رہے کہ حرف علت محذوف کا واپس آنا اور مفتوح ہونا صرف مذکورہ بالا پانچ صیغوں میں ہوتا ہے باقی صیغوں میں نہیں دوسرے الفاظ میں یوں سمجھ لیجئے کہ حرف علت محذوف وہاں واپس آتا ہے جہاں اس کے حذف کا سبب جزم ہو کوئی اور علت نہ ہو ورنہ واپس نہیں آئے گا۔

سوال:...... لِیُرْمَوُنَّ (امر مجہول جمع مذکر غائب) اور لِتُرْمَیِنَّ (امر مجہول واحد مؤنث حاضر) کی تعلیل کیا ہے؟

جواب:...... لِیُرْمَوُنَّ اصل میں لِیُرْمَوْا تھا اور لِتُرْمَیِنَّ اصل میں لِتُرْمَیْ تھا آخر میں نون تاکید ثقیلہ ملا دیا تو التقائے ساکنین ہوا۔ (لِیُرْمَوْا میں واو اور نون کے درمیان اور لِتُرْمَیْ میں یاء اور نون کے درمیان) ان میں سے پہلا ساکن مثال اول میں واو جمع غیر مدہ اور مثال ثانی میں یاء واحد مؤنث حاضر غیر مدہ ہیں اور جب التقائے ساکنین علی غیر حدہ میں پہلا ساکن واو جمع غیر مدہ ہو تو اس کو ضمہ دیا جاتا ہے اور اگر پہلا ساکن یائے واحد مؤنث حاضر غیر مدہ ہو تو اسے کسرہ دیا جاتا ہے لہٰذا یہاں واو کو ضمہ اور یاء کو کسرہ دیدیا گیا۔

سوال:......مصنف نے نہی کے نون ثقیلہ کے صیغے کیوں ذکر نہیں کئے؟

جواب:...... اختصار کی غرض سے کیونکہ نہی کے نون ثقیلہ کے صیغے بالکل فعل مستقبل مؤکد بلام تاکید و نون تاکید ثقیلہ کی طرح ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ فعل مستقبل کے شروع میں لام تاکید ہوتا ہے اور فعل نہی کے شروع میں لائے نہی ہوتا ہے تو نہی کے نون ثقیلہ کے صیغے فعل مستقبل پر قیاس کر کے معلوم کئے جا سکتے ہیں ذکر کرنا ضروری نہیں۔

قولہ در غیر رام الخ:......یعنی رَامٍ اور رَامُوْنَ کے علاوہ اسم فاعل کے دوسرے تمام صیغے اپنی اصل پر ہیں ان میں کوئی

ئی تعلیل نہیں ہوئی ،صرف ان دوصیغوں میں تعلیل ہوئی ہے وہ اس طرح کہ رَامٍ اصل میں رَامِیٌ تھا قاعدہ نمبر۱۰ کی پہلی صورت کے مطابق یاء ساکن ہوکر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی۔ اور رَامُوْنَ اصل میں رَامِیُوْنَ تھا یاء کسرہ کے بعد اور واو سے قبل واقع ہوئی تو قاعدہ نمبر۱۰ کی تیسری صورت کے مطابق میم کو ساکن کرنے کے بعد یآء کا ضمہ اس کو دیا پھر بقاعدہ مُوْسِرٌ یاء واو سے تبدیل ہوئی تو التقائے ساکنین ہوا دو واو کے درمیان واو اول مدہ ہونے کی وجہ سے حذف ہوا۔

۱ مَرْمِیٌّ اصل میں مَرْمُوْیٌ تھا۔ واو اور یاء دونوں ایک ساتھ جمع ہوئے اور ان میں سے پہلا ساکن ہے اور کسی سے تبدیل شدہ نہیں ہے تو بقاعدہ سَیِّدٌ واو یآء سے بدل گیا پھر یائے اول یائے ثانی میں مدغم ہوگئی تو مَرْمُیٌّ ہوا اس کے بعد یاء کی مناسبت کی غرض سے ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدل گیا مَرْمِیٌّ بن گیا اسی طرح باقی صیغے سمجھ لیجئے کہ مَرْمِیَّانِ اصل میں مَرْمُوْیَانِ تھا اور مَرْمِیُّوْنَ اصل میں مَرْمُوْیُوْنَ تھا وغیرہ۔

ناقص واوی از باب سمع یسمع اَلرِّضٰی وَالرِّضْوَانُ خوشنود شدن و پسند کردن رَضِیَ یَرْضٰی رِضًی و رِضْوَاناً فهو رَاضٍ وَرُضِیَ یُرْضٰی رِضًی وَرِضْوَاناً فهو مَرْضِیٌّ الامر منه اِرْضَ والنهی عنه لَاتَرْضَ الظرف منه مَرْضًی والاٰلة منه مِرْضًی ومِرْضَاةٌ ومِرْضَاءٌ وتثنیتهما مَرْضَیَانِ و مِرْضَیَانِ والجمع منهما مَرَاضٍ ومَرَاضِیُّ وافعل التفضیل منه اَرْضٰی والمؤنث منه رُضْیٰی و تثنیتهما اَرْضَیَانِ ورُضْیَیَانِ والجمع منهما اَرْضَوْنَ و اَرَاضٍ ورُضًی ورُضْیَیَاتٌ در جمیع صیغ معروف این باب ہم اعلال مثل اعلال دُعِیَ وَیُدْعٰی شدہ و ہمہ اعلالات صیغ این باب مثل صیغ باب دَعَا یَدْعُوْ ست جز مَرْضِیٌّ مفعول کہ در اصل مَرْضُوْوٌ بودہ بر خلاف قیاس قاعدہ دِلِیٌّ دران جاری شدہ میباید فہمید و میباید گردانید۔

ترجمہ:...... ناقص واوی از باب سَمِعَ یَسْمَعُ اَلرِّضٰی وَالرِّضْوَانُ خوش ہونا اور پسند کرنا۔ رَضِیَ یَرْضٰی الخ اس باب کے معروف کے تمام صیغوں میں بھی دُعِیَ اور یُدْعٰی کے اعلال کی طرح اعلال ہوا ہے اور اس باب کے صیغوں کی تمام تعلیلات دَعَا یَدْعُوْ باب کے صیغوں کی طرح ہیں سوائے مَرْضِیٌّ اسم مفعول کے جو اصل میں مَرْضُوْوٌ تھا خلاف قیاس اس میں دِلِیٌّ کا قاعدہ جاری ہوا ہے (اس باب کو) سمجھ لینا چاہئے اور گردان کر لینی چاہئے۔

تشریح وتحقیق

تعلیلات:

رِضًی مصدر اصل میں رِضْوٌ تھا بقاعدہ قال باع واو الف سے بدل گیا پھر تنوین کے ساتھ التقائے ساکنین کی وجہ سے الف حذف ہوا۔ اگر الف لام داخل ہونے کی وجہ سے یا مضاف ہونے کی وجہ سے اس کے آخر میں تنوین نہ ہو تو پھر الف حذف نہیں ہوگا جیسے اَلرِّضَا اور رِضَاکُمْ: رِضْوَانٌ مصدر اپنی اصل پر ہے اس میں یُبَایِعُ والا قاعدہ اس لئے جاری نہیں ہوا کہ واو کے بعد الف مدہ زائدہ واقع ہے اس کے علاوہ یہ اجوف بھی نہیں ہے ناقص ہے جبکہ وہ قاعدہ اجوف کے لئے ہے۔ رَضِیَ اصل میں رَضِوَ تھا۔ دُعِیَ والا قاعدہ کے مطابق واو یاء سے بدل گیا۔ اور یہی عمل ماضی معلوم کے باقی تمام صیغوں میں ہوا۔ رُضِیَ ماضی مجہول اصل میں رُضِوَ تھا۔ بقاعدہ دُعِیَ واو یاء سے بدل گیا اور یہی تعلیل ماضی مجہول کے باقی صیغوں میں ہوئی ہے یَرْضٰی مضارع معلوم اصل میں یَرْضَوُ تھا اور یُرْضٰی مضارع مجہول اصل میں یُرْضَوُ تھا۔ بقاعدہ یُدْعٰی واو یاء سے بدل گیا پھر بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی اور یہی عمل باقی صیغوں میں ہوا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ ماضی معلوم اور ماضی مجہول کے تمام صیغوں میں دُعِیَ والا قاعدہ جاری ہوا ہے اور مضارع معلوم ومجہول کے تمام صیغوں میں یُدْعٰی والا قاعدہ جاری ہوا ہے اور بعض صیغوں میں یُدْعٰی والا قاعدہ کے بعد قال باع والا قاعدہ جاری ہوا ہے اسی کی طرف مصنف نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس باب کے مجہول کے صیغے تو چھوڑیئے ان میں تو ہونا ہی تھا معروف کے تمام صیغوں میں بھی دُعِیَ یُدْعٰی کی طرح اعلال ہوا ہے یعنی فعل ماضی معروف میں دُعِیَ اور مضارع معلوم میں یُدْعٰی کیطرح تعلیل ہوئی ہے۔

رَاضٍ اسم فاعل اصل میں رَاضِوٌ تھا بقاعدہ دُعِیَ واو یاء سے بدل گیا پھر قاعدہ نمبر ۱۰ کی پہلی صورت کے مطابق یاء ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی اِرْضَ امر حاضر معلوم اصل میں تَرْضٰی تھا علامت مضارع حذف کرنے شروع میں ہمزہ وصل مکسور لایا گیا اور وقف کی وجہ سے آخر کا حرف علت یعنی الف حذف ہوا: اسی طرح لَاتَرْضَ ہے۔

مَرْضًی اسم ظرف اصل میں مَرْضَوٌ تھا بقاعدہ یُدْعٰی واو یاء سے بدل گیا پھر بقاعدہ قال باع یاء الف سے تبدیل ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی، مِرْضًی اسم آلہ اصل میں مِرْضَوٌ تھا مذکورہ بالا تعلیل ہوئی۔

مِرْضَاةٌ: اسم آلہ اصل میں مِرْضَوَۃٌ تھا بقاعدہ یُدْعٰی واو یاء سے بدل گیا پھر بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی۔
مِرْضَاءٌ: اسم آلہ اصل میں مِرْضَاوٌ تھا دُعَاءٌ کی طرح یہاں بھی بقاعدہ نمبر ۱۹ واو ہمزہ سے بدل گیا مَرْضَیَانِ تثنیہ اسم ظرف اصل میں مَرْضَوَانِ تھا اسی طرح مِرْضَیَانِ تثنیہ اسم آلہ اصل میں مِرْضَوَانِ تھا بقاعدہ یُدْعٰی ان دونوں میں واو یاء سے بدل گیا۔
مَرَاضٍ جمع مکسر اسم ظرف اصل میں مَرَاضِوُ تھا اور اَرَاضٍ جمع مذکر مکسر اسم تفضیل اصل میں اَرَاضِوُ تھا بقاعدہ دُعِیَ ان دونوں میں واو یاء سے بدل گیا پھر جَوَارٍ والے قاعدہ کے مطابق مَرَاضٍ اور اَرَاضٍ بن گئے۔
مَرَاضِیُّ جمع مکسر اسم آلہ اصل میں مَرَاضِیْوُ تھا اس کی تعلیل مَدَاعِیُّ کی طرح ہے۔
اَرْضٰی اسم تفضیل مذکر اصل میں اَرْضَوُ تھا اس کی تعلیل اَدْعٰی کی طرح ہے۔اور رُضْیٰ اسم تفضیل مؤنث اصل میں رُضْوٰی تھا دُعْیٰ کی طرح تعلیل ہوئی۔
اَرْضَیَانِ تثنیہ مذکر اسم تفضیل اصل میں اَرْضَوَانِ تھا اس کی تعلیل اَدْعَیَانِ کی طرح ہے۔رُضْیَیَانِ رُضْیَیَاتٌ کی تعلیل دُعْیَیَانِ دُعْیَیَاتٌ کی طرح ہے۔
اَرْضَوْنَ جمع مذکر سالم اسم تفضیل اصل میں اَرْضَوُوْنَ تھا اَدْعَوْنَ کی طرح تعلیل ہوئی۔
رُضًی جمع مؤنث مکسر اسم تفضیل اصل میں رُضَوٌ تھا اس کی تعلیل دُعًی جیسی ہے اسی طرح رَضُوْا ماضی معلوم اور رُضُوْا ماضی مجہول دونوں کی تعلیل دُعُوْا کی طرح ہے اور یَرْضَوْنَ جمع مذکر غائب اور تَرْضَوْنَ جمع مذکر حاضر کی تعلیل یُدْعَوْنَ تُدْعَوْنَ کی طرح ہے اور اسی طرح یُرْضَوْنَ تُرْضَوْنَ مضارع مجہول کی بھی۔
خلاصہ یہ نکلا کہ اس باب کے صیغوں کی تقریباً تمام تعلیلات دَعَا یَدْعُوْ کے باب کی طرح ہیں سوائے اسم مفعول کے کہ دَعَا یَدْعُوْ کا اسم مفعول مَدْعُوٌّ ہے اور قیاس کے مطابق اس باب کا اسم مفعول بھی مَرْضُوٌّ ہونا چاہئے لیکن خلاف قیاس دِلِیٌّ والا قاعدہ کے مطابق یہاں دونوں واو یاء سے تبدیل ہوئے پھر ایک یاء دوسری میں مدغم ہوئی اور یاء کی مناسبت کی غرض سے ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدل گیا تو مَرْضِیٌّ بن گیا خلاف قیاس اس لئے کہا کہ دِلِیٌّ کے قاعدہ میں یہ شرط ہے کہ وہ کلمہ فُعُوْلٌ کے وزن پر ہو جبکہ مَرْضُوْوٌ مَفْعُوْلٌ کے وزن پر ہے۔
سوال:......مَرْضُوْوٌ میں یُدْعٰی والا قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوتا؟
جواب:......اس میں واو سے پہلے ایک اور ساکن ہے جبکہ اُس میں شرط ہے کہ واو کا ماقبل واو ساکن نہ ہو۔
فائدہ:......مصنف نے اگرچہ مَرْضِیٌّ کو خلاف قیاس قرار دیا ہے لیکن ماقبل میں قاعدہ نمبر ۱۵ کے تحت یہ بات

گزر چکی ہے کہ اگر ایسے اسم کے آخر میں دو[۲] واو واقع ہوں جو فُعُوْلٌ کے وزن پر نہ ہو اور جمع بھی نہ ہو تو اس صورت میں دونوں واو یاء سے تبدیل کرنا جائز ہے جیسے مَدْعِيٌّ جو اصل میں مَدْعُوْوٌ تھا لہٰذا مَرْضِيٌّ میں اُس قاعدہ کے مطابق دونوں واو یاء سے بدل گئے ہیں اور اس میں مَرْضُوٌّ پڑھنا بھی جائز ہے اس کو خلاف قیاس قرار دینے کی ضرورت نہیں۔

ذیل میں گردانیں درج کی جارہی ہیں حضرات اساتذہ سے التماس ہے کہ وہ ہر باب کی پوری گردانیں اور ان میں قواعد کا اجراء ضرور طلبہ سے کرائیں۔

فعل ماضی معلوم :...... رَضِيَ رَضِيَا رَضُوْا رَضِيَتْ رَضِيَتَا رَضِيْنَ رَضِيْتَ رَضِيْتُمَا رَضِيْتُمْ رَضِيْتِ رَضِيْتُنَّ رَضِيْتُ رَضِيْنَا

فعل ماضی مجہول:...... رُضِيَ رُضِيَا رُضُوْا رُضِيَتْ الخ ماضی معلوم کی طرح ہے صرف راء کے مضموم ہونے کا فرق ہے۔

فعل مضارع معلوم:...... يَرْضٰى يَرْضَيَانِ يَرْضَوْنَ تَرْضٰى تَرْضَيَانِ يَرْضَيْنَ تَرْضَوْنَ تَرْضَيْنَ تَرْضَيْنَ اَرْضٰى نَرْضٰى ۔اس میں واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر دونوں کے صیغے ایک جیسے ہوتے ہیں اسی طرح مجہول میں بھی ہوتا ہے۔

مضارع مجہول:...... يُرْضٰى يُرْضَيَانِ يُرْضَوْنَ تُرْضٰى تُرْضَيَانِ يُرْضَيْنَ الخ

امر حاضر معلوم: اِرْضَ اِرْضَيَا اِرْضَوْا اِرْضَيْ اِرْضَيْنَ .

امر حاضر معلوم بانون ثقیلہ:...... اِرْضَيَنَّ اِرْضَيَانِّ اِرْضَوُنَّ اِرْضَيِنَّ اِرْضَيْنَانِّ ،

اسم فاعل: رَاضٍ رَاضِيَانِ رَاضُوْنَ رَاضِيَةٌ رَاضِيَتَانِ رَاضِيَاتٌ ،

ناقص یائی از سمع یسمع اَلْخَشْيَةُ ترسیدن خَشِيَ يَخْشٰى خَشْيَةً فهو خَاشٍ تا آخر بوضع مجہول رُمِيَ يُرْمٰى اعلال افعال این باب شدہ در دیگر صیغ صرف صغیر مثل صرف صغیر رَمٰى يَرْمِيْ

ترجمہ:...... ناقص یائی از سمع یسمع الخشیۃ، ڈرنا خَشِيَ يَخْشٰى خَشْيَةً فهو خَاشٍ و خُشِيَ يُخْشٰى خَشْيَةً فهو مَخْشِيٌّ الامر منه اِخْشَ والنهى عنه لاَ تَخْشَ الظرف منه مَخْشًى والالة منه مِخْشًى و مِخْشَاةٌ و مِخْشَاءٌ وتثنيتهما مَخْشَيَانِ و مِخْشَيَانِ والجمع منهما مَخَاشٍ و مَخَاشِيٌّ و مَخَاشِيُّ وافعل التفضيل منه اَخْشٰى والمؤنث منه خُشْيٰى وتثنيتهما اَخْشَيَانِ و خُشْيَيَانِ والجمع منهما اَخْشَوْنَ واَخَاشٍ وخُشًى وخُشْيَيَاتٌ ،

رَمٰی یُرْمٰی کے مجہول صیغوں کے طرز پر اس باب کے افعال میں تعلیل ہوئی ہے اور صرف صغیر کے دوسرے صیغوں میں (یعنی اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف، اسم آلہ، اسم تفضیل میں) رَمٰی یَرْمِیْ کی صرف صغیر کی طرح (تعلیل ہوئی ہے۔)

تشریح وتحقیق

یعنی رَمٰی یَرْمِیْ کے مجہول افعال میں جو تعلیلات ہوتی ہیں (خواہ وہ ماضی مجہول ہو، مضارع مجہول ہو، یا امر مجہول ہو) تو وہی تعلیلات اس باب کے معروف اور مجہول کے صیغوں میں ہوتی ہیں جیسے رُمِیَ رُمِیَا رُمُوْا الخ ماضی مجہول کے طرز پر اس باب کا فعل ماضی معلوم ومجہول ہے۔

ماضی معلوم جیسے خَشِیَ خَشِیَا خَشُوْا الخ ماضی مجہول جیسے خُشِیَ خُشِیَا خُشُوْا الخ جو تعلیل رُمُوْا میں ہوئی ہے تو وہی تعلیل خَشُوْا (ماضی معلوم) اور خُشُوْا (ماضی مجہول) میں ہوئی ہے اسی طرح یَخْشٰی مضارع معلوم اور یُخْشٰی مضارع مجہول کی تعلیل یُرْمٰی کی طرح ہے یَخْشَوْنَ مضارع معلوم اصل میں یَخْشَیُوْنَ تھا اور یُخْشَوْنَ مضارع مجہول اصل میں یُخْشَیُوْنَ تھا ان کی تعلیل یُرْمَوْنَ کی طرح ہے اور تَخْشَوْنَ اور تُخْشَوْنَ کی تعلیل تُرْمَوْنَ کی طرح ہے اور تَخْشَیْنَ (مضارع معلوم) اور تُخْشَیْنَ (مضارع مجہول) کی تعلیل تُرْمَیْنَ کی طرح ہے لَمْ یَخْشَ (معلوم ومجہول) کی تعلیل لَمْ یُرْمَ کی طرح ہے خَاشٍ اسم فاعل کی تعلیل رَامٍ کی طرح ہے اور مَخْشِیٌّ اسم مفعول کی تعلیل مَرْمِیٌّ کی طرح ہے اسی طرح باقی تمام اسمائے مشتقہ کی تعلیلات (یعنی اسم ظرف، اسم آلہ، اسم تفضیل) رَمٰی یَرْمِیْ کے اسمائے مشتقہ کی تعلیلات کے طور پر ہیں کوئی فرق نہیں۔ گردانیں کچھ اس طرح ہیں۔

فعل ماضی معلوم:...... خَشِیَ خَشِیَا خَشُوْا خَشِیَتْ خَشِیَتَا خَشِیْنَ خَشِیْتَ الخ

ماضی مجہول:...... خُشِیَ خُشِیَا خُشُوْا خُشِیَتْ خُشِیَتَا خُشِیْنَ الخ

مضارع معلوم:...... یَخْشٰی یَخْشَیَانِ یَخْشَوْنَ تَخْشٰی تَخْشَیَانِ یَخْشَیْنَ تَخْشٰی تَخْشَیَانِ تَخْشَوْنَ تَخْشَیْنَ اَخْشٰی نَخْشٰی،

مضارع مجہول:...... یُخْشٰی یُخْشَیَانِ یُخْشَوْنَ تُخْشٰی تُخْشَیَانِ یُخْشَیْنَ الخ

امر حاضر معلوم:...... اِخْشَ اِخْشَیَا اِخْشَوْا اِخْشَیْ اِخْشَیْنَ،

امر حاضر معلوم بانون ثقیلہ:...... اِخْشَیَنَّ اِخْشَیَانِّ اِخْشَوُنَّ اِخْشَیِنَّ اِخْشَیْنَانِّ۔

اسم فاعل:...... خَاشٍ خَاشِیَانِ خَاشُوْنَ خَاشِیَةٌ الخ

اسم مفعول:...... مَخْشِیٌّ مَخْشِیَّانِ مَخْشِیُّوْنَ الخ بطرز: مَرْمِیٌّ مَرْمِیَّانِ الخ۔

لفیف مفروق از ضرب یضرب اَلْوِقَایَۃُ نگاہ داشتن وَقٰی یَقِیْ وِقَایَۃً فھو وَاقٍ وَوُقِیَ یُوْقٰی وِقَایَۃً فھو مَوْقِیٌّ الامر منہ قِ والنھی عنہ لاَ تَقِ الظرف منہ مَوْقًی والالۃ منہ مِیْقًی ومِیْقَاۃٌ ومِیْقاءٌ وتثنیتھما مَوْقَیَانِ و مِیْقَیَانِ والجمع منھما مَوَاقٍ ومَوَاقِیُّ والفعل التفضیل منہ اَوْقٰی والمؤنث منہ وُقْیٰ وتثنیتھما اَوْقَیَانِ ووُقْیَیَانِ والجمع منھما اَوْقَوْنَ واَوَاقٍ ووُقًی ووُقْیَیَاتٌ درفاء کلمہ این باب قواعد مثال ودرلام کلمہ قواعد ناقص جاریست۔

ترجمہ: ......لفیف مفروق از ضرب یضرب اَلْوِقَایَۃُ حفاظت کرنا وَقٰی یَقِیْ الخ اس باب کے فاء کلمہ میں مثال کے قواعد اور لام کلمہ میں ناقص کے قواعد جاری ہوتے ہیں۔

تشریح وتحقیق

یہاں سے ثلاثی مجرد لفیف کے ابواب شروع ہو رہے ہیں۔ پہلے لفیف مفروق کے ابواب ہیں پھر لفیف مقرون کے۔

تعلیلات:

وَقٰی اصل میں وَقَیَ تھا بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی۔ وُقِیَ ماضی مجہول اپنی اصل پر ہے اس کو بقاعدہ نمبر ۵ یعنی اُجُوْہٌ اور اِشَاحٌ والا قاعدہ سے اُقِیَ پڑھنا بھی جائز ہے۔ یَقِیْ اصل میں یَوْقِیُ تھا یَعِدُ والا قاعدہ سے فاء کلمہ کا واو حذف ہوا، اور قاعدہ نمبر ۱۰ کی پہلی صورت کے مطابق آخر کی یاء ساکن ہوگئی، یہی تعلیل تَقِیْ، اَقِیْ، نَقِیْ میں ہوئی ہے۔ یُوْقٰی کی تعلیل یُرْمٰی کی طرح ہے وَاقٍ اسم فاعل اصل میں وَاقِیٌ تھا رَامٍ کی طرح تعلیل ہوئی ۔مَوْقِیٌّ اسم مفعول اصل میں مَوْقُوْیٌ تھا اس کی تعلیل مَرْمِیٌّ کی طرح ہے۔

قِ صیغہ واحد مذکر امر حاضر معلوم اصل میں تَقِیْ تھا علامت مضارع کو حذف کیا اور آخر میں وقف کرنے کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی۔ لاَ تَقِ اصل میں لاَ تَقِیْ تھا عامل جازم کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی۔ مَوْقًی اسم ظرف اصل میں مَوْقَیٌ تھا بروزن مَفْعَلٌ کیونکہ لفیف کا اسم ظرف مطلقاً مَفْعَلٌ کے وزن پر آتا ہے۔ اس کی تعلیل مَرْمًی کی طرح ہے۔ مِیْقًی اسم آلہ اصل میں مِوْقَیٌ تھا بقاعدہ مِیْعَادٌ واو یاء سے بدل گیا اور باقی تعلیل مِرْمًی کی طرح ہے۔ مِیْقَاۃٌ اسم آلہ اصل میں مِوْقَیَۃٌ تھا بقاعدہ مِیْعَادٌ واو یاء سے بدل گیا، اور بقاعدہ قال باع آخر کی یاء الف سے بدل گئی۔ مِیْقَاءٌ اصل میں مِوْقَایٌ تھا بقاعدہ مِیْعَادٌ واو یاء سے بدل گیا اور بقاعدہ دُعَاءٌ آخر کی یاء ہمزہ سے بدل گئی۔ مَوَاقٍ جمع

مکسر اسم ظرف اصل میں مَوَاقِیُ تھا اس کی تعلیل مَرَامٍ کی طرح ہے۔

مَوَاقِیُّ اصل میں مَوَاقِیْیُ تھا اس میں ایک تو مَحَارِیْبُ والا قاعدہ جاری ہوا ہے اس کے بعد متجانسین کے قاعدہ سے ایک یاء دوسری یاء میں مدغم ہوگئی۔ وُقْیٰ اسم تفضیل مؤنث اپنی اصل پر ہے بقاعدہ اُقِّتَتْ اس کو اُقْیٰ پڑھنا جائز ہے اسی طرح وُقْیَیَانِ وُقْیَیَاتٌ، کو اُقْیَیَانِ اُقْیَیَاتٌ اور وُقَی کو اُقَی پڑھنا جائز ہے۔ اَوْقَوْنَ اصل میں اَوْقَیُوْنَ تھا اس کی تعلیل اَرْمَوْنَ کی طرح ہے۔ اَوَاقٍ اصل میں اَوَاقِیُ تھا اَرَام کے طریقہ پر اس میں تعلیل ہوئی۔

ماضی معروف وَقٰی وَقَیَا وَقَوْا تا آخر چون رَمٰی رَمَیَا، تا آخر مجهول وُقِیَ تا آخر چون رُمِیَ تا آخر اثبات مضارع معروف یَقِیْ یَقِیَانِ یَقُوْنَ تَقِیْ تَقِیَانِ یَقِیْنَ تَقُوْنَ تَقِیْنَ تَقِیْنَ اَقِیْ نَقِیْ واؤ یَقِیْ و جمله صیغ بقاعده یَعِدُ حذف شده و در یاء قواعد صرف رَمٰی یَرْمِیْ جاری گشته مضارع مجهول یُوْقٰی یُوْقَیَانِ یُوْقَوْنَ تا آخر چون یُرْمٰی الخ نفی تاکید بلن در فعل مستقبل معروف لَنْ یَقِیَ لَنْ یَقِیَا لَنْ یَقُوْا لَنْ تَقِیَ لَنْ تَقِیَا لَنْ یَقِیْنَ لَنْ تَقُوْا لَنْ تَقِیْ لَنْ تَقِیْنَ لَنْ اَقِیَ لَنْ نَقِیَ لن جزء عملے که در صحیح میکند درین باب سبب تغیر دیگر نشده و همان اعلال که در مضارع بود باقی مانده مجهول لَنْ یُّوْقٰی لَنْ یُّوْقَیَا تا آخر چون لَنْ یُّرْمٰی تا آخر نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف لَمْ یَقِ لَمْ یَقِیَا لَمْ یَقُوْا لَمْ تَقِ لَمْ تَقِیَا لَمْ یَقِیْنَ لَمْ تَقُوْا لَمْ تَقِیْ لَمْ تَقِیْنَ لَمْ اَقِ لَمْ نَقِ لام کلمه در لَمْ یَقِ واخواتش بجزم افتاده و دیگر صیغها بدستور ست مجهول لَمْ یُوْقَ لَمْ یُوْقَیَا تا آخر چون لَمْ یُرْمَ تا آخر لام تاکید بانون تاکید ثقیله در فعل مستقبل معروف لَیَقِیَنَّ لَیَقِیَانِّ لَیَقُنَّ لَتَقِیَنَّ لَتَقِیَانِّ لَیَقِیْنَانِّ لَتَقُنَّ لَتَقِنَّ لَتَقِیْنَانِّ لَاَقِیَنَّ لَنَقِیَنَّ در لام کلمه چون صرف لَیَرْمِیَنَّ عمل باید کرد مجهول لَیُوْقَیَنَّ تا آخر چون لَیُرْمَیَنَّ تا آخر نون خفیفه همبرین قیاس امر حاضر معروف قِ قِیَا قُوْا قِیْ قِیْنَ قِ دراصل تَقِیْ بود بعد حذف علامت مضارع متحرک ماند در آخر وقف نمودند یا بیفتاد قِ شد دیگر صیغها حسب دستور از مضارع ساخته اند امر غائب و متکلم معروف لِیَقِ لِیَقِیَا لِیَقُوْا لِتَقِ لِتَقِیَا لِیَقِیْنَ لِاَقِ لِنَقِ امر مجهول لِیُوْقَ تا آخر چون لِیُرْمَ تا آخر امر حاضر معروف بانون ثقیله قِیَنَّ قِیَانِّ قُنَّ قِنَّ قِیْنَانِّ امر غائب و متکلم معروف بانون ثقیله لِیَقِیَنَّ لِیَقِیَانِّ لِیَقُنَّ تا آخر

امر مجہول لِیُوْقَیَنَّ تا آخر امر حاضر معروف بانون خفیفہ قِیَنْ قُنْ قِنْ امر مجہول بانون خفیفہ لِیُوْقَیَنْ تا آخر نہی معروف لَایَقِ لَایَقِیَا تا آخر مجہول لَایُوْقَ تا آخر نہی معروف بانون ثقیلہ لَا یَقِیَنَّ لَایَقِیَانِّ لَایَقُنَّ تا آخر مجہول لَایُوْقَیَنَّ لَا یُوْقَیَانِّ لَا یُوْقَوُنَّ الخ نہی معروف بانون خفیفہ لَایَقِیَنْ لَایَقُنْ تا آخر مجہول لَا یُوْقَیَنْ لَا یُوْقَوُنْ لَا تُوْقَیَنْ لَا تُوْقَوُنْ لَا تُوْ قَیِنْ لَااُوْقَیَنْ لَانُوْقَیَنْ اسم فاعل وَاقٍ وَاقِیَانِ وَاقُوْنَ تا آخر چون رَامٍ تا آخر اسم مفعول مَوْقِیٌّ چون مَرْمِیٌّ تا آخر

ترجمہ:...... فعل ماضی معلوم وَقٰی، وَقَیَا، وَقَوْا، وَقَتْ، وَقَتَا، وَقَیْنَ، وَقَیْتَ الخ رَمٰی رَمَیَا الخ کی طرح۔

ماضی مجہول : وُقِیَ وُقِیَا وُقُوْا وُقِیَتْ وُقِیَتَاوُقِیْنَ الخ رُمِیَ رُمِیَاالخ کی طرح فعل مضارع مثبت معلوم: یَقِیْ الخ یَقِیْ اور تمام صیغوں کا واو یَعِدُ کے قاعدہ سے حذف ہوا ہے اور (آخر کی) یاء میں رَمٰی یَرْمِیْ کی گردان کے قواعد جاری ہوئے (یعنی جو قواعد رَمٰی یَرْمِیْ کی یاء میں جاری ہوئے ہیں وہی یہاں پر وَقٰی یَقِیْ کی یاء میں جاری ہوئے اور یہاں بھی واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر دونوں کا صیغہ ایک ہے یعنی تَقِیْنَ تَرْمِیْنَ کی طرح لیکن اصل کے اعتبار سے واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر کے صیغہ میں فرق ہے جیسا کہ بار بار گزرا) مضارع مجہول یُوْقٰی یُوْقَیَانِ یُوْقَوْنَ تُوْقٰی تُوْقَیَانِ یُوْقَیْنَ تُوْقَوْنَ تُوْقَیْنَ تُوْقَیْنَ اُوْقٰی نُوْقٰی، یُرْمٰی الخ کی طرح۔

نفی تاکید بلن الخ لَنْ سوائے اس عمل کے جو صحیح ، رتا ہے (یعنی فتحہ دینا، نون اعرابی گرانا وغیرہ) اس باب میں کسی اور تبدیلی کا سبب نہیں بنا (یعنی صحیح کے علاوہ مزید کوئی تغیر پیدا نہیں کیا) وہی تعلیل جو مضارع میں تھی (بدستور) باقی رہی (یعنی لَنْ کے داخل ہونے سے پہلے جو تعلیلات مضارع میں ہو چکی تھیں وہ دخول لَنْ کے بعد بھی قائم رہیں۔ لن نے ان میں کوئی تبدیلی نہیں کی) فعل نفی مجہول مؤکد بلن ناصبہ لَنْ یُوْقٰی لن یُوْقَیَا لَنْ یُوْقَوْا لَنْ تُوْقٰی لَنْ تُوْقَیَا لَنْ یُوْقَیْنَ لَنْ تُوْقَوْا لَنْ تُوْقَیْ لَنْ تُوْقَیْنَ اُوْقٰی لَنْ نُوْقٰی بطرز لَنْ یُرْمٰی الخ۔

فعل جحد معلوم : الخ لَمْ یَقِ اور اس کی اخوات یعنی لَمْ تَقِ لَمْ اَقِ اور لَمْ نَقِ میں لام کلمہ (یعنی یاء) جزم کی وجہ سے گر گیا، اور دوسرے صیغے بدستور (اپنی حالت پر) ہیں (یعنی ان میں جزم کے باعث لام کلمہ حذف نہیں ہوا)۔

فعل جحد مجہول :..... لَمْ یُوْقَ لَمْ یُوْ قَیَا لَمْ یُوْقَوْا لَمْ تُوْقَ لَمْ تُوْ قَیَا لَمْ یُوْقَیْنَ لَمْ تُوْقَوْا لَمْ تُوْقَیْ لَمْ تُوْقَیْنَ لَمْ اُوْقَ لَمْ نُوْقَ لَمْ یُرْمَ لَمْ یُرْمَیَا الخ کی طرح لام تاکید بانون تاکید ثقیلہ در فعل مستقبل معلوم الخ لام کلمہ میں لَیَرْمِیَنَّ کی گردان کی طرح عمل کر لینا چاہئے مجہول لَیُوْقَیَنَّ لَیُوْقَیَانِّ لَیُوْقَوُنَّ لَتُوْقَیَنَّ لَتُوْقَیَانِّ لَیُوْقَیْنَانِّ لَتُوْقَوُنَّ لَتُوْقَیِنَّ لَتُوْقَیْنَانِّ لَاُوْقَیَنَّ لَنُوْ قَیَنَّ لَیُرْمَیَنَّ الخ کی طرح (اس کے) نون خفیفہ کی گردان اسی پر قیاس کر لی جائے (نون خفیفہ کی گردانیں یہ ہیں معلوم جیسے لَیَقِیَنْ لَیَقُنْ لَتَقِیَنْ لَتَقُنْ لَتَقِنْ لَاَقِیَنْ لَنَقِیَنْ مجہول لَیُوْقَیَنْ لَیُوْقَوُنْ لَتُوْقَیَنْ لَتُوْقَوُنْ لَتُوْقَیِنْ لَاُوْقَیَنْ

لِنُوْقَيْنَ)۔

امر حاضر معلوم قِ الخ : قِ اصل میں تَقِيْ تھا علامت مضارع کے حذف کے بعد (قاف) متحرک رہا آخر میں وقف کیا (جس کی وجہ سے) یاء گرگئی قِ ہوا باقی صیغے حسب دستور مضارع سے بنتے ہیں (جس طرح صحیح میں بنتے ہیں)۔

امر غائب معلوم لِيَقِ الخ : امر مجهول لِيُوْقَ لِيُوْقَيَا لِيُوْقَوْا لِتُوْقَ لِتُوْقَيَا لِيُوْقَيْنَ لِتُوْقَوْا لِتُوْقَيْ لِتُوْقَيْنَ لِأُوْقَ لِنُوْقَ لِيُرْمَ لِيُرْمَيَا الخ کی طرح۔

امر حاضر معلوم بانون ثقیلہ قِيَنَّ الخ امر غائب معلوم بانون ثقیلہ لِيَقِيَنَّ لِيَقِيَانِّ لِيَقُنَّ لِتَقِيَنَّ لِتَقِيَانِّ لِيَقِيْنَانِّ لِأَقِيَنَّ لِنَقِيَنَّ امر مجهول بانون ثقیلہ لِيُوْقَيَنَّ لِيُوْقَيَانِّ لِيُوْقَوُنَّ لِتُوْقَيَنَّ لِتُوْقَيَانِّ لِيُوْقَيْنَانِّ لِتُوْقَوُنَّ لِتُوْقَيِنَّ لِتُوْقَيْنَانِّ لِأُوْقَيَنَّ لِنُوْقَيَنَّ امر حاضر معلوم بانون خفیفہ : الخ ، امر مجهول بانون خفیفہ لِيُوْقَيَنْ لِيُوْقَوُنْ لِتُوْقَيَنْ لِتُوْقَوُنْ لِتُوْقَيِنْ لِأُوْقَيَنْ لِنُوْقَيَنْ ،

نهی معلوم : لَايَقِ لَايَقِيَا لَايَقُوْا لَاتَقِ لَاتَقِيَا لَايَقِيْنَ لَاتَقُوْا لَاتَقِيْ لَاتَقِيْنَ لَاأَقِ لَانَقِ ،

نهی مجهول : لَايُوْقَ لَايُوْقَيَا لَايُوْقَوْا لَاتُوْقَ لَاتُوْقَيَا الخ ،

نهی معلوم بانون ثقیلہ : لَايَقِيَنَّ لَايَقِيَانِّ لَايَقُنَّ لَاتَقِيَنَّ لَاتَقِيَانِّ لَايَقِيْنَانِّ لَاتَقُنَّ لَاتَقِنَّ لَاتَقِيْنَانِّ لَاأَقِيَنَّ لَانَقِيَنَّ ،

نهی مجهول بانون ثقیلہ : لَايُوْقَيَنَّ لَايُوْقَيَانِّ لَايُوْقَوُنَّ لَاتُوْقَيَنَّ لَاتُوْقَيَانِّ لَايُوْقَيْنَانِّ لَاتُوْقَوُنَّ لَاتُوْقَيِنَّ لَاتُوْقَيْنَانِّ لَاأُوْقَيَنَّ لَانُوْقَيَنَّ ،

نهی معلوم بانون خفیفہ: لَايَقِيَنْ لَايَقُنْ لَاتَقِيَنْ لَاتَقُنْ لَاتَقِنْ لَاأَقِيَنْ لَانَقِيَنْ ،

نهی مجهول بانون خفیفہ : لَايُوْقَيَنْ لَايُوْقَوُنْ لَاتُوْقَيَنْ لَاتُوْقَوُنْ لَاتُوْقَيِنْ لَاأُوْقَيَنْ لَانُوْقَيَنْ

اسم فاعل : وَاقٍ وَاقِيَانِ وَاقُوْنَ الخ رَامٍ رَامِيَانِ الخ کی طرح۔

اسم مفعول : مَوْقِيٌّ مَوْقِيَّانِ مَوْقِيُّوْنَ الخ مَرْمِيٌّ الخ کی طرح۔

تشریح و تحقیق

قولہ در لام کلمہ چوں صرف لَيَرْمِيَنَّ عمل باید کرد (علم الصیغہ صفحہ ۶۳): یعنی يَقِيْ تَقِيْ اَقِيْ نَقِيْ کے شروع میں لام تاکید اور آخر میں نون تاکید ثقیلہ لگنے کے وقت ان کے لام کلمہ یعنی یاء کو فتحہ دیا جاتا ہے۔ يَرْمِيْ تَرْمِيْ اَرْمِيْ نَرْمِيْ کی طرح اور جمع مذکر کے صیغوں میں نون ثقیلہ کے باعث واو حذف ہوتا ہے جیسے لَيَقُنَّ اور لَتَقُنَّ جو اصل میں يَقُوْنَ اور تَقُوْنَ تھے۔ شروع میں لام تاکید اور آخر میں نون ثقیلہ لگانے سے نون اعرابی حذف ہوا پھر واو بھی

اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا، اور واحد مؤنث حاضر کے صیغہ سے یاء حذف ہوتی ہے اور جمع مؤنث حاضر وغائب کے صیغوں میں نون ثقیلہ سے پہلے الف فاصلہ لایا جاتا ہے تاکہ تین نونات کا اجتماع نہ ہو۔

لَیُوْقَیَنَّ اصل میں یُوْقٰی تھا۔ جب شروع میں لام تاکید اور آخر میں نون ثقیلہ لگایا تو نون ثقیلہ یہاں اپنے ماقبل میں فتحہ چاہتا ہے اور یہاں ماقبل میں الف ہے اور الف قابل حرکت نہیں ہے لہٰذا جو یٰ اس الف کی اصل ہے اس کو واپس لاکر اسے فتحہ دیا گیا۔

لفیف مفروق از حَسِبَ یَحْسِبُ اَلْوِلَایَۃُ مالک شدن وَلِیَ یَلِیْ وَلَایَۃً فھو وَالٍ ووُلِیَ یُوْلٰی وَلَایَۃً فھومُوْلِیٌّ الامرمنہ لِ والنھی عنہ لاتَلِ الظرف منہ مَوْلًی والالۃ منہ مِیْلًی ومِیْلَاۃٌ ومِیْلَاءٌ وتثنیتھما مَوْلَیَانِ ومِیْلَیَانِ والجمع منھما مَوَالٍ ومَوَالِیٌّ وافعل التفضیل منہ اَوْلٰی والمؤنث منہ وُلْیٰی وتثنیتھما اَوْلَیَانِ وَوُلْیَیَانِ والجمع منھمااَوْلَوْنَ واَوَالٍ ووُلِیٌّ ووُلْیَیَاتٌ حسب قواعد مشرحہ بالابقیاس وَقٰی یَقِیْ صیغ این باب رااعلال باید کردو جملہ صیغ صرف کبیر میباید خواند

ترجمہ: لفیف مفروق از حسب یحسب اَلْوِلَایَۃُ، مالک ہونا، قریب ہونا، وَلِیَ یَلِیْ وَلَایَۃً الخ اس باب کے صیغوں کی تعلیل وَقٰی یَقِیْ کی طرح مذکورہ بالا قواعد کے مطابق کرنی چاہئے اور صرف کبیر کے تمام صیغے پڑھ لینے چاہئیں۔

تشریح وتحقیق

لفیف مفروق کا دوسرا باب وَلِیَ یَلِیْ ہے مصنف نے صرف صغیر ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ آپ وَقٰی یَقِیْ کے طرز پر تمام صیغوں کی تعلیلات اور گردانیں کر لیجئے لہٰذا ہمیں مصنف کے فرمان کے مطابق تمام گردانیں اور ان میں قواعد کا اجراء کرنا چاہئے۔ نمونہ کے طور پر چند تعلیلات ملاحظہ فرمالیں وَلِیَ اپنی اصل پر ہے۔ وُلِیَ ماضی مجہول میں اُحُوْۃٌ والے قاعدہ کے مطابق واو کو ہمزہ سے تبدیل کرنا جائز ہے۔ یَلِیْ اصل میں یَوْلِیُ تھا یَعِدُ والے قاعدہ سے شروع کا واو حذف ہوا۔ اور قاعدہ نمبر ۱۰ کی پہلی صورت کے مطابق آخر کی یاء ساکن ہوگئی۔ یُوْلٰی مضارع مجہول اصل میں یُوْلَیُ تھا بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی۔

وَالٍ اسم فاعل اصل میں وَالِیٌ تھا اس کی تعلیل وَاقٍ کی طرح ہے۔

مَوْلِیٌّ اسم مفعول اصل میں مَوْلُوْیٌ تھا۔ اس کی تعلیل مَرْمِیٌّ کی طرح ہے۔ لِ امر حاضر معلوم۔ اصل میں تَلِیْ تھا۔ علامت مضارع کو حذف کیا اور آخر میں وقف کرنے کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی۔ لَاتَلِ کی تعلیل لَاتَقِ کی طرح ہے

مَوْلًى اسم ظرف اصل میں مَوْلَیٌ تھا مَوْقیً کی طرح تعلیل ہوئی مِیْلًی اسم آلہ اصل میں مِوْلَیٌ تھا اس کی تعلیل مِیْقًی کی طرح ہے۔

مِیْلَاۃٌ اسم آلہ اصل میں مِوْلَیَۃٌ تھا بقاعدہ مِیْعَادٌ واو یاء سے بدل گیا اور قال باع والا قاعدہ سے لام کلمہ کی یاء الف سے بدل گئی۔ مِیْلَاءٌ اصل میں مِوْلَایٌ تھا اس کی تعلیل مِیْقَاءٌ کی طرح ہے باقی تعلیلات وَقٰی یَقِیْ کی تعلیلات پر قیاس کرلیں۔

گردانیں:

فعل ماضی معلوم:...... وَلِیَ وَلِیَا وَلُوْا وَلِیَتْ وَلِیَتَا وَلِیْنَ وَلِیْتَ وَلِیْتُمَا الخ .

ماضی مجہول:...... وُلِیَ وُلِیَا وُلُوْا وُلِیَتْ الخ .

مضارع معلوم:...... یَلِیْ یَلِیَانِ یَلُوْنَ تَلِیْ تَلِیَانِ یَلِیْنَ تَلُوْنَ تَلِیْنَ تَلِیْنَ اَلِیْ نَلِیْ .

مضارع مجہول:...... یُوْلٰی یُوْلَیَانِ یُوْلَوْنَ تُوْلٰی تُوْلَیَانِ یُوْلَیْنَ تُوْلَوْنَ تُوْلَیْنَ تُوْلَیْنَ اُوْلٰی نُوْلٰی .

مضارع معلوم اور مجہول میں واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر دونوں کے صیغے بظاہر ایک جیسے ہیں البتہ اصل کے اعتبار سے ان میں فرق ہے جیسا کہ اس کی وضاحت متعدد بار کی جاچکی ہے۔

فعل جحد معلوم:...... لَمْ یَلِ لَمْ یَلِیَا لَمْ یَلُوْا لَمْ تَلِ لَمْ تَلِیَا لَمْ یَلِیْنَ لَمْ تَلُوْا لَمْ تَلِیْ لَمْ تَلِیْنَ لَمْ اَلِ لَمْ نَلِ .

فعل جحد مجہول:...... لَمْ یُوْلَ لَمْ یُوْلَیَا لَمْ یُوْلَوْا لَمْ تُوْلَ لَمْ تُوْلَیَا لَمْ یُوْلَیْنَ لَمْ تُوْلَوْا لَمْ تُوْلَیْ الخ .

فعل مستقبل معلوم مؤکد بلام تاکید ونون تاکید ثقیلہ:...... لَیَلِیَنَّ لَیَلِیَانِّ لَیَلُنَّ لَتَلِیَنَّ لَتَلِیَانِّ لَیَلِیْنَانِّ لَتَلُنَّ لَتَلِنَّ لَتَلِیْنَانِّ لَاَلِیَنَّ لَنَلِیَنَّ .

مجہول:...... لَیُوْلَیَنَّ لَیُوْلَیَانِّ لَیُوْلَوُنَّ الخ.

امر حاضر معلوم:...... لِ ،لِیَا، لُوْا ،لِیْ، لِیْنَ.

امر حاضر معلوم بانون ثقیلہ:...... لِیَنَّ، لِیَانِّ، لُنَّ، لِنَّ، لِیْنَانِّ.

امر حاضر معلوم بانون خفیفہ:...... لِیَنْ ،لُنْ ،لِنْ،

اسم فاعل:...... وَالٍ وَالِيَانِ وَالُوْنَ الخ ۔اسم مفعول: مَوْلِيٌّ مَوْلِيَّانِ الخ ۔

لفیف مقرون از ضرب یضرب اَلطَّیُّ پیچیدن طَوٰی یَطْوِیْ طَیًّا فهو طَاوٍ تاآخر چون رَمٰی یَرْمِیْ تا آخر

ترجمہ:......لفیف مقرون از ضرب یضرب اَلطَّیُّ لپیٹنا۔طَوٰی یَطْوِی طَیًّا فهو طَاوٍ وَطُوِیَ یُطْوٰی طَیًّا فهو مَطْوِیٌّ الامر منه اِطْوِ والنهی عنه لَاتَطْوِ. الظرف منه مَطْوًی والالة منه مِطْوًی ومِطْوَاۃٌ ومِطْوَاءٌ وتثنیتهما مَطْوَیَانِ ومِطْوَیَانِ والجمع منهما مَطَاوٍ ومَطَاوِیُّ والفعل التفضیل منه اَطْوٰی والمؤنث منه طِیٌّ وتثنیتهما اَطْوَیَانِ وَطِیَّیَانِ والجمع منهما اَطْوَوْنَ واَطَاوٍ وطُوًی وطِیَّیَاتٌ ،رَمٰی یَرْمِیْ کی طرح۔

تشریح وتحقیق

لفیف مفروق کے بعد یہ لفیف مقرون کا باب ہے جس کا مادہ طَوَیَ ہے۔

عین اور لام کلمہ میں حرف علت ہے یعنی واو اور یاء۔

تعلیلات:

طَیٌّ مصدر اصل میں طَوْیٌ تھا سَیِّدٌ والے قاعدہ کے مطابق واو یاء سے تبدیل ہوکر یاء میں مدغم ہوا۔

طَوٰی فعل ماضی معلوم اصل میں طَوَیَ تھا بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی۔

سوال:...... طَوٰی کے واو میں قال باع والا قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوا؟

جواب:...... یہ واو لفیف کے عین کلمہ میں ہے جبکہ اُس قاعدہ میں شرط ہے کہ عینِ لفیف نہ ہو۔

طُوِیَ ماضی مجہول اپنی اصل پر ہے۔

سوال:......اس میں قِیْلَ بِیْعَ والا قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوا؟

جواب:...... وہ قاعدہ اجوف میں جاری ہوتا ہے جبکہ یہ لفیف ہے دوسری بات یہ ہے کہ اس قاعدہ میں ایک شرط یہ ہے کہ واو اور یاء پر ماضی معلوم میں قانون جاری ہوا ہو جبکہ طُوِیَ کی ماضی معلوم طَوٰی میں اس واو پر قانون جاری نہیں ہوا ہے۔یَطْوِیْ مضارع معلوم اصل میں یَطْوِیُ تھا یدعو یرمی والا قاعدہ کی پہلی صورت کے مطابق یاء ساکن ہوگئی۔

سوال:...... یَطْوِیْ میں بقاعدہ یقول یبیع واو کی حرکت ماقبل کو کیوں نہیں دی؟

جواب:......اُس قاعدہ میں یہ شرط ہے کہ واؤاور یاءعینِ لفیف نہ ہوں جبکہ یہ واولفیف کا عین کلمہ ہے۔ یُطْوٰی مضارع مجہول اصل میں یُطْوَیُ تھا قال باع والا قاعدہ جاری ہوا۔ طَاوٍ اسم فاعل اصل میں طَاوِیٌ تھا رَامٍ کی طرح تعلیل ہوئی۔

سوال:......طَاوٍ میں واؤ فاعل کے عین کلمہ میں واقع ہے تو قَائِلٌ والا قاعدہ کے مطابق یہ واؤ ہمزہ سے کیوں نہیں بدلا؟

جواب:......اُس قاعدہ میں یہ شرط ہے کہ فعل میں تعلیل ہوئی ہو جبکہ اس کے فعل یَطْوِیُ میں تعلیل نہیں ہوئی یعنی واؤ میں کوئی قاعدہ جاری نہیں ہوا مَطْوِیٌّ اسم مفعول اصل میں مَطْوُوْیٌ تھا سَیِّدٌ والے قاعدہ کے مطابق واؤ یاء سے تبدیل ہوا پھر یاء دوسری یاء میں مدغم ہوگئی مَطْوُیٌّ ہوا۔ پھر یاء کی مناسبت سے واؤ کا ضمہ کسرہ میں بدل گیا، اِطْوِ امر حاضر معلوم اصل میں اِطْوِیْ تھا وقف کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی اسی طرح لَاتَطْوِ میں ہوا مَطْوًی اسم ظرف اصل میں مَطْوَیٌ تھا مَرْمًی کی طرح تعلیل ہوئی مِطْوًی اسم آلہ اصل میں مِطْوَیٌ تھا اور مِطْوَاۃٌ اصل میں مِطْوَیَۃٌ تھا اور مِطْوَاءٌ اصل میں مِطْوَایٌ تھا ان تینوں صیغوں کی تعلیل مِرْمًی ،مِرْمَاۃٌ ،مِرْمَاءٌ کی طرح ہے مَطَاوٍ جمع تکسیر اسم ظرف اصل میں مَطَاوِیٌ تھا اور اَطَاوٍ جمع تکسیر اسم تفضیل مذکر اصل میں اَطَاوِیُ تھا دونوں میں جَوَارٍ والے قاعدہ کے مطابق یاء حذف ہوگئی اور تنوین عین کلمہ یعنی واؤ پر آگئی مَطَاوِیٌ کی تعلیل مَرَامِیٌ کی طرح ہے۔ اَطْوٰی اسم تفضیل مذکر اصل میں اَطْوَیُ تھا بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی طِیّٰی اسم تفضیل مؤنث اصل میں طُوْیٰی تھا بقاعدہ سَیِّدٌ واؤ یاء سے تبدیل ہوکر یائے ثانی میں مدغم ہوا اور ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدل گیا اسی طرح باقی تعلیلات سمجھ لیجئے۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:...... طَوٰی طَوَیَا طَوَوْا طَوَتْ طَوَتَا طَوَیْنَ طَوَیْتَ طَوَیْتُمَا الخ .

ماضی مجہول:...... طُوِیَ طُوِیَا طُوُوْا طُوِیَتْ طُوِیَتَا طُوِیْنَ طُوِیْتَ الخ رُمِیَ رُمِیَا الخ کی طرح۔

فعل مضارع معلوم ...... یَطْوِیْ یَطْوِیَانِ یَطْوُوْنَ تَطْوِیْ تَطْوِیَانِ یَطْوِیْنَ تَطْوُوْنَ تَطْوِیْنَ تَطْوِیْنَ اَطْوِیْ نَطْوِیْ .

مضارع مجہول:...... یُطْوٰی یُطْوَیَانِ یُطْوَوْنَ الخ یُرْمٰی یُرْمَیَانِ الخ کی طرح.

فعل جحد معلوم:...... لَمْ يَطْوِ لَمْ يَطْوِيَا لَمْ يَطْوُوْا الخ جحد مجهول :لَمْ يُطْوَ لَمْ يُطْوَيَا لَمْ يُطْوَوْا الخ.

امر حاضر معلوم:...... اِطْوِ' اِطْوِيَا' اِطْوُوْا' اِطْوِیْ' اِطْوِيْنَ .

امر حاضر معلوم بانون ثقیلہ:...... اِطْوِيَنَّ اِطْوِيَانِّ اِطْوُنَّ اِطْوِنَّ اِطْوِيْنَا نِّ .

اسم فاعل:...... طَاوٍ طَاوِيَانِ طَاوُوْنَ الخ .اسم مفعول : مَطْوِيٌّ مَطْوِيَّانِ مَطْوِيُّوْنَ الخ .

ناقص واوی از باب افتعال اَلْاِحْتِبَاءُ زانوایستادہ کردہ حَبْوَہ بستہ نشستن اِحْتَبٰی يَحْتَبِیْ اِحْتِبَاءً فهو مُحْتَبٍ الامر منه اِحْتَبِ والنهی عنه لَا تَحْتَبِ الظرف منه مُحْتَبًی ناقص یائی ایضاً اَلْاِجْتِبَاءُ برگزیدن ،اِجْتَبٰی يَجْتَبِیْ اِجْتِبَاءً فهو مُجْتَبٍ و اُجْتُبِیَ يُجْتَبٰی اِجْتِبَاءً فهو مُجْتَبًی الامر منه اِجْتَبِ والنهی عنه لَا تَجْتَبِ الظرف منه مُجْتَبًی

ترجمہ: ...... ناقص واوی باب افتعال سے الاحتباء زانو کھڑے کر کے حَبْوَہ باندھ کر بیٹھنا (حَبْوَة اس کپڑے کو کہتے ہیں جس سے پیٹھ اور پنڈلیوں کو ملا کر باندھ لیا جائے) اِحْتَبٰی يَحْتَبِیْ الخ ناقص یائی اسی طرح (یعنی باب افتعال سے) الاجتباء چن لینا منتخب کرنا ،اِجْتَبٰی يَجْتَبِیْ الخ۔

تشریح وتحقیق

اس سے پہلے ثلاثی مجرد سے ناقص اور لفیف کی گردانیں مذکور ہوئی اب ثلاثی مزید فیہ کے ابواب سے ناقص اور لفیف کی گردانیں ذکر کی جارہی ہیں اَلْاِحْتِبَاء کا مادہ حَبْوٌ ہے اس مادہ کا استعمال لازم کے طور پر ہے اس لئے مجہول کی گردانیں ذکر نہیں کی۔

تعلیلات:

اِحْتَبٰی اصل میں اِحْتَبَوَ تھا یُدْعٰی والا قاعدہ سے واو کو یاء سے پھر بقاعدہ قال باع یاء کو الف سے بدل دیا ،يَحْتَبِیْ اصل میں يَحْتَبِوُ تھا دُعِیَ والے قاعدہ سے واو کو یاء سے بدل دیا پھر قاعدہ نمبر ۱۰ کی پہلی صورت کے مطابق یاء ساکن ہوگئی۔ اِحْتِبَاءً مصدر اصل میں اِحْتِبَاوٌ تھا دُعَاءٌ والے قاعدہ کے مطابق واو ہمزہ سے بدل گیا ،مُحْتَبٍ اسم فاعل اصل میں مُحْتَبِوٌ تھا دُعِیَ والا قاعدہ سے مُحْتَبِیٌ ہوا يَدْعُوْ يَرْمِیْ والے قاعدہ سے یاء ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی ،اِحْتَبِ امر حاضر اصل میں اِحْتَبِیْ تھا وقف کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی اسی طرح

لَاتَخْتَبِ اصل میں لَاتَخْتَبِیْ تھا۔ لائے نہی جازمہ کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی۔ مُخْتَبًی اسم ظرف اصل میں مُخْتَبَوٌ تھا بقاعدہ یُدْعٰی واو یاء سے بدل گیا پھر قال باع والے قاعدہ کے مطابق یاء الف سے تبدیل ہوکر التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم کی گردان:...... اِجْتَبٰی، اِجْتَبَیَا، اِجْتَبَوْا، اِجْتَبَتْ، اِجْتَبَتَا اِجْتَبَیْنَ، اِجْتَبَیْتَ الخ

مضارع معلوم:...... یَجْتَبِیْ، یَجْتَبِیَانِ، یَجْتَبُوْنَ، تَجْتَبِیْ، تَجْتَبِیَانِ، یَجْتَبِیْنَ، تَجْتَبُوْنَ، تَجْتَبِیْنَ، تَجْتَبِیْنَ، اَجْتَبِیْ، نَجْتَبِیْ۔

امر حاضر معلوم:...... اِجْتَبِ اِجْتَبِیَا اِجْتَبُوْا، اِجْتَبِیْ اِجْتَبِیْنَ۔

امر حاضر معلوم بانون ثقیلہ:...... اِجْتَبِیَنَّ اِجْتَبِیَانِّ اِجْتَبُنَّ اِجْتَبِنَّ اِجْتَبِیْنَانِّ۔

امر حاضر معلوم بانون خفیفہ:...... اِجْتَبِیَنْ اِجْتَبُنْ اِجْتَبِنْ۔

اسم فاعل:...... مُجْتَبٍ مُجْتَبِیَانِ مُجْتَبُوْنَ الخ اسی پر قیاس کرتے ہوئے باقی گردانیں کرلیجئے۔

اَلْاِجْتِبَاءُ میں حروف اصلی، ج، ب، ی، ہیں یہ ناقص یائی ہے اصل میں اَلْاِجْتِبَایُ تھا دُعَاءٌ والا قاعدہ کے مطابق یاء ہمزہ سے بدل گئی۔

تعلیلات:

اِجْتَبٰی اصل میں اِجْتَبَیَ تھا بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی، اُجْتُبِیَ ماضی مجہول اپنی اصل پر ہے۔

سوال:...... اُجْتُبِیَ میں قیل بیع والا قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوتا؟

جواب:...... یہ اجوف نہیں ناقص ہے جبکہ وہ قاعدہ اجوف میں جاری ہوتا ہے۔

سوال:...... اس میں قاعدہ نمبر ۱۰ کی پہلی صورت کیوں جاری نہیں ہوئی؟

جواب:...... ایک تو اس لئے کہ وہ صورت مضارع میں جاری ہوتی ہے جبکہ یہ ماضی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں شرط یہ ہے کہ واو اور یاء مفتوح نہ ہوں جبکہ یہاں یاء مفتوح ہے۔

یَجْتَبِیْ اصل میں یَجْتَبِیُ تھا بقاعدہ نمبر ۱۰ یاء ساکن ہوگئی، یُجْتَبٰی مضارع مجہول اصل میں یُجْتَبَیُ تھا قال باع والا قاعدہ جاری ہوا۔ مُجْتَبٍ اسم فاعل اصل میں مُجْتَبِیٌ تھا بقاعدہ نمبر ۱۰ یاء ساکن ہوکر اجتماع ساکنین کی

وجہ سے حذف ہوگئی، مُجْتَبًی اسم مفعول اصل میں مُجْتَبَیٌ تھا قال باع والا قاعدہ سے یاء الف بن کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی، اگر الف لام داخل ہونے کی وجہ سے یا اضافت کی وجہ سے آخر میں تنوین نہ ہوتو پھر یاء سے بدلا ہوا الف موجود رہے گا حذف نہیں ہوگا، جیسے اَلْمُجْتَبٰی، اور مُجْتَبٰکُمْ، اِجْتَبِ امر حاضر معلوم اصل میں اِجْتَبِیْ تھا وقف کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی، اور لَاتَجْتَبِ میں عامل جازم کی وجہ سے یاء حذف ہوئی۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:...... اِجْتَبٰی اِجْتَبَیَا اِجْتَبَوْا اِجْتَبَتْ اِجْتَبَتَا اِجْتَبَیْنَ اِجْتَبَیْتَ الخ .

ماضی مجہول:...... اُجْتُبِیَ اُجْتُبِیَا اُجْتُبُوْا اُجْتُبِیَتْ اُجْتُبِیَتَا اُجْتُبِیْنَ الخ .

مضارع معلوم:...... یَجْتَبِیْ یَجْتَبِیَانِ یَجْتَبُوْنَ تَجْتَبِیْ تَجْتَبِیَانِ یَجْتَبِیْنَ تَجْتَبُوْنَ تَجْتَبِیْنَ تَجْتَبِیْنَ اَجْتَبِیْ نَجْتَبِیْ .

مضارع مجہول:...... یُجْتَبٰی یُجْتَبَیَانِ یُجْتَبَوْنَ تُجْتَبٰی تُجْتَبَیَانِ یُجْتَبَیْنَ تُجْتَبَوْنَ تُجْتَبَیْنَ تُجْتَبَیْنَ اُجْتَبٰی نُجْتَبٰی .

امر حاضر معلوم:...... اِجْتَبِ اِجْتَبِیَا اِجْتَبُوْا اِجْتَبِیْ اِجْتَبِیْنَ .

اسم فاعل:...... مُجْتَبٍ مُجْتَبِیَانِ مُجْتَبُوْنَ مُجْتَبِیَةٌ الخ .

اسم مفعول:...... مُجْتَبًی مُجْتَبَیَانِ مُجْتَبَوْنَ مُجْتَبَاةٌ مُجْتَبَاتَانِ مُجْتَبَیَاتٌ ...... الخ .

لفیف مقرون ایضاً الالتواء پیچیدہ شدن ناقص واوی از انفعال اَلْاِنْمِحَاءُ محو شدن یائی ایضاً اَلْاِنْبِغَاءُ مناسب شدن لفیف مقرون ایضاً اَلْاِنْزِوَاءُ بگوشہ نشستن

ترجمہ:...... لفیف مقرون اسی طرح (یعنی باب افتعال سے) الالتواء، لپٹا ہوا ہونا، ناقص واوی از باب انفعال الانمحاء مٹ جانا، ناقص یائی ایضاً (یعنی انفعال سے) الانبغاء مناسب ہونا، لفیف مقرون ایضاً (یعنی باب انفعال سے) الانزواء، گوشہ نشین ہونا (یعنی لوگوں سے الگ تھلگ ہوکر ایک کونے میں بیٹھ جانا)

تشریح وتحقیق

یہاں ان ابواب کے صرف مصادر مذکور ہیں حضرات اساتذہ پوری گردانیں کرائیں ورنہ اس کے بغیر ان مصادر کے ذکر کرنے سے کوئی خاص فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ الالتواء یہ لفیف مقرون ہے باب افتعال سے۔ مادہ

لوی ہے عین اور لام کلمہ میں حرف علت ہیں (یعنی واؤ اور یاء)

صرف صغیر:......اِلْتَوٰی یَلْتَوِیْ اِلْتِوَاءً فھو مُلْتَوٍ واُلْتُوِیَ یُلْتَوٰی اِلْتِوَاءً فھو مُلْتَوًی الامر منہ اِلْتَوِ والنھی عنہ لَا تَلْتَوِ الظرف منہ مُلْتَوًی مُلْتَوَیَانِ مُلْتَوَیَاتٌ۔

تعلیلات:

اِلْتِوَاءٌ مصدر اصل میں اِلْتِوَایٌ تھا بقاعدہ دُعَاءٌ یاء ہمزہ سے بدل گئی اِلْتَوٰی اصل میں اِلْتَوَیَ تھا قال باع والا قاعدہ کے مطابق یاء الف سے بدل گئی۔

سوال:......اس میں واو بقاعدہ قال باع الف سے کیوں نہیں بدلا؟

جواب:......یہ واو لفیف کے عین کلمہ میں ہے جبکہ ایسے واو میں قال باع والا قاعدہ جاری نہیں ہوتا۔

اُلْتُوِیَ ماضی مجہول اپنی اصل پر ہے۔

سوال:...... اُلْتُوِیَ میں قیل بیع والا قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوتا؟

جواب:......اُس میں شرط یہ ہے کہ ماضی معلوم میں تعلیل ہوئی ہے جبکہ اس کے ماضی معلوم اِلْتَوٰی میں تعلیل نہیں ہوئی (یعنی واو الف سے نہیں بدلا) یَلْتَوِیْ مضارع معلوم اصل میں یَلْتَوِیُ تھا یدعو یرمی والا قاعدہ سے یاء ساکن ہوئی۔

یُلْتَوٰی مضارع مجہول اصل میں یُلْتَوَیُ تھا بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی مُلْتَوٍ اسم فاعل اصل میں مُلْتَوِیٌ تھا مُجْتَنِبٍ کی طرح تعلیل ہوئی اسی طرح باقی تعلیلات قیاس کرلیں۔

تصاریف:

فعل ماضی معلوم:...... اِلْتَوٰی اِلْتَوَیَا اِلْتَوَوْا اِلْتَوَتْ اِلْتَوَتَا اِلْتَوَیْنَ ......الخ .

فعل ماضی مجہول:...... اُلْتُوِیَ اُلْتُوِیَا اُلْتُوُوْا اُلْتُوِیَتْ اُلْتُوِیَتَا ...... الخ .

مضارع معلوم:......یَلْتَوِیْ یَلْتَوِیَانِ یَلْتَوُوْنَ تَلْتَوِیْ تَلْتَوِیَانِ یَلْتَوِیْنَ تَلْتَوُوْنَ تَلْتَوِیْنَ اَلْتَوِیْ نَلْتَوِیْ

مضارع مجہول:......یُلْتَوٰی یُلْتَوَیَانِ یُلْتَوَوْنَ، تُلْتَوٰی، تُلْتَوَیَانِ......الخ

امر حاضر معلوم:...... اِلْتَوِ اِلْتَوِیَا اِلْتَوُوْا اِلْتَوِیْ اِلْتَوِیْنَ .

الانمحاء یہ باب انفعال سے ناقص واوی ہے،م،ح،و، مادہ ہے لام کلمہ واو ہے اصل میں یہ اِنْمِحَاوٌ تھا بقاعدہ دُعَاءٌ واو ہمزہ سے بدل گیا اس باب کے ہمیشہ لازم استعمال ہونے کی وجہ سے اس سے مجہول اور اسم مفعول کی گردانیں نہیں آتی۔

صرف صغیر:...... اِنْمَحٰی یَنْمَحِیْ اِنْمِحَاءً فھو مُنْمَحٍ الامر منه اِنْمَحِ والنھی عنه لَاتَنْمَحِ الظرف منه مُنْمَحًی مُنْمَحَیَانِ مُنْمَحَیَاتٌ

تعلیلات:

اِنْمَحٰی اصل میں اِنْمَحَوَ تھا یُدْعٰی والا قاعدہ کے مطابق واو یاء سے تبدیل ہوا پھر بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی۔ یَنْمَحِیْ اصل میں یَنْمَحِوُ تھا دُعِیَ والا قاعدہ سے یَنْمَحِیُ ہوا: اور بقاعدہ نمبر۱۰ یاء ساکن ہوگئی۔ مُنْمَحٍ اسم فاعل اصل میں مُنْمَحِوٌ تھا بقاعدہ دُعِیَ واو یاء سے بدل گیا پھر بقاعدہ نمبر۱۰ یاء ساکن ہوکر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی۔ اِنْمَحِ امر حاضر معلوم اصل میں اِنْمَحِیْ تھا وقف کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی۔

تصاریف:

فعل ماضی معلوم:...... اِنْمَحٰی اِنْمَحَیَا اِنْمَحَوْا اِنْمَحَتْ اِنْمَحَتَا اِنْمَحَیْنَ ......الخ .

مضارع معلوم :...... یَنْمَحِیْ یَنْمَحِیَانِ یَنْمَحُوْنَ تَنْمَحِیْ تَنْمَحِیَانِ یَنْمَحِیْنَ تَنْمَحُوْنَ تَنْمَحِیْنَ تَنْمَحِیْنَ اَنْمَحِیْ نَنْمَحِیْ .

امر حاضر معلوم:...... اِنْمَحِ اِنْمَحِیَا اِنْمَحُوْا اِنْمَحِیْ اِنْمَحِیْنَ .

اسم فاعل:...... مُنْمَحٍ مُنْمَحِیَانِ مُنْمَحُوْنَ مُنْمَحِیَةٌ مُنْمَحِیَتَانِ مُنْمَحِیَاتٌ

الانبغاء یہ باب انفعال سے ناقص یائی ہے مادہ،ب، غ،ی ہے، اصل میں اَلْاِنْبِغَایُ تھا بقاعدہ دُعَاءٌ یاء ہمزہ سے تبدیل ہوگئی۔

صرف صغیر :...... اِنْبَغٰی یَنْبَغِیْ اِنْبِغَاءً فھو مُنْبَغٍ الامرمنه اِنْبَغِ والنھی عنه لَاتَنْبَغِ الظرف منه مُنْبَغًی مُنْبَغَیَانِ مُنْبَغَیَاتٌ

تعلیلات:

اِنْبَغٰی اصل میں اِنْبَغَیَ تھا بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی۔ یَنْبَغِیْ اصل میں یَنْبَغِیُ تھا بقاعدہ نمبر

یاء ساکن ہوگئی مُنْبَغٍ اسم فاعل اصل میں مُنْبَغِیٌ تھا بقاعدہ نمبر ۱۰ یاء ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی باقی تعلیلات واضح ہیں۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:...... اِنْبَغٰی اِنْبَغَیَا اِنْبَغَوْا اِنْبَغَتْ اِنْبَغَتَا اِنْبَغَیْنَ ...... الخ

مضارع معلوم...... یَنْبَغِیْ یَنْبَغِیَانِ یَنْبَغُوْنَ تَنْبَغِیْ تَنْبَغِیَانِ یَنْبَغِیْنَ تَنْبَغُوْنَ تَنْبَغِیْنَ تَنْبَغِیْنَ اَنْبَغِیْ نَنْبَغِیْ .

امر حاضر معلوم :...... اِنْبَغِ اِنْبَغِیَا اِنْبَغُوْا اِنْبَغِیْ اِنْبَغِیْنَ. اسم فاعل مُنْبَغٍ مُنْبَغِیَانِ مُنْبَغُوْنَ مُنْبَغِیَةٌ مُنْبَغِیَتَانِ مُنْبَغِیَاتٌ

الانزواء یہ باب انفعال سے لفیف مقرون ہے ، مادہ ، ز ، و ، ی ہے عین کلمہ واو ہے اور لام کلمہ یاء ہے یہ اصل میں اِنْزِاوَیٌ تھا بقاعدہ دُعَاءٌ یاء ہمزہ سے بدل گئی۔ اس کی تمام تعلیلات اِنْبَغٰی یَنْبَغِیْ کی طرح ہیں۔

صرف صغیر:...... اِنْزَوٰی یَنْزَوِیْ اِنْزِوَاءً فھو مُنْزَوٍ والامر منه اِنْزَوِ والنھی عنه لَاتَنْزَوِ والظرف منه مُنْزَوًی مُنْزَوَیَانِ مُنْزَوَیَاتٌ.

تمام صیغوں میں عین کلمہ یعنی واو پر قواعد جاری نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ واو لفیف کا عین کلمہ ہے۔

فعل ماضی معلوم:...... اِنْزَوٰی اِنْزَوَیَا اِنْزَوَوْا اِنْزَوَتْ اِنْزَوَتَا اِنْزَوَیْنَ اِنْزَوَیْتَ ...... الخ .

مضارع معلوم :...... یَنْزَوِیْ یَنْزَوِیَانِ یَنْزَوُوْنَ تَنْزَوِیْ تَنْزَوِیَانِ یَنْزَوِیْنَ تَنْزَوُوْنَ تَنْزَوِیْنَ تَنْزَوِیْنَ اَنْزَوِیْ نَنْزَوِیْ .

امر حاضر معلوم:...... اِنْزَوِ اِنْزَوِیَا اِنْزَوُوْا اِنْزَوِیْ اِنْزَوِیْنَ .

ناقص واوی از استفعال اَلْاِسْتِعْلَاءُ بلند شدن ناقص یائی ایضاً اَلْاِسْتِغْنَاءُ بے پروا شدن واوی از افعال اَلْاِعْلَاءُ بلند کردن اَعْلٰی یُعْلِیْ اِعْلَاءً فھو مُعْلٍ واُعْلِیَ یُعْلٰی اِعْلَاءً فھو مُعْلًی الامر منه اَعْلِ والنھی عنه لَاتُعْلِ الظرف منه مُعْلًی یائی ایضاً اَلْاِغْنَاءُ بے پروا کردن اَغْنٰی یُغْنِیْ اِغْنَاءً تا آخر لفیف مفروق اَلْاِیْلَاءُ قریب کردن اَوْلٰی یُوْلِیْ اِیْلَاءً فھو مُوْلٍ الخ مقرون اَلْاِرْوَاءُ سیراب کردن اَرْوٰی یُرْوِیْ ایضاً اَلْاِحْیَاءُ زندہ کردن اَحْیٰی یُحْیِیْ تا آخر

ترجمہ:...... ناقص واوی از استفعال الاستعلاء بلند ہونا۔ ناقص یائی اسی طرح (باب استفعال سے) الاستغناء بے پرواہونا۔ ناقص واوی باب افعال سے، الاعلاء بلند کرنا۔ اَعْلٰی یُعْلِیْ الخ ناقص یائی ایضا (یعنی باب افعال سے) الاغناء بے پرواکردینا اَغْنیٰ یُغْنِیْ اِغْنَاءً فھومُغْنٍ واُغْنِیَ یُغْنٰی اِغْنَاءً فھومُغْنیً الامرمنہ اَغْنِ والنھی عنہ لَاتُغْنِ الظرف منہ مُغْنیً مُغْنَیَانِ مُغْنَیَاتٌ۔ لفیف مفروق (باب افعال سے) الایلاء قریب کرنا، اَوْلٰی یُوْلِیْ اِیْلَاءً فھومُوْلٍ واُوْلِیَ یُوْلٰی اِیْلَاءً فھومُوْلًی الامرمنہ اَوْلِ والنھی عنہ لَا تُوْلِ الظرف منہ مُوْلًی مُوْلَیَانِ مُوْلَیَاتٌ لفیف مقرون (اسی باب افعال سے) الارواء سیراب کرنا، اَرْوٰی، یُرْوِیْ اِرْوَاءً فھومُرْوٍ واُرْوِیَ یُرْوٰی اِرْوَاءً فھومُرْوًی الامرمنہ اَرْوِ والنھی عنہ لَا تُرْوِ الظرف منہ مُرْوًی مُرْوَیَانِ مُرْوَیَاتٌ اسی طرح (ایک اور لفیف مقرون باب افعال سے) الاحیاء زندہ کرنا اَحْیٰی یُحْیِیْ اِحْیَاءً فھومُحْیٍ واُحْیِیَ یُحْیٰی اِحْیَاءً فھو مُحْیًی الامر منہ اَحْیِ والنھی عنہ لَاتُحْیِ الظرف منہ مُحْیًی مُحْیَیَانِ مُحْیَیَاتٌ۔

تشریح وتحقیق

الاستعلاء یہ باب استفعال سے ناقص واوی ہے ع،ل،و، مادہ ہے اصل میں اِسْتِعْلَاوٌ تھا دُعَاءٌ والا قاعدہ کے مطابق واو ہمزہ سے بدل گیا۔

صرف صغیر: اِسْتَعْلٰی یَسْتَعْلِیْ اِسْتِعْلَاءً فھومُسْتَعْلٍ واُسْتُعْلِیَ یُسْتَعْلٰی اِسْتِعْلَاءً فھو مُسْتَعْلًی الامر منہ اِسْتَعْلِ والنھی عنہ لَا تَسْتَعْلِ الظرف منہ مُسْتَعْلًی مُسْتَعْلَیَانِ مُسْتَعْلَیَاتٌ۔

تعلیلات:

اِسْتَعْلٰی اصل میں اِسْتَعْلَوَ تھا یُدْعٰی والا قاعدہ سے واو یاء سے بدل گیا پھر بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی، اُسْتُعْلِیَ ماضی مجہول اصل میں اُسْتُعْلِوَ تھا دعی والا قاعدہ کے مطابق واو یاء سے بدل گیا، یَسْتَعْلِیْ اصل میں یَسْتَعْلِوُ تھا بقاعدہ دعی واو یاء سے بدل گیا پھر دس نمبر قاعدہ کی پہلی صورت کے مطابق یاء ساکن ہوگئی۔

یُسْتَعْلٰی مضارع مجہول اصل میں یُسْتَعْلَوُ تھا بقاعدہ یدعی واو یاء سے بدل گیا پھر بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی مُسْتَعْلٍ اسم فاعل اصل میں مُسْتَعْلِوٌ تھا بقاعدہ دعی واو یاء سے تبدیل ہوا پھر قاعدہ نمبر ۱۰ کی پہلی صورت کے مطابق یاء ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی مُسْتَعْلًی اسم مفعول واسم ظرف اصل میں مُسْتَعْلَوٌ تھا بقاعدہ یُدْعٰی واو یاء سے بدل کر مُسْتَعْلَیٌ ہوا پھر قال باع والا قاعدہ کے مطابق یاء الف سے تبدیل ہو کر التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی۔

تصاریف:

فعل ماضی معلوم:.....اِسْتَعْلٰی اِسْتَعْلَیَا اِسْتَعْلَوْا اِسْتَعْلَتْ، اِسْتَعْلَتَا اِسْتَعْلَیْنَ اِسْتَعْلَیْتَ الخ

ماضی مجہول:.....اُسْتُعْلِیَ اُسْتُعْلِیَا اُسْتُعْلُوْا اُسْتُعْلِیْتَ الخ.

مضارع معلوم:.....یَسْتَعْلِیْ یَسْتَعْلِیَانِ یَسْتَعْلُوْنَ تَسْتَعْلِیْ تَسْتَعْلِیَانِ یَسْتَعْلِیْنَ تَسْتَعْلُوْنَ تَسْتَعْلِیْنَ تَسْتَعْلِیْنَ اَسْتَعْلِیْ نَسْتَعْلِیْ.

مضارع مجہول:.....یُسْتَعْلٰی یُسْتَعْلَیَانِ یُسْتَعْلَوْنَ تُسْتَعْلٰی تُسْتَعْلَیَانِ یُسْتَعْلَیْنَ تُسْتَعْلَوْنَ تُسْتَعْلَیْنَ تُسْتَعْلَیْنَ اُسْتَعْلٰی نُسْتَعْلٰی.

امر حاضر معلوم:.....اِسْتَعْلِ اِسْتَعْلِیَا اِسْتَعْلُوْا اِسْتَعْلِیْ اِسْتَعْلِیْنَ.

اسم فاعل:.....مُسْتَعْلٍ مُسْتَعْلِیَانِ مُسْتَعْلُوْنَ الخ.

اسم مفعول:.....مُسْتَعْلًی مُسْتَعْلَیَانِ مُسْتَعْلَوْنَ مُسْتَعْلَاةٌ مُسْتَعْلَاتَانِ مُسْتَعْلَیَاتٌ.

الاستغناء یہ باب استفعال سے ناقص یائی ہے مادہ غ، ن، ی، ہے اصل میں اِسْتِغْنَایٌ تھا بقاعدہ دُعَاءٌ یاء ہمزہ سے بدل گئی۔

صرف صغیر: اِسْتَغْنٰی یَسْتَغْنِیْ اِسْتِغْنَاءً فھو مُسْتَغْنٍ واُسْتُغْنِیَ یُسْتَغْنٰی اِسْتِغْنَاءً فھو مُسْتَغْنًی الامر منه اِسْتَغْنِ والنھی عنه لَا تَسْتَغْنِ الظرف منه مُسْتَغْنًی مُسْتَغْنَیَانِ مُسْتَغْنَیَاتٌ۔

تعلیلات:

اِسْتَغْنٰی اصل میں اِسْتَغْنَیَ تھا یاء الف سے بدل گئی، یَسْتَغْنِیْ اصل میں یَسْتَغْنِیُ تھا بقاعدہ نمبر ۱۰ یاء ساکن ہوگئی۔ باقی تعلیلات واضح ہیں۔

گردانیں:

فعل ماضی معلوم: اِسْتَغْنٰی اِسْتَغْنَیَا اِسْتَغْنَوْا اِسْتَغْنَتْ اِسْتَغْنَتَا اِسْتَغْنَیْنَ اِسْتَغْنَیْتَ ......الخ

فعل ماضی مجہول: اُسْتُغْنِیَ اُسْتُغْنِیَا اُسْتُغْنُوْا اُسْتُغْنِیَتْ اُسْتُغْنِیَتَا اُسْتُغْنِیْنَ ......الخ

مضارع معلوم: یَسْتَغْنِیْ یَسْتَغْنِیَانِ یَسْتَغْنُوْنَ تَسْتَغْنِیْ تَسْتَغْنِیَانِ یَسْتَغْنِیْنَ تَسْتَغْنُوْنَ

تَسْتَغْنِيْنَ تَسْتَغْنِيْنَ اَسْتَغْنِیْ نَسْتَغْنِیْ .

مضارع مجہول:...... يُسْتَغْنٰی يُسْتَغْنَيَانِ يُسْتَغْنَوْنَ .... الخ

باقی گردانیں اِسْتَعْلٰی يَسْتَعْلِیْ الخ کے طرز پر کرلی جائیں۔ اختصار کی غرض سے اس باب سے لفیف کا ذکر نہیں کیا ملاحظہ ہو۔

لفیف مقرون الاستحیاء جیسے اِسْتَحْیٰ يَسْتَحْيِیْ اِسْتِحْيَاءً الخ اِسْتَغْنٰی يَسْتَغْنِیْ الخ کے طرز پر۔

لفیف مفروق الاستیفاء جیسے اِسْتَوْفٰی يَسْتَوْفِیْ اِسْتِيْفَاءً فهو مُسْتَوْفٍ الخ

الاعلاء یہ باب افعال سے ناقص واوی ہے مادہ ع، ل، و، ہے اصل میں اَلْاِعْلَاوُ تھا بقاعدہ دُعَاءٌ واو ہمزہ سے بدل گیا، صرف صغیر متن میں مذکور ہے۔

تعلیلات:

اَعْلٰی اصل میں اَعْلَوَ تھا يُدْعٰی والا قاعدہ کے مطابق واو یاء سے بدل گیا پھر بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی اُعْلِیَ ماضی مجہول اصل میں اُعْلِوَ تھا بقاعدہ دُعِیَ اُعْلِیَ ہوا يُعْلِیْ اصل میں يُعْلِوُ تھا بقاعدہ دُعِیَ واو یاء سے تبدیل ہونے کے بعد دس نمبر[10] قاعدہ سے یاء ساکن ہوگئی، يُعْلٰی اصل میں يُعْلَوُ تھا بقاعدہ يُدْعٰی واو یاء سے تبدیل ہوکر يُعْلَیُ ہوا پھر قال باع والا قاعدہ سے يُعْلٰی ہوا۔ مُعْلٍ اصل میں مُعْلِوٌ تھا مُسْتَعْلٍ کی طرح تعلیل ہوئی باقی تعلیلات بھی اِسْتَعْلٰی يَسْتَعْلِیْ الخ کے طرز پر کرلی جائے۔

تصریفات یعنی گردانیں۔

فعل ماضی معلوم:...... اَعْلٰی اَعْلَيَا اَعْلَوْا اَعْلَتْ اَعْلَتَا اَعْلَيْنَ ...... الخ

ماضی مجہول:...... اُعْلِیَ اُعْلِيَا اُعْلُوْا اُعْلِيَتْ اُعْلِيَتَا اُعْلِيْنَ ...... الخ

مضارع معلوم:...... يُعْلِیْ يُعْلِيَانِ يُعْلُوْنَ تُعْلِیْ تُعْلِيَانِ يُعْلِيْنَ تُعْلُوْنَ تُعْلِيْنَ تُعْلِيْنَ اُعْلِیْ نُعْلِیْ .

مضارع مجهول: ...... يُعْلٰی يُعْلَيَانِ يُعْلَوْنَ تُعْلٰی تُعْلَيَانِ يُعْلَيْنَ تُعْلَوْنَ تُعْلَيْنَ تُعْلَيْنَ اُعْلٰی نُعْلٰی .

امر حاضر معلوم: اَعْلِ اَعْلِيَا اَعْلُوْا اَعْلِیْ اَعْلِيْنَ .

اسم فاعل: مُعْلٍ مُعْلِيَانِ مُعْلُوْنَ مُعْلِيَةٌ ...... الخ

اسم مفعول: مُعْلًى مُعْلَيَانِ مُعْلَوْنَ مُعْلَاةٌ ...... الخ

الاغناء یہ باب افعال سے ناقص یائی ہے مادہ غ، ن، ی ہے اصل میں اَلْاِغْنَایُ تھا دُعَاءٌ والا قاعدہ جاری ہوا (صرف صغیر ترجمہ کے تحت مذکور ہے)

تعلیلات:

اَغْنٰی اصل میں اَغْنَیَ تھا بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی باقی تعلیلات کوئی مشکل نہیں۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:...... اَغْنٰی اَغْنَیَا اَغْنَوْا اَغْنَتْ اَغْنَتَا اَغْنَیْنَ اَغْنَیْتَ الخ

ماضی مجہول:...... اُغْنِیَ اُغْنِیَا اُغْنُوْا اُغْنِیَتْ ...... الخ

مضارع معلوم:...... یُغْنِیْ یُغْنِیَانِ یُغْنُوْنَ الخ اَعْلٰی یُعْلِیْ الخ کے طرز پر ہر گردان کر لی جائے۔

الایلاء یہ باب افعال سے لفیف مفروق ہے کیونکہ فاء اور لام کلمہ میں حروف علت ہیں مادہ، و، ل، ی ہے اصل میں یہ اِوْلَایٌ تھا مِیْعَادٌ والا قاعدہ کے مطابق واو یاء سے بدل گیا اور دُعَاءٌ والا قاعدہ سے آخر کی یاء ہمزہ سے بدل گئی۔ اس کی تعلیلات اَغْنٰی یُغْنِیْ کے طرز پر ہیں

گردانیں:

فعل ماضی معلوم:...... اَوْلٰی اَوْلَیَا اَوْلَوْا اَوْلَتْ اَوْلَتَا اَوْلَیْنَ ...... الخ

ماضی مجہول:...... اُوْلِیَ اُوْلِیَا اُوْلُوْا اُوْلِیَتْ اُوْلِیَتَا اُوْلِیْنَ ...... الخ

مضارع معلوم:...... یُوْلِیْ یُوْلِیَانِ یُوْلُوْنَ تُوْلِیْ تُوْلِیَانِ یُوْلِیْنَ تُوْلُوْنَ تُوْلِیْنَ تُوْلِیْنَ اُوْلِیْ نُوْلِیْ

مضارع مجہول: یُوْلٰی یُوْلَیَانِ یُوْلَوْنَ تُوْلٰی تُوْلَیَانِ یُوْلَیْنَ تُوْلَوْنَ تُوْلَیْنَ تُوْلَیْنَ اُوْلٰی نُوْلٰی

امر حاضر معلوم:...... اَوْلِ اَوْلِیَا اَوْلُوْا اَوْلِیْ اَوْلِیْنَ

اسم فاعل:...... = مُوْلٍ مُوْلِیَانِ مُوْلُوْنَ مُوْلِیَۃٌ ...... الخ

الارواء یہ بھی باب افعال سے ہے لیکن لفیف مقرون ہے عین اور لام کلمہ میں حروف علت ہیں یعنی واو اور یا، مادہ ر، و، ی، ہے اصل میں اِرْوَایٌ تھا دُعَاءٌ والا قاعدہ کے مطابق یاء ہمزہ سے بدل گئی، اس کی تعلیلات بھی اَغْنٰی یُغْنِیْ کے طرز پر ہیں کہ اَرْوٰی اصل میں اَرْوَیَ تھا یاء بقاعدہ قال الف سے بدل گئی اُرْوِیَ اپنی اصل پر ہے یُرْوِیْ مضارع معلوم اصل میں یُرْوِیُ تھا یُغْنِیْ کی طرح تعلیل ہوئی۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:..... اَرْوٰی اَرْوَیَا اَرْوَوْا اَرْوَتْ اَرْوَتَا اَرْوَیْنَ..... الخ تمام گردانیں اَغْنٰی یُغْنِیْ کے طرز پر کر لی جائیں۔

الاحیاء یہ بھی باب افعال سے لفیف مقرون ہے اس کا مادہ یعنی حروف اصلی ح، ی، ی، ہیں یہ لفیف ہونے کے ساتھ ساتھ مضاعف بھی ہے کیونکہ عین اور لام کلمہ میں ایک ہی جنس کے دو حرف ہیں یعنی دو یاء۔

یہ اصل میں اِحْیَایٌ تھا بقاعدہ دُعَاءٌ یاء ہمزہ سے بدل گئی۔

تعلیلات:..... اَحْیٰی اصل میں اَحْیَیَ تھا بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی۔

سوال:..... یائے اول میں قال باع والا قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوا؟

جواب:..... اسلئے کہ یائے اول لفیف کا عین کلمہ ہے اور لفیف کے عین کلمہ میں قال باع والا قاعدہ جاری نہیں ہوتا،

باقی تمام تعلیلات اَرْوٰی یُرْوِیْ الخ کی طرح ہیں۔

گردانیں:

فعل ماضی معلوم:..... اَحْیٰی اَحْیَیَا اَحْیَوْا اَحْیَتْ اَحْیَتَا اَحْیَیْنَ..... الخ

ماضی مجهول:..... اُحْیِیَ اُحْیِیَا اُحْیُوْا اُحْیِیَتْ اُحْیِیَتَا اُحْیِیْنَ..... الخ

مضارع معلوم:..... یُحْیِیْ یُحْیِیَانِ یُحْیُوْنَ تُحْیِیْ تُحْیِیَانِ یُحْیِیْنَ تُحْیُوْنَ تُحْیِیْنَ تُحْیِیْنَ اُحْیِیْ نُحْیِیْ

مضارع مجہول:..... یُحْیٰی یُحْیَیَانِ یُحْیَوْنَ..... الخ

امر حاضر معلوم:..... اَحْیِ اَحْیِیَا اَحْیُوْا اَحْیِیْ اَحْیِیْنَ

اسم فاعل:..... مُحْیٍ مُحْیِیَانِ مُحْیُوْنَ مُحْیِیَةٌ..... الخ

اسم مفعول:..... مُحْیًی مُحْیَیَانِ مُحْیَوْنَ مُحْیَاةٌ مُحْیَاتَانِ مُحْیَیَاتٌ۔

ناقص واوی از تفعیل اَلتَّسْمِيَةُ نام نہادن سَمّٰی يُسَمِّي تَسْمِيَةً فهو مُسَمٍّ وسُمِّيَ يُسَمّٰى تَسْمِيَةً فهو مُسَمًّى الامرمنه سَمِّ والنهي عنه لَاتُسَمِّ الظرف منه مُسَمًّى ازین باب مصدر ناقص ولفیف و مہموز لام بروزن تَفْعِلَةٌ می آید ناقص یائی منه ایضاً اَلتَّلْقِيَةُ انداختن لَقّٰى يُلَقِّي تَلْقِيَةً فهو مُلَقٍّ لفیف مقرون اَلتَّقْوِيَةُ قوت دادن قَوّٰى يُقَوِّيْ تَقْوِيَةً فهو مُقَوٍّ الخ مقرون دیگر اَلتَّحِيَّةُ سلام کردن حَيّٰى يُحَيِّيْ تَحِيَّةً فهو مُحَيٍّ تا آخر سوال در عین لفیف تعلیل نمی شود پس حرکت عین تَحِيَّةٌ چرا نقل کرده بما قبل دادند جواب تَحِيَّةٌ لفیف ہم ہست ومضاعف ہم نقل حرکت درین بحیثیت مضاعف بودنش کرده اند ولہذا در تَقْوِيَةٌ نقل نکردند

ترجمہ:...... ناقص واوی از باب تفعيل التسمية نام رکھنا سَمّٰى يُسَمِّي الخ اس باب سے ناقص ،لفیف اور مھموز اللام کا مصدر تَفْعِلَةٌ کے وزن پر آتا ہے اسی باب تفعیل سے ناقص یائی التّلقية ڈالنا لَقّٰى يُلَقِّي تَلْقِيَةً فهو مُلَقٍّ ولُقِّيَ يُلَقّٰى تَلْقِيَةً فهو مُلَقًّى الامر منه لَقِّ والنهي عنه لَا تُلَقِّ الظرف منه مُلَقًّى مُلَقَّيَانِ مُلَقَّيَاتٌ لفیف مقرون (از باب تفعیل) اَلتَّقْوِيَةُ قوت دینا قَوّٰى يُقَوِّي تَقْوِيَةً فهو مُقَوٍّ وقُوِّيَ يُقَوّٰى تَقْوِيَةً فهو مُقَوًّى الامر منه قَوِّ والنهي عنه لَا تُقَوِّ الظرف منه مُقَوًّى مُقَوَّيَانِ مُقَوَّيَاتٌ ایک اور لفیف مقرون (اسی باب سے) اَلتَّحِيَّةُ سلام کرنا حَيّٰى يُحَيِّيْ تَحِيَّةً فهو مُحَيٍّ وحُيِّيَ يُحَيّٰى تَحِيَّةً فهو مُحَيًّى الامرمنه حَيِّ والنهي لَا تُحَيِّ الظرف منه مُحَيًّى مُحَيَّيَانِ مُحَيَّيَاتٌ۔

سوال:...... لفیف کے عین کلمہ میں تعلیل نہیں ہوتی (یعنی قال باع اور یقول یبیع والا قاعدہ جاری نہیں ہوتا) پھر تَحِيَّةٌ کے عین کلمہ (یعنی یائے اول) کی حرکت نقل کر کے ماقبل کو کس طرح دیدی؟

جواب:...... تَحِيَّةٌ لفیف بھی ہے اور مضاعف بھی۔ تو نقل حرکت اس میں اس کے مضاعف ہونے کی حیثیت سے کی ہے اور اسی وجہ سے تَقْوِيَةٌ میں نقل حرکت نہیں کی (کیونکہ یہ مضاعف نہیں ہے صرف لفیف ہے)

تشریح وتحقیق

تَسْمِيَةٌ بروزن تَفْعِلَةٌ باب تفعیل سے ناقص واوی کا مصدر ہے مادہ سَمَوَ ہے تَسْمِيَةٌ اصل میں تَسْمِوَةٌ تھا دُعِيَ والا قاعدہ کے مطابق واو یاء سے بدل گیا، باب تفعیل کا مصدر اکثر تو تَفْعِيْلٌ کے وزن پر آتا ہے لیکن کبھی تَفْعِلَةٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسے تَبْصِرَةٌ تَجْرِبَةٌ خصوصاً ناقص ،لفیف اور مھموز اللام سے تو اکثر اسی وزن پر مستعمل ہوتا ہے۔ ناقص کی مثال جیسے تَسْمِيَةٌ تَلْقِيَةٌ لفیف کی مثال جیسے تَقْوِيَةٌ مهموز اللام کی

مثال جیسے تَبرِئَۃً۔

تعلیلات:

سَمّٰی اصل میں سَمَّوَ تھا بقاعدہ یُدْعٰی واو یاء سے بدل گیا پھر بقاعدہ قال باع یاء الف سے تبدیل ہوگئی .سُمِّیَ ماضی مجہول اصل میں سُمِّوَ تھا بقاعدہ دُعِیَ سُمِّیَ ہوا۔یُسَمِّیْ اصل میں یُسَمِّوُ تھا بقاعدہ دُعِیَ واو یاء سے بدلا پھر یَدْعُوْ یَرْمِیْ والا قاعدہ کی پہلی صورت کے مطابق یاء ساکن ہوگئی۔

یُسَمّٰی مضارع مجہول اصل میں یُسَمَّوُ تھا بقاعدہ یُدْعٰی یُسَمَّیُ ہوا پھر قال باع والا قاعدہ سے یُسَمّٰی بن گیا، سَمِّ امر حاضر معلوم اصل میں سَمِّیْ تھا وقف کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی، مُسَمِّ اسم فاعل اصل میں مُسَمِّوٌ تھا بقاعدہ دُعِیَ مُسَمِّیٌ ہوا پھر یدعو یرمی والا قاعدہ کی پہلی صورت کے مطابق یاء ساکن ہوکر التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی۔مُسَمًّی اصل میں مُسَمَّوٌ تھا بقاعدہ یُدْعٰی واو یاء سے بدلا پھر بقاعدہ قال باع یاء الف سے تبدیل ہوکر التقائے ساکنین کی وجہ سے الف حذف ہوا۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:......سَمّٰی سَمَّیَا سَمَّوْا سَمَّتْ سَمَّتَا سَمَّیْنَ سَمَّیْتَ سَمَّیْتُمَا ......الخ

ماضی مجہول ......سُمِّیَ سُمِّیَا سُمُّوْا سُمِّیَتْ سُمِّیَتَا سُمِّیْنَ سُمِّیْتَ سُمِّیْتُمَا ......الخ

مضارع معلوم :......یُسَمِّیْ یُسَمِّیَانِ یُسَمُّوْنَ تُسَمِّیْ تُسَمِّیَانِ یُسَمِّیْنَ تُسَمُّوْنَ تُسَمِّیْنَ تُسَمِّیْنَ اُسَمِّیْ نُسَمِّیْ

مضارع مجہول :......یُسَمّٰی یُسَمَّیَانِ یُسَمَّوْنَ تُسَمّٰی تُسَمَّیَانِ یُسَمَّیْنَ تُسَمَّوْنَ تُسَمَّیْنَ تُسَمَّیْنَ اُسَمّٰی نُسَمّٰی

امر حاضر معلوم:......سَمِّ سَمِّیَا سَمُّوْا سَمِّیْ سَمِّیْنَ

امر حاضر معلوم با نون ثقیلہ: ......سَمِّیَنَّ سَمِّیَانِّ سَمُّنَّ سَمِّنَّ سَمِّیْنَانِّ

امر حاضر با نون خفیفہ: ......سَمِّیَنْ سَمُّنْ سَمِّنْ

اسم فاعل: ......مُسَمِّیْ مُسَمِّیَانِ مُسَمُّوْنَ مُسَمِّیَۃٌ ......الخ

اسم مفعول: ......مُسَمًّی مُسَمَّیَانِ مُسَمَّوْنَ مُسَمَّاۃٌ مُسَمَّاتَانِ مُسَمَّیَاتٌ

التلقیۃ یہ باب تفعیل سے ناقص یائی ہے مادہ لَقِیَ ہے۔

تعلیلات:

لَقِیَ اصل میں لَقِیَ تھا بقاعدہ قال باع یاء الف سے تبدیل ہوگئی لُقِیَ ماضی مجہول اپنی اصل پر ہے یُلَقِّیْ مضارع معلوم اصل میں یُلَقِّیُ تھا بقاعدہ نمبر۰ ایاء ساکن ہوگئی۔ یُلَقّٰی مضارع مجہول اصل میں یُلَقَّیُ تھا یاء الف سے بدلی۔ لَقِّ امر حاضر معلوم اصل میں لَقِّیْ تھا وقف کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی۔ مُلَقٍّ اسم فاعل اصل میں مُلَقِّیٌ تھا بقاعدہ نمبر۰ ایاء ساکن ہوکر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی مُلَقًّی اصل میں مُلَقَّیٌ تھا بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدلی پھر التقائے ساکنین کی وجہ سے الف حذف۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:...... لَقّٰی لَقَّیَا لَقَّوْا لَقَّتْ لَقَّتَا لَقَّیْنَ لَقَّیْتَ ...... الخ

ماضی مجہول:...... لُقِّیَ لُقِّیَا لُقُّوْا لُقِّیَتْ لُقِّیَتَا لُقِّیْنَ ...... الخ

مضارع معلوم:...... یُلَقِّیْ یُلَقِّیَانِ یُلَقُّوْنَ تُلَقِّیْ تُلَقِّیَانِ یُلَقِّیْنَ تُلَقُّوْنَ تُلَقِّیْنَ تُلَقِّیْنَ اُلَقِّیْ نُلَقِّیْ

مضارع مجہول:...... یُلَقّٰی یُلَقَّیَانِ یُلَقَّوْنَ تُلَقّٰی تُلَقَّیَانِ یُلَقَّیْنَ تُلَقَّوْنَ تُلَقَّیْنَ تُلَقَّیْنَ اُلَقّٰی نُلَقّٰی

امر حاضر معلوم:...... لَقِّ لَقِّیَا لَقُّوْا لَقِّیْ لَقِّیْنَ

اسم فاعل:...... مُلَقٍّ مُلَقِّیَانِ مُلَقُّوْنَ مُلَقِّیَةٌ ...... الخ

اسم مفعول:...... مُلَقًّی مُلَقَّیَانِ مُلَقَّوْنَ مُلَقَّاةٌ ...... الخ

التقویۃ یہ باب تفعیل سے لفیف مقرون ہے مادہ قَوِیَ ہے عین اور لام کلمہ میں حروف علت ہیں

تعلیلات:

قَوّٰی اصل میں قَوَّیَ تھا قال باع والا قاعدہ جاری ہوا قُوِّیَ اپنی اصل پر ہے یُقَوِّیْ اصل میں یُقَوِّیُ تھا یَدْعُوْ یَرْمِیْ والا قاعدہ سے یاء ساکن ہوگئی اس کی تمام تعلیلات اور گردانیں لَقّٰی یُلَقِّیْ کی طرح ہیں۔

فعل ماضی معلوم:...... قَوّٰی قَوَّیَا قَوَّوْا قَوَّتْ قَوَّتَا قَوَّیْنَ قَوَّیْتَ ...... الخ

ماضی مجہول:...... قُوِّیَ قُوِّیَا قُوُّوْا قُوِّیَتْ قُوِّیَتَا قُوِّیْنَ قُوِّیْتَ ...... الخ

مضارع معلوم:...... یُقَوِّیْ یُقَوِّیَانِ یُقَوُّوْنَ بطرز یُلَقِّیْ یُلَقِّیَانِ ...... الخ

مضارع مجہول:...... یُقَوّٰی یُقَوَّیَانِ ...... الخ بطرز یُلَقّٰی ...... الخ

التَّحِیَّۃ یہ بھی باب تفعیل سے لفیف مقرون ہے کہ عین اور لام کلمہ میں حروف علت ہیں یعنی دو یاء۔ لیکن یہ

لفیف ہونے کے ساتھ ساتھ مضاعف بھی ہے اس کے ذکر کرنے سے مقصود اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ ایک ہی لفظ لفیف بھی ہو اور مضاعف بھی۔ اس کا مادہ حَیِیَ ہے۔ تَحِیَّةٌ اصل میں تَحْیِیَةٌ بروزن تَفْعِلَةٌ تھا بقاعدہ نمبر ۸ یعنی یقول بیع والا قاعدہ کے مطابق عین کلمہ یعنی یائے اول کی حرکت ماقبل (حاء) کو دیدی اور یائے اول یائے ثانی میں مدغم ہوگئی۔

اس پر اعتراض ہوا کہ عین کلمہ میں قاعدہ نمبر ۸ جاری نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ اس قاعدہ میں یہ شرط ہے کہ واو اور یاء میں سے کوئی لفیف کا عین کلمہ نہ ہو جبکہ یہاں یائے اول لفیف کا عین کلمہ ہے پھر کیسے یہ قاعدہ جاری ہوا؟

جواب:...... یہ دیا کہ یہ صرف لفیف نہیں ہے بلکہ مضاعف بھی ہے کہ ایک جنس کے دو حرف یعنی یاء اس میں موجود ہیں تو یائے اول اگر ایک طرف لفیف کا عین کلمہ ہے تو دوسری جہت سے یہ مضاعف کا عین کلمہ ہے لہذا اس میں قاعدہ نمبر ۸ اس کے مضاعف ہونے کی حیثیت سے جاری ہوا ہے اور یہی وجہ ہے کہ تَقْوِیَةٌ میں قاعدہ نمبر ۸ جاری نہیں ہوا یعنی عین کلمہ (واو) کی حرکت ماقبل کو نہیں دی گئی اس لئے کہ یہ مضاعف نہیں ہے صرف لفیف ہے۔

تعلیلات

حَیَّ اصل میں حَیِیَ تھا قال باع والا قاعدہ جاری ہوا۔ حُیِّیَ ماضی مجہول اپنی اصل پر ہے یُحَیِّیْ مضارع معلوم اصل میں یُحَیِّیُ تھا قاعدہ نمبر ۱۰ سے یاء ساکن ہوگئی۔ یُحَیّٰی مضارع مجہول اصل میں یُحَیَّیُ تھا قال باع والا قاعدہ جاری ہوا۔

حَیِّ امر حاضر اصل میں حَیِّیْ تھا وقف کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی۔ مُحَیٍّ اسم فاعل اصل میں مُحَیِّیٌ تھا بقاعدہ نمبر ۱۰ یاء ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی مُحَیًّی اصل میں مُحَیَّیٌ تھا بقاعدہ قال باع یاء الف سے تبدیل ہوئی پھر الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:...... حَیَّ حَیَّیَا حَیُّوْا حَیَّتْ حَیَّتَا حَیَّیْنَ حَیَّیْتَ ...... الخ

ماضی مجہول:...... حُیِّیَ حُیِّیَا حُیُّوْا حُیِّیَتْ حُیِّیَتَا حُیِّیْنَ حُیِّیْتَ ...... الخ

مضارع معلوم:...... یُحَیِّیْ یُحَیِّیَانِ یُحَیُّوْنَ تُحَیِّیْ تُحَیِّیَانِ یُحَیِّیْنَ تُحَیِّیْ تُحَیِّیَانِ تُحَیُّوْنَ تُحَیِّیْنَ تُحَیِّیَانِ تُحَیِّیْنَ اُحَیِّیْ نُحَیِّیْ

مضارع مجہول:...... یُحَیّٰی یُحَیَّیَانِ یُحَیَّوْنَ ......الخ

امر حاضر معلوم:...... حَیِّ حَیِّیَا حَیُّوْا حَیِّیْ حَیِّیْنَ.

اسم فاعل:...... مُحَیٍّ مُحَیِّیَانِ مُحَیُّوْنَ مُحَیِّیَةٌ......الخ.

اسم مفعول:...... مُحَیًّی مُحَیَّیَانِ مُحَیَّوْنَ مُحَیَّاةٌ ......الخ

باب تفعیل سے لفیف مفروق (جسے مصنفؒ نے ذکر نہیں کیا) جیسے التوفیة صرف صغیر: وَفّٰی یُوَفِّیْ تَوْفِیَةً فهو مُوَفٍّ بطرز لَقّٰی یُلَقِّیْ......الخ

ناقص واوی از مفاعلہ مُغَالَاةٌ گران کردن غَالٰی یُغَالِیْ مُغَالَاةً الخ یائی مُرَامَاةٌ باہم تیراندازی کردن رَامٰی یُرَامِیْ مُرَامَاةً الخ لفیف مفروق مُوَارَاةٌ پوشیدن وَارٰی یُوَارِیْ الخ مقرون مُدَاوَاةٌ دوا کردن دَاوٰی یُدَاوِیْ الخ۔

ترجمہ:...... ناقص واوی از مفاعلہ مُغَالَاةٌ بھاری مہر مقرر کرنا۔ غَالٰی یُغَالِیْ مُغَالَاةً فهو مُغَالٍ وغُوْلِیَ یُغَالٰی مُغَالَاةً فهو مُغَالًی الامر منه غَالِ والنهی عنه لَاتُغَالِ الظرف منه مُغَالًی مُغَالَیَانِ مُغَالَیَاتٌ۔

ناقص یائی (از باب مفاعله) مُرَامَاةٌ آپس میں ایک دوسرے پر تیر پھینکنا رَامٰی یُرَامِیْ مُرَامَاةً فهو مُرَامٍ ورُوْمِیَ یُرَامٰی مُرَامَاةً فهو مُرَامًی الامر منه رَامِ والنهی عنه لَاتُرَامِ الظرف منه مُرَامًی مُرَامَیَانِ الخ لفیف مفروق مُوَارَاةٌ چھپانا، وَارٰی یُوَارِیْ مُوَارَاةً فهومُوَارٍ وَوُوْرِیَ یُوَارٰی مُوَارَاةً فهو مُوَارًی الامر منه وَارِ والنهی عنه لَاتُوَارِ الظرف منه مُوَارًی مُوَارَیَانِ مُوَارَیَاتٌ۔

لفیف مقرون مُدَاوَاةٌ علاج کرنا دَاوٰی یُدَاوِیْ مُدَاوَاةً فهومُدَاوٍ، ودُوْوِیَ یُدَاوٰی مُدَاوَاةً فهو مُدَاوًی الامر منه دَاوِ، والنهی عنه لَاتُدَاوِ، الظرف منه مُدَاوًی......الخ

تشریح وتحقیق

مذکورہ بالا مصادر الف لام کے بغیر مذکور ہیں اس بات پر تنبیہ مقصود ہے کہ مصدر کے لئے معرف باللام ہونا کوئی ضروری نہیں ہے بلکہ الف لام کے بغیر بھی آسکتا ہے۔

مُغَالَاةٌ باب مفاعلہ سے ناقص واوی کا مصدر ہے مادہ غَلْوَ ہے یہ اصل میں مُغَالَوَةٌ تھا یُدْعٰی والا قاعدہ کے مطابق واو کو یاء سے بدلا تو مُغَالَیَةٌ ہوا پھر قال باع والا قانون سے مُغَالَاةٌ ہوا۔

تعلیلات

غَالٰی اصل میں غَالَوَ تھا واؤ چوتھی جگہ پر واقع ہوا اور اس کا ماقبل ضمہ یا واو ساکن نہیں ہے تو بقاعدہ یُدْعٰی واو یاء سے بدلا پھر بقاعدہ قال باع یاء الف سے تبدیل ہوئی۔ غُوْلِیَ ماضی مجہول اصل میں غُوْلِوَ تھا بقاعدہ دُعِیَ واو یاء سے بدلا غُوْلِیَ ہوا اس کے علاوہ اس میں مَحَارِیْبُ اور ضورب والا قاعدہ جاری ہوا ہے کہ غَالٰی فعل ماضی معلوم میں غین کے بعد جو الف تھا وہ ماضی مجہول بناتے وقت ماقبل مضموم ہونے کی بناء پر واو سے بدل گیا تو غُوْلِیَ ہوا اس میں واو الف سے تبدیل شدہ ہے۔ یُغَالِیْ اصل میں یُغَالِوُ تھا دُعِیَ والا قاعدہ کے مطابق واو یاء سے بدلا پھر قاعدہ نمبر ۱۰ کی وجہ سے یاء ساکن ہوگئی یُغَالٰی مضارع مجہول اصل میں یُغَالَوُ تھا یدعی والا قاعدہ سے یُغَالَیُ ہوا اور قال باع والا قاعدہ سے یُغَالٰی ہوا۔ غَالِ امر حاضر معلوم اصل میں غَالِیْ تھا وقف کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی اسی طرح لَاتُغَالِ میں عامل جازم یعنی لائے نہی کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی، مُغَالٍ اسم فاعل اصل میں مُغَالِوٌ تھا دُعِیَ والا قاعدہ سے مُغَالِیٌ ہوا قاعدہ نمبر ۱۰ سے یاء ساکن ہونے کے بعد التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی، مُغَالًی اسم مفعول واسم ظرف اصل میں مُغَالَوٌ تھا یُدْعٰی والا قاعدہ سے مُغَالَیٌ ہوا پھر قال باع والا قاعدہ کے مطابق یاء الف سے بدل کر التقاء ساکنین کی وجہ سے الف حذف ہوا۔

گردانیں:

فعل ماضی معلوم:...... غَالٰی، غَالَیَا، غَالَوْا غَالَتْ غَالَتَا غَالَیْنَ غَالَیْتَ ... الخ

ماضی مجہول:...... غُوْلِیَ غُوْلِیَا غُوْلُوْا غُوْلِیَتْ غُوْلِیَتَا غُوْلِیْنَ......الخ

مضارع معلوم:...... یُغَالِیْ یُغَالِیَانِ یُغَالُوْنَ تُغَالِیْ تُغَالِیَانِ یُغَالِیْنَ تُغَالُوْنَ تُغَالِیْنَ تُغَالِیْنَ اُغَالِیْ نُغَالِیْ.

مضارع مجہول:...... یُغَالٰی یُغَالَیَانِ یُغَالَوْنَ تُغَالٰی تُغَالَیَانِ یُغَالَیْنَ تُغَالَوْنَ تُغَالَیْنَ تُغَالَیْنَ اُغَالٰی نُغَالٰی

امر حاضر معلوم:......غَالِ غَالِیَا غَالُوْا غَالِیْ غَالِیْنَ.

اسم فاعل:...... مُغَالٍ مُغَالِیَانِ مُغَالُوْنَ مُغَالِیَةٌ ......الخ

اسم مفعول: ......مُغَالًی مُغَالَیَانِ مُغَالَوْنَ مُغَالَاةٌ مُغَالَاتَانِ ......الخ

مُرَامَاةٌ یہ باب مفاعلہ سے ناقص یائی ہے مادہ رمی ہے اصل میں مُرَامَیَةٌ تھا بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی۔

رَامٰی اصل میں رَامَیَ تھا بقاعدہ (۷) یاء الف سے بدل گئی رُوْمِیَ اپنی اصل پر ہے اس میں مَحَارِیْبُ والا قاعدہ جاری ہوا ہے یُرَامِیْ اصل میں یُرَامِیُ تھا بقاعدہ (۱۰) یاء ساکن ہوگئی باقی تعلیلات واضح ہیں۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:...... رَامٰی، رَامَیَا، رَامَوْا، رَامَتْ، رَامَتَا، رَامَیْنَ رَامَیْتَ الخ

ماضی مجہول:...... رُوْمِیَ، رُوْمِیَا، رُوْمُوْا، رُوْمِیْتُ الخ

مضارع معلوم:...... یُرَامِیْ، یُرَامِیَانِ، یُرَامُوْنَ، تُرَامِیْ، تُرَامِیَانِ، یُرَامِیْنَ، تُرَامُوْنَ، تُرَامِیْنَ، تُرَامِیْنَ، اُرَامِیْ نُرَامِیْ۔

مضارع مجہول: یُرَامٰی، یُرَامَیَانِ، یُرَامَوْنَ الخ بطرز یُغَالٰی، یُغَالَیَانِ، یُغَالَوْنَ الخ

مُوَارَاۃٌ یہ بھی باب مفاعلہ سے ہے لیکن لفیف مفروق ہے یعنی فاء اور لام کلمہ میں حروف علت ہیں فاء کلمہ میں واو ہے اور لام کلمہ میں یاء ہے اصل میں مُوَارَیَۃٌ تھا بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی۔ اس کی تعلیلات رَامٰی یُرَامِیْ کی طرح ہیں۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:...... وَارٰی، وَارَیَا، وَارَوْا، وَارَتْ، وَارَتَا، وَارَیْنَ، وَارَیْتَ الخ

ماضی مجہول:...... وُوْرِیَ وُوْرِیَا، وُوْرُوْا، وُوْرِیَتْ، وُوْرِیَتَا، وُوْرِیْنَ، وُوْرِیْتَ الخ

اس گردان میں محاریب والا قاعدہ کے علاوہ شروع میں اُقِّتَتْ والا قاعدہ بھی جاری ہوسکتا ہے۔

مضارع معلوم:...... یُوَارِیْ، یُوَارِیَانِ، یُوَارُوْنَ، تُوَارِیْ، تُوَارِیَانِ، یُوَارِیْنَ، تُوَارُوْنَ، تُوَارِیْنَ، تُوَارِیْنَ، اُوَارِیْ، نُوَارِیْ۔

مضارع مجہول:...... یُوَارٰی، یُوَارَیَانِ، یُوَارَوْنَ، الخ

امر حاضر معلوم:...... وَارِ، وَارِیَا، وَارُوْا، وَارِیْ، وَارِیْنَ۔

اسم فاعل:...... مُوَارٍ، مُوَارِیَانِ، مُوَارُوْنَ الخ

اسم مفعول:...... مُوَارًی، مُوَارَیَانِ، مُوَارَوْنَ، مُوَارَاۃٌ الخ۔

مُدَاوَاۃٌ یہ باب مفاعلہ سے لفیف مقرون ہے یعنی عین اور لام کلمہ میں حروف علت ہیں عین کلمہ میں واو ہے اور لام کلمہ میں یاء ہے مادہ دَوَیَ ہے مصدر کی اصل مُدَاوَیَۃٌ ہے بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی، باقی تعلیلات وَارٰی یُوَارِیْ کی طرح ہیں۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم: ...... دَاوٰی ، دَاوَیَا، دَاوَوْا، دَاوَتْ، دَاوَتَا، دَاوَیْنَ، دَاوَیْتُ الخ

ماضی مجہول ...... دُوْوِیَ، دُوْوِیَا، دُوْوُوْا، دُوْوِیَتْ، دُوْوِیَتَا، دُوْوِیْنَ الخ

مضارع معلوم: ...... یُدَاوِیْ، یُدَاوِیَانِ ، یُدَاوُوْنَ، تُدَاوِیْ، تُدَاوِیَانِ، یُدَاوِیْنَ ، تُدَاوُوْنَ، تُدَاوِیْنَ، تُدَاوِیْنَ، اُدَاوِیْ، نُدَاوِیْ.

مضارع مجہول:...... یُدَاوٰی، یُدَاوَیَانِ، یُدَاوَوْنَ، تُدَاوٰی، تُدَاوَیَانِ، یُدَاوَیْنَ، تُدَاوَوْنَ، تُدَاوَیْنَ، تُدَاوَیْنَ، اُدَاوٰی، نُدَاوٰی.

امر حاضر معلوم: ...... دَاوِ ، دَاوِیَا، دَاوُوْا، دَاوِیْ، دَاوِیْنَ،

اسم فاعل: ...... مُدَاوٍ ، مُدَاوِیَانِ،مُدَاوُوْنَ، مُدَاوِیَۃٌ، ......الخ

اسم مفعول: ...... مُدَاوًی، مُدَاوَیَانِ، مُدَاوَوْنَ، مُدَاوَاۃٌ، مُدَاوَاتَانِ، مُدَاوَیَاتٌ.

اسی طرح باقی گردانیں کر لیجئے۔

ناقص واوی از تفعّل اَلتَّعَلِّیْ برتری نمودن تَعَلّٰی یَتَعَلّٰی تَعَلِّیًا فهو مُتَعَلٍّ الخ درمصدر واو بقاعدہ ۱۶ بعد کسرہ یا شدہ ساکن گشتہ باجتماع ساکنین درحالت رفع وجر حذف گردیدہ ناقص یائی اَلتَّمَنِّیْ آرزو کردن تَمَنّٰی یَتَمَنّٰی تَمَنِّیًا تا آخر لفیف مفروق اَلتَّوَلِّیْ دوستی نمودن مقرون اَلتَّقَوِّیْ قوی شدن۔

ترجمہ: ...... ناقص واوی از تفعل التّعلی بڑھائی دکھانا: تَعَلّٰی یَتَعَلّٰی تَعَلِّیًا فهو مُتَعَلٍّ وتُعُلِّیَ یُتَعَلّٰی تَعَلِّیًا فهو مُتَعَلًّی الامر منه تَعَلَّ والنهی عنه لَاتَتَعَلَّ الظرف منه مُتَعَلًّی مُتَعَلَّیَانِ مُتَعَلَّیَاتٌ۔

مصدر میں واو سولہویں [16] قاعدہ سے کسرہ کے بعد ہو کر یاء ہوا (یعنی ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدلا اور واو یاء سے بدلا) پھر یاء ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حالت رفع اور حالت جر میں حذ ف ہوگئی۔ ناقص یائی (اسی باب سے) اَلتَّمَنِّیْ آرزو کرنا، تَمَنّٰی یَتَمَنّٰی تَمَنِّیًا فهو مُتَمَنٍّ وتُمُنِّیَ یُتَمَنّٰی تَمَنِّیًا فهو مُتَمَنًّی الامر - تَمَنَّ والنهی عنه لاتَتَمَنَّ الظرف منه مُتَمَنًّی مُتَمَنَّیَانِ مُتَمَنَّیَاتٌ ۔ لفیف مفروق: اَلتَّوَلِّیْ دوستی کرنا، لفیف مقرون : اَلتَّقَوِّیْ قوی ہونا۔

تشریح و تحقیق

اَلتَّعَلِّیْ باب تفعّل سے ناقص واوی ہے مادہ عَلَوَ ہے اصل میں اَلتَّعَلُّوُ تھا اَلتَّصَرُّفُ کی طرح: اس میں واو اسم کے لام کلمہ میں ضمہ کے بعد واقع ہوا تو (قاعدہ ۱۶) یعنی اَدْلٍ اور اَظْبٍ والا قاعدہ کی پہلی صورت کیمطابق واو سے یاء بدل گیا اور ماقبل کا ضمہ کسرہ سے تبدیل ہوا پھر یاء ساکن کردی گئی تو اَلتَّعَلِّیْ بن گیا۔ اگر آخر میں تنوین ہو یعنی مضاف اور معرف باللام نہ ہو تو پھر حالت رفع اور حالت جر میں یاء ساکن ہونے کے بعد تنوین کے ساتھ اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو جاتی ہے اور تَعَلٍّ بن جاتا ہے اور حالت نصب میں یاء ہمیشہ مفتوح ہوتی ہے چاہے تنوین ہو یا نہ ہو جیسے کہ صرف صغیر میں تَعَلِّیًا: مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے تو اس میں یاء مفتوح ہے۔

تعلیلات:

تَعَلّٰی اصل میں تَعَلَّوَ تھا یُدْعٰی والا قاعدہ کے مطابق واو یاء سے بدلا پھر بقاعدہ قال باع یاء الف سے تبدیل ہوئی، تُعُلِّیَ ماضی مجہول اصل میں تُعُلِّوَ تھا دُعِیَ والا قاعدہ جاری ہوا اس کے علاوہ ماضی مجہول کے قاعدہ کے مطابق اس میں ماقبل آخر یعنی لام مکسور ہے اور اس سے پہلے تمام متحرک حروف مضموم ہیں، یَتَعَلّٰی اصل میں یَتَعَلَّوُ تھا بقاعدہ یُدْعٰی یَتَعَلَّیُ ہوا اور قال باع والا قاعدہ سے یَتَعَلّٰی ہوا یُتَعَلّٰی مضارع مجہول کی تعلیل بالکل مضارع معلوم کی طرح ہے، تَعَلَّ امر حاضر معلوم اصل میں تَعَلّٰی تھا وقف کی وجہ سے حرف علت حذف ہوا اسی طرح لَاتَتَعَلَّ اصل میں تَتَعَلّٰی تھا لائے نہی کی وجہ سے حرف علت یعنی الف حذف ہوا، مُتَعَلٍّ اسم فاعل اصل میں مُتَعَلِّوٌ تھا بقاعدہ دُعِیَ واو یاء سے بدلا پھر قاعدہ (۱۰) کی پہلی صورت کے مطابق یاء ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گئی مُتَعَلًّی (اسم مفعول و اسم ظرف) اصل میں مُتَعَلَّوٌ تھا بقاعدہ یُدْعٰی واو یاء سے بدلا پھر بقاعدہ قال باع یاء الف سے تبدیل ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہو گئی۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:...... تَعَلّٰی، تعلّیَا، تَعَلَّوْا، تَعَلَّتْ، تَعَلَّتَا، تَعَلَّیْنَ، تَعَلَّیْتَ الخ

ماضی مجہول:...... تُعُلِّیَ، تُعُلِّیَا، تُعُلُّوْا، تُعُلِّیَتْ، تُعُلِّیَتَا، تُعُلِّیْنَ، تُعُلِّیْتَ تُعُلِّیْتُمَا الخ

مضارع معلوم:...... یَتَعَلّٰی، یَتَعَلَّیَانِ، یَتَعَلَّوْنَ، تَتَعَلّٰی، تَتَعَلَّیَانِ، یَتَعَلَّیْنَ، تَتَعَلَّوْنَ، تَتَعَلَّیْنَ، تَتَعَلَّیْنَ، اَتَعَلّٰی، نَتَعَلّٰی۔

مضارع مجہول:...... يُتَعَلّٰى، يُتَعَلَّيَانِ الخ مضارع معلوم کیطرح ہے بس اتنا فرق ہے کہ اس میں حرف مضارع مضموم ہے۔

فعل مستقبل معلوم مؤکد بالام تاکیدونون تاکید ثقیلہ:...... لَيَتَعَلَّيَنَّ، لَيَتَعَلَّيَانِّ، لَيَتَعَلَّوُنَّ الخ

امر حاضر معلوم:...... تَعَلَّ، تَعَلَّيَا، تَعَلَّوْا، تَعَلَّيْ تَعَلَّيْنَ،

اسم فاعل:...... مُتَعَلٍّ، مُتَعَلِّيَانِ، مُتَعَلُّوْنَ، مُتَعَلِّيَةٌ، الخ

اسم مفعول:...... مُتَعَلًّى، مُتَعَلَّيَانِ، مُتَعَلَّوْنَ، مُتَعَلَّاةٌ الخ.

اَلتَّمَنِّيْ: یہ ناقص یائی ہے باب تفعل سے مادہ م، ن، ی ہے اصل میں اَلتَّمَنُّيُ تھا یاء اسم کے لام کلمہ میں ضمہ کے بعد واقع ہوئی تو اَدْلٍ اور اَظْبٍ والا قاعدہ کی دوسری صورت کے مطابق یاء کے ماقبل کا ضمہ کسرہ سے بدل گیا اور یاء ساکن ہوگئی اگر یہ مصدر معرف باللام اور مضاف نہ ہوتو حالت رفع و جر میں یاء ساکن ہونے کے بعد تنوین کے ساتھ اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوجائیگی اور تَمَنٍّ بن جائیگا اور حالت نصب میں یاء مفتوح ہوتی ہے جیسے کہ صرف صغیر میں آپ تَمَنِّيًا دیکھ رہے ہیں۔

تعلیلات:

تَمَنّٰى: اصل میں تَمَنَّيَ تھا بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی اس کی تمام تعلیلات تَعَلّٰى يَتَعَلّٰى کی طرح ہیں فرق اتنا ہے کہ وہ ناقص واوی ہے لہٰذا اس میں پہلے واو یاء سے بدل دیا جاتا ہے جب کہ یہ ناقص یائی ہے جس میں ابتداءً یاء پر معتل کے قواعد جاری ہوتے ہیں ہر صیغہ کی اصل یاء کے ساتھ نکالی جائیگی مثلاً يَتَمَنّٰى اصل میں يَتَمَنَّيُ تھا مُتَمَنٍّ اصل میں مُتَمَنِّيٌ تھا وغیرہ۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:...... تَمَنّٰى، تَمَنَّيَا، تَمَنَّوْا، تَمَنَّتْ، تَمَنَّتَا، تَمَنَّيْنَ الخ

ماضی مجہول:...... تُمُنِّيَ، تُمُنِّيَا، تُمُنُّوْا، تُمُنِّيَتْ، تُمُنِّيَتَا، تُمُنِّيْنَ الخ

مضارع معلوم:...... يَتَمَنّٰى، يَتَمَنَّيَانِ، يَتَمَنَّوْنَ، تَتَمَنّٰى، تَتَمَنَّيَانِ، يَتَمَنَّيْنَ، تَتَمَنَّوْنَ، تَتَمَنَّيْنَ، تَتَمَنَّيْنَ، اَتَمَنّٰى، نَتَمَنّٰى.

مضارع مجہول:...... يُتَمَنّٰى، يُتَمَنَّيَانِ الخ

امر حاضر معلوم:...... تَمَنَّ ،تَمَنَّيَا، تَمَنَّوْا، تَمَنَّیْ، تَمَنَّيْنَ،
اسم فاعل:...... مُتَمَنٍّ، مُتَمَنِّيَانِ، مُتَمَنُّوْنَ الخ
اسم مفعول:...... مُتَمَنًّى، مُتَمَنَّيَانِ، مُتَمَنَّوْنَ، مُتَمَنَّاةٌ، مُتَمَنَّاتَانِ الخ.

اَلتَّوَلِّيْ: یہ باب تفعل سے لفیف مفروق ہے کہ فاء اور لام کلمہ میں حروف علت ہیں یعنی فاء کلمہ واو ہے اور لام کلمہ یاء ہے مادہ ولی ہے یہ اصل میں اَلتَّوَلُّيُ تھا اس کی تعلیل اَلتَّمَنِّيْ کی طرح ہے اسی طرح باقی تمام صیغوں کی تعلیلات بھی تَمَنّٰی یَتَمَنّٰی کی تعلیلات کی طرح ہیں۔

صرف صغیر:...... تَوَلّٰی، یَتَوَلّٰی، تَوَلِّیًا فھو مُتَوَلٍّ وتُوُلِّيَ یُتَوَلّٰی تَوَلِّیًا فھو مُتَوَلًّى الامر منه تَوَلَّ، والنھی عنه لَاتَتَوَلَّ، الظرف منه مُتَوَلًّى، مُتَوَلَّیَانِ، مُتَوَلَّیَاتٌ۔ اس کی باقی تمام گردانیں تَمَنّٰی یَتَمَنّٰی کے طرز پر کر لیجئے۔

فائدہ:...... باب تفعل، تفاعل، اور تفعلّل کے مضارع معلوم کے اندر جب دو[۲] تاء جمع ہوں تو ان میں سے ایک تاء کو حذف کرنا جائز ہے جیسے تَتَعَلّٰی سے تَعَلّٰی، تَتَعَالٰی سے تَعَالٰی اور تَتَدَحْرَجُ سے تَدَحْرَجُ۔

اَلتَّقَوِّيْ یہ تفعل سے لفیف مقرون ہے مادہ قَوِیَ ہے اصل میں اَلتَّقَوُّيُ تھا: اَلتَّمَنِّيْ کی طرح تعلیل ہوئی۔

صرف صغیر:...... تَقَوّٰی، یَتَقَوّٰی، تَقَوِّیًا فھو مُتَقَوٍّ وتُقُوِّيَ یُتَقَوّٰی تَقَوِّیًا فھو مُتَقَوًّى الامر منه تَقَوَّ والنھی عنه لَاتَتَقَوَّ الظرف منه مُتَقَوًّى مُتَقَوَّیَانِ مُتَقَوَّیَاتٌ۔

تَقَوّٰی اصل میں تَقَوَّیَ تھا، بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی اس کی تمام تعلیلات اور گردانیں بھی تمنّی یتمنّی کے طرز پر ہیں۔

ناقص واوی از تفاعل اَلتَّعَالِيْ برتر شدن تَعَالٰی یَتَعَالٰی تَعَالِیًا فھو مُتَعَالٍ الخ یائی اَلتَّمَارِيْ شک نمودن لفیف مفروق اَلتَّوَالِيْ پے در پے کار کردن تَوَالٰی یَتَوَالٰی تَوَالِیًا الخ مقرون اَلتَّسَاوِيْ برابر شدن۔

ترجمہ:...... ناقص واوی از تفاعل اَلتَّعَالِيْ بلند و برتر ہونا تَعَالٰی یَتَعَالٰی تَعَالِیًا فھو مُتَعَالٍ وتُعُوْلِيَ یُتَعَالٰی تَعَالِیًا فھو مُتَعَالًى الامر منه تَعَالَ والنھی عنه لَا تَتَعَالَ الظرف منه مُتَعَالًى مُتَعَالَیَانِ مُتَعَالَیَاتٌ۔

ناقص یائی (از تفاعل) اَلتَّمَارِيْ شک ظاہر کرنا لفیف مفروق۔ اَلتَّوَالِيْ پے در پے یعنی مسلسل کام کرنا (صرف صغیر) تَوَالٰی یَتَوَالٰی تَوَالِیًا فھو مُتَوَالٍ وتُوُوْلِيَ یُتَوَالٰی تَوَالِیًا فھو مُتَوَالًى الامر منه تَوَالَ والنھی عنه لَا تَتَوَالَ الظرف

منه مُتَوَالِّيٌ مُتَوَالِيَانِ مُتَوَالِيَاتٌ۔لفیف مقرون اَلتَّسَاوِیُ برابر ہونا۔

تشریح وتحقیق

اَلتَّعَالِیْ :باب تفاعل سے ناقص واوی ہے حروف اصلی عَلَوَ ہیں اصل میں اَلتَّعَالُوُ تھا اَلتَّضَارُبُ کی طرح ،اَدْلٍ اور اَظْبٍ والا قاعدہ کے پہلے جزء کے مطابق واو کے ماقبل کے ضمہ کو کسرہ سے اور خود واو کو یاء سے بدل دیا اور پھر یاء ساکن ہوگئی اَلتَّعَالِیْ ہوگیا اس کی باقی تشریح اَلتَّعَلِّیْ کی طرح ہے۔

تعلیلات:

تَعَالٰی اصل میں تَعَالَوَ تھا بقاعدہ یُدْعٰی واو یاء سے بدلا پھر قال باع والا قاعدہ کے مطابق یاء الف سے بدل گئی، تُعُوْلِیَ ماضی مجہول اصل میں تُعُوْلِوَ تھا دُعِیَ والا قاعدہ کے مطابق واو یاء سے بدلا اس کے علاوہ مَحَارِیْبُ والا قاعدہ بھی جاری ہوا ہے کہ اس میں فاء کلمہ کے بعد جو واو ہے یہ الف سے بدلا ہوا ہے یَتَعَالٰی اصل میں یَتَعَالُوُ تھا بقاعدہ یُدْعٰی یَتَعَالَیُ ہوا اور بقاعدہ قال باع یَتَعَالٰی ہوا اور یہی تعلیل یُتَعَالٰی مضارع مجہول کی ہے تَعَالَ امر حاضر معلوم تَتَعَالٰی سے بنا علامت مضارع کو حذف کیا اور وقف کی وجہ سے آخر کا حرف علت گر گیا۔

مُتَعَالٍ اسم فاعل اصل میں مُتَعَالِوٌ تھا دُعِیَ والے قاعدہ سے مُتَعَالِیٌ ہوا پھر قاعدہ (۱۰) کی پہلی صورت کے مطابق یاء ساکن ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی۔

مُتَعَالًی اصل میں مُتَعَالَوٌ تھا بقاعدہ یُدْعٰی مُتَعَالَیٌ ہوا پھر قال باع والا قاعدہ کے مطابق یاء الف سے تبدیل ہوئی اور الف التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا۔

تصریفات یعنی گردانیں:

فعل ماضی معلوم:......تَعَالٰی تَعَالَیَا تَعَالَوْا تَعَالَتْ تَعَالَتَا تَعَالَیْنَ تَعَالَیْتَ الخ .

ماضی مجہول:......تُعُوْلِیَ تُعُوْلِیَا تُعُوْلُوْا تُعُوْلِیَتْ تُعُوْلِیَتَا تُعُوْلِیْنَ تُعُوْلِیْتَ الخ .

مضارع معلوم :...... یَتَعَالٰی یَتَعَالَیَانِ یَتَعَالَوْنَ تَتَعَالٰی تَتَعَالَیَانِ یَتَعَالَیْنَ تَتَعَالَوْنَ تَتَعَالَیْنَ تَتَعَالَیْنَ اَتَعَالٰی نَتَعَالٰی .

مضارع مجہول:...... یُتَعَالٰی یُتَعَالَیَانِ یُتَعَالَوْنَ الخ .

امر حاضر معلوم:...... تَعَالَ تَعَالَیَا تَعَالَوْا تَعَالَیْ تَعَالَیْنَ.

اسم فاعل:......مُتَعَالٍ مُتَعَالِيَانِ مُتَعَالُوْنَ مُتَعَالِيَةٌ الخ.

اسم مفعول:...... مُتَعَالیً مُتَعَالَیَانِ مُتَعَالَوْنَ الخ.

اَلتَّمَارِیُ یہ باب تفاعل سے ناقص یائی ہے حروف اصلی م ، ر ، ی ہیں اصل میں اَلتَّمَارُیُ تھا قاعدہ (١٦) کی دوسری صورت کے مطابق یاء کے ماقبل کا ضمہ کسرہ سے تبدیل ہوااور خود یاء ساکن ہوگئی۔

صرف صغیر:......تَمَارٰی یَتَمَارٰی تَمَارِیًا فهو مُتَمَارٍ وتُمُوْرِیَ یُتَمَارٰی تَمَارِیًا فهو مُتَمَارًی الامر منه تَمَارَ والنهی عنه لَا تَتَمَارَ الظرف منه مُتَمَارًی مُتَمَارَیَانِ الخ.

تعلیلات:

تَمَارٰی اصل میں تَمَارَیَ تھا یاء الف سے بدل گئی ، تُمُوْرِیَ اپنی اصل پر ہے ، یَتَمَارٰی اصل میں یَتَمَارَیُ تھا یاء الف سے بدل گئی اسی طرح مضارع مجهول میں ہوا۔

تَمَارَ: امر حاضر معلوم اصل میں تَتَمَارٰی تھا شروع سے حرف اتین کی تاء اور آخر سے وقف کی بناء پر حرف علت حذف ہوا۔

مُتَمَارٍ اسم فاعل اصل میں مُتَمَارِیٌ تھا بقاعدہ (١٠) یاء ساکن ہوکر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی۔

مُتَمَارًی: اصل میں مُتَمَارَیٌ تھا قال باع والا قاعدہ کے مطابق یاء الف سے بدل گئی پھر الف التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:......تَمَارٰی، تَمَارَیَا، تَمَارَوْا، تَمَارَتْ، تَمَارَتَا، تَمَارَیْنَ، تَمَارَیْتَ ، الخ

ماضی مجهول:...... تُمُوْرِیَ ، تُمُوْرِیَا ،تُمُوْرُوْا، تُمُوْرِیَتْ ، الخ -

مضارع معلوم :...... یَتَمَارٰی ، یَتَمَارَیَانِ ، یَتَمَارَوْنَ ، تَتَمَارٰی، تَتَمَارَیَانِ ، یَتَمَارَیْنَ ، تَتَمَارَوْنَ ، ، تَتَمَارَیْنَ، تَتَمَارَیْنَ ، اَتَمَارٰی، نَتَمَارٰی،

مضارع مجهول:......یُتَمَارٰی یُتَمَارَیَانِ، الخ

امر حاضر معلوم:...... تَمَارَ تَمَارَیَا تَمَارَوْا تَمَارَیْ تَمَارَیْنَ

اسم فاعل:......مُتَمَارٍ مُتَمَارِیَانِ الخ

اسم مفعول:......مُتَمَارَیٰ مُتَمَارَیَانِ مُتَمَارَوْنَ الخ

اَلتَّوَالِیْ: یہ باب تفاعل سے لفیف مفروق ہے حروف اصلیہ و، ل، ی ہیں اصل میں اَلتَّوَالُیُ تھا اَلتَّمَارِیُ کی طرح تعلیل ہوئی اس کی باقی تمام تعلیلات بھی تَمَارٰی یتَمَارٰی کی تعلیلات کے طرز پر ہیں۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:...... تَوَالٰی ،تَوَالَیَا، تَوَالَوْا، تَوَالَتْ الخ

ماضی مجہول:......تُوُوْلِیَ، تُوُوْلِیَا، تُوُوْلُوْا، الخ

اَلتَّسَاوِیْ: یہ باب تفاعل سے لفیف مقرون ہے مادہ س، و، ی ہے اصل میں اَلتَّسَاوُیُ تھا اس کی تعلیل بھی اَلتَّمَارِیْ کی طرح ہے۔

صرف صغیر:......تَسَاوٰی یتَسَاوٰی تَسَاوِیًافھومُتَسَاوٍوتُسُوْوِیَ یُتَسَاوٰی تَسَاوِیً فھو مُتَسَاوًی الامرمنه تَسَاوَ والنهی عنه لَاتَتَسَاوَ الظرف منه مُتَسَاوًی مُتَسَاوَیَانِ مُتَسَاوَیَاتٌ

تَسَاوٰی: اصل میں تَسَاوَیَ تھا بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی اس کی بھی تمام تعلیلات اور گردانیں تَمَارٰی یتَمَارٰی کے طرز پر ہیں۔

فائدہ:......یہاں باب تفاعل کے فاء کلمہ میں سین واقع ہے لہذا اِطَّهَرَ اور اِثَّاقَلَ والا قاعدہ کے مطابق باب تفاعل کی تاء کو سین سے تبدیل کر کے سین کو سین میں مدغم کرنا جائز ہے جیسے تَسَاوٰی سے اِسَّاوٰی ، یتَسَاوٰی سے یَسَّاوٰی اور مُتَسَاوٍ سے مُسَّاوٍ وغیرہ۔

قسم پنجم در مرکبات مہموز و معتل
مہموز فا واجوف واوی از نَصَرَ اَلْاَوْلُ رجوع کردن اٰلَ یَئُوْلُ اَوْلًا چون قَالَ یَقُوْلُ قَوْلًا الخ در ہمزہ قواعد مہموز جاری باید کرد، ودر واو قواعد معتل مگر جائیکہ قاعدہ مہموز و معتل باہم متعارض شود ترجیح قاعدہ معتل را باشد چنانچہ یَاْؤُلُ کہ دراصل یَاْوُلُ بود قاعدہ رَاْسٌ مقتضی ابدال ہمزہ بالف ست وقاعدہ معتل مقتضی نقل حرکت واو بما قبل ہمین را ترجیح دادند درءَ اُوْلُ کہ دراصل ءَ اُوْلُ بود قاعدہ اٰمَنَ مقتضی ابدال ہمزہ بالف بود بر اں قاعدہ معتل را کہ مقتضی نقل حرکت بود ترجیح دادند اُؤُوْلُ شد بعد از ان ہمزہ دوم را بقاعدہ اَوَادِمُ واو کردند اُوُوْلُ شد۔

ترجمہ:...... پانچویں قسم مہموز اور معتل کے مرکب ابواب کے بیان میں مہموز الفاء اور اجوف واوی از نَصَرَ، اَلْاَوْلُ لوٹنا، رجوع کرنا۔ صرف صغیر:...... اٰلَ یَئُوْلُ اَوْلاً فهو اٰئِلٌ واُیِلَ یُئَالُ اَوْلاً فهو مَئُوْلٌ الامر منه ئُلْ والنهی عنه لَاتَئُلْ الظرف منه مَاٰلٌ و ... منه مِئْوَلٌ ومِئْوَلَةٌ ومِئْوَالٌ وتثنیتهما مَاٰلَانِ ومِئْوَلَانِ والجمع منهما مَاٰوِلُ ومَاٰوِیْلُ وافعل التفضیل منه اٰوَلُ والمؤنث منه اُوْلیٰ وتثنیتهما اٰوَلَانِ واُوْلَیَانِ والجمع منهما اٰوَلُوْنَ واَوَائِلُ واُوَلٌ واُوْلَیَاتٌ بطرز قال یقول

قولا الخ ہمزہ میں مہموز کے قواعد جاری کر لینے چاہئیں اور واو میں معتل کے مگر جس جگہ مہموز اور معتل کا قاعدہ باہم متعارض ہو جائے تو وہاں معتل کے قاعدہ کو ترجیح ہوگی جیسے یَئُوْلُ جو اصل میں یَئْوُلُ تھا رَأْسٌ والا قاعدہ ہمزہ کو الف سے بدلنے کا تقاضا کرتا ہے اور معتل کا قاعدہ (۸) واو کی حرکت ماقبل کو منتقل کرنے کا مقتضی ہے اسی (معتل کے قاعدہ) کو ترجیح دیدی ہے (یعنی واو کی حرکت ماقبل کو دیدی گئی یَئُوْلُ بن گیا اس میں رَأْسٌ والا قاعدہ جاری نہیں کیا ورنہ پھر یَاْوُلُ ہوتا) اسی طرح اٰءُ وُلٌ میں جو کہ دراصل اَءْوُلٌ تھا اٰمَنَ کا قاعدہ جو ہمزہ (ثانیہ) کو الف سے بدلنے کا مقتضی تھا (کیونکہ ہمزہ ساکنہ کا ماقبل والا ہمزہ مفتوح ہے) اس پر معتل کے قاعدہ کو ترجیح دیدی جو کہ (واو کی) حرکت (ماقبل کو) منتقل کرنے کا مقتضی ہے (یعنی یقول یبیع والا قاعدہ سے واو کی حرکت ماقبل ہمزہ کو دیدی تو) اَءُ وْلٌ بن گیا (ورنہ اٰمَنَ والا قاعدہ کے مطابق اٰوُلٌ ہونا چاہئے تھا) اس کے بعد دوسرے ہمزہ کو اَوَادِمُ والا قاعدہ سے واو بنا دیا (کہ دو متحرک ہمزے ایک ساتھ جمع تھے اور ان میں سے کوئی ایک مکسور نہیں تھا) تو اَوُوْلٌ بن گیا۔

تشریح وتحقیق

فصل دوم پانچ قسموں پر مشتمل تھی ان میں سے یہ پانچویں قسم ہے اس قسم کے تحت وہ ابواب مذکور ہیں جو مہموز اور معتل سے مرکب ہیں یعنی ہر باب مہموز ہونے کے ساتھ ساتھ معتل بھی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ معتل کا اطلاق مثال، اجوف، ناقص، لفیف سب پر ہوتا ہے تو مقصد یہ ہوا کہ ہر باب یا تو مہموز اور مثال ہے یا مہموز اور اجوف یا مہموز اور ناقص یا مہموز اور لفیف ہے مرکبات میں سے پہلا باب اَلْاَوْلُ ہے یہ نصر ینصر سے مہموز الفاء اور اجوف واوی ہے مادہ اَوَلَ ہے۔

تعلیلات:

اٰلَ: اصل میں اَوَلَ تھا بقاعدہ قال باع واو الف سے بدلا۔ اِیْلَ ماضی مجہول اصل میں اُوِلَ تھا بقاعدہ (۹) یعنی قیل بیع والا قاعدہ کی پہلی صورت کے مطابق ہمزہ کو ساکن کر کے واو کی حرکت اس کو دیدی اِوْلَ ہوا پھر میعاد والا قاعدہ سے واو یاء ہوا، اور اس میں قاعدہ (۹) کی دوسری صورت کے مطابق اول پڑھنا بھی جائز ہے اس کے علاوہ اشمام بھی درست ہے۔

يَئُوْلُ اصل میں يَئْوُلُ تھا اَسْ والا قاعدہ کا تقاضا یہ ہے کہ ہمزہ ساکنہ الف سے بدل جائے اور یقول یبیع والا قاعدہ یہ چاہتا ہے کہ واو کی حرکت ماقبل کو دیدی جائے پس دونوں کا تعارض ہوا اور مہموز و معتل کے قواعد میں تعارض کے وقت معتل کے قاعدہ کو ترجیح دیجاتی ہے کیونکہ اعلال تخفیف پر مقدم ہے لہٰذا معتل کے قاعدہ کو ترجیح دیتے ہوئے واو کی حرکت ماقبل کو دیدی گئی يَئُوْلُ بن گیا يَئَالُ اصل میں يُئْوَلُ تھا اس کی تعلیل يُقَالُ کی طرح ہے۔

اٰئِلٌ اسم فاعل اصل میں اٰوِلٌ تھا قَائِلٌ کی طرح تعلیل ہوئی مَئُوْلٌ اسم مفعول اصل میں مَئْوُوْلٌ تھا اس کی تعلیل مَقُوْلٌ کی طرح ہے۔

إِلْ امر حاضر معلوم کی تعلیل قُلْ کی طرح ہے اور جس طرح قُلْ کی تعلیل میں دو طریقے ہیں تو یہاں بھی ایسا ہی ہے لَا تَئُلْ کی تعلیل لَا تَقُلْ کی طرح ہے مَآلٌ اسم ظرف اصل میں مَئْوَلٌ تھا مَقَالٌ کی طرح تعلیل ہوئی اسم آلہ کے صیغوں میں ذِئْبٌ والا قاعدہ کے مطابق ہمزہ کو یاء سے بدل کر مِیْوَلٌ اور مِیْوَلَۃٌ ، مِیْوَالٌ پڑھنا جائز ہے۔

سوال:...... مِیْوَلٌ وغیرہ میں سَیِّدٌ والا قاعدہ جاری کر کے مِیَّلٌ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:...... نہیں کیونکہ سَیِّدٌ والا قاعدہ میں شرط ہے کہ واو اور یاء کسی سے بدلے ہوئے نہ ہوں جب کہ یہاں یاء ہمزہ سے بدلی ہوئی ہے۔

اٰوَلُ اسم تفضیل اصل میں اَءْوَلُ تھا بقاعدہ اٰمَنَ ہمزہ ساکنہ الف سے بدل گیا اٰوَلُ بن گیا۔

سوال:...... اس میں معتل کا قاعدہ (۸) یعنی یقول یبیع والا قاعدہ کیوں جاری نہیں کیا حالانکہ بوقت تعارض ترجیح معتل کے قاعدہ کو حاصل ہوتی ہے نہ کہ مہموز کے قاعدہ کو؟

جواب:...... یہاں تعارض ہی نہیں اس لئے کہ معتل کا قاعدہ یہاں جاری ہوتا ہی نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ قاعدہ (۸) میں یہ شرط ہے کہ اسم تفضیل مذکر کا صیغہ نہ ہو جبکہ یہ اسم تفضیل مذکر کا صیغہ ہے۔

اَوَائِلُ صیغہ جمع مذکر مکسر اسم تفضیل اصل میں اَءَاوِلُ تھا بقاعدہ اَوَادِمُ دوسرا ہمزہ واو سے بدل گیا اَوَاوِلُ بن گیا پھر شَرَائِفُ والا قاعدہ سے الف مفاعل کے بعد والا واو ہمزہ سے بدل گیا اَوَائِلُ بن گیا۔

اعتراض:...... یہ واو تو اصلی ہے یعنی عین کلمہ ہے جبکہ شرائف والا قاعدہ حرف علت زائد میں جاری ہوتا ہے تو یہاں کیسے جاری ہوا؟

جواب:...... اگر حرف علت اصلی ہو اور الف مفاعل سے قبل بھی حرف علت ہو تو اس صورت میں اصلی حرف علت

کے اندر بھی شر انف والا قاعدہ جاری ہوتا ہے اور یہاں الف مفاعل سے بل حرف علت (واو) موجود ہے اس لئے یہاں یہ قاعدہ جاری ہوا۔

اس باب کی تمام تعلیلات اور تصریفات یعنی گردانیں قَالَ یَقُوْلُ کے طرز پر ہیں نمونے کیلئے چند گردانیں ملاحظہ ہوں۔

فعل ماضی معلوم:......اٰلَ اٰلَا اٰلُوْا اٰلَتْ اٰلَتَا اُلْنَ اُلْتَ الخ.

ماضی مجہول:......نِیْلَ نِیْلَا نِیْلُوْا نِیْلَتْ نِیْلَتَا نُلْنَ الخ .

مضارع معلوم :...... یَئُوْلُ یَئُوْلَانِ یَئُوْلُوْنَ تَئُوْلُ تَئُوْلَانِ یَئُلْنَ تَئُوْلُوْنَ تَئُوْلِیْنَ تَئُلْنَ اَوُوْلُ نَئُوْلُ.

نوٹ:......اَوُوْلُ جو اصل میں اَءْ وُلُ تھا اس کی تعلیل متن میں موجود ہے۔

مضارع مجہول:......یُئَالُ یُئَالَانِ یُئَالُوْنَ تُئَالُ تُئَالَانِ یُئَلْنَ تُئَالُوْنَ تُئَالِیْنَ تُئَلْنَ اُوَالُ نُئَوالُ .

امر حاضر معلوم:......اُلْ اُوْلَا اُوْلُوْا اُوْلِیْ اُلْنَ.

اسم فاعل:......اٰئِلٌ اٰئِلَانِ اٰئِلُوْنَ الخ.

اسم مفعول:......مَئُوْلٌ مَئُوْلَانِ مَئُوْلُوْنَ الخ.

مہموز فا واجوف یائی ازضرب اَلْاَیْدُ قوی شدن اٰدَ یَئِیْدُ اَیْدًا فھو اٰئِدٌ تا آخر چون باع یبیع تا آخر درین باب ہم ضابطہ مرقومہ مرعی باید کرد پس در یَئِیْدُ بر قاعدہ رَأسٌ قاعدہ یبیع ترجیح یافتہ و ہم چنین در اَئِیْدُ صیغہ واحد متکلم لیکن بالآخر ہمزہ دوم بقاعدہ اَئِمَّۃٌ یا شدہ۔

ترجمہ:......مہموز الفاء اور اجوف یائی از ضرب الایدقوی ہونا۔ صرف صغیر: اٰدَ یَئِیْدُ اَیْدًا فھو اٰئِدٌ و نِیْدَ یُنَادُ اَیْدًا فھو مَئِیْدٌ الامر منہ ئِدْ والنہی عنہ لَاتَئِدْ الظرف منہ مَئِیْدٌ والاٰلۃ منہ مِئْیَدٌ و مِئْیَدَۃٌ و مِئْیَادٌ و تثنیتھما مَئِیْدَانِ و مِئْیَدَانِ والجمع منھما مَئَایِدُ و مَئَایِیْدُ والفعل التفضیل منہ اَیْدُ والمؤنث منہ اُوْدٰی و تثنیتھما اَیْدَانِ و اُوْدَیَانِ والجمع منھما اَیْدُوْنَ و اَوَائِدُ و اُیَدٌ و اُوْدَیَاتٌ. باع یبیع الخ کی طرح۔

اس باب میں بھی (اوپر) تحریر شدہ ضابطہ کی رعایت رکھنی چاہئے (یعنی مہموز اور معتل کے قواعد میں تعارض کے وقت معتل کے قاعدہ کو ترجیح دیجائیگی) لہذا یَئِیْدُ میں رَأسٌ کے قاعدہ پر یبیع کا قاعدہ ترجیح پا گیا اور اسی طرح اَئِیْدُ صیغہ واحد متکلم میں ہوا (کہ معتل کا قاعدہ مہموز کے قاعدہ پر ترجیح پا گیا) لیکن بالآخر دوسرا ہمزہ بقاعدہ اَئِمَّۃٌ یاء ہوا۔

تشریح وتحقیق

اَلْاَیْدُ یہ ضرب یضرب سے مہموز الفاء اور اجوف یائی ہے اَیَدَ مادہ ہے۔

تعلیلات:

اَدَ: اصل میں اَیَدَ تھا بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی، یَئِیْدُ، ماضی مجہول اصل میں اُیِدَ تھا بقاعدہ قیل بیع اِیْدَ بن گیا اور قیل بیع والا قاعدہ کی دوسری صورت کے مطابق یہ بھی جائز ہے کہ یاء کی حرکت حذف کر دی جائے پھر مُؤْسِرٌ والا قاعدہ کے ذریعہ یاء واو سے بدل جائے اس صورت میں اُوْدَ ہو جائیگا، یَئِیْدُ، اصل میں یَئْیِدُ تھا اس میں رَأْسٌ والا اور یبیع والا قاعدہ کا تعارض ہوا رَأْسٌ والا قاعدہ کا تقاضا یہ ہے کہ ہمزہ ساکنہ ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے الف سے بدل جائے اور یبیع والا قاعدہ چاہتا ہے کہ یاء کی حرکت ماقبل ہمزہ کو دیدی جائے حسب سابق معتل کے قاعدہ کو مہموز کے قاعدہ پر ترجیح دیتے ہوئے یاء کی حرکت ماقبل کو دیدی گئی تو یَئِیْدُ بن گیا، یُئَادُ اصل میں یُئْیَدُ تھا یُبَاعُ کی طرح تعلیل ہوئی، آئِدٌ، اسم فاعل اصل میں ایِدٌ تھا اس کی تعلیل بائع کی طرح ہے، مَئِیْدٌ، اسم مفعول کا صیغہ بھی ہے اور اسم ظرف کا بھی لیکن اصل کے اعتبار سے فرق ہے کہ اسم مفعول کی صورت میں اس کی اصل مَئْیُوْدٌ ہے بقاعدہ یبیع یاء کا ضمہ ماقبل ہمزہ کو دیدیا گیا پھر قاعدہ مُؤْسِرٌ یاء واو سے بدل گئی تو التقائے ساکنین ہوا دو واو کے درمیان ایک واو کو حذف کر دیا گیا (عند المصنف حذفِ اول راجح ہے) تو مَؤُوْدٌ بن گیا پھر ہمزہ کو کسرہ دیا تا کہ اجوف یائی ہونے پر دلالت کرے تو مَئِوْدٌ ہوا پھر بقاعدہ میعاد واو یاء سے بدلا مَئِیْدٌ ہوا (مزید تفصیل کے لئے دیکھئے مَبِیْعٌ اور مَقُوْلٌ کی تعلیلات) اور اگر مَئِیْدٌ اسم ظرف ہو تو پھر اس کی اصل مَئْیِدٌ ہے بقاعدہ یبیع یاء کی حرکت ماقبل کو دیدی تو مَئِیْدٌ ہوا مزید کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، اِدْ، امر حاضر کی تعلیل دو طرح کی ہوسکتی ہیں بِعْ کی طرح، لَاتَئِدْ اصل میں تَئِیْدُ تھا لائے نہی داخل ہونے کی وجہ سے آخر کی حرکت حذف ہوگئی تو یاء اور دال کے درمیان التقائے ساکنین ہوا جس کی بناء پر یاء حذف ہوگئی۔

اسم آلہ کے صیغوں میں ذِیْبٌ والا قاعدہ کے مطابق ہمزہ کو یاء سے بدل کر مِیْیَدٌ، مِیْیَدَۃٌ اور مِیْیَادٌ پڑھنا جائز ہے۔

مَئَایِدُ اور مَئَایِیْدُ میں مہموز کا قاعدہ (۹) جاری ہوسکتا ہے یعنی بین بین والا قاعدہ، اَیْدَمُ، اسم تفضیل اصل

میں اَئْیَدُ تھا اٰمَنَ والا قاعدہ جاری ہوا اسی طرح اٰیَدَانِ اور اٰیَدُوْنَ میں ہوا، اُوْدٰی اسم تفضیل مؤنث اصل میں اُیْدٰی تھا مُوْسِرٌ والا قاعدہ کے مطابق یاء واو سے بدل گئی اور اسی طرح اُوْدَیَانِ اُوْدَیَاتٌ میں۔

سوال:......اُیْدٰی میں قاعدہ (۲۳) یعنی حِیْکٰی والا قاعدہ جاری کیوں نہیں ہوتا کہ اس کو اِیْدٰی پڑھا جائے؟

جواب:......قاعدہ (۲۳) فُعْلٰی صفتی میں جاری ہوتا ہے فُعْلٰی اسمی میں نہیں جبکہ اُیْدٰی فُعْلٰی اسمی ہے کیونکہ اسم تفضیل اسم کا حکم رکھتا ہے کَمَا مَرَّ سَابِقًا تَحْتَ تِلْکَ الْقَاعِدَۃ۔

اَوَائِدُ: اصل میں اَءَ ایِدُ تھا اَوَادِمُ والا قاعدہ کے مطابق ہمزہ ثانیہ واو سے بدل گیا پھر بقاعدہ شرائف یاء ہمزہ سے بدل گئی اَوَائِدُ بن گیا۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:...... اٰدَ اٰدَا اٰدُوْا اٰدَتْ اٰدَتَا اِدْنَ اِدْتَ اِدْتُّمَا الخ

ماضی مجہول:......ئِیْدَ ئِیْدَا ئِیْدُوْا ئِیْدَتْ ئِیْدَتَا ئِدْنَ ئِدْتَّ الخ

مضارع معلوم:......یَئِیْدُ یَئِیْدَانِ یَئِیْدُوْنَ تَئِیْدُ تَئِیْدَانِ یَئِدْنَ تَئِیْدُوْنَ تَئِیْدِیْنَ تَئِدْنَ اَیِیْدُ نَئِیْدُ۔

اَیِیْدُ، صیغہ واحد متکلم اصل میں اَئْیِدُ تھا اس کی تعلیل کی طرف متن میں اشارہ کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس میں اٰمَنَ والا اور یَبِیْعُ والا قاعدہ کا تعارض ہوا اٰمَنَ والا قاعدہ ہمزہ ساکنہ کو الف سے بدل دینے کا تقاضا کرتا ہے جبکہ یَبِیْعُ والا قاعدہ یاء کی حرکت ماقبل کو دینے کا مقتضی ہے تو حسب سابق معتل کے قاعدہ کو ترجیح دیتے ہوئے یاء کی حرکت ماقبل ہمزہ کو دیدی اَئِیْدُ بن گیا پھر جَاءٍ اور اَئِمَّۃٌ والا قاعدہ کے مطابق ہمزہ ثانیہ یاء سے بدلا تو اَیِیْدُ ہوا۔

مضارع مجہول:......یُئَادُ، یُئَادَانِ، یُئَادُوْنَ، تُئَادُ، تُئَادَانِ یُئَدْنَ تُئَادُوْنَ تُئَادِیْنَ تُئَدْنَ اُوَادُ، نُئَادُ۔

واحد متکلم کے علاوہ مضارع مجہول کے باقی تمام صیغوں میں جُوَنٌ مِیَرٌ والا قاعدہ سے ہمزہ مفتوحہ کو واو سے تبدیل کرنا جائز ہے جیسے یُوَادُ یُوَادَانِ یُوَادُوْنَ الخ

اُوَادُ (واحد متکلم مضارع مجہول) اصل میں اُئْیَدُ تھا بقاعدہ یُبَاعُ یاء کی حرکت ماقبل ہمزہ کو دے کر یاء کو الف سے بدل دیا اُءَادُ بن گیا پھر بقاعدہ اَوَادِمُ ہمزہ ثانیہ واو سے بدل دیا اُوَادُ ہوا۔

امر حاضر معلوم:...... اِدْ اِیْدَا اِیْدُوْا اِیْدِیْ اِدْنَ.

امر حاضر معلوم بانون ثقیلہ :......اِیْدَنَّ اِیْدَانِّ اِیْدُنَّ اِیْدِنَّ اِدْنَانِّ .

اسم فاعل :......اٰئِذٌ اٰئِذَانِ اٰئِذُوْنَ اٰئِذَةٌ الخ

اسم مفعول :...... مَئِيْذٌ مَئِيْدَانِ مَئِيْدُوْنَ الخ

تمام تعلیلات وتصریفات باع یبیع کے طرز پر کریجئے۔

مہموز فا و ناقص واوی: از نصر اَلْاَلْوُ کوتاہی کردن اَلَا یَاْلُوْ الخ در ہمزہ قاعدہ مہموز و در واو قاعدہ ناقص جاری باید کرد۔

ترجمہ:...... مہموز الفاء اور ناقص واوی از نصر ینصر اَلْاَلْوُ کوتاہی کرنا۔ صرف صغیر: اَلَا یَاْلُوْ اَلْوًا فھو اٰلٍ واُلِیَ یُؤْلٰی اَلْوًا فھو مَاْلُوٌّ الامر منه اُوْلُ والنھی عنه لَا تَاْلُ الظرف منه مَاْلًی والالة منه مِئْلًی ومِئْلَاةٌ ومِئْلَاءٌ وتثنیتھما مَئْلَیَانِ ومِئْلَیَانِ والجمع منھما مَئَالٍ ومَئَالِیُّ وافعل التفضیل منه اٰلٰی والمؤنث منه اُلْیٰ وتثنیتھما اٰلَیَانِ واُلْیَیَانِ والجمع منھما اٰلَوْنَ واَوَالٍ واُلًی واُلْیَیَاتٌ ۔ ہمزہ میں مہموز کا قاعدہ اور واو میں ناقص کا قاعدہ جاری کرنا چاہیئے۔

تشریح وتحقیق

تعلیلات:

اَلَا، اصل میں اَلَوَ تھا بقاعدہ قال واو الف سے بدل گیا، اُلِیَ، اصل میں اُلِوَ تھا دعی کی طرح تعلیل ہوئی، یَاْلُوْ اصل میں یَاْلُوُ تھا بقاعدہ (۱۰) واو ساکن ہوا اس میں رَاْسٌ والا قاعدہ سے ہمزہ ساکنہ کو الف سے تبدیل کر کے یَالُوْ پڑھنا بھی جائز ہے، یُؤْلٰی، اصل میں یُؤْلَوُ تھا یُدْعٰی کی طرح تعلیل ہوئی اس کے علاوہ بقاعدہ رَاْسٌ ہمزہ ساکنہ کو واو سے بدلنا بھی جائز ہے، اٰلٍ، اسم فاعل اصل میں اٰلِوٌ تھا اس کی تعلیل دَاعٍ کی طرح ہے اور مَاْلُوٌّ، کی تعلیل مَدْعُوٌّ کی طرح ہے، اُوْلُ امر حاضر معلوم اصل میں اُءْلُوْ تھا وقف کی وجہ سے آخر کا حرف علت حذف ہوا اور اُوْمِنْ والا قاعدہ کے مطابق ہمزہ ساکنہ واو سے بدل گیا، لَا تَاْلُ، کی تعلیل لَا تَدْعُ کی طرح ہے اس میں رَاْسٌ والا قاعدہ بھی جاری ہو سکتا ہے، مَئْلًی، اسم ظرف اصل میں مَئْلَوٌ تھا مَدْعًی کی طرح تعلیل ہوئی اس کے علاوہ رَاْسٌ والا قاعدہ بھی جاری ہو سکتا ہے، اسم آلہ کے صیغوں کی تعلیلات دَعَا یَدْعُوْ کے اسم آلہ کے صیغوں کی تعلیلات کی طرح ہیں مزید یہاں ذِیْبٌ ۱۰ والا قاعدہ بھی جاری ہوسکتا ہے اٰلٰی ، اسم تفضیل اصل میں اَءْلَوُ تھا بقاعدہ یُدعٰی واو یاء سے بدل گیا پھر بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی۔ اَءْلٰی بن گیا اٰمَنَ والا قاعدہ کے مطابق ہمزہ ساکنہ الف سے بدلا اسی طرح اٰلَیَانِ کی اصل اَءْلَوَانِ ہے، اَوَالٍ، جمع مذکر مکسر اسم تفضیل اصل میں اَءَالِوُ تھا شروع میں اَوَادِمُ والا قاعدہ جاری ہوا :

اَوَالِوٌ بن گیا باقی تعلیل اَدَاعٍ کی طرح ہے، اَلَوْنَ، اصل میں اَءْ لَوُوْنَ تھا شروع میں اٰمَنَ والا قاعدہ جاری ہوا، اٰلُوُوْنَ بن گیا پھر یُدْعٰی والا قاعدہ کے مطابق واو یاء سے بدلا اٰ لَیُوْن ہوا، اور بقاعدہ بَاعَ یاء الف سے بدل کر التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی، اٰلَیٰ، اصل میں اُلْوٰی تھا بقاعدہ (۲۶) واو یاء سے بدل دیا، اُلَیَّ، اصل میں اُلُوٌّ تھا دُعَیٌّ کی طرح تعلیل ہوئی اُلْیَیَانِ اُلْیَیَاتٌ میں حُبْلَیَانِ حُبْلَیَاتٌ والا قاعدہ جاری ہوا۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:......اَلَا اَلَوَا اَلَوْا اَلَتْ اَلَتَا اَلَوْنَ اَلَوْتَ الخ

فعل ماضی مجہول:...... اُلِیَ اُلِیَا اُلُوْا اُلِیَتْ اُلِیَتَا اُلِیْنَ اُلِیْتَ الخ

مضارع معلوم:......یَأْلُوْ، یَأْلُوَانِ یَأْلُوْنَ تَأْلُوْ تَأْلُوَانِ یَأْلُوْنَ تَأْلُوْنَ تَأْلِیْنَ تَأْلُوْنَ اٰلُوْ نَأْلُوْ

مضارع مجہول:...... یُؤْلٰی یُؤْلَیَانِ یُؤْلَوْنَ تُؤْلٰی تُؤْلَیَانِ یُؤْلَیْنَ تُؤْلَوْنَ تُؤْلَیْنَ تُؤْلَیْنَ اُوْلٰی نُؤْلٰی

امر حاضر معلوم:...... اُوْلُ، اُوْلُوَا، اُوْلُوْا، اُوْلِیْ، اُوْلُوْنَ.

امر حاضر معلوم بانون ثقیلہ:...... اُوْلُوَنَّ، اُوْلُوَانِّ، اُوْلُنَّ، اُوْلِنَّ، اُوْلُوْنَانِّ.

اسم فاعل:......الٍ اٰلِیَانِ اٰلُوْنَ اٰلِیَةٌ الخ

بطرز دَعَا یَدْعُوْ تمام گردانیں کر لیجائیں۔

مہموز فا و ناقص یائی: از ضرب اَلْاِتْیَانُ آمدن اَتٰی یَاْتِیْ چون رَمٰی یَرْمِیْ از فتح یَفْتَحُ اَلْاِبَاءُ انکار کردن اَبٰی یَاْبٰی.

ترجمہ:......مہموز الفاء ناقص یائی از ضرب اَلْاِتْیَانُ (آنا) اَتٰی یَاْتِیْ اِتْیَانًا فھو اٰتٍ واُتِیَ یُؤْتٰی اِتْیَانًا فھو مَاْتِیٌّ الامر منہ اِیْتِ والنھی عنہ لَا تَاْتِ الظرف منہ مَأْتًی والاٰلۃ منہ مِأْتًی ومِیْتَاۃٌ ومِیْتَاءٌ وتثنیتھما مَأْتَیَانِ ومِأْتَیَانِ والجمع منھما مَاٰتٍ ومَاٰتِیُّ والفعل التفضیل منہ اٰتٰی والمونث منہ اُتْیٰی وتثنیتھما اٰتَیَانِ واُتْیَیَانِ والجمع منھما اٰتَوْنَ واَوَاتٍ واُتًی واُتْیَیَاتٌ رَمٰی یَرْمِیْ کی طرح ہے۔ از فتح یفتح اَلْاِبَاءُ (انکار کرنا) اَبٰی یَاْبٰی اِبَاءً فھو اٰبٍ واُبِیَ یُؤْبٰی اِبَاءً فھو مَاْبِیٌّ الامر منہ اِیْبَ والنھی عنہ لَا تَاْبَ الظرف منہ مَاْبًی والاٰلۃ منہ مِاْبًی ومِنْبَاۃٌ ومِنْبَاءٌ وتثنیتھما مَنْبَیَانِ ومِنْبَیَانِ والجمع منھما مَاٰبٍ ومَاٰبِیُّ والفعل التفضیل منہ اٰبٰی والمونث منہ اُبْیٰی وتثنیتھما اٰبَیَانِ واُبْیَیَانِ والجمع منھما اٰبَوْنَ واَوَابٍ واُبًی واُبْیَیَاتٌ.

تشریح وتحقیق

الاتیان یہ ضرب سے مہموز الفاء اور ناقص یائی ہے حروف اصلیہ اتی ہیں ۔

تعلیلات:

اَتیٰ ، کی اصل اَتَیَ ہے یاء الف سے بدل گئی یَاْتِیْ ، اصل میں یَاْتِیُ تھا بقاعدہ یَدْعُوْ یَرْمِیْ یاء ساکن ہوگئی اور اس میں رَاْسٌ والا قاعدہ کے مطابق یَاتِیْ پڑھنا بھی جائز ہے یُؤْتِیْ کی تعلیل یُرْمِیْ کی طرح ہے اور بقاعدہ یُوْمِنُ اس کو یُوْتِیْ پڑھنا جائز ہے اٰتِ اصل میں اِئْتِیْ تھا اٰمِ کی طرح تعلیل ہوئی مَاْتِیّ ، اصل میں مَاْتُوْیٌ تھا اس کی تعلیل مَرْمِیٌّ کی طرح ہے اِیْتِ امر حاضر معلوم اصل میں اِئْتِیْ تھا وقف کی وجہ سے آخر کا حرف علت حذف ہوا تو اِئْتِ بنا اٰمَنَ اِیْمَانًا والا قاعدہ سے اِیْتِ ہوا لَا تَاْتِ ، اصل میں لَا تَاْتِیْ تھا عامل جازم یعنی لائے نہی کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی ، مَاْتیٰ ، اسم ظرف اصل میں مَاْتَیٌ تھا مَرْمیٌ کی طرح مِاْتیٰ اصل میں مِاْتَیٌ تھا اور مِاْتَاۃٌ اصل میں مِاْتَیَۃٌ تھا اور مِاْتَاءٌ اصل میں مِاْتَایٌ تھا ان کی تعلیلات مِرْمی مِرْمَاۃٌ مِرْمَاءٌ کی طرح ہیں باقی ان میں ذِئْبٌ والا قاعدہ کے مطابق ہمزہ ساکنہ کو یاء سے بدل کر مِیْتیٰ ، مِیْتَاۃٌ ، مِیْتَاءٌ پڑھنا جائز ہے اٰتیٰ ، اسم تفضیل اصل میں اَءْ تَیُ تھا بقاعدہ باع یاء الف سے بدل گئی اَئْتیٰ بن گیا اٰمَنَ والا قاعدہ سے اٰتیٰ بن گیا اٰتَوْنَ ، اصل میں اَئْتَیُوْنَ تھا شروع میں اٰمَنَ والا قاعدہ جاری ہوا باقی تعلیل اَرْمَوْنَ کی طرح ہے ، اَوَاتٍ ، اصل میں اَءَ اتِیُ تھا اَوَادِمُ والا قاعدہ کے مطابق ہمزہ ثانیہ واو سے بدل گیا اَوَاتِیُ ہوا باقی تعلیل اَرَامٍ کی طرح ہے۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم: اَتیٰ اَتَیَا اَتَوْا اَتَتْ اَتَتَا اَتَیْنَ اَتَیْتَ اَتَیْتُمَا الخ.

ماضی مجہول:...... اُتِیَ اُتِیَا اُتُوْا اُتِیَتْ اُتِیَتَا اُتِیْنَ اُتِیْتَ الخ

مضارع معلوم:...... یَاْتِیْ یَاْتِیَانِ یَاْتُوْنَ تَاْتِیْ تَاْتِیَانِ یَاْتِیْنَ تَاْتُوْنَ تَاْتِیْنَ اٰتِیْ نَاْتِیْ

مضارع مجہول:...... یُؤْتیٰ یُؤْتَیَانِ یُؤْتَوْنَ تُؤْتیٰ تُؤْتَیَانِ یُؤْتَیْنَ تُؤْتَوْنَ تُؤْتَیْنَ اُوْتیٰ نُؤْتیٰ

امر حاضر معلوم:...... اِیْتِ اِیْتِیَا اِیْتُوْا اِیْتِیْ اِیْتِیْنَ اسکی تمام گردانیں رَمیٰ یَرْمِیْ کے طرز پر کر لیجئے۔

اَلْاِبَاءُ : یہ بھی مہموز الفاء اور ناقص یائی ہے لیکن فتح یفتح سے اس کا مادہ اَبَیَ ہے اِبَاءٌ اصل میں اِبَایٌ تھا بقاعدہ دُعَاءٌ یاء ہمزہ سے بدل گئی۔

تعلیلات:

اَبٰی: اصل میں اَبَیَ تھا یاء الف سے تبدیل ہوئی، یَاْبٰی اصل میں یَاْبَیُ، تھا یاء الف سے بدل گئی اس میں رَاسٌ والا قاعدہ بھی جاری ہوسکتا ہے، اٰبٍ، کی تعلیل رَامٍ کی طرح اور مَاْبِیٌّ کی تعلیل مَرْمِیٌّ کی طرح ہے، اِیْبَ امر حاضر معلوم اصل میں اِئْبٰی تھا وقف کی وجہ سے حرف علت حذف ہوا اور اِیْمَانٌ والا قاعدہ کے مطابق دوسرا ہمزہ یاء سے بدل گیا باقی تعلیلات اَتٰی یَاْتِیْ کی گردان کے طرز پر کرلیجئے۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:...... اَبٰی اَبَیَا اَبَوْا اَبَتْ اَبَتَا اَبَیْنَ اَبَیْتَ الخ

فعل ماضی مجہول:...... اُبِیَ اُبِیَا اُبُوْا، اُبِیَتْ الخ

مضارع معلوم:...... یَاْبٰی یَاْبَیَانِ یَاْبَوْنَ تَاْبٰی تَاْبَیَانِ یَاْبَیْنَ تَاْبَوْنَ تَاْبَیْنَ تَاْبَیْنَ ابٰی نَاْبٰی

مضارع مجہول بھی اسی طرح ہے سوائے اس کے کہ حروف اتین مضموم ہیں

امر حاضر معلوم:...... اِیْبَ اِیْبَیَا اِیْبَوْا اِیْبَیْ اِیْبَیْنَ۔

اسم فاعل:...... اٰبٍ اٰبِیَانِ اٰبُوْنَ اٰبِیَةٌ الخ

مہموز فا ولفیف مقرون: از ضرب اَلْاَوِیُّ جاے پناہ گرفتن اَوٰی یَأْوِیْ چون طَوٰی یَطْوِیْ مہموز العین ومثال از ضرب اَلْوَأْدُ زندہ در گور کردن وَأَدَ یَئِدُ چون وَعَدَ یَعِدُ۔

ترجمہ:...... مہموز الفاء اور لفیف مقرون از ضرب اَلْاَوِیُّ پناہ حاصل کرنا۔ اَوٰی یَاْوِیْ اَیًّا فھو اٰوٍ واُوِیَ یُؤْوٰی اَیًّا فھو مَاْوِیٌّ الامر منہ اِیْوِ والنھی عنہ لاَ تَاْوِ الظرف منہ مَاْوًی والآلۃ منہ مِاْوًی ومِاْوَاۃٌ ومِاْوَاءٌ وتثنیتھما مَاْوَیَانِ ومِاْوَیَانِ والجمع منھما مَاٰوٍ، ومَاٰوِیُّ والفعل التفضیل منہ اٰوٰی والمونث منہ اُیّٰ وتثنیتھما اٰوَیَانِ واُیَّیَانِ والجمع منھما اٰوَوْنَ واَوَاءٍ واُوَیً واُیَّیَاتٌ طَوٰی یَطْوِیْ کی طرح۔

مہموز العین ومثال واوی از ضرب اَلْوَأْدُ زندہ در گور کرنا،

وَئَدَ یَئِدُ وَأْدًا فھو وَائِدٌ ووُئِدَ یُوْئَدُ وَءْدًا فھو مَوْءُوْدٌ اَلامر منہ اِدْ والنھی عنہ لاَ تَئِدْ الظرف منہ مَوْئِدٌ والآلۃ منہ مِیْئَدٌ ومِیْئَدَۃٌ ومِیْئَادٌ وتثنیتھما مَوْئِدَانِ ومِیْئَدَانِ ومِیْئَدَانِ والجمع منھما مَوَائِدُ ومَوَائِیْدُ والفعل التفضیل منہ اَوْئَدُ والمونث منہ وُءْدٰی وتثنیتھما اَوْءَدَانِ، ووُءْدَیَانِ والجمع منھما اَوْئَدُوْنَ واَوَائِدُ ووُءَدٌ ووُءْدَیَاتٌ وَعَدَ یَعِدُ کی طرح ہے۔

تشریح وتحقیق

اَلْأَيُّ : یہ ضرب یضرب سے مہموز الفاء اور لفیف مقرون ہے یعنی فاء کلمہ میں ہمزہ ہے اور عین ولام کلمہ میں حروف علت ہیں حروف اصلیہ اَوَیَ ہیں۔

تعلیلات:

اَلْأَيُّ اصل میں اَلْأَوْیُ تھا بقاعدہ سَیِّدٌ واو یاء سے بدلا پھر ایک یاء دوسری میں مدغم ہوگئی اس کی تمام تعلیلات طَوٰی یَطْوِیْ کی طرح ہیں کیونکہ یہ بھی اس کی طرح لفیف مقرون ہے لیکن لفیف مقرون ہونے کے ساتھ ساتھ یہ مہموز بھی ہے لہذا ہمزہ میں مہموز کے قواعد جاری ہونگے جیسے اِیْوِ امر حاضر معلوم اصل میں اِئْوِیْ تھا وقف کی وجہ سے یاء حذف ہوگئی اور اِیْمَانٌ والا قاعدہ کے مطابق ہمزہ ساکنہ یاء سے بدل گیا، اٰوٰی اسم تفضیل اصل میں أَءْوَیُ تھا شروع میں اٰمَنَ والا قاعدہ اور آخر میں قال باع والا قاعدہ جاری ہوا، اٰوُوْنَ اصل میں اَءْوِیُوْنَ تھا اُتُوْنَ کی طرح تعلیل ہوئی، اَوَاءٍ: اصل میں اَءَاوِیُ تھا اَوَادِمُ والا قاعدہ کے مطابق دوسرا ہمزہ واو سے بدل گیا اَوَاوِیُ بن گیا شَرَائِفُ والا قاعدہ سے اَوَائِیُ بن گیا پھر اَرَامٍ کی طرح تعلیل ہوئی۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:...... اَوٰی، اَوَیَا، اَوَوْا، اَوَتْ، اَوَتَا، اَوَیْنَ، اَوَیْتَ الخ

ماضی مجہول:......اُوِیَ، اُوِیَا، اُوُوْا ،اُوِیَتْ الخ

مضارع معلوم:...... یَأْوِیْ یَأْوِیَانِ یَأْوُوْنَ تَأْوِیْ تَأْوِیَانِ یَأْوِیْنَ تَأْوُوْنَ تَأْوِیْنَ اٰوِیْ نَأْوِیْ

امر حاضر معلوم:...... اِیْوِ ،اِیْوِیَا،اِیْوُوْا،اِیْوِیْ،اِیْوِیْنَ.

اسم فاعل:......اٰوٍ،اٰوِیَانِ،اٰوُوْنَ،اٰوِیَةٌ الخ

اس باب کی گردانوں میں واو پر قال باع یا یقول یبیع والا قاعدہ جاری نہیں ہوگا کیونکہ یہ واو لفیف کا عین کلمہ ہے اور لفیف کے عین کلمہ میں مذکورہ قاعدے جاری نہیں ہوتے۔

وَئَدَ یَئِدُ کی تمام تعلیلات وتصریفات وَعَدَ یَعِدُ کے طرز پر ہیں سوائے اس کے کہ یہ مہموز بھی ہے تو ہمزہ میں مہموز کے قواعد جاری ہونگے مثلاً وَءَدَ میں بین بین والا قاعدہ جاری ہوسکتا ہے، یَئِدُ جو اصل میں یَوْئِدُ تھا یَعِدُ والا

قاعدہ سے واو حذف ہوا اس میں بھی بین بین والا قاعدہ جاری ہو سکتا ہے، یُوْنَدُّ مضارع مجہول کو یَسَلُ والا قاعدہ سے یُوَدُّ پڑھنا بھی جائز ہے اسی طرح مَوْءُوْدٌ کو مَوُوْدٌ اور مَوْئِدٌ کو مَوِدٌ مِیْنَدٌ کو مِیَدٌ اور اَوْنُدُ کو اَوَدُّ پڑھنا جائز ہے۔

مضارع معلوم واحد متکلم کا صیغہ اَیِدُّ ہے جو اصل میں اَوْئِدُّ تھا یَعِدُ والا قاعدہ سے اَئِدُّ ہوا پھر جاءٍ والا قاعدہ کے مطابق ہمزہ ثانیہ یاء سے بدلا تو اَیِدُّ ہوا۔

مہموز عین و ناقص یائی از فتح اَلرُّؤْیَةُ دیدن و دانستن رَاٰی یَرٰی رُؤْیَةً فهو رَاءٍ وَرُئِیَ یُرٰی رُؤْیَةً فهو مَرْئِیٌّ الامر منه رَ والنهی عنه لَاتَرَ الظرف منه مَرْأًی والالة منه مِرْأًی ومِرْاٰةٌ ومِرْاءٌ وتثنیتهما مَرْءَیَانِ ومِرْءَیَانِ والجمع منهما مَرَاءٍ ومَرَائِیُّ وافعل التفضیل منه اَرْاٰی والمؤنث منه رُؤْیٰی وتثنیتهما اَرْاَیَانِ ورُؤْیَیَانِ والجمع منهما اَرْاَوْنَ واَرَاءٍ ورُاٰی ورُؤْیَیَاتٌ زین پیش نوشتہ ایم کہ قاعدہ یَسَلُ درین باب در افعال لازم شدہ نہ در اسماء این امر الحوظ کردہ جملہ صیغ را بمراعات قواعد ناقص در لام می باید خواند تعلیماً صرف کبیر ہم مینویسم کہ این باب صیغ مشکلہ دارد اثبات فعل ماضی معروف رَاٰی، رَاَیَا، رَاَوْا، رَاَتْ، رَاَتَا، رَاَیْنَ تا آخر چون رَمٰی تا آخر جز این کہ در ہمزہ بین بین میتو اند شد مجہول رُئِیَ رُئِیَا رُاُوْا رُئِیَتْ تا آخر چون رُمِیَ تا آخر اثبات فعل مضارع معروف یَرٰی یَرَیَانِ یَرَوْنَ تَرٰی تَرَیَانِ یَرَیْنَ تَرَوْنَ تَرَیْنَ تَرَیْنَ اَرٰی نَرٰی: یَرٰی در اصل یَرْاَیُ بود حرکت ہمزہ بقاعدہ یَسَلُ بما قبل رفتہ و ہمزہ حذف شدہ یَرَیُ شد یا بقاعدہ (۷) الف گشت و ہم چنین در جملہ صیغ جز تثنیہ کہ ذران صرف بر تعمیل قاعدہ یسل اکتفا رفتہ یا بسبب مانع الف نشدہ و در یَرَوْنَ و تَرَوْنَ صیغہا ے جمع مذکر الف بسبب التقائے ساکنین باواو و در تَرَیْنَ واحد مؤنث حاضر بسبب التقائے ساکنین بایا حذف شد مجہول یُرٰی یُرَیَانِ یُرَوْنَ تا آخر مثل معروف در اعلال۔ نفی تاکید بلن معروف و مجہول لَنْ یُّرٰی لَنْ یُّرَیَا لَنْ یُّرَوْا تا آخر در الف یُّرٰی واخوات اولن عمل نکردہ چنانکہ در لَنْ یَّخْشٰی و لَنْ یَّرْضٰی و در دیگر صیغ ہمچنیکہ در صحیح عمل میکند عمل کردہ اعلالاتے کہ در مضارع بود ہمون باقی ماندہ نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف و مجہول: لَمْ یَرَ لَمْ یَرَیَا لَمْ یَرَوْا، لَمْ تَرَ لَمْ تَرَیَا، لَمْ یَرَیْنَ، لَمْ تَرَوْا، لَمْ تَرَیْ، لَمْ تَرَیْنَ، لَمْ اَرَ، لَمْ نَرَ۔

لَمْ يَرَ دراصل يَرٰی بود بسبب لَمْ الف از آخر افتاد لَمْ يَرَ شد و هکذا لَمْ تَرَ لَمْ اَرَ لَمْ نَرَ و در باقی صیغ عملے که در مضارع صحیح میکند نموده براعلالاتے که در مضارع بود اعلالے میفزوده لام تاکید بانون ثقیله در فعل مستقبل معروف و مجهول لَيَرَيَنَّ لَيَرَيَانِّ لَيَرَوُنَّ لَتَرَيَنَّ لَتَرَيَانِّ لَيَرَيْنَانِّ لَتَرَوُنَّ لَتَرَيِنَّ لَتَرَيْنَانِّ لَاَرَيَنَّ لَنَرَيَنَّ: لَيَرَيَنَّ دراصل يَرٰی بود لام تاکید در اول و نون ثقیله در آخر آوردند نون ثقیله فتحه ماقبل خواست الف قابل حرکت نبود لهذا یارا که اصل الف بود باز آورده فتحه دادند لَيَرَيَنَّ شد: وهم چنیں لَتَرَيَنَّ لَاَرَيَنَّ لَنَرَيَنَّ : لَيَرَوُنَّ دراصل يَرَوْنَ بود بعدآوردن لام تاکید و نون ثقیله وحذف نون اعرابی اجتماع ساکنین شد میان واو و نون واو غیر مده بود لهذا آنرا ضمه دادند لَيَرَوُنَّ شد و هکذا لَتَرَوُنَّ و در لَتَرَيِنَّ واحد مؤنث حاضر بعد حذف نون اعرابی یارا کسره دادند با نون خفیفه: لَيَرَيَنْ لَيَرَوُنْ لَتَرَيَنْ لَتَرَوُنْ لَتَرَيِنْ لَاَرَيَنْ لَنَرَيَنْ.

ترجمہ:...... مہموز العین اور ناقص یائی از فتح الرُّؤْيَةُ (دیکھنا اور سمجھنا) رَاٰی يَرٰی رُؤْيَةً الخ اس سے پہلے ہم یہ لکھ چکے ہیں کہ يَسَلُ کا قاعدہ اس باب (یعنی رؤیۃ کے) افعال میں وجوبی ہے نہ کہ (رؤیۃ کے) اسماء میں (یعنی رؤیۃ کے اسماء مشتقہ میں وجوبی نہیں) اس بات کا لحاظ رکھتے ہوئے تمام صیغوں کو لام کلمہ میں ناقص کے قواعد کی رعایت کرنے کیساتھ پڑھ لیں! چاہئے سمجھانے کی غرض سے ہم صرف کبیر بھی لکھ دیتے ہیں کہ یہ باب مشکل صیغے رکھتا ہے (یعنی اس کے صیغے کچھ مشکل ہیں کہ ان میں مختلف قواعد جاری ہوتے ہیں)

فعل ماضی مثبت معلوم :...... رَاٰی رَاَيَا الخ رَمٰی رَمَيَا الخ کی طرح ہے سوائے اس کے کہ ہمزہ میں بین بین ہوسکتا ہے (یعنی بین بین قریب اور بعید دونوں اس میں جائز ہے)

فعل ماضی مجهول :...... رُئِیَ الخ رُمِیَ رُمِيَا الخ کی طرح ہے۔

فعل مضارع مثبت معلوم :...... يَرٰی يَرَيَانِ الخ يَرٰی اصل میں يَرْاَیُ تھا ہمزہ کی حرکت يَسَلُ والا قاعدہ سے ماقبل کی طرف منتقل ہوئی اور ہمزہ حذف ہو کر يَرَیُ ہوا یاء بقاعدہ (۷) (یعنی قال باع) الف سے تبدیل ہوگئی اور یہی تعلیل تمام صیغوں میں ہے سوائے تثنیہ کے صیغوں کے کہ ان میں صرف يَسَلُ والا قاعدہ کو جاری کرنے پر اکتفاء کیا گیا (یعنی تثنیہ کے صیغوں میں قال باع والا قاعدہ جاری نہیں ہوتا مصنف ان میں قال باع والا قاعدہ کے جاری نہ ہونے کی وجہ بتلا رہے ہیں کہ تثنیہ کے صیغوں میں) مانع کی وجہ سے یاء الف سے نہیں بدلی (وہ مانع الف تثنیہ ہے یعنی تثنیہ کے صیغوں میں یاء الفِ تثنیہ سے قبل واقع ہے جبکہ قاعدہ نمبر ۷ میں شرط ہے کہ واو اور یاء الفِ تثنیہ سے پہلے نہ ہوں) اور يَرَوْنَ تَرَوْنَ جمع مذکر (حاضر و غائب) کے صیغوں میں واو کے ساتھ التقائے ساکنین کی وجہ سے اور تَرَيْنَ واحد مؤنث حاضر میں یاء کے ساتھ التقائے ساکنین کی وجہ سے الف حذف ہوا ہے۔

مضارع مجهول :...... يُرٰی يُرَيَانِ الخ تعلیل میں مضارع معلوم کی طرح ہے (کوئی فرق نہیں)۔

نفی تاکید بلن درفعل مستقبل معروف ومجهول :.... لَنْ يَّرٰى لَنْ يُّرَيَا الخ (حروف مضارع کے فتحہ کے ساتھ معروف ہے اورضمہ کے ساتھ مجہول ہے الگ الگ گردان کرلیجئے) يُرٰى اوراس کی اخوات (یعنی تُرٰى اُرٰى نُرٰى) کے الف میں لَنْ ناصبہ نے (ظاہری) عمل نہیں کیا جیسے کہ لَنْ يَّخْشٰى اور لَنْ يَّرْضٰى میں (لَنْ نے ظاہرا عمل نہیں کیا کیونکہ آخر میں الف ہے اورالف قابل حرکت نہیں ہے) اوردوسرے صیغوں میں: (لَنْ نے) اسی طریقہ پرعمل کیا ہے جس طرح صحیح میں کرتا ہے (یعنی نون اعرابی گرانا اورجمع مؤنث کے صیغوں میں لفظی عمل نہ کرناوغیرہ) جوتعلیلات مضارع میں ہوچکی تھیں وہی باقی رہیں (یعنی لَنْ ناصبہ مضارع پرتعلیل کے بعد داخل ہوا ہے لہٰذا نئے سرے سے تعلیل کی ضرورت نہیں جوتعلیل لَنْ کے داخل ہونے سے قبل ہوچکی ہے وہ اپنی حالت پر باقی ہے لَنْ کی وجہ سے جومزید تغیرات ہوتے ہیں صرف ان کی نشاندہی کیجائے)۔

فعل جحد معلوم ومجهول : لَمْ يَرَ لَمْ يَرَيَا الخ لَمْ يُرَ اصل میں يُرٰى تھا لَمْ کی وجہ سے آخر سے الف گرگیا لَمْ يُرَ ہوا: اسی طرح لَمْ تُرَ لَمْ اُرَ لَمْ نُرَ میں ہوااورباقی صیغوں میں (لَمْ نے) وہی عمل کیا جوصحیح کے مضارع میں کرتا ہے: جوتعلیلات مضارع میں ہوچکی تھیں ان پرکسی تعلیل کا اضافہ نہیں ہوا۔

لام تاکید بانون ثقیله :الخ لَيُرَيَنَّ (معروف ومجہول) اصل میں يُرٰى (معروف ومجہول) تھالام تاکید شروع میں اورنون ثقیلہ آخرمیں لائے نون ثقیلہ نے ماقبل فتحہ چاہا (اور ماقبل الف تھا) اورالف حرکت کا قابل نہ تھالہٰذا یاء کو جواس الف کی اصل تھی واپس لاکر اس کوفتحہ دیدیا لَيُرَيَنَّ ہوا اوراسی طرح لَتُرَيَنَّ لَاُرَيَنَّ لَنُرَيَنَّ میں ہوا۔لَيُرَوُنَّ (معروف ومجہول) اصل میں يُرَوْنَ (معروف ومجہول) تھا (یعنی لَيَرَوُنَّ اصل میں يَرَوْنَ تھااور لَيُرَوُنَّ اصل میں يُرَوْنَ تھا) شروع میں لام تاکیداور (آخرمیں) نون ثقیلہ لائے اورنون اعرابی حذف کرنے کے بعداجتماع ساکنین ہواواؤاورنون کے درمیان واؤغیرمدہ تھالہٰذااس کوضمہ دیدیااوراسی طرح لَتُرَوُنَّ میں ہوا اور لَتُرَيِنَّ واحدمؤنث حاضر میں (جودراصل تُرَيْنَ تھالام تاکیداورنون ثقیلہ لانےاور) نون اعرابی حذف کرنے کے بعد (یاءاورنون کے درمیان اجتماع ساکنین ہونے کی وجہ سے) یاءکوکسرہ دیدیا (کیونکہ ماقبل یہ بات گزرچکی ہے کہ دونوں ساکنوں میں سے پہلا ساکن اگرواؤجمع غیرمدہ ہوتواس کوضمہ دیتے ہیں اوریائے واحدمؤنث ہوتواسے کسرہ دیدیتے ہیں)۔

لام تاکید بانون خفیفه درفعل مستقبل معروف ومجهول :لَيُرَيَنْ الخ۔

تشریح وتحقیق

اس باب کی تصریفات کی تقریبًا تمام تعلیلات کی نشاندہی خودمصنف نے فرمائی ہے مزید تشریح کی ضرورت نہیں ترجمہ پرنظرڈالی جائے۔

افعال میں يَسَلُ کا قاعدہ وجوبی طورپرجاری ہوتا ہے اوراسمائے مشتقہ میں جوازی طورپرلہٰذا اَمْرٌ يَنْجِيْ اسم

مفعول کو مَرِيٌّ پڑھنا جائز ہے واجب نہیں اسی طرح مِرْآنًى اسم آلہ کو مِرىً پڑھنا اور مِرْأةٌ کو مِرَاةٌ پڑھنا اور اَرْءٰى اسم تفضیل کو اَرٰى پڑھنا جائز ہے۔

قولہ ایں امر ملحوظ کردہ جملہ صیغ الخ ۔یعنی اس باب کی گردان کرتے وقت دو باتوں کو مدنظر رکھنا چاہیئے ایک یہ کہ اس کے افعال میں یَسَلُ والا قاعدہ وجوبی طور پر جاری ہوتا ہے اور اسماء میں جوازی طور پر۔ دوسری بات یہ ہے کہ ناقص ہونے کی وجہ سے اس کے لام کلمہ میں ناقص کے قواعد جاری ہوتے ہیں تو ہر گزدان میں ان دو ۲ چیزوں کا خیال رہے۔

قولہ و در یَرَوْنَ وَتَرَوْنَ الخ: ۔یعنی یَرَوْنَ صیغہ جمع مذکر غائب اصل میں یَرْأَيُوْنَ تھا اور تَرَوْنَ صیغہ جمع مذکر حاضر اصل میں تَرْئَيُوْنَ تھا اور تَرَيْنَ صیغہ واحد مؤنث حاضر اصل میں تَرْأَيِيْنَ تھا بقاعدہ یَسَلُ ان تینوں میں ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دیکر ہمزہ حذف کیا گیا تو یَرَيُوْنَ، تَرَيُوْنَ، تَرَيِيْنَ بن گئے اس کے بعد بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی تو جمع مذکر کے صیغوں میں الف اور واو کے درمیان التقائے ساکنین ہوا: اور واحد مؤنث حاضر کے صیغہ میں الف اور یاء کے درمیان التقائے ساکنین ہوا پس تینوں میں الف کو حذف کیا گیا اس کے مدہ ہونے کی وجہ سے تو یَرَوْنَ تَرَوْنَ اور تَرَيْنَ بن گئے۔

واضح رہے کہ تَرَيْنَ کا صیغہ واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر میں مشترک ہے اگر یہ واحد مؤنث حاضر کا صیغہ ہو تو اس کی تعلیل یہی ہے جو بیان ہوئی اور اگر یہ جمع مونث حاضر کا صیغہ ہو تو پھر اس کی اصل تَرْأَيْنَ ہے بقاعدہ یَسَلُ ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دیکر ہمزہ حذف ہوا: اور بس۔

اس باب کے مضارع اور فعل نفی وغیرہ کی گردانوں میں معلوم اور مجہول میں صرف اتنا فرق ہے کہ معلوم میں حرف اتین مفتوح ہوتا ہے اور مجہول میں حرف اتین مضموم ہوتا ہے اس کے علاوہ تعلیلات وغیرہ میں کوئی فرق نہیں اسی وجہ سے مصنف نے اختصار کی غرض سے معروف اور مجہول کی گردانیں ایک ساتھ ذکر کی ہیں مجہول کی طرف اشارہ کرنے کیلئے حرف اتین پر ضمہ لگا دیا ہے آپ معروف اور مجہول کی گردانیں الگ الگ کر لیجئے۔

امر حاضر معروف:.......رَ، رَيَا، رَوْا، رَیْ، رَيْنَ، رَ دراصل تَرْاِیْ بود بعد حذف علامت مضارع متحرک ماند لہذا حاجت ہمزہ وصل نشد درآخر وقف نمودند بسبب وقف الف آخر بیفتاد رَ شد در دیگر صیغہا بعد حذف علامت مضارع نون اعرابی حذف شد در غیر رَيْنَ جمع مؤنث کہ بسبب بودن نون جمع تغیرے درآخر آن نشدہ۔

امر غائب ومتکلم معروف: لِيَرَ، لِيَرَيَا، لِيَرَوْا، لِتَرَ، لِتَرَيَا، لِيَرَيْنَ، لِاَرَ، لِنَرَ مثل لَمْ يَرَ اعلال باید کرد وھکذا امر مجہول: امر حاضر معروف بانون ثقیلہ: رَيَنَّ، رَيَانِّ، رَوُنَّ، رَيِنَّ، رَيْنَانِّ: رَيَنَّ دراصل رَ بود بعد آوردن نون ثقیلہ علتِ حذف حرف علت کہ وقف بود زائل شد لہذا حرف علت قابل باز آمدن شد مگر الف کہ حذف شدہ قابل حرکت نبود ونون ثقیلہ فتحہ ماقبل میخواہد لہذا یارا کہ اصل بودہ باز آوردہ فتحہ دادند رَيَنَّ شد ودر رَوُنَّ ودَرِيِنَّ واو ویارا کہ غیر مدہ بودند بسبب اجتماع ساکنین حرکت ضمہ وکسرہ دادند، نون ثقیلہ امر بالام مثل نون ثقیلہ فعل مضارع است جزاینکہ لام امر مکسورست ولام مضارع مفتوح، امر حاضر معروف بانون خفیفہ: رَيَنْ، رَوُنْ، رَيِنْ وامر بالام ہم برین قیاس نہی معروف ومجہول لَايَرَ تا آخر نہی بانون ثقیلہ لَايَرَيَنَّ لَايُرَيَانِّ تا آخر بقیاس صیغہائے نون ثقیلہ امر اعلال باید کرد نہی بانون خفیفہ: لَايُرَيَنْ لَايُرَوُنْ لَاتُرَيَنْ لَاتُرَوُنْ لَاتُرَيِنْ لَااُرَيَنْ لَانُرَيَنْ۔ اسم فاعل رَاءٍ، رَائِيَانِ، رَاؤُنَ، رَائِيَةٌ، رَائِيَتَانِ رَائِيَاتٌ چون رَامٍ تا آخر اسم مفعول مَرْئِيٌّ مَرْئِيَّانِ تا آخر چون مَرْمِيٌّ تا آخر مہموز اللام واجوف یائی از ضرب اَلْمَجِيْئُ آمدن جَاءَ يَجِيْئُ مَجِيْئًا فهو جَاءٍ وجِيْئَ يُجَاءُ مَجِيْئًا فهو مَجِيْئٌ الامر منه جِئْ والنهى عنه لَاتَجِئْ الظرف منه مَجِيْئٌ تا آخر بروضع بَاعَ يَبِيْعُ تا آخر جز آنکہ جَاءٍ اسم فاعل کہ دراصل جَايِئٌ بود چون بطور بَائِعٌ اعلال کردند جَاءِءٌ شد پس بقاعدہ دوہمزہ متحرک ثانیہ را یا کردند جَائِيٌ شد آن زمان دریا کار رَامٍ کردند جَاءٍ شد جملہ صیغ صرف کبیر ہم مثل صیغ صرف بَاعَ ست جز این کہ ہرجا ہمزہ ساکن شدہ دران بقاعدۂ ہمزہ ساکنہ ابدال شدہ چنانچہ در جِئْنَ جِئْتَ جِئْتُمَا تا آخر ہمزہ بسبب کسرۂ ماقبل یا شدہ جواز او ہم بین بین قریب وبعید در ہمزہ حسب اقتضائے قاعدہ جائز ست۔

ترجمہ:.......امر حاضر معلوم، رَ، رَيَا الخ ۔رَ (صیغہ واحد مذکر امر حاضر معلوم) اصل میں تَرْاِیْ تھا علامت مضارع حذف کرنے کے بعد (فا، کلمہ) متحرک رہا لہذا شروع میں ہمزہ وصلی کی ضرورت نہ ہوئی آخر میں وقف کیا وقف کی وجہ سے آخر کا الف

گر گیا "رَ" ہوا (امر حاضر معلوم کے) دوسرے صیغوں میں علامت مضارع کے حذف کرنے کے بعد (بناء بروقف آخر لے) نون اعرابی حذف ہوا سوائے رَیْنَ جمع مؤنث کے صیغہ کے کہ اس میں نونِ جمع ہونے کی وجہ سے اس کے آخر میں کوئی تغیر نہیں ہوا (کیونکہ یہ صیغہ مبنی ہے) امر غائب معلوم :الخ۔ لَمْ یَرَ کیطرح تعلیل کرلینی چاہئے اور اسی طرح امر مجہول ہے (جیسے لِیُرَ، لِیُرَیَا، لِیُرَوْا، لِتُرَ، لِتُرَیَا، لِیُرَیْنَ، لِتُرَوْا، لِتُرَیْ، لِتُرَیْنَ، لِأُرَ لِنُرَ)

امر حاضر معلوم بانون ثقیلہ :الخ۔ رَیَنَّ اصل میں "رَ" تھا نون ثقیلہ لانے کے بعد حرف علت کے حذف ہونے کا سبب جو کہ وقف تھا زائل ہوا (کیونکہ وقف درمیان میں نہیں ہوتا آخر میں ہوتا ہے) لہٰذا حرف علت واپس آنے کا قابل ہوا مگر الف جو کہ (تَرٰی کے آخر سے امر بناتے وقت) حذف ہوا تھا وہ حرکت کا قابل نہیں تھا اور نون ثقیلہ (ان جیسے مواقع میں) ماقبل فتحہ چاہتا ہے لہٰذا یاء کو جو اس الف کی اصل تھی واپس لاکر فتحہ دیدیا رَیَنَّ ہوا: اور رَوُنَّ (صیغہ جمع مذکر حاضر) اور رَیِنَّ (واحد مؤنث حاضر) میں واو اور یاء جو کہ غیر مدہ تھے بسبب اجتماع ساکنین (واو کو) ضمہ اور (یاء کو) کسرہ کی حرکت دیدی (یعنی رَوُنَّ اصل میں رَوْا تھا اور رَیِنَّ اصل میں رَیْ تھا جب آخر میں نون ثقیلہ لگایا تو رَوُنَّ میں واو اور نون کے درمیان اور رَیِنَّ میں یاء اور نون کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا: اور ان میں سے پہلا ساکن غیر مدہ تھا تو واو کو ضمہ دیدیا اور یاء کو کسرہ دیدیا گیا جیسا کہ پیچھے متعدد بار گذر چکا تو رَوُنَّ اور رَیِنَّ بن گئے امر بالام (یعنی امر غائب معلوم اور امر مجہول) کے نون ثقیلہ کی گردان فعل مضارع کے نون ثقیلہ کی گردان کی طرح ہے سوائے اس کے کہ لام امر مکسور ہے اور لام مضارع مفتوح ہوتا ہے۔ (امر بالام کے نون ثقیلہ کی گردانیں ملاحظہ ہوں۔ امر غائب معلوم :...... لِیَرَیَنَّ، لِیَرَیَانِّ، لِیَرَوُنَّ، لِتَرَیَنَّ، لِتَرَیَانِّ، لِیَرَیْنَانِّ، لِأَرَیَنَّ، لِنَرَیَنَّ۔ امر مجهول بانون ثقیله :...... لِیُرَیَنَّ، لِیُرَیَانِّ، لِیُرَوُنَّ، لِتُرَیَنَّ، لِتُرَیَانِّ، لِیُرَیْنَانِّ، لِتُرَوُنَّ، لِتُرَیِنَّ، لِتُرَیْنَانِّ، لِأُرَیَنَّ لِنُرَیَنَّ)

امر حاضر معلوم بانون خفیفه رَیَنْ الخ۔ اور امر بالام (یعنی امر غائب معلوم اور امر مجہول کے نون خفیفہ کی گردان) کو بھی اسی پر قیاس کرلیں۔

(امر غائب معلوم بانون خفیفہ :...... جیسے لِیَرَیَنْ، لِیَرَوُنْ، لِتَرَیَنْ، لِأَرَیَنْ، لِنَرَیَنْ۔

امر مجہول بانون خفیفہ:...... جیسے لِیُرَیَنْ، لِیُرَوُنْ، لِتُرَیَنْ، لِتُرَوُنْ، لِتُرَیِنْ، لِأُرَیَنْ، لِنُرَیَنْ)

نهی معلوم ومجهول :...... لَایَرَ، لَایَرَیَا، لَایَرَوْا، لَاتَرَ، لَا تَرَیَا، لَایَرَیْنَ، لَاتَرَوْا، لَا تَرَیْ، لَا تَرَیْنَ، لَاأَرَ، لَانَرَ

نهی معلوم ومجهول بانون ثقیله :...... لَایَرَیَنَّ، لَایَرَیَانِّ، لَایَرَوُنَّ، لَاتَرَیَنَّ، لَاتَرَیَانِّ، لَایَرَیْنَانِّ، لَاتَرَوُنَّ، لَاتَرَیِنَّ، لَاتَرَیْنَانِّ، لَاأَرَیَنَّ، لَانَرَیَنَّ۔ امر کے نون ثقیلہ کے صیغوں کے طریقہ پر تعلیل کرنی چاہئے۔ نهی بانون خفیفه :...... (معروف ومجہول) لَایُرَیَنْ الخ اسم فاعل رَاءٍ الخ رَامٍ کی طرح۔ اسم مفعول مَرْئِیٌّ الخ مَرْمِیٌّ مَرْمِیَّانِ الخ کی

طرح۔

مہموز اللام اوراجوف یائی از ضرب اَلْمَجِیْئُ ۔آنا جَاءَ یَجِیْئُ مَجِیْئًا فھو جَاءٍ و جِیْئَ یُجَاءُ مَجِیْئًا فھو مَجِیْئٌ الامر منه جِئْ والنھی عنه لَاتَجِئْ الظرف منه مَجِیْئٌ والالة منه مِجْیَئٌ ومِجْیَئَةٌ ومِجْیَاءٌ وتثنیتھما مَجِیْئَا نِ ومِجْیَئَانِ والجمع منھما مَجَایِئُ ومَجَایِیْئُ والفعل التفضیل منه اَجْیَئُ والمونث منه جُوْئٰی وتثنیتھما اَجْیَئَانِ وجُوْئَیَانِ والجمع منھما اَجْیَئُوْنَ واَجَایِئُ وجُیَئٌ وجُوْئَیَاتٌ۔باع یبیع کے طریقہ پر سوائے اس کے کہ جَاءٍ اسم فاعل جو اصل میں جَایِئٌ تھا۔ جب بَائِعٌ کے طریقہ پر اس میں تعلیل کی (یعنی یاء کو ہمزہ سے بدل دیا) تو جَاءِ ءٌ ہوا پھر دو ہمزہ متحرکہ کے قاعدہ سے (یعنی جَاءٍ والا قاعدہ کے مطابق) دوسرے ہمزہ کو یاء بنادیا تو جَائِیٌ ہوا پھر اس وقت یاء میں رَامٍ والا معاملہ کیا (یعنی یاء ساکن ہو کر التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہوئی) تو جَاءٍ ہوا۔صرف کبیر کے تمام صیغے بھی باع کی گردان کے صیغوں کیطرح ہیں سوائے اس کے کہ جہاں ہمزہ ساکن ہوا ہے وہاں ہمزہ ساکنہ کے قاعدہ سے (یعنی رَاْسٌ ذِئْبٌ والا قاعدہ کے مطابق) ابدال ہوا ہے (یعنی ہمزہ حرف علت سے بدلا ہے) چنانچہ جِئْنَ جِئْتَ الخ میں ہمزہ ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے جوازی طور پر یاء ہوا ہے (یعنی یہاں ہمزہ کا یاء سے بدلنا جائز ہے جیسے جِیْنَ جِیْتَ جِیْتُمَا الخ)اور (اس باب کے) ہمزہ میں قاعدہ کے تقاضہ کے مطابق بین بین قریب اور بعید بھی جائز ہے۔

تشریح و تحقیق

اَلْمَجِیْئُ . یہ ضرب یضرب سے اجوف یائی اور مہموز اللام کا مصدر میمی ہے جَیْئٌ مادہ ہے۔اَلْمَجِیْئُ اصل میں اَلْمَجْیِئُ تھا بقاعدہ ^ یاء کی حرکت ماقبل کو دیدی گئی۔اس میں یَسَلُ والا قاعدہ سے اَلْمَجِیُ پڑھنا جائز ہے۔

تعلیلات:

جَاءَ، اصل میں جَیَئَ تھا بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی۔جِیْئَ اصل میں جُیِئَ تھا بِیْعَ کیطرح تعلیل ہوئی اور یَسَلُ والا قاعدہ کے مطابق اس میں ہمزہ کی حرکت یاء کو دیکر اور ہمزہ کو حذف کر کے جِیَ پڑھنا جائز ہے یَجِیْئُ اصل میں یَجْیِئُ تھا اس کی تعلیل یبیع کی طرح ہے اور یسل والا قاعدہ سے اس کو یَجِیُ پڑھنا جائز ہے۔یُجَاءُ اصل میں یُجْیَئُ تھا اس کی تعلیل یُبَاعُ کی طرح ہے۔جَاءٍ اصل میں جَایِئٌ تھا اس کی تعلیل متن میں مذکور ہے۔مَجِیْئٌ اسم مفعول کا صیغہ بھی ہوسکتا ہے اور اسم ظرف اور مصدر میمی کا بھی۔اگر یہ اسم مفعول کا صیغہ ہو تو پھر اس کی اصل مَجْیُوْءٌ ہے مَبِیْعٌ اسم مفعول کی طرح تعلیل ہوئی ہے۔اور اگر اسم ظرف یا مصدر میمی کا صیغہ ہو تو پھر اس

کی اصل مَجْيِئٌ ہے بقاعدہ یقول یبیع یاء کی حرکت جیم کو دیدی اور بس۔

جِئْ امر حاضر کی تعلیل بِعْ کی طرح ہے اور بقاعدہ ذِیْبٌ ہمزہ ساکنہ کو یاء سے بدل کر اس کو جِیْ پڑھنا جائز ہے اسی طرح لَاتَجِئْ میں لَاتَجِیْ پڑھنا جائز ہے باقی تمام تعلیلات باع یبیع کے طرز پر ہیں سوائے اس کے کہ یہ مھموز بھی ہے تو ہمزہ میں مھموز کے قواعد کے مطابق تخفیف ہوگی۔ جیسے مِجْيِئٌ اور اَجْيِئٌ میں بین بین کا قاعدہ جاری ہوتا ہے اور جُوْئِی جُوْئِیَانِ وغیرہ میں یَسَلُ والا قاعدہ جاری ہوگا۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:...... جَاءَ جَاءَ ا جَاءُ وْا جَاءَ تْ جَاءَ تَا جِئْنَ جِئْتَ الخ .

ماضی مجہول:...... جِيْئَ جِيْئَا جِيْئُوْا جِيْئَتْ جِيْئَتَا جِئْنَ جِئْتَ الخ .

مضارع معلوم:...... يَجِيْئُ يَجِيْئَانِ يَجِيْئُوْنَ تَجِيْئُ تَجِيْئَانِ يَجِئْنَ تَجِيْئُوْنَ تَجِيْئِيْنَ تَجِئْنَ اَجِيْئُ نَجِيْئُ .

مضارع مجہول:...... يُجَاءُ يُجَاءَ انِ الخ بطرز يُبَاعُ يُبَاعَانِ الخ .

امر حاضر معلوم:...... جِئْ جِيْئَا جِيْئُوْا جِيْئِيْ جِئْنَ .

نہی معلوم:...... لَايَجِئْ لَايَجِيْئَا الخ .اسم فاعل جَاءٍ جَائِيَانِ جَائُوْنَ الخ.

فائدہ:...... شَاءَ يَشَاءُ مَشِيْئَةٌ کہ اجوف یائی ومہموز اللام ست ہم از سمع میتوانند شد وہم از فتح چہ حرف حلق بجائے لام درو موجود ست وکسرۂ عین ماضی ظاہر نشدہ در صیغ ماقبل شِئْنَ یا الف شدہ است واصلِ الف ماقبل مفتوح ہر دو میتوان شد ودر شِئْنَ ومابعد آن کسرہ فا چنانکہ بسبب کسر عین ممکن ست ہمچنین بسبب یائی بودن باوصف فتحہ چنانکہ در بِعْنَ ولہذا اصاحب صراح آنرا از فتح شمردہ وبعضے لغویان از سَمِعَ۔

فائدہ:...... در جِئْ امر حاضر ولَمْ يَجِئْ وغیرہ صیغ منجزمہ مضارع ہمزہ یاے تواند شد ودر شَأْ ولَمْ يَشَأْ وغیرہ الف لیکن این حرف علت باقی خواہد ماند حذف نخواہد شد زیرا کہ بدل ست اصلی نیست۔

فائدہ:...... در مَجِيْئٌ ومَشِيْئَةٌ: ہمزہ را یا کردہ ادغام نتوان کرد چہ اصلی ست وآں قاعدہ برائے مدۂ زائدہ است ودر مَجَايِئُ جمع ظرف ودیگر امثالش یا بقاعدہ ۱۸ ابسبب اصلیت ہمزہ نشدہ۔

ترجمہ:...... فائدہ :شَاءَ يَشَاءُ مَشِيْئَةٌ جو کہ (جَاءَ يَجِيْئُ کی طرح) اجوف یائی اور مہموز اللام ہے یہ باب سَمِعَ سے بھی

ہوسکتا ہے اور باب فَتَحَ سے بھی کیونکہ اس میں لام کلمہ کی جگہ حرفِ حلقی (یعنی ہمزہ) موجود ہے (جو باب فَتَحَ کیلئے شرط ہے) اور اس میں ماضی کے عین کلمہ (یعنی یاء) کا کسرہ ظاہر نہیں ہوا (کیونکہ) شِئْنَ سے پہلے کے صیغوں میں یاء الف ہوگئی ہے اور الف کی اصل یائے مکسور اور مفتوح دونوں ہوسکتی ہے اور شِئْنَ اور اس کے مابعد کے صیغوں میں فاء کلمہ کا کسرہ جیسا کہ (ماضی کے) عین کلمہ کے مکسور ہونے کی وجہ سے ممکن ہے اسی طرح اجوف یائی ہونے کی وجہ سے (ماضی کے عین کلمہ کے) فتحہ کے باوجود بھی ممکن ہے جیسے کہ بِعْنَ میں (ماضی مفتوح العین ہونے کے باوجود فاء کلمہ کو کسرہ دیا گیا ہے اجوف یائی ہونے کی وجہ سے) اسی لئے صاحب صراح نے شَاءَ یَشَاءُ کو فتح سے شمار کیا ہے اور بعض اہل لغت نے سمع سے شمار کیا ہے۔

فائدہ: ..... جِئْ امر حاضر اور مضارع کے مجزوم صیغوں لَمْ یَجِئْ وغیرہ میں ہمزہ (بقاعدہ ذِیْبٌ) یاء بن سکتا ہے۔ اور شَأْ اور لَمْ یَشَأْ وغیرہ میں (ہمزہ) الف بن سکتا ہے لیکن یہ حرف علت (جو ہمزہ سے بدلا ہوا ہے) باقی رہے گا حذف نہیں ہوگا کیونکہ یہ ہمزہ سے بدلا ہوا ہے اصلی نہیں ہے۔

فائدہ: ..... مَجِیْئٌ اور مَشِیْئَۃٌ میں (بقاعدہ خَطِیَّۃٌ) ہمزہ کو یاء سے تبدیل کرادغام نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ (یاء) اصلی ہے۔ اور وہ (خَطِیْئَۃٌ والا) قاعدہ مدہ زائدہ کیلئے ہے اور مَجَایِئُ اسم ظرف کی جمع میں اور اس کی طرح دوسرے الفاظ میں بقاعدہ [18] یاء اصلی ہونے کی وجہ سے ہمزہ (سے تبدیل) نہیں ہوئی۔

تشریح و تحقیق

تین فائدے:-

یہاں تین فوائد مذکور ہیں۔

فائدہ نمبر ۱: کا خلاصہ یہ ہیکہ شَاءَ یَشَاءُ مَشِیْئَۃٌ جوجَاءَ یَجِیْئُ کی طرح مھموز اللام اور اجوف یائی ہے کیونکہ حروف اصلی ش، ی، ء، ہیں اس میں دو ۲ احتمال ہیں۔

۱ ..... ایک احتمال یہ ہے کہ سَمِعَ یَسْمَعُ سے ہو اس صورت میں اس کی اصل شَیِئَ یَشْیَئُ ہوگی۔

۲ ..... دوسرا احتمال یہ ہے کہ فَتَحَ یَفْتَحُ سے ہو کیونکہ باب فَتَحَ کیلئے شرط یہ ہے کہ اس کے عین یا لام کلمہ میں حرف حلقی ہو اور یہاں یہ شرط موجود ہے کہ لام کلمہ میں حرف حلقی یعنی ہمزہ موجود ہے۔ اس صورت میں اس کی اصل شَیَئَ یَشْیَئُ ہے شَاءَ میں بقاعدہ قَالَ اور یَشَاءُ میں بقاعدہ یُقَالُ یُبَاعُ یاء الف سے بدل گئی۔ تعلیل کے اعتبار سے دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں خواہ سَمِعَ سے ہو یا فَتَحَ سے۔

قولہ وکسرہ عین ماضی ظاہر نشدہ الخ: یعنی اس میں سَمِعَ اور فَتَحَ دونوں کا احتمال اسلئے ہے کہ ماضی میں عین کلمہ

یعنی یاء پرکسرہ موجود نہیں ہے کیونکہ شِئْنَ سے پہلے کے پانچ صیغوں میں تو یاء الف سے تبدیل ہوئی ہے اور اس کے بعد کے تمام صیغوں میں یاء حذف ہوگئی ہے۔ اب یہ واضح نہیں کہ یاء اصل میں مکسور ہے یا مفتوح؟ اگر ماضی میں عین کلمہ پر کسرہ موجود ہوتا تو پھر اس کو صرف باب سمع سے قرار دیا جاتا کہ اُس میں ماضی کا عین کلمہ مکسور ہوتا ہے۔ لیکن یہاں عین کلمہ یعنی یاء پر کسرہ موجود نہیں لہٰذا اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ یاء پر کسرہ ہو اور یہ سَمِعَ سے ہو اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی احتمال ہے کہ یاء اصل میں مفتوح ہو اور یہ فتح سے ہو۔ پھر اعتراض وارد ہوا کہ اگر شَاءَ یَشَاءُ فَتَحَ سے ہے تو پھر شِئْنَ اور اس کے مابعد کے تمام صیغوں میں فاء کلمہ یعنی شین کو کسرہ کیوں دیا گیا فاء کلمہ کو کسرہ تو ماضی کے مکسور العین ہونے کے وقت دیا جاتا ہے جیسے خِفْنَ میں ہوا ہے جبکہ فَتَحَ کی ماضی مکسور العین نہیں ہوتی مفتوح العین ہوتی ہے۔ تو شِئْنَ وغیرہ ماضی کے صیغوں میں فاء کلمہ کا کسرہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ سَمِعَ سے ہے فَتَحَ سے نہیں۔

قولہ ودر شِئْنَ و مابعد آں کسرہ فاء الخ: یہاں سے اس اعتراض کا جواب دیا کہ ماضی میں فاء کلمہ پر کسرہ صرف اس کے مکسور العین ہونے کی وجہ سے نہیں آتا بلکہ جس طرح ماضی کے مکسور العین ہونے کی وجہ سے فاء کلمہ کو کسرہ دیا جاتا ہے (جیسے خِفْنَ میں) تو اسی طرح اجوف یائی ہونے کی وجہ سے بھی فاء کلمہ کو کسرہ دیا جاتا ہے اگرچہ ماضی مفتوح العین ہی کیوں نہ ہو جیسے بِعْنَ جو اصل میں بَیَعْنَ تھا یہاں اجوف یائی ہونے کی وجہ سے فاء کلمہ یعنی باء کو کسرہ دیا گیا ہے باوجود اس کے کہ ماضی مفتوح العین ہے۔ لہٰذا شِئْنَ وغیرہ میں فاء کلمہ کے مکسور ہونے کے باوجود اس کا باب فَتَحَ سے ہونا ممکن ہے۔ پس اگر یہ سَمِعَ سے ہو تو فاء کلمہ کو کسرہ اس لئے دیا گیا ہے کہ ماضی کے مکسور العین ہونے پر دلالت کرے اور اگر یہ فَتَحَ سے ہو تو فاء کلمہ پر کسرہ اس لئے آیا ہے کہ یائے محذوفہ پر دلالت کرے (یعنی اجوف یائی ہونے پر)

فائدہ نمبر ۲:......اس میں یہ بتلایا کہ مھموز اللام کے امر حاضر اور مضارع مجزوم کے صیغوں میں جب وقف یا عامل جازم کی وجہ سے ہمزہ ساکن ہو جائے تو رَاسٌ، ذِیْبٌ، بُوْسٌ والا قاعدہ کے مطابق اس ساکن ہمزہ کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے تبدیل کرنا جائز ہے۔ جیسے جِئْ، لَمْ یَجِئْ اور لِیَجِئْ، لَا تَجِئْ وغیرہ میں ہمزہ کو یاء سے بدل کر جِیْ، لَمْ یَجِیْ، لِیَجِیْ، لَا تَجِیْ پڑھنا جائز ہے۔ اور شَأْ: لَمْ یَشَأْ میں ہمزہ کو الف سے بدل کر شَا: لَمْ یَشَا پڑھنا جائز ہے۔ پھر اعتراض ہوا کہ جب جِئْ لَمْ یَجِئْ وغیرہ میں ہمزہ حرف علت سے بدل گیا تو پھر امر

میں وقف کی وجہ سے آخر سے یہ حرف علت گر جانا چاہیئے جیسے کہ اُدْعُ اُدْعُ میں گرا ہے۔ اور مضارع مجزوم کے صیغوں میں عامل جازم کی وجہ سے گر جانا چاہیئے جیسے کہ لَمْ یَدْعُ، لَمْ یَرْمِ وغیرہ میں گرا ہے لیکن یہاں تو آخر کا حرف علت حذف نہیں ہوتا بلکہ جِیْءٌ، لَمْ یَجِیْءْ وغیرہ پڑھا جاتا ہے حرف علت کے برقرار رہنے کے ساتھ: یہ کیوں!

قولہ لیکن ایں حرف علت باقی خواہد الخ: اس عبارت سے مذکورہ اعتراض کا جواب دیا گیا کہ وقف اور عامل جازم کی وجہ سے وہ حرف علت حذف ہوتا ہے جو کہ اصل ہو یعنی وہ فعل معتل اللام ہو۔ حرف علت کسی سے بدلا ہوا نہ ہو اور جِیْءٌ وغیرہ میں حرف علت اصلی نہیں ہے بلکہ ہمزہ سے بدلا ہوا ہے۔

فائدہ نمبر۳:...... اس فائدہ سے ایک اعتراض کا جواب دینا مقصود ہے۔ وہ اعتراض یہ ہے کہ مَجِیْءٌ اور مَشِیْئَۃٌ دونوں مصادر میں خَطِیَّۃٌ والا قاعدہ جاری ہونا چاہیئے کیونکہ ان میں ہمزہ یائے مدہ کے بعد واقع ہے لہذا ہمزہ کو یاء سے بدل کر یائے اول کا یائے ثانی میں ادغام کر کے مَجِیٌّ اور مَشِیَّۃٌ پڑھنا چاہیئے حالانکہ ان میں خَطِیَّۃٌ والا قاعدہ جاری نہیں ہوتا یہ کیوں؟

جواب:...... کا خلاصہ یہ ہے کہ خطیّۃ والا قاعدہ میں یہ شرط ہے کہ ہمزہ واو اور یاء مدہ زائدہ کے بعد یا یائے تصغیر کے بعد واقع ہو یہاں یاء مدہ تو ہے لیکن زائدہ نہیں بلکہ اصلی ہے عین کلمہ ہے۔

پھر اعتراض ہوا کہ مَجَایِیءُ اور مَبَایِعُ وغیرہ جو جمع اسم ظرف اور اسم آلہ کے صیغے ہیں ان میں بقاعدہ شرائف یاء ہمزہ سے کیوں نہیں بدلی جبکہ یاء الف مفاعل کے بعد واقع ہے؟

جواب:...... **قولہ ودر مَجَایِیءُ جمع ظرف الخ**: اس عبارت سے جواب دیا کہ ان میں قاعدہ (۱۸) یعنی شرائف والا قاعدہ اس لئے جاری نہیں ہوتا کہ یہ یاء اصلی ہے یعنی عین کلمہ ہے جبکہ قاعدہ (۱۸) میں زائد ہونا شرط ہے۔ اصلی ہونے کی صورت میں اُس وقت قاعدہ جاری ہوتا ہے جب الف مفاعل سے قبل بھی حرف علت ہو جیسے فَوَائِدُ جو اصل میں فَوَایِدُ تھا جبکہ مَجَایِیءُ وغیرہ میں الف مفاعل سے پہلے حرف علت موجود نہیں۔

فصل سوم در مضاعف مشتمل بر دو قسم قسمِ اول در قواعد وصرف مضاعف، قاعده:ا...... چون از دو حرف متجانس یا متقارب اول ساکن باشد در ثانی ادغام کنند خواه در یک کلمہ باشد چون مَدٌّ وشَدٌّ وعَبَدْتُّمْ خواه در دو کلمہ چون اِذْهَبْ بِنَا وعَصَوْا وَكَانُوا، مگر آنکہ اول مدہ باشد چون فِيْ يَوْمٍ کہ ادغام نکنند ب: اگر ہر دو متحرک باشد در یک کلمہ وماقبل اول متحرک اول را ساکن کردہ در دوم ادغام کنند چون مَدَّ وفَرَّ مگر شرط این ست کہ اسم متحرک العین مثل شَرَرٌ، وسُرُرٌ نباشد ج. اگر ماقبل اول ساکن باشد غیر مدہ حرکت اول بماقبل دادہ ادغام کنند چون يَمُدُّ ويَفِرُّ ويَعَضُّ بشرط آنکہ ملحق نباشد لہٰذا در جَلْبَبَ این قاعدہ جاری نشود۔ د: اگر ماقبل اول مدہ باشد بے نقل حرکت اول را ساکن کردہ در دوم ادغام کنند چون حَاجَّ ومُوْدَّ۔ ہ: اگر بعد ادغام بر حرف دوم وقفِ امر یا جزمِ جازم وارد شود آنجا حرف دوم را فتحہ وکسرہ وفک ہر سہ جائز ست چون فِرَّ، فِرِّ، اِفْرِرْ، واگر ماقبل اول مضموم باشد ضمہ ہم جائز ست چون لَمْ يَمُدُّ۔

ترجمہ:...... تیسری فصل مضاعف کے بارے میں۔ یہ فصل دو[2] قسموں پر مشتمل ہے۔

پہلی قسم:...... مضاعف کے قواعد اور گردان کے متعلق:

قاعدہ نمبر ا:...... جب دو[2] ہم جنس یا قریب المخرج حرفوں میں سے پہلا حرف ساکن ہو تو اس کو دوسرے میں مدغم کر دیتے ہیں خواہ یہ دونوں حرف ایک کلمہ میں ہوں جیسے مَدٌّ، اور شَدٌّ، اور عَبَدْتُّمْ۔ خواہ دو[2] کلموں میں ہوں جیسے اِذْهَبْ بِنَا، اور عَصَوْا وَكَانُوا۔ لیکن یہ کہ اگر پہلا مدہ ہو جیسے فِيْ يَوْمٍ تو ادغام نہیں کرینگے۔

ب: اگر دونوں متحرک ہوں ایک کلمہ میں اور ان دونوں میں سے حرف اول کا ماقبل بھی متحرک ہو تو حرف اول کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کرتے ہیں جیسے مَدَّ اور فَرَّ، مگر (ادغام کی) شرط یہ ہے کہ اسم شَرَرٌ، اور سُرُرٌ کی طرح متحرک العین نہ ہو۔

ج: اگر متجانسین میں سے حرف اول کا ماقبل ساکن غیر مدہ ہو تو حرف اول کی حرکت ماقبل کو دیکر ادغام کرتے ہیں جیسے يَمُدُّ، يَفِرُّ اور يَعَضُّ بشرطیکہ ملحق نہ ہو لہٰذا جَلْبَبَ میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوگا (کیونکہ یہ ملحق ہے)

د: اگر حرف اول کا ماقبل مدہ ہو تو نقلِ حرکت کے بغیر حرف اول کو ساکن کر کے دوسرے میں مدغم کرتے ہیں جیسے حَاجَّ اور مُوْدَّ۔

ہ: اگر ادغام کے بعد دوسرے حرف پر امر کا وقف یا عامل جازم کا جزم آ جائے تو اس جگہ دوسرے حرف کو فتحہ، اور کسرہ دینا اور فک ادغام (یعنی ادغام نہ کرنا) تینوں[3] امر جائز ہیں جیسے فِرَّ، فِرِّ، اِفْرِرْ اور اگر حرف اول کا ماقبل مضموم ہو تو (مذکورہ تین صورتوں کے علاوہ دوسرے حرف کو) ضمہ دینا بھی جائز ہے جیسے لَمْ يَمُدُّ۔

تشریح وتحقیق

مضاعف کے قواعد

باب سوم جو کہ تین فصلوں پر مشتمل تھا ان میں سے یہ تیسری فصل مضاعف کے بیان میں ہے۔ یہ فصل دو[۲] قسموں پر مشتمل ہے قسم اول مضاعف کے قواعد اور گردان کے بیان میں ہے اور قسم دوم مضاعف ومہموز اور مضاعف ومعتل سے مرکب ابواب کے بیان میں ہے۔ یہاں مضاعف کے پانچ قاعدے مذکور ہیں۔

(۱) مَدَّ اور شَدَّ والا قاعدہ:...... جب دو[۲] ہم جنس یا قریب المخرج حروف میں سے پہلا حرف ساکن ہو اور مدہ نہ ہو تو حرف اول کو دوسرے میں مدغم کیا جاتا ہے خواہ یہ دونوں حرف ایک کلمہ میں ہوں یا الگ الگ کلمہ میں۔

ایک کلمہ کی مثال جیسے مَدَّ اور شَدَّ جو اصل میں مَدْدَ اور شَدْدَ تھے یہاں دو ہم جنس حرف یعنی دو[۲] دال ایک کلمہ میں واقع ہوئے اور ان میں سے حرف اول ساکن تھا اور مدہ نہیں تھا تو دال اول کو دال ثانی میں مدغم کیا: اسی طرح عَبَدْتُمْ جو اصل میں عَبَدْتُمْ تھا اس میں دو[۲] قریب المخرج حروف یعنی دال اور تاء ایک کلمہ میں جمع ہیں تو دال کو تاء سے تبدیل کر تاء کو تاء میں مدغم کیا۔

الگ الگ کلموں کی مثال جیسے اِذْهَبْ بِنَا جو اصل میں اِذْهَبْ بِنَا تھا یہاں ایک جنس کے دو[۲] حرف یعنی دو[۲] باء الگ الگ کلموں میں ہیں کیونکہ اِذْهَبْ الگ کلمہ اور بِنَا جار مجرور الگ۔ اور اسی طرح عَصَوْا وَّ كَانُوْا جو اصل میں عَصَوْا وَ كَانُوْا تھا اس میں دو[۲] ہم جنس حرف یعنی واو الگ الگ کلمہ میں ہیں تو واو اول کو واو ثانی میں مدغم کیا۔ فِيْ يَوْمٍ میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوگا اگر چہ ایک جنس کے دو[۲] حرف یعنی یاء جمع ہیں کیونکہ یائے اول مدہ ہے اور اس قاعدہ میں حرف اول کا مدہ نہ ہونا شرط ہے۔

سوال:...... ایک قاعدہ کی متعدد مثالیں کیوں؟

جواب:...... اس بات کی طرف اشارہ کرنے کیلئے کہ یہ قاعدہ اسم میں بھی جاری ہوتا ہے جیسے مُدٌّ اور شَدٌّ اور فعل میں بھی جیسے عَبَدْتُّمْ ایک کلمہ میں بھی جاری ہوتا ہے جیسے مذکورہ مثالیں اور الگ الگ کلموں میں بھی جیسے اِذْهَبْ بِّنَا اور عَصَوْا وَّ كَانُوْا، پھر اس میں بھی عموم ہے کہ حرف مدغم کلمہ کے حروف اصلیہ میں سے ہو جیسے مُدٌّ، شَدٌّ عَبَدْتُّمْ، اِذْهَبْ بِّنَا، یا حرف مدغم حروف اصلیہ میں سے نہ ہو جیسے عَصَوْا وَّ كَانُوْا کہ اس میں واو اول مدغم ہے جو کہ حرف اصلی نہیں ہے بلکہ واو جمع ہے۔

(۲) مَدَّ اور فَرَّ والا قاعدہ:

اگر متجانسین ایک کلمہ میں ہوں اور دونوں متحرک ہوں اور ان دونوں کا ماقبل بھی متحرک ہو تو حرف اول کو ساکن کر کے دوسرے میں ادغام کیا جاتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ دونوں متجانسین ایسے اسم میں نہ ہوں جس کا عین کلمہ متحرک ہو۔ جیسے مَدَّ جو اصل میں مَدَدَ تھا اور فَرَّ جو اصل میں فَرَرَ تھا۔ یہاں ایک جنس کے دو۲ حرف یعنی مَدَدَ میں دو۲ دال اور فَرَرَ میں دو۲ راء ایک کلمہ میں واقع ہوئے دونوں متحرک ہیں اور حرف اول کا ماقبل بھی متحرک ہے یعنی مَدَدَ میں میم، اور فَرَرَ میں فاء۔ اور اسم متحرک العین بھی نہیں تو مَدَدَ میں دال اول کو ساکن کر کے دوسرے میں مدغم کیا اور فَرَرَ میں رائے اول کو ساکن کر کے رائے ثانی میں مدغم کیا شَرَرٌ، سُرُرٌ، سَبَبٌ، مَدَدٌ وغیرہ میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوتا کیونکہ یہ تمام اسماء متحرک العین ہیں۔

(۳) یَمُدُّ اور یَفِرُّ والا قاعدہ:

جب دونوں متجانسین متحرک ہوں اور ان دونوں کا ماقبل والا حرف ساکن ہو لیکن مدہ نہ ہو تو حرف اول کی حرکت ماقبل کو دیکر اس کو دوسرے میں مدغم کیا جاتا ہے لیکن یہ شرط ہے کہ ملحق کلمہ نہ ہو جیسے یَمُدُّ جو اصل میں یَمْدُدُ تھا اور یَفِرُّ جو اصل میں یَفْرِرُ تھا اور یَعَضُّ جو اصل میں یَعْضَضُ تھا۔ تینوں میں سے ہر ایک کے اندر دونوں متجانسین متحرک تھے (یعنی بالترتیب۔ دو۲ دال، دو۲ راء، دو۲ ضاد) اور ان کا ماقبل ساکن تھا یعنی مثال اول میں میم، ثانی میں فاء، اور ثالث میں عین۔ اور وہ ساکن مدہ بھی نہیں تو حرف اول کی حرکت ماقبل کو دیکر اس کا دوسرے میں ادغام کیا گیا۔
جَلْبَبَ میں یہ قاعدہ اسلئے جاری نہیں ہوتا کہ یہ ملحق کلمہ ہے۔

(۴) حَآجَّ اور مُوَدَّ والا قاعدہ:

جب متجانسین دونوں متحرک ہوں اور ان کا ماقبل مدّہ ہو تو حرف اول کی حرکت حذف کر کے اس کا دوسرے میں ادغام کیا جاتا ہے جیسے حَآجَّ جو اصل میں حَاجَجَ تھا ضَارَبَ کی طرح۔ اس میں دو ہم جنس حرف یعنی دو۲ جیم متحرک ہو کر واقع ہوئے اور ان سے پہلے الف مدہ ہے تو جیم اول کی حرکت حذف کر کے اس کا دوسرے میں ادغام کیا گیا اور مُوْدٌّ اصل میں مُوْدِدٌ تھا ضُوْرِبَ کی طرح۔ اس میں ایک جنس کے دو۲ حرف یعنی دال متحرک ہو کر واقع ہوئے اور ان سے پہلے واو مدہ ہے تو دال اول کی حرکت حذف کر کے اس کا دال ثانی میں ادغام کیا گیا۔

(۵) مُدَّ، فِرَّ اور لَمْ یَمُدَّ، لَمْ یَفِرَّ والا قاعدہ:

متجانسین میں سے دوسرا حرف اگر ادغام کے بعد امر کی وجہ سے محل وقف میں واقع ہو جائے یا شروع میں عامل جازم آنے کی وجہ سے محل جزم میں واقع ہو جائے تو اس میں تین[۳] صورتیں جائز ہیں (۱) فتحہ (۲) کسرہ (۳) فک ادغام یعنی ادغام نہ کرنا اور اپنی اصل پر چھوڑنا۔

اور اگر مضارع کا عین کلمہ مضموم ہو تو پھر ان تین صورتوں کے علاوہ ایک چوتھی صورت بھی جائز ہے یعنی دوسرے حرف کو ضمہ دینا۔

امر کی مثال جیسے فِرَّ، فِرِّ، اِفْرِرْ۔ اس کا مضارع مکسور العین ہے۔ اور مُدَّ، مُدِّ، مُدُّ، اُمْدُدْ، اس کا مضارع مضموم العین ہے اور جزم کی مثال جیسے لَمْ یَفِرَّ، لَمْ یَفِرِّ، لَمْ یَفْرِرْ۔ اس میں عین کلمہ مکسور ہے۔ اور لَمْ یَمُدَّ، لَمْ یَمُدِّ، لَمْ یَمُدُّ، لَمْ یَمْدُدْ، اس میں عین کلمہ مضموم ہے۔

تنبیہ:...... اس قاعدہ میں جو کہا گیا ہے کہ اگر ماقبل اول مضموم باشد ضمه هم جائز ست ۔ اس میں حرف اول کے ماقبل کے مضموم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ادغام کے بعد حرف اول کا ماقبل مضموم ہو یہ مطلب نہیں ہے کہ ادغام سے پہلے حرف اول کا ماقبل مضموم ہو کیونکہ لَمْ یَمُدَّ: ادغام سے پہلے لَمْ یَمْدُدْ تھا اس میں حرف اول کا ماقبل یعنی میم مضموم نہیں تھا بلکہ ساکن تھا اور خود حرفِ اول جو کہ عین کلمہ ہے وہ مضموم تھا اس لئے اس قاعدہ کی تشریح میں ماقبل اول کے مضموم ہونے کے بجائے خود مضارع کے مضموم العین ہونے کی بات کی گئی ہے۔ البتہ ادغام کے بعد حرف اول کا ماقبل مضموم ہے جیسے لَمْ یَمُدَّ میں میم، اور یہ ضمہ وہی عین کلمہ کا ضمہ ہے جو میم کی طرف منتقل ہوا ہے۔ تو ادغام کے بعد حرف اول کا ماقبل مضموم اس وقت ہوگا جبکہ مضارع مضموم العین ہو۔ تو حرف اول کے ماقبل کا مضموم ہونا مضارع کے مضموم العین ہونے کو مستلزم ہے۔ اسلئے مصنفؒ نے حرف اول کے ماقبل کے مضموم ہونے کے الفاظ استعمال کئے۔

مضاعف از نصر اَلْمَدُّ کشیدن مَدَّ یَمُدُّ مَدًّا فَهُوَ مَادٌّ وَمُدَّ یُمَدُّ مَدًّا فَهُوَ مَمْدُوْدٌ الامر مِنْهُ مُدَّ مُدِّ مُدُّ اُمْدُدْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتَمُدَّ لَاتَمُدِّ لَاتَمُدُّ لَاتَمْدُدْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَمَدٌّ، وَالْاٰلَةُ مِنْهُ مِمَدٌّ وَمِمَدَّةٌ وَمِمْدَادٌ وَتَثْنِیَتُهُمَا مَمَدَّانِ وَمِمَدَّانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا مَمَادٌّ، وَمَمَادِیْدُ، وَافْعَلُ التَّفْضِیْلِ مِنْهُ اَمَدُّ وَالْمُؤَنَّثُ مِنْهُ مُدّٰی وَتَثْنِیَتُهُمَا اَمَدَّانِ وَمُدَّیَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا اَمَدُّوْنَ، وَاَمَادُّ، وَمُدَدٌ، وَمُدَّیَاتٌ، در مَدَّ که اصلش مَدَدَ بود بقاعدہ ب ادغام کردند و ہمچنین در مُدَّ و در یَمُدُّ بقاعدہ ج ادغام کردند و ہکذ در یُمَدُّ، و در مَادٌّ اسم فاعل و مَمَادُّ جمع ظرف و آلہ و اَمَادُّ جمع اسم تفضیل بقاعدہ د عمل کردند و در امر و نہی بقاعدہ ہ عمل شد اثبات فعل ماضی معروف مَدَّ، مَدَّا، مَدُّوْا، مَدَّتْ، مَدَّتَا، مَدَدْنَ، مَدَدْتَ، مَدَدْتُمَا، مَدَدْتُمْ، مَدَدْتِ، مَدَدْتُنَّ، مَدَدْتُّ، مَدَدْنَا: در مَدَدْنَ و مابعد آن بسبب سکون دالِ دوم، دالِ اول را ادغام نکردند مگر از مَدَدْتَ تا مَدَدْتُّ دال دوم در تا بقاعدہ نمبر ا: ادغام یافتہ بسبب قرب مخرج دال با تا مجهول: مُدَّ، مُدَّا، مُدُّوْا، مُدَّتْ، مُدَّتَا، مُدِدْنَ، مُدِدْتَ، مُدِدْتُمَا، مُدِدْتُمْ، مُدِدْتِ، مُدِدْتُنَّ، مُدِدْتُّ، مُدِدْنَا بر قیاس مذکور مضارع معروف: یَمُدُّ یَمُدَّانِ یَمُدُّوْنَ تا آخر و ہٰذا مجهول: نفی بلن: لَنْ یَمُدَّ، لَنْ یَمُدَّا، لَنْ یَمُدُّوْا تا آخر بجیکہ لَنْ در صحیح عمل مینکند کردہ ادغام مضارع بحال خود ست و ہمچنین مجهول: نفی جحد بلم معروف: لَمْ یَمُدَّ لَمْ یَمُدِّ لَمْ یَمُدُّ لَمْ یَمْدُدْ لَمْ یَمُدَّا، لَمْ یَمُدُّوْا، لَمْ تَمُدَّ لَمْ تَمُدِّ لَمْ تَمُدُّ لَمْ تَمْدُدْ لَمْ تَمُدَّا لَمْ یَمْدُدْنَ، لَمْ تَمُدُّوْا، لَمْ تَمُدِّیْ، لَمْ تَمْدُدْنَ لَمْ اَمُدَّ لَمْ اَمُدِّ لَمْ اَمُدُّ لَمْ اَمْدُدْ، لَمْ نَمُدَّ لَمْ نَمُدِّ لَمْ نَمُدُّ لَمْ نَمْدُدْ در لَمْ یَمُدَّ و اخواتش اعمال قاعدہ ہ شدہ و قس علیہ المجهول لام تاکید با نون ثقیلہ در فعل مستقبل معروف لَیَمُدَّنَّ لَیَمُدَّانِّ لَیَمُدُّنَّ تا آخر طوریکہ در صحیح میباشد بودہ است ادغام مضارع بحال خود ماند و ہم چنین مجهول نون خفیفہ معروف لَیَمُدَّنْ لَیَمُدُّنْ تا آخر و ہٰذا مجهول، امر حاضر معروف: مُدَّ مُدِّ مُدُّ اُمْدُدْ، مُدَّا، مُدُّوْا، مُدِّیْ، اُمْدُدْنَ در تثنیہ و جمع مذکر و واحد مؤنث حاضر فکِّ ادغام جائز نیست زیرا کہ موقع جزم و وقف دال دوم نیست و لہٰذا اُكْفُفَا را در شعر قصیدہ بردہ ع فَمَا لِعَیْنَیْکَ اِنْ قُلْتَ اكْفُفَا هَمَتَا: غلط قرار دادہ اند۔

ترجمہ:...... مضاعف نصر سے اَلْمَدُّ کھینچنا، مَدَّ یَمُدُّ الخ مَدَّ (ماضی معلوم) جس کی اصل مَدَدَ ہے۔ اس میں قاعدہ نمبر ۲: یعنی مَدَّ اور فَرَّ والا قاعدہ) سے ادغام کیا اسی طرح مُدَّ (ماضی مجهول) میں (بھی قاعدہ ۲ جاری ہوا کہ یہ اصل میں مُدِدَ تھا) یَمُدُّ (مضارع معلوم) میں بقاعدہ نمبر ۳۔ (یعنی یَمُدُّ اور یَفِرُّ والا قاعدہ سے) ادغام کیا۔ اور اسی طرح یُمَدُّ (مضارع مجهول) میں ہوا۔ مَادٌّ اسم فاعل

میں اور مَمَاڈٌاسم ظرف اوراسم آلہ کی جمع میں اور اَمَادٌاسم تفضیل مذکر کی جمع میں قاعدہ نمبر ۴ کے مطابق عمل کیا (کہ مَادٌ اصل میں مَادِدٌ تھا۔ اور مَمَادٌ کی اصل مَمَادِدُ ہے اور اَمَادٌ کی اصل اَمَادِدُ ہے متجانسین میں سے حرف اول کی حرکت حذف کر کے اس کو دوسرے میں مدغم کیا) امر اور نہی کے صیغوں میں قاعدہ نمبر ۵ کے مطابق عمل ہوا (کہ واحد مذکر حاضر واحد مذکر غائب واحد مؤنث غائب واحد متکلم اور جمع متکلم کے صیغوں میں چار صورتیں جائز ہیں۔ یعنی فتحہ، کسرہ، ضمہ، فک ادغام)

فعل ماضی مثبت معلوم: مَدَّ الخ مَدَدْنَ اور اس کے مابعد کے صیغوں میں دال دوم کے ساکن ہونے کی وجہ سے دال اول کا ادغام نہیں کیا (کیونکہ ان میں مضاعف کا کوئی قاعدہ نہیں پایا جاتا) لیکن مَدَدْتَّ (واحد مذکر حاضر) سے لیکر مَدَدْتُّ (واحد متکلم) تک بقاعدہ نمبر ۱ (یعنی مَدَّ اور شَدَّ والا قاعدہ سے) دال دوم کا تاء میں ادغام ہوا ہے دال کا تاء کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے (یعنی دال اور تاء قریب المخرج ہیں اس لئے دال تاء سے تبدیل ہو کر تاء میں مدغم ہوا عَبَدْتُّمْ کی طرح) ماضی مجہول مُدَّ الخ (ماضی معلوم کے) مذکورہ طریقہ پر۔

مضارع معلوم: يَمُدُّ يَمُدَّانِ يَمُدُّوْنَ تَمُدُّ تَمُدَّانِ يَمْدُدْنَ تَمُدُّ تَمُدَّانِ تَمُدُّوْنَ تَمُدِّيْنَ تَمُدَّانِ تَمْدُدْنَ اَمُدُّ نَمُدُّ اور اسی طرح مضارع مجہول کی گردان ہے (جیسے يُمَدُّ يُمَدَّانِ يُمَدُّوْنَ تُمَدُّ تُمَدَّانِ يُمْدَدْنَ الخ)

نفی بلن الخ ۔ لن جس طرح صحیح میں عمل کرتا ہے وہ یہاں کیا ہے (یعنی نصب دینا اور نون اعرابی گرانا وغیرہ) اور مضارع کا ادغام اپنے حال پر ہے (یعنی صحیح کی طرح ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کی گردان بھی صحیح کی طرح بغیر ادغام کے ہو۔ یہ بات نہیں ہے: مضارع کے صیغوں میں جو ادغام ہوا ہے وہ دخول لن کے بعد بھی باقی رہیگا بلکہ صحیح کی طرح ہونے سے مراد یہ ہے کہ لَنْ کی وجہ سے اس گردان میں کوئی نیا تغیر نہیں ہوا لن نے یہاں بھی صرف وہی عمل کیا جو صحیح میں کرتا ہے) اور اسی طرح مجہول کی گردان ہے (جیسے لَنْ يُمَدَّ لَنْ يُمَدَّا الخ) نفی جحد بلم الخ ۔ لَمْ يَمُدَّ اور اس کی اخوات (یعنی لَمْ تَمُدَّ لَمْ اَمُدَّ لَمْ نَمُدَّ) میں قاعدہ نمبر ۵ کا اجرا ہوا ہے اور اسی (معلوم کی گردان) پر آپ جحد مجہول کی گردان قیاس کر لیں ۔ لام تاکید بانون ثقیلہ: لَيَمُدَّنَّ لَيَمُدَّانِّ لَيَمُدُّنَّ لَتَمُدَّنَّ لَتَمُدَّانِّ لَيَمْدُدْنَانِّ لَتَمُدَّنَّ لَتَمُدَّانِّ لَتَمُدُّنَّ لَتَمُدِّنَّ لَتَمُدَّانِّ لَتَمْدُدْنَانِّ لَاَمُدَّنَّ لَنَمُدَّنَّ ۔ (یہ گردان) اسی طرح ہے جس طرح صحیح میں ہوتی ہے (البتہ) مضارع کا ادغام اپنے حال پر باقی رہا ہے۔ اور اسی طرح مجہول کی گردان ہے (جیسے لَيُمَدَّنَّ لَيُمَدَّانِّ الخ)

امر حاضر معلوم الخ ۔ تثنیہ، جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر کے صیغوں میں فک ادغام جائز نہیں ہے کیونکہ (ان صیغوں میں) دال دوم وقف اور جزم کا محل نہیں اور اسی لئے قصیدہ بردہ کے شعر فَمَالِعَيْنَيْكَ الخ میں اُكْفُفَا کو صرفیوں نے غلط قرار دیا ہے۔

تشریح وتحقیق

مضاعف کی گردانیں

اجراءِ قواعد:

مَمْدُوْدٌ اسم مفعول اور مِمْدَادٌ اسم آلہ میں مضاعف کا کوئی قاعدہ جاری نہیں ہوتا کیونکہ ان میں متجانسین کے درمیان فاصلہ موجود ہے۔ مَمَدٌّ اسم ظرف اصل میں مَمْدَدٌ تھا۔ اور مِمَدٌّ، مِمَدَّةٌ اسم آلہ کی اصل مِمْدَدٌ مِمْدَدَةٌ ہے اور اَمَدُّ اسم تفضیل اصل میں اَمْدَدُ تھا ان سب میں قاعدہ نمبر۳: یعنی یَمُدُّ یَفِرُّ والا قاعدہ جاری ہوا، اسی طرح مَمَدَّانِ تثنیہ اسم ظرف، اور مِمَدَّانِ تثنیہ اسم آلہ اصل میں مَمْدَدَانِ او ر مِمْدَدَانِ تھے۔ اور اَمَدَّانِ تثنیہ اسم تفضیل اصل میں اَمْدَدَانِ تھا۔

اور اَمَدُّوْنَ جمع مذکر سالم اسم تفضیل اصل میں اَمْدَدُوْنَ تھا۔ ان سب میں یَمُدُّ والا قاعدہ کے مطابق دال اول کی حرکت ماقبل میم کو دیکر دالِ اول کو دالِ ثانی میں مدغم کیا۔

مُدّٰی مُدَّیَانِ الخ۔ اسم تفضیل مؤنث کے تمام صیغوں میں مَدَّ شَدَّ والا قاعدہ جاری ہوا کہ ان کی اصل مُدْدٰی، مُدْدَیَانِ الخ تھی سوائے مُدَدٌ جمع مؤنث مکسر کے کہ اس میں مضاعف کا کوئی قاعدہ جاری نہیں ہوتا کیونکہ یہ ایسا اسم ہے جو متحرک العین ہے اور اسم متحرک العین میں مضاعف کے قواعد جاری نہیں ہوتے۔

قولہ در تثنیہ وجمع مذکر وواحد مؤنث حاضر الخ۔ یعنی امر حاضر کے ان تین صیغوں میں فک ادغام جائز نہیں ہے مثلاً مُدَّا: کو اُمْدُدَا: پڑھنا اور مُدُّوا: کو اُمْدُدُوا: پڑھنا اور مُدِّیْ کو اُمْدُدِیْ پڑھنا جائز نہیں ہے بلکہ ادغام کے ساتھ پڑھا جائیگا کیونکہ مضاعف میں فک ادغام وقف یا جزم کی بناء پر ہوتا ہے جیسا کہ آپ نے مضاعف کے قاعدہ نمبر۵ میں پڑھا۔ ہے یا متجانسین کا کوئی قاعدہ جاری نہ ہونے کی وجہ سے اپنی اصل کے مطابق استعمال ہونے کی بناء پر فک ادغام ہوتا ہے۔ اور ان صیغوں میں دال دوم وقف اور جزم کا محل تو ہے نہیں اسلئے کہ محل وقف اور محل جزم آخری حرف ہوتا ہے اور ان صیغوں میں آخری حرف نون اعرابی تھا جو گر گیا ہے البتہ واحد مذکر حاضر اور جمع مؤنث حاضر کے صیغہ میں فک ادغام ہوتا ہے جیسے اُمْدُدْ (صیغہ واحد مذکر حاضر) اور اُمْدُدْنَ (جمع مؤنث حاضر)

واحد مذکر حاضر میں تو اسلئے کہ اس میں دالِ دوم محل وقف ہے کہ یہی آخری حرف ہے اور جمع مؤنث حاضر میں تو سرے سے مضاعف کا کوئی قاعدہ جاری ہوتا ہی نہیں چاہے امر میں ہو یا مضارع میں ہمیشہ بلا ادغام اپنی اصل

کے مطابق استعمال ہوتا ہے۔

قوله ولهذا اُكْفُفَا الخ : یعنی جب یہ معلوم ہوا کہ تثنیہ، جمع مذکر، اور واحد مؤنث حاضر کے صیغوں میں فک ادغام نہیں ہوتا تو قصیدہ بردہ کے اس شعر میں اُكْفُفَا: تثنیہ کا صیغہ۔ جو فکّ ادغام کے ساتھ وارد ہے اس کو علماء صرف نے غلط قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ صحیح كُفَّا ہے مُدَّا کی طرح۔

فائدہ:...... پورا شعر یوں ہے۔

فَمَالِعَيْنَيْكَ اِنْ قُلْتَ اكْفُفَاهَمَتَا. وَمَالِقَلْبِكَ اِنْ قُلْتَ اسْتَفِقْ يَهِمِ

ترجمہ:...... تیری آنکھوں کو کیا ہوا کہ اگر تو ان سے کہتا ہے کہ آنسو بہانے سے رک جاؤ تو وہ اور زیادہ بہنے لگتی ہیں۔ اور تیرے دل کو کیا ہوا کہ اگر تو اسے کہتا ہے کہ ہوش میں آجا تو وہ محبوب کے تصور میں اور کھو جاتا ہے۔

یہ قصیدہ بُردہ کا ایک شعر ہے۔ قصیدہ بردہ عربی کا ایک مشہور قصیدہ ہے جس کا مصنف عارف باللہ حضرت شیخ محمد بوصیریؒ ہیں جو اکابرامت میں سے تھے یہ برص کی بیماری میں مبتلا تھے حصول صحت کی نیت سے پورے اخلاص کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی مدح میں یہ قصیدہ بزبان عربی تصنیف کیا۔ اس قصیدہ کو ختم کرنے کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ یہ قصیدہ حضور ﷺ کو سنا رہے ہیں اور آپ ﷺ بہت محظوظ ہو رہے ہیں اور آپ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک شیخ کے بدن پر پھیرا: اور اپنی چادر ان کو عنایت فرمائی جب شیخ بوصیریؒ خواب سے بیدار ہوئے تو بالکل تندرست تھے اور حضور ﷺ کی دی ہوئی چادر ہاتھ میں تھی عربی میں چادر کو بردہ کہتے ہیں اس لئے یہ قصیدہ۔ قصیدہ بُردہ کے نام سے مشہور ہوا۔

امر بالام معروف ومجہول بقیاس لم ست امر حاضر معروف بانون ثقیلہ: مُدَّنَّ مُدَّانِّ مُدُّنَّ مُدِّنَّ اُمْدُدْ نَانِّ در مُدَّنَّ ہم کہ وقف باقی نماندہ جز حالت واحدہ یعنی فتحہ دال فکّ ادغام وضمہ وکسرہ جائز نیست امر حاضر معروف بانون خفیفہ: مُدَّنْ مُدُّنْ مُدِّنْ امر بالام ہمبرین قیاس نہی معروف لَايَمُدَّ لَايَمُدِّ لَايَمُدُّ لَايَمْدُدْ لَايَمُدَّا لَايَمُدُّوا تا آخر: نون ثقیلہ وخفیفہ بوضعے کہ در امر دانستی در نہی ہم بیار اسم فاعل مَادٌّ مَادَّانِ مَادُّوْنَ مَادَّةٌ مَادَّتَانِ مَادَّاتٌ طریق ادغامش گفتہ شدہ اسم مفعول مَمْدُوْدٌ تا آخر بوضع صحیح مضاعف ازضَرَبَ اَلْفِرَارُ گریختن فَرَّ يَفِرُّ فِرَارًافَهُوَ فَارٌّ الْاَمْرُ مِنْهُ فِرَّ فِرِّ اِفْرِرْ وَالنَّهْىُ عَنْهُ لَاتَفِرَّ لَاتَفِرِّ لَاتَفْرِرْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَفِرٌّ تا آخر۔

ترجمہ:...... امر بالام معروف ومجہول نفی جحد بلم کی طرح ہیں (امر غائب معلوم جیسے لِیَمُدَّ لِیَمُدِّ لِیَمُدُّ لِیَمْدُدْ لِیَمُدَّا لِیَمُدُّوْا لِتَمُدَّ لِتَمُدِّ لِتَمُدُّ لِتَمْدُدْ لِتَمُدَّا لِیَمْدُدْنَ لِاَمُدَّ لِاَمُدِّ لِاَمُدُّ لِاَمْدُدْ لِنَمُدَّ لِنَمُدِّ لِنَمُدُّ لِنَمْدُدْ.

امر مجہول :...... لِیُمَدَّ لِیُمَدِّ لِیُمَدُّ لِیُمْدَدْ لِیُمَدَّا لِیُمَدُّوْا لِتُمَدَّ لِتُمَدِّ لِتُمَدُّ لِتُمْدَدْ لِتُمَدَّا لِیُمْدَدْنَ لِتُمَدُّوْا لِتُمَدِّیْ لِتُمْدَدْنَ الخ)

امر حاضر معلوم :الخ مُدَّنَّ (صیغہ واحد مذکر حاضر) میں بھی (نون ثقیلہ لاحق ہونے کی وجہ سے) وقف باقی نہیں رہا لہذا اس میں ایک حالت یعنی دال کے فتحہ کے علاوہ فک ادغام، ضمہ، اور کسرہ (تینوں) جائز نہیں ہیں (جبکہ نون ثقیلہ کے لاحق ہونے سے پہلے اس میں یہ چاروں صورتیں جائز تھیں)

امر حاضر معلوم بانون خفیفہ الخ: امر بالام (کے نون ثقیلہ وخفیفہ کی تصریفات) بھی اسی (امر حاضر بانون ثقیلہ وخفیفہ) کی طرح ہیں (ملاحظہ ہوں امر غائب معلوم بانون ثقیلہ جیسے لِیَمُدَّنَّ لِیَمُدَّانِّ لِیَمُدُّنَّ لِتَمُدَّنَّ لِتَمُدَّانِّ لِیَمْدُدْنَانِّ لِاَمُدَّنَّ لِنَمُدَّنَّ۔

امر غائب معلوم بانون خفیفہ: لِیَمُدَّنْ لِیَمُدُّنْ لِتَمُدَّنْ لِاَمُدَّنْ لِنَمُدَّنْ۔ امر مجہول بانون ثقیلہ : لِیُمَدَّنَّ لِیُمَدَّانِّ الخ۔

امر مجہول بانون خفیفہ : لِیُمَدَّنْ لِیُمَدُّنْ لِتُمَدَّنْ لِتُمَدُّنْ لِتُمَدِّنْ لِاُمَدَّنْ لِنُمَدَّنْ) نہی معلوم : لَا یَمُدَّ لَا یَمُدِّ لَا یَمُدُّ لَا یَمْدُدْ لَا یَمُدَّا لَا یَمُدُّوْا لَا تَمُدَّ لَا تَمُدِّ لَا تَمُدُّ لَا تَمْدُدْ لَا تَمُدَّا لَا یَمْدُدْنَ لَا تَمُدُّوْا لَا تَمُدِّیْ لَا تَمْدُدْنَ لَا اَمُدَّ لَا اَمُدِّ لَا اَمُدُّ لَا اَمْدُدْ لَا نَمُدَّ لَا نَمُدِّ لَا نَمُدُّ لَا نَمْدُدْ۔

نون ثقیلہ وخفیفہ جس طرح تم امر میں جان چکے ہو اسی کے مطابق نہی میں بھی لاؤ (یعنی جن پانچ صیغوں میں چار صورتیں جائز تھیں (فتحہ، کسرہ، ضمہ، فک ادغام) تو امر کی طرح نہی کی گردان میں بھی نون تاکید لاحق ہونے کے بعد اب ان میں دال کے فتحہ کے علاوہ باقی صورتیں جائز نہیں ہونگی، اور امر کے جس صیغہ میں نون تاکید کے ماقبل جو حرکت تھی نہی کی گردان میں بھی اس صیغہ میں نون تاکید کے ماقبل وہی حرکت ہوگی وغیرہ وغیرہ)

نہی معلوم مؤکد بنون تاکید ثقیلہ کی گردان :لَا یَمُدَّنَّ لَا یَمُدَّانِّ لَا یَمُدُّنَّ لَا تَمُدَّنَّ لَا تَمُدَّانِّ لَا یَمْدُدْنَانِّ لَا تَمُدُّنَّ لَا تَمُدِّنَّ لَا تَمْدُدْنَانِّ لَا اَمُدَّنَّ لَا نَمُدَّنَّ۔ اسی طرح نہی مجہول کی گردان کرلیں۔

نہی معلوم بانون خفیفہ :لَا یَمُدَّنْ لَا یَمُدُّنْ لَا تَمُدَّنْ لَا تَمُدُّنْ لَا تَمُدِّنْ لَا اَمُدَّنْ لَا نَمُدَّنْ ۔

نہی مجہول بانون خفیفہ :لَا یُمَدَّنْ لَا یُمَدُّنْ الخ)

اسم فاعل :...... مَادٌّ الخ. اس کے ادغام کا طریقہ (ماقبل میں) بتلایا جاچکا ہے۔ اسم مفعول :...... مَمْدُوْدٌ الخ صحیح کی طرح ہے (کہ متجانسین کے درمیان واؤ کے ساتھ فاصلہ آنے کی وجہ سے اسمیں ادغام نہیں ہوتا)

مضاعف از ضرب اَلْفِرَارُ بھاگنا، فَرَّ یَفِرُّ فِرَارًا فَهُوَ فَارٌّ اَلْاَمْرُ مِنْهُ فِرَّ فِرِّ اِفْرِرْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَا تَفِرَّ لَا تَفِرِّ لَا تَفْرِرْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَفِرٌّ وَالْاٰلَةُ مِنْهُ مِفَرٌّ وَمِفَرَّةٌ وَمِفْرَارٌ وَتَثْنِيَتُهُمَا مَفِرَّانِ وَمِفَرَّانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا مَفَارٌّ وَمَفَارِیْرُ وَاَفْعَلُ

اَلتَّفْضِيلِ مِنْهُ اَفَرُّ وَالْمُؤَنَّثُ مِنْهُ فُرّٰى وَتَثْنِيَتُهُمَا اَفَرَّانِ وفُرَّيَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا اَفَرُّوْنَ واَفَارُّ وفُرَرٌ وفُرَّيَاتٌ .

تشریح وتحقیق

اَلْفِرَارُ، یہ ضَرَبَ یَضْرِبُ سے مضاعف ہے کہ عین اور لام کلمہ میں ایک جنس کے دو حرف ہیں (یعنی دو راء) یہ باب لازم اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ اس مادہ کا اکثر استعمال لازم کے طور پر ہے اسلئے مصنف نے مجہول اور اسم مفعول کے صیغے ذکر نہیں کئے۔

اجراء قواعد:

اس کے تمام تغیرات مَدَّ یَمُدُّ کی طرح ہیں مثلاً فَرَّ، اصل میں فَرَرَ تھا مضاعف کا قاعدہ نمبر۲ جاری ہوا یَفِرُّ، اصل میں یَفْرِرُ تھا اس میں قاعدہ نمبر۳ جاری ہوا فَارٌّ اصل میں فَارِرٌ تھا قاعدہ نمبر۴ جاری ہوا۔ امر حاضر کے پہلے صیغہ میں قاعدہ نمبر۵ جاری ہوا۔ اسی طرح باقی صیغے سمجھ لیں اسم ظرف مَفِرٌّ ہے جو اصل میں مَفْرِرٌ تھا اس میں قاعدہ نمبر۲ جاری ہوا ہے یعنی یَمُدُّ یَفِرُّ والا قاعدہ۔ بعض علماء صرف کے ہاں اسم ظرف مَفَرٌّ ہے بفتح الفاء لیکن عند المصنف یہ مرجوح ہے۔ پوری تفصیل اسم ظرف کی بحث میں گذر چکی ہے۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:...... فَرَّ، فَرَّا، فَرُّوْا، فَرَّتْ، فَرَّتَا، فَرَرْنَ، فَرَرْتَ الخ.

مضارع معلوم:...... یَفِرُّ یَفِرَّانِ یَفِرُّوْنَ تَفِرُّ تَفِرَّانِ یَفْرِرْنَ تَفِرُّوْنَ تَفِرِّیْنَ تَفْرِرْنَ اَفِرُّ نَفِرُّ.

امر حاضر معلوم:...... فِرَّ، فِرِّ، اِفْرِرْ، فِرَّا، فِرُّوْا، فِرِّیْ، اِفْرِرْنَ.

امر حاضر معلوم بانون ثقیلہ:...... فِرَّنَّ فِرَّانِّ فِرُّنَّ فِرِّنَّ اِفْرِرْنَانِّ.

اسم فاعل:...... فَارٌّ، فَارَّانِ، فَارُّوْنَ، فَارَّةٌ الخ.

مضاعف از سَمِعَ اَلْمَسُّ دست رسانیدن مَسَّ یَمَسُّ مَسًّا فَهُوَ مَاسٌّ وَمُسَّ یُمَسُّ مَسًّا فَهُوَ مَمْسُوْسٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ مَسَّ مَسِّ اِمْسَسْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتَمَسَّ لَاتَمَسِّ لَاتَمْسَسْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَمَسٌّ تا آخر بقواعد یک دانستہ بقیاس مَدَّ وفَرَّ کہ گردانیدہ صیغ این باب ہم باید خواند۔

ترجمہ:...... مضاعف از سَمِعَ یَسْمَعُ اَلْمَسُّ۔ ہاتھ لگانا (یعنی چھونا) مَسَّ یَمَسُّ مَسًّا فَهُوَ مَاسٌّ وَمُسَّ یُمَسُّ مَسًّا فَهُوَ

مَمْسُوْسٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ مَسَّ مَسِّ اِمْسَسْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَاتَمَسَّ لَاتَمَسِّ لَاتَمْسَسْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَمَسٌّ وَالْاٰلَةُ مِنْهُ مِمَسٌّ وَمِمَسَّةٌ وَمِمْسَاسٌ وَتَثْنِيَتُهُمَا مَمَسَّانِ وَمِمَسَّانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا مَمَاسُّ وَمَمَاسِيْسُ وَاَفْعَلُ التَّفْضِيْلِ مِنْهُ اَمَسُّ وَالْمُؤَنَّثُ مِنْهُ مُسّٰى وَتَثْنِيَتُهُمَا اَمَسَّانِ وَمُسَّيَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا اَمَسُّوْنَ وَاَمَاسُّ وَمُسَسٌ وَمُسَّيَاتٌ۔ انہی قواعد کے مطابق جنہیں تم جان چکے ہو مَدَّ اور فَرَّ کے طریقہ پر جن کی گردان تم کر چکے ہو اس باب کے صیغوں کو بھی پڑھ لینا چاہئے۔

تشریح و تحقیق

اجراءِ قواعد:

مَسًّا مصدر اصل میں مَسْسًا تھا مَدٌّ شَدٌّ والا قاعدہ سے ادغام ہوا۔ مَسَّ فعل ماضی معلوم اصل میں مَسِسَ تھا اور مُسَّ ماضی مجہول اصل میں مُسِسَ تھا مَدَّ والا قاعدہ جاری ہوا۔ یَمَسُّ مضارع معلوم اصل میں یَمْسَسُ تھا اور یُمَسُّ مضارع مجہول اصل میں یُمْسَسُ تھا۔ یُمُدُّ والا قاعدہ سے سینِ اول کی حرکت میم کو دیکر ادغام کیا گیا۔ امر حاضر معلوم اور مضارع مجزوم کے صیغوں میں قاعدہ نمبر ۵ جاری ہوا ہے۔ مَاسٌّ اسم فاعل اصل میں مَاسِسٌ تھا حَاجٌّ والا قاعدہ جاری ہوا۔

باقی تمام تعلیلات مَدَّ یَمُدُّ کی گردانوں کی تعلیلات پر قیاس کر لیں۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم: ......مَسَّ، مَسَّا، مَسُّوْا، مَسَّتْ، مَسَّتَا، مَسِسْنَ، مَسِسْتَ الخ.

ماضی مجہول: ...... مُسَّ، مُسَّا، مُسُّوْا، مُسَّتْ، مُسَّتَا، مُسِسْنَ، مُسِسْتَ الخ. مُدَّ الخ کی طرح.

مضارع معلوم: ......یَمَسُّ یَمَسَّانِ یَمَسُّوْنَ تَمَسُّ تَمَسَّانِ یَمْسَسْنَ تَمَسُّوْنَ. تَمَسِّیْنَ تَمْسَسْنَ اَمَسُّ نَمَسُّ.

مضارع مجہول: ......یُمَسُّ یُمَسَّانِ الخ. بطرز یُمَدُّ یُمَدَّانِ الخ.

امر حاضر معلوم: ......مَسَّ مَسِّ اِمْسَسْ مَسَّا مَسُّوْا مَسِّیْ اِمْسَسْنَ.

امر حاضر معلوم بانون ثقیلہ: ...... مَسَّنَّ مَسَّانِّ مَسُّنَّ مَسِّنَّ اِمْسَسْنَانِّ.

امر حاضر معلوم بانون خفیفہ: ......مَسَّنْ مَسُّنْ مَسِّنْ.

اسم فاعل: ......مَاسٌّ مَاسَّانِ مَاسُّوْنَ مَاسَّةٌ مَاسَّتَانِ مَاسَّاتٌ.

مضاعف از اِفْتِعَال اَلْاِضْطِرَارُ بجبر بجانبے کشیدن اِضْطَرَّ يَضْطَرُّ اِضْطِرَارًا: فَهُوَ مُضْطَرٌّ وَاُضْطُرَّ يُضْطَرُّ اِضْطِرَارًا فَهُوَ مُضْطَرٌّ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِضْطَرَّ اِضْطَرِّ اِضْطَرِرْ وَالنَّهْىُ عَنْهُ لَاتَضْطَرَّ لَاتَضْطَرِّ لَاتَضْطَرِرْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُضْطَرٌّ دریں باب فاعل ومفعول وظرف بیک صورت شدہ لیکن اصلِ فاعل بکسر عین ست ومفعول وظرف بفتح عین۔

ترجمہ:...... مضاعف از باب افتعال ،اَلْاِضْطِرَارُ ،زبردستی کسی کو کسی طرف کھینچنا (مجبور کرنا) اِضْطَرَّ يَضْطَرُّ الخ اس باب میں اسم فاعل اسم مفعول اور اسم ظرف کی صورت ایک ہوگئی ہے (یعنی تینوں کا صیغہ مُضْطَرٌّ ہے بظاہر اگر چہ کوئی فرق نہیں لیکن اصل کے اعتبار سے انمیں فرق ہے وہ یہ کہ) اسم فاعل کی اصل عین کلمہ (یعنی رائے اول) کے کسرہ کے ساتھ ہے (یعنی مُضْطَرِرٌ) اور اسم مفعول واسم ظرف اصل میں عین کلمہ کے فتحہ کے ساتھ ہیں (یعنی مُضْطَرَرٌ)

تشریح وتحقیق

اَلْاِضْطِرَارُ: مضاعف ثلاثی ہے باب افتعال سے مادہ ضَرَرَ ہے عین اور لام کلمہ میں ایک جنس کے دوحرف ہیں (یعنی دو[۲] راء) اَلْاِضْطِرَارُ اصل میں اَلْاِضْتِرَارُ تھا باب افتعال کے فاءکلمہ کے مقابلہ میں ضاد واقع ہے تو اِطَّلَبَ اور اِظَّلَمَ والا قاعدہ کے مطابق باب افتعال کی تاء طاء سے بدل گئی اَلْاِضْطِرَارُ بن گیا۔ اب اس طاء کو ضاد سے بدل کر ادغام بھی جائز ہے۔ جیسے اَلْاِضِّرَارُ: پوری تفصیل اُس قاعدہ کے تحت گزر چکی ہے یہ قاعدہ اس باب کے ہر ایک صیغہ میں جاری ہوا ہے بار بار بتلانے کی ضرورت نہیں۔

اجراءِ قواعد:

اِضْطَرَّ اصل میں اِضْطَرَرَ تھا اور اُضْطُرَّ کی اصل اُضْطُرِرَ ہے۔ مَدَّ والا قاعدہ کے مطابق رائے اول کی حرکت حذف کر کے اس کو رائے ثانی میں مدغم کیا۔ يَضْطَرُّ اصل میں يَضْطَرِرُ اور يُضْطَرُّ اصل میں يُضْطَرَرُ تھا۔

ان میں بھی مَدَّ والا قاعدہ جاری ہوا بلکہ تقریباً اس باب کی تمام گردانوں میں یہی مَدَّ اور فَرَّ والا قاعدہ جاری ہوتا ہے کیونکہ یہاں متجانسین (یعنی دونوں راء) متحرک ہیں اور ان کا ماقبل بھی متحرک ہے۔ امر حاضر معلوم اور مضارع مجزوم کے بعض صیغوں میں قاعدہ نمبر ۵ جاری ہوتا ہے یعنی تین[۳] صورتیں پڑھنا جائز ہوتا ہے (فتحہ، کسرہ، فک ادغام) اور ضمہ جائز نہیں کیونکہ اس باب کا مضارع مضموم العین نہیں۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:......اِضْطَرَّ اِضْطَرَّا اِضْطَرُّوْا اِضْطَرَّتْ اِضْطَرَّتَا اِضْطَرَرْنَ اِضْطَرَرْتَ الخ

ماضی مجہول:......اُضْطُرَّ اُضْطُرَّا اُضْطُرُّوْا اُضْطُرَّتْ اُضْطُرَّتَا اُضْطُرِرْنَ اُضْطُرِرْتَ الخ

مضارع معلوم:......يَضْطَرُّ يَضْطَرَّانِ يَضْطَرُّوْنَ تَضْطَرُّ تَضْطَرَّانِ يَضْطَرِرْنَ تَضْطَرُّوْنَ تَضْطَرِّيْنَ تَضْطَرِرْنَ اَضْطَرُّ نَضْطَرُّ.

مضارع مجہول:......يُضْطَرُّ يُضْطَرَّانِ يُضْطَرُّوْنَ تُضْطَرُّ تُضْطَرَّانِ يُضْطَرَرْنَ الخ.

امر حاضر معلوم:......اِضْطَرَّ اِضْطَرِّ اِضْطَرِرْ اِضْطَرَّا اِضْطَرُّوْا اِضْطَرِّيْ اِضْطَرِرْنَ.

اسم فاعل:...... مُضْطَرٌّ مُضْطَرَّانِ مُضْطَرُّوْنَ مُضْطَرَّةٌ الخ

اسم مفعول:......کی گردان بھی اسی طرح ہے اور اسم ظرف کی بھی۔ صرف باعتبار اصل ان میں فرق ہے جیسا کہ گزر چکا۔

از اِنفِعال، اَلْاِنْسِدَادُ، بند شدن اِنْسَدَّ يَنْسَدُّ تا آخر از اِسْتِفْعَال اَلْاِسْتِقْرَارُ قرار گرفتن اِسْتَقَرَّ يَسْتَقِرُّ اِسْتِقْرَارًا: فَهُوَ مُسْتَقِرٌّ، وَاُسْتُقِرَّ يُسْتَقَرُّ اِسْتِقْرَارًا فَهُوَ مُسْتَقَرٌّ الْاَمْرُ مِنْهُ اِسْتَقِرَّ اِسْتَقِرِّ اِسْتَقْرِرْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَاتَسْتَقِرَّ لَاتَسْتَقِرِّ لَاتَسْتَقْرِرْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُسْتَقَرٌّ از اِفْعَال اَلْاِمْدَادُ مدد کردن اَمَدَّ يُمِدُّ اِمْدَادًا فَهُوَ مُمِدٌّ وَاُمِدَّ يُمَدُّ اِمْدَادًا فَهُوَ مُمَدٌّ الْاَمْرُ مِنْهُ اَمِدَّ اَمِدِّ اَمْدِدْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَاتُمِدَّ لَاتُمِدِّ لَاتُمْدِدْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُمَدٌّ مضاعف تَفْعِيْل وتَفَعُّل ہمہ وجوہ مثل صحیح ست چون جَدَّدَ يُجَدِّدُ تَجْدِيْدًا: وتَجَدَّدَ يَتَجَدَّدُ تَجَدُّدًا الخ۔

ترجمہ:......مضاعف از باب انفعال اَلْاِنْسِدَادُ۔ بند ہونا۔ اِنْسَدَّ يَنْسَدُّ اِنْسِدَادًا فَهُوَ مُنْسَدٌّ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اِنْسَدَّ اِنْسَدِّ اِنْسَدِدْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَاتَنْسَدَّ لَاتَنْسَدِّ لَاتَنْسَدِدْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُنْسَدٌّ مُنْسَدَّانِ الخ مضاعف از استفعال اَلْاِسْتِقْرَارُ۔ قرار پکڑنا، ٹھہرنا۔ اِسْتَقَرَّ يَسْتَقِرُّ الخ مضاعف از باب افعال، اَلْاِمْدَادُ، مدد کرنا۔ اَمَدَّ يُمِدُّ الخ باب تفعیل اور تفعل کا مضاعف تمام صورتوں میں صحیح کی طرح ہے (یعنی عدم ادغام کے اعتبار سے کہ جس طرح ان کے صحیح میں ادغام نہیں ہوتا اسی طرح ان کے مضاعف میں بھی ادغام نہیں ہوتا) جیسے (باب تفعیل) جَدَّدَ يُجَدِّدُ تَجْدِيْدًا فَهُوَ مُجَدِّدٌ الخ اور (تفعل جیسے) تَجَدَّدَ يَتَجَدَّدُ تَجَدُّدًا فَهُوَ مُتَجَدِّدٌ وتُجُدِّدَ الخ۔

تشریح وتحقیق

اَلْاِنْسِدَادُ یہ باب انفعال سے مضاعف کلمہ ہے حروف اصلیہ س، د، د ہیں یہ باب ہمیشہ لازم استعمال ہوتا ہے اسلئے یہاں مجہول اور اسم مفعول کے صیغے مذکور نہیں ہیں۔

قواعد کا اجراء:

اِنْسَدَّ اصل میں اِنْسَدَدَ تھا مَدَّ فَرَّ والا قاعدہ جاری ہوا یَنْسَدُّ اصل میں یَنْسَدِدُ تھا اور مُنْسَدٌّ اسم فاعل کی اصل مُنْسَدِدٌ ہے۔ اور مُنْسَدٌّ اسم ظرف کی اصل مُنْسَدَدٌ ہے۔ ان سب میں مَدَّ والا قاعدہ جاری ہوا کہ دالِ اول کی حرکت سین کو دیکر دالِ اول کو دالِ ثانی میں مدغم کیا۔ امر اور نہی میں قاعدہ نمبر ۵ کے مطابق تین ۳ صورتیں جائز ہیں (فتحہ، کسرہ، فک ادغام)

تصریفات:

فعل ماضی معلوم :...... اِنْسَدَّ اِنْسَدَّا اِنْسَدُّوْا اِنْسَدَّتْ اِنْسَدَّتَا اِنْسَدَدْنَ اِنْسَدَدْتَّ الخ۔

اِنْسَدَدْتَّ سے لیکر اِنْسَدَدْتُّ تک مضاعف کا قاعدہ نمبر ا یعنی مَدٌّ اور شَدٌّ والا قاعدہ جاری ہوا کہ دال اور تاء دونوں متقاربین ہیں۔

مضارع معلوم:...... یَنْسَدُّ یَنْسَدَّانِ یَنْسَدُّوْنَ تَنْسَدُّ تَنْسَدَّانِ یَنْسَدِدْنَ تَنْسَدُّوْنَ تَنْسَدِّیْنَ تَنْسَدِدْنَ اَنْسَدُّ نَنْسَدُّ.

امر حاضر معلوم:...... اِنْسَدَّ، اِنْسَدِّ، اِنْسَدِدْ، اِنْسَدَّا، اِنْسَدُّوْا، اِنْسَدِّیْ، اِنْسَدِدْنَ .

اسم فاعل:...... مُنْسَدٌّ مُنْسَدَّانِ الخ. اَلْاِسْتِقْرَارُ، کا مادہ قَرَرَ ہے۔

اجراء قواعد:

اِسْتَقَرَّ اصل میں اِسْتَقْرَرَ تھا اور اُسْتُقِرَّ ماضی مجہول اصل میں اُسْتُقْرِرَ تھا، یَسْتَقِرُّ کی اصل یَسْتَقْرِرُ اور یُسْتَقَرُّ کی اصل یُسْتَقْرَرُ ہے اور مُسْتَقِرٌّ اسم فاعل کی اصل مُسْتَقْرِرٌ ہے اور مُسْتَقَرٌّ اسم مفعول و اسم ظرف اصل میں مُسْتَقْرَرٌ تھا ان سب میں قاعدہ نمبر ۳ یعنی یَمُدُّ یَفِرُّ والا قاعدہ کے مطابق راء اول کی حرکت قاف کو دیکر اس کو راء ثانی میں مدغم کیا۔ اور فعل جحد اور امر و نہی میں قاعدہ نمبر ۵ جاری ہوا۔

تصریفات:

ماضی معلوم:......اِسْتَقَرَّ اِسْتَقَرَّا اِسْتَقَرُّوْا اِسْتَقَرَّتْ اِسْتَقَرَّتَا اِسْتَقْرَرْنَ اِسْتَقْرَرْتَ الخ.

ماضی مجہول:......اُسْتُقِرَّ اُسْتُقِرَّا اُسْتُقِرُّوْا اُسْتُقِرَّتْ اُسْتُقِرَّتَا اُسْتُقْرِرْنَ الخ.

مضارع معلوم:......يَسْتَقِرُّ يَسْتَقِرَّانِ يَسْتَقِرُّوْنَ تَسْتَقِرُّ تَسْتَقِرَّانِ يَسْتَقْرِرْنَ تَسْتَقِرُّوْنَ تَسْتَقِرِّيْنَ تَسْتَقْرِرْنَ اَسْتَقِرُّ نَسْتَقِرُّ.

مضارع مجہول:......يُسْتَقَرُّ يُسْتَقَرَّانِ يُسْتَقَرُّوْنَ تُسْتَقَرُّ تُسْتَقَرَّانِ يُسْتَقْرَرْنَ الخ.

امر حاضر معلوم:......اِسْتَقِرَّ اِسْتَقِرِّ اِسْتَقْرِرْ اِسْتَقِرَّا اِسْتَقِرُّوْا اِسْتَقِرِّىْ اِسْتَقْرِرْنَ.

اسم فاعل:......مُسْتَقِرٌّ مُسْتَقِرَّانِ الخ اسم مفعول:......مُسْتَقَرٌّ مُسْتَقَرَّانِ الخ

اَلْاِمْدَادُ: اس کے حروف اصلی میم اور دو دال ہیں۔

اجراء:......اَمَدَّ اصل میں اَمْدَدَ تھا اور اُمِدَّ اصل میں اُمْدِدَ تھا یَمُدُّ والا قاعدہ کے مطابق دال اول کی حرکت میم کو دیکر اس کو دال ثانی میں مدغم کیا اسی طرح يُمِدُّ اصل میں يُمْدِدُ اور يُمَدُّ اصل میں يُمْدَدُ تھا اور مُمِدٌّ اسم فاعل اصل میں مُمْدِدٌ اور مُمَدٌّ اسم مفعول و اسم ظرف کی اصل مُمْدَدٌ ہے ان سب میں يَمُدُّ يَفِرُّ والا قاعدہ جاری ہوا ہے۔ امر حاضر اور مضارع مجزوم میں حسب سابق قاعدہ نمبر ۵ جاری ہوگا۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:......اَمَدَّ اَمَدَّا اَمَدُّوْا اَمَدَّتْ اَمَدَّتَا اَمْدَدْنَ اَمْدَدْتَ اَمْدَدْتُمَا الخ.

ماضی مجہول:......اُمِدَّ اُمِدَّا اُمِدُّوْا اُمِدَّتْ اُمِدَّتَا اُمْدِدْنَ اُمْدِدْتَ الخ.

مضارع معلوم:......يُمِدُّ يُمِدَّانِ يُمِدُّوْنَ تُمِدُّ تُمِدَّانِ يُمْدِدْنَ تُمِدُّوْنَ تُمِدِّيْنَ تُمْدِدْنَ اُمِدُّ نُمِدُّ.

مضارع مجہول:......يُمَدُّ يُمَدَّانِ يُمَدُّوْنَ تُمَدُّ تُمَدَّانِ يُمْدَدْنَ تُمَدُّوْنَ الخ.

فعل نفی معلوم مؤکد بلن ناصبہ:......لَنْ يُّمِدَّ لَنْ يُّمِدَّا لَنْ يُّمِدُّوْا الخ.

فعل مستقبل معلوم مؤکد بلام تاکید ونون تاکید ثقیلہ:......لَيُمِدَّنَّ لَيُمِدَّانِّ لَيُمِدُّنَّ لَتُمِدَّنَّ لَتُمِدَّانِّ لَيُمْدِدْنَانِّ لَتُمِدُّنَّ لَتُمِدِّنَّ لَتُمْدِدْنَانِّ لَاُمِدَّنَّ لَنُمِدَّنَّ.

امر حاضر معلوم:......اَمِدَّ، اَمِدِّ، اَمْدِدْ، اَمِدَّا، اَمِدُّوا، اَمِدِّیْ، اَمْدِدْنَ

امر حاضر معلوم با نون ثقیلہ:......اَمِدَّنَّ، اَمِدَّانِّ، اَمِدُّنَّ، اَمِدِّنَّ، اَمْدِدْنَانِّ

اسم فاعل:......مُمِدٌّ مُمِدَّانِ مُمِدُّوْنَ مُمِدَّةٌ الخ .

اَلتَّجْدِیْد، باب تفعیل سے مضاعف ہے بمعنی نیا کرنا، مادہ جدد ہے اور اَلتَّجَدُّدُ باب تفعل سے ہے بمعنی نیا ہونا۔ اس کا مادہ بھی جَدَدَ ہے ان دونوں کی تمام گردانیں صحیح کیطرح بغیر ادغام کے ہیں ان میں ادغام اسلئے نہیں ہوتا کہ باب تفعیل اور تفعل کا عین کلمہ تو ویسے مشدد ہوتا ہے اب اگر لام کلمہ میں بھی ادغام ہو جائے تو کلمہ انتہائی ثقیل ہو جائیگا اسی لئے علماء صرف ادغام کیلئے یہ شرط لگاتے ہیں کہ متجانسین میں سے حرف اول مدغم فیہ نہ ہو ورنہ ادغام نہیں ہوگا۔ تاکہ مزید ثقل پیدا نہ ہو۔

مُفاعله اَلْمُحَاجَّةُ باہم حجت پیش کردن یکے مر دیگرے را حَاجَّ یُحَاجُّ مُحَاجَّةً فَهُوَ مُحَاجٌّ وَحُوْجَّ یُحَاجُّ مُحَاجَّةً فَهُوَ مُحَاجٌّ اَلْاَمْرُ مِنْهُ حَاجَّ حَاجِّ حَاجِجْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتُحَاجَّ لَاتُحَاجِّ لَاتُحَاجِجْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُحَاجٌّ در جمیع صیغ این باب بقاعدہ 'د' ادغام شدہ تَفَاعُل اَلتَّضَادُّ باہم ضد شدن تَضَادَّ یَتَضَادُّ تا آخر مثل مُفاعَله ست۔

ترجمہ:......مضاعف از باب مُفَاعَلة: اَلْمُحَاجَّةُ: ایک دوسرے کے مقابلہ میں دلیل پیش کرنا۔ حَاجَّ یُحَاجُّ الخ اس باب کے تمام صیغوں میں قاعدہ نمبر ۴ سے ادغام ہوا ہے (یعنی حَاجَّ اور مُوْدٌّ والا قاعدہ سے)

مضاعف از تفاعل، اَلتَّضَادُّ: ایک دوسرے کی ضد (یعنی مخالف) ہونا۔

تَضَادَّ یَتَضَادُّ تَضَادًّا فَهُوَ مُتَضَادٌّ وَتُضُوْدَّ یُتَضَادُّ تَضَادًّا فَهُوَ مُتَضَادٌّ اَلْاَمْرُ مِنْهُ تَضَادَّ تَضَادِّ تَضَادَدْ وَالنَّهْیُ عَنْهُ لَاتَتَضَادَّ لَاتَتَضَادِّ لَاتَتَضَادَدْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مُتَضَادٌّ مُتَضَادٌّ مُتَضَادَّانِ مُتَضَادَّاتٌ۔ باب مفاعله (یعنی حَاجَّ یُحَاجُّ) کیطرح ہے (مضاعف کے قاعدہ کے جاری ہونے کے اعتبار سے کہ جیسے حَاجَّ یُحَاجُّ کے تمام صیغوں میں قاعدہ نمبر ۴ جاری ہوا ہے تو ایسے ہی تَضَادَّ یَتَضَادُّ کے تمام صیغوں میں بھی یہی قاعدہ جاری ہوا ہے)

تشریح وتحقیق

اَلْمُحَاجَّةُ کے حروف اصلی حَجَجَ ہیں یعنی حاء اور دو[۲] جیم۔ اَلْمُحَاجَّةُ اصل میں اَلْمُحَاجَجَةُ تھا ایک ہی جنس کے دو[۲] متحرک حرف ایک ساتھ جمع ہیں اور حرفِ اول کا ماقبل الف مدہ ہے تو حَاجَّ اور مُوْدٌّ والا قاعدہ کے

مطابق حرف اول کو ساکن کر کے دوسرے میں مدغم کیا اور یہی قاعدہ اس باب کے تمام صیغوں میں جاری ہوا ہے کیونکہ ہر ایک صیغہ کے اندر متجانسین میں سے حرف اول کا ماقبل مدّہ ہے۔

حَاجَّ اصل میں حَاجَجَ تھا ضَارَبَ کی طرح، اور حُوْجَّ اصل میں حُوْجِجَ تھا اور یُحَاجُّ مضارع معلوم کی اصل یُحَاجِجُ اور یُحَاجُّ مضارع مجہول کی اصل یُحَاجَجُ ہے (بفتح العین) اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف تینوں کا صیغہ مُحَاجٌّ ہے لیکن اصل کے اعتبار سے فرق ہے کہ اسم فاعل کی صورت میں اس کی اصل مُحَاجِجٌ ہے اور اسم مفعول و اسم ظرف کی صورت میں اس کی اصل مُحَاجَجٌ ہے ان تمام صیغوں میں حَاجَّ والا قاعدہ جاری ہوا ہے اور حسبِ سابق امر اور مضارع مجزوم میں قاعدہ نمبر ۵ جاری ہوا ہے۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:......حَاجَّ، حَاجَّا، حَاجُّوْا، حَاجَّتْ، حَاجَّتَا، حَاجَجْنَ، حَاجَجْتَ الخ.

ماضی مجہول:......حُوْجَّ، حُوْجَّا، حُوْجُّوْا، حُوْجَّتْ، حُوْجَّتَا، حُوْجِجْنَ، حُوْجِجْتَ الخ.

مضارع معلوم:......یُحَاجُّ یُحَاجَّانِ یُحَاجُّوْنَ تُحَاجُّ تُحَاجَّانِ یُحَاجِجْنَ تُحَاجُّوْنَ تُحَاجِّیْنَ تُحَاجِجْنَ اُحَاجُّ نُحَاجُّ.

مضارع مجہول بھی اسی طرح ہے اصل کے اعتبار سے فرق ہے کہ مضارع معلوم میں عین کلمہ مکسور ہے اور مضارع مجہول میں عین کلمہ مفتوح ہے۔

امر حاضر معلوم:......حَاجَّ حَاجِّ حَاجِجْ حَاجَّا حَاجُّوْا حَاجِّیْ حَاجِجْنَ.

اسم فاعل:......مُحَاجٌّ مُحَاجَّانِ مُحَاجُّوْنَ الخ اور اسم مفعول کی گردان بھی اسی طرح ہے۔

اَلتَّضَادُ کے حروف اصلیہ ضاد، دو دال ہیں یہ اصل میں اَلتَّضَادُدُ تھا حَاجَّ والا قاعدہ سے ایک دال دوسرے میں مدغم ہوا یہی تعلیل باقی تمام صیغوں میں ہوئی ہے۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:......تَضَادَّ، تَضَادَّا، تَضَادُّوْا، تَضَادَّتْ، تَضَادَّتَا، تَضَادَدْنَ، تَضَادَدْتَّ، تَضَادَدْتُّمَا، الخ.

ماضی مجہول:......تُضُوْدَّ، تُضُوْدَّا، تُضُوْدُّوْا، تُضُوْدَّتْ، تُضُوْدَّتَا، تُضُوْدِدْنَ، تُضُوْدِدْتَّ الخ

مضارع معلوم:...... يَتَضَادُّ يَتَضَادَّانِ يَتَضَادُّوْنَ تَتَضَادُّ تَتَضَادَّانِ يَتَضَادَدْنَ تَتَضَادُّوْنَ تَتَضَادِّيْنَ تَتَضَادَدْنَ اَتَضَادُّ نَتَضَادُّ.

مضارع مجہول:...... يُتَضَادُّ يُتَضَادَّانِ يُتَضَادُّوْنَ تُتَضَادُّ تُتَضَادَّانِ يُتَضَادَدْنَ الخ.

امر حاضر معلوم:...... تَضَادَّ تَضَادِّ تَضَادَدْ تَضَادَّا تَضَادُّوْا تَضَادِّيْ تَضَادَدْنَ.

اسم فاعل: مُتَضَادٌّ مُتَضَادَّانِ مُتَضَادُّوْنَ مُتَضَادَّةٌ مُتَضَادَّتَانِ مُتَضَادَّاتٌ۔ اور بعینہ یہی

گردان اسم مفعول کی ہے صرف اصل کے اعتبار سے فرق ہے کما مرّ غیر مرّة۔

قسم دوم در مرکبات مضاعف با مہموز و معتل: مہموز فا و مضاعف از نَصَرَ اَلْاِمَامَةُ امام شدن۔ اَمَّ يَؤُمُّ اِمَامَةً فَهُوَ آمٌّ وَاُمَّ يُؤَمُّ اِمَامَةً فَهُوَ مَأْمُوْمٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اُمَّ اُمِّ اُوْمُمْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَاتَؤُمَّ لَاتَؤُمِّ لَاتَؤُمُّ لَاتَأْمُمْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَأَمٌّ، تا آخر در ہمزہ بقواعد مہموز و در متجانسین بقواعد مضاعف عمل خواہند کرد مگر بوقت تعارض قاعدہ مضاعف را ترجیح خواہند داد پس در يَؤُمُّ بقاعدہ رَأْسٌ عمل نکنند بلکہ بقاعدہ يَمُدُّ و در اَوُمُّ بر قاعدہ اٰمَنَ قاعدہ يَمُدُّ را ترجیح دادند لیکن بعد ادغام بقاعدہ ہمزتین متحرکتین ہمزہ دوم را واو کردند۔

ترجمہ:...... دوسری قسم مضاعف و مہموز، اور مضاعف و معتل، کے مرکب ابواب کے بیان میں۔ مہموز الفاء و مضاعف از نصر اَلْاِمَامَةُ، امام ہونا۔ اَمَّ يَؤُمُّ اِمَامَةً فَهُوَ آمٌّ، وَاُمَّ يُؤَمُّ اِمَامَةً فَهُوَ مَأْمُوْمٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ اُمَّ، اُمِّ، اُمُّ، اُوْمُمْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَاتَؤُمَّ لَاتَؤُمِّ لَاتَؤُمُّ لَاتَأْمُمْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَأَمٌّ وَالْاٰلَةُ مِنْهُ مِأَمٌّ وَمِأَمَّةٌ وَمِأْمَامٌ وَتَثْنِيَتُهُمَا مَأَمَّانِ وَمِأَمَّانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا مَآمٌّ وَمَآمِيْمُ وافعل التَّفْضِيْلِ مِنْهُ اَوَمُّ وَالْمُؤَنَّثُ مِنْهُ اُمّٰى وَتَثْنِيَتُهُمَا اَوَمَّانِ وَاُمَّيَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا اَوَمُّوْنَ وَاَوَامٌّ وَاُمَمٌ وَاُمَّيَاتٌ۔ ہمزہ میں مہموز کے قواعد اور متجانسین میں مضاعف کے قواعد پر عمل کریں گے مگر تعارض کے وقت مضاعف کے قاعدہ کو ترجیح دینگے۔ لہذا يَؤُمُّ میں رَأْسٌ والا قاعدہ پر عمل نہیں کیا بلکہ يَمُدُّ والا قاعدہ پر عمل کیا اور اَوُمُّ (صیغہ واحد متکلم مضارع معلوم) میں اٰمَنَ کے قاعدہ پر يَمُدُّ والا قاعدہ کو ترجیح دی۔ لیکن ادغام کے بعد دو متحرک ہمزوں والا قاعدہ سے (یعنی اَاْدِمُ والا) دوسرے ہمزہ کو واو بنایا۔

تشریح و تحقیق

فصل سوم دو قسموں پر مشتمل تھی قسم اول کے تحت مضاعف کے قواعد اور گردان کا بیان ہوا اب قسم دوم میں ایسے ابواب بیان کئے جارہے ہیں جو مضاعف و مہموز سے، یا مضاعف و معتل سے مرکب ہیں۔

اِمَامَةٌ مصدر مہموز الفاء بھی ہے کیونکہ فاء کلمہ ہمزہ ہے اور مضاعف بھی ہے کہ عین اور لام کلمہ میں ایک ہی جنس

کے حروف ہیں (یعنی دو میم)

قواعد کا اجراء:

اَمَّ اصل میں اَمَمَ تھا اور اُمَّ اصل میں اُمِمَ تھا مَدَّ فَرَّ والا قاعدہ کے مطابق میم اول کی حرکت حذف کر کے اس کو میم ثانی میں مدغم کیا یَؤُمُّ اصل میں یَؤْمُمُ تھا۔ اور یُؤَمُّ اصل میں یُؤْمَمُ تھا۔ اس میں تعارض ہوا رَاسٌ اور یَمُدُّ والا قاعدہ کا۔ رَاسٌ والا قاعدہ کا تقاضہ یہ ہے کہ ہمزہ ساکنہ ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیا جائے اور یَؤْمُمُ سے یَاْمُمُ اور یُؤْمَمُ سے یُوْمَمُ ہو جائے جبکہ یَمُدُّ والا قاعدہ کا تقاضہ یہ ہے کہ میم اول کی حرکت ماقبل ہمزہ کو دیکر میم کو میم میں مدغم کیا جائے اور اصول یہ ہے کہ جب مہموز اور مضاعف کے قواعد میں تعارض واقع ہو تو مضاعف کے قاعدہ کو ترجیح دی جاتی ہے لہذا اسی پر عمل کرتے ہوئے یہاں مضاعف کے قاعدہ یعنی یَمُدُّ یَفِرُّ والا قاعدہ کو ترجیح دیدی گئی۔ تو یَؤُمُّ اور یُؤَمُّ بن گئے اس کے بعد یُؤَمُّ وغیرہ مضارع مجہول کے صیغوں میں جُوْنٌ والا قاعدہ کے مطابق ہمزہ کو واو سے بدل کر یُوَمُّ وغیرہ پڑھنا جائز ہے۔

امر اور مضارع مجزوم میں قاعدہ (۵) کے مطابق چار صورتیں پڑھنا جائز ہے (ضمہ فتحہ کسرہ، فک ادغام) کیونکہ اس باب کے مضارع کا عین کلمہ مضموم ہے۔

آمٌّ اسم فاعل اصل میں اٰمِمٌ تھا حَاجَّ والا قاعدہ جاری ہوا مَاْمُوْمٌ اسم مفعول اپنی اصل پر ہے اس میں رَاسٌ والا قاعدہ جاری ہوسکتا ہے مَاَمٌّ اسم ظرف اصل میں مَاْمَمٌ تھا اس میں تعارض واقع ہوا۔ رَاسٌ اور یَمُدُّ والا قاعدہ کے درمیان تو مضاعف کے قاعدہ کو مہموز کے قاعدہ پر ترجیح دیتے ہوئے اس میں یَمُدُّ والا قاعدہ جاری کیا گیا اسی طرح مِاَمٌّ مِاَمَّةٌ اسم آلہ کے صیغہ اصل میں مِاْمَمٌ اور مِاْمَمَةٌ تھے رَاسٌ اور یَمُدُّ والا قاعدہ میں تعارض کے بعد یہاں بھی یَمُدُّ والا قاعدہ کو ترجیح دیدی گئی۔ مِاْمَامٌ اسم آلہ میں بقاعدہ ذِیْبٌ مِیْمَامٌ پڑھنا جائز ہے۔ اَوَمُّ اسم تفضیل اصل میں اَءْمَمُ تھا۔ یہاں تعارض ہوا اٰمَنَ اور یَمُدُّ والا قاعدہ کے درمیان۔ اٰمَنَ والا قاعدہ کا تقاضہ یہ ہے کہ دوسرا ہمزہ الف سے بدل جائے اور یَمُدُّ والا قاعدہ چاہتا ہے کہ میم اول کی حرکت ہمزہ کو دیکر ادغام کیا جائے تو حسب سابق اسی کو ترجیح دیتے ہوئے میم اول کی حرکت ہمزہ کو دیکر میم کو میم میں مدغم کیا تو اَءَمُّ بن گیا۔ پھر اَوَادِمُ والا قاعدہ کے مطابق دوسرا ہمزہ واو سے بدل کر اَوَمُّ بن گیا۔ اور یہی عمل اَوَمَّانِ اَوَمُّوْنَ میں ہوا۔ اَوَامُّ: جمع مذکر مکسر اسم تفضیل اصل میں اَءَامِمُ تھا بقاعدہ حَاجَّ میم اول میم ثانی میں مدغم ہوا اَءَامُّ بنا پھر بقاعدہ اَوَادِمُ دوسرا ہمزہ واو سے بدل کر اَوَامُّ بن گیا۔

أُمّيٌ اصل میں اُمْمِيٌ تھا بقاعدہ مَدَّ شَدَّ ایک میم دوسرے میں مدغم ہوا اور ایسا ہی اُمّيَانِ ،اُمَّيَاتٌ میں ہوا۔
اُمَمٌ میں مضاعف کا کوئی قاعدہ جاری نہیں ہوتا کیونکہ یہ متحرک العین اسم ہے۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:......اَمَّ ،اَمَّا، اَمُّوْا، اَمَّتْ، اَمَّتَا، اَمَمْنَ الخ .

ماضی مجہول:......اُمَّ، اُمَّا، اُمُّوْا، اُمَّتْ ،اُمَّتَا، اُمِمْنَ ،اُمِمْتَ الخ .

مضارع معلوم: ..... يَؤُمُّ يَؤُمَّانِ يَؤُمُّوْنَ تَؤُمُّ تَؤُمَّانِ يَؤْمُمْنَ تَؤُمُّوْنَ تَؤُمِّيْنَ تَؤْمُمْنَ اَوُمُّ نَؤُمُّ .

اَوُمُّ اصل میں اَءْمُمُ تھا اس میں اٰمَنَ والا اور يَمُدُّ والا قاعدہ کے درمیان تعارض ہوا: اٰمَنَ والا قاعدہ کا تقاضہ یہ ہے کہ دوسرا ہمزہ الف سے بدل جائے جبکہ يَمُدُّ والا قاعدہ اس بات کا مقتضی ہے کہ میم اول کی حرکت ہمزہ کو دیکر میم اول کا میم ثانی میں ادغام کیا جائے۔ اور اصول یہ ہیکہ مہموز اور مضاعف کے قواعد میں تعارض کے وقت مضاعف کے قاعدہ کو ترجیح دیجاتی ہے لہذا يَمُدُّ والا قاعدہ کے مطابق میم اول کی حرکت ہمزہ کو دیکر اس کو میم ثانی میں مدغم کیا تو اَءُمُّ بن گیا۔ پھر اَوَادِمُ والا قاعدہ کے مطابق دوسرے ہمزہ کو واو سے بدل دیا اَوُمُّ بن گیا اس صیغہ کی تشریح مختصراً متن میں مذکور ہے۔

مضارع مجہول:..... يُؤَمُّ يُؤَمَّانِ يُؤَمُّوْنَ تُؤَمُّ تُؤَمَّانِ يُؤْمَمْنَ تُؤَمُّوْنَ تُؤَمِّيْنَ تُؤْمَمْنَ اُوَمُّ نُؤَمُّ ۔

امر حاضر معلوم:......اُمَّ اُمِّ اُمُّ اُوْمُمْ ،اُمَّا، اُمُّوْا، اُمِّيْ، اُوْمُمْنَ ۔

اسم فاعل:......اٰمٌّ اٰمَّانِ اٰمُّوْنَ اٰمَّةٌ اٰمَّتَانِ اٰمَّاتٌ .اسم مفعول:......مَأْمُوْمٌ الخ۔

مثال ومضاعف از سمع اَلْوُدُّ: دوست داشتن وَدَّيَوَدُّ وُدًّا فَهُوَ وَادٌّ وُوِدَّ يُوَدُّ وُدًّا فَهُوَ مَوْدُوْدٌ اَلْاَمْرُ مِنْهُ وَدَّ وَدِّ اِيْدَدْ وَالنَّهْيُ عَنْهُ لَاتَوَدَّ لَاتَوَدِّ لَاتَوْدَدْ اَلظَّرْفُ مِنْهُ مَوَدٌّ وَالْاٰلَةُ مِنْهُ مِوَدٌّ: وِمِوَدَّةٌ وَمِيْدَادٌ وَتَثْنِيَتُهُمَا مَوَدَّانِ ومِوَدَّانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا مَوَادُّ وَمَوَادِيْدُ وَاَفْعَلُ التَّفْضِيْلُ مِنْهُ اَوَدُّ وَالْمُؤَنَّثُ مِنْهُ وُدّٰى وَتَثْنِيَتُهُمَا اَوَدَّانِ وَوُدَّيَانِ وَالْجَمْعُ مِنْهُمَا اَوَدُّوْنَ وَاَوَادُّ وَوُدَدٌ وَوُدَّيَاتٌ
در متجانسین بقواعد مضاعف عمل ست و در واو بقواعد معتل مگر چین تعارض چنانکہ در مِوَدًّا کہ قاعدہ معتل مقتضی ابدالِ واو بیا بود و قاعدہ مضاعف مقتضی نقل حرکت دال اول بواو قاعدہ مضاعف را ترجیح دادہ اند

مہموز ومضاعف از افتعال اَلْاِیْتِمَامُ اقتدا نمودن اِیْتَمَّ یَأْتَمُّ اِیْتِمَامًا فَھُوَ مُؤْتَمٌّ وَاُوْتُمَّ یُؤْتَمُّ اِیْتِمَامًا فَھُوَ مُؤْتَمٌّ اَلْاَمْرُ مِنْہُ اِیْتَمَّ اِیْتَمِّ اِیْتَمِمْ وَالنَّھْیُ عَنْہُ لَاتَأْتَمَّ لَاتَأْتَمِّ لَاتَأْتَمِمْ اَلظَّرْفُ مِنْہُ مُؤْتَمٌّ۔

ترجمہ:......مثال اور مضاعف از سمع یسمع اَلْوُدُّ محبت رکھنا وَدَّ یَوَدُّ الخ متجانسین میں مضاعف کے قواعد پر عمل ہوا ہے اور واو میں معتل کے قواعد پر۔ مگر تعارض کے وقت۔ (یعنی معتل اور مضاعف کے قواعد کے درمیان تعارض کے وقت مضاعف کے قاعدہ کو ترجیح دی گئی ہے) جیسے مِوَدٌّ اسم آلہ میں معتل کا قاعدہ (یعنی مِیْعَادٌ والا قاعدہ) واو کو یاء سے بدلنے کا تقاضہ کرتا ہے اور مضاعف کا قاعدہ (یعنی یَمُدُّ والا) دالِ اول کی حرکت واو کو منتقل کرنے کا مقتضی ہے تو مضاعف کے قاعدہ کو ترجیح دیدی مہموز الفاء اور مضاعف از باب افتعال اَلْاِیْتِمَامُ، اقتدا کرنا۔ اِیْتَمَّ الخ۔

تشریح وتحقیق

اَلْوُدُّ: مثال واوی اور مضاعف ہے وَدِدَ مادہ ہے اَلْوُدُّ اصل میں اَلْوُدْدُ تھا۔ مُدٌّ شُدٌّ والا قاعدہ جاری ہوا۔ وَدَّ، اصل میں وَدِدَ تھا اور وُدَّ، اصل میں وُدِدَ تھا مَدَّ فَرَّ والا قاعدہ سے ادغام ہوا یَوَدُّ اصل میں یَوْدَدُ تھا اسی طرح یُوَدُّ اصل میں یُوْدَدُ تھا بقاعدہ یَمُدُّ یَفِرُّ دال اول کی حرکت واو کو دیکر دال کو دال میں مدغم کیا۔

سوال:......یَوْدَدُ میں یَعِدُ والا قاعدہ کیوں جاری نہیں ہوا؟

جواب:......یَعِدُ والا قاعدہ میں یہ شرط ہے کہ جب واو علامت مضارع مفتوح اور فتحہ کے درمیان واقع ہو تو وہ مضارع حلقی العین یا حلقی اللام ہونا چاہئے جبکہ یَوْدَدُ ایسا نہیں ہے۔

وَادٌّ: اسم فاعل اصل میں وَادِدٌ تھا بقاعدہ حَاجٌّ دال اول دال ثانی میں مدغم ہوا۔

اِیْدَدْ: امر حاضر معلوم اصل میں اِوْدَدْ تھا مِیْعَادٌ والا قاعدہ کے مطابق واو یاء سے بدلا مَوَدٌّ: اسم ظرف اصل میں مَوْدَدٌ بروزنِ مَفْعَلٌ تھا بقاعدہ یَمُدُّ دالِ اول کی حرکت واو کو دیکر اس کو دال ثانی میں مدغم کیا۔

اعتراض:......ثلاثی مجرد سے مثال کا اسم ظرف تو ہمیشہ مَفْعِلٌ کے وزن پر آتا ہے خواہ مضارع کے عین کلمہ پر کوئی بھی حرکت ہو اور وَدَّ یَوَدُّ بھی مثال ہے تو اس کا اسم ظرف مَوِدٌّ ہونا چاہئے نہ کہ مَوَدٌّ۔

جواب:......یہ صرف مثال نہیں ہے مضاعف بھی ہے اور مضاعف ومعتل میں تعارض کے وقت مضاعف کو ترجیح دیجاتی ہے اور مضاعف کا مضارع اگر مضموم العین یا مفتوح العین ہو تو اس کا اسم ظرف مَفْعَلٌ کے وزن

پرآتا ہے اور یہاں مضارع مفتوح العین ہے تو مضاعف کو مثال پر ترجیح دینے کی وجہ سے اسم ظرف مَفْعَلٌ کے وزن پر آیا ہے۔ مِوَدٌّ مِوَدَّةٌ کی اصل مِوْدَدٌ، مِوْدَدَةٌ ہے یہاں مِيْعَادٌ والا اور يَمُدُّ والا قاعدہ کے درمیان تعارض واقع ہوا مِيْعَادٌ والا قاعدہ کا تقاضہ یہ ہیکہ واو ساکن ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے یاء سے بدل جائے اور يَمُدُّ والا قاعدہ اس بات کا مقتضی ہے کہ دال اول کی حرکت واو کو دیکر دال کو دال میں مدغم کیا جائے۔ اور معتل ومضاعف کے قواعد میں تعارض کے وقت مضاعف کے قاعدہ کو ترجیح دیجاتی ہے لانّ الادغام مقدم علی الاعلال اذالم یکن الاعلال فی آخر الکلمۃوالایرجح الاعلال علی الادغام کارعوی وقوی والاعلال والا دغام کلاھما مقدمان علی التخفیف۔ لہٰذا یہاں يَمُدُّ والا قاعدہ جاری کیا گیا نہ کہ مِيْعَادٌ والا۔ مِيْدَادٌ: اصل میں مِوْدَادٌ تھا مِيْعَادٌ والا قاعدہ جاری ہوا۔ باقی صیغوں میں مَدَّ يَمُدُّ کے صیغوں کیطرح ادغام ہوا ہے جو بادنیٰ غور وفکر واضح ہوتا ہے۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:...... وَدَّ، وَدَّا، وَدُّوْا، وَدَّتْ، وَدَّتَا، وَدِدْنَ، وَدِدْتَّ الخ۔

ماضی مجہول:...... وُدَّ، وُدَّا، وُدُّوْا، وُدَّتْ، وُدَّتَا، وُدِدْنَ، وُدِدْتَّ الخ

مضارع معلوم:...... يَوَدُّ يَوَدَّانِ يَوَدُّوْنَ تَوَدُّ تَوَدَّانِ يَوْدَدْنَ تَوَدُّوْنَ تَوَدِّيْنَ تَوْدَدْنَ اَوَدُّ نَوَدُّ۔

بالکل اسی طرح مضارع مجہول کی گردان ہے سوائے اس کے کہ اس میں حرف اتین مضموم ہے اور کوئی فرق نہیں۔

امر حاضر معلوم: وَدَّ، وَدِّ، اِيْدَدْ، وَدَّا، وَدُّوْا، وَدِّيْ، اِيْدَدْنَ۔

اسم فاعل: ...وَادٌّ، وَادَّانِ، وَادُّوْنَ الخ۔ اسم مفعول: ...... مَوْدُوْدٌ، مَوْدُوْدَانِ الخ۔

اَلْاِيْتِمَامُ: یہ باب افتعال سے مہموز الفاء اور مضاعف ہے اصل میں اَلْاِئْتِمَامُ تھا امن اِيْمَانًا والا قاعدہ کے مطابق دوسرا ہمزہ یاء سے بدل گیا اسی طرح اِيْتَمَّ اصل میں اِئْتَمَمَ تھا بقاعدہ اِيْمَانٌ ہمزہ ثانیہ یاء سے بدل گیا پھر مَدًّا و فَرَّ والا قاعدہ کے مطابق ایک میم کو ساکن کر کے دوسرے میں مدغم کیا اور یہی طریقہ کار ماضی کے تمام صیغوں میں رائج ہے۔ اُوْتُمَّ ماضی مجہول اصل میں اُئْتُمِمَ تھا اُوْمِنَ والا قاعدہ کے مطابق دوسرا ہمزہ واو سے بدل گیا۔ اور بقاعدہ مَدَّ اور فَرَّ میم اول کا میم ثانی میں ادغام ہوا۔

يَأْتَمُّ، مضارع معلوم اصل میں يَأْتَمِمُ تھا اور يُؤْتَمُّ مضارع مجہول اصل میں يُؤْتَمَمُ تھا بقاعدہ مَدَّ فَرَّ میم کا میم میں

ادغام ہوا اور ان میں رَاسٌ بُوسٌ والا قاعدہ بھی جاری ہوسکتا ہے امر حاضر معلوم کے صیغوں کے شروع میں اَمَنَ اِیْمَانًا والا اور آخر میں مضاعف کا قاعدہ نمبر ۵ جاری ہوا۔ مُؤْتَمٌّ، اسم فاعل، اسم مفعول اور اسم ظرف، تینوں کا صیغہ ہوسکتا ہے اصل کے اعتبار سے فرق ہوگا کہ اسم فاعل کی صورت میں اس کی اصل مُؤْتَمِمٌ ہے اور اسم مفعول و اسم ظرف کی صورت میں اصل مُؤْتَمَمٌ ہے اس میں مَدَّ والا قاعدہ جاری ہوا اس کے علاوہ بُوسٌ والا قاعدہ بھی جاری ہوسکتا ہے۔

تصریفات:

فعل ماضی معلوم:...... اِیْتَمَّ، اِیْتَمَّا، اِیْتَمُّوا، اِیْتَمَّتْ، اِیْتَمَّتَا، اِیْتَمَمْنَ، اِیْتَمَمْتَ الخ ۔

ماضی مجہول:...... اُوْتُمَّ، اُوْتُمَّا، اُوْتُمُّوا، اُوْتُمَّتْ، اُوْتُمَّتَا، اُوْتُمِمْنَ، اُوْتُمِمْتَ الخ ۔

مضارع معلوم:...... یَأْتَمُّ یَأْتَمَّانِ یَأْتَمُّوْنَ تَأْتَمُّ تَأْتَمَّانِ یَأْتَمِمْنَ تَأْتَمُّوْنَ تَأْتَمِّیْنَ تَأْتَمِمْنَ اَتَمُّ نَأْتَمُّ ۔

امر حاضر معلوم:...... اِیْتَمَّ اِیْتَمِّ اِیْتَمِمْ اِیْتَمَّا اِیْتَمُّوا اِیْتَمِّیْ اِیْتَمِمْنَ ۔

اسم فاعل، اسم مفعول اور اسم ظرف سب مُؤْتَمٌّ الخ ہیں اصل کا فرق ملحوظ رہے۔ اسم آلہ کا معنی ادا کرنا مقصود ہو تو مَابِهِ الْاِیْتِمَامُ کہا جائیگا۔ اور اسم تفضیل کے معنی کی ادائیگی کیلئے هُوَ اَشَدُّ اِیْتِمَامًا استعمال ہوگا۔

فائدہ:...... نون ساکن چون قبل یکے از حروف یَرْمَلُوْنَ واقع شود در دو کلمہ دران حرف ادغام یابد در دول بے غنہ و در باقی باغنہ چون مِنْ رَّبِّکَ مِنْ لَّدُنَّا، مَنْ یَّرْغَبُ، رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ، صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ، نہ در یک کلمہ چوں دُنْیَا و صِنْوَانٌ۔
فائدہ:...... لام تعریف در تاء، ثاء، د، ذ، ر، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ل، ن ادغام یابد چون وَالشَّمْسِ و این حروف راحروف شَمْسِیَّه گویند و در دیگر حروف مدغم نشود چون وَالْقَمَرِ این حروف راحروف قَمَرِیَّه گویند وجہ تسمیہ ہمیں ست کہ این ہر دو لفظ در قرآن مجید واقع اند اول بادغام و ثانی بے ادغام پس حروفے کہ در انہا ادغام میشود بالفظ شمس مناسبت دارند و دیگر بالفظ قمر۔

ترجمہ:...... فائدہ، جب نون ساکن یَرْمَلُوْنَ کے حروف میں سے کسی ایک سے پہلے واقع ہو دو کلموں میں۔ تو اس (نون ساکن) کا اُس حرف (یرملون) میں ادغام ہوتا ہے ر، ل اور ل میں بغیر غنہ کے (ادغام ہوتا ہے) اور باقی (چار۴) میں غنہ کے ساتھ جیسے مِنْ

رَّبِّکَ ،مِنْ لَّدُنَّا، مَنْ یَّرْغَبُ، رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ،صَالِحًامِّنْ ذَکَرٍ۔نہ کہ ایک کلمہ میں (یعنی نون ساکن اور حرف یرملون اگر ایک کلمہ میں ہوں تو پھرادغام نہیں ہوتا) جیسے دُنْیَا اور صِنْوَانٌ۔

فائدہ:......لام تعریف ،تاءثاء دال، ذال،راء،زاء سین، شین صاد،ضاد،طاء،ظاء،لام، نون میں مدغم ہوجاتا ہے جیسے وَالشَّمْسِ اوران حروف کوحروف شمسیہ کہتے ہیں اوران کے علاوہ دوسرے حروف میں لام تعریف مدغم نہیں ہوتا جیسے وَالْقَمَرِاوران حروف کوحروف قمریہ کہتے ہیں ان کی وجہ تسمیہ یہی ہے کہ یہ دونوں لفظ (یعنی اَلشَّمْس اور اَلْقَمَرِ) قرآن مجید میں واقع ہیں لفظ اول (یعنی الشَّمْس)ادغام کے ساتھ واقع ہےاورلفظ ثانی (یعنی اَلْقَمَر)بغیرادغام کے۔پس وہ حروف جن میں لام تعریف مدغم ہوتا ہے وہ لفظ شمس سے مناسبت رکھتے ہیں اوردوسرے حروف (جن میں لام تعریف مدغم نہیں ہوتا)لفظ قمر سے مناسبت رکھتے ہیں۔

تشریح وتحقیق

دوقاعدے:

مذکورہ بالاعبارت میں دوقاعدے مذکورہیں۔

(۱)حروف یَرْمَلُوْنَ والاقاعدہ:(۲)حروف شمسیہ اورحروف قمریہ والاقاعدہ:

(۱)یَرْمَلُوْنَ والاقاعدہ کاخلاصہ یہ ہے کہ جب نون ساکن اورتنوین کے بعدیَرْمَلُوْنَ کے چھ حروف میں سےکوئی ایک حرف الگ کلمہ میں واقع ہوتونون ساکن اورتنوین حرف یَرْمَلُوْن کی جنس سے تبدیل ہوکرجنس کاجنس میں ادغام ہوتاہے وجوباً۔پھرحروف یَرْمَلُوْن میں سے راء اور لام میں ادغام غنہ کے بغیرہوتاہےاورباقی چارحروف میں ادغام غنہ کےساتھ ہوتاہے۔مصنف نے پانچ مثالیں دی ہیں۔

(۱)مِنْ رَّبِّکَ: یہ اصل میں مِنْ رَبِّکَ تھا۔نون ساکن کے بعدحروف یرملون میں سے راءواقع ہےتونون ساکن کوراء سے بدل کرراءکوراءمیں مدغم کیا۔اس میں ادغام بلاغنہ ہوگا۔

(۲) مِنْ لَّدُنَّا: یہ اصل میں مِنْ لَدُنَّا تھانون ساکن کے بعد یرملون کالام واقع ہےتونون ساکن کولام سے بدل کرلام کولام میں مدغم کیایہاں بھی ادغام بلاغنہ ہے۔

(۳) مَنْ یَّرْغَبُ:اصل میں مَنْ یَرْغَبُ تھانون ساکن کے بعدحروف یرملون میں سے یاءواقع ہوئی تونون ساکن کویاءسے بدل کریاءکایاءمیں ادغام ہوااس میں ادغام مع الغنہ ہے۔

(۴) رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ :اصل میں رَءُوْفٌ رَحِیْمٌ تھااس میں تنوین کے بعدراءواقع ہےتو تنوین کوراء سے بدل

کر زا کا راء میں ادغام ہوا اس میں ادغام بغیر غنہ کے ہوتا ہے۔

(۵) صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ: اصل میں صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ تھا تنوین کے بعد میم حرف یَرْمَلُوْن واقع ہے تو نون تنوین کو میم سے بدل کر میم کو میم ثانی میں مدغم کیا اس میں ادغام غنہ کے ساتھ ہے۔ اگر نون ساکن اور حرف یَرْمَلُوْن ایک کلمہ میں ہوں تو پھر یہ قاعدہ جاری نہیں ہوتا یعنی ابدال اور ادغام نہیں ہوتا جیسے دُنْيَا اس میں نون ساکن کے بعد یاء واقع ہے اور صِنْوَانٌ اس میں نون ساکن کے بعد واو واقع ہے لیکن کلمہ ایک ہے اسلئے ان میں مذکورہ قاعدہ جاری نہیں ہوا۔

فائدہ:...... تنوین بھی درحقیقت نون ساکن ہی کا نام ہے اسلئے مصنف نے صراحۃً اس کا ذکر نہیں کیا بلکہ مثالوں کے ضمن میں اس کا ذکر کیا کہ آخری دو مثالیں تنوین کی ہیں۔

سوال:...... مصنف نے باقی حروف یرملون کی مثالیں دی لیکن واو اور نون کی مثال نہیں دی یہ کیوں؟

جواب:...... واو کی مثال تو اسلئے نہیں دی کہ واو کو یاء پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ دونوں حرف علت ہیں جیسے مَنْ وَّعَدَ، اور نون کی مثال اسلئے نہیں دی کہ نون ساکن کے بعد جب نون واقع ہو تو اس وقت ایک جنس کے دو حرف اس طرح جمع ہونگے کہ ان میں سے پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہوگا۔ اور ایسے متجانسین کا آپس میں ادغام تو ماقبل میں بیان کردہ مضاعف کے قواعد کی رو سے بالکل ظاہر اور مشہور ہے اس کی مثال کی ضرورت ہی نہیں ماقبل میں کئی مثالیں گزر چکی ہیں۔ واضح رہے کہ مذکورہ بالا قاعدہ میں ابدال اور ادغام دونوں واجب ہیں۔

فائدہ:...... حروف شمسیہ کل چودہ ہیں۔

۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
ن	ل	ظ	ط	ض	ص	ش	س	ز	ر	ذ	د	ث	ت

اور حروف قمریہ بھی کل چودہ ۱۴ ہیں۔

۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱
ی	ہ	ھمزہ	و	م	ک	ق	ف	غ	ع	خ	ح	ج	ب

(۲) حروف شمسیہ اور حروف قمریہ والا قاعدہ:

جب لام تعریف متن میں مذکورہ چودہ ۱۴ حروف شمسیہ میں سے کسی ایک حرف سے پہلے واقع ہو تو لام تعریف کو حرفِ شمسی کی جنس سے تبدیل کرنا اور پھر اس کو حرف شمسی میں مدغم کرنا واجب ہے جیسے اَلشَّمْسُ جو اصل میں اَلْشَمْسُ تھا اس میں لام تعریف کے بعد شین حرف شمسی واقع ہوا تو لام تعریف کو شین سے بدل دیا پھر شین کو شین ثانی

میں مدغم کیا اسی طرح اَلتَّائِبُ اور اَلذَّاکِرُ وغیرہ جو اصل میں اَلْتَائِبُ اور اَلْذَاکِرُ تھے۔ اور اگر لام تعریف حروف قمریہ میں سے کسی سے پہلے واقع ہو تو پھر لام تعریف اپنے حال پر برقرار رہیگا۔ حرف قمری میں مدغم نہیں ہوگا۔ جیسے اَلْبَارِئُ ،اس میں لام تعریف کے بعد باء حرف قمری واقع ہے اور اَلْمُجَاهِدُ اس میں لام تعریف کے بعد حروف قمریہ میں سے میم واقع ہے اسی طرح اَلْحَلِیْمُ، اَلْخَبِیْرُ، اَلْعَلِیْمُ وغیرہ۔

سوال:...... حروف شمسیہ اور حروف قمریہ کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

جواب:...... حروف شمسیہ اور قمریہ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اَلشَّمْسُ اور اَلْقَمَرُ یہ دونوں لفظ قرآن مجید میں واقع ہوئے ہیں۔ لفظ اَلشَّمْس کے اندر لام تعریف کا شین میں ادغام ہوا ہے اور لفظ اَلْقَمَر کے اندر لام تعریف قاف میں مدغم نہیں ہوا ہے۔ لہٰذا جن حروف میں لام تعریف کا ادغام ہوتا ہے وہ لفظ شمس کے مشابہہ ہیں کہ جیسے لفظ شمس میں لام تعریف کا ادغام ہوا ہے اسی طرح ان میں بھی لام تعریف مدغم ہوتا ہے تو لفظ شمس کے ساتھ اس مشابہت کیوجہ سے ان کو حروف شمسیہ کہتے ہیں اور جن حروف میں لام تعریف مدغم نہیں ہوتا وہ لفظ قمر کے مشابہہ ہیں کہ جیسے لفظ اَلْقَمَر کے اندر لام تعریف مدغم نہیں ہے تو اسی طرح ان حروف میں لام تعریف مدغم نہیں ہوتا تو لفظ قمر کے ساتھ اس مناسبت کی وجہ سے ان کو حروف قمریہ کہتے ہیں۔

بعض کتب صرف میں ان کی وجہ تسمیہ یہ بتائی ہے کہ شمس سورج کو کہتے ہیں اور قمر چاند کو۔ جس طرح سورج کے طلوع ہونے سے ستارے چھپ جاتے ہیں اسی طرح حروف شمسیہ کے موجود ہونے کی وجہ سے لام تعریف ان میں مدغم ہوکر چھپ جاتا ہے اس بناء پر ان کو حروف شمسیہ کہتے ہیں۔

اور جیسے چاند کی موجودگی میں ستارے بھی موجود رہتے ہیں غائب نہیں ہوتے تو ایسے ہی حروف قمریہ کی موجودگی میں لام تعریف اپنے حال پر برقرار رہتا ہے ان میں مدغم نہیں ہوتا اس وجہ سے یہ حروف قمریہ کہلاتے ہیں۔

باب چہارم در افادات نافعہ

جناب استاذی مولوی سید محمد صاحب بریلوی اَعلَی اللہ دَرَجاتِہٖ فی الجنۃ ذہنے ثاقب داشتند و جہتے بعلم صرف ہم می گماشتند شذوذ و ذِا کثر شواذ صرفیہ را بتقریر قاعدہ بوجہ انیق دفع میفر مودند ومطالب دیگر ہم بہ بیان بدیع ارشاد می نمودند بعضے ازاں تقاریر افادۂ حوالہ قلم می کنم۔

افادہ: در مُعتلِ اِفعال و استفعال اِعلال آمدہ چون اَقَامَ اِقَامَۃً و اِسْتَقَامَ اِسْتِقَامَۃً و تصحیح ہم آمدہ چون اَزْوَحَ اِزْوَاحًا و اِسْتَصْوَبَ اِسْتِصْوَابًا و تصحیح بکثرت آمدہ صرفیان بسبب قصور باع در تقریر قاعدہ ہمہ الفاظ کثیرہ را شاذ قرار دادہ اند

جناب استاذی المرحوم المَغفُوْر رَفَعَ اللّٰہُ دَرَجَاتِہٖ تقریر قاعدہ بنہجے فرمودند کہ شذوذ بالکل دفع شدہ و ہمہ کلمات صحیحہ برقاعدہ نشستہ و آن اینست

کہ ہر واو و یائے متحرکہ کہ ماقبلش حرف صحیح ساکن باشد و در مصدر ملاقی الف ساکن نباشد حین تحقق شروط دیگر حرکت آں واو، و یاء، بماقبل دہند و اگر آں حرکت فتحہ باشد واو و یا الف شود و از افعال و استفعال چنانکہ مصدر بریں دو وزن آید بروزن اِفْعَلَۃٌ و اِسْتِفْعَلَۃٌ ہم می آید اِقَامَۃٌ و اِسْتِقَامَۃٌ و ہمہ مصادر اَفعالِ مُعَلَّلَہ ایں ہر دو باب برہمیں وزن بودہ اند و این وزن خاص در اجوف آمدہ چنانکہ وزن فُعَلٌ مصدر ثلاثی مجرد مختص بناقص ست و در غیر ناقص نیامدہ و ہمچنانکہ ناقص را اختصاص بوَزْنِ فُعَلٌ نیست مصدر ناقص بر دیگر اوزان ہم می آید فُعَلٌ را البتہ اختصاص بناقص ست کہ در غیر ناقص نمی آید ہم چنین اجوف افعال و استفعال را اختصاص باین دو وزن نیست مصدر اجوف این ہر دو باب بروزن اِفْعَال و اِسْتِفْعَال ہم می آید چنانچہ در جمیع صیغ مصححہ این ہر دو باب البتہ اِفْعَلَۃٌ و اِسْتِفْعَلَۃٌ در غیر اجوف نمی آید۔

پس در مصدر اَزْوَحَ و اِسْتَصْوَبَ و امثالش کہ بروزن اِفْعَال و اِسْتِفْعَال آمدہ واو و یا ملاقی الف ساکن ست لہٰذا در جمیع باب اعلال نمی دہند و در مصدر اَقَامَ و اِسْتَقَامَ و امثالش کہ بروزن اِفْعَلَۃٌ و اِسْتِفْعَلَۃٌ ست واو و یا ملاقی الف ساکن نیست لہٰذا در جمیع باب اعلال نمودند پس ہیچ کلمہ برخلاف قاعدہ نیست۔

ترجمہ:...... باب چہارم چند نفع بخش فوائد کے بیان میں: میرے استاد جناب مولوی سید محمد صاحب بریلوی (اللہ تعالیٰ جنت میں

انکے درجات بلند فرمادیں) ایک روشن ذھن رکھتے تھے اور علم صرف میں خوب غور وفکر کیا کرتے تھے علم صرف کے اکثر شواذ کے شاذ ہونے کو بڑے عمدہ اور انوکھے انداز سے قاعدہ بیان فرما کر دور کر دیتے تھے۔ اور دوسرے مطالب بھی بے مثال انداز بیاں کے ذریعے ارشاد فرماتے تھے۔ ان تقاریر میں سے بعض کو فائدہ پہنچانے کی غرض سے قلم کے سپرد کرتا ہوں (یعنی لکھتا ہوں)

افادہ نمبرا:...... باب افعال اور باب استفعال کے معتل العین (یعنی اجوف) کلمات میں تعلیل بھی ہوئی ہے جیسے اَقَامَ اِقَامَۃً اِسْتَقَامَ اِسْتِقَامَۃً اور تصحیح (یعنی عدم تعلیل) بھی وارد ہے جیسے اَرْوَحَ اِرْوَاحًا اور اِسْتَصْوَبَ اِسْتِصْوَابًا اور (یہ) تصحیح بکثرت وارد ہے صرفیوں نے قلت فھم کی بناء پر قاعدہ نمبر ۸ بیان کرتے وقت ایسے بہت سارے تمام الفاظ کو شاذ قرار دیا (جن میں تعلیل نہیں ہوئی) میرے استاد مرحوم ومغفور (رفع اللہ درجاتہ) نے قاعدہ نمبر ۸ کو اس انداز سے بیان فرمایا کہ جس سے (تعلیل نہ ہونے والے تمام الفاظ کا) شاذ ہونا بالکل رفع ہو گیا اور تعلیل نہ ہونے والے تمام الفاظ قاعدہ پر منطبق ہو گئے۔ اور قاعدہ کی وہ تقریر یہ ہے کہ ہر وہ واو اور یائے متحرکہ جن سے پہلے حرف صحیح ساکن ہو اور مصدر میں (یہ واو اور یاء) الف ساکن کے ساتھ متصل نہ ہوں (یعنی مصدر میں واو اور یاء کے بعد متصل الف نہ ہو) دوسری شرائط کے پائے جانے کے وقت اس واو اور یاء کی حرکت ماقبل کو دیدیتے ہیں اگر وہ حرکت فتحہ ہو تو پھر واو اور یاء الف سے تبدیل ہو جاتے ہیں اور باب افعال واستفعال کا مصدر جس طرح ان دو وزنوں پر آتا ہے (یعنی اِفْعَالٌ اور اِسْتِفْعَالٌ) اسی طرح ان کا مصدر اِفْعَلَۃٌ اور اِسْتِفْعَلَۃٌ کے وزن پر بھی آتا ہے۔ پس اِقَامَۃٌ اور اِسْتِقَامَۃٌ اور ان دونوں بابوں کے تعلیل شدہ افعال کے تمام مصادر اسی وزن پر ہیں (یعنی باب افعال کا مصدر اِفْعَلَۃٌ کے وزن پر اور باب اِسْتَفْعَال کا اِسْتِفْعَلَۃٌ کے وزن پر ہے) اور یہ (اِفْعَلَۃٌ اور اِسْتِفْعَلَۃٌ کے) وزن صرف اجوف ہی میں آتے ہیں جیسے فُعَلٌ ثلاثی مجرد کے مصدر کا وزن ناقص کے ساتھ خاص ہے اور غیر ناقص میں نہیں آتا، اور جس طرح ناقص کا مصدر فُعَلٌ کے وزن کے ساتھ خاص نہیں ہے (کہ ناقص کا مصدر فُعَلٌ کے علاوہ کسی اور وزن پر نہ آتا ہو۔ یہ بات نہیں) بلکہ ناقص کا مصدر دوسرے اوزان پر بھی آتا ہے۔ البتہ فُعَلٌ کا وزن ناقص کے ساتھ مخصوص ہے کہ غیر ناقص کے مصدر میں یہ وزن نہیں آتا، تو اسی طرح باب افعال اور استفعال کے اجوف (کا مصدر) ان دونوں وزنوں کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ان دونوں بابوں کے اجوف کا مصدر اِفْعَالٌ اور اِسْتِفْعَالٌ کے وزن پر بھی آتا ہے جیسا کہ ان دونوں ابواب کے تمام صحیح صیغوں میں (باب افعال کا مصدر اِفْعَالٌ کے وزن پر آتا ہے اور باب اِسْتِفْعَالٌ کا مصدر اِسْتِفْعَالٌ کے وزن پر) البتہ اِفْعَلَۃٌ اور اِسْتِفْعَلَۃٌ کا وزن غیر اجوف میں نہیں آتا، لہٰذا اَرْوَحَ اور اِسْتَصْوَبَ اور ان جیسے دوسرے الفاظ کے مصدر میں جو کہ اِفْعَالٌ اور اِسْتِفْعَالٌ کے وزن پر ہیں واو اور یاء الف ساکن سے متصل ہیں (یعنی مصدر میں واو اور یاء کے بعد الف ہے) اس لئے پورے باب (یعنی تمام گردانوں) میں تعلیل نہیں کی (کیونکہ تعلیل کیلئے شرط یہ تھی کہ مصدر میں واو اور یاء کے بعد الف نہ ہو اور یہ شرط یہاں مفقود ہے) اور اَقَامَ اِسْتَقَامَ اور ان کے مشابہ الفاظ کے مصدر میں جو کہ اِفْعَلَۃٌ اور اِسْتِفْعَلَۃٌ کے وزن پر ہیں واو اور یاء الف ساکن سے متصل نہیں ہیں لہٰذا پورے باب میں اعلال کیا پس (اس تقریر کے مطابق) کوئی کلمہ خلاف قاعدہ نہیں رہا (یعنی اَقَامَ اِقَامَۃً اور اِسْتَقَامَ اِسْتِقَامَۃً میں جو تعلیل ہوئی ہے وہ بھی قاعدہ کے مطابق ہے اور اَرْوَحَ اِرْوَاحًا اور اَسْتَصْوَبَ اِسْتِصْوَابًا میں جو تعلیل

نہیں ہوئی وہ بھی قاعدہ کے موافق لہذا کوئی شذوذ باقی نہیں رہا)۔

تشریح وتحقیق

چوتھا اور آخری باب ان مفید مباحث کے بیان میں ہے جن میں سے ہر ایک کیلئے ''افادہ'' کا عنوان قائم کیا گیا ہے اس باب میں کل سات (۷) افادات مذکور ہیں۔

افادہ (۱) **اَقَامَ اِسْتَقَامَ اور اَرْوَحَ اِسْتَصْوَبَ کے متعلق۔**

افادہ (۲) **در اَبٰی یَاْبٰی۔**

افادہ (۳) **در کُلْ، خُذْ، مُرْ،**

افادہ (۴) **لَمْ یَکُ اور اِنْ یَّکُ کے بارے میں۔**

افادہ (۵) **اِتَّخَذَ کے متعلق۔**

افادہ (۶) **فعل اور مصدر کی اصلیت وفرعیت کی بحث۔**

افادہ (۷) التقاءِ ساکنین کی بحث۔

اس باب میں ترتیب یہ رہے گی کہ ترجمہ کے بعد اولاً متعلقہ افادہ کی جامع تشریح ہوگی اس کے بعد پوری بحث کو سہولت کیساتھ ذہن نشین کرنے کی غرض سے ہر افادہ کے آخر میں ایک نہایت آسان خلاصہ پیش کیا جائیگا جس میں پوری بحث کو اختصار کے ساتھ سمیٹنے کی کوشش کی جائیگی (ان شاء اللہ تعالیٰ) تاکہ طلبہ کرام کو طویل تشریحات یاد کرنے کی زحمت نہ اٹھانی پڑے خصوصاً امتحانی مواقع میں یہ خلاصہ جات بہت مفید ثابت ہونگے (ان شاء اللہ وتبارک وتعالیٰ)

افادہ نمبر (۱) اس افادہ (۱) کا حاصل یہ ہے کہ ثلاثی مزید فیہ اجوف کے باب افعال اور باب استفعال میں کبھی قاعدہ (۸) (یعنی یقولِ یبیع یُقَال یُبَاع والا قاعدہ) جاری ہوتا ہے اور کبھی جاری نہیں ہوتا جیسے اَقَامَ اِقَامَۃً، اِسْتَقَامَ اِسْتِقَامَۃً یہ اصل میں اَقْوَمَ اِقْوَامًا اور اِسْتَقْوَمَ اِسْتِقْوَامًا تھے ان میں قاعدہ (۸) سے واو کی حرکت ماقبل کو دیکر اس کو الف سے بدلا گیا ہے اور اَرْوَحَ اِرْوَاحًا اِسْتَصْوَبَ اِسْتِصْوَابًا اپنی اصل پر ہیں ان میں قاعدہ (۸) جاری نہیں ہوا، تو اعتراض ہوا کہ اَرْوَحَ اِرْوَاحًا اور اِسْتَصْوَبَ اِسْتِصْوَابًا جیسی مثالوں میں قاعدہ (۸) کیوں جاری نہیں ہوا جبکہ اس قاعدہ کی تمام شرائط موجود ہیں۔

علماء صرف نے اس اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ اَرْوَحَ اِسْتَصْوَبَ اور اس جیسے دوسرے کلمات شاذ ہیں کہ خلاف قاعدہ کلام عرب میں مستعمل ہیں جبکہ قاعدہ کی تمام شرائط موجود ہیں اور جو لفظ خلاف قیاس استعمال ہوا سے شاذ کہتے ہیں۔

لیکن صاحب علم الصیغہ نے اپنے استاد کے حوالہ سے اس اعتراض کا یہ جواب دیا کہ قاعدہ (۸) میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ "مصدر میں واو اور یاء کے بعد متصل الف نہ ہو" صرفیوں سے اپنی کم فہمی کی بناء پر قاعدہ بیان کرتے وقت یہ شرط رہ گئی اور اس کی طرف ان کی توجہ نہیں گئی جس کی وجہ سے بہت سارے کلمات کو شاذ کہنا پڑا اور نہ اس شرط کے اضافہ کرنے کے بعد کسی کلمہ کو شاذ کہنے کی ضرورت نہیں پڑتی ہر ایک کلمہ اپنی اپنی جگہ پر درست ہے اور قاعدہ کے موافق ہے خواہ اس میں تعلیل ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، وہ اس طرح کہ اَرْوَحَ اور اِسْتَصْوَبَ میں قاعدہ (۸) اس لئے جاری نہیں ہوا کہ ان کے مصدر (اِرْوَاحًا اور اِسْتَصْوَابًا) میں واو کے متصل بعد الف موجود ہے جبکہ قاعدہ کے اندر یہ شرط ہے کہ مصدر میں واو اور یاء کے متصل بعد الف نہ ہو تو یہاں واو کے بعد الف کے موجود ہونے کی وجہ سے تمام گردانوں میں تعلیل نہیں ہوئی۔

اور اَقَامَ اِسْتَقَامَ میں قاعدہ اس لئے جاری ہوا ہے کہ ان کے مصدر میں واو کے بعد الف نہیں ہے کیونکہ اَقَامَ کا مصدر اِقَامَةٌ ہے جو اصل میں اِقْوَمَةٌ تھا اور اِسْتَقَامَ کا مصدر اِسْتِقَامَةٌ ہے جو اصل میں اِسْتِقْوَمَةٌ تھا ان دونوں مصدروں میں واو کے بعد الف نہیں ہے لہٰذا بقاعدہ (۸) واو کی حرکت ماقبل کو دیکر واو کو الف سے بدلا تو اِقَامَةٌ اور اِسْتِقَامَةٌ بن گئے اور جب مصدر میں تعلیل کی گئی تو تمام گردانوں میں تعلیل کر دی گئی لہٰذا تمام الفاظ قاعدہ کے مطابق ہو گئے اور شذوذ بالکل رفع ہو گیا۔

اس پر اعتراض ہوا کہ اَقَامَ اور اِسْتَقَامَ کے مصدر میں بھی تو واو کے بعد الف ہے کیونکہ اِقَامَةٌ اصل میں اِقْوَامٌ بروزن اِفْعَالٌ تھا اور اِسْتِقَامَةٌ اصل میں اِسْتِقْوَامٌ بروزن اِسْتِفْعَالٌ تھا اس لئے کہ باب اِفْعَال کا مصدر اِفْعَالٌ کے وزن پر اور باب اِسْتِفْعَالٌ کا مصدر استفعال کے وزن پر آتا ہے لہٰذا اَرْوَحَ اِسْتَصْوَبَ کی طرح اَقَامَ اِسْتَقَامَ اور ان کے مصادر میں بھی قاعدہ (۸) جاری نہیں ہونا چاہئے حالانکہ یہاں جاری ہوا ہے یہ کیوں؟

قولہ واز افعال واستفعال چنانکہ مصدر بریں دو وزن الخ ۔ سے اس اعتراض کا جواب دیا کہ اِقَامَةٌ اور اِسْتِقَامَةٌ کی اصل اِقْوَامٌ اور اِسْتِقْوَامٌ نہیں بلکہ ان کی اصل اِقْوَمَةٌ اور اِسْتِقْوَمَةٌ ہے اور اِقْوَمَةٌ، اِسْتِقْوَمَةٌ

میں واو کے بعد الف موجود نہیں ہے اس لئے قاعدہ یہاں جاری ہوا، رہی یہ بات کہ باب اِفْعَالٌ کا مصدر تو افعال کے وزن پر اور باب استفعال کا مصدر اِسْتِفْعَالٌ کے وزن پر آتا ہے پھر ان کے مصادر اِقْوَمَةٌ، اِسْتِقْوَمَةٌ بروزن اِفْعَلَةٌ اور اِسْتِفْعَلَةٌ کیسے آ گئے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں بابوں کے مصادر جس طرح اِفْعَالٌ اور اِسْتِفْعَالٌ کے وزن پر آتے ہیں تو اسی طرح اِفْعَلَةٌ اور اِسْتِفْعَلَةٌ کے وزن پر بھی آتے ہیں اور ان دونوں ابواب کے جتنے بھی اجوف افعال میں قاعدہ (۸) جاری ہوا ہے ان سب کے مصادر اِفْعَلَةٌ اور اِسْتِفْعَلَةٌ کے وزن پر ہیں (جیسے اَفَادَ کا مصدر اِفَادَةٌ اصل میں اِفْيَدَةٌ تھا اور اِسْتَخَارَ کا مصدر اِسْتِخَارَةٌ اصل میں اِسْتِخْيَرَةٌ تھا اسی طرح اَمَاتَ کا مصدر اِمَاتَةٌ اور اِسْتَشَارَ کا مصدر اِسْتِشَارَةٌ کی اصل اِمْوَتَةٌ اور اِسْتِشْوَرَةٌ ہے) اور یہ دونوں وزن اجوف کے ساتھ خاص ہیں یعنی صرف ـــ سے باب افعال کا مصدر اِفْعَلَةٌ کے وزن پر اور باب استفعال کا مصدر اِسْتِفْعَلَةٌ کے وزن پر آتا ہے غیر اجوف سے باب افعال اور استفعال کا مصدر اس (اِفْعَلَةٌ اور اِسْتِفْعَلَةٌ کے) وزن پر نہیں آتا بلکہ افعال اور استفعال کے وزن پر آتا ہے۔

پھر اعتراض ہوا کہ اگر اِفْعَلَةٌ اور اِسْتِفْعَلَةٌ کا وزن درست ہے تو پھر ہر قسم میں آنا چاہئے اجوف کے ساتھ کیوں مخصوص ہے؟

قولہ چنانکہ وزن فُعَلٌ الخ۔ سے اس اعتراض کا جواب دیا کہ کسی وزن کے صحیح ہونے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ ہر قسم میں آتا ہو جیسا کہ فُعَلٌ کا وزن ثلاثی مجرد ناقص کے مصدر کے ساتھ خاص ہے یعنی صرف ناقص سے ثلاثی مجرد کا مصدر فُعَلٌ کے وزن پر آتا ہے جیسے هُدًى جو اصل میں هُدَىٌ بروزن فُعَلٌ تھا یہ ناقص یائی ہے (بقاعدہ قَالَ باء یاء الف سے تبدیل ہو کر التقائے ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی) غیر ناقص سے ثلاثی مجرد کا مصدر فُعَلٌ کے وزن پر نہیں آتا تو یہی حال اِفعلةٌ اور اِسْتِفْعَلَةٌ کا ہے۔

قولہ وھچنیکہ ناقص را اختصاص الخ۔ یہ ایک اعتراض کا جواب ہے اعتراض یہ ہے کہ آپ نے کہا کہ اِفْعَلَةٌ اور اِسْتِفْعَلَةٌ یہ دونوں وزن اجوف کے ساتھ خاص ہیں اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اجوف سے ہمیشہ باب افعال اور استفعال کے مصادر ان دو وزنوں پر آتے ہونگے کیونکہ خاص ہونے کا تقاضہ تو یہی ہے حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے اس لئے کہ اِرْوَاحًا اور اِسْتِصْوَابًا بھی تو اجوف سے باب افعال اور استفعال کے مصادر ہیں لیکن اِفْعَلَةٌ اور اِسْتِفْعَلَةٌ کے وزن پر نہیں ہیں؟

جواب:...... یہ دیا کہ ان دونوں وزنوں کا اجوف کے ساتھ خاص ہونے کا مطلب یہ ہے کہ باب افعال اور استفعال کا جو بھی مصدر اِفْعَلَةٌ اور اِسْتِفْعَلَةٌ کے وزن پر ہوگا اس کیلئے تو اجوف ہونا ضروری ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ اجوف سے باب افعال اور استفعال کا ہر مصدر اِفْعَلَةٌ اور اِسْتِفْعَلَةٌ کے وزن پر ہو یہ ایسا ہے جیسا کہ ثلاثی مجرد کا ہر وہ مصدر جو فُعَلٌ کے وزن پر ہو اس کیلئے ناقص ہونا ضروری ہے غیر ناقص کا مصدر اس وزن پر نہیں آتا لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ ثلاثی مجرد ناقص کا ہر مصدر فُعَلٌ کے وزن پر ہو بلکہ دوسرے اوزان پر بھی آتا ہے جیسے دَعْوَةٌ، رَمْیٌ، دِرَایَةٌ یہ سب ثلاثی مجرد ناقص کے مصادر ہیں لیکن فُعَلٌ کے وزن پر نہیں ہیں۔

حاصل یہ کہ جس طرح وزنِ فُعَلٌ اور ثلاثی مجرد ناقص کے مصدر کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے کہ فُعَلٌ کے وزن کیلئے ناقص کا ہونا ضروری ہے لیکن ہر ناقص کیلئے فُعَلٌ کے وزن پر ہونا ضروری نہیں ہے تو اسی طرح اِفْعَلَةٌ اور اِسْتِفْعَلَةٌ کے وزن اور باب افعال اور استفعال کے اجوف مصدر کے درمیان بھی یہی عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے کہ اِفْعَلَةٌ اور اِسْتِفْعَلَةٌ کے وزن کیلئے اجوف کا ہونا ضروری ہے غیر اجوف میں یہ وزن نہیں آتا لیکن باب افعال اور استفعال کے ہر اجوف مصدر کیلئے اس وزن پر ہونا ضروری نہیں ہے جیسے کہ انسان اور حیوان کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے ہر انسان کیلئے حیوان ہونا ضروری ہے لیکن ہر حیوان کیلئے انسان ہونا ضروری نہیں۔

سوال:...... فعل را در اِعلال اصل قرار دادہ اند و مصدر را فرع چنانکہ در قَامَ قِیَامًا و قَاوَمَ قِوَامًا نوشتہ اند و اینجا عکس آن لازم می آید کہ فعل در اعلال تابع مصدر شدہ۔

جواب:...... این اصالت و فرعیت سخنے ست سرسری اصل در اعلال و ہم چو احکام اینست کہ وُحدت حکم باب منظور می باشد تا صیغ غیر متناسب نشوند پس اگر در یک صیغہ وجہے مقتضی قوی اعلال شود در ہمہ صیغہ اعلال می کنند و اگر در یک صیغہ مقتضی قوی تصحیح یافتہ شود ہمہ صیغ را صحیح میدارند مراعات این معنی کہ مقتضی در اصل یافتہ شد یا در فرع ہرگز ملحوظ نیست مثلا بودنِ واو میان یائے مفتوحہ و کسرہ ثقیل ست و مقتضی حذف واو، لہٰذا در یَعِدُ واو را حذف کردند و در دیگر صیغ برعایت تناسب، یا مثلاً اجتماع دو ہمزہ زائدہ در اول مضارع ثقیل ست و مقتضی حذف ہمزہ دوم لہٰذا در اُکْرِمُ کہ در اصل ءُاَکْرِمُ بود ہمزہ دوم حذف شدہ و در یُکْرِمُ و تُکْرِمُ و نُکْرِمُ این علت موجود نیست صرف برعایت تناسب حذف کردند بے لحاظ این معنی کہ یَعِدُ اصل ست و اَعِدُ وغیرہ فرع آن یا

أُكْرِمُ اصل است وتُكْرِمُ وغیرہ فرع آں والا اگر غائب را: اصل قرار دہند تابع کردن یُكْرِمُ مر أُكْرِمُ را بیجا میشود واگر متکلم اصل باشد اتباع أَعِدُ مر يَعِدُ را نازیبا میگردد۔

سوال:......ازیں تقریر واضح شد کہ اصل قاعدہ در یَعِدُ یافتہ میشود وتَعِدُ و أَعِدُ و نَعِدُ تابع آں ہستند پس آنچہ کہ درین رسالہ نوشتہ کہ "تقریر قاعدہ در مطلق علامت مضارع می باید صرف در یا تقریر قاعدہ نمودن ودیگران را تابع قراردادن تطویل لاطائل ست" غلط میشود۔

جواب:......در تحریر قواعد دو مقام ست یکے تقریر قاعدہ دیگر بیان نکتہ وسبب حکم قاعدہ در تقریر قاعدہ بیان کلی باید کہ شامل جمیع جزئیات باشد ودر بیان نکتہ وسبب شرح نمودہ شود کہ علت حکم چنین یافتہ شد درفلان صیغہ ودیگران را تابع کردہ اند دراصل تقریر تفریق نمودن موجب انتشار ذہن میشود ولہذا اعادت محققین ہم چنین است کَمَا تَرٰی فِی الْفُصُوْلِ الْاَكْبَرِيَّةِ وَالْاُصُوْلِ الْاَكْبَرِيَّةِ وَسَائِرِ کتب اولی التحقیق: وتحقیق اصالت وفرعیت فعل ومصدر بعدازیں درہمیں باب حسب افادات جناب استاذی خواہد آمد۔

ترجمہ:......سوال (صرفیوں نے) فعل کو تعلیل میں اصل قرار دیا ہے اور مصدر کو فرع جیسا کہ قَامَ قِيَامًا اور قَاوَمَ قِوَامًا میں لکھا ہے اور اس جگہ اس کا عکس لازم آتا ہے کہ فعل تعلیل میں مصدر کا تابع ہوا۔

جواب:...... یہ اصلی اور فرعی ہونا تو سرسری اور سطحی بات ہے تعلیل اور اس جیسے احکام میں اصل یہ ہے کہ باب کے حکم کا ایک ہونا مدنظر ہوتا ہے تاکہ صیغے غیر متناسب نہ ہو جائیں لہٰذا اگر ایک صیغہ میں تعلیل کا تقاضا کرنے والا قوی سبب موجود ہو تو تمام صیغوں میں تعلیل کر دیتے ہیں اور اگر ایک صیغہ میں صحیح (یعنی عدم تعلیل) کا مقتضی قوی سبب پایا جاتا ہو تو (گردان کے) تمام صیغوں کو صحیح بے تعلیل رہنے دیتے ہیں اس بات کی رعایت ہرگز ملحوظ نہیں ہوتی کہ (تعلیل یا عدم تعلیل کا) سبب اصل میں پایا گیا ہے یا فرع میں؟ مثال کے طور پر واو کا یائے مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہونا ثقیل ہے اور یہ (ثقل) واو کے حذف ہونے کا تقاضا کرتا ہے اسی لئے يَعِدُ میں واو کو حذف کیا پھر (اس گردان کے) دوسرے صیغوں میں بھی باہمی مناسبت کی خاطر (واو کو حذف کر دیا) یا مثال کے طور پر مضارع کے شروع میں دو زائد ہمزوں کا جمع ہونا ثقیل ہے اور یہ ثقل دوسرے ہمزہ کے حذف کا مقتضی ہے لہٰذا أُكْرِمُ میں جو دراصل أُأَكْرِمُ تھا دوسرا ہمزہ حذف ہوا: اور يُكْرِمُ تُكْرِمُ نُكْرِمُ میں (حذف ہمزہ کی) یہ علت موجود نہیں (کیونکہ ان صیغوں میں دو ہمزوں کا اجتماع ہی نہیں جو موجب ثقل ہو) صرف باہمی تناسب کی خاطر (ان صیغوں سے ہمزہ کو) حذف کر دیا اس بات کا لحاظ کئے بغیر کہ يَعِدُ اصل ہے اور تَعِدُ وغیرہ اس کی فرع یا أُكْرِمُ اصل ہے اور يُكْرِمُ وغیرہ اس کی فرع ورنہ اگر غائب کے صیغہ یعنی يَعِدُ کو اصل قرار دیں تو پھر يُكْرِمُ کو أُكْرِمُ کا تابع کرنا بے جا اور غلط ہوتا ہے (کہ یہاں غائب کو فرع قرار دیا) اور اگر متکلم کا صیغہ اصل ہو تو أَعِدُ کو يَعِدُ کا تابع قرار دینا۔

نامناسب معلوم ہوتا ہے (کہ یہاں متکلم کے بجائے غائب کو اصل قرار دیا جارہا ہے اور جو اصل ہے یعنی متکلم اس کو فرع قرار دیا جارہا ہے)

سوال:...... اس بیان سے تو یہ بات واضح ہوگئی کہ اصل قاعدہ صرف یَعِدُ میں پایا جاتا ہے اور تَعِدُ، اَعِدُ، نَعِدُ اس کے تابع ہیں پس وہ جو اسی علم الصیغہ میں آپ نے لکھا ہے کہ قاعدہ مطلق علامت مضارع میں بیان کرنا چاہئے صرف یاء (حرف مضارع) میں قاعدہ بیان کرنا اور دوسرے صیغوں کو اس کے تابع قرار دینا بے فائدہ طوالت ہے (تو آپ کا وہ کہنا تو) غلط ہوگیا۔

جواب:...... قواعد لکھنے میں دو مقام ہیں ایک (اصل) قاعدہ کی تقریر: دوسرے قاعدہ کے حکم کے نکتہ اور سبب کا بیان: قاعدہ کی تقریر میں بیان ایسا کلی ہونا چاہئے جو اپنی تمام جزئیات کو شامل ہو جائے اور نکتہ وسبب کے بیان کے وقت تشریح کی جاتی ہے کہ فلاں صیغہ میں حکم کا سبب اس طرح پایا گیا (تو قاعدہ جاری کردیا) پھر دوسرے صیغوں کو اس صیغہ کے تابع کردیا۔ قاعدہ کی اصل تقریر ہی میں فرق بیان کردینا (کہ قاعدہ جاری ہونے کے اعتبار سے فلاں صیغہ اصل ہے اور فلاں اس کی فرع ہے) یہ انتشار ذہن کا باعث بنتا ہے اسی لئے محققین کی عادت بھی یہی ہے جیسا کہ فصول اکبری، اصول اکبری (کتابوں کے نام ہیں) اور اہل تحقیق کی دیگر کتابوں میں تم یہ بات دیکھتے ہو اور فعل ومصدر کے اصل اور فرع ہونے کی تحقیق اس کے بعد اسی باب میں میرے استاد کے افادات کے مطابق آرہی ہے۔

تشریح وتحقیق

سوال:...... کا حاصل یہ ہے کہ مذکورہ بالا بیان میں اپ نے کہا کہ اَرْوَحَ، اِسْتَصْوَبَ وغیرہ کے مصدر میں واو کے بعد الف موجود ہونے کی وجہ سے تعلیل نہیں ہوئی (یعنی قاعدہ [8] جاری نہیں ہوا) اور جب مصدر میں تعلیل نہیں کی گئی تو اس کی وجہ سے اَرْوَحَ، اِسْتَصْوَبَ وغیرہ تمام گردانوں میں تعلیل نہیں ہوئی اور اَقَامَ اِسْتَقَامَ وغیرہ کے مصادر میں واو کے بعد الف موجود نہیں تھا اس لئے یہاں مصادر میں تعلیل ہوئی پھر جب مصادر میں تعلیل کی گئی تو ان کی تمام گردانوں میں بھی تعلیل کردی گئی اس تقریر سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تعلیل میں مصدر اصل ہے اور فعل اس کی فرع اگر مصدر میں تعلیل ہوئی ہو تو فعل میں بھی تعلیل ہوگی جیسے اَقَامَ اِسْتَقَامَ وغیرہ اور اگر مصدر میں تعلیل نہیں ہوئی تو فعل میں بھی تعلیل نہیں ہوگی جیسے اَرْوَحَ اِسْتَصْوَبَ وغیرہ حالانکہ اس سے پہلے قِیَامٌ والا قاعدہ کے تحت یہ کہا جاچکا ہے کہ قِیَامٌ مصدر میں اس لئے تعلیل ہوئی ہے کہ اس کے فعل قَامَ میں تعلیل ہوئی اور قِوَامًا مصدر میں اس لئے تعلیل نہیں ہوئی (یعنی بقاعدہ [13] واو یاء سے نہیں بدلا) کہ اس کے فعل قَاوَمَ میں تعلیل نہیں ہوئی اس سے تو یہ واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ تعلیل میں فعل اصل ہے اور مصدر اس کی فرع ہے تو یہاں اور ماقبل کے بیان میں تضاد ہے۔

جواب:...... کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ اصلی اور فرعی ہونا تو سرسری اور سطحی باتیں ہیں اصل مقصود یہ نہیں ہے بلکہ تعلیل اور اس جیسے دوسرے احکام مثلاً حذف، تخفیف وغیرہ میں اصل مقصود باب کی وحدت ہوتی ہے یعنی اصل توجہ اس بات پر ہوتی ہے کہ گردان کے تمام صیغے ایک جیسے ہوں ان میں اختلاف نہ ہو (کہ کہیں تعلیل یا حذف ہے اور کہیں نہیں ہے یہ چیز نہ ہو) تاکہ ان میں باہمی تناسب اور حُسنِ ترتیب قائم رہے (اس باہمی تناسب اور وحدت کو صرفیوں کے ہاں بڑی اہمیت دی جاتی ہے) لہٰذا اگر کسی ایک صیغہ میں تعلیل کا تقاضا کرنے والا کوئی قوی سبب موجود ہو تو اس صیغہ میں تعلیل کریں گے اور اس صیغہ کی مناسبت کی غرض سے گردان کے دوسرے صیغوں میں بھی تعلیل کی جائے گی اگرچہ ان دوسرے صیغوں میں تعلیل کا مقتضی وہ سبب موجود نہ ہو جو اس ایک صیغہ میں موجود ہے۔

اسی طرح اگر کسی ایک صیغہ میں کوئی قوی سبب عدم تعلیل کا تقاضا کرتا ہو تو اس صیغہ میں تعلیل نہیں ہوگی اور اس صیغہ کی رعایت رکھتے ہوئے گردان کے دیگر صیغوں میں بھی تعلیل نہیں کی جائیگی اگرچہ ان میں تعلیل کا مقتضی کوئی سبب موجود ہی کیوں نہ ہو تعلیل اور عدم تعلیل میں اس بات کی ہرگز رعایت نہیں ہوتی کہ یہ سبب اصل میں پایا جارہا ہے یا فرع میں صرف سبب کے قوی ہونے کو دیکھا جاتا۔

مثال کے طور پر یَعِدُ (صیغہ واحد مذکر غائب) میں واو کے حذف ہونے کا قوی سبب موجود ہے وہ سبب ہے واو کا یائے مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہونا کیونکہ واو کا یائے مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واقع ہونا ثقیل ہے تو یہ ثقل واو کے حذف ہونے کا تقاضا کرتا ہے اس لئے واو کو حذف کردیا گیا اب مضارع معلوم کی اس گردان کے دوسرے صیغوں مثلاً تَعِدُ، اَعِدُ، نَعِدُ وغیرہ میں یہ سبب موجود نہیں ہے کیونکہ ان میں واو یائے مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان نہیں ہے لیکن یعد کی مناسبت کی غرض سے ان دوسرے صیغوں سے بھی واو کو حذف کیا کیونکہ اگر ان سے واو کو حذف نہ کیا جاتا تو باہمی تناسب باقی نہ رہتا صیغے آپس میں مختلف ہوتے کہ کسی صیغہ میں واو موجود ہے اور کسی میں موجود نہیں ہے۔

یا مثال کے طور پر اُکْرِمُ صیغہ واحد متکلم جو اصل میں اُاَکْرِمُ تھا اس میں دوسرے ہمزے کے حذف ہونے کا قوی سبب موجود ہے وہ سبب ہے "مضارع کے شروع میں دو زائد ہمزوں کا جمع ہونا" کیونکہ مضارع کے شروع میں دو زائد ہمزوں کا جمع ہونا ثقیل ہے تو یہ ثقل دوسرے ہمزے کے حذف ہونے کا تقاضا کرتا ہے اس لئے دوسرے ہمزہ کو حذف کیا اب مضارع کی اس گردان کے دوسرے صیغوں یعنی یُکْرِمُ تُکْرِمُ نُکْرِمُ وغیرہ میں یہ سبب حذف موجود نہیں کیونکہ ان میں ہمزتین کا اجتماع نہیں ہے جو موجب ثقل ہو بلکہ صرف ایک ہی ہمزہ ہے لیکن اُکْرِمُ کی

رعایت کرتے ہوئے دوسرے صیغوں میں بھی ہمزہ کو حذف کیا یہاں یہ بات قطعاً ملحوظ نہیں ہے کہ یَعِدُ اصل ہے اور تَعِدُ اَعِدُ نَعِدُ وغیرہ اس کی فرع یا اُکْرِمُ اصل ہے اور یُکْرِمُ تُکْرِمُ نُکْرِمُ وغیرہ اس کی فرع یہ بات اس لئے نہیں ہے کہ۔

اگر غائب کے صیغہ یعنی یَعِدُ کو واو کے حذف ہونے میں اصل قرار دیا جائے اور تَعِدُ اَعِدُ وغیرہ کو اس کی فرع تو یُکْرِمُ کو بھی اصل ماننا پڑے گا کہ یہ بھی یَعِدُ کی طرح غائب کا صیغہ ہے لہٰذا پھر اس یُکْرِمُ کو ہمزہ کے حذف ہونے میں اُکْرِمُ (متکلم) کی فرع کہنا درست نہیں ہوگا کیونکہ ایک دفعہ تم اس کو اصل مان چکے ہو پھر کس طرح اس کو فرع کہہ رہے ہو (اس سے تو اصل کا فرع ہونا لازم آئیگا) اور اگر اُکْرِمُ متکلم کے صیغہ کو ہمزتین کے حذف ہونے میں یُکْرِمُ تُکْرِمُ وغیرہ کیلئے اصل مان لیا جائے تو اَعِدُ کو بھی اصل کہنا پڑیگا کیونکہ یہ بھی متکلم کا صیغہ ہے تو پھر اسی اَعِدُ کو (واو کے حذف ہونے میں) یَعِدُ کی فرع اور تابع کہنا درست نہیں ہوگا کیونکہ اس سے قبل تم نے متکلم کے صیغہ کو اصل کہا ہے اب اسی کو فرع کیسے کہتے ہو؟

حاصل یہ کہ اگر غائب کے صیغہ کو اصل مانتے ہو تو پھر متکلم کے صیغہ کو اصل کہنا درست نہیں ہے۔

اور اگر متکلم کے صیغہ کو اصل کہتے ہو تو پھر غائب کے صیغہ کو اصل قرار دینا درست نہیں دونوں اصل نہیں ہوسکتے اگر ایک اصل ہے تو دوسرا اس کی فرع اس سے معلوم ہوا کہ یہاں تعلیل میں اصل اور فرع کی بات ہرگز ملحوظ نہیں ہوتی بلکہ سبب کے قوی ہونے اور باہمی مناسبت کو دیکھا جاتا ہے۔

پھر سوال یہ ہوتا ہے کہ تم نے جو یہ کہا کہ یَعِدُ میں واو کے حذف کا قوی سبب موجود ہے اس لئے واو حذف ہوا اور تَعِدُ اَعِدُ وغیرہ میں سبب موجود نہیں لیکن یَعِدُ کے اتباع میں ان سے بھی واو حذف کیا اس تقریر سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ متقدمین علماء صرف کا یَعِدُ والا قاعدہ کے متعلق یہ کہنا درست ہے کہ یہ قاعدہ اصالۃً ان صیغوں میں جاری ہوتا ہے جن میں حرف اتین یاء ہو یعنی یَعِدُ یَضَعُ وغیرہ میں اور تَعِدُ اَعِدُ نَعِدُ جیسے دوسرے صیغوں میں اس قاعدہ کا جاری ہونا یاء والے صیغوں کے تابع ہونے کی وجہ سے ہے۔

لہٰذا معتل کے قاعدہ نمبرا: کے تحت ان متقدمین صرفیوں کے طرز بیان پر آپ کا رد کرنا اور اس کو بے فائدہ طوالت اور بے جا تکلف کہنا غلط ہوا کیونکہ یہاں خود آپ کے بیان سے وہی بات ثابت ہوتی ہے جو ان حضرات نے کہی ہے۔

جواب: ...... قواعد کے بیان کرنے کی دو جہتیں ہوتی ہیں (۱) ایک ہوتا ہے نفس قاعدہ کو بیان کرنا (۲) دوسرا ہوتا ہے

قاعدہ کے حکم کی علت اور نکتہ کو بیان کرنا کہ قاعدہ کا جو حکم ہے یعنی حذف، تعلیل وغیرہ اس کی علت اور سبب کیا ہے؟

جب نفس قاعدہ بیان کرنا مقصود ہو تو اس وقت قاعدہ کو ایسے کلی اور جامع انداز سے بیان کرنا چاہئے کہ وہ قاعدہ جامع مانع ہو کر اپنی تمام جزئیات کو شامل ہو جائے اس صورت میں بے جا طوالت اور تشریح مناسب نہیں ہوتی کہ اس سے طالب علم کا ذہن منتشر ہو جاتا ہے اور اصل قاعدہ یاد نہیں رہتا۔

اور جب قاعدہ کے حکم کی علت اور نکتہ بیان کرنا مقصود ہو (کہ اس قاعدہ کا جو حکم ہے اس کا سبب کیا ہے؟ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس میں کیا نکتہ ہے؟) تو اس وقت اس بات کی تشریح کی جاتی ہے کہ اس قاعدہ کے حکم کی اصل علت یہ ہے اور فلاں صیغہ میں یہ علت اس طرح موجود ہے اس لئے یہ قاعدہ اس میں اصالۃ جاری ہوا ہے اور فلاں صیغوں میں اگر چہ یہ علت موجود نہیں ہے لیکن تناسب کی خاطر ان کو بھی اس صیغہ کے تابع کر دیا اور اسی لئے محققین علماء کی بھی یہی عادت رہی ہے کہ جب نفس قاعدہ کی وضاحت مقصود ہو تو وہ قاعدہ اس انداز سے بیان کرتے ہیں کہ مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ جامع بھی ہو۔ اور اگر علت وسبب کی نشان دہی کرنی ہو تو پھر تفصیل کے ساتھ بتلاتے ہیں کہ اس قاعدہ کے حکم کی علت یہ ہے جو فلاں صیغوں میں موجود ہے اور فلاں صیغوں میں موجود نہیں۔ لہٰذا متقدمین صرفیوں پر ہمارا رد اس بناء پر تھا کہ انہوں نے نفس قاعدہ بیان کرتے وقت ایسا کلی اور جامع انداز اختیار نہیں کیا جس کی وجہ سے قاعدہ اپنی تمام جزئیات کو شامل ہو جاتا بلکہ انہوں نے علت کو مدنظر رکھ کر قاعدہ (کا حکم) بیان کیا جس کی بناء پر قاعدہ جامع نہیں رہا۔ پھر اس کو جامع بنانے کیلئے بے جا تکلفات کا ارتکاب کرنا پڑا یہاں جو ہم نے کہا کہ واو کے حذف ہونے کا قوی سبب صرف يَعِدُ میں موجود ہے اور تَعِدُ اَعِدُ وغیرہ میں اس کے اتباع کی وجہ سے واو حذف ہوا ہے یہ ہم نے اس لئے کہا کہ یہ اصل قاعدہ بیان کرنے کا مقام نہیں ہے بلکہ قاعدہ کے حکم کی علت وسبب بیان کرنے کا مقام ہے (کہ حذف واو کی اصل علت کیا ہے؟) لہٰذا یہاں ہماری بات اپنی جگہ پر ہے اور ماقبل میں دیگر صرفیوں پر رَدّ کرنا اپنی جگہ درست ہے۔

فائدہ:...... يَعِدُ والا قاعدہ کا حکم حذف واو ہے اور اس حکم کا سبب وعلت ثقل ہے (یعنی واو کے حذف ہونے کا سبب اور نکتہ اس کا ثقیل ہونا ہے) اور یہ ثقل یائے مفتوحہ اور کسرہ کے درمیان واو کے واقع ہونے سے پیدا ہوتا ہے۔

افادہ نمبر ا: کا آسان خلاصہ

اس پورے افادہ کا خلاصہ یہ ہے کہ باب افعال اور باب استفعال جب اجوف سے مستعمل ہو تو ان ...

میں کبھی تو یقول یبیع یقال یباع والا قاعدہ جاری ہوتا ہے اور کبھی جاری نہیں ہوتا جیسے اَقَامَ اِقَامَۃً اور اِسْتَقَامَ اِسْتِقَامَۃً وغیرہ کہ ان میں یہ قاعدہ جاری ہوا ہے کیونکہ یہ اصل میں اَقْوَمَ اِقْوَامًا اور اِسْتَقْوَمَ اِسْتِقْوَامًا تھے اور اَزْوَحَ اِزْوَاحًا اِسْتَصْوَبَ اِسْتِصْوَابًا میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوا یہ اپنی اصل پر ہیں اگر ان میں قاعدہ جاری ہو چکا ہوتا تو یہ اِزَاحَ اِزَاحَۃً اور اِسْتَصَابَ اِسْتِصَابَۃً ہوتے تو اعتراض پیدا ہوا کہ اَزْوَحَ اِسْتَصْوَبَ جیسی مثالوں میں قاعدہ (۸) کیوں جاری نہیں ہوتا جبکہ اَقَامَ اِسْتَقَامَ کی طرح یہاں بھی قاعدہ کی تمام شرائط موجود ہیں۔

تمام صرفی حضرات نے اس اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ اَزْوَحَ اِسْتَصْوَبَ اور اس جیسے دوسرے کلمات شاذ ہیں کہ خلاف قاعدہ کلام عرب میں مستعمل ہیں مصنف کے استاد نے اس اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ قاعدہ (۸) میں ایک یہ شرط ہے کہ ''مصدر میں واو اور یاء کے بعد متصل الف نہ ہو'' اَزْوَحَ اِسْتَصْوَبَ وغیرہ کے مصادر اِزْوَاحًا اور اِسْتِصْوَابًا میں واو کے بعد متصل الف موجود ہے اس لئے ان میں یہ قاعدہ جاری نہیں ہوا اور جب مصدر میں جاری نہیں ہوا تو باقی تمام گردانوں میں بھی جاری نہیں ہوا اور اَقَامَ اِسْتَقَامَ وغیرہ میں یہ قاعدہ اس لئے جاری ہوا ہے کہ ان کے مصادر میں واو کے بعد الف نہیں ہے کیونکہ اَقَامَ کا مصدر اِقَامَۃٌ ہے جو اصل میں اِقْوَمَۃٌ تھا بروزن اِفْعَلَۃٌ اور اِسْتَقَامَ کا مصدر اِسْتِقَامَۃٌ ہے جس کی اصل اِسْتِقْوَمَۃٌ بروزن اِسْتِفْعَلَۃٌ ہے اور اِقْوَمَۃٌ اِسْتِقْوَمَۃٌ میں واو کے بعد الف موجود نہیں ہے لہٰذا قاعدہ (۸) سے واو کی حرکت ماقبل کی طرف منتقل ہو کر واو الف سے بدل گیا اور جب مصدر میں قاعدہ جاری ہوا تو باقی گردانوں میں بھی جاری ہوا۔

عام صرفی حضرات اس شرط کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور اس قاعدہ کی شرائط میں اس شرط کو ذکر نہیں کرتے جس کی وجہ سے وہ بہت سارے کلمات کو شاذ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں حالانکہ اس شرط کے بعد کسی کلمہ کو شاذ کہنے کی ضرورت نہیں ہے ہر ایک مثال اپنی جگہ پر درست اور قاعدہ کے مطابق ہے۔

اس افادہ کا اصل خلاصہ فقط اتنا سا ہے۔

اس کے بعد چند اعتراضات اور ان کے جوابات ہیں۔

اعتراض (۱):......اَقَامَ اِسْتَقَامَ کے مصدر میں بھی تو واو کے بعد الف موجود ہے کیونکہ اِقَامَۃٌ اصل میں اِقْوَامٌ تھا اور اِسْتِقَامَۃٌ اصل میں اِسْتِقْوَامٌ تھا اس لئے کہ باب اِفْعَال کا مصدر اِفْعَالٌ کے وزن پر آتا ہے اور باب استفعال کا مصدر اِسْتِفْعَالٌ کے وزن پر لہٰذا اَزْوَحَ اِسْتَصْوَبَ کی طرح اَقَامَ اور اِسْتَقَامَ میں بھی یہ قاعدہ

جاری نہیں ہونا چاہئے تھا پھر ان میں کیوں جاری ہوا؟

جواب:......اِقَامَۃٌ اور اِسْتِقَامَۃٌ کی اصل اِقْوَامٌ اور اِسْتِقْوَامٌ نہیں بلکہ اِقَامَۃٌ کی اصل اِقْوَمَۃٌ بروزن اِفْعَلَۃٌ ہے اور اِسْتِقَامَۃٌ کی اصل اِسْتِقْوَمَۃٌ بروزن اِسْتِفْعَلَۃٌ ہے تو ان میں واو کے بعد الف موجود نہیں اس لیے یہاں قاعدہ جاری ہوا ہے۔

اعتراض (۲):...... باب افعال کا مصدر تو اِفْعَالٌ کے وزن پر آتا ہے اور باب استفعال کا مصدر اِسْتِفْعَالٌ کے وزن پر پھر یہاں باب افعال کا مصدر اِفْعَلَۃٌ کے وزن پر اور باب استفعال کا مصدر اِسْتِفْعَلَۃٌ کے وزن پر کس طرح آیا؟

جواب:......ان دونوں بابوں کے مصادر جس طرح اِفْعَالٌ اور اِسْتِفْعَالٌ کے وزن پر آتے ہیں تو اسی طرح اِفْعَلَۃٌ اور اِسْتِفْعَلَۃٌ کے وزن پر بھی آتے ہیں اور یہ دونوں وزن اجوف کے ساتھ خاص ہیں غیر اجوف سے یہ دونوں وزن نہیں آتے بلکہ غیر اجوف سے باب افعال اور استفعال کے مصادر اِفْعَالٌ اور اِسْتِفْعَالٌ کے وزن پر آتے ہیں۔

اعتراض (۳):......اگر یہ اِفْعَلَۃٌ اور اِسْتِفْعَلَۃٌ صحیح اور درست وزن ہیں تو پھر اجوف کے ساتھ کیوں مخصوص ہیں ہر قسم میں آنا چاہئے؟

جواب:......کسی وزن کے صحیح ہونے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ ہر قسم میں آتا ہو جیسا کہ فُعَلٌ ثلاثی مجرد کے مصدر کا صحیح اور درست وزن ہے لیکن یہ وزن ناقص کے مصدر کے ساتھ خاص ہے جیسے هُدًی جو اصل میں هُدَیٌ بروزن فُعَلٌ تھا غیر ناقص سے ثلاثی مجرد کا مصدر فُعَلٌ کے وزن پر نہیں آتا تو اِفْعَلَۃٌ اور اِسْتِفْعَلَۃٌ کے وزن بھی کچھ اس قسم کے ہیں۔

اعتراض (۴):......آپ کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ اِفْعَلَۃٌ اور اِسْتِفْعَلَۃٌ یہ دونوں وزن اجوف کے ساتھ خاص ہیں کیونکہ اِرْوَاحٌ اور اِسْتِصْوَابٌ بھی تو اجوف سے باب افعال اور استفعال کے مصادر ہیں لیکن اس وزن پر نہیں ہیں؟

جواب:......ہم نے یہ کہا تھا کہ یہ دونوں وزن اجوف کے ساتھ خاص ہیں لیکن یہ نہیں کہا تھا کہ اجوف بھی ان کے ساتھ خاص ہے ہمارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ باب افعال اور استفعال کا جو بھی مصدر اِفْعَلَۃٌ اور اِسْتِفْعَلَۃٌ کے وزن پر ہو۔ اس کیلئے تو اجوف ہونا ضروری ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ اجوف سے باب افعال

اوراستفعال کا ہر مصدر اِفْعَلَةٌ اور اِسْتِفْعَلَةٌ کے وزن پر ہو جیسا کہ فُعَلٌ کا وزن ثلاثی مجرد ناقص کے مصدر کے ساتھ خاص ہے کہ غیر ناقص کا مصدر اس وزن پر نہیں آتا لیکن ناقص کا مصدر صرف اس وزن کے ساتھ خاص نہیں بلکہ دوسرے اوزان پر بھی آتا ہے جیسے دِرَايَةٌ، رَمْيٌ، دَعْوَةٌ، یہ سب ثلاثی مجرد ناقص کے مصادر ہیں لیکن فُعَلٌ کے وزن پر نہیں۔

اعتراض (۵):......آپ نے کہا کہ اِزْوَاجًا اور اِسْتِصْوَابًا مصدر میں واو کے بعد الف موجود ہونے کی وجہ سے تعلیل نہیں ہوئی یعنی قاعدہ (۸) جاری نہیں ہوا تو اس کی وجہ سے اَزْوَجَ اِسْتَصْوَبَ وغیرہ تمام گردانوں میں تعلیل نہیں ہوئی اور اِقَامَةٌ اِسْتِقَامَةٌ وغیرہ مصادر میں واو کے بعد الف موجود نہ ہونے کی وجہ سے تعلیل ہوئی ہے تو اس کی وجہ سے اَقَامَ، اِسْتَقَامَ وغیرہ تمام گردانوں میں تعلیل کردی گئی اس بیان سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصدر تعلیل میں اصل اور فعل اس کی فرع ہے اگر مصدر میں تعلیل ہوئی تو فعل میں بھی تعلیل ہوگی اور اگر مصدر میں تعلیل نہیں ہوئی تو فعل میں بھی تعلیل نہیں ہوگی حالانکہ اس سے پہلے قاعدہ (۱۳) یعنی قِیَامٌ والا قاعدہ کے تحت) آپ کہہ چکے ہیں کہ تعلیل میں فعل اصل ہے اور مصدر اس کی فرع قَامَ فعل میں تعلیل ہوئی تھی اسلئے قِیَامًا مصدر میں بھی تعلیل ہوگئی اور قَاوَمَ فعل میں تعلیل نہیں ہوئی تھی اس لئے اس کے مصدر قِوَامًا میں تعلیل نہیں ہوئی تو یہاں اور ماقبل کے بیان میں تضاد ہے یہ کیوں؟

جواب:......یہ کہنا کہ فلاں اصل ہے اور فلاں اس کی فرع یہ سرسری اور سطحی باتیں ہیں مقصود اصلی یہ نہیں بلکہ تعلیل، حذف وغیرہ میں اصل مقصود یہ ہوتا ہے کہ گردان کے تمام صیغوں میں باہم مناسبت ہو ان میں اختلاف نہ ہو ایسا نہ ہو کہ کسی صیغہ میں تو تعلیل یا حذف وغیرہ ہو اور کسی میں نہ ہو ورنہ تناسب نہیں رہیگا لہٰذا اگر کسی صیغہ میں تعلیل کا قوی سبب موجود ہو تو اس صیغہ میں تعلیل کی جائے گی اور اس صیغہ کی مناسبت کی غرض سے گردان کے دوسرے صیغوں میں بھی تعلیل ہوگی اگرچہ ان دوسرے صیغوں میں تعلیل کا وہ سبب موجود نہ ہو۔ تعلیل وغیرہ میں اس کو نہیں دیکھا جاتا کہ اصل کیا ہے اور فرع کیا ہے؟ اور تعلیل کا سبب جس میں پایا جاتا ہے وہ اصل ہے یا فرع؟ بلکہ تعلیل میں باہمی مناسبت اور سبب کے قوی ہونے کو دیکھا جاتا ہے۔

اعتراض (۶):......آپ (یعنی مصنف) کہتے ہیں کہ واو کے حذف ہونے کا اصل اور قوی سبب صرف یَعِدُ میں موجود ہے باقی تَعِدُ اَعِدُ وغیرہ سے جو واو حذف ہوا یہ یَعِدُ کے اتباع اور مناسبت کی غرض سے ہوا ہے آپ کے اس بیان سے تو یہ معلوم ہوا کہ یَعِدُ والا قاعدہ اصالۃً صرف یاء والے صیغوں میں جاری ہوتا ہے جیسے یَعِدُ

يَضَعُ وغیرہ دوسرے صیغوں یعنی تَعِدُ وغیرہ میں اس قاعدہ کا جاری ہونا تبعًا ہے اور یہی بات متقدمین علماء صرف نے کہی تھی لیکن آپ نے تویَعِدُ والا قاعدہ بیان کرتے وقت اس کی تردید کی کہ ان کا یہ کہنا درست نہیں ہے اور اس کو بے جا طوالت سے تعبیر کیا اور یہاں وہی بات خود کہہ رہے ہیں یہ کیا ماجرا ہے؟

جواب:......اس کا جواب ماقبل کی تشریح سے واضح ہو چکا ہے دہرانے کی ضرورت نہیں۔

افادہ نمبر۲:......اَبٰی یَأْبٰی را کہ از فَتَحَ یَفْتَحُ بے آنکہ عین یالامش حرف حلق باشد آمدہ شاذ گفتہ اند وکلمات دیگر مثل قَلٰی یَقْلٰی وعَضَّ یَعَضُّ وبَقٰی یَبْقٰی عَلٰی بعض اللُّغات ہم از فتح بے شریطہ مذکور آمدہ برائے دفع شذوذ اینہا حضرت استاذی تقریر قاعدہ بریں نہج نمودند کہ ہر کلمہ صحیح کہ از باب فَتَحَ یَفْتَحُ آید باید کہ عین یالامش حرف حلق باشد قید صحیح در قاعدہ افزودند پس شذوذ آن کلمات کہ بعضے ناقص وبعضے مضاعف ہستند لازم نیاید۔

ترجمہ:......افادہ: اَبٰی یَأْبٰی جو فتح یفتح کے باب سے آیا ہے بغیر اس کے کہ اس کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہو (صرفیوں نے) اس کو شاذ کہا ہے اور دوسرے کلمات مثلاً قَلٰی یَقْلٰی، عَضَّ یَعَضُّ اور بَقٰی یَبْقٰی بھی بعض لغات کے مطابق فتح سے آئے ہیں شرط مذکور کے بغیر: ان تمام کلمات کے شاذ ہونے کو دفع کرنے کیلئے میرے استاد محترم نے قاعدہ اس طرح بیان فرمایا کہ ہر وہ صحیح کلمہ جو فتح یفتح کے باب سے آئے تو چاہیئے کہ اس کا عین یا لام کلمہ حرف حلقی ہو: قاعدہ میں صحیح کی قید بڑھادی۔ پس ان مذکورہ کلمات کا شذوذ لازم نہیں آیا کیونکہ (یہ کلمات صحیح نہیں ہیں بلکہ) بعض ناقص اور بعض مضاعف ہیں۔

تشریح وتحقیق

افادہ نمبر۲: اَبٰی یَأْبٰی کے متعلق

اس افادہ کا خلاصہ یہ ہے کہ عام علماء صرف کے نزدیک فتح یفتح باب کیلئے یہ شرط ہے کہ جو کلمہ اس باب سے ہو اس کے عین کلمہ یا لام کلمہ میں حرف حلقی کا ہونا ضروری ہے جب ان حضرات پر اعتراض ہوا کہ اَبٰی یَأْبٰی، قَلٰی یَقْلٰی بَقٰی یَبْقٰی، عَضَّ یَعَضُّ یہ تمام کلمات فتح یفتح کے باب سے مستعمل ہیں لیکن ان میں سے کسی کے بھی عین یا لام کلمہ میں حرف حلقی نہیں ہے معلوم ہوا کہ یہ شرط لازمی نہیں ہے۔

ان حضرات نے اس اعتراض کا جواب یہ دیا ہے کہ مذکورہ تمام کلمات کا باب فتح سے آنا شاذ ہے ورنہ قاعدہ کے مطابق اس باب کے عین یا لام کلمہ میں حرف حلقی کا ہونا ضروری ہے۔

صاحب علم الصیغہ فرماتے ہیں کہ میرے استاد نے اس قاعدہ میں صحیح کی قید لگائی جس سے تمام کلمات کا شذوذ رفع ہوگیا یعنی باب فتح کیلئے جو حلقی العین یا حلقی اللام ہونے کی شرط ہے یہ صرف صحیح کیساتھ خاص ہے اور مذکورہ کلمات صحیح نہیں اس لئے کہ اَبٰی یَأبٰی مہموز اور ناقص ہے اسی طرح قَلٰی یَقْلٰی اور بَغٰی یَبْغٰی بھی ناقص ہے اور عَضَّ یَعَضُّ مضاعف ہے لہٰذا ان میں سے کسی کو شاذ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

متن میں علی بعض اللغات سے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ بعض لغات میں یہ کلمات دوسرے ابواب سے ہیں فتح سے نہیں اس صورت میں کوئی اشکال وارد نہیں ہوگا اشکال تو تب ہوتا ہے جب یہ فتح کے باب سے ہوں۔

نوٹ:...... بعض صرفیوں نے مذکورہ بالا کلمات کے متعلق یہ جواب دیا ہے کہ یہ تمام کلمات اصل میں سمع یسمع کے باب سے ہیں اور ان سب میں اصل کے اعتبار سے ماضی مکسور العین ہے (اس بحث کی پوری تفصیل اس سے قبل باب فتح کی تشریح میں گزر چکی ہے ایک بار پھر مطالعہ کیجئے۔)

افادہ نمبر۳:...... در کُلْ و خُذْو مُرْ کہ دراصل اُؤْکُلْ و اُؤْخُذْو اُؤْمُرْ بودہ حذف ہمزتین را شاذ گفتہ اند حضرت استاذی دفع شذوذ انہا باین نہج فرمودند کہ درین صیغہا قلب مکانی واقع شدہ کہ فا را بجائے عین بردند وعین را بجائے فا پس اُکْؤُلْ، اُخْؤُذْ، اُمْؤُرْ، شد پس بقاعدہ یَسَلُ ہمزہ را حذف کردند و ہمزہ وصل بِاسْتِغْنَاء بیفتد۔

سوال:...... قاعدہ یَسَلُ جوازی ست و حذف در کُلْ و خُذْ وجوبی؟

جواب:...... ما تقریر قاعدہ بریں نمط می کنیم کہ ہر ہمزہ متحرکہ بعد ساکن غیر مدہ زائدہ ویاء تصغیر باشد حرکت آں ہمزہ بما قبل رود و ہمزہ حذف شود وجوبًا اگر وقوع ہمزہ بعد ساکن بسبب قلب باشد یا در فعلے از افعال قلوب باشد وَاِلَّا جوازًا پس وجوب حذف ہمزہ در افعال رؤیت ہم بقاعدہ است و دریں ہر سہ صیغہ ہم بقاعدہ و امتناع حذف ہمزہ در اسمائے رؤیت ہم بقاعدہ است و در مُرْ قلب و عدم قلب ہر دو آمدہ بر تقدیر قلب ہمزہ وجوبا حذف میشود و لہٰذا اُمْؤُرْ نیامدہ و بر تقدیر عدم قلب حذف نمی شود: وقلب مکانی در لغت عرب بسیار واقع میشود گاہے بہ بردن فا بجائے عین وعین بجائے فا مثل اَدْؤُرٌ در اَدْؤُرٌ جمع دَارٌ کہ دراصل اَدْوُرٌ بود و او بقاعدہ وُجُوْہٌ ہمزہ شد

وبقلب مکانی بجائے فا رفتہ بقاعدہ آ مَن الف شد پس اُدْؤُرٌ بروزن اَعْفُلُ شدوگا ہے بُردن عین بجائے لام ولام بجائے عین ۔چون قِسِيٌّ درقُوُوْسٌ جمع قَوْسٌ واورا بجائے سین بردند وسین را بجائے واو قُسُوْوٌ شد پس بقاعدہ (۱۵) مثل دِلِيٌّ گشت وگا ہے بُردن لام بجائے فا وفا بجائے عین وعین بجائے لام چون اَشْيَاءُ کہ دراصل شَيْئَاءُ بود اسم جمع شَيْءٌ مثلِ نَعْمَاءُ اسم جمع نِعْمَت واَشْيَاءُ بروزن اَفْعَالُ نمی تواند شد زیراکہ اَشْيَاءُ غیر منصرف ست وبرتقدیر بودنش بروزن اَفْعَالُ سببے برائے منع صرف آں یافتہ نمی شود لہٰذا اصلش بروزن فَعْلَاءُ قرار دادند کہ ہمزہ ممدودہ سبب منع صرف ست قائم مقام دوسبب وبعد قلب اَشْيَاءُ بروزن لَفْعَاءُ شدہ۔

نوشتہ اند کہ قلب بدیگر اخوان اشتقاقی آں کلمہ شناختہ میشود مثل اُدْؤُرٌ کہ بلفظ دَارٌ واحد دُوْرٌ جمع و دُوَيْرَةٌ تصغیر معلوم میگردد کہ در اُدْؤُرٌ عین بجائے فا رفتہ وہمچنین در قِسِيٌّ از لفظ قَوْسٌ وتَقَوُّسٌ مدرک میگردد کہ اَصْلِ قِسِيٌّ قُوُوْسٌ بودہ وہم چنین قلب شناختہ میشود باینکہ اگر قائل بقلب نشوند منع صرف بے سبب لازم آید چنانکہ در اَشْيَاءُ.

جناب استاذی میفرمودند کہ ہم چنین قلب شناختہ میشود باینکہ اگر قلب رااعتبار نکنند شذوذ لازم آید چنانکہ در کُلْ خُذْ مُرْ وچنانکہ منع صرف بے سبب خلاف قیاس ست وداعی اعتبار قلب گردیدہ ہم چنین تخفیف ہمزہ یا اعلال بے تحقق علت خلاف قیاس است وداعی برائے اعتبار قلب میتواند شد۔

ترجمہ: افادہ نمبر۳ کُلْ، خُذْ، مُرْ جو دراصل اُؤْکُلْ، اُؤْخُذْ، اُؤْمُرْ تھے ان سے دونوں ہمزوں کے حذف ہونے کو (صرفیوں نے)شاذ کہا ہے میرے استاد محترم نے ان صیغوں کے شاذ ہونے کو اس طریقہ سے دور فرمایا کہ ان صیغوں میں قلب مکانی ہوا ہے کہ فاء کلمہ (یعنی ہمزہ) کو عین کلمہ کی جگہ اور عین کلمہ کو فاء کلمہ کی جگہ لے گئے پس اُکْؤُلْ، اُخْؤُذْ، اُمْؤُرْ بن گئے پھر یَسَلُ والا قاعدہ سے (دوسرے)ہمزہ کو حذف کیا اور ہمزہ وصلی ضرورت نہ رہنے کی وجہ سے حذف ہوا۔

سوال:......یَسَلُ والا قاعدہ تو جوازی ہے اور کُلْ خُذْ میں ہمزہ کو حذف کرنا وجوبی ہے؟

جواب:...... ہم (یسل والا) قاعدہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ہر وہ ہمزہ متحرکہ جو ایسے ساکن کے بعد واقع ہو کہ وہ ساکن مدہ زائدہ اور یائے تصغیر کے علاوہ ہو اس ہمزہ کی حرکت ماقبل میں چلی جاتی ہے اور ہمزہ وجوباً حذف ہو جاتا ہے اگر اس ہمزہ کا ساکن کے بعد واقع ہونا قلب مکانی کی وجہ سے ہو یا یہ ہمزہ افعال قلوب کے کسی فعل میں ہو ورنہ جوازاً حذف ہو جاتا ہے (یعنی اگر مذکورہ دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت نہ ہو تو پھر ہمزہ کا حذف جائز ہے واجب نہیں) لہٰذا افعال رؤیت میں ہمزہ کا وجوبی طور پر حذف ہونا بھی قاعدہ کے مطابق ہے اور ان تینوں صیغوں (یعنی کُلْ، خُذْ، مُرْ) میں (ہمزہ کا حذف ہونا) بھی قاعدہ کے موافق ہے اور رؤیت کے

اسماء میں (وجوبی طور پر) حذفِ ہمزہ کا ممنوع ہونا بھی قاعدہ کے مطابق ہے اور مُرْ میں قلب مکانی اور عدم قلب دونوں آئے ہیں پس قلب مکانی کی صورت میں ہمزہ وجوبًا حذف ہوتا ہے اس لئے اُمْرُوْ نہیں آیا اور عدم قلب کی صورت میں ہمزہ (وجوبًا) حذف نہیں ہوتا اور قلب مکانی عربی زبان میں بکثرت واقع ہوتا ہے کبھی تو فاءِ کلمہ کو عین کلمہ کی جگہ اور عین کلمہ کو فاءِ کلمہ کی جگہ لے جانے کے ساتھ (یہ قلب مکانی حاصل ہوتا ہے) جیسے اٰدُرٌ، اٰدُءٌرٌ میں جو دَارٌ کی جمع ہے کہ (اٰدْئُرٌ) اصل میں اَدْوُرٌ تھا وُجُوْہٌ والا قاعدہ سے واؤ ہمزہ بن گیا اور قلب مکانی کی وجہ سے فاءِ کلمہ کی جگہ جا کر اٰمَنَ والا قاعدہ سے یہ ہمزہ الف بنا پس اٰدُرٌ بروزن اَعْفُلٌ ہو گیا اور کبھی عین کلمہ کو لام کلمہ کی جگہ لے جانے سے اور لام کلمہ کو عین کلمہ کی جگہ لے جانے سے (قلب مکانی حاصل ہوتا ہے) جیسے قِسِیٌّ قُوُوْسٌ میں جو کہ قَوْسٌ کی جمع ہے واؤ کو سین کی جگہ اور سین کو واؤ کی جگہ لے گئے قُسُوْوٌ ہوا پھر بقاعدہ (۱۵) دِلِیٌّ کی طرح ہو گیا اور کبھی (قلب مکانی) لام کلمہ کو فاءِ کلمہ کی جگہ اور فاءِ کلمہ کو عین کلمہ کی جگہ اور عین کلمہ کو لام کلمہ کی جگہ لے جانے سے (حاصل ہوتا ہے) جیسے اَشْیَآءُ جو اصل میں شَیْئَآءُ تھا یہ شَیْءٌ کی اسم جمع ہے جیسے نَعْمَآءُ نِعْمَۃٌ کی اسم جمع ہے اور اَشْیَآءُ اَفْعَالٌ کے وزن پر نہیں ہو سکتا کیونکہ اَشْیَآءُ غیر منصرف ہے اور اَفْعَالٌ کے وزن پر ہونے کی صورت میں اس کے اندر منع صرف کا کوئی سبب نہیں پایا جاتا اس لئے اس کی اصل فَعْلَآءُ کے وزن پر قرار دیدی کہ ہمزہ ممدودہ سبب منع صرف ہے جو دو سببوں کا قائم مقام ہے اور قلب کے بعد اَشْیَآءُ لَفْعَآءُ کے وزن پر ہو گیا ہے (صرفیوں نے) لکھا ہے کہ قلب اس کلمہ کے دوسرے مشتقات و نظائر سے پہچانا جاتا ہے جیسے اٰدُرٌ کہ لفظ دَارٌ اس کے واحد دُوْرٌ جمع اور دُوَیْرٌ تصغیر سے معلوم ہوتا ہے کہ اٰدُرٌ میں عین کلمہ (یعنی واؤ) فاءِ کلمہ کی جگہ اور فاءِ کلمہ عین کلمہ کی جگہ) منتقل ہو گیا ہے اسی طرح قِسِیٌّ میں لفظ قَوْسٌ اور تَقَوُّسٌ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ قِسِیٌّ کی اصل قُوُوْسٌ ہے اسی طرح قلب پہچانا جاتا ہے اس بات سے کہ اگر قلب کے قائل نہ ہوں تو (کلمہ کا) بغیر کسی سبب کے غیر منصرف ہونا لازم آئے جیسے اَشْیَآءُ میں۔

میرے استاد محترم فرماتے تھے کہ اسی طرح قلب پہچانا جاتا ہے اس طور پر کہ اگر قلب کا اعتبار نہ کریں تو شاذ ہونا لازم آ جائے جیسے کُلْ، خُذْ، مُرْ میں کیونکہ جس طرح بغیر کسی سبب کے غیر منصرف ہونا خلاف قیاس ہے اور (یہ کلمہ میں) قلب کے اعتبار کرنے کا مقتضی ہوتا ہے تو اسی طرح علت و سبب پائے جانے کے بغیر ہمزہ میں تخفیف یا تعلیل بھی خلاف قیاس ہے اور قلب کے اعتبار کرنے کا مقتضی ہو سکتا ہے۔

تشریح و تحقیق

افادہ نمبر ۳: در کل، خذ، مر

اس افادہ کا خلاصہ یہ ہے کہ کُلْ، خُذْ، مُرْ امر حاضر کے یہ صیغے اصل میں اُءْ کُلْ، اُءْ خُذْ اور اُءْ مُرْ تھے خلاف قیاس دونوں ہمزوں کو حذف کیا ورنہ قیاس کا تقاضا تو یہ تھا کہ اُوْمِنَ والا قاعدہ کے مطابق دوسرا ہمزہ واؤ سے

تبدیل ہوکر اُوْکُلْ ، اُوْخُذْ، اُوْمُرْ ہوتے اکثر صرفیوں نے ان صیغوں میں دونوں ہمزوں کے حذف ہونے کو شاذ کہا ہے۔

لیکن مصنف اپنے استاد کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ان کو شاذ کہنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان صیغوں میں قلب مکانی ہوا ہے (حروف کی ترتیب میں تقدیم وتاخیر کو قلب مکانی کہا جاتا ہے یعنی مقدم حرف کو مؤخر کرنا اور مؤخر حرف کو مقدم کرنا) ان تین صیغوں میں فاء کلمہ ہمزہ ثانیہ ہے اور عین کلمہ بالترتیب کاف، خاء اور میم ہے یہاں قلب مکانی اس طرح ہوا ہے کہ فاء کلمہ یعنی ہمزہ ثانیہ کو عین کلمہ (یعنی کاف، خاء، میم) کی جگہ اور عین کلمہ کو فاء کلمہ کی جگہ رکھدیا گیا تو اُکْؤُلْ، اُخْؤُذْ، اور اُمْؤُرْ ہو گئے پھر یَسَلُ والا قاعدہ کے مطابق دوسرے ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دیکر ہمزہ کو حذف کیا اور شروع کا ہمزہ وصلی بھی ضرورت باقی نہ رہنے کی وجہ سے حذف ہوا تو کُلْ، خُذْ، مُرْ بن گئے۔

اب سوال:...... یہ پیدا ہوتا ہے کہ یَسَلُ والا قاعدہ تو جوازی ہے جبکہ کُلْ اور خُذْ میں ہمزہ کو حذف کرنا واجب ہے کیونکہ ہمزہ کے باقی رہنے کے ساتھ اُکْؤُلْ، اُخْؤُذْ مستعمل نہیں تو جوازی قاعدہ کے ساتھ ہمزہ وجوبی طور پر کیسے حذف ہوا؟

اس کا جواب:...... یہ ہے کہ یَسَلُ والے قاعدہ میں قدرے تفصیل ہے جسے اکثر صرفی ذکر نہیں کرتے وہ یہ کہ دو[2] صورتوں میں یسل والا قاعدہ وجوبی طور پر جاری ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ یہ قاعدہ جوازی ہے۔

(۱) پہلی صورت یہ ہے کہ ہمزہ متحرکہ ساکن حرف کے بعد قلب مکانی کی وجہ سے واقع ہوا ہو جیسے اُکْؤُلْ، اُخْؤُذْ، اُمْؤُرْ ان میں دوسرا ہمزہ جو ساکن حرف کے بعد واقع ہے یہ قلب مکانی کی بناء پر ہے ورنہ اصل کے اعتبار سے یہ ہمزہ ساکن حرف کے بعد نہیں ہے بلکہ متحرک حرف کے بعد ہے کیونکہ ان کی اصل اُؤْکُلْ، اُؤْخُذْ، اُؤْمُرْ ہیں۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ ہمزہ افعال قلوب میں سے کسی فعل میں واقع ہو (افعال قلوب سے مراد وہ افعال ہیں جو قلب سے تعلق رکھتے ہوں جیسے ظَنَنْتُ، حَسِبْتُ، عَلِمْتُ، رَأَیْتُ، وَجَدْتُ، خِلْتُ وغیرہ) جیسے یَرٰی جو اصل میں یَرْأَیُ تھا یہ افعال قلوب میں سے ہے کیونکہ رُؤْیۃ کے تمام افعال افعالِ قلوب ہیں۔

ان دونوں صورتوں میں ہمزہ کی حرکت ماقبل کو دیکر اس کو حذف کرنا واجب ہے اور ان دو صورتوں کے علاوہ مثلاً رُؤْیۃ کے اسماء وغیرہ میں حذف ہمزہ جائز ہے اس تفصیل کے بعد اب کوئی شذوذ باقی نہیں رہا کیونکہ کُلْ، خُذْ، مُرْ میں اور اسی طرح رؤیت کے افعال میں ہمزہ کو وجوبی طور پر حذف کرنا بھی قاعدہ کے مطابق ہے کیونکہ ان دونوں

صورتوں میں ہمزہ وجوبا حذف ہوتا ہے اور رؤیۃ کے اسماء مشتقہ اور دوسرے کلمات میں ہمزہ کو وجوبی طور پر حذف نہ کرنا بھی قاعدہ کے موافق ہے۔

اعتراض:...... ہوا کہ آپ نے کہا کہ جب ہمزہ متحرکہ ساکن حرف کے بعد قلب مکانی کی وجہ سے واقع ہوتو اس صورت میں ہمزہ کو حذف کرنا واجب ہوتا ہے اب مُرْ میں تو قلب مکانی ہوا ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں ہمزہ کا حذف کرنا واجب ہو لیکن اس میں تو ہمزہ کو حذف کرنا واجب نہیں ہے جائز ہے کیونکہ مُرْ (بحذف الہمزہ) اور اُوْمُرْ (بغیر حذف ہمزہ) دونوں جائز ہیں۔

جواب:...... قولہ و در مُرْ قلب و عدم قلب الخ ۔ اس عبارت سے یہ دیا کہ مُر میں قلب مکانی اور عدم قلب مکانی دونوں جائز ہیں اب اگر اس میں قلب مکانی ہوا ہو تو اس صورت میں ہمزہ وجوبا حذف ہوتا ہے جیسے مُرْ یہی وجہ ہے کہ قلب مکانی کے بعد ہمزہ کو برقرار رکھ کر اُمُؤْرْ پڑھنا جائز نہیں ہے اور اگر قلب مکانی اس میں نہ ہوا ہو بلکہ اپنی اصل پر ہو تو اس صورت میں ہمزہ حذف نہیں ہوتا بلکہ اُوْمِنْ والا قاعدہ کے مطابق ہمزہ واو سے بدل جاتا ہے جیسے اُوْمُرْ۔

قلب مکانی کی مختلف صورتیں:

سوال:...... یہ پیدا ہوا کہ آیا کلام عرب میں قلب مکانی کہیں اور بھی واقع ہوا ہے یا صرف کُلْ، خُذْ، مُرْ میں دفع شذوذ کیلئے قلب مکانی کی اصطلاح گھڑی گئی ہے؟

جواب:...... مصنف نے یہ دیا کہ ایسی بات نہیں ہے کہ کُلْ، خُذْ، مُرْ کے سوا کہیں اور قلب مکانی کا وجود ہی نہ ہو بلکہ قلب مکانی عربی زبان میں بکثرت مندرجہ ذیل تین[۳] صورتوں میں واقع ہے۔

(۱) پہلی صورت یہ ہے کہ فاء کلمہ کو عین کلمہ کی جگہ اور عین کلمہ کو فاء کلمہ کی جگہ رکھ دیا جائے جیسے اٰدُرٌ جو دَارٌ کی جمع ہے یہ اصل میں اَدْوُرٌ تھا اَفْعُلٌ کے وزن پر واو عین کلمہ میں مضموم ہو کر واقع ہوا تو وُجُوْہٌ اور اِشَاحٌ والا قاعدہ کے مطابق اس کو ہمزہ سے بدل دیا اَدْءُرٌ بن گیا اس میں اب دال فاء کلمہ ہے اور ہمزہ عین کلمہ ہے تو دال کو ہمزہ کی جگہ اور ہمزہ کو دال کی جگہ رکھ دیا اَءْدُرٌ بن گیا پھر اٰمَنَ والا قاعدہ کے مطابق دوسرا ہمزہ الف سے بدل گیا اٰدُرٌ بن گیا اب اس کا وزن اَعْفُلٌ ہے کیونکہ عین کلمہ (یعنی ہمزہ) فاء کلمہ پر مقدم کیا گیا ہے تو وزن میں بھی عین کلمہ پہلے ہے اور فاء کلمہ بعد میں۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ عین کلمہ لام کلمہ کی جگہ اور لام کلمہ عین کلمہ کی جگہ چلا جائے جیسے قِسِيٌّ جو قَوْسٌ کی جمع ہے یہ اصل میں قُوُوْسٌ بروزن فُعُوْلٌ تھا اس میں واو اول عین کلمہ ہے اور سین لام کلمہ ہے تو واو کو سین کی جگہ اور سین کو واو کی جگہ رکھ دیا تو قُسُوْوٌ بن گیا بروزن فُلُوْعٌ پھر دِلِیٌّ والا قاعدہ کے مطابق دونوں واو یاء سے بدل گئے اور ایک یاء دوسری میں مدغم ہوگئی اور ماقبل کے ضمے کسرہ سے تبدیل ہوگئے تو قِسِيٌّ بن گیا۔

(۳) قلب مکانی کی تیسری صورت: کبھی قلب مکانی اس طرح ہوتا ہے کہ لام کلمہ کو فاء کلمہ کی جگہ اور فاء کلمہ کو عین کلمہ کی جگہ اور عین کلمہ کو لام کلمہ کی جگہ رکھ دیا جاتا ہے جیسے اَشْيَاءُ یہ شَيْءٌ کی اسم جمع ہے جس طرح نَعْمَاءُ نِعْمَتٌ کی اسم جمع ہے یہ اصل میں شَيْئَاءُ بروزن فَعْلَاءُ تھا اس میں شین فاء کلمہ یاء عین کلمہ اور پہلا ہمزہ لام کلمہ ہے اور دوسرا ہمزہ الف ممدودہ والا ہے جو کہ زائد ہے اور برائے تانیث ہے۔

تو اس میں ہمزۂ اول کو شین کی جگہ اور شین کو یاء کی جگہ اور یاء کو ہمزہ کی جگہ رکھدیا گیا اَشْيَاءُ بن گیا قلب مکانی کے بعد اب اس کا وزن لَفْعَاءُ ہے کہ شروع کا ہمزہ لام کلمہ ہے اس لئے وزن میں لام شروع میں آیا۔

اگر کوئی سوال کرے کہ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ اَشْيَاءُ اپنی اصل پر ہو اس میں کوئی قلب مکانی نہ ہوا ہو اور اس کا وزن اَفْعَالٌ ہو تو اس میں قلب مکانی ماننے کی کیا ضرورت ہے؟

اس کا جواب واَشْيَاءُ بروزن افعال نمتنو اند الخ۔ سے دیا گیا کہ اَفْعَالٌ کے وزن پر اس لیے نہیں ہو سکتا کہ اَشْيَاءُ غیر منصرف استعمال ہوتا ہے اور کسی کلمہ کے غیر منصرف ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے اندر اسباب منع صرف میں سے دو سبب یا ایک ایسا سبب جو دو سببوں کے قائم مقام ہو پایا جائے اب اگر اس میں قلب مکانی کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر اس کا غیر منصرف ہونا درست ہے کیونکہ اس صورت میں اس کا اصل وزن فَعْلَاءُ ہوگا آخر والا ہمزہ زائد اور تانیث کیلئے ہوگا تو اس میں سبب منع صرف موجود ہے یعنی الف ممدودہ، اور یہ ایک ایسا سبب ہے جو دو سببوں کا قائم مقام ہے لیکن اگر اس میں قلب نہ مانیں اور کہا جائے کہ یہ تو اپنی اصل پر ہے اور اس کا وزن اَفْعَالٌ ہے تو اس صورت میں اس کا غیر منصرف ہونا درست نہیں ہے کیونکہ اَفْعَالٌ کے وزن پر ہونے کی صورت میں آخر کا ہمزہ تانیث کیلئے نہیں ہوگا بلکہ اصلی یعنی لام کلمہ ہوگا اور منع صرف کا سبب وہ ہمزہ ہوتا ہے جو زائد ہو اور تانیث کیلئے ہو اصلی ہمزہ نہ علامت تانیث ہو سکتا ہے اور نہ سبب منع صرف تو پھر کلمہ کا غیر منصرف ہونا لازم آئیگا اسباب منع صرف کے بغیر جب کہ سبب منع صرف کے بغیر کسی کلمہ کا غیر منصرف ہونا خلاف قیاس ہے اس بناء پر اَشْيَاءُ میں قلب مکانی کا اعتبار کرنا پڑتا ہے۔

فائدہ:......اسم جمع کی تعریف: اسم الجمع مایکون بمعنی الجمع ولایکون علی وزن من اوزان الجموع المعروفة ولیس له واحد من لفظه غالبا۔ یعنی اسم جمع وہ اسم ہوتا ہے جو جمع کے معنی پر دلالت کرے اور جمع کے مشہور اوزان میں سے کسی وزن پر نہ ہو اور اسی لفظ سے اس کیلئے واحد کا ہونا ضروری نہیں ہے۔

جمع اور اسم جمع میں میں فرق:

سوال:......جمع اور اسم جمع میں کیا فرق ہے؟

جواب:......جمع اپنے مخصوص اوزان میں سے کسی ایک وزن پر ہوتی ہے جب کہ اسم جمع میں یہ چیز نہیں ہوتی۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ جمع کیلئے اپنے لفظ سے واحد کا ہونا ضروری ہے جب کہ اسم جمع کیلئے ضروری نہیں۔

تیسرا فرق یہ ہے کہ جمع نسبت اور تصغیر کے وقت اپنے واحد کی طرف لوٹتی ہے واما اسم الجمع فلا۔

قلب مکانی کی پہچان کی علامات:

سوال:......قلب مکانی کی پہچان کی کیا علامات ہیں (یعنی یہ کیسے معلوم ہوگا کہ یہاں قلب ہوا ہے)؟

جواب:......قلب مکانی پہچاننے کی تین علامتیں ہیں۔

(۱) پہلی علامت:......جس کلمہ میں قلب ہوا ہو اسی کے مادہ کے دوسرے مشتقات میں حروف کی ترتیب دیکھنے سے قلب مکانی کا پتہ چلتا ہے جیسے اٰدُرٌ مقلوب کلمہ ہے جس کا مادہ د، و، ر ہیں اسی مادہ کے دوسرے مشتقات میں سے دَارٌ، دُوْرٌ، دُوَیْرَةٌ ہیں دَارٌ (جو اصل میں دَوَرٌ تھا) واحد ہے دُوْرٌ جمع ہے اور دُوَیْرَةٌ تصغیر ہے دَارٌ کے ان تمام مشتقات میں حروف کی ترتیب پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوا کہ ان میں عین کلمہ واو ہے لہٰذا یہ اس بات کی علامت ہے کہ اٰدُرٌ میں بھی عین کلمہ واو ہے اس کی اصل اَدْوُرٌ ہے پھر قلب مکانی کی وجہ سے عین کلمہ فاء کلمہ کی جگہ اور فاء کلمہ عین کلمہ کی جگہ منتقل ہوگیا ہے اسی طرح قِسِیٌّ مقلوب کلمہ ہے اس کا مادہ ق، و، س ہے اس مادہ کے دوسرے مشتقات قَوْسٌ تَقَوُّسٌ وغیرہ ہیں اور ان میں عین کلمہ واو ہے تو پتہ چلا کہ قِسِیٌّ میں بھی عین کلمہ واو ہے یہ اصل میں قُوُوْسٌ تھا قلب مکانی کی وجہ سے۔ عین کلمہ لام کلمہ کی جگہ اور لام کلمہ عین کلمہ کی جگہ چلا گیا ہے۔

(۲) دوسری علامت:......قلب مکانی پہچاننے کی دوسری علامت یہ ہے کہ قلب نہ ماننے کی صورت میں کلمہ کا بغیر کسی سبب کے غیر منصرف ہونا لازم آتا ہو (تو یہ اس بات کی نشانی ہوگی کہ یہاں قلب ہوا ہے کیونکہ کوئی کلمہ کسی سبب کے بغیر غیر منصرف نہیں ہوسکتا) جیسے اَشْیَآءُ میں آپ نے دیکھا۔

(۳) تیسری علامت:......مولانا سید محمدؒ (استادِ مصنف) نے یہ بتلائی ہے کہ اگر قلب کا اعتبار کئے بغیر شاذ

ہونالازم آتا ہوتو یہ بھی اس بات کی علامت ہے کہ یہاں قلب مکانی ہوا ہے جیسے کُلْ، خُذْ، مُرْ کہ ان میں قلب مکانی کے اعتبار نہ کرنے کی صورت میں ان کا شاذ ہونالازم آتا ہے (جیسا کہ اکثر صرفیوں نے ان کوشاذ کہا ہے)۔

سوال:...... یہ شاذ ہونا کس طرح قلب مکانی کی علامت اور نشانی ہے؟

جواب:...... مصنفؒ نے اس کا جواب یہ دیا کہ جس طرح سبب کے بغیر کسی کلمہ کا غیر منصرف ہونا خلاف قیاس ہے اور یہ اس بات کی نشانی ہے کہ کلمہ میں قلب ہوا ہے (کما فی الاشیاء) تو اسی طرح تخفیف اور تعلیل کے سبب کے موجود ہونے کے بغیر اگر کسی کلمہ میں تخفیف یا تعلیل ہوئی ہوتو یہ بھی خلاف قیاس ہے اور اس بات کی علامت ہے کہ یہاں قلب مکانی ہوا ہے جیسے کُلْ، خُذْ، مُرْ میں یعنی جس طرح بغیر سبب کے کسی کلمہ کا غیر منصرف ہونا خلاف قیاس ہے تو اسی طرح بغیر کسی سبب کے ہمزہ میں تخفیف وتعلیل بھی خلاف قیاس ہے (یعنی کُلْ، خُذْ، مُرْ میں ہمزہ کا حذف ہونا) اگر امر اول قلب مکانی کا مقتضی اور اس کی نشانی ہے تو امر ثانی بھی یہی صلاحیت رکھتا ہے کیونکہ خلاف قیاس ہونے میں تو دونوں مساوی ہیں۔

افادہ نمبر۴:...... در لَمْ یَکُنْ و اِنْ یَکُنْ :...... گاہے نون را حذف کردہ لَمْ یَکُ و اِنْ یَکُ میگویند و این حذف را خلاف قیاس گفتہ اند جناب استاذی غفر اللہ لہ تقریر قاعدہ برائے آن فرمودند و آن این کہ ہر نون کہ در آخر فعل ناقص واقع شود حین دخول جوازم جائز است کہ حذف گردد ہر چند کہ این قاعدہ منحصر در ہمیں یک فرد ست لیکن کلیت را انحصار در فرد واحد مضر نیست تخلف بعضے جزئیات در حکم مضر ست و بس و نظیر این تقریر بعض محققین ست قاعدہ را در لفظ یااللہ کہ باثبات ہمزہ با حرف ندا می آید یعنی اینکہ ہر الف ولام کہ در اسمے از اسمائے الٰہی بعد حذف ہمزہ بجایش قائم شدہ باشد بوقت دخول حرف ندا ہمزہ آن قطعی شدہ باقی ماند این کلیہ ہم منحصر در لفظ اللہ است و بس۔

ترجمہ:...... افادہ: لَمْ یَکُنْ اور اِنْ یَکُنْ میں کبھی نون کو حذف کر کے لَمْ یَکُ اور اِنْ یَکُ کہتے ہیں اس حذف کو صرفیوں نے خلاف قیاس کہا ہے میرے استاد (غفر اللہ لہ) نے اس کیلئے قاعدہ بیان فرمایا ہے وہ یہ کہ ہر وہ نون جو فعل ناقص کے آخر میں واقع ہو اس فعل ناقص پر عوامل جازم داخل ہونے کے وقت یہ جائز ہے کہ وہ نون حذف ہو جائے اگر چہ یہ قاعدہ اسی ایک فرد میں منحصر ہے لیکن فرد واحد میں منحصر ہونا کلیت کیلئے نقصان دہ نہیں ہے البتہ بعض افراد کا حکم سے پیچھے رہنا (یعنی قاعدہ کا ان میں جاری نہ ہونا) مضر ہے

(اور استاد کے) اس بیان کی نظیر بعض محققین کی وہ تقریر ہے جو لفظ یااللہ کے قاعدہ کے متعلق ہے (کہ لفظ یااللہ) حرفِ نداء کے باوجود ہمزہ کو ثابت رکھنے کے ساتھ آتا ہے (محققین کی وہ تقریر یہ ہے) کہ ہر وہ الف اور لام جو اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام میں، ہمزہ کے حذف ہونے کے بعد اس (محذوف ہمزے) کا قائم مقام ہوگیا ہو (ایسے اسم پر) حرف نداء کے داخل ہونے کے وقت اس کا ہمزہ قطعی ہو کر باقی رہتا ہے یہ قاعدہ کلیہ بھی صرف لفظ اللہ میں منحصر ہے۔

تشریح و تحقیق

افادہ نمبر۴: کا خلاصہ:

اس افادہ کا خلاصہ یہ ہے کہ لَمْ یَکُ اور اِنْ یَّکُ جیسی مثالوں میں نون کے حذف ہونے کو علماء صرف شاذ کہتے ہیں لیکن درحقیقت یہ شاذ نہیں ہے بلکہ قاعدہ کے موافق ہے وہ قاعدہ یہ ہے کہ افعال ناقصہ میں سے ہر وہ فعل ناقص جس کے آخر میں نون ہو ایسے فعل پر جب کوئی عامل جازم داخل ہو جائے تو اس کے آخر سے نون کو حذف کرنا جائز ہے اور لَمْ یَکُ، اِنْ یَّکُ یہ افعال ناقصہ میں سے ہے کیونکہ افعال ناقصہ، کان، صار، ظل الخ ہیں تو ان میں کان بھی ہے جس کے آخر میں نون ہے کیونکہ اس کا مادہ کَوَنَ ہے لام کلمہ نون ہے اور لم یک ان یک اسی کان کے مشتقات ہیں لہٰذا لَمْ اور اِنْ وغیرہ عوامل جازم کے داخل ہونے کے وقت نون کا حذف ہونا اسی قاعدہ کے مطابق ہے۔

اس پر اعتراض ہوا کہ یہ ایسا قاعدہ ہے جو ایک ہی فرد میں منحصر ہے اس کے علاوہ اس کی کوئی اور مثال نہیں ملتی کیونکہ اس کَانَ فعل کے سوا افعال ناقصہ میں کوئی ایسا فعل نہیں ہے جس کے آخر میں نون ہو۔

جواب: ...... یہ دیا گیا کہ اگر قاعدہ ایک ہی فرد میں منحصر ہو تو یہ اس قاعدہ کے کلی ہونے کے لئے مضر نہیں ہے کلیت کیلئے صرف یہ بات مضر ہے کہ شرائط کے باوجود بعض افراد میں قاعدہ جاری نہ ہو۔

پھر سوال ہوا کہ کیا اس قاعدہ کے علاوہ کوئی اور ایسا قاعدہ آپ دکھا سکتے ہیں جو ایک ہی فرد میں منحصر ہو: تا کہ ہمیں یقین ہو جائے کہ واقعۃً ایسے قواعد ہو سکتے ہیں جن کا انحصار فرد واحد میں ہو؟

جواب: ...... دیا کہ جی ہاں ضرور دکھا سکتے ہیں وہ یہ کہ لفظ اللہ میں لام تعریف کا ہے اور لام تعریف کا ہمزہ وصلی ہوتا ہے جو حرف نداء کے داخل ہونے کے وقت گر جانا چاہئے لیکن لفظ اللہ کا ہمزہ یاء حرف نداء کے داخل ہونے کے وقت حذف نہیں ہوتا یَااَللّٰہُ کہا جاتا ہے اس کیلئے محققین نے ایک مستقل قاعدہ بیان کیا ہے۔

وہ قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ الف لام جو باری تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام کے شروع میں ہو اور یہ الف لام محذوف ہمزہ کا قائم مقام ہو ایسے اسم پر جب حرف نداء داخل ہو جائے تو الف لام کا ہمزہ قطعی بن کر باقی رہتا ہے حذف نہیں ہوتا جیسے لفظ اللہ جو اصل میں اِلَاہٌ تھا ہمزہ کو حذف کر کے الف لام کو اس کا قائم مقام بنا دیا پھر لام اول کو لامِ ثانی میں مدغم کیا اللہ بن گیا تو یہاں لفظ اللہ کے شروع میں جو الف لام ہے یہ ہمزہ محذوفہ کا قائم مقام ہے لہٰذا بوقت دخول حرف نداء اس کا ہمزہ قطعی بن جاتا ہے اور ہمزہ قطعی حذف نہیں ہوتا اس لئے یہ بھی حذف نہیں ہوتا اب یہ قاعدہ بھی ایک ہی فرد میں منحصر ہے کیونکہ اسماء الٰہی میں لفظ اللہ کے سواء دوسرا کوئی اسم ایسا نہیں ہے جس میں الف لام ہمزہ محذوفہ کا قائم مقام ہو۔

افادہ نمبر۵:...... یاے مبدل از ہمزہ چوں فاے افتعال باشد تا نمی شود چون اِیْتَکَلَ و اِیْتَمَرَ لہٰذا: اِتَّخَذَ کہ دراں یاء تاء شدہ شاذ گفتہ اند جناب استاذ نا المرحوم براے دفع شذوذ آن می فرمودند کہ تاء در اِتَّخَذَ اصلی است مجرد آن تَخِذَ یَتْخَذُ بودہ است نہ اَخَذَ یَاْخُذُ و بودن تَخِذَ بمعنے اَخَذَ از بیضاوی واضح می شود پس اِتَّخَذَ مثل اِتَّبَعَ ست کہ ماخوذ است از تَبِعَ و تاء آن اصلی است۔

ترجمہ:...... افادہ۔ ہمزہ سے بدلی ہوئی یاء جب باب افتعال کا فاء کلمہ ہو (تو ایسی یاء) تاء (سے تبدیل) نہیں ہوتی جیسے اِیْتَکَلَ اور اِیْتَمَرَ اسی لئے اِتَّخَذَ کو صرفیوں نے شاذ کہا ہے کہ اس میں (ہمزہ سے بدلی ہوئی) یاء تاء (سے تبدیل) ہوگئی ہے ہمارے مرحوم استاد اس کا شذوذ رفع کرنے کیلئے فرماتے تھے کہ اِتَّخَذَ میں تاء اصلی ہے اس کا ثلاثی مجرد تَخِذَ یَتْخَذُ (از سمع) ہے اَخَذَ یَاْخُذُ نہیں اور تَخِذَ کا اَخَذَ کے معنی میں ہونا تفسیر بیضاوی سے معلوم ہوتا ہے پس اِتَّخَذَ اِتَّبَعَ کی طرح ہے جو تَبِعَ (سمع) سے ماخوذ ہے اور اس کی تاء اصلی ہے۔

تشریح و تحقیق

افادہ نمبر۵: اِتَّخَذَ کے متعلق

اس افادہ کا خلاصہ یہ ہے کہ معتل کے قاعدہ نمبر۴ یعنی اِتَّقَدَ اور اِتَّسَرَ والا قاعدہ کا حکم یہ ہے کہ جب باب افتعال کے فاء کلمہ کے مقابلہ میں واو اور یاء واقع ہوں تو ان کو تاء سے تبدیل کر کے تاء کو تاء میں مدغم کر دیتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ واو اور یاء اصلی ہوں یعنی کسی سے بدلے ہوئے نہ ہوں لہٰذا اِیْتَکَلَ اور اِیْتَمَرَ میں یاء اگرچہ باب افتعال

کے فاء کلمہ میں واقع ہے لیکن اس قاعدہ کے مطابق یہ تاء سے تبدیل نہیں ہوئی کیونکہ یہ یاء ہمزہ سے بدلی ہوئی ہے کہ اِیْتَکَلَ اصل میں اِئْتَکَلَ تھا اور اِیْتَمَرَ اصل میں اِئْتَمَرَ تھا اِیْمَانٌ والا قاعدہ کے مطابق ہمزہ ساکنہ یاء سے بدل گیا تو یہاں یاء اصلی نہیں ہے بلکہ اس کی اصل ہمزہ ہے اس لئے قاعدہ نمبر ۴ جاری نہیں ہوا۔

اب سوال یہ ہوتا ہے کہ اِتَّخَذَ میں بھی یہ قاعدہ نمبر ۴ جاری نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اِتَّخَذَ اصل میں اِئْتَخَذَ تھا مادہ اَخَذَ ہے بقاعدہ اِیْمَانٌ ہمزہ ثانیہ یاء سے بدل گیا اِیْتَخَذَ بن گیا اب اس میں یاء باب افتعال کے فاء کلمہ میں واقع ہوئی لیکن ہمزہ سے مبدل ہے اس بناء پر قاعدہ نمبر ۴ کے مطابق یہ یاء تاء سے نہیں بدلنی چاہئے کیونکہ غیر مبدل ہونا شرط ہے اس کے باوجود یہ یاء تاء سے تبدیل ہوئی پھر تاء ثانی میں مدغم ہوئی یہ کیوں؟

اس سوال کا جواب عام صرفی یہ دیتے ہیں کہ اِتَّخَذَ میں یاء کا تاء سے بدل جانا یہ خلاف قاعدہ یعنی شاذ ہے۔

مصنف نے اپنے استاد کے حوالے سے اس سوال کا جواب یہ دیا کہ یہ شاذ نہیں بلکہ اِتَّخَذَ اِتَّبَعَ کی طرح ہے کہ جس طرح اِتَّبَعَ اصل میں اِتْتَبَعَ تھا اس کا فاء کلمہ تاء ہے اس کا مجرد تَبِعَ یَتْبَعُ ہے متجانسین کے قاعدہ کے مطابق ایک تاء دوسری میں مدغم ہوگئی اِتَّبَعَ بن گیا تو اسی طرح اِتَّخَذَ اصل میں اِتْتَخَذَ تھا (اِئْتَخَذَ نہیں تھا) اِتَّبَعَ کی طرح اس کا فاء کلمہ بھی تاء ہے (ہمزہ نہیں) اس کا مادہ تَخِذَ ہے اور ثلاثی مجرد اس کا تَخِذَ یَتْخَذُ ہے اَخَذَ یَاْخُذُ نہیں یعنی صحیح ہے مہموز الفاء نہیں ہے اور تَخِذَ بھی اَخَذَ کے ہم معنی ہے یعنی جس طرح اَخَذَ کا معنی پکڑنا اور لینا ہے تو تَخِذَ کا معنی بھی یہی ہے جیسا کہ تفسیر بیضاوی میں اس کی وضاحت موجود ہے متجانسین کے قاعدہ کے مطابق اِتْتَخَذَ میں ایک تاء دوسری میں مدغم ہوگئی اِتَّخَذَ بن گیا اس میں قاعدہ نمبر ۴ سرے سے جاری ہی نہیں ہوا جس کی بناء پر اس کو شاذ کہا گیا ہے۔

افادہ: فیما بین بصریّین وکوفیین اختلاف است درین کہ فعل اصل ست یا مصدر کوفیان باوّل قائل اند و بصریان بثانی واصل اختلاف درہمین ست کہ آیا فعل ماضی را مادہ واصل قرار دادہ مشتق منہ باید گفت ومصدر را فرع ومشتق ازان یا بالعکس پس بصریان بامرِ معنوی استدلال میکنند کہ معنیٔ مصدری مادہ واصل برائے معانی جمیع افعال واسمائے مشتقہ است پس لفظ مصدر ہم مادہ واصل برائے جمیع مشتقات باشد وکوفیان باموِر لفظیہ استدلال میکنند مثلاً اکثر مصدر تابع فعل دراعلال میباشد واعلال از امور لفظیہ است پس مصدر را فرع فعل در لفظ ومشتق ازان می باید گفت جناب استاذنا المرحوم مذہب کوفیین را ترجیح میدادند

وفی الواقع دلائل قویہ برر جحان مذہب کوفیین قائم ست۔ اول اینکہ گفتگو در اشتقاق ست واشتقاق از امور لفظیہ است اگر چہ علاقہ بمعنی ہم دارد پس در لفظ فعل ماضی ومصدر تامل باید کرد کہ آیا لفظ فعل ماضی لیاقت مادہ بودن میدارد یا لفظ مصدر وعند التامل مُدرَک میگردد کہ بلفظ فعل لیاقت مادیت می دارد نہ لفظ مصدر زیرا کہ جملہ حروفے کہ در فعل ماضی یافتہ میشود بالضرورت در مصدر یافتہ میشود ولا عکس وہم جز ھفت وزن مصادر ثلاثی یعنی قَتْلٌ فِسْقٌ شُكْرٌ طَلَبٌ خَنِقٌ صِغَرٌ هُدًى ودر تَفَاعُلٌ وتَفَعُّلٌ وتَفَعْلُلٌ در ہمہ اوزان حروف مصدر از حروف فعل ماضی زائدست وظاہرست کہ لیاقت مادیت ہموں میدارد کہ در جملہ فروع یافتہ شود نہ آنکہ یافتہ نشود وہم مزید علیہ احق والیق ست باصالت ومادیت نہ مزید: وبودن ہمہ حروف فعل ماضی در جملہ مصادر عیان ست در اِخْشِيشَانٌ واِدْهِيمَامٌ کہ واو موجود در اِخْشَوْشَنَ والف موجود در ادہام یافتہ نمی شود وجہش اینکہ واو والف در مصدر بسبب کسرہ ماقبل حسب اقتضائے قاعدہ یا گردیدہ پس بالاصل واو والف در مصدر موجود ست واگر مصدر مادہ بودے ماضی اِخْشَيْشَنَ واِدْهَيْمَمَ آمدے وہم چنین ہمہ افعال واسمائے مشتقہ زیرا کہ قاعدہ ووجہے برائے ابدال یا بواو در اِخْشَوْشَنَ وبالف در اِدْهَامَّ یافتہ نمی شود۔ ودر مصدر تَفْعِيلٌ کہ حرف مکرر ماضی یافتہ نمی شود محققان گفتہ اند کہ اصل یائے تفعیل آن حرف مکرر بودہ مثلاً تَحْمِيدٌ دراصل تَحْمِمْدٌ بود میم دوم را بیا بدل کردند اکثر در مضاعف حرف دوم را برائے دفع ثقل بحرف علت بدل میکنند چنانچہ در دَسَّهَا کہ اصلش دَسَّسَهَا بود سین آخر را بالف بدل کردند۔

سوال:...... اینکہ گفتی۔ تَبْصِرَةٌ وتَسْمِيَةٌ وسَلَامٌ وكَلَامٌ مصادر تفعيل وقِتَالٌ وقِيتَالٌ مصدر مُفَاعَلَه مُنتَقِض میشود چہ درین مصادر جملہ حروف ماضی موجود نیست۔

جواب:...... گفتگو در اصل مصادر ست کہ کلیۂ در باب باشد مصادر قلیلۃ الوجود اعتبار را نشاید وسَلَامٌ وكَلَامٌ را اسم مصدر گفتہ اند واصل وزن تَفْعِلَة تَفْعِيل برآوردہ اند وگفتہ کہ تَسْمِيَةٌ مثلاً دراصل تَسْمِيْوٌ بود یا را حذف کردہ تا در آخر عوض دادند وواو بسبب رابعیت یا شدہ ودر قِيتَالٌ الف کہ در ماضی بود بسبب کسرۂ ماقبل یا شدہ وقِتَال مخفف آنست پس در جملہ مصادر ہمہ حروف فعل ماضی ولو تقدیراً موجود است۔

دوم انکہ فعل بے مصدر یافتہ میشود مثلاً لَیْسَ و عَسٰی پس اگر مصدر اصل باشد وجود فرع بے وجود اصل لازم آید و مصدر بے فعل نیامدہ وبعضے مصادر را کہ عقیمہ گفتہ اند مثل مَتْنٌ و تَفْسِیْمٌ کہ از یں ہر دو جز فاعل نیامدہ پس بودن انہا این چنین مسلم نیست چنانچہ از قاموس واضح میشود۔

سوم اینکہ بصریان بودن معنیٰ مصدری را مادہ برائے معانی افعال ومشتقات دلیل بر اشتقاقِ لفظِ فعل از لفظ مصدر قرار دادہ اند این معنی بعد تامل در حقیقت اشتقاق لفظی محض باطل میگردد حقیقت اشتقاق لفظی این ست کہ در دو لفظ تناسب باشد لفظاً و معنیً و ہر جا از لفظے اعتبارِ بناءِ لفظِ دیگر سہل باشد لفظ دوم را مبنی ومشتق از لفظ اول قرار دہند صورت صَوْغِ اَوَانِي وحُلِيِّ از ذَہَبْ وفِضَّۃ کہ مادّہ ذَہَب وفِضَّۃ علیحدہ اولاً موجود ست و دران تصرف کردہ اَوَانِي وحُلِيّ میسازند اینجا نیست کہ مشتق منہ علیحدہ اولاً موجود بوذ و دران تصرف کردہ مشتق را ساختہ اند تحقق مشتق منہ ومشتق باعتبار وضع واستعمال در زمان واحدست پس در دلیلِ اشتقاقِ فعل از مصدر کَصَوْغِ الْاَوَانِيْ وَالْحُلِيِّ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ ذکر نمودن قیاس مع الفارق است۔

فائدہ:...... غیر محققین در بیان این اختلاف وتحریر دلائل طرفین عجیب خبط میکنند تقریر اختلاف در مطلق اصالت وفرعیت میکنند و در بیان استدلال میگویند کہ بصریان باین جہت مصدر را اصل میگویند کہ فعل از مصدر مشتق است و کوفیان باین جہت فعل را اصل میگویند کہ مصدر تابع فعل است در اعلال بازمحاکمہ میکنند کہ مصدر من حیث الاشتقاق اصل است وفعل من حیث الاعلال اصل است واصل حقیقت آنست کہ تحریر نمودیم بالجملہ نزد بصریان شش اسم مشتق اند اسم فاعل واسم مفعول واسم ظرف واسم آلہ وصفت مشبہ واسم تفضیل ونزد کوفیان ہفت شش مذکور ویک مصدر واصل اختلاف در اشتقاق ست کہ فعل از مصدر مشتق است یا مصدر از فعل و دلائل قویہ مقتضی ترجیح ثانی ست کہ مذہب کوفیان ست۔

ترجمہ:...... افادہ: بصریین اور کوفیین کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے کہ فعل اصل ہے یا مصدر، کوفیین پہلی بات کے قائل ہیں (کہ فعل اصل ہے) اور بصریین دوسری بات کے قائل ہیں (کہ مصدر اصل ہے) اور اصل اختلاف اس میں ہے کہ آیا فعل ماضی کو مادہ اور اصل قرار دیکر مشتق منہ کہنا چاہیئے اور مصدر کو فرع اور اس سے مشتق یا اس کے برعکس (مصدر کو مادہ اور اصل قرار دیکر مشتق منہ کہنا چاہیئے اور فعل ماضی کو اس کی فرع اور مصدر سے مشتق منہ کہنا چاہیئے یعنی یہ اختلاف مطلق اصالت اور فرعیت میں نہیں بلکہ من حیث الاشتقاق اصالت وفرعیت میں ہے کہ اشتقاق کے اعتبار سے اصل فعل ہے یا مصدر؟) پس بصریین امر معنوی (یعنی ایک معنوی چیز)

سے استدلال کرتے ہیں کہ معنی مصدری تمام افعال اور اسماء مشتقہ کے معانی کے لئے مادہ اور اصل ہیں لہذا لفظ مصدر بھی تمام مشتقات کیلئے مادہ اور اصل ہوگا اور کوفیین امور لفظیہ سے استدلال کرتے ہیں مثلاً اکثر مصدر اعلال میں فعل کا تابع ہوتا ہے اور اعلال امور لفظیہ میں سے ہے لہذا مصدر کو لفظ میں بھی فعل کی فرع اور اس سے مشتق کہنا چاہیئے۔

ہمارے استاد مرحوم کوفیین کے مذہب کو ترجیح دیتے تھے اور نفس الامر میں کوفیین کے مذہب کے راجح ہونے پر مضبوط دلائل قائم ہیں۔

پہلی دلیل یہ ہے کہ (اصالت وفرعیت کی یہ) گفتگو اشتقاق میں ہے اور اشتقاق امور لفظیہ میں سے ہے اگر چہ معنی سے بھی تعلق رکھتا ہے پس مصدر اور فعل ماضی کے لفظ میں غور کرنا چاہیئے کہ آیا فعل ماضی کا لفظ مادہ ہونے کی قابلیت اور صلاحیت رکھتا ہے یا مصدر کا لفظ؟ اور غور وفکر کرتے وقت یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ فعل کا لفظ مادہ ہونے کی لیاقت رکھتا ہے نہ کہ مصدر کا لفظ اس لئے کہ وہ تمام حروف جو فعل ماضی میں پائے جاتے ہیں وہ مصدر میں بھی ضرور پائے جاتے ہیں لیکن اس کا برعکس نہیں (یعنی جو حروف مصدر میں ہوتے ہیں وہ تمام حروف فعل ماضی میں نہیں پائے جاتے) نیز ثلاثی مجرد کے مصادر کے سات اوزان قَتْلٌ، فِسْقٌ، شُكْرٌ، طَلَبٌ، خَنِقٌ، صِغَرٌ، هُدًى، اور تَفَاعل، تفعّل، تفعلل کے علاوہ دوسرے تمام اوزانِ مصدر میں مصدر کے حروف فعل ماضی کے حروف سے زیادہ ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ مادہ ہونے کی صلاحیت وہی رکھتا ہے جو تمام فروعات میں پایا جائے نہ وہ جو تمام فروعات میں نہیں پایا جاتا، نیز مزید علیہ اصل اور مادہ ہونے کے لئے زیادہ حقدار اور زیادہ لائق ہوتا ہے نہ کہ مزید، اور فعل ماضی کے تمام حروف کا تمام مصادر میں موجود ہونا بالکل واضح ہے اور جو واؤ اِخْشَوْشَنَ اور جو الف اِدْهَامَّ میں موجود ہیں یہ واؤ اور الف اِخْشِيْشَان اور اِدْهِيْمَام مصادر میں نہیں پائے جاتے اس کی وجہ یہ ہے کہ مصدر میں واؤ اور الف ماقبل کے کسرہ کی بناء پر قاعدہ نمبر ۳: کے مطابق یاء سے بدل گئے ہیں پس اصل کے اعتبار سے واؤ اور الف مصدر میں موجود ہیں اگر مصدر مادہ ہوتا تو ماضی اِخْشَيْشَنَ اور اِدْهَيْمَمَ آتی اور اسی طرح (ان دونوں کے) تمام افعال اور اسمائے مشتقہ میں ہوتا (یعنی ہر جگہ عین کلمہ کے بعد یاء ہوتی جیسے يَخْشَيْشِنُ، مُخْشَيْشِنٌ وغیرہ) اس لئے کہ اِخْشَوْشَنَ میں یاء کو واؤ سے اور اِدْهَامَّ میں یاء کو الف سے بدلنے کا کوئی قاعدہ اور سبب موجود نہیں ہے۔

اور باب تفعیل کے مصدر میں جو ماضی کا مکرر حرف نہیں پایا جاتا (اس کے متعلق) محققین نے کہا ہے کہ تفعیل مصدر کی یاء کی اصل وہی مکرر حرف ہے مثلاً تَحْمِيْدٌ اصل میں تَحْمِمْدٌ تھا دوسرے میم کو یاء سے بدل دیا کہ مضاعف میں اکثر دوسرے حرف کو ثقل دور کرنے کی غرض سے حرف علت کے ساتھ بدل دیتے ہیں جیسے دَسّٰهَا میں کہ اس کی اصل دَسَّسَهَا تھی آخری سین کو الف سے بدل دیا۔

سوال:..... آپ نے جو کہا (کہ فعل ماضی کے تمام حروف مصدر میں موجود ہوتے ہیں) اس پر باب تفعیل کے مصادر تَبْصِرَةٌ، تَسْمِيَةٌ، سَلَامٌ، كَلَامٌ اور باب مفاعلہ کے مصادر قِتَالٌ اور قِيْتَالٌ سے اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ان (مذکورہ) سب مصادر میں فعل

ماضی کے تمام حروف موجود نہیں ہیں؟

جواب:..... گفتگو اصل مصادر میں ہے جو کلی طور پر (یعنی اکثر و بیشتر) باب میں مستعمل ہوتے ہیں جن مصادر کا وجود کم ہو ان کا اعتبار نہیں ہے (اور مذکورہ مصادر قلیل الوجود ہیں) پھر سَلَامٌ اور کَلَامٌ کو تو اسم مصدر کہا ہے اور تَفْعِلَةٌ کا اصل وزن بھی تَفْعِيْلٌ نکالا ہے اور کہا ہے کہ مثلاً تَسْمِيَةٌ اصل میں تَسْمِيْوٌ تھا یاء کو حذف کر کے اس کے عوض آخر میں تاء لے آئے واو چوتھی جگہ پر واقع ہونے کی وجہ سے یاء سے بدل گیا اور قِيْتَالٌ کے اندر وہ الف جو فعل ماضی میں تھا ماقبل کے کسرہ کی وجہ سے یاء سے بدل گیا ہے اور قِتَالٌ اسی (قِيْتَالٌ) کا مخفف ہے لہٰذا ان سب مصادر میں فعل ماضی کے تمام حروف موجود ہیں اگرچہ تقدیراً سہی۔

(مذہب کوفیین کے راجح ہونے کی) دوسری دلیل یہ ہے کہ فعل بغیر مصدر کے پایا جاتا ہے جیسے لَيْسَ اور عَسٰى پس اگر مصدر اصل ہو تو اصل کے بغیر فرع کا موجود ہونا لازم آئیگا اور مصدر بغیر فعل کے نہیں آتا اور بعض مصادر کو جو صرفیوں نے عقیمہ (یعنی بغیر فعل والے) کہا ہے جیسے مَتْنٌ اور تَقْسِيْمٌ کہ ان دونوں سے اسم فاعل کے علاوہ کوئی اور صیغہ نہیں آیا تو ان کا اس طرح (یعنی عقیم) ہونا تسلیم شدہ نہیں جیسے کہ قاموس سے یہ بات واضح ہوتی ہے (کہ یہ مصادر عقیمہ نہیں ہیں اور اسم فاعل کے علاوہ دوسرے صیغے بھی ان سے مستعمل ہیں)

تیسری دلیل یہ ہے کہ بصریین نے معنی مصدری کے تمام افعال اور اسمائے مشتقہ کے معنی کیلئے مادہ اور اصل ہونے کو اس بات پر دلیل قرار دیا ہے کہ فعل کا لفظ مصدر کے لفظ سے مشتق ہے (لیکن) اشتقاق لفظی کی حقیقت میں غور و فکر کرنے کے بعد یہ بات بالکل باطل ہو جاتی ہے (یعنی معنی مصدری کے مادہ اور اصل ہونے کو مصدر کے لفظ کے مشتق منہ اور اصل ہونے پر دلیل بنانا) اشتقاق لفظی کی حقیقت یہ ہے کہ دو لفظوں میں مناسبت ہو لفظاً اور معنیً اور جس جگہ ایک لفظ سے دوسرے لفظ کے بنانے اور مشتق کرنے کا اعتبار کرنا آسان ہو تو دوسرے لفظ کو لفظِ اول سے ماخوذ اور مشتق قرار دیتے ہیں (یعنی لفظ اول کو اصل اور مشتق منہ اور لفظ دوم کو فرع اور اس سے مشتق قرار دیا جاتا ہے) برتنوں اور زیورات کو سونا چاندی سے بنانے کی صورت، کہ سونا اور چاندی کا مادہ پہلے سے الگ موجود ہوتا ہے اسی مادہ میں تصرف کر کے برتن اور زیورات بناتے ہیں (یہ صورت) یہاں نہیں کہ مشتق منہ الگ پہلے سے موجود ہو اور اس میں تصرف کر کے مشتق کو بنالیں (بلکہ) مشتق اور مشتق منہ (دونوں) کا وجود وضع اور استعمال کے اعتبار سے ایک ہی زمانہ میں ہوتا ہے لہٰذا فعل کے مصدر سے مشتق ہونے کی دلیل میں صوغ الاواني والحلي من الذهب والفضة جیسی مثالوں کو ذکر کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

فائدہ:..... غیر محققین (بصریین اور کوفیین کے) اس اختلاف کو بیان کرنے اور جانبین کے دلائل تحریر کرنے میں عجیب بے بصیرت باتیں کرتے ہیں وہ اختلاف مطلق اصل اور فرع ہونے میں بیان کرتے ہیں اور دلائل بیان کرتے وقت کہتے ہیں کہ بصریین اس وجہ سے مصدر کو اصل کہتے ہیں کہ فعل مصدر سے مشتق ہے اور کوفیین اس وجہ سے فعل کو اصل کہتے ہیں کہ مصدر تعلیل میں فعل کے تابع ہے پھر یہ حضرات محاکمہ اور تصفیہ یوں کرتے ہیں کہ اشتقاق کے اعتبار سے مصدر اصل ہے اور تعلیل کے اعتبار سے فعل اصل ہے لیکن اصل

حقیقت وہی ہے جو ہم تحریر کر چکے خلاصہ کلام یہ کہ بصریین کے نزدیک اسمائے مشتقہ چھ(٦) ہیں اسم فاعل، اسم مفعول، اسم ظرف، اسم آلہ، صفت مشبہ اور اسم تفضیل اور کوفیین کے نزدیک اسمائے مشتقہ سات (٧) ہیں چھ (٦) تو یہی مذکورہ بالا اور ایک مصدر اور اصل اختلاف اشتقاق میں ہے کہ فعل مصدر سے مشتق ہے یا مصدر فعل سے مشتق ہے اور قوی دلائل امر ثانی کو ترجیح دینے کے مقتضی ہیں (کہ مصدر فعل سے مشتق ہے) جو کوفیین کا مذہب ہے۔

تشریح و تحقیق

افادہ نمبر ٦: فعل اور مصدر کی اصلیت اور فرعیت کی بحث:

اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ بصریین اور کوفیین کے درمیان اس بات میں اختلاف ہے کہ فعل اصل یا مصدر؟ بصریین کے نزدیک مصدر اصل ہے اور کوفیین کے نزدیک فعل اصل ہے لیکن یہ اختلاف مطلق اصل اور فرع ہونے میں نہیں بلکہ یہ اختلاف اشتقاق کے اعتبار سے اصل اور فرع ہونے میں ہے کہ بصریین کے ہاں من حیث الاشتقاق مصدر اصل ہے یعنی مشتق منہ اور فعل مشتق ہے جب کہ کوفیین کے نزدیک اشتقاق کے اعتبار سے فعل اصل ہے یعنی مشتق منہ اور مصدر اس کی فرع ہے۔

مطلق اصالت وفرعیت میں اختلاف اس لئے نہیں کہ معنی کے اعتبار سے تو سب کے نزدیک مصدر اصل ہے اور عمل کے اعتبار سے سب کے نزدیک فعل اصل ہے۔

بصریین کی دلیل: (مصدر کے اصل ہونے پر) ایک امر معنوی ہے یعنی یہ حضرات ایک معنوی چیز سے استدلال کرتے ہیں وہ یہ کہ مصدر کے معنی تمام افعال اور اسمائے مشتقہ کے معانی کے لئے اصل ہیں کیونکہ معنی مصدری تمام افعال اور اسماء مشتقہ میں ضرور پائے جاتے ہیں جیسے ضَرْبٌ مصدر کا معنی ہے مارنا اب یہ مارنے کے معنی ضَرَبَ يَضْرِبُ ضَارِبٌ مَضْرُوْبٌ سب میں پائے جاتے ہیں (لیکن فعل کے معنی مکمل طور پر مصدر اور اسمائے مشتقہ میں نہیں پائے جاتے کیونکہ فعل کے معنی کا ایک جز زمانہ بھی ہے اور مصدر اور تمام اسمائے مشتقہ میں زمانہ نہیں پایا جاتا) جب مصدر کے معنی تمام افعال اور اسمائے مشتقہ کے معنی کیلئے اصل ہیں تو مصدر کا لفظ بھی تمام مشتقات کیلئے اصل اور مشتق منہ ہوگا۔

کوفی حضرات کی دلیل:......

ان کی دلیل: ایک امر لفظی ہے وہ یہ کہ اکثر وبیشتر مصدر تعلیل میں فعل کے تابع ہوتا ہے کہ اگر فعل میں تعلیل ہوئی ہو تو مصدر میں تعلیل ہوتی ہے جیسے قَامَ فعل میں تعلیل ہوئی ہے تو قِيَامًا مصدر میں بھی تعلیل ہوگئی اور اگر فعل

میں تعلیل نہیں ہوئی ہو تو اس کے مصدر میں بھی تعلیل نہیں ہوتی جیسے قَاوَمَ فعل میں تعلیل نہیں ہوئی تھی تو اس کے مصدر قِوَامًا میں بھی تعلیل نہیں ہوئی اور تعلیل ایک لفظی معاملہ ہے جب اس میں فعل اصل ہوتا ہے اور مصدر اس کے تابع ہوتا ہے تو مصدر کے لفظ کو بھی فعل کے تابع اس کی فرع اور اس سے مشتق قرار دینا چاہئے اور فعل کو اس کیلئے اصل اور مشتق منہ کہنا چاہئے۔

صاحب علم الصیغہ کے نزدیک کوفیین کا مذہب زیادہ راجح ہے اس کے راجح ہونے پر تین دلائل قائم فرمائے ہیں جن میں سے تیسری دلیل در حقیقت مستقل دلیل نہیں بلکہ بصریین کی دلیل کا جواب ہے۔

(۱) پہلی دلیل:...... کا خلاصہ یہ ہے کہ اصل اور فرع ہونے کی جو بحث ہے یہ مطلق اصالت اور فرعیت میں نہیں کہ ہر اعتبار سے اصل کیا ہے اور فرع کیا ہے بلکہ یہ بحث اشتقاق کے اعتبار سے اصالت وفرعیت میں ہے کہ اشتقاق کے اعتبار سے اصل کیا ہے اور فرع کیا ہے اور اشتقاق امور لفظیہ میں سے ہے اور جب اشتقاق امور لفظیہ میں سے ہوا تو اسی اشتقاق کے اعتبار سے فعل اور مصدر کے اصل اور فرع ہونے کا فیصلہ بھی لفظ ہی کی بنیاد پر ہوگا نہ کہ معنی کی بنیاد پر اور جب فیصلہ لفظ کی بنیاد پر ہوگا تو فعل اور مصدر کے لفظ میں غور کیا جائے گا ان دونوں میں سے جو بھی لفظ کے اعتبار سے اصل بننے کی صلاحیت رکھتا ہو اسی کو اشتقاق کے اعتبار سے اصل قرار دیا جائیگا اور جب فعل ماضی اور مصدر کے لفظ میں غور کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اصل بننے کی صلاحیت فعل میں ہے لفظ مصدر میں اصل بننے کی صلاحیت نہیں ہے لہٰذا فعل کے لفظ کو اصل اور مشتق منہ قرار دیا اور لفظ مصدر کو اس کی فرع اور اس سے مشتق۔

پھر سوال: ہوا کہ اس کی کیا دلیل ہے کہ فعل کے لفظ میں اصل بننے کی صلاحیت ہے اور لفظ مصدر میں نہیں۔

اس سوال کا جواب **قولہ زیرا کہ جملہ حروف الخ** سے یہ دیا گیا کہ دلیل اس پر یہ ہے کہ فعل ماضی کے تمام حروف مصدر میں لازمی پائے جاتے ہیں جیسے ضَرَبَ کے تینوں حروف ضَرْبًا مصدر میں موجود ہیں اسی طرح اَکْرَمَ کے چاروں حروف اِکْرَامًا مصدر میں موجود ہیں لیکن ایسا نہیں ہے کہ مصدر کے تمام حروف سب کے سب ہمیشہ فعل میں بھی ضرور موجود ہوں جیسے کَرَامَۃٌ مصدر میں کل پانچ (۵) حروف ہیں مگر اس کے فعل کَرُمَ میں الف اور تاء موجود نہیں اور اصل بننے کی صلاحیت وہی لفظ رکھتا ہے جو تمام فروعات میں پایا جائے اور لفظ فعل ایسا ہی ہے کہ تمام فروعات میں پایا جاتا ہے جب کہ مصدر کے تمام حروف فعل ماضی میں ہمیشہ نہیں پائے جاتے یہی دلیل ہے اس بات کی کہ لفظ فعل میں اصل بننے کی صلاحیت ہے اور مصدر میں نہیں ہے۔

قولہ وھم جز صفت وزن مصادر الخ: یہ دوسری دلیل ہے اس بات پر کہ فعل میں اصل بننے کی صلاحیت ہے اور مصدر میں اصل بننے کی صلاحیت نہیں ہے اور درحقیقت یہ دلیل اول کی تشریح وتائید ہے۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دس (۱۰) اوزان کے علاوہ باقی تمام مصادر میں فعل ماضی کے حروف سے زیادہ حروف پائے جاتے ہیں جیسے ہِدَایَۃٌ مصدر میں الف اور تاء بھی موجود ہیں لیکن اس کے فعل ماضی ھَدٰی میں یہ دونوں موجود نہیں اسی طرح اِکْرَامٌ مصدر میں الف موجود ہے لیکن اس کے فعل ماضی اَکْرَمَ میں یہ الف موجود نہیں تو مصدر مزید فیہ ہوا اور فعل مزید علیہ ہوا اور مزید علیہ اصل بننے کا زیادہ حقدار اور زیادہ لائق ہوتا ہے نہ کہ مزید فیہ تو اس سے بھی معلوم ہوا کہ اصل بننے کی صلاحیت فعل میں ہے مصدر میں نہیں۔

دس (۱۰) اوزان کا استثناء اس لئے کیا کہ مصادر کے اِن دس اوزان میں مصدر اور فعل ماضی کے حروف برابر ہوتے ہیں ان کے علاوہ باقی تمام مصادر میں مصدر کے حروف فعل ماضی کے حروف سے زائد ہوتے ہیں (جس سے معلوم ہوا کہ فعل کا لفظ تو مصدر میں ہمیشہ پایا جاتا ہے مگر مصدر کا لفظ فعل میں ہمیشہ نہیں پایا جاتا) ان دس اوزان میں سے سات اوزان ثلاثی مجرد کے مصادر کے ہیں دو ثلاثی مزید فیہ کے اور ایک رباعی مزید فیہ کا: اوزان یہ ہیں۔

نمبر شمار	وزن	مثال	نمبر شمار	وزن	مثال
۱	فَعَلٌ	قَتَلٌ	۶	فِعَلٌ	صِغَرٌ
۲	فِعْلٌ	فِسْقٌ	۷	فُعَلٌ	هُدًی
۳	فُعْلٌ	شُکْرٌ	۸	تَفَعُّلٌ	تَصَرُّفٌ
۴	فَعَلٌ	طَلَبٌ	۹	تَفَاعُلٌ	تَقَابُلٌ
۵	فَعِلٌ	خَنِقٌ	۱۰	تَفَعْلُلٌ	تَسَرْبُلٌ

اعتراض:......ہوا کہ تمہارا یہ دعویٰ غلط ہے کہ فعل ماضی کے تمام حروف مصدر میں پائے جاتے ہیں اس لئے کہ اِخْشَوْشَنَ فعل ماضی میں واو موجود ہے لیکن اس کے مصدر اِخْشِیْشَان میں یہ واو موجود نہیں بلکہ یاء موجود ہے اسی طرح اِدْھَامَّ فعل ماضی کا الف اِدْھِیْمَامٌ مصدر میں موجود نہیں ہے؟

اس اعتراض کے دو جواب دیئے ایک تحقیقی جواب اور ایک الزامی جواب۔

قولہ در اخشیشان و ادھیمام الخ سے اس اعتراض کا تحقیقی جواب یہ دیا کہ اصل کے اعتبار سے اِخْشِیْشَان

میں واو اور اِدْھِیْمَام میں الف موجود ہیں وہ اس طرح کہ اِخْشِیْشَانٌ اصل میں اِخْشِیْوْشَانٌ تھا اس میں واو ساکن ماقبل مکسور ہے تو بقاعدہ مِیْعَادٌ واو یاء سے بدل گیا اور اِدْھِیْمَامٌ اصل میں اِدْھَامَامٌ تھا عین کلمہ (یعنی ھاء) کو کسرہ دیا کیونکہ اس باب کے مصدر میں عین کلمہ مکسور ہوتا ہے تو مَحَارِیْبُ والا قاعدہ کے مطابق الف ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے یاء سے تبدیل ہوا لہٰذا اصل کے اعتبار سے اِخْشَوْشَنَ کا واو اور اِدْھَامَّ کا الف مصدر میں موجود ہیں۔

الزامی جواب :...... قوله واگر مصدر ماده بودے الخ :سے الزامی جواب ہے کہ اے بصریین اِخْشَوْشَنَ اور اِدْھَامَّ کے لفظ سے تو تم پر اعتراض وارد ہوتا ہے وہ یہ کہ اگر مصدر اصل ہوتا جیسا کہ تم کہتے ہو تو پھر اِخْشِیْشَان اور اِدْھِیْمَام مصادر کے تمام مشتقات یاء کے ساتھ مستعمل ہوتے پس ماضی اِخْشَیْشَنَ اور اِدْھَیْمَمَ ہوتی اور مضارع یَخْشَیْشِنَ ،یَدْھَیْمِمُ اور اسم فاعل مُخْشَیْشِنٌ،مُدْھَیْمِمٌ اسی طرح دیگر مشتقات کیونکہ اصل ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے تمام حروف فعل اور دیگر مشتقات میں موجود ہوں اور مصادر میں یاء موجود ہے لہٰذا تمام مشتقات میں بھی یاء موجود ہونی چاہئے تھی مگر ایسا نہیں ہے بلکہ یاء کے بجائے اِخْشِیْشَان کے مشتقات واو کے ساتھ مستعمل ہیں اور اِدْھِیْمَام کے مشتقات الف کے ساتھ جس سے معلوم ہوا کہ مصدر اصل نہیں بلکہ فعل اصل ہے۔

ممکن تھا کہ بصریین کا کوئی حمایتی اس اعتراض کا یہ جواب دیتا کہ ٹھیک ہے ہم مصدر کو اصل مانتے ہیں اور اِخْشِیْشَان ،اِدْھِیْمَام مصادر میں جو یاء ہے وہ اپنے تمام مشتقات میں اصل کے اعتبار سے موجود ہے اس طور پر کہ اِخْشَوْشَنَ اصل میں اِخْشَیْشَنَ تھا اور یَخْشَوْشِنُ اصل میں یَخْشَیْشِنُ اسی طرح دوسرے مشتقات پھر یاء کو واو سے بدل دیا گیا تو اِخْشَوْشَنَ یَخْشَوْشِنُ وغیرہ بن گئے اسی طرح اِدْھَامَّ یَدْھَامُّ اصل میں اِدْھَیْمَمَ یَدْھَیْمِمُ تھا ان میں یاء الف سے بدل گئی ہے ورنہ اصل کے اعتبار سے تمام صیغوں میں یاء موجود ہے تو مصدر کو اصل کہنا درست ہوا۔

قولہ زیرا کہ قاعدہ ووجہے برائے ابدال یاء بواو الخ۔ یہاں سے مصنف نے اس جواب کو اس طرح رد کیا کہ ایسا کوئی صرفی قاعدہ موجود نہیں ہے جس کی وجہ سے اِخْشَوْشَنَ وغیرہ میں یاء، واو سے بدل گئی ہو اور اِدْھَامَّ وغیرہ میں یاء الف سے بدل گئی ہو (اور یہ موجودہ الف یاء سے تبدیل شدہ ہو)

اعتراض:...... بصریین کی جانب سے کوفیین پر اعتراض ہوا کہ تمہارا یہ دعویٰ صحیح نہیں کہ فعل ماضی کے تمام حروف ہمیشہ مصدر میں پائے جاتے ہیں اس لئے کہ باب تفعیل کے فعل ماضی میں عین کلمہ مکرر ہوتا ہے لیکن مصدر میں عین کلمہ مکرر نہیں ہوتا بلکہ صرف ایک عین ہوتا ہے جیسے صَرَّفَ بروزن فَعَّلَ اس میں راء عین کلمہ ہے جو مکرر ہے لیکن تَصْرِیْفٌ مصدر میں صرف ایک راء ہے؟

جواب:......قولہ ومصدر تفعیل الخ۔ سے اعتراض کا یہ جواب دیا کہ باب تفعیل کے مصدر میں جو عین کلمہ کے بعد یاء ہوتی ہے یہ یاء اصل میں وہی مکرر حرف ہے جو ماضی کے عین کلمہ میں پایا جاتا ہے مثال کے طور پر تَحْمِیْدٌ اصل میں تَحْمِمْدٌ تھا دوسرے میم کو یاء سے بدل دیا تو تَحْمِیْدٌ بن گیا تو اصل کے اعتبار سے مصدر میں بھی عین کلمہ مکرر ہے اور یہاں حرف مکرر کا یاء سے بدل جانا کوئی نئی بات نہیں بلکہ مضاعف میں دفع ثقل کی غرض سے اکثر دوسرے حرف کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدل دیا جاتا ہے جیسے دَسّٰهَا اصل میں دَسَّسَهَا تھا آخری سین کو الف سے بدل دیا تو اسی طرح باب تفعیل کے مصدر میں ہوتا ہے (واضح رہے کہ تَحْمِیْدٌ جیسے باب تفعیل کے مصادر حقیقۃً مضاعف نہیں کیونکہ حرف مکرر یہاں اصلی نہیں بلکہ زائد ہے جب کہ مضاعف کیلئے شرط یہ ہے کہ دونوں متجانسین اصلی ہوں لیکن یہاں عین کلمہ میں ایک جنس کے دو حرف جمع ہونے کی وجہ سے یہ مضاعف کے مشابہ ہے)۔

سوال:...... پھر سوال ہوا کہ آپ کا یہ دعویٰ کہ فعل ماضی کے تمام حروف ہمیشہ مصدر میں پائے جاتے ہیں یہ بات ہرگز درست نہیں اس لئے کہ تَبْصِرَةٌ، تَسْمِيَةٌ، سَلَامٌ، کَلَامٌ جو باب تفعیل کے مصادر ہیں اور قِتَالٌ، قِیْتَالٌ، جو باب مفاعلہ کے مصادر ہیں ان مصادر میں اپنے فعل ماضی کے تمام حروف موجود نہیں وہ اس طرح کہ باب تفعیل کے فعل ماضی کا عین کلمہ مکرر ہوتا ہے جب کہ مذکورہ مصادر میں عین کلمہ مکرر نہیں ہے اور ان میں عین کلمہ کے بعد یاء بھی نہیں ہے کہ آپ کہہ سکیں کہ یہ یاء اسی مکرر حرف سے بدلی ہوئی ہے جیسا کہ آپ نے تَحْمِیْدٌ میں کہا تھا اسی طرح قِتَالٌ اور قِیْتَالٌ میں وہ الف موجود نہیں ہے جو قَاتَلَ فعل ماضی میں قاف کے بعد موجود ہے؟

جواب:......اس سوال کے دو جواب دیئے۔

(۱) پہلا جواب یہ ہے کہ بات ان مصادر کی ہو رہی ہے جو کثیر الاستعمال ہوں کہ ان میں فعل ماضی کے تمام حروف پائے جاتے ہیں جو مصادر قلیل الاستعمال ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں اور مذکورہ مصادر قلیل الاستعمال

ہیں کیونکہ باب تفعیل کے کثیر الاستعمال مصادر تَفْعِیْلٌ کے وزن پر آتے ہیں اور باب مفاعلہ کے کثیر الاستعمال مصادر مُفَاعَلَةٌ کے وزن پر آتے ہیں۔

(۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ سَلَامٌ اور کَلَامٌ تو مصادر ہی نہیں بلکہ اسم مصدر ہیں (اسم مصدر کی تعریف ارشاد الصیغہ کی ابتداء میں گزر چکی ہے) اور بات مصادر کی ہو رہی ہے اور جو مصادر تَفْعِلَةٌ کے وزن پر آتے ہیں وہ بھی اصل کے اعتبار سے تَفْعِیْلٌ کے وزن پر ہوتے ہیں مثلا تَبْصِرَةٌ اصل میں تَبْصِیْرٌ اور تَسْمِیَةٌ اصل میں تَسْمِیْوٌ تھا یاء کو حذف کر کے اس کے عوض آخر میں تاء لے آئے اور یُدْعٰی والا قاعدہ کے مطابق تَسْمِیْوٌ کا واو یاء سے بدل گیا تو تَبْصِرَةٌ اور تَسْمِیَةٌ بن گئے پس ان میں جو اصل کے اعتبار سے یاء ساکنہ موجود ہے یہ حرف مکرر سے بدلی ہوئی ہے (یعنی بالکل اصل ان کی تَبْصِصْرٌ اور تَسْمِمْوٌ تھی تَحْمِیْدٌ کی طرح عمل ہوا) اور قِیْتَالٌ مصدر میں جو یاء ہے یہ قَاتَلَ فعل ماضی کے الف سے تبدیل شدہ ہے کہ جب قاف پر کسرہ آ گیا تو بقاعدہ مَحَارِیْبُ الف یاء سے بدل گیا اور قِتَالٌ یہ قِیْتَالٌ کا مخفف ہے یعنی یہ بھی اصل میں قِیْتَالٌ تھا الف کی جگہ یاء یہاں بھی موجود ہے جو تخفیف کی غرض سے حذف ہو گئی خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان تمام مصادر میں فعل ماضی کے تمام حروف موجود ہیں اگر چہ حقیقۃً موجود نہ سہی لیکن تقدیراً تو موجود ہیں۔

(۲) دوسری دلیل مذہب کوفیین کے راجح ہونے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ فعل بغیر مصدر کے پایا جاتا ہے جیسے لَیْسَ، عَسٰی ان کے مصادر مستعمل نہیں (اور مصدر بغیر فعل کے استعمال نہیں ہوتا) اب اگر مصدر کو اصل قرار دیا جائے جیسا کہ بصریین کہتے ہیں تو اصل کے بغیر فرع کا موجود ہونا لازم آئیگا کہ فرع موجود ہے یعنی فعل جیسے عَسٰی، لَیْسَ اور اس کی اصل یعنی مصدر موجود نہیں ہے حالانکہ فرع اصل کے بغیر نہیں پائی جاتی۔

بصریین کی جانب سے کوفیین پر اعتراض ہوا کہ آپ کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ مصدر فعل کے بغیر استعمال نہیں ہوتا آئیں ہم آپ کو ایسے مصادر دکھاتے ہیں جو فعل کے بغیر استعمال ہوتے ہیں جیسے مَتْنٌ ثلاثی مجرد کا مصدر ہے اور تَقْسِیْمٌ ثلاثی مزید فیہ کا مصدر ہے اور ان کے افعال نہیں آتے ان سے صرف اسم فاعل کے صیغے مستعمل ہیں جیسے مَتْنٌ سے مَاتِنٌ اور تَقْسِیْمٌ سے مُقَسِّمٌ اگر فعل اصل ہے تو پھر یہاں بھی اصل کے بغیر فرع موجود ہے فماھو جوابکم فھو جوابنا۔

وبعض مصادر را کہ عقیمہ گفتہ اند الخ: اس عبارت سے بصریین کو کوفیین کی جانب سے جواب دیا گیا کہ

تمہارا یہ دعویٰ ہمیں تسلیم نہیں کہ بعض مصادر ایسے ہیں جن سے کوئی فعل نہیں آتا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایسا کوئی مصدر نہیں جس سے فعل نہ آتا ہو اور آپ نے جو مَتْنٌ اور تَقْسِيْمٌ وغیرہ مصادر کا حوالہ دیا ہے کہ ان سے فعل مستعمل نہیں تو یہ بات صحیح نہیں ہے لغت کی کتابوں سے یہ واضح ہے کہ ان مصادر کے افعال بھی مستعمل ہیں جیسے مَتُنَ مَتَانَةً (قوی اور مضبوط ہونا) مَتَنَ الرَّجُلُ (آدمی نے سفر کیا) اسی طرح قَسَّمَ يُقَسِّمُ (بمعنی تقسیم کرنا) کہا جاتا ہے تَقَسَّمَ الدَّهْرُ الْقَوْمَ (زمانے نے قوم کو متفرق کر دیا) اس سے معلوم ہوا کہ ان مصادر سے افعال مستعمل ہیں۔

(۳) **کوفیین کی تیسری دلیل** (جو در حقیقت بصریین کی دلیل کا جواب ہے) بصری حضرات نے مصدر کے اصل ہونے پر یہ دلیل دی ہے کہ معنی مصدری تمام افعال اور اسمائے مشتقہ کے معانی کے لئے اصل ہیں کیونکہ تمام افعال اور اسمائے مشتقہ میں مصدر کا معنی اور مادہ باقی رہتا ہے صرف صورت تبدیل ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے معنی مصدری کیساتھ ایک نئے معنی (یعنی اقتران بالزمان یا فاعل کے ساتھ قائم ہونا) کا اضافہ ہو جاتا ہے یہ ایسا ہے جیسا کہ سونا اور چاندی سے برتن اور زیورات کا بنانا۔ کہ زیورات اور برتنوں میں سونا اور چاندی کا اصل مادہ اور معنی (یعنی قیمت) باقی رہتا ہے صرف صورت تبدیل ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے اصل معنی یعنی قیمت پر مزید اضافہ ہوتا ہے۔

پس جس طرح یہاں سونا اور چاندی اصل ہیں اور ظروف و زیورات اس کی فرع تو اسی طرح اشتقاق میں مصدر کا لفظ بھی اصل اور مشتق منہ اور فعل وغیرہ اس کی فرع اور مشتق ہے۔

کوفیین یہ دلیل اس طرح رد کرتے ہیں کہ اگر چہ معنی مصدری تمام افعال اور اسمائے مشتقہ کے معانی کے لئے اصل ہے لیکن اس سے یہ استدلال کرنا درست نہیں ہے کہ مصدر کا لفظ بھی تمام افعال وغیرہ کے لئے اصل اور مشتق منہ ہو اور فعل اس سے مشتق اور اس کی فرع ہو یہ بات اس لئے صحیح نہیں ہے کہ اشتقاق ایک لفظی تصرف ہے اس میں معنی کو کوئی زیادہ اہمیت حاصل نہیں ہوتی کہ کس کا معنی کس کے لئے اصل ہے بلکہ اشتقاق کی حقیقت فقط اتنی ہے کہ دو لفظوں میں باہم لفظی اور معنوی مناسبت ہو پس جہاں کہیں بھی دو لفظوں میں یہ مناسبت موجود ہو اور اگر ان میں سے کسی ایک لفظ سے دوسرے کے مشتق ہونے کا اعتبار کیا جائے تو اس میں کوئی رکاوٹ اور مانع نہ ہو تو ایسے موقعہ پر ایک لفظ کو مشتق منہ اور دوسرے کو مشتق فرض کر لیا جاتا ہے یہاں اس کو نہیں دیکھا جاتا کہ ان

میں سے کس کا معنی اصل ہے اور کس کا معنی فرع ہے کیونکہ اشتقاق امر معنوی تو ہے ہی نہیں کہ اس میں معنی کا اعتبار ہو۔

باقی اشتقاق کو سونا اور چاندی سے زیورات وغیرہ بنانے پر قیاس کرنا درست نہیں ہے اس لئے کہ سونا اور چاندی کا مادہ پہلے موجود ہوتا ہے اور برتن وزیورات اس وقت موجود نہیں ہوتے بلکہ سونا چاندی میں تصرف کر کے برتن اور زیور بعد میں بنائے جاتے ہیں تو یہاں اصل (یعنی سونا چاندی) کے وجود کا زمانہ الگ ہے اور فروع (یعنی برتن اور زیورات) کے وجود کا زمانہ علیحدہ ہے اور جہاں تک مشتق اور مشتق منہ کا تعلق ہے تو ان دونوں کے وجود کا زمانہ ایک ہوتا ہے ایسا نہیں ہوتا کہ مشتق منہ الگ پہلے سے موجود ہو اور مشتق اس کے بعد وجود میں آتا ہو بلکہ دونوں کی وضع اور دونوں کا استعمال ایک ساتھ ایک زمانہ میں ہوتا ہے تو اس کو سونے اور چاندی سے زیورات وغیرہ بنانے پر قیاس کرنا یہ قیاس مع الفارق ہے۔

قیاس مع الفارق:

سوال:......قیاس مع الفارق کسے کہتے ہیں؟

جواب:......ایک چیز کو کسی مناسبت اور علت مشترکہ کے بغیر دوسری چیز پر قیاس کرنے کو قیاس مع الفارق کہتے ہیں۔

اس افادہ (۶) کا آسان خلاصہ یہ ہے کہ بصریین اور کوفیین کا اس بات میں اختلاف ہے کہ من حیث الاشتقاق مصدر اصل ہے یا فعل، بصریین کے نزدیک مصدر اصل ہے اور کوفیین کے نزدیک فعل اصل ہے۔

بصریین کی دلیل یہ ہے کہ مصدر کے معنی تمام افعال اور اسمائے مشتقہ کے معانی کیلئے اصل ہیں اور جب معنی مصدر اصل ہے تو مصدر کا لفظ بھی اصل ہوگا۔

کوفیین کی دلیل یہ ہے کہ مصدر تعلیل میں فعل کا تابع ہوتا ہے اگر فعل میں تعلیل ہوئی ہو تو مصدر میں تعلیل ہوتی ہے جیسے قَامَ قِیَامًا اور اگر فعل میں تعلیل نہ ہوئی ہو تو اس کے مصدر میں بھی تعلیل نہیں ہوتی جیسے قَاوَمَ قِوَامًا اور تعلیل ایک لفظی معاملہ ہے جب اس میں فعل اصل ہے اور مصدر اس کی فرع تو فعل کا لفظ بھی اصل ہوگا مصدر کیلئے۔

صاحب علم الصیغہ اور ان کے استاد کے نزدیک کوفیین کا مذہب راجح ہے کہ فعل اصل اور مشتق منہ ہے اور مصدر مشتق اور اس کی فرع، اس پر مصنفؒ نے تین (۳) دلائل ذکر کیے ہیں جن میں سے تیسری دلیل درحقیقت بصریین کی دلیل کا جواب ہے

(۱) **پہلی دلیل** یہ ہے کہ اصل اور فرع ہونے کا جو اختلاف ہے یہ اختلاف اشتقاق کے اعتبار سے ہے کہ مشتق منہ کیا ہے اور مشتق کیا ہے اور اشتقاق ایک لفظی تصرف ہے لہٰذا اشتقاق کے اعتبار سے اصل اور فرع ہونے کا فیصلہ بھی لفظ ہی کی بنیاد پر ہوگا کہ لفظ کے اعتبار سے اصل بننے کی صلاحیت کس میں ہے فعل ماضی میں ہے یا مصدر میں اور غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل بننے کی صلاحیت فعل ماضی میں ہے نہ کہ مصدر میں: وہ اس طرح کے فعل ماضی کے تمام حروف مصدر میں ضرور پائے جاتے ہیں جب کہ مصدر کے تمام حروف فعل ماضی میں ہمیشہ نہیں پائے جاتے اور اصل بننے کی صلاحیت وہی رکھتا ہے جو اپنی تمام فروعات میں موجود ہوں اور فعل ماضی ایسا ہی ہے کہ تمام فروعات میں پایا جاتا ہے جب کہ مصدر ایسا نہیں ہے دوسری بات یہ ہے کہ دس اوزان کے علاوہ باقی تمام مصادر میں فعل کے حروف سے زیادہ حروف پائے جاتے ہیں تو فعل مزید علیہ ہوا اور مصدر مزید فیہ اور مزید علیہ اصل بننے کا زیادہ حقدار اور لائق ہوتا ہے نہ کہ مزید فیہ تو اس سے معلوم ہوا کہ فعل اصل اور مشتق منہ ہے اور مصدر اسکی فرع اور مشتق۔

(۲) **دوسری دلیل** یہ ہے کہ فعل مصدر کے بغیر پایا جاتا ہے جیسے عَسٰی ،لَیْسَ ان کے مصادر مستعمل نہیں جب کہ مصدر فعل کے بغیر نہیں پایا جاتا، اگر بصریین کے مذہب کے مطابق مصدر کو اصل قرار دیا جائے تو پھر اصل کے بغیر فرع کا موجود ہونا لازم آئیگا کہ فرع یعنی فعل تو موجود ہے جیسے لَیْسَ ،عَسٰی اور اصل یعنی ان کے مصدر موجود نہیں ہے حالانکہ فرع اصل کے بغیر نہیں ہوتی اس سے بھی معلوم ہوا کہ فعل اصل ہے۔

(۳) **تیسری دلیل** یہ ہے کہ بصریین کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ معنی مصدری تمام افعال کے معانی کیلئے اصل ہے لہٰذا مصدر کا لفظ بھی اصل اور مشتق منہ ہوگا تمام افعال کیلئے: ان کا یہ استدلال اس لئے درست نہیں کہ معنی مصدری کے اصل ہونے سے مصدر کے لفظ کا اصل اور مشتق منہ ہونا لازم نہیں آتا وہ اس لئے کہ اشتقاق ایک لفظی معاملہ ہے اس میں معنی کا کوئی خاص دخل نہیں ہوتا کہ کس کا معنی کس کے لئے اصل ہے بلکہ اشتقاق میں فقط یہ دیکھا جاتا ہے کہ دو لفظوں میں لفظی اور معنوی مناسبت ہو پس جہاں بھی دو لفظوں میں یہ مناسبت موجود ہو اور ایک لفظ کا دوسرے سے مشتق ہونے کے اعتبار کرنے میں کوئی مانع نہ ہو تو وہاں ایک لفظ کو اصل اور مشتق منہ اور دوسرے کو مشتق قرار دیا جاتا ہے اس بات کا لحاظ نہیں ہوتا کہ کس لفظ کا معنی اصل ہے اور کس کا فرع۔

باقی بصریین نے اشتقاق کو سونا اور چاندی سے زیورات وغیرہ بنانے پر قیاس کیا تھا کہ زیورات اور برتن میں سونا چاندی کا اصل مادہ بھی باقی رہتا ہے اور معنی یعنی قیمت بھی باقی رہتی ہے صرف صورت تبدیل ہو جاتی ہے تو اسی

طرح مصدر کا مادہ اور معنی تمام افعال و مشتقات میں باقی رہتا ہے صرف شکل و صورت بدل جاتی ہے لہذا جس طرح سونا اور چاندی اصل ہیں اور برتن و زیورات اس کی فرع تو اسی طرح اشتقاق میں بھی مصدر کا لفظ اصل اور مشتق منہ اور فعل وغیرہ اس کی فرع ہے۔

کوفیین کی جانب سے اس کا جواب یہ دیا گیا کہ مشتق اور مشتق منہ کو سونا اور چاندی سے زیورات وغیرہ بنانے پر قیاس کرنا درست نہیں ہے یہ قیاس مع الفارق ہے اس لئے کہ سونا اور چاندی کا مادہ پہلے سے موجود ہوتا ہے پھر اس میں تصرف کر کے زیورات وغیرہ بنائے جاتے ہیں تو یہاں اصل (یعنی سونا چاندی) کے وجود کا زمانہ اور ہے اور فرع (یعنی برتن اور زیورات) کے وجود کا زمانہ الگ ہے اصل کے موجود ہونے کا زمانہ مقدم ہے فرع کے موجود ہونے کے زمانے پر، جب کہ مشتق اور مشتق منہ دونوں کے وجود کا زمانہ ایک ہوتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ مشتق منہ پہلے سے موجود ہوں اس کے بعد مشتق وجود میں آئے بلکہ دونوں ایک ہی زمانہ میں ایک ساتھ وضع ہوتے ہیں اور ایک ساتھ استعمال ہوتے ہیں صرف اتنا ہوتا ہے کہ ایک کو مشتق منہ اور دوسرے کو مشتق فرض کر لیا جاتا ہے۔

فائدہ میں بتلایا کہ بعض غیر محقق قسم کے لوگ دو طرح کی غلطیاں کرتے ہیں۔

(۱) ایک غلطی تو اس طرح کہ یہ کہتے ہیں کہ فعل اور مصدر کی اصلیت اور فرعیت میں جو بصریین اور کوفیین کا اختلاف ہے یہ مطلقا (یعنی ہر لحاظ سے) اصل اور فرع ہونے میں ہے حالانکہ ان کی یہ بات غلط ہے اس لئے کہ اختلاف مطلق اصالت اور فرعیت میں نہیں بلکہ یہ اختلاف اشتقاق کے اعتبار سے اصل اور فرع ہونے میں ہے کہ من حیث الاشتقاق مصدر اصل ہے یا فعل۔

(۲) دوسری غلطی یہ ہے کہ مصدر کے اصل ہونے پر انہوں نے بصریین کی دلیل یہ بتلا دی کہ فعل مصدر سے مشتق ہوتا ہے اس لئے مصدر اصل ہے حالانکہ یہ بصریین کی دلیل نہیں ہے بلکہ یہی تو محل نزاع ہے یعنی اختلاف ہی اس میں ہے کہ فعل مصدر سے مشتق ہوتا ہے یا مصدر فعل سے مشتق ہوتا ہے اس کو بصریین کی دلیل قرار دینا کسی طرح بھی درست نہیں۔

افادہ۔ واو در جمع مذکر غائب و حاضر و یا در مؤنث حاضر کہ با نون ثقیلہ حذف میشود بصریان میگویند کہ بسبب اجتماع ساکنین وکوفیان میگویند کہ بسبب اجتماع ثقیلین ولہذا الف ساقط نمی شود کہ ثقیل نیست و بصریان در وجہ عدم حذف الف در تثنیہ گویند کہ اگر حذف میکردند واحد و تثنیہ باہم ملتبس میشدند جناب استاذ نا المرحوم درین امر ہم ترجیح مذہب کوفیان می فرمودند و بر بصریان از جانب کوفیہ واردمی نمودند کہ اگر این اجتماع ساکنین مقتضی حذف است بایستے کہ ہمچنانکہ نون خفیفہ در مواقع الف نمی آید نون ثقیلہ ہم نمی آمد تحریر کلام درین مقام آنست کہ اجتماع ساکنین کہ دران ساکن اول مدہ باشد و ساکن دوم حرف مشدد اگر در یک کلمہ باشد جائز است و مدہ را حذف نکنند چون ضَآلِّيْنَ و اَتُحَآجُّوْنِّيْ واین را اجتماع ساکنین علی حدہ میگویند و اگر در دو کلمہ باشد اول را کہ مدہ است حذف کنند چون يَخْشَى اللّٰهَ وَ اُدْعُوا اللّٰهَ وَ اُدْعِي اللّٰهَ ونون ثقیلہ با فعل مضارع در حقیقت کلمہ علیحدہ است مگر بسبب شدت امتزاج ہر دو بمنزلہ کلمہ واحدہ شدہ اند پس میگوئیم کہ اگر وحدت کلمہ را اعتبار کنند باید کہ واو و یاء را ہم حذف ننمایند لَيَفْعَلُوْنَّ و لَتَفْعَلِيْنَّ گویند و اگر اثنینیت را اعتبار کنند الف را ہم حذف کنند وحدیث التباس سخنے است کہ طفلان را بآن فریب توان داد ورنہ از التباس تا کجا خواہند گریخت ہزار جا التباس بسبب اعلال گردیدہ است مثلاً تَدْعِيْنَ واحد مؤنث حاضر بسبب اعلال با جمع مؤنث حاضر ملتبس شدہ و در جمیع ابواب ناقص مکسور العین و مفتوح العین چہ مجرد و چہ مزید این التباس موجود ست پس این التباس چرا مانع اعلال نشد وہمچنانکہ تثنیہ با واحد مغایرۃ دارد و دال بر تعدد ہم چنین جمع ہم جواز التباس در یکے و عدم جواز در دیگرے تحکم محض ست و بعد التنزل میگوئیم کہ برائے تحاشی از التباس اجتماع ساکنین جائز میگردید یا نہ بر شق اول بایستے کہ نون خفیفہ ہم با الف بیاید و بر شق ثانی بایستے کہ ہمچنانکہ نون خفیفہ با الف نمی آید نون ثقیلہ ہم نمی آمد و این کہ اگر نون ثقیلہ ہم نمی آمد سبیل تاکید برائے تثنیہ باقی نمی ماند کلامے ست نہایت سخیف سبیل تاکید منحصر در نون نیست بطریق دیگر تاکید میتوان کرد نہ بینی کہ افعل التفضیل از لون و عیب و مزید و رباعی نمی آید در آنجا ادائے معنی تفضیل بطریق دیگر میکنند بالجملہ مذہب کوفیان کہ حذف واو و یا با نون ثقیلہ بسبب اجتماع ثقیلین ست بے غبار ست و مذہب بصریان ہیچ وجہ راست نمی نشیند۔

ترجمہ:......افادہ (۷) نون ثقیلہ لاحق ہونے کے وقت جمع مذکر غائب اور حاضر کے صیغہ میں جو واو اور واحد مؤنث حاضر کے صیغہ

میں جو یاء حذف ہو جاتی ہے بصریین کہتے ہیں کہ یہ حذف اجتماع ساکنین کی وجہ سے ہوتا ہے اور کوفیین کہتے ہیں کہ یہ حذف اجتماع ثقیلین کے سبب سے ہوتا ہے اور اسی وجہ سے (تثنیہ وغیرہ کے صیغوں میں نون ثقیلہ لاحق ہونے کے وقت) الف حذف نہیں ہوتا کیونکہ الف ثقیل نہیں بصریین تثنیہ میں الف کے حذف نہ ہونے کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر تثنیہ میں الف حذف کرتے تو واحد اور تثنیہ کے صیغے آپس میں خلط ملط ہو جاتے ہمارے استاد محترم اس مسئلہ میں بھی کوفیین کے مذہب کو ترجیح دیتے تھے اور بصریوں پر کوفیین کی جانب سے یہ اعتراض فرماتے تھے کہ اگر حذف کا سبب یہ اجتماع ساکنین ہے تو چاہیئے تھا کہ جس طرح الف والے صیغوں (یعنی تثنیہ اور جمع مؤنث) میں نون خفیفہ نہیں آتا تو اسی طرح نون ثقیلہ بھی ان صیغوں میں نہ آتا یہاں پر اس مسئلہ کی وضاحت اور بیان کچھ اس طرح ہے کہ وہ اجتماع ساکنین جن میں سے پہلا ساکن مدہ ہو اور دوسرا ساکن حرف مشدد ہو (ایسا اجتماع ساکنین) اگر ایک کلمہ میں ہو تو جائز ہے اور (ساکن اول) مدہ کو حذف نہیں کرتے جیسے ضَآلِّيْنَ اور اَتُحَآجُّوْنِّيْ اور اس کو اجتماع ساکنین علی حدہ کہتے ہیں اور اگر (یہ اجتماع ساکنین) دو کلموں میں ہو تو ساکن اول جو کہ مدہ ہے اس کو حذف کر دیتے ہیں جیسے يَخْشَى اللّٰهَ، اُدْعُوا اللّٰهَ اور اُدْعِي اللّٰهَ اور فعل مضارع کے ساتھ لاحق ہونے والا نون ثقیلہ حقیقت میں الگ کلمہ ہے لیکن شدت اتصال کی وجہ سے یہ دونوں بمنزلہ ایک کلمہ کے ہو گئے ہیں پس ہم کہتے ہیں کہ اگر وحدۃ کلمہ کا اعتبار کریں تو چاہیئے کہ (جمع مذکر کے صیغوں میں) واو اور (واحد مؤنث حاضر کے صیغہ میں) یاء کو حذف نہ کریں اور لَيَفْعَلُوْنَّ اور لَتَفْعَلِيْنَّ کہیں (کیونکہ اس اعتبار سے یہ اجتماع ساکنین علی حدہ ہے) اور اگر دو کلموں کا اعتبار کریں تو (چاہیئے کہ تثنیہ اور جمع مؤنث کے صیغوں میں نون ثقیلہ لاحق ہونے کے وقت ان کے آخر سے) الف کو بھی حذف کر دیں (کیونکہ اس صورت میں یہ اجتماع ساکنین علی غیر حدہ ہے) اور التباس والی بات تو ایک ایسی توجیہ ہے جس سے بچوں ہی کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے ورنہ التباس سے کہاں تک بھاگیں گے ہزاروں جگہ تعلیل کی وجہ سے التباس ہوا ہے مثلاً تَدْعُيْنَ واحد مؤنث حاضر کا صیغہ تعلیل کی وجہ سے جمع مؤنث حاضر کے صیغے سے ملتبس ہوا ہے اور ناقص کے تمام ابواب میں یہ مذکورہ التباس موجود ہے خواہ (اس باب کا مضارع) مکسور العین ہو یا مفتوح العین خواہ وہ مجرد کے ابواب ہوں یا مزید کے (اگر التباس تعلیل سے مانع ہوتا ہے تو) یہ مذکورہ التباس تعلیل سے مانع کیوں نہیں ہوا اور جس طرح تثنیہ واحد سے مغایرت رکھتا ہے اور تعدد پر دلالت کرتا ہے تو اسی طرح جمع بھی ہے لہٰذا ایک میں التباس کو جائز رکھنا (یعنی واحد مؤنث حاضر میں) اور دوسرے (یعنی تثنیہ) میں التباس کو ناجائز قرار دینا محض سینہ زوری ہے اور اپنے دعوی و دلائل سے نیچے اتر کر ہم پوچھتے ہیں کہ التباس سے بچنے کیلئے اجتماع ساکنین جائز ہو جاتا ہے یا نہیں؟ شق اول پر چاہیئے کہ الف والے صیغوں کے ساتھ بھی نون خفیفہ آئے اور شق ثانی پر چاہیئے کہ جس طرح الف والے صیغوں کے ساتھ نون خفیفہ نہیں آتا نون ثقیلہ بھی نہ آئے اور یہ کہنا کہ اگر (الف والے صیغوں کے ساتھ) نون ثقیلہ بھی نہ آتا تو تثنیہ کے لئے تاکید کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی یہ بات نہایت کمزور ہے تاکید کا طریقہ صرف نون میں منحصر نہیں کسی اور طریقے سے بھی تو تاکید ہو سکتی ہے کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ اسم تفضیل رنگ و عیب، اور ثلاثی مزید فیہ اور رباعی سے نہیں آتا لیکن وہاں اسم تفضیل کے معنی دوسرے طریقے سے ادا کرتے ہیں خلاصہ یہ کہ کوفیین کا مذہب کہ نون ثقیلہ کے ساتھ واو اور یاء کا حذف ہونا اجتماع ثقیلین کی وجہ سے ہے یہ بالکل بے غبار اور

واضح ہے اور بصریین کا مذہب کسی طرح بھی ٹھیک نہیں بیٹھتا۔

تشریح وتحقیق

افادہ نمبر ۷: اجتماع ساکنین کی بحث:

حل مشکل الفاظ: اِثْنِيْنِيَّتْ دو ہونا، گریختن بھاگنا، تَحَكُّمْ: لغوی معنی ہے زبردستی حاکم بن جانا اور فیصلہ کرنا اصطلاحاً دلیل کے بغیر اپنے دعوی پر اصرار کرنا، اَلتَّنَزُّلْ: نیچے اتر آنا یہاں مراد ہے سابقہ رد سے قطع نظر کرنا اور بصریین کی یہ بات مان لینا کہ الفِ تثنیہ التباس کی وجہ سے حذف نہیں ہوتا، تَحَاشِيْ: یہ باب تفاعل کا مصدر ہے بمعنی بچنا ایک طرف ہونا، سَخِيْف: کمزور۔

تمہید:

اجتماع ساکنین کا مطلب ہے دو ساکنوں کا جمع ہونا پھر اجتماع ساکنین کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) علی حدّہ (۲) علی غیر حدہ

(۱) اجتماع ساکنین علی حدہ ایسے اجتماع ساکنین کو کہتے ہیں جس میں یہ تین شرطیں بیک وقت موجود ہوں (۱) دونوں ساکنوں میں سے پہلا ساکن مدہ ہو یا یائے تصغیر (۲) دوسرا ساکن مدغم ہو (۳) دونوں ساکن ایک کلمہ میں ہوں جیسے ضَالِّيْنَ اس میں ساکن اول الف ہے جو کہ مدہ ہے دوسرا ساکن لام اول ہے جو لام ثانی میں مدغم ہے اور دونوں ساکن ایک کلمہ میں ہیں اور اَتُحَاجُّوْنِّيْ اس میں دو جگہ اجتماع ساکنین علی حدہ ہے ایک الف اور جیم کے درمیان دوسرا واو اور نون کے درمیان دونوں جگہ تینوں شرطیں موجود ہیں۔

(۲) اجتماع ساکنین علی غیر حدہ اس اجتماع ساکنین کو کہتے ہیں جس میں مذکورہ تینوں شرطیں نہ ہوں یا ان میں سے کوئی ایک شرط موجود نہ ہو۔

اجتماع ساکنین علی حدہ کا حکم: یہ ہے کہ دونوں ساکنوں کو اپنے حال پر برقرار رکھنا واجب ہے کسی ساکن کو حذف کرنا درست نہیں۔

اور التقائے ساکنین علی غیر حدہ کا حکم: یہ ہے کہ دونوں ساکنوں کو اپنے حال پر برقرار رکھنا جائز نہیں ہے پھر اگر ان دونوں میں سے کوئی ایک مدہ ہو تو اس کو حذف کیا جاتا ہے اور مدہ نہ ہونے کی صورت میں کسی ایک کو حرکت دی جاتی ہے۔

حذف کی مثال جیسے یَخْشَی اللّٰہَ جو اصل میں یَخْشٰی اللّٰہَ تھا یہاں التقائے ساکنین ہوا الف اور لام کے درمیان تو مدہ ہونے کی وجہ سے الف کو حذف کیا اور اُدْعُو اللّٰہَ جو اصل میں اُدْعُوْا اللّٰہَ تھا یہاں واو اور لام دو ساکن جمع ہو گئے جن میں سے پہلا ساکن مدہ ہے جس کو تلفظ کے اعتبار سے حذف کیا۔

اور اُدْعِی اللّٰہَ جو اصل میں اُدْعِیْ اللّٰہَ تھا اس مثال میں یاء اور لام دو ساکن جمع ہوئے جن میں سے پہلا ساکن یائے مدہ ہے تو تلفظ کے اعتبار سے اس کو حذف کیا اگرچہ کتابت کے اعتبار سے یاء موجود ہے۔

حرکت دینے کے مثال جیسے دَعَوُ اللّٰہَ یہ اصل میں دَعَوْا اللّٰہَ تھا یہاں واو اور لام دو ساکن جمع ہو گئے جن میں سے کوئی بھی مدہ نہیں لہذا ساکن اول یعنی واو کو حرکت دیدی۔

• اس تمہید کے بعد اب آئیں اصل بحث کی طرف: اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ نون تاکید ثقیلہ لاحق ہونے کے وقت جمع مذکر غائب و حاضر کے صیغوں سے واو حذف ہوتا ہے اور واحد مؤنث حاضر کے صیغہ سے یاء حذف ہوتی ہے جیسے یَضْرِبُوْنَ سے لَیَضْرِبُنَّ، تَضْرِبُوْنَ سے لَتَضْرِبُنَّ اور تَضْرِبِیْنَ سے لَتَضْرِبِنَّ.

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس واو اور یاء کے حذف ہونے کا سبب کیا ہے؟ یہ کس وجہ سے حذف ہوتے ہیں؟ اس میں بصریین اور کوفیین کا اختلاف ہے۔

بصریین کہتے ہیں کہ اس حذف کا سبب اجتماع ساکنین ہے کہ دو ساکن جمع ہو گئے تھے اور یہ التقائے ساکنین علی غیر حدہ ہے کیونکہ دونوں ساکن ایک کلمہ میں نہیں ہیں اس لئے کہ نون تاکید مستقل کلمہ ہے لہذا واو اور یاء مدہ ہونے کی وجہ سے حذف ہوئے اور واو کے حذف پر دلالت کرنے کے لئے ضمہ اور یاء کے حذف پر دلالت کرنے کے لئے کسرہ باقی رہ گیا۔

کوفیین کا کہنا یہ ہے کہ اس واو اور یاء کے حذف کا سبب اجتماع ثقیلین ہے وہ اس طرح کہ ایک تو واو اور یاء ثقیل حروف ہیں دوسری طرف نون تاکید ثقیلہ بھی مشدد ہونے کی وجہ سے باعث ثقل ہے اس کے علاوہ واو ضمہ کے بعد اور یاء کسرہ کے بعد ہیں اور ضمہ و کسرہ بھی ثقیل حرکات ہیں لہذا اس ثقل کو دور کرنے کے لئے جمع مذکر کے صیغوں سے واو حذف کر دیا جاتا ہے اور واحد مؤنث حاضر کے صیغہ سے یاء حذف ہوتی ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ حذف کا سبب اجتماع ثقیلین ہے نہ کہ اجتماع ساکنین،

مصنفؒ نے اپنے استاد کے حوالے سے کوفیین کے مذہب کو ترجیح دی ہے کہ اس حذف کا سبب اجتماع ثقیلین

ہے اور کوفیین کی جانب سے بصریین پر تین اعتراض کئے ہیں جن میں سے تیسرا اعتراض دراصل پہلے ہی اعتراض کی تفصیل ہے۔

(۱) پہلا اعتراض: یہ ہے کہ تثنیہ کے صیغوں کے ساتھ جب نون ثقیلہ لاحق ہوتا ہے تو الف تثنیہ حذف نہیں ہوتا جیسے لَیَضْرِبَانِّ ، لَتَضْرِبَانِّ ، حالانکہ اجتماع ساکنین تو یہاں بھی ہے کہ الف اور نون دو ساکن جمع ہیں اگر جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر کے صیغوں میں واو اور یاء اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوتے ہیں تو پھر تثنیہ کے صیغوں میں الف بھی حذف ہونا چاہیئے تھا کہ اجتماع ساکنین تو یہاں بھی ہے یہاں الف کیوں حذف نہیں ہوا؟ جب اجتماع ساکنین کے باوجود یہاں الف حذف نہیں ہوتا تو اس سے معلوم ہوا کہ حذف کا سبب اجتماع ساکنین نہیں بلکہ اجتماع ثقیلین ہے واو اور یاء ثقیل ہیں اس لئے حذف ہوتے ہیں اور الف ثقیل نہیں اس لئے حذف نہیں ہوتا۔

(۲) دوسرا اعتراض: یہ ہے کہ اگر واو اور یاء کے حذف ہونے کا سبب اجتماع ساکنین ہے پھر اس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ جس طرح تثنیہ اور جمع مؤنث کے صیغوں میں نون خفیفہ نہیں آتا اسی طرح اُن میں نون ثقیلہ بھی نہیں آنا چاہیئے کیونکہ ان صیغوں میں نون خفیفہ کے نہ آنے کی وجہ اجتماع ساکنین ہے کہ ان صیغوں کے آخر میں الف ہوتا ہے تو نون خفیفہ کے آنے سے اجتماع ساکنین ہو جاتا ہے (الف اور نون کے درمیان) اس لئے ان میں نون خفیفہ نہیں آتا تو اسی طرح نون ثقیلہ آنے کی صورت میں بھی اجتماع ساکنین لازم آتا ہے جیسے لَیَضْرِبَانِّ ، لَتَضْرِبَانِّ ، لَیَضْرِبْنَانِّ وغیرہ لہذا اجتماع ساکنین سے بچنے کے لئے یہاں نون ثقیلہ بھی نہیں آنا چاہیئے تھا لیکن اس کے باوجود ان میں نون ثقیلہ آتا ہے یہ دلیل ہے اس بات کی کہ حذف کا سبب اجتماع ثقیلین ہے اجتماع ساکنین نہیں

(۳) تیسرا اعتراض: بصریین پر یہ ہے کہ فعل مضارع کے ساتھ جو نون تاکید لاحق ہوتا ہے حقیقت میں تو یہ نون علیحدہ مستقل کلمہ ہوتا ہے لیکن شدید اتصال و امتزاج کی وجہ سے نون تاکید اور فعل مضارع دونوں ایک کلمہ کے مانند معلوم ہوتے ہیں لیکن ہیں تو بہر حال دو کلمے، اب ہم آپ سے سوال کرتے ہیں اے بصریین! کہ اس نون ثقیلہ کو تم فعل مضارع سے الگ کلمہ شمار کرتے ہو یا دونوں کو ایک کلمہ؟ دونوں صورتیں خرابی سے خالی نہیں وہ اس طرح کہ اگر تم نون ثقیلہ اور فعل مضارع دونوں کو ایک ہی کلمہ شمار کرتے ہو پھر تو جمع مذکر کے صیغوں سے واو اور

واحد مؤنث حاضر کے صیغہ سے یاء کو حذف نہیں کرنا چاہیئے بلکہ باقی رکھ کر لَيَفْعَلُوْنَّ ، لَتَفْعَلُوْنَّ ، لَتَفْعَلِيْنَّ کہنا چاہیئے کیونکہ ایک کلمہ شمار کرنے کی صورت میں یہ اجتماع ساکنین علی حدہ ہے جس میں دونوں ساکنین برقرار رہتے ہیں لیکن یہاں واو اور یاء دونوں حذف ہوتے ہیں یہ کیوں؟

اور اگر تم نون ثقیلہ کو الگ کلمہ شمار کرتے ہو تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ تثنیہ اور جمع مؤنث کے صیغوں کے ساتھ جب نون ثقیلہ لگ جائے تو ان کے آخر سے الف حذف کر دیا جائے کیونکہ علیحدہ کلمہ شمار کرنے کی صورت میں یہ اجتماع ساکنین علی غیر حدہ ہے جس میں دونوں ساکن برقرار نہیں رہتے لیکن اس کے باوجود یہاں الف حذف نہیں ہوتا یہ کیوں؟ اگر حذف کا سبب اجتماع ساکنین ہے تو پھر صرف واو اور یاء کو کیوں حذف کرتے ہیں الف کو کیوں حذف نہیں کرتے جب کہ اجتماع ساکنین دونوں جگہ ہے تو جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر کے صیغوں سے واو اور یاء کو اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف کرنا اور تثنیہ وغیرہ کے صیغوں سے الف کو حذف نہ کرنا یہ ترجیح بلا مرجح ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ سبب حذف اجتماع ساکنین نہیں بلکہ اجتماع ثقیلین ہے۔

بصریین کی جانب سے پہلے اور تیسرے اعتراض کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ نون ثقیلہ مستقل الگ کلمہ ہے لہٰذا جب اس کیساتھ کوئی اور ساکن جمع ہو جائے تو یہ اجتماع ساکنین علی غیر حدہ ہے خواہ وہ ساکن جمع مذکر کا واو اور واحد مؤنث حاضر کی یاء ہو یا تثنیہ اور جمع مؤنث کا الف ہو بہرصورت: قاعدہ کے مطابق ساکن اول مدہ ہونے کی بناء پر حذف ہونا چاہیئے اور اسی وجہ سے جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر کے صیغوں سے واو اور یاء حذف ہو جاتے ہیں باقی تثنیہ کے صیغوں میں الف اس لئے حذف نہیں ہوتا کہ پھر تثنیہ کے صیغہ کا مفرد کے صیغے کے ساتھ التباس ہوگا اور جمع مؤنث کے صیغوں میں الف اس لئے حذف نہیں ہوتا کہ پھر تین نونات کا اجتماع لازم آئیگا تو اس مانع کی وجہ سے ان میں الف حذف نہیں ہوتا۔

اس جواب کو کوفیین کی جانب سے دو طرح سے رد کیا گیا، ایک تو اس طرح کہ التباس والی بات تو ایسی ہی ہے اس سے کوئی عاقل آدمی تو مطمئن نہیں ہو سکتا اس سے تو صرف بچوں کو فریب دیا جا سکتا ہے اس لئے کہ التباس سے آپ کہاں تک بھاگیں گے ہزارہا جگہیں ایسی ہیں جہاں تعلیل کی وجہ سے التباس پیدا ہو جاتا ہے جیسے تُدْعَيْنَ جو واحد مؤنث حاضر کا صیغہ ہے یہ اصل میں تُدْعَيِيْنَ تھا تعلیل کے بعد تُدْعَيْنَ ہوا اور تُدْعَيْنَ جمع مؤنث حاضر کا صیغہ بھی ہے تو اب ان دونوں میں التباس ہوا اور ان دونوں صیغوں میں یہ التباس ناقص کے تمام ابواب کے اندر موجود ہے

خواہ مضارع مکسور العین ہو یا مفتوح العین خواہ مجرد کے ابواب ہوں یا مزید فیہ کے۔

مضارع مکسور العین کی مثال جیسے تَرْمِيْنَ جو اصل میں تَرْمِيِيْنَ تھا تعلیل کے بعد تَرْمِيْنَ بن گیا اب تَرْمِيْنَ واحد مؤنث حاضر کا صیغہ بھی ہے اور جمع مؤنث حاضر کا صیغہ بھی تو دونوں میں التباس ہوا۔

مضارع مفتوح العین کی مثال جیسے تَخْشَيْنَ جو اصل میں تَخْشَيِيْنَ تھا تعلیل کے بعد تَخْشَيْنَ بن گیا اور تَخْشَيْنَ جمع مؤنث حاضر کا صیغہ بھی ہے تو دونوں ملتبس ہوئے اسی طرح باب مفاعلہ سے تُرَامِيْنَ واحد مؤنث حاضر کا صیغہ بھی ہے اور جمع مؤنث حاضر کا بھی۔

مضارع کے مکسور العین یا مفتوح العین ہونے کی قید اس لئے لگائی کہ اگر مضارع مضموم العین ہو تو پھر معلوم کے اندر واحد مؤنث حاضر اور جمع مؤنث حاضر میں التباس نہیں ہوتا جیسے دَعَايَدْعُوْ سے واحد مؤنث حاضر کا صیغہ تَدْعِيْنَ ہے اور جمع مؤنث حاضر تَدْعُوْنَ ہے ان میں التباس نہیں ہے البتہ مضارع مجہول کے اندر مضموم العین ہونے کی صورت میں بھی التباس ہوتا ہے جیسے تُدْعَيْنَ کہ یہ واحد مؤنث حاضر کا صیغہ بھی ہے اور جمع مؤنث حاضر کا بھی۔

بہر حال جب یہ التباس تعلیل سے مانع نہیں بلکہ اس کے باوجود تعلیل ہوتی ہے تو پھر نون ثقیلہ لاحق ہونے کی صورت میں الف تثنیہ حذف ہونا چاہئے کیونکہ التباس میں تو حذف اور تعلیل دونوں برابر ہیں اگر التباس پیدا ہونے کے باوجود تعلیل ہوتی ہے تو التباس کے باوجود الف کیوں حذف نہیں ہوسکتا دونوں میں فرق کیا ہے؟

اگر بصریین یہ کہتے ہیں کہ الف تثنیہ اس لئے حذف نہیں ہوتا کہ تثنیہ اور واحد میں مغایرت ہے تثنیہ تعدد پر دلالت کرتا ہے اور واحد وحدۃ پر دلالت کرتا ہے اگر الف تثنیہ حذف کر دیا جائے تو تثنیہ کا واحد کے ساتھ التباس پیدا ہوگا اور دو مغایر چیزوں میں التباس درست نہیں ہے۔

تو اس کے جواب میں کوفی کہتے ہیں کہ یہ مغایرت تو واحد اور جمع میں بھی ہے کہ واحد کی دلالت وحدت پر ہوتی ہے اور جمع تعدد پر دلالت کرتی ہے اگر تثنیہ کا واحد کے ساتھ التباس جائز نہیں تو واحد کا جمع کے ساتھ التباس بھی جائز نہیں ہونا چاہئے حالانکہ واحد کا جمع کے ساتھ التباس متعدد جگہ ثابت اور موجود ہے جیسے کہ تُدْعَيْنَ وغیرہ میں آپ نے دیکھا لہٰذا واحد مؤنث حاضر کا جمع مؤنث حاضر کے ساتھ التباس کو جائز قرار دینا اور تثنیہ کا واحد کے ساتھ التباس کو نا جائز کہنا دعویٰ بلا دلیل ہے۔

بصریین کے جواب پر دوسرا رد اسطرح ہے کہ چلو ہم اپنے دعویٰ و دلائل سے قطع نظر کر کے ذرا نیچے اتر کر تھوڑی دیر کیلئے آپ کی یہ بات مان لیتے ہیں کہ الف تثنیہ التباس کی وجہ سے حذف نہیں ہوتا لیکن اس کے بعد ہم آپ

سے یہ پوچھتے ہیں کہ التباس سے بچنے کیلئے اجتماع ساکنین جائز ہوجاتا ہے یا نہیں؟ اگر تم کہتے ہو کہ التباس سے بچنے کیلئے اجتماع ساکنین جائز ہوجاتا ہے پھر تو تثنیہ کے صیغوں میں بھی نون خفیفہ آنا چاہئے کیونکہ ان میں نون خفیفہ نہ آنے کی وجہ یہ ہے کہ الف تثنیہ اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جائیگا تو تثنیہ کا مفرد کے ساتھ التباس ہوگا اب جب کہ التباس سے بچنے کیلئے اجتماع ساکنین جائز ہوا تو الف تثنیہ حذف نہیں ہوگا اور جب الف تثنیہ حذف نہیں ہوگا تو التباس نہیں ہوگا لہٰذا نون خفیفہ تثنیہ میں آنا چاہئے لیکن پھر بھی نون خفیفہ تثنیہ میں نہیں آتا جس سے معلوم ہوا کہ التباس سے بچنے کیلئے اجتماع ساکنین جائز نہیں ہوتا۔

اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ التباس سے بچنے کیلئے بھی اجتماع ساکنین جائز نہیں ہوتا پھر تو جن صیغوں میں نون خفیفہ نہیں آتا ان میں نون ثقیلہ بھی نہیں آنا چاہئے تاکہ اجتماع ساکنین لازم نہ آئے لیکن ان صیغوں میں نون ثقیلہ آیا ہے لہٰذا یہ کہنا بھی باطل ہوا کہ التباس سے بچنے کیلئے اجتماع ساکنین جائز نہیں ہوتا ورنہ پھر یہاں اجتماع ساکنین کیوں ہوا الف حذف کیوں نہیں ہوا؟

جب دونوں شقیں باطل ہوئیں تو اس سے ثابت ہوا کہ اجتماع ساکنین کے جائز یا ناجائز ہونے میں التباس سے بچنے کا کوئی دخل نہیں لہٰذا بصریین کا یہ کہنا درست نہیں کہ تثنیہ میں الف کو واحد کے ساتھ التباس سے بچنے کیلئے حذف نہیں کیا بلکہ اصل بات وہی ہے جو کوفیین کہہ رہے ہیں کہ الف خفیف ہونے کی وجہ سے حذف نہیں ہوا۔

باقی جہاں تک بصریین کا یہ کہنا ہے کہ جمع مؤنث کے صیغوں میں الف اس لئے حذف نہیں ہوتا کہ پھر تین نونات کا اجتماع لازم آتا ہے تو پہلی بات یہ ہے کہ تین نونات کا اجتماع تو ویسے بھی موجود ہے جیسے لَنَكُوْنَنَّ اور لَمُتَنَنِّي۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر تین نونات کے اجتماع سے بچنا ہے تو نون ثقیلہ کے بجائے نون خفیفہ لگادیں پھر تین نونات جمع نہیں ہونگے۔

بصریین کی جانب سے دوسرے اعتراض کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ اصل تو یہ ہے کہ تثنیہ اور جمع مؤنث کے صیغوں میں نون خفیفہ کی طرح نون ثقیلہ بھی نہ آئے کیوں کہ اس سے اجتماع ساکنین لازم آتا ہے لیکن ایک ضرورت کی وجہ سے ان میں نون ثقیلہ آتا ہے وہ ضرورت یہ ہے کہ نون خفیفہ تو ویسے ان صیغوں میں نہیں آتا اگر ان میں نون ثقیلہ بھی نہ آتا تو تاکید کا کوئی طریقہ باقی نہ رہتا لہٰذا اس مجبوری کی وجہ سے ان میں نون ثقیلہ آتا ہے۔

کوفیین کی جانب سے اس جواب کا رد یہ ہے کہ تاکید کا طریقہ صرف نون میں منحصر نہیں تاکید کے اور بھی

بہت سارے طریقے ہیں مثلاً مضارع منفی کی تاکید لَنْ کے ذریعہ ہوسکتی ہے اسی طرح قسم، لام تاکید، انّ، حرف مشبہ بالفعل وغیرہ کے ذریعہ بھی تاکید ہوسکتی ہے جیسے کہ اسم تفضیل رنگ وعیب اور ثلاثی مزید رباعی مجرد ومزید فیہ سے نہیں آتا لیکن ان ابواب سے اسم تفضیل کا معنی دوسرے طریقہ سے ادا کیا جاسکتا ہے مثلاً لفظ اَشَدُّ یا اَکْثَرُ وغیرہ کے بعد مطلوبہ باب کا مصدر تمیز ہونے کی بنیاد پر منصوب ذکر کردیا جائے جیسے هُوَ اَشَدُّ حُمْرَةً، هُوَ اَكْثَرُ اِحْسَانًا وغیرہ۔

تقطیع عبارت : یعنی کونسی عبارت سے کیا کہنا مقصود ہے

قولہ ولهذا الف ساقط نمی شود کہ ثقیل نیست الخ: یہ کوفیین کی جانب سے بصریین پر پہلا اعتراض ہے۔

قولہ وبصریان در بیان وجہ عدم حذف الف الخ: یہ بصریین کی جانب سے اس پہلے اعتراض کا جواب ہے۔

قولہ اگر ایں اجتماع ساکنین مقتضی حذف است بایستے کہ نحیکہ نون خفیفہ الخ: یہ بصریین پر دوسرا اعتراض ہے۔

قولہ تحریر کلام دریں مقام آنست الخ: یہ تمہید ہے تیسرے اعتراض کیلئے جو اجتماع ساکنین علی حدہ اور علی غیر حدہ کی تعریف اور ان کے حکم پر مشتمل ہے۔

قولہ پس میگویم کہ اگر وحدت کلمہ را اعتبار کنند الخ: یہ بصریین پر تیسرا اعتراض ہے جو در اصل اعتراض اول ہی کی تفصیل ہے اسی وجہ سے آگے خلاصہ کے اندر اس کو پہلے اعتراض کا جزء بنا دیا گیا ہے اور وہاں تین کے بجائے دو اعتراض ذکر کئے ہیں۔

قولہ وحدیث التباس سخنے است کہ طفلان را بآں فریب تواں داد الخ: بصریین نے پہلے اعتراض کا جو جواب دیا تھا یہ اس جواب پر پہلا رد ہے من جانب الکوفیین۔

ونحیکہ تثنیہ با واحد مغایرت دارد الخ: یہ بصریین کے اُس جواب کا رد ہے جس میں انہوں نے کہا تھا کہ الف تثنیہ اس لئے حذف نہیں ہوتا کہ تثنیہ اور واحد میں مغایرت ہے تو الف کے حذف کرنے کی صورت میں تثنیہ کا واحد کے ساتھ التباس ہوگا اور مُغَایِرَیْن میں التباس درست نہیں۔

قولہ وبعد التنزل میگویم الخ: بصریین نے جو پہلے اعتراض کا جواب دیا تھا یہ اس پر دوسرا رد ہے۔

قولہ وایں کہ اگر نون ثقیلہ ہم نمی آمد بسبیل تاکید الخ...... یہ بصریین کی جانب سے دوسرے اعتراض کا جواب ہے۔

قولہ کلا ے است نہایت سخیف سبیل تا کید منحصر درنون نیست الخ: یہ اس جواب کارد ہے۔

افادہ:...... نمبر ۷ کا آسان سا خلاصہ یہ ہے کہ نون تاکید ثقیلہ لاحق ہونے کے وقت جمع مذکر کے صیغوں سے جو واو حذف ہوتا ہے اور واحد مؤنث حاضر کے صیغہ سے یاء حذف ہوتی ہے عند البصریین یہ واو اور یاء اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوتے ہیں جبکہ کوفیین کے نزدیک اس حذف کا سبب اجتماع ثقلین ہے۔

صاحب علم الصیغہ کے نزدیک مذہب کوفیین زیادہ راجح ہے اس لئے انہوں نے کوفیین کی جانب سے بصریین پر دو اعتراض کئے ہیں جن میں سے ہر ایک کوفی مذہب کے راجح ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

(۱) پہلا اعتراض یہ ہے کہ اگر یہ واو اور یاء اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوتے ہیں تو پھر نون ثقیلہ لگنے کے بعد تثنیہ اور جمع مؤنث کے صیغوں سے الف کیوں حذف نہیں ہوتا حالانکہ اجتماع ساکنین تو یہاں بھی ہے اگر تم کہتے ہو کہ نون ثقیلہ اور فعل مضارع میں شدید اتصال ہونے کی بناء پر یہ دونوں بمنزلہ ایک کلمہ کے ہیں لہٰذا یہ اجتماع ساکنین علی حدہ ہے اسلئے الف حذف نہیں ہوتا۔ تو ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ پھر جمع مذکر سے واو اور واحد مؤنث حاضر سے یاء کیوں حذف ہوتی ہے؟ وہاں بھی تو اجتماع ساکنین علی حدہ ہے یہ ترجیح بلا مرجح کیوں؟

(۲) دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اگر واو اور یاء کے حذف کا سبب اجتماع ساکنین ہے۔ پھر تو تثنیہ اور جمع مؤنث کے صیغوں میں نون خفیفہ کی طرح نون ثقیلہ بھی نہیں آنا چاہئے کیونکہ ان صیغوں میں نون خفیفہ اس لئے نہیں آتا تاکہ اجتماع ساکنین لازم نہ آئے جبکہ ان میں نون ثقیلہ آنے کی صورت میں بھی تو اجتماع ساکنین لازم آتا ہے لہٰذا انمیں نون ثقیلہ بھی نہیں آنا چاہئے لیکن پھر بھی آتا ہے معلوم ہوا کہ سبب حذف اجتماع ساکنین نہیں۔

بصریین نے پہلے اعتراض کا جواب یہ دیا ہے کہ نون تاکید فعل مضارع سے الگ ایک مستقل کلمہ ہے لہٰذا ہے تو دونوں جگہ التقائے ساکنین علیٰ غیرہ حدہ خواہ جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر کے صیغے ہوں یا تثنیہ اور جمع مؤنث کے اسی وجہ سے جمع مذکر اور واحد مؤنث حاضر کے صیغوں سے واو اور یاء حذف ہوتے ہیں باقی تثنیہ سے الف اسلئے حذف نہیں ہوتا کہ پھر مفرد کے ساتھ التباس لازم آتا ہے اور جمع مؤنث سے اسلئے الف حذف نہیں ہوتا تاکہ تین نونات کا اجتماع لازم نہ آئے۔ اس جواب کو کوفیین نے دو طریقوں سے رد کیا ہے۔

(۱) ایک تو اسطرح کہ التباس والی بات میں تو کوئی وزن نہیں اسلئے کہ تعلیل کی وجہ سے ہزاروں جگہ التباس ہوتا ہے لیکن

پھر بھی تعلیل ہوتی ہے اور یہ التباس تعلیل سے مانع نہیں ہوتا تو یہاں یہ التباس الفِ تثنیہ کے حذف سے کیسے مانع ہوا؟

(۲) دوسرا رداس طرح ہے کہ چلیں ہم مان لیتے ہیں کہ الف تثنیہ التباس کی وجہ سے حذف نہیں ہوتا۔ لیکن اس کے بعد ہم آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ التباس سے بچنے کی خاطر دونوں ساکنوں کا برقرار رہنا جائز ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہو جاتا ہے پھر تو تثنیہ میں نون خفیفہ بھی آ جانا چاہئے کیونکہ تثنیہ میں نون خفیفہ کا آنا منع اسلئے ہے کہ الف تثنیہ اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جائیگا تو تثنیہ کا مفرد کے ساتھ التباس ہوگا اب جبکہ التباس سے بچنے کی خاطر دونوں ساکنوں کا برقرار رہنا جائز ہوا تو الفِ تثنیہ حذف نہیں ہوگا بلکہ برقرار رہیگا جس کی وجہ سے التباس نہیں ہوگا لہٰذا تثنیہ میں نون خفیفہ آ جانا چاہئے لیکن نہیں آتا معلوم ہوا کہ التباس سے بچنے کی خاطر بھی دونوں ساکنوں کا برقرار رہنا جائز نہیں ہوتا۔ اور اگر آپ کہتے ہیں کہ التباس سے بچنے کیلئے بھی اجماع ساکنین کا باقی رہنا جائز نہیں ہوتا۔ پھر اس کا تقاضہ تو یہ ہیکہ تثنیہ وغیرہ میں نون خفیفہ کیطرح نون ثقیلہ بھی نہ آئے تاکہ اجتماع ساکنین نہ ہو لیکن ان میں تو نون ثقیلہ آتا ہے تو آپ کی یہ بات بھی درست نہ ہوئی جب دونوں شقیں باطل ہوئی تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ الف تثنیہ کے باقی رہنے کی اصل وجہ اس کا خفیف ہونا ہے نہ کہ التباس سے بچنا۔ باقی جہاں تک بصریوں کا یہ کہنا ہے کہ نون ثقیلہ آنے کی صورت میں جمع مؤنث کے صیغوں سے الف اسلئے حذف نہیں ہوتا کہ پھر تین نونات کا اجتماع لازم آئیگا تو اس کا جواب ماقبل میں گذر چکا ہے۔

بصریین نے دوسرے اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ اصولی طور پر تو تثنیہ اور جمع مؤنث کے صیغوں میں نون ثقیلہ بھی نہیں آنا چاہئے (نون خفیفہ کی طرح) تاکہ اجتماع ساکنین لازم نہ آئے۔

لیکن اس ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے ان میں نون ثقیلہ آتا ہے کہ اگر نون خفیفہ کی طرح ان میں نون ثقیلہ بھی نہ آئے تو پھر تاکید کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔ کوفیین کی جانب سے اس جواب کو اس طرح رد کیا گیا ہے کہ تاکید صرف نون میں منحصر نہیں ہے تاکید کے اور بھی بہت سارے طریقے ہیں۔

خاتمہ در صیغ مشکلہ:

مناسب معلوم شد کہ در خاتمہ کتاب صیغ مشکلہ قرآن مجید درج کردہ شود چہ مقصود بالذات از تعلم صرف ونحو ادراک معانی قرآن مجید ست وبیان آن صیغ موجب تذکُّر و تعلُّم اکثر قواعد صرف خواہد شد وقاعدہ چنین است کہ در مقام سوال صیغہ را برسم خط نمی نویسند بلکہ بوضع تلفظ تا اشکال پیدا کند ودر ینجا صیغہ کہ قابل استفسار ست بعد حرف **ص** مینویسم وبیان آں بعد حرف **ب**

ص ۱۔ فَتَقُوْنُ **ب** صیغہ جمع مذکر امر حاضر معروف است فَاتَّقُوْنِ ہمزہ وصل اِتَّقُوْا بسبب در آمدن فا بیفتاد ونون کہ در آخرست نون اعرابی نیست بلکہ نون وقایہ است کہ میان فعل ویائے متکلم برائے نگاہداشتن آخر فعل از کسرہ می آید اصل فَاتَّقُوْنِیْ بودہ یاء متکلم را حذف کردہ بر کسرہ نون وقایہ اکتفا کردند کہ اکثر چنین میکنند بعد ازاں کسرہ بسبب وقف ساقط شد فَاتَّقُوْنْ گشت واین صیغہ ناقص ست از باب افتعال حسب معمول از تَتَّقُوْنَ آں را ساختہ اند وتَتَّقُوْنَ دراصل تَتَّقِيُوْنَ بودہ ضمہ یا بعد ازالہ حرکتِ ماقبل بماقبل دادہ یا را واو کردہ باجتماع ساکنین بیند اختند تَتَّقُوْنَ شد۔

ترجمہ:...... خاتمہ مشکل صیغوں کے بیان میں۔

مناسب معلوم ہوا کہ کتاب کے خاتمہ میں قرآن مجید کے مشکل صیغے درج کردئے جائیں کیونکہ علم صرف اور علم نحو سیکھنے سے مقصود بالذات قرآن کے معانی کو جاننا ہے اور ان صیغوں کا بیان علم صرف کے اکثر قواعد یاد ہونے اور معلوم ہونے کا سبب بھی ہوگا (یعنی ان صیغوں کی وضاحت سے صرفی قواعد ذہن میں تازہ ہوجائینگے) اور طریقہ یہ ہے کہ سوال کے موقع پر صیغہ کو رسم الخط کے مطابق نہیں لکھتے بلکہ تلفظ کی صورت میں لکھتے ہیں تاکہ صیغہ اشکال پیدا کرے (یعنی تلفظ کی صورت میں اس کا لکھنا باعث اشتباہ بن جائے) جو صیغہ پوچھنے کا قابل ہے (یعنی جس کو ہم نے پوچھنا ہے) تو اس صیغہ کو ہم یہاں حرف ''ص'' کے بعد لکھیں گے (کیونکہ لفظ صیغہ کا حرف اول صاد ہے) اور اس صیغہ کا بیان ''ب'' کے بعد کریں گے (کیونکہ لفظ بیان کا پہلا حرف باء ہے تو اختصار کیلئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا) صیغہ (۱) فَتَقُوْنَ یہ جمع مذکر امر حاضر معلوم کا صیغہ (رسم الخط کے مطابق) فَاتَّقُوْنَ ہے (اصل صیغہ اِتَّقُوْا ہے) اِتَّقُوْا کا ہمزہ وصلی فاء کے آنے کی وجہ سے گر گیا اور آخر میں جو نون ہے یہ نون اعرابی نہیں ہے (کیونکہ نون اعرابی تو امر کی وجہ سے گر جاتا ہے) بلکہ یہ نون وقایہ ہے جو فعل کے آخر کو کسرہ سے بچانے کیلئے فعل اور یائے متکلم کے درمیان آتا ہے یہ صیغہ فَاتَّقُوْنِیْ تھا یائے متکلم کو حذف کرکے (اس پر دلالت کرنے کیلئے) نون وقایہ کے کسرہ پر اکتفا کیا کہ اہل عرب اکثر ایسا کرلیتے ہیں اس کے بعد (نون وقایہ کا) کسرہ بھی وقف کی وجہ سے ساقط ہوا فَاتَّقُوْنْ ہوا یہ ناقص کا صیغہ ہے باب افتعال سے جس کو حسب معمول تَتَّقُوْنَ سے بنایا ہے اور تَتَّقُوْنَ

اصل میں تَتَقِیُوْنَ تھا یاء کا ضمہ ماقبل کی حرکت زائل کرنے کے بعد ماقبل کو دیا۔ یاء کو واو سے بدل کر اجتماع ساکنین کی وجہ گرادیا تَتَّقُوْنَ ہوا۔

تشریح وتحقیق

مشکل صیغوں کا بیان:

خاتمہ میں مصنف نے ۴۵ قرآنی صیغے ذکر کئے ہیں۔

(۱) فَاتَّقُوْنَ یہ باب افتعال سے جمع مذکر امر حاضر معلوم کا صیغہ ہے جو تَتَّقُوْنَ سے بنا ہے تَتَّقُوْنَ اصل میں تَوْتَقِیُوْنَ بروزن تَفْتَعِلُوْنَ تھا مادہ وَقْیٌ۔ یہ لفیف مفروق ہے، باب افتعال کے فاء کلمہ میں واو واقع ہوا تو بقاعدہ (۴) (یعنی اِتَّعَدَ اِتَّسَرَ والا) اس واو کو تا سے تبدیل کیا اور تاء کو تائے افتعال میں مدغم کیا تَتَّقِیُوْنَ بن گیا اب یاء کسرہ کے بعد واقع ہے اور اس کے بعد واو ہے تو بقاعدہ (۱۰) (یعنی یَدْعُوْ اِیْرِمِیْ والا) قاعدہ کی تیسری صورت کے مطابق قاف کو ساکن کر کے یاء کا ضمہ اس کو دیا پھر بقاعدہ مُوْسِرٌ یاء ساکن ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے واو سے بدل گئی تو دو ساکن واو جمع ہوئے۔ لہٰذا اجتماع ساکنین کی وجہ سے واو اول حذف ہوا تَتَّقُوْنَ بن گیا اس کے بعد جب اس سے امر بنانے کا ارادہ کیا تو تائے مضارع کو حذف کر کے اس کی جگہ پر ہمزہ وصلی مکسورہ لگادیا اور آخر میں وقف کرنے کی وجہ سے نون اعرابی گر گیا اِتَّقُوْا بن گیا پھر آخر میں نون وقایہ اور یائے واحد متکلم لگنے سے اِتَّقُوْنِیْ بن گیا اس کے بعد یائے متکلم حذف ہوگئی اور اس پر دلالت کرنے کیلئے کسرہ باقی رہا اور کلام عرب میں ایسا بکثرت ہوتا رہتا ہے کہ یائے متکلم کو حذف کر کے اس پر دلالت کرنے کیلئے کسرہ کو باقی رکھا جاتا ہے (جیسے قرآن مجید میں ہے وَلِیَ دِیْنِ یہ اصل میں دِیْنِیْ تھا اور فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ جو اصل میں اَطِیْعُوْنِیْ تھا) اس کے بعد شروع میں فاء داخل ہونے کی وجہ سے ہمزہ وصلی حذف ہوا کیونکہ ہمزہ وصلی درمیان کلام میں حذف ہوتا ہے۔

سوال:...... آپ کہتے ہیں کہ یہ صیغہ لفیف مفروق ہے تو مصنفؒ نے اس کو ناقص کیوں کہا؟

جواب:...... لفیف بھی ایک اعتبار سے ناقص ہوتا ہے کیونکہ ناقص وہ کلمہ ہوتا ہے جس کے لام کلمہ میں حرف علت ہو اور لفیف کے اندر بھی لام کلمہ میں حرف علت ہوتا ہے تو اس حیثیت سے لفیف پر ناقص کا اطلاق ہو سکتا ہے دوسری بات یہ ہے کہ یہاں فاء کلمہ میں جو واو حرف علت تھا وہ تاء سے تبدیل ہو کر مدغم ہو چکا ہے اور قلب وابدال سے شے اپنی حقیقت سے خارج ہو جاتی ہے لہٰذا موجودہ حالت میں فَاتَّقُوْنَ صرف ناقص ہی ہے اس لئے مصنفؒ نے اسے ناقص کہا اگرچہ اصل کے اعتبار سے لفیف مفروق ہے۔

صیغہ کا مختصر تعارف:

	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
(۱) فَتَّقُوْن	جمع مذکر حاضر	امر حاضر معلوم	لفیف مفروق	و،ق،ی	افتعال	اِتَّقُوْا

ص ۲ فَرْهَبُوْن ب مثل فَاتَّقُوْنِ است جز ایں کہ صحیح است از فَتَحَ يَفْتَحُ ۔ فائدہ۔ اکثر بسبب لحوق نون وقایہ بعد افعال موقوفہ یا مجزومہ کہ بعد حذف یائے متکلم برنون وقف می آید صیغہ اشکال پیدا میکند طالب علم متحیر میشود کہ باوصف جزم ووقف نون اعرابی چگونہ آمدہ وہمچنین افتادن ہمزہ دردرج کلام موجب اشکال صیغہ میشود بالخصوص کہ حرف کلمہ دیگر را کہ اتصال آن سبب سقوط ہمزہ شدہ باصیغہ ضم کردہ پرسند چون تُرْجِعِيْ از يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ وهكذا سُعْبُدُوْ از يَاأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا: ولَرْجِعُوْا ازقِيْلَ ارْجِعُوْا وبُرْجِعُوْنِ از رَبِّ ارْجِعُوْنِ وماولا کہ بر ماضی ابواب ہمزہ وصل دری آید الف ایں ہردو ہم می افتد پس مَحْتَنَبَ مَنْفَطَرَ لَنْفَجَرَ مَسْتُوْرِكَ وامثال آن میشود وباعث اشکال میگردد بالخصوص در باب انفعال کہ لاصورت لن بر ماضی وما صورت من پیدا میکند ۔ مَحْلُوْلِيْنَ علاوہ جمع مذکر مفعول پرسیدہ شود بہمیں قاعدہ برمی آید کہ مَااُحْلُوْلِيْنَ صیغہ جمع مؤنث غائب نفی ماضی مجہول ست ناقص از باب افعیعال واکثر مَضْرُوْبِيْنَ می پرسند وآن ہمین صیغہ است از افعیلال بہمیں قاعدہ۔

ترجمہ: صیغہ نمبر۲: ۔فَرْهَبُوْن یہ فَاتَّقُوْن کی طرح (جمع مذکر امر حاضر معلوم کا صیغہ) ہے (یعنی فَاتَّقُوْن کی طرح یہاں بھی آخر میں نون وقایہ ہے نون اعرابی نہیں ہے اور یائے متکلم حذف ہوگئی ہے اور شروع کا ہمزہ وصلی فاء کے داخل ہونے کی وجہ سے گر گیا ہے یہ اصل میں اِرْهَبُوْ تھا جو کہ تَرْهَبُوْنَ سے بنا ہے فَرْهَبُوْنَ اور فَتَّقُوْنَ میں اور کوئی فرق نہیں) سوائے اس کے کہ فارهبون صحیح ہے اور فتح یفتح سے ہے (جبکہ فَاتَّقُوْن معتل ہے اور باب افتعال سے ہے اور معتل ہونے کی وجہ سے اس میں ادل بدل زیادہ ہوا ہے) فائدہ: اکثر وہ افعال جن کے آخر میں وقف یا جزم ہو ان کے بعد نون وقایہ لگنے اور یائے متکلم کو حذف کر کے نون وقایہ پر وقف آجانے کی وجہ سے صیغہ اشکال پیدا کرتا ہے (یعنی جب یائے متکلم حذف ہو جاتی ہے اور نون وقایہ کا کسرہ بھی وقف کی وجہ سے حذف ہو جاتا ہے تو اب اس صیغہ کا پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے مشکل ہونے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ طالبعلم اس نون کو نونِ اعرابی سمجھتا ہے حالانکہ یہ نون وقایہ ہوتا ہے لیکن حرکت نہ ہونے کی وجہ سے پتہ نہیں چلتا) پس طالب علم حیران ہو جاتا ہے کہ جزم اور وقف کے باوجود نون اعرابی کیسے آیا (جبکہ جزم اور وقف کی وجہ سے نون اعرابی حذف ہو جاتا ہے) اسی طرح ہمزہ وصلی کا درمیان کلام میں واقع ہونا بھی صیغہ میں اشکال کا سبب بنتا ہے۔

اور خاص طور پر (یہ اشکال اس وقت زیادہ ہوتا ہے جب) دوسرے کلمہ کے اُس حرف کو صیغہ کے ساتھ ملا کر پوچھتے ہیں جس حرف کے متصل ہونے کی وجہ سے ہمزہ وصلی حذف ہوا ہے جیسے یَاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ سے تَرْجِعِیْ (پوچھنا) اسی طرح یٰاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا سے سَعْبُدُوْا اور قِیْلَ ارْجِعُوْا میں لَوَجِعُوْا اور رَبِّ ارْجِعُوْنِ میں بزجعون (حالانکہ اصل صیغے یہ ہیں ارْجِعِیْ ، اُعْبُدُوْا، اِرْجِعُوْا، ارْجِعُوْن' یہاں آخر میں نون وقایہ لاحق ہوا ہے ان امثلہ میں اگر اُعْبُدُوْا کے ساتھ سین اِرْجِعِیْ کے ساتھ تاء اور اِرْجِعُوْا کے ساتھ لام اور اِرْجِعُوْن کے ساتھ باء ملا کر سوال نہ کیا جائے تو ان صیغوں کی پہچان کوئی مشکل نہیں) مآ اور لآ جب ہمزہ وصلی والے ابواب کی ماضی پر داخل ہوتے ہیں تو ان دونوں کا الف بھی گر جاتا ہے (یعنی ہمزہ وصلی تو درمیان کلام میں آنے کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے اور مآ لآ کا الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوتا ہے) پس (اِجْتَنَبَ، اِنْفَطَرَ، اِنْفَجَرَ، اِسْتَوْرَدَ مآ اور لآ کے داخل ہونے کے بعد تلفظ کے اعتبار سے) مَجْتَنَبَ، مَنْفَطَرَ، لَنْفَجَرَ، مَسْتَوْرَدَ اور ان کے مانند ہو کر باعثِ اشکال بن جاتے ہیں (کتابت کی شکل ان کی اس طرح ہے مَا اجْتَنَبَ، مَا انْفَطَرَ، لَا انْفَجَرَ، مَا اسْتَوْرَدَ) خاص طور پر باب انفعال کے اندر کہ لآ ماضی پر داخل ہو کر لَنْ کی صورت پیدا کر دیتا ہے اور مآ (ماضی پر داخل ہو کر) مَنْ کی صورت پیدا کر دیتا ہے (جیسے اِنْفَجَرَ سے لَنْفَجَرَ اور اِنْفَطَرَ سے مَنْفَطَرَ) مَحْلُوْلِیْنَ جمع مذکر اسم مفعول کے علاوہ جو پوچھا جاتا ہے وہ اسی قاعدہ سے آتا ہے کہ مَا احْلُوْلِیْنَ جمع مؤنث غائب ماضی منفی مجہول ناقص کا صیغہ ہے باب افعیعال سے اور اکثر مَضْرُوْبِیْنَ پوچھتے ہیں وہ بھی یہی صیغہ ہے (یعنی جمع مؤنث غائب فعل ماضی منفی مجہول) باب افعیلال سے اسی قاعدہ سے۔

تشریح وتحقیق

	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
(۲) فَرْهَبُوْن	جمع مذکر حاضر	امر حاضر معلوم	صحیح	ر، ہ، ب	فتح یفتح	اِرْهَبُوْا

قولہ مَحْلُوْلِیْنَ علاوہ جمع مذکر مفعول الخ۔ یعنی مَحْلُوْلِیْنَ ایک تو یہ جمع مذکر سالم اسم مفعول کا صیغہ ہے حَلَّ یَحِلُّ حُلُوْلًا (از نصر وضرب) بمعنی اترنا۔ هفت اقسام کے اعتبار سے مضاعف ثلاثی ہے مادہ حَلَلَ ہے گردان مَحْلُوْلٌ مَحْلُوْلَانِ مَحْلُوْلُوْنَ مَحْلُوْلَةٌ الخ اس صورت میں تو یہ صیغہ واضح ہے لیکن کبھی یہ پوچھا جاتا ہے کہ جمع مذکر اسم مفعول کے علاوہ یہ اور کیا صیغہ ہو سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ باب افعیعال سے جمع مؤنث غائب فعل ماضی منفی مجہول کا صیغہ ہے هفت اقسام کے اعتبار سے ناقص واوی ہے مادہ حَلَوَ ہے جیسے اِحْلَوْلٰی یَحْلَوْلِیْ اِحْلِیْلَاءً (بمعنی میٹھا ہونا) اس صورت میں مَحْلُوْلِیْنَ کی اصل اُحْلُوْلِیْنَ ہے اُحْدُوْدِبْنَ کی طرح۔ ماضی مجہول پر ما نافیہ داخل کر دیا تو مَا اُحْلُوْلِیْنَ بن گیا ہمزہ وصلی درمیان کلام میں واقع ہونے کی وجہ سے حذف ہوا: اور مَا کا الف

اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا تو تلفظ کے اعتبار سے مَحْلُوْلِیْنَ بن گیا (جب کہ رسم الخط کے اعتبار سے مَا احْلُوْلِیْنَ ہے)

قولہ واکثر مَضْرُوْبِبْنَ می پرسند الخ۔ یعنی مَضْرُوْبِبْنَ کے متعلق بھی اکثر پوچھا جاتا ہے کہ یہ کونسا صیغہ ہے تو اس کی وضاحت یہ ہے کہ مَضْرُوْبِبْنَ بھی مَحْلُوْلِیْنَ کی طرح جمع مؤنث غائب فعل ماضی منفی مجہول کا صیغہ ہے لیکن یہ باب افعیلال سے ہے (افعیعال سے نہیں) اور ہفت اقسام کے اعتبار سے صحیح ہے مادہ ضرب ہے جیسے اِضْرَابَّ یَضْرَابُّ اِضْرِیْبَابًا، بروزن اِحْمَارَّ یَحْمَارُّ اِحْمِیْرَارًا۔ مَضْرُوْبِبْنَ اصل میں اُضْرُوْبِبْنَ تھا اُحْمُوْرِرْنَ کی طرح یہ فعل ماضی مجہول ہے اس پر مانافیہ داخل کیا مَااُضْرُوْبِبْنَ ہوا ہمزہ وصلی وسط کلام میں آنے کی وجہ سے حذف ہوا اور ما کا الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا تو تلفظ کے اعتبار سے مَضْرُوْبِبْنَ ہوا۔

تنبیہ: ...... بعض نسخوں میں یہ صیغہ مَضْرُوْبِیْنَ ہے یعنی باء کے بعد یاء ہے اس صورت میں ایک تو یہ جمع مذکر اسم مفعول کا صیغہ ہے ضرب یضرب سے جیسے مضروب مضروبان مضروبون الخ اور حالت نصبی وجری میں مضروبین۔ اس وقت تو یہ صیغہ بالکل آسان اور واضح ہے لیکن اگر سوال یہ ہو کہ اسم مفعول کے علاوہ اور کیا صیغہ ہوسکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسم مفعول کے علاوہ یہ باب افعیلال سے جمع مؤنث غائب فعل ماضی منفی مجہول کا صیغہ ہے محلولین کی طرح: اس صورت میں بھی اس کی اصل مضروببن ہے پھر باء ثانی کو یاء سے بدل دیا کیونکہ ایک جنس کے دو حرف جب ایک ساتھ جمع ہوں تو دفع ثقل کی غرض سے دوسرے حرف کو ماقبل کی حرکت کے موافق حرف علت سے بدلنا جائز ہے جیسے دَسّٰهَا میں آپ نے پڑھا تو یہاں بھی اس قاعدہ پر عمل کیا گیا ہے ورنہ مَضْرُوْبِیْنَ کی اصل اگر مَضْرُوْبِبْنَ نہ مانیں تو پھر اس کا باب افعیلال سے ہونا درست نہیں ہے کیونکہ باب افعیلال میں لام کلمہ مکرر ہوتا ہے جب کہ مَضْرُوْبِیْنَ کی صورت میں اس کا لام کلمہ مکرر نہیں۔

ص[3] فَذَّارَأْتُمْ ب فَذَّارَأْتُمْ صیغہ جمع مذکر حاضر اثبات ماضی معروف مہموز لام از اِفَّاعُلْ اِدَّارَأْتُمْ بودہ بسبب آمدن فا ہمزہ وصل افتادہ ص[4] لَنْفَضُّوا ب صیغہ جمع مذکر غائب اثبات ماضی معروف ست مضاعف از انفعال چون لام تاکید بران در آمد ہمزہ وصل بیفتاد لَانْفَضُّوا شد ص[5] أَسْتَغْفَرْتَ ب بسبب آمدن ہمزہ استفہام ہمزہ وصل افتادہ وہمزہ مفتوحہ در موضع ہمزہ وصل موجب اشکال صیغہ گردیدہ اصل صیغہ اِسْتَغْفَرْتَ است کہ اشکال ندارد ص[6] تَظَاهَرُوْنَ ب صیغہ جمع مذکر حاضر اثبات فعل مضارع معروف است از تفاعل تَتَظَاهَرُوْنَ بود یک تا بقاعدہ معلومہ حذف شد ص[7] لِتُكْمِلُوْا ب صیغہ جمع مذکر حاضر اثبات فعل مضارع معروف است صحیح از افعال نون اعرابی بسبب أَنْ کہ بعد لام جارہ مقدرست ساقط شدہ در ہمچو صیغ وجہ اشکال اینست کہ لام را لام امر پنداشتہ طالب علم متحیر می شود کہ در حاضر معروف لام امر چگونہ آمد

ترجمہ:...... صیغہ (۳) فَذَّارَأْتُمْ یہ جمع مذکر حاضر فعل ماضی مثبت معلوم مہموز اللام کا صیغہ ہے باب افاعل سے (اصل میں) اِدَّارَأْتُمْ تھا فاء آنے کی وجہ سے ہمزہ وصلی حذف ہوا۔

صیغہ (۴) لَنْفَضُّوا جمع مذکر غائب فعل ماضی مثبت معلوم مضاعف کا صیغہ ہے باب انفعال سے جب لام تاکید اس پر داخل ہوا تو ہمزہ وصلی گر گیا تو (رسم الخط کے اعتبار سے) لَانْفَضُّوا ہوا۔

صیغہ (۵) أَسْتَغْفَرْتَ ہمزہ استفہام آنے کی وجہ سے ہمزہ وصلی ساقط ہوا تو ہمزہ وصلی کی جگہ ہمزہ مفتوحہ کا آنا صیغہ میں اشکال کا سبب بن گیا اصل صیغہ اِسْتَغْفَرْتَ ہے جس میں کوئی اشکال نہیں۔

صیغہ (۶) تَظَاهَرُوْنَ جمع مذکر حاضر فعل مضارع مثبت معلوم کا صیغہ ہے باب تفاعل سے (اصل میں) تَتَظَاهَرُوْنَ تھا ایک تاء قاعدہ معلومہ سے حذف ہو گئی۔

صیغہ (۷) لِتُكْمِلُوْا جمع مذکر حاضر فعل مضارع مثبت معلوم صحیح کا صیغہ ہے باب افعال سے نون اعرابی اُس اَنْ کی وجہ سے حذف ہوا جو لام جارہ کے بعد مقدر ہے اس جیسے صیغوں میں اشکال کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ لام کو لامِ امر سمجھ کر طالب علم حیران ہو جاتا ہے کہ امر حاضر معلوم کے شروع میں لام امر کیسے آ گیا۔

تشریح وتحقیق

	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
(۳) فَذَّارَأْتُمْ	جمع مذکر حاضر	فعل ماضی مثبت معلوم	مہموز اللام	د، ر، ء	تفاعل	تَدَارَأْتُمْ

توضیح:...... اصل میں تَدَاْرَأْتُمْ تھا باب تفاعل کے فاء کلمہ میں دال واقع ہے تو اِطَّهَّرَ اور اِثَّاقَلَ والا قاعدہ کے مطابق باب تفاعل کی تاء کو دال سے بدل دیا اور دال کو دال میں مدغم کیا اب ابتداء بالساکن محال ہے تو شروع میں ہمزہ وصلی لگا دیا اِدَّارَأْتُمْ بن گیا پھر فاء داخل کر دیا تو ہمزہ وصلی وسط کلام میں آنے کی وجہ سے ساقط ہوا پس فَادَّارَئْتُمْ ہوا۔

سوال:...... مصنفؒ نے تو اس صیغہ کا باب اِفَّاعُلْ بتلایا ہے اور آپ تفاعل بتا رہے ہیں؟

جواب:...... باب افاعل کوئی مستقل باب نہیں ہے بلکہ باب تفاعل ہی ہے جیسے کہ پہلے گذرا ہے۔

	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
(۴) لَنَفَضُّوا	جمع مذکر غائب	فعل ماضی مثبت معلوم	مضاعف	ف، ض، ض	انفعال	اِنْفَضَضُوْا

توضیح:...... اصل میں اِنْفَضَضُوْا تھا اِنْصَرَفُوْا کی طرح: بقاعدہ مَدَّ، فَرَّ، ضاد اول کو ساکن کر کے دوسرے میں مدغم کیا تو اِنْفَضُّوْا بن گیا پھر لام تاکید اس پر داخل ہوا تو ہمزہ وصلی درمیان کلام میں آنے کی وجہ سے حذف ہوا تو تلفظ کے اعتبار سے لَنْفَضُّوْا بن گیا جب کہ رسم الخط لَانْفَضُّوْا ہے۔

	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
(۵) اَسْتَغْفَرْتَ	واحد مذکر حاضر	فعل ماضی مثبت معلوم	صحیح	غ، ف، ر	استفعال	اِسْتَغْفَرْتَ

توضیح:...... اصل میں اِسْتَغْفَرْتَ تھا ہمزہ استفہام داخل ہونے کی وجہ سے ہمزہ وصلی گر گیا جس سے اشکال پیدا ہوا اور اس اشکال کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ہمزہ استفہام پر ہمزہ وصلی کا گمان کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے طالب علم حیران ہو جاتا ہے کہ ہمزہ وصلی مفتوح کیسے آیا جب کہ ماضی کی ابتداء میں ہمزہ وصلی مکسور ہوتا ہے حالانکہ یہ طالب علم کی غلط فہمی ہوتی ہے ہمزہ وصلی حذف ہو چکا ہوتا ہے اور جو مفتوح ہوتا ہے یہ ہمزہ استفہام ہوتا ہے جیسے اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اصل میں اِطَّلَعَ تھا ہمزہ استفہام داخل ہونے کی وجہ سے ہمزہ وصلی گر گیا۔

	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
(۶) تَظَاهَرُوْنَ	جمع مذکر حاضر	فعل مضارع مثبت معلوم	صحیح	ظ، ہ، ر	تفاعل	تَتَظَاهَرُوْنَ

توضیح:...... اصل میں تَتَظَاهَرُوْنَ تھا پہلے ایک قاعدہ گذرا ہے کہ باب تفعل اور تفاعل کے مضارع معلوم کے اندر دو تاء میں سے ایک تاء حذف کو حذف کرنا جائز ہے تو اس قاعدہ کیمطابق ایک تاء حذف ہوگئی ہے۔ متن میں قاعدہ

معلوم سے یہی قاعدہ مراد ہے۔

(۷) لِتُکْمِلُوا	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
	جمع مذکر حاضر	فعل مضارع مثبت معلوم	صحیح	ک، م، ل	افعال	تُکْمِلُوْنَ

توضیح:......اصل میں تُکْمِلُوْنَ تھا اس پر لَامِ کَیْ داخل ہوا اور لَامِ کَیْ کے بعد اَنْ مُقَدَّرہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے نون اعرابی حذف ہوا اس جیسے صیغوں میں اشکال اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ طالب علم لام کی کو لام امر سمجھتا ہے اس بناء پر وہ پریشان ہو جاتا ہے کہ امر حاضر معلوم کے شروع میں لام امر کیسے آیا امر حاضر معلوم تو بے لام ہوتا ہے مصنفؒ نے لَامِ کَیْ کو جو لام جارہ کہا ہے یہ صورت کے اعتبار سے کہا ہے ورنہ یہ لام جارہ نہیں ہے اس لئے کہ لام جارہ فعل پر داخل نہیں ہوتا۔

ص ۸ وَلْتَأْتِ ب صیغہ واحد مؤنث امر غائب معروف مہموز فا و ناقص یائی از ضرب لام امر بسبب درآمدن واو، ساکن شدہ وقاعدہ چنین ست کہ لام امر بعد واو وجوباً ساکن میشود و بعد فا جوازاً وسببش اینکہ عرب ہر جا کہ وزن فَعِلٌ باشد بالاصالت یا بالعرض وسط را ساکن میکند در کَتِفٌ کَتْفٌ میگویند و ما بعد لام امر متحرک باشد پس بدخول واو یا فا صورت فَعِلٌ بالعرض پیدا می کند پس لام را ساکن میکنند و وجہ وجوب در واو کثرت استعمال ست وَلْتَأْتِ را از تَأْتِيْ مضارع گرفتہ اند یائے آخر بسبب لام امر افتادہ

ص ۹ وَيَتَّقْهِ ب صیغہ واحد مذکر غائب اثبات مضارع معروف ناقص از افتعال يَتَّقِيْ بود بسبب جزم کہ بعطف بر ما قبلش آمدہ یا حذف شدہ صیغہ ما قبلش چنین ست وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ بسبب مَنْ: يُطِعْ ويَخْشَ وَيَتَّقِهِ ہر سہ را جزم شد دریں دو حرف علت بسبب جزم افتادہ و در يُطِعْ عین کہ لام کلمہ است ساکن شدہ بوذ چون بالام ما بعد آں اجتماع ساکنین شد عین را کسرہ دادند وَيَتَّقِهِ بعد حذف یا بسبب لحوق ضمیر مفعول صورت وزن فَعِلِ پیدا کردہ لہٰذا قاف را ساکن کردند يَتَّقْهِ شد

ص ۱۰ اَرْجِهْ ب اَرْجِ صیغہ واحد مذکر حاضر امر معروف ناقص از افعال بلحوق ضمیر واحد مذکر غائب مفعول اَرْجِهٖ شد چون در قرآن مجید بعد آں لفظ وَاَخَاهُ واقع شد جِهٖ وَصورت وزن فَعِلٌ چون اِبِلٌ پیدا کرد قاعدہ عرب ست کہ دریں وزن ہم وسط را ساکن میکنند پس ها را ساکن کردند اَرْجِهْ وَاَخَاهُ شد

ترجمہ:......صیغہ (۸) وَلْتَأْتِ واحد مؤنث امر غائب معلوم مہموز الفاء اور ناقص یائی کا صیغہ ہے ضرب یضرب سے واو داخل ہونے کی وجہ سے لام امر ساکن ہوا ہے اور قاعدہ اس طرح ہے کہ لام امر واو کے بعد وجوبی طور پر ساکن ہوتا ہے اور فاء کے بعد جوازی طور پر اور اس (لام امر کے ساکن ہونے) کی وجہ یہ ہے کہ جس جگہ فَعِلٌ کا وزن ہو خواہ اصلی ہو یا عارضی اہل عرب اس کے درمیانی حرف کو ساکن کر دیتے ہیں کَتِفٌ میں کَتْفٌ کہتے ہیں اور چونکہ لام امر کا مابعد متحرک ہوتا ہے اسلئے اس پر واو یا فاء داخل ہونے کی وجہ سے عارضی طور پر فَعِلٌ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے پس لام امر کو ساکن کر دیتے ہیں۔ اور واو میں (سکونِ لام امر کے) واجب ہونے کی وجہ کثرت استعمال ہے وَلْتَأْتِ کو تَأْتِیْ مضارع سے بنایا ہے آخر کی یاء لام امر کی وجہ سے گر گئی۔

صیغہ (۹) وَيَتَّقْهِ واحد مذکر غائب فعل مضارع مثبت معلوم ناقص کا صیغہ ہے باب افتعال سے (اصل میں) يَتَّقِیْ تھا اپنے ماقبل پر معطوف ہونے کی بناء پر جزم کی وجہ سے یاء حذف ہو گئی اس کے ماقبل کا صیغہ اس طرح ہے وَمَنْ يُّطِعَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ، مَنْ کی وجہ سے يُطِعْ، يَخْشَ، اور وَيَتَّقْهِ تینوں کو جزم ہوا ہے ان دو (یعنی يَخْشَ يَتَّقْهِ) میں جزم کی وجہ سے حرف علت گر گیا ہے اور يُطِعْ میں عین جو کہ لام کلمہ ہے ساکن ہو گیا تھا جب مابعد کے لام کے ساتھ اجتماع ساکنین ہوا تو عین کو کسرہ دیدیا اور يَتَّقْهِ میں یاء حذف ہونے کے بعد ضمیر مفعول لاحق ہونے کی وجہ سے فَعِلٌ کے وزن کی صورت پیدا ہو گئی لہذا قاف کو ساکن کر دیا يَتَّقْهِ ہوا۔

صیغہ (۱۰) اَرْجِهْ باب افعال سے واحد مذکر امر حاضر معلوم ناقص کا صیغہ ہے مفعول کی ضمیر واحد مذکر غائب لاحق ہونے سے اَرْجِهِ ہوا جب قرآن مجید میں اس کے بعد لفظ وَاَخَاهُ واقع ہوا جِهِ وَ۔ سے وزنِ فَعِلٌ کی صورت پیدا ہوئی اِبِلٌ کی طرح اہل عرب کا قاعدہ ہے کہ اس وزن میں بھی درمیانی حرف کو ساکن کر دیتے ہیں اس لئے ہاء کو ساکن کیا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ ہو گیا۔

تشریح وتحقیق

اصل	باب	حروف اصلی	ہفت اقسام	بحث	صیغہ	
لِتَأْتِیْ	ضرب	ء،ت،ی	مھموز الفاء ناقص یائی	امر غائب معلوم	واحد مؤنث غائب	(۸) وَلْتَأْتِ

توضیح:...... یہ تَأْتِیْ سے اس طرح بنا کہ شروع میں لام امر داخل ہونے کی وجہ سے آخر کی یاء حذف ہو گئی تو لِتَأْتِ بن گیا پھر واو داخل ہوا تو وَلِتَأْتِ ہوا اس کے بعد لام امر ایک صرفی قاعدہ کی وجہ سے ساکن کر دیا گیا تو وَلْتَأْتِ بن گیا۔

لام امر واو یا فاء کے داخل ہونے کے بعد ایک صرفی قاعدہ کی بناء پر ساکن ہو جاتا ہے جس کو کتب صرف میں عَلِمَ اور شَهِدَ والا یا كَتِفٌ اور فَخِذٌ والا قاعدہ کہا جاتا ہے۔

وہ قاعدہ یہ ہے کہ جس جگہ فَعِلٌ یا فِعِلٌ کا وزن بن جائے اس کے درمیانی حرف کو ساکن کر دیا جاتا ہے خواہ وہ وزن اصلی ہو یا عارضی، اصلی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کلمہ کی وضع اس وزن پر ہوئی ہو کسی خارجی کلمہ کے ملنے سے وہ وزن عارضی طور پر پیدا نہ ہوا ہو جیسے کَتِفٌ بروزن فَعِلٌ اس میں عین کلمہ یعنی تاء کو ساکن کر کے کَتْفٌ پڑھنا جائز ہے اور اِبِلٌ بروزن فِعِلٌ میں عین کلمہ یعنی باء کو ساکن کر کے اِبْلٌ پڑھنا جائز ہے۔

اور وزن عارضی کا مطلب یہ ہے کہ کلمہ کی وضع اُس وزن پر نہ ہوئی ہو بلکہ کسی خارجی کلمہ کے ملنے سے عارضی طور پر وہ وزن پیدا ہوا ہو جیسے وَلِتَأْتِ یہاں لام امر پر واو داخل ہونے کی وجہ سے وَلِتَ کی صورت بن گئی اور وَلِتَ بروزن فَعِلَ ہے تو یہ فَعِلٌ کا عارضی وزن ہے کہ واو کے ہٹ جانے سے یہ وزن باقی نہیں رہتا تو مذکورہ قاعدہ کے مطابق اس کے درمیانی حرف یعنی لام کو ساکن کر دیا گیا وَلْتَأْتِ بن گیا۔

سوال:...... قاعدہ میں تو یہ کہا گیا ہے کہ فَعِلٌ یا فِعِلٌ کا وزن ہو یعنی تنوین کے ساتھ جبکہ وَلِتَ تنوین کے ساتھ نہیں ہے؟

جواب:...... لام کلمہ کی حرکت کا اعتبار نہیں ہے خواہ اس پر تنوین ہو یا کوئی اور حرکت ہو ان وزنوں میں فاء اور عین کلمہ کی حرکت کا اعتبار ہوتا ہے

لام امر پر جب واو داخل ہو تو اس کا ساکن کرنا واجب ہے کیونکہ لام امر پر واو کثرت سے داخل ہوتا ہے اور کثرت تخفیف کا تقاضا کرتی ہے اور سکون حرکت کے مقابلہ میں خفیف ہے اور فاء داخل ہونے کی صورت میں لام امر کا ساکن کرنا جائز ہے کیونکہ فاء کا دخول بکثرت نہیں۔

(۹) وَيَتَّقْهِ	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
	واحد مذکر حاضر غائب	فعل مضارع معلوم	لفیف مفروق	و، ق، ی	افتعال	يَوْتَقِيُ

توضیح:...... یہ اصل میں يَوْتَقِيُ تھا بقاعدہ اِتَّعَدَ اِتَّسَرَ واو تاء سے تبدیل ہو کر تائے افتعال میں مدغم ہوا اور یدعو یرمی والا قاعدہ کی پہلی صورت کے مطابق یاء ساکن ہوگئی يَتَّقِيْ بن گیا یہ اپنے ماقبل يُطِعْ اور يَخْشَ پر معطوف ہے اور یہ دونوں مجزوم ہیں مَنْ کی وجہ سے (کیونکہ مَنْ: اسمائے شرطیہ میں سے ہے جو اِنْ شرطیہ کے معنی کو متضمن ہونے کی وجہ سے جزم دیتا ہے) اور معطوف اپنے معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے لہٰذا يَتَّقِيْ بھی مجزوم ہوا تو مَنْ اسم شرط نے یہاں تین افعال کو جزم دیا (۱) يُطِيْعُ (۲) يَخْشٰى (۳) يَتَّقِيْ کو: يُطِيْعُ کے آخر سے جزم کی وجہ سے حرکت گر

گئی تو التقائے ساکنین ہوا یاء اور عین کے درمیان یاء مدہ ہونے کی وجہ سے حذف ہوگئی اب یُطِعْ میں حرف عین بھی ساکن ہے اور اس کے بعد لفظِ اللہ کا لام بھی ساکن ہے تو اجتماع ساکنین سے بچنے کے لئے عین کو کسرہ دیا لان الساکن اذا حرّک حرّک بالکسر اور یَخْشٰي اور یَتَّقِہْ کے آخر سے جزم کی بناء پر حرف علت گر گیا یعنی یَخْشٰي میں الف اور یَتَّقِيْ میں یاء تو یَخْشَ اور یَتَّقِ بن گئے اس کے بعد یَتَّقِ کے ساتھ ضمیر مفعول کا اتصال ہوا تو یَتَّقِہِ بن گیا اب یہاں فَعِلَ کا عارضی وزن پیدا ہوا کیونکہ تَقِہِ بروزن فَعِلُ ہے تو مذکورہ بالا قاعدہ کے مطابق درمیانی حرف یعنی قاف کو ساکن کر دیا یَتَّقْہِ بن گیا۔

(۱۰) اَرْجِہْ	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
	واحد مذکر حاضر	امر حاضر معلوم	ناقص واوی	ر، ج، و	افعال	اَرْجِيْ

توضیح: ...... اصل میں اَرْجِيْ تھا وقف کی وجہ سے آخر کا حرف علت حذف ہوا اَرْجِ بن گیا پھر ضمیر مفعول اس کے ساتھ لاحق ہوئی تو اَرْجِہِ بن گیا قرآن مجید میں اس کے بعد وَاَخَاہُ کا لفظ ہے تو واو کو اس کے ساتھ ملانے سے یہاں عارضی طور پر فِعِلَ کا وزن بن گیا جیسے جِہِ وَ بروزن فِعِلَ تو مذکورہ بالا قاعدہ کے مطابق درمیانی حرف یعنی ھاء کو ساکن کر دیا اَرْجِہْ وَاَخَاہُ بن گیا۔

ص [11] عَصَوْا ب صیغہ عَصَوْا جمع مذکر غائب ماضی معروف است چون رَمَوْا: واو عطف بعد آں آمدہ در بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ وقاعدہ چنین ست کہ واو غیر مدہ در واو عطف ادغام می یابد لہذا عَصَوْا وَّ كَانُوْا شد۔ ص [12] اَنُمِدَّنَ ب اَنْ تُمِدَّنَ صیغہ متکلم مع الغیر مضارع معروف است منصوب بانْ مضاعف از نَصَرَ مثل نَمُدُّ نون اَنْ در نونِ متکلم ادغام شدہ

ص [13] لُمْتُنَّنِي ب صیغہ لُمْتُنَّ ست جمع مونث حاضر اثبات ماضی معروف اجوف از نَصَرَ مثل قُلْتُنَّ نون وقایہ و یائے متکلم کہ در آخرش آمدہ لُمْتُنَّنِيْ شدہ

ص [14] اِمَّا تَرَيِنَّ ب صیغہ واحد مؤنث حاضر اثبات مضارع معروف با نون ثقیلہ مہموز عین و ناقص ست از فَتَحَ در اصل تَرَيْنَ بودہ بسبب نونِ ثقیلہ نون اعرابی حذف شدہ و یا را کہ غیر مدہ بود بسبب

اجتماع ساکنین بانون ثقیلہ کسرہ دادند تَرَیِنَّ شد وتَرَیِنَّ دراصل تَرْئَیِیْنَ بود ہمزہ بقاعدہ یَسَلُ کہ درافعال رؤیت وجوبی ست بیفتاد و یا بقاعدہ تَرْمِیْنَ وپیش ازیں نوشتہ ام کہ چنانچہ نون تاکید درآخر مضارع مثبت بعد لام تاکید می آید ہم چنین بعد اِمّا شرطیہ ہم می آید ہمیں جہت اِمّا تَرَیِنَّ شد

ص [15] اَلَمْ تَرَ ب صیغہ لَمْ تَرَ ست واحد مذکر حاضر نفی جحد بلم درفعل مستقبل معروف از رؤیت کہ اعلالات جملہ صیغ آں درتصاریف افعال دانستہ بسبب آمدن ہمزہ استفہام اَلَمْ تَرَ شد

ترجمہ: ......صیغہ (۱۱) عَصَوْ، رَمَوْا، کی طرح عَصَوْا جمع مذکر غائب فعل ماضی معلوم کا صیغہ ہے بِمَا عَصَوْا وَّ کَانُوْا یَعْتَدُوْنَ میں اس کے بعد واو عطف آیا ہے اور قاعدہ اس طرح ہے کہ واو غیر مدہ واو عطف میں ادغام پاتا ہے لہٰذا عَصَوْا وَّ کَانُوْا ہوا۔

صیغہ (۱۲) اَنْنَمُدَّ جمع متکلم مع الغیر فعل مضارع معلوم کا صیغہ ہے اَن کی وجہ سے منصوب ہے نصر ینصر سے مضاعف ہے نَمُدُّ کی طرح : اَنْ ناصبہ کا نون جمع متکلم کے نون میں مدغم ہوا۔

صیغہ (۱۳) لُمْتُنَّنِیْ ،صیغہ (صرف) لُمْتُنَّ ہے جمع مؤنث حاضر فعل ماضی معلوم اجوف (واوی) نصر ینصر سے قُلْتُنَّ کی طرح اس کے آخر میں نون وقایہ اور یائے متکلم آکر لُمْتُنَّنِیْ ہوا۔

صیغہ (۱۴) اِمَّا تَرَیِنَّ فتح سے واحد مؤنث حاضر فعل مضارع مثبت معلوم مؤکد بنون تاکید ثقیلہ مہموز العین اور ناقص یائی کا صیغہ ہے اصل میں تَرَیِیْنَ تھا نون ثقیلہ کی وجہ سے نون اعرابی حذف ہوا (تو اجتماع ساکنین ہوا یاء اور نون کے درمیان) اور یاء جو کہ غیر مدہ تھی نون ثقیلہ کے ساتھ اجتماع ساکنین کی وجہ سے (اس کو) کسرہ دیدیا تَرَیِنَّ ہوا اور تَرَیْنَ اصل میں تَرْأَیِیْنَ تھا یَسَلُ والا قاعدہ سے جو کہ افعال رؤیت میں وجوبی ہے، ہمزہ گر گیا اور یا تَرْمِیْنَ کے طریقہ سے (حذف ہوگئی) اور اس سے پہلے لکھ چکا ہوں کہ نون تاکید جس طرح مضارع مثبت کے آخر میں لام تاکید کے بعد آتا ہے اسی طرح اِمَّا شرطیہ کے بعد بھی آتا ہے اسی وجہ سے اِمَّا تَرَیِنَّ ہوا (یعنی اِمَّا داخل ہوا)۔

صیغہ (۱۵) اَلَمْ تَرَ ،صیغہ صرف لَمْ تَرَ ہے واحد مذکر حاضر نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف رؤیت سے اس (رؤیت) کے تمام صیغوں کی تعلیلات افعال کی گردانوں میں تم جان چکے ہو ہمزہ استفہام آنے کی وجہ سے اَلَمْ تَرَ ہوا۔

تشریح وتحقیق

(۱۱) عَصَوْا	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
	جمع مذکر غائب	فعل ماضی مثبت معلوم	ناقص یائی	ع،ص،ی	ضرب	عَصَیُوْا

توضیح: ......عَصَوْا اصل میں عَصَیُوْا تھا بقاعدہ قال باع یاء الف سے تبدیل ہو کر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی تو عَصَوْا بن گیا قرآن مجید میں اس کے بعد واو عطف آیا ہے لہٰذا ایک جنس کے دو حرف (دو واو) جمع ہو گئے اور ان میں سے واو اول غیر مدہ ہے تو مضاعف کے قاعدہ (۱) (یعنی مَدَّ اور شَدَّ والا قاعدہ سے) واو اول کو ثانی میں مدغم کیا۔

اصل	باب	حروف اصلی	ہفت اقسام	بحث	صیغہ	
اَنْ نَمْنُنَ	نصر ینصر	م، ن، ن	مضاعف	فعل مضارع مثبت معلوم	جمع متکلم	(۱۲) اَنْ نَّمُنَّ

توضیح: ......اصل صیغہ نَمُنَّ ہے اور نَمُنُّ کی اصل نَمْنُنُ ہے نَمُدُّ کی طرح متجانسین میں سے ایک دوسرے میں مدغم ہوا اس کے بعد اس پر اَن ناصبہ داخل ہوا جس نے آخر کو نصب دیا اس کے بعد مَدَّ اور شَدَّ والا قاعدہ کے مطابق (یا بقاعدہ یرملون) اَن ناصبہ کا نون نَمُنُّ کے نون میں مدغم ہوا تو اَنْ نَّمُنَّ بن گیا۔ (یعنی رسم الخط کے اعتبار سے) اور تلفظ کے اعتبار سے اَنَّمُنَّ ہوا۔

اصل	باب	حروف اصلی	ہفت اقسام	بحث	صیغہ	
لَوُمْتُنَّنِیْ	نصر ینصر	ل، و، م	اجوف واوی	ماضی معلوم	جمع مؤنث حاضر	(۱۳) لُمْتُنَّنِیْ

توضیح: ......یہ اصل میں لَوُمْتُنَّ تھا اس میں قُلْتُنَّ کی طرح تعلیل ہوئی اس کے بعد آخر میں نون وقایہ اور یائے متکلم لاحق ہونے سے لُمْتُنَّنِیْ بن گیا۔

اصل	باب	حروف اصلی	ہفت اقسام	بحث	صیغہ	
تَرْاَیِیْنَ	فتح یفتح	ر، ء، ی	مہموز العین ناقص یائی	مضارع معلوم مؤکد بنون تاکید ثقیلہ	واحد مؤنث حاضر	(۱۴) اِمَّا تَرَیِنَّ

توضیح: ......اس کی مکمل وضاحت متن میں موجود ہے اس میں جو یاء کو کسرہ دیا گیا ہے یہ اس قاعدہ کے مطابق ہے جو دَعَا یَدْعُوْ کی گردان کے ذیل میں گزرا ہے کہ اجتماع ساکنین کے وقت اگر پہلا ساکن واو جمع غیر مدہ ہو تو اس کو ضمہ دیا جاتا ہے اور اگر پہلا ساکن یائے واحد مؤنث غیر مدہ ہو تو اسے کسرہ دیا جاتا ہے۔

تُرَ مِيْنَ کے قاعدہ سے یاء کے حذف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح تُرَ مِيْنَ اصل میں تُرَمِيِيْنَ تھا بقاعدہ قال باع یاء الف سے بدل گئی پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف حذف ہوا تو اسی طرح یہاں بھی یاء الف سے تبدیل ہوکر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی۔

(۱۵) اَلَمْ تَرَ	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
	واحد مذکر حاضر	فعل جحد معلوم	مہموز العین ناقص یائی	ر، ء، ی	فتح یفتح	لَمْ تَرْأَیْ

توضیح:......اس کی پوری وضاحت رَأٰی یَرٰی کے تحت ہوچکی ہے یہاں دوبارہ تعلیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

ص [۱۶] قَالِيْنَ ب صیغہ جمع مذکر اسم فاعل ناقص از ضَرَبَ بمعنی دشمن دارندگان قَالِيِيْنَ بود بقاعدہ رَامِيْنَ اعلال کردند ہر چند کہ ایں صیغہ اشکال ندارد ولیکن اکثر صیغہ بسبب اشتراک باسے دیگر در دیگر زبان اجنبیت پیدا میکند قالین فرشی میباشد بایں جہت ایں صیغہ را اشکال پیدا شدہ

حکایت:...... یکے از طلبائے بریلی بزمانے کہ رام پور بودم وارد رام پور بود وشرح ملاّ از من میخواند وکتب صرف زیں پیش از من در بریلی خواندہ بود حسب عادت خود مشق بیان صیغہ از وکنانیدہ بودم وصیغہائے مشکلہ محفوظ داشت یکے از طلبائے منتہی رام پور مستعد مناظرہ بایں طالب علم شد ہر چند ایں بیچارہ عذر عدم مساوات وتباین بین الدرجتین کا لمشرقین پیش کرد رامپوری نشنید ایں بے چارہ حسب دستور طلبۂ عاقلین کہ در ہچو موقع ابتدائے استفسار از جانب خود مصلحت میدانند آغاز مناظرہ بایں وضع کرد کہ از رامپوری پرسید کہ اسمان چہ صیغہ است بجرد استماع عقلِ رامپوری بچرخ آمد و ہر چند فکرِ خود را گردش داد سرش ببرجے از بروج این صیغہ نرسید وچون خمسۂ متحیرہ حیران بماند سببش ہموں اشتراک لفظی ست ورنہ صیغہ مشکل نیست بروزن اَفْعَلَانِ تثنیہ اسم تفضیل ست نون بسبب وقف ساکن شدہ ویمکن کہ صیغہ تثنیہ مذکر غائب ماضی معروف باشد از باب اِفعال کہ در آخر نون وقایہ ویائے متکلم بودہ یا حذف شدہ وکسرہ نون بسبب وقف بیفتاد۔ ولفظ قَالِيْنَ دو احتمال دیگر دارد یکے آنکہ جمع مؤنث امر حاضر معروف باشد ناقص از مفاعلہ قَالٰی يُقَالِيْ ماخوذ از قَلْيٌ بمعنی دشمن داشتن دیگر آنکہ واحد مؤنث حاضر معروف باشد

از ہموں باب نون وقایہ ویاء متکلم درآخرآں لاحق شدہ یا حذف گشتہ وکسرہ نون وقایہ بسبب وقف بیفتادہ لیکن
این ہر دواحتمال در قرآن مجید جاری نمی تواند شد زیرا کہ معرف باللام واقع شدہ اِنِّیْ لِعَمَلِکُمْ مِّنَ
الْقَالِیْنَ: قُوْلِیْنَ کہ اول صیغہ جوانا موئی کتاب مشہورست ازہمیں باب ست جمع مؤنث غائب اثبات ماضی
مجہول

فائدہ:...... در کتاب مذکورا کثر صیغہا با علالات غیر صحیحہ قائم کردہ لہٰذا آن کتاب مقبول اہل تحقیق نیست

ترجمہ:...... صیغہ (۱۶) قَالِیْنَ یہ جمع مذکر اسم فاعل ناقص کا صیغہ ہے ضَرَبَ سے بمعنی دشمنی رکھنے والے (اصل میں) قَالِیِیْنَ تھا
دَامِیِیْنَ کے طریقہ سے تعلیل کی اگر چہ یہ صیغہ کوئی مشکل نہیں لیکن بسا اوقات ایک صیغہ دوسری زبان کے کسی اور لفظ کے ساتھ نام میں
شریک ہونے کی وجہ سے اجنبیت پیدا کرتا ہے چونکہ قالین (فارسی اور اردو میں) ایک قسم کے فرش (کارپٹ) کو کہتے ہیں (تو لفظ
قالین سے ذہن اس فرش (کارپٹ) کی طرف جاتا ہے اور یہ خیال ہوتا ہے کہ قالین عربی زبان کا لفظ تو ہے نہیں عجمی زبان کا لفظ ہے
پھر یہ کوئی صیغہ کس طرح ہوسکتا ہے) تو اس وجہ سے اس صیغہ میں اشکال پیدا ہوا۔

حکایت: بریلی کے طلبہ میں سے ایک طالب علم اُس زمانہ میں جب کہ میں رام پور میں تھا رام پور آیا ہوا تھا اور مجھ سے شرح مُلّا جامی پڑھتا
تھا (یعنی شرح جامی) اور اس پہلے صرف کی کتابیں وہ مجھ سے بریلی میں پڑھ چکا تھا اپنی عادت کے مطابق میں نے اسے صیغہ نکالنے کی
مشق کرائی تھی اور اس نے مشکل صیغے یاد کر رکھے تھے رام پور کا ایک منتہی (یعنی بڑے درجہ کا) طالب علم اس (بریلی والا) طالب علم کے
ساتھ مناظرہ کے لئے تیار ہوا اس بیچارہ نے علم میں (اس کے ساتھ) برابر نہ ہونے اپنے اور اس کے درجہ کے درمیان مشرق ومغرب
کے مانند فرق ہونے کا جتنا بھی عذر پیش کیا رام پوری نے نہیں سنا، اس بے چارہ نے سمجھدار طلبہ کے دستور کے مطابق کہ ایسے موقع پر
سوال کرنے کی ابتداء اپنی ہی طرف سے کرنے میں مصلحت سمجھتے ہیں (تا کہ مدمقابل اپنے دفاع میں لگ جائے کیونکہ سوال کرنا آسان
ہوتا ہے جواب دینا مشکل ہوتا ہے) مناظرہ کا آغاز اس طرح کیا کہ رام پوری سے پوچھا کہ اَسْمَانٌ کونسا صیغہ ہے مُنکس یہ سنتے ہی رام
پوری کی عقل چکرا گئی اس نے اپنے ذہن کو جس قدر بھی گردش دی لیکن اُس کی رسائی اس صیغہ کے برجوں میں سے کسی برج تک نہ ہو
سکی اور خمسہ متحیرہ کی طرح حیران رہ گیا (اُس کی اس حیرانی اور صیغہ تک عدم رسائی) کا سبب یہی لفظی اشتراک ہے ورنہ صیغہ مشکل نہیں
ہے اَفْعَلَانِ کے وزن پر اسم تفضیل کا تثنیہ ہے وقف کی وجہ سے نون ساکن ہوا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ تثنیہ مذکر غائب فعل ماضی معلوم
کا صیغہ ہو باب افعال سے جس کے آخر میں نون وقایہ اور یائے متکلم تھی یاء حذف ہوگئی اور نون کا کسرہ وقف کی وجہ سے گر گیا: اور لفظ
قَالِیْن میں دو احتمال اور ہیں ایک یہ کہ جمع مؤنث امر حاضر معلوم ناقص کا صیغہ ہو باب مفاعلہ قَالٰی یُقَالِیْ سے یہ قِلًی سے مشتق ہے
بمعنی دشمنی رکھنا دوسرا یہ کہ واحد مؤنث امر حاضر معلوم کا صیغہ ہو اسی باب مفاعلہ سے اس کے آخر میں نون وقایہ اور یائے متکلم لاحق ہوئی
پھر یاء حذف ہوگئی اور نون وقایہ کا کسرہ وقف کی وجہ سے گر گیا لیکن یہ دونوں احتمال قرآن میں جاری نہیں ہوسکتے (قرآن مجید

میں صرف پہلا والا احتمال جاری ہوسکتا ہے کہ یہ جمع مذکر اسم فاعل کا صیغہ ہے) کیونکہ (قالین قرآن مجید میں) معرف باللام واقع ہوا ہے جیسے انّی لعملکم مّن القا لین (اور فعل معرف باللام نہیں ہوسکتا جب کہ مذکورہ دونوں احتمالوں میں یہ فعل امر ہے)۔

قُوْلِیْنَ جو (علم صرف) کی مشہور کتاب ''جوانا موئی'' کا پہلا صیغہ ہے وہ بھی اسی باب مفاعلہ سے جمع مؤنث غائب فعل ماضی مثبت مجہول کا صیغہ ہے ضُوْرِبْنَ کی طرح۔

فائدہ:...... مذکورہ کتاب میں اکثر صیغے غلط اور فاسد تعلیلات کے ساتھ ذکر کئے گئے ہیں اس لئے یہ کتاب محققین کے نزدیک مقبول نہیں۔

تشریح وتحقیق

	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
(۱۶) قَالِیْنَ	جمع مذکر سالم	اسم فاعل	ناقص یائی	ق،ل،ی	ضرب	قَالِیِیْنَ

توضیح:...... یہ اصل میں قَالِیِیْنَ تھا اس میں یاء کسرہ کے بعد واقع ہے اور اُس کے بعد دوسری یاء ہے تو یَدْعُوْ یَرْمِیْ والا قاعدہ کی دوسری صورت کے مطابق پہلی یاء ساکن ہوگئی اور پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی تو قَالِیْنَ بن گیا، متن میں رَامِیْنَ کے قاعدہ سے یہی قاعدہ نمبر ۱۰ امراد ہے۔

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ اس صیغہ میں اس احتمال کے علاوہ دومزید احتمال بھی ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ جمع مؤنث امر حاضر معلوم کا صیغہ ہو باب مفاعلہ سے ضَارِبْنَ کی طرح گردان یوں ہوگی۔

قَالِ، قَالِیَا، قَالُوْا، قَالِیْ، قَالِیْنَ۔

(۲) دوسرا احتمال یہ ہے کہ اسی باب مفاعلہ سے واحد مؤنث امر حاضر معلوم کا صیغہ ہو اس صورت میں صیغہ صرف قَالِیْ ہے اس کے ساتھ نون وقایہ اور یائے متکلم کا اتصال ہوا پھر یائے متکلم حذف ہوگئی اور نون وقایہ کا کسرہ بھی وقف کی وجہ سے گر گیا لیکن یہ حتمال اس وقت جاری ہوسکتا ہے جب قَالِیْنَ کے نون کو اصل کے اعتبار سے مکسور مان لیا جائے ورنہ مفتوح ہونے کی صورت میں یہ نون وقایہ نہیں ہوسکتا کیونکہ نون وقایہ ہمیشہ مکسور ہوتا ہے۔

نوٹ:...... ''جوانا موئی'' نامی کتاب کا جو حوالہ دیا گیا ہے یہ علم صرف کی مشہور کتاب ''پنج گنج'' کے ایک جزء کے طور پر اس کے ساتھ آخر میں منسلک ہے، ''جوانا موئی'' کا آغاز اس طرح ہوتا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم س قُوْلِیْنَ چیست؟

ج :...... صیغہ جمع مؤنث غائب اثبات فعل ماضی مجہول بروزن قُوْتِلْنَ الخ تو اس کتاب کا پہلا صیغہ قُوْلِیْنَ ہے
صاحب علم الصیغہ نے تنبیہ فرمائی کہ اس کتاب میں اکثر صیغوں کی تعلیلات غلط ہیں۔

اسمان صیغہ کی وضاحت:

(۱) اس میں ایک احتمال یہ ہے کہ تثنیہ اسم تفضیل مذکر کا صیغہ ہے اصل میں اَءْ سَمَا نِ بروزنِ اَفْعَلَانِ تھا مادہ ،ء،س،م، ہے بقاعدہ اٰمَنَ ہمزہ ساکنہ الف سے بدل گیا اور نون تثنیہ وقف کی وجہ سے ساکن ہوا تو آسَمَانْ بن گیا، اب سین اس میں تو مفتوح ہے لیکن فتحہ خفیف ہونے کی وجہ سے بسرعت ادا ہوتا ہے جس کی بناء پر کامل توجہ نہ ہونے کے وقت بسا اوقات سامع کو حرف مفتوح پر ساکن کا گمان ہونے لگتا ہے خصوصاً جب کہ حرف مفتوح وسط میں ہو اور وہ لفظ باعث اشتباہ ہو تو یہاں بھی ایسا ہوا کہ بریلی کے طالب علم نے رام پوری کو لاجواب کرنے کی غرض سے بڑی تیزی میں پوچھا کہ آسَمان کون سا صیغہ ہے رام پوری کا ذہن فوراً آسمانِ دنیا کی طرف گیا جو کہ ایک عجمی لفظ ہے اس لئے وہ مبہوت ہو کر رہ گیا کہ یہ کون سا صیغہ ہو سکتا ہے۔

(۲) دوسرا احتمال یہ ہے کہ آسما ن باب افعال سے تثنیہ مذکر غائب فعل ماضی معلوم کا صیغہ ہے اس کی اصل اَءْ سَمَا ہے اَکْرَمَا کی طرح: بقاعدہ اٰمَنَ ہمزہ ساکنہ الف سے بدل گیا اٰسَمَا بن گیا اٰمَنَا کی طرح۔ آخر میں نون وقایہ اور یائے متکلم لاحق ہو گئے پھر یاء حذف ہوگئی اور نون وقایہ کا کسرہ بھی وقف کیوجہ سے ساقط ہوا تو اسمان بن گیا، مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں لفظ اسمان مہموز الفاء ہے اس کے حروف اصلی ،ء،س،م، ہیں یہ مادہ اگرچہ مستعمل نہیں لیکن صیغوں کی مشق کیلئے اس کو فرض کر لیا گیا یا لفظ اسمان مثال واوی ہے اصل میں مادہ ،و،س،م، ہے واو کو ہمزہ سے بدل دیا گیا ہے جیسے کہ اِسْمٌ عند الکوفیین وِسْمٌ تھا واو ہمزہ سے بدل گیا یہ دو احتمال مصنف نے ذکر کئے ہیں۔

(۳) ایک تیسرا احتمال جو بندہ کے نزدیک زیادہ راجح ہے یہ ہے کہ اس کا مادہ ،س،م،و، ہے ناقص واوی ہے باب افعال سے واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم کا صیغہ ہے (تثنیہ کا صیغہ نہیں) اصل میں اَسْمَوَ تھا اَکْرَمَ کی طرح: بقاعدہ یُدْعٰی واو یاء سے بدل گیا پھر قال باع والا قاعدہ کے مطابق یاء الف سے بدل گئی تو اَسْمٰی بن گیا پھر آخر میں نون وقایہ اور یائے واحد متکلم لاحق ہوگئی تو اَسْمَانِیْ بن گیا اس کے بعد یائے متکلم حذف ہوگئی اور نون وقایہ وقف کی وجہ سے ساکن ہوا اَسْمَانْ بن گیا۔ اس احتمال کے راجح ہونے کی وجہ یہ ہیکہ سَمَوَ مادہ سے بکثرت کلمات

مستعمل ہیں جیسے سَمَا یَسْمُوْ سُمُوًّا، سَمّٰی یُسَمِّیْ تَسْمِیَةً اور اَسْمٰی یُسْمِیْ اِسْمَاءً وغیرہ اور اس صورت میں تکلفات کا ارتکاب بھی نہیں کرنا پڑتا جبکہ پہلے دونوں احتمال اس طرح نہیں ہیں وہ تکلفات اور تأویلات سے خالی نہیں۔

مشکل الفاظ کی وضاحت:

الدرجتین' یہ درجہ کا تثنیہ ہے لغۃً بمعنی مرتبہ، علم ہیئت کے ماہرین نے فلک کے دائروں کو تین سو ساٹھ (۳۶۰) حصوں پر تقسیم کیا ہے جن میں سے ہر ایک حصہ کو ان کی اصطلاح میں درجہ کہتے ہیں پھر یہ تین سو ساٹھ (۳۶۰) حصے بارہ (۱۲) طبقات پر منقسم ہیں جن میں سے ہر ایک طبقہ کو برج کہتے ہیں ہر برج تیس (۳۰) درجات پر مشتمل ہوتا ہے ان بارہ (۱۲) آسمانی برجوں کے نام یہ ہیں (۱) حمل (۲) ثور (۳) جوزا (۴) سرطان (۵) اسد (۶) سنبلہ (۷) میزان (۸) عقرب (۹) قوس (۱۰) جدی (۱۱) دلو (۱۲) حوت۔

مشرقین سے مراد مشرق اور مغرب ہیں مغرب پر بھی مشرق کا اطلاق کرنا تغلیب کے طور پر ہے تغلیب اس کو کہتے کہ دو چیزوں میں سے ایک کو غالب قرار دیکر دوسری چیز پر بھی اس غالب شے کے اسم کا اطلاق کیا جائے اس طور پر کہ شے غالب کے نام کا تثنیہ بنا دیا جائے جیسے مشرق اور مغرب میں مشرق کو غالب قرار دیکر دونوں کو مشرقین کہنا شمس وقمر میں قمر کو غالب قرار دیکر دونوں کو قمرین کہنا اسی طرح ماں باپ کو وَالِدَین کہنا۔

چرخ گردش، سیر چلنا، رفتار، خمسة متحیر ہ ان سے مراد یہ پانچ ستارے ہیں (۱) عطارُد (۲) زُہرہ (۳) مریخ (۴) مشتری (۵) زُحل، ان کو متحیرہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ پانچوں کبھی کبھی اپنی معمول کی حرکت چھوڑ کر پیچھے کی طرف چلنا شروع کر دیتے ہیں اور پھر حسب معمول آگے بڑھنے لگتے ہیں یعنی کبھی آگے کی طرف چلتے ہیں اور کبھی پیچھے جیسا کہ کوئی شخص راستہ بھول جائے اور منزل مقصود تک اس کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہ ہو تو وہ حیران و پریشان ہو کر کبھی ایک طرف بھاگتا ہے اور کبھی دوسری طرف سمجھ نہیں آتا کہ کس طرف جاؤں؟ تو کچھ اسی طرح کیفیت ان پانچ ستاروں کی ہوتی ہے کہ کبھی آگے کیطرف چلتے ہیں اور کبھی پیچھے مڑ کر چلتے ہیں پھر آگے چلنا شروع کر دیتے ہیں۔ گویا حیران ہیں کہ کدھر جائیں۔

نوٹ:...... مصنفؒ نے لفظ اسمان کی مناسبت سے یہاں درجة، برج، مشرقین، خمسة متحیرة، وغیرہ علم ہیئت کی اصطلاحات استعمال کی ہیں۔

ص[17] اَشُدَّ کہ در بَلَغَ اَشُدَّہٗ، واقع است ب جمع شِدَّتٌ ست بمعنی قوّت چون اَنْعُمٌ جمع نِعْمَۃٌ کذافی البیضاوی و در قاموس احتمال بودنِ جمع بِشَدٍّ کہ ہم بمعنی قوت ہست ہم نوشتہ۔ ص[18] لَمْ یَکُ ب دراصل لَمْ یَکُنْ بود بموجب قاعدہ کہ از فعل ناقص نون آخر بوقت دخول جوازم جائز الحذف ست نون راحذف کردند لَمْ اَکُ لَمْ نَکُ لَمْ یَکُ ہم در قرآن مجید واقع شدہ اند۔ ص[19] یَھِدِّیْ ب صیغہ واحد مذکر غائب اثبات مضارع معروف ناقص از افتعال دراصل یَھْتَدِیُ بود چوں دال عین افتعال واقع شد تارا دال کردہ در دال ادغام کردند وفارا کسرہ دادند یَھِدِّیْ شد وفتحہ ہم جائز است یَھَدِّیْ ہم میتوان گفت۔ ص[20] یَخِصِّمُوْنَ ب دراصل یَخْتَصِمُوْنَ بود بسبب وقوع صاد بجائے عین افتعال کار بطور یَھِدِّیْ کردند وشرح قاعدہ این ہر دو صیغہ در تصاریف ابواب گزشتہ است۔

ص[21] وَادَّکَرَ ب دراصل اِذْتَکَرَ بودہ بسبب وقوع ذال فائے افتعال تارا دال کردند وذال را دال نمودند در دال ادغام کردند۔ ص[22] مُدَّکِرٌ ہم ازین باب ست ودر تصایف ابواب دانستہ کہ در ینجا اِذَّکَرَ بفک ادغام واِذَّکَرَ بابدال دال بذال وادغام ہم آمدہ۔ ص[23] تَدَّعُوْنَ ب صیغہ جمع مذکر حاضر اثبات مضارع معلوم ست ناقص واوی از افتعال دراصل تَدْتَعِیُوْنَ بودہ تا بسبب فابودنِ دال: دال شدہ در دال ادغام یافتہ وبقاعدہ تَرْمُوْنَ حذف گشتہ۔ ص[24] مُزْدَجَرٌ ب مصدر میمی ست صحیح از افتعال دراصل مُزْتَجَرٌ بودہ بسبب زا بودنِ فا تا دال شدہ باعتبار وزن صیغہ مفعول وظرف ہم میتواند شد شرح قاعدہ در تصاریف ابواب گزشتہ۔

ص[25] فَمَنِضْطُرَّ ب اُضْطُرَّ صیغہ واحد مذکر غائب اثبات ماضی مجہول مضاعف از افتعال ہمزہ وصل بسبب درج افتادہ ونون ساکن بقاعدہ "اَلسَّاکِنُ اِذَا حُرِّکَ حُرِّکَ بِالْکَسْرِ" کسرہ یافتہ وتائے افتعال بسبب ضاد طا شدہ۔

ص[26] مَضْطُرِرْتُمْ ب در قرآن مجید اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَیْہِ واقع است اُضْطُرِرْتُمْ صیغہ جمع مذکر حاضر اثبات ماضی مجہول است مضاعف از افتعال ہمزہ وصل بسبب درج افتادہ والف مَا بساکنین وتائے افتعال بسبب ضاد طا شدہ۔

ص [۲۷] فَمَسْطَاعُوْا: ب دراصل فَمَا اسْتَطَاعُوْا بوده صیغہ جمع مذکر غائب نفی ماضی معروف اجوف واوی از استفعال تاے استفعال را حذف کردند وہمزہ وصل بدرج افتادہ والف مَا بساکنین فَمَسْطَاعُوْا شدہ ص [۲۸] لَمْ تَسْطِعْ ب دراصل لَمْ تَسْتَطِعْ بود تا را حذف کردند واعلال دراں مثل لَمْ يَسْتَقِمْ شدہ۔ ص [۲۹] مُضِيًّا: ب مصدر ست ناقص از مَضٰى يَمْضِىْ دراصل مُضُوْيًا بودہ بقاعدہ مَرْمِىٌّ اعلال کردند ودرین کسرۂ فاہم جائز ست۔ ص [۳۰] عِصِيَّهُمْ ب عِصِىٌّ جمع عَصَا ست دراصل عُصُوْوٌ بود بقاعدہ دِلِىٌّ ہر دو واو یا شدہ ضمہ ہاے ماقبل کسرہ گشتہ۔ ص [۳۱] لَنَسْفَعًا ب لَنَسْفَعَنْ بروزن لَنَفْعَلَنْ صیغہ متکلم مع الغیر لام تاکید بانون خفیفہ است گا ہے نون خفیفہ را بمشا کلت تنوین بصورتش می نویسند وبہموں وضع نوشتند لہٰذا صیغہ اشکالے پیدا کردہ۔ ص [۳۲] نَبْغِ ب نَبْغِىْ مثل نَرْمِىْ ست یا را بایں قاعدہ کہ درحالت وقف از آخر ناقص حذف حرف علت جائز ست حذف کردند ومحققین علم صرف نوشتہ اند کہ علی الاطلاق محاورہ عرب است کہ بے جزم ووقف ہم دریَدْعُوْ ویَرْمِىْ يَدْعُ يَرْمِ میگویند۔

ترجمہ: ...... صیغہ (۱۷) اَشُدَّ جو بَلَغَ اَشُدَّہٗ میں واقع ہے یہ شدت بمعنی قوت کی جمع ہے جیسے اَنْعُمْ نِعْمَتٌ کی جمع ہے کذا فی البیضاوی اور قاموس میں شَدٌّ کی جمع ہونے کا احتمال بھی لکھا ہے جو بمعنی قوت ہی ہے۔

صیغہ (۱۸) لَمْ يَكُ اصل میں لَمْ يَكُنْ تھا اس قاعدہ کے باعث نون کو حذف کر دیا کہ عوامل جازمہ داخل ہونے کے وقت فعل ناقص کے آخر سے نون کو حذف کرنا جائز ہے لَمْ اَكُ، لَمْ نَكُ، اِنْ يَّكُ قرآن مجید میں بھی واقع ہوئے ہیں۔

صیغہ (۱۹) يَهِدِّىْ باب افتعال سے واحد مذکر غائب بحث اثبات فعل مضارع معلوم ناقص کا صیغہ ہے اصل میں يَهْتَدِىْ تھا جب باب افتعال کا عین کلمہ دال واقع ہوا تو تائے افتعال کو دال سے بدل کر دال کو دال میں مدغم کر دیا اور فاء کلمہ (یعنی ہاء) کو کسرہ دیا اور فتحہ دینا بھی جائز ہے يَهَدِّىْ بھی کہہ سکتے ہیں۔

صیغہ (۲۰) يَخِصِّمُوْنَ اصل میں يَخْتَصِمُوْنَ تھا باب افتعال کے عین کلمہ کی جگہ صاد واقع ہونے کی وجہ سے يَهِدِّىْ کے طریقے پر کام کیا (یعنی تاء کو صاد سے بدل کر صاد کو صاد میں مدغم کیا اور فاء کلمہ یعنی خاء کو کسرہ دیا) ان دونوں صیغوں کے قاعدہ کی تشریح ابواب کی گردانوں میں گزر چکی ہے۔

صیغہ (۲۱) وَادَّكَرَ اصل میں اِذْتَكَرَ تھا باب افتعال کا فاء کلمہ ذال واقع ہونے کی وجہ سے تائے افتعال کو دال سے بدل دیا اور ذال کو دال سے بدل کر دال (ثانی) میں مدغم کر دیا۔

صیغہ (۲۲) مُدَّكِرٌ اسی باب (افتعال) سے ہے اور ابواب کی گردانوں میں آپ یہ جان چکے ہیں کہ اس جگہ اِذْدَكَرَ فک ادغام کے

ساتھ اور دال کو ذال سے بدل دینے اور (ذال کو ذال میں) مدغم کرنے کے ساتھ اِذَّکَرَ بھی آیا ہے۔

صیغہ (۲۳) تَدَّعُوْنَ باب افتعال سے جمع مذکر حاضر فعل مضارع مثبت معلوم ناقص واوی کا صیغہ ہے اصل میں تَدْتَعِیُوْنَ تھا باب افتعال کا فاء کلمہ دال ہونے کی وجہ سے تائے افتعال دال سے تبدیل ہو کر (دال) دال میں ادغام پایا اور تَرْمُوْنَ کے طریقہ پر یاء حذف ہو گئی۔

صیغہ (۲۴) مُزْدَجَرٌ ہے کا مصدر میمی ہے باب افتعال سے۔ اصل میں مُزْتَجَرٌ تھا باب افتعال کا فاء کلمہ زاء ہونے کی وجہ سے تائے افتعال دال سے بدل گئی اور وزن کے اعتبار سے یہ اسم مفعول اور اسم ظرف کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے (تائے افتعال کو دال سے بدلنے) قاعدہ کی تشریح ابواب کی گردانوں میں گزر چکی ہے۔

صیغہ (۲۵) فَمَنِ اضْطُرَّ، اُضْطُرَّ باب افتعال سے واحد مذکر غائب بحث اثبات فعل ماضی مجہول مضاعف کا صیغہ ہے ہمزہ وصلی درمیان میں آنے کی وجہ سے گر گیا ہے (اور مَنْ) کا نون ساکن بقاعدہ اَلسَّاكِنُ اِذَا حُرِّكَ الخ کسرہ پا گیا (اور (فاء کلمہ) ضاد ہونے کی وجہ سے تائے افتعال طاء سے بدل گئی۔)

صیغہ (۲۶) مَضْطُرِرْتُمْ قرآن مجید کے اندر اِلَّا مَااضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ میں واقع ہے اُضْطُرِرْتُمْ باب افتعال سے جمع مذکر حاضر بحث اثبات فعل ماضی مجہول مضاعف کا صیغہ ہے ہمزہ وصلی درمیان کلام میں آنے کی وجہ سے حذف ہوا اور ما کا الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے (حذف ہوا) اور (فاء کلمہ) ضاد ہونے کی وجہ سے تائے افتعال طاء سے بدل گئی۔

صیغہ (۲۷) فَمَسْطَاعُوْا: اصل میں فَمَااسْتَطَاعُوْا تھا باب استفعال جمع مذکر غائب بحث نفی فعل ماضی اجوف واوی کا صیغہ ہے تائے استفعال کو حذف کر دیا اور ہمزہ وصلی درمیان میں آنے کی وجہ سے ساقط ہوا اور ما کا الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر گیا (تو تلفظ کے اعتبار سے) فَمَسْطَاعُوْا ہوا۔

صیغہ (۲۸) لَمْ تَسْطِعْ اصل میں لَمْ تَسْتَطِعْ تھا تائے استفعال کو حذف کر دیا اور اس میں لَمْ يَسْتَقِمْ کی طرح تعلیل ہوئی۔

صیغہ (۲۹) مُضِيًّا مَضٰى يَمْضِىْ سے ناقص کا مصدر ہے اصل میں مُضُوْيًا تھا بقاعدہ مَرْمِيٌّ تعلیل کی اور اس میں فاء کلمہ (یعنی میم) کو کسرہ دینا بھی جائز ہے۔

صیغہ (۳۰) عِصِيُّهُمْ: عِصِيٌّ عَصَا کی جمع ہے اصل میں عُصُوْوٌ تھا دِلِيٌّ کے قاعدہ سے دونوں واو یاء ہو کر ماقبل کے ضمے کسرہ سے بدل گئے۔

صیغہ (۳۱) لَنَسْفَعًا، لَنَسْفَعَنْ بروزن لَنَفْعَلَنْ جمع متکلم مع الغیر مؤکد بلام تاکید ونون تاکید خفیفہ کا صیغہ ہے کبھی نون خفیفہ کو تنوین کی مشابہت کی وجہ سے تنوین کی صورت میں لکھ دیتے ہیں (یہاں) اسی طرح لکھا ہے اسی لئے صیغہ میں اشکال پیدا ہوا ہے (کہ فعل میں تنوین کس طرح ہے آ گئی جب کہ تنوین اسم کی علامت ہے)۔

صیغہ (۳۲) نَبْغِ یہ نَرْمِیْ کی طرح ہے یاء کو اس قاعدہ سے حذف کیا کہ "وقف کی حالت میں ناقص کے آخر سے حرف علت کو حذف کرنا جائز ہے اور محققین علم صرف نے لکھا ہے کہ عرب کا محاورہ ہے کہ وہ مطلقاً بغیر جزم اور وقف کے يَدْعُوْ يَرْمِيْ میں يَدْعُ يَرْمِ لکھ دیتے

ہیں۔(یعنی عربوں کے محاورات میں جزم اور وقف کے بغیر بھی حرف علت کا حذف وارد ہے)

تشریح وتحقیق

(۱۷) اَشُدَّ	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
	جمع	×	مضاعف	ش،د،د	نصر ینصر	اَشْدُدٌ

توضیح:......اصل میں اَشُدُدٌ تھا بقاعدہ یَمُدُّ یَفِرُّ دال اول کی حرکت شین کو دیکر دال کو دال میں مدغم کیا اَشُدٌّ بن گیا قرآن مجید میں مضاف (واقع) ہونے کی وجہ سے تنوین حذف ہوگئی ہے اور مفعول بہ واقع ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

(۱۸) لَمْ یَکُ	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
	واحد مذکر غائب	فعل جحد معلوم	اجوف واوی	ک،و،ن	نصر ینصر	لَمْ یَکُنْ

توضیح:......اصل میں لَمْ یَکُنْ تھا اور اس سے پہلے لَمْ یَکُوْنُ تھا لَمْ یَقُلْ کی طرح تعلیل ہوئی تو لَمْ یَکُنْ بن گیا اور اس سے پہلے افادہ (۴) کے ذیل میں ایک قاعدہ گذرا ہے کہ ہر وہ فعل جو افعال ناقصہ میں سے ہو اور اس کا لام کلمہ نون ہو تو عامل جازم داخل ہونے کے وقت اس فعل ناقص کے آخر سے نون کو حذف کرنا جائز ہے تو اس قاعدہ کے مطابق لَمْ یَکُنْ سے نون حذف ہوا کیونکہ یہ فعل ناقص ہے اس کے آخر میں نون ہے اور اس پر لم جازمہ داخل ہے۔

(۱۹) یَهِدِّیْ	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
	واحد مذکر غائب	مضارع معلوم	ناقص یائی	ہ،د،ی	افتعال	یَهْتَدِیُ

توضیح:......یہ اصل میں یَهْتَدِیُ تھا بقاعدہ یَدْعُوْ یَرْمِیْ آخر کی یاء ساکن ہوگئی یَهْتَدِیْ بن گیا اس کے بعد خَصَّمَ والا قاعدہ کے مطابق تائے افتعال کو دال سے بدل دیا یَهْدَدِیْ بن گیا پھر دالِ اول کو ساکن کر کے دوسرے میں مدغم کیا تو التقائے ساکنین ہوا ھا اور دال کے درمیان تو بقاعدہ الساکن اذا حرک حرک بالکسر ھا کو کسرہ دیا یَهِدِّیْ بن گیا اور فتح دیکر یَهَدِّیْ پڑھنا بھی جائز ہے جس کی پوری تفصیل باب افتعال کے قواعد میں گزر چکی ہے۔

(۲۰) یَخِصِّمُوْنَ	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
	جمع مذکر غائب	مضارع معلوم	صحیح	خ ،ص ،م	افتعال	یَخْتَصِمُوْنَ

توضیح:......اصل یَخْتَصِمُوْنَ ہے بقاعدہ خَصَّمَ :یَخِصِّمُوْنَ بن گیا اور اس میں یَخَصِّمُوْنَ پڑھنا بھی جائز ہے تفصیل گزر چکی ہے۔

(۲۱) وَدَّکَرَ	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
	واحد مذکر غائب	فعل ماضی معلوم	صحیح	ذ ،ک ،ر	افتعال	وَاذْتَکَرَ

توضیح:......اصل میں اِذْتَکَرَ تھا اِفْتَعَلَ کے وزن پر :اِذَّکَرَ اِدَّکَرَ والا قاعدہ کے مطابق تائے افتعال کو دال سے بدل دیا اِذْدَکَرَ بن گیا پھر ذال کو دال سے بدل کر دال کو دال میں مدغم کیا اِدَّکَرَ بن گیا شروع میں واو آنے کی بناء پر ہمزہ وصلی گر گیا تو تلفظ کے اعتبار سے وَدَّکَرَ بن گیا جب کہ رسم الخط کے اعتبار سے وَادَّکَرَ ہے۔

(۲۲) مُدَّکِرٌ	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
	واحد مذکر	اسم فاعل	صحیح	ذ ،ک ،ر	افتعال	مُذْتَکِرٌ

توضیح:......اس کی اصل مُذْتَکِرٌ ہے بقاعدہ اِذَّکَرَ اِدَّکَرَ :مُدَّکِرٌ بن گیا اس کو مُذَّکِرٌ اور مُذْدَکِرٌ پڑھنا بھی جائز ہے تفصیل گزر چکی ہے۔

(۲۳) تَدَّعُوْنَ	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
	جمع مذکر حاضر	مضارع معلوم	ناقص واوی	د ،ع ،و	افتعال	تَدْتَعِوُوْنَ

توضیح:......اصل میں تَدْتَعِوُوْنَ تھا دُعِیَ والا قاعدہ کے مطابق واو یاء سے بدل گیا تَدْتَعِیُوْنَ بن گیا بقاعدہ اِذَّکَرَ اِدَّکَرَ تائے افتعال دال سے بدل گئی پھر دال اول ثانی میں مدغم ہوا تَدَّعِیُوْنَ بن گیا اب یاء کسرہ اور واو کے درمیان واقع ہے تو یدعو یرمی والا قاعدہ کی تیسری صورت کے مطابق عین کو ساکن کر کے یاء کا ضمہ اس کو دیا پھر یا ساکن ماقبل مضموم ہونے کی وجہ سے بقاعدہ مُوْسِرٌ واو سے بدل گئی تو دو ساکن واو جمع ہوئے ان میں سے واو اول کو حذف کیا تو تَدَّعُوْنَ بن گیا متن میں تَرْمُوْنَ والا قاعدہ سے یہی یدعوا برمی والا قاعدہ مراد ہے۔

(۲۴) مُزْدَجَرٌ	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
	واحد	مصدر میمی	صحیح	ز، ج، ر	افتعال	مُزْتَجَرٌ

توضیح:......اصل میں مُزْتَجَرٌ تھا بقاعدہ اِذَّكَرَ اِدَّكَرَ تائے افتعال دال سے بدل گئی ہے اور اس کو مُزَّجَرٌ پڑھنا بھی جائز ہے۔

(۲۵) فَمَنِ اضْطُرَّ	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
	واحد مذکر غائب	ماضی مجہول	مضاعف	ض، ر، ر	افتعال	فَمَنْ اُضْتُرِرَ

توضیح:......اصل میں اُضْتُرِرَ تھا اُكْتُسِبَ کی طرح اِطَّلَبَ اِظَّلَمَ والا قاعدہ کے مطابق تائے افتعال طاء سے بدل گئی اُضْطُرِرَ ہوا پھر بقاعدہ مَدَّ اور فَرَّ رائے اول کو ساکن کر کے ثانی میں مدغم کیا اُضْطُرَّ بن گیا اس کے بعد شروع میں مَنْ آنے کی وجہ سے ہمزہ وصلی گر گیا تو اجتماع ساکنین ہوا نون اور ضاد کے درمیان بقاعدہ السّاکن اذا حرّک الخ مَنْ کے نون کو کسرہ دیا۔

(۲۶) مَضْطُرِرْتُمْ	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
	جمع مذکر حاضر	ماضی مجہول	مضاعف	ض، ر، ر	افتعال	مَا اُضْتُرِرْتُمْ

توضیح:......یہ اصل میں اُضْتُرِرْتُمْ تھا بقاعدہ اِطَّلَبَ اِظَّلَمَ تائے افتعال طاء سے بدل گئی اُضْطُرِرْتُمْ بن گیا شروع میں ما آنے کی وجہ سے تلفظ کے اعتبار سے مَضْطُرِرْتُمْ بن گیا رسم الخط مَا اُضْطُرِرْتُمْ ہے۔

(۲۷) فَمَسْطَاعُوا	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
	جمع مذکر غائب	ماضی منفی معلوم	اجوف واوی	ط، و، ع	استفعال	فَمَا اسْتَطْوَعُوا

توضیح:...... اصل میں اِسْتَطْوَعُوا تھا اِسْتَخْرَجُوا کی طرح: بقاعدہ یقال یباع واو کی حرکت ما قبل کو دیکر اس کو الف سے بدل دیا اِسْتَطَاعُوا ہوا اس کے بعد شروع میں ما نافیہ آنے کی وجہ سے ہمزہ وصلی حذف ہوا اور مَا کا الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا تو فَمَا اسْتَطَاعُوا تائے استفعال کو حذف کیا فَمَا اسْطَاعُوا ہوا (یعنی رسم الخط کے اعتبار سے)

(۲۸) لَم تَسْتَطِعِ	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
	واحد مذکر حاضر	فعل جحد معلوم	اجوف واوی	ط، و، ع	استفعال	لَمْ تَسْتَطْوِعْ

توضیح:......اصل میں لَمْ تَسْتَطْوِعْ تھا لَمْ تَسْتَقِمْ کی طرح تعلیل ہوئی اور تخفیف کیلئے تائے استفعال حذف ہو گئی۔

(۲۹) مُضِیًّا	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
	×	مصدر	ناقص یائی	م، ض، ی	ضرب یضرب	مُضُوْیًا

توضیح:......اصل میں مُضُوْیٌ تھا بقاعدہ سَیِّدٌ مُضِیٌّ بن گیا: مَرْمِیٌّ والا قاعدہ سے یہی سَیِّدٌ والا قاعدہ مراد ہے تفصیل کے لئے سَیِّدٌ والا قاعدہ پر نظر ڈالیں۔

(۳۰) عِصِیَّهُمْ	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
	جمع	×	ناقص واوی	ع، ص، و	نصر ینصر	عُصُوْوٌ

توضیح:......اصل میں عُصُوْوٌ تھا بقاعدہ (۱۵) یعنی دِلِیٌّ والا قاعدہ کے مطابق عِصِیٌّ بن گیا، اضافت کی وجہ سے تنوین حذف ہوگئی اور مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

(۳۱) لَنَسْفَعًا	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
	جمع متکلم	مستقبل معلوم مؤکد بلام تاکید ونون تاکید خفیفہ	صحیح	س، ف، ع	فتح یفتح	لَنَسْفَعَنْ

توضیح: اصل میں لَنَسْفَعَنْ تھا نون خفیفہ تنوین کے مشابہ ہے وہ اس طرح کہ تنوین نون ساکن کا نام ہے اور نون خفیفہ بھی نون ساکن ہی ہوتا ہے لہذا اس مشابہت کی وجہ سے کبھی نون خفیفہ کو تنوین کی شکل میں لکھا جاتا ہے تو یہاں بھی اس طرح ہوا ہے کہ نون خفیفہ کو تنوین کی صورت میں لکھ دیا گیا ہے۔

(۳۲) نَبْغِ	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
	جمع متکلم	مضارع معلوم	ناقص یائی	ب، غ، ی	ضرب	نَبْغِیْ

توضیح :...... یہ اصل میں نَبۡغِیُ تھا قاعدہ یہ ہے کہ وقف کی حالت میں یا عامل جازم داخل ہونے کے وقت ناقص کے آخر سے حرف علت کو حذف کرنا جائز ہے بلکہ محققین علم صرف کہتے ہیں کہ وقف اور جزم کے بغیر بھی ناقص کے آخر سے حرف علت کا حذف جائز ہے کیونکہ عربی محاورات میں جزم اور وقف کے بغیر یہ حذف وارد ہے تو اس قاعدہ کے مطابق نبغِ کے آخر سے وقف کی وجہ سے حرف علت حذف ہوا۔

س (۳۳) غَوَاشٍ ب جمع غَاشِیَۃٌ است بقاعدہ جَوَارٍ کار بند شدند دراعلال امثال این صیغہ بحثے طویل است مناسب مینماید کہ تمیماً للافادۃ سر کنیم درامثال جَوَارٍ بحالت رفع و جر یا حذف شدہ عند عدم الاضافۃ واللام تنوین می آید و بحالت نصب مطلقاً یا مفتوح میباشد میگویند جَاءَ تْنِیْ جَوَارٍ و مَرَرْتُ بِجَوَارٍ وَرَأَیْتُ جَوَارِیَ و بوقت اضافت و لام یاے ساکن در آخر می باشد رفعاً و جراً مثل جَاءَ تْنِی الْجَوَارِیْ وَمَرَرْتُ بِالْجَوَارِیْ پس اشکال وارد میکنند کہ این وزن صیغہ منتہی الجموع است کہ از اسباب قویہ منع صرف است بایستے کہ تنوین دریں مطلقا نمی آمد و یاء گاہے حذف نمی شد چنانچہ در اَوْلٰی و اَعْلٰی وغیرہ اسم تفضیل بایں جہت کہ بسبب منع صرف کہ علت آن وزن فعل و وصف بودہ تنوین دران نیامدہ الف ہیچگاہ حذف نشدہ

وجواب این اشکال چنین دادہ اند کہ اصل در اسماء انصراف است پس اصل ہر اسم منصرف بر می آید لہذا دریجا اصل با تنوین بر آمدہ درحالت نصب کہ یا حسب قاعدہ قَاضٍ نمی افتد در وزن منتہی الجموع خللے نیامدہ لہذا کلمہ غیر منصرف شدہ تنوین حذف گردیدہ و در حالت رفع و جر چون یا بقاعدہ قاضٍ افتادہ جَوَارٍ بروزن مفرد مثل سَلَامٍ و کَلَامٍ ماندہ وزن منتہی الجموع باطل شدہ و مدار منع صرف دریں جا صرف برہمیں وزن ست پس کلمہ منصرف باقی ماندہ با تنوین و حذف یا قائم ماندہ۔

ودر اَعْلٰی و امثال آن اصل با تنوین بر آوردہ بودند لیکن بعد افتادن الف بالتقائے ساکنین با تنوین ہم سبب منع صرف زائل نمی شود چہ سبب منع صرف اینجا دو چیز ست (۱) وصف کہ دران ہیچگو نہ خللے واقع نشدہ (۲) و وزنِ فعل کہ درین مقام معتبر ازاں بودنِ یکے از حروف اتین درابتدا ست بے قبول تا و ایں معنی با وصف سقوط الف ہم موجود است

پس بقاے علت منع صرف موجب منع صرف کلمہ گردیدہ تنوین را برانداخت صاحب فصول اکبری برائے تفصّی از ین اشکال راہ دیگر پیمودہ کہ این جمع را از معیت قاضی برآوردہ برائے ایں قاعدہ دیگر قرار دادہ یعنی اینکہ در جمع ناقص کہ بروزن صوری فَوَاعِلُ باشد بحالت رفع وجر یارا حذف کردہ تنوین می آرند چونکہ در تقریر صاحب فصول اکبری از اصل اشکال وارد نمی شود و تخفیف مؤونۃ بسیار ست لہذا قاعدہ را درین کتاب ہمیں نہج نوشتیم۔

ترجمہ:......صیغہ (۳۳) غَوَاشٍ غَاشِيَةٌ کی جمع ہے جَوَارٍ کے قاعدہ کے مطابق عمل ہوا ہے اس جیسے صیغوں کی تعلیل میں طویل بحث ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ افادہ کی تکمیل کے لئے اسے سرکریں (یعنی لکھدیں) جَوَارٍ جیسے صیغوں میں حالت رفعی وجری میں مضاف نہ ہونے اور لام تعریف داخل نہ ہونے کی صورت میں یاء حذف ہو کر تنوین آجاتی ہے اور حالت نصبی میں مطلقا یاء مفتوح ہوتی ہے چنانچہ کہتے ہیں جَاءَ تْنِيْ جَوَارٍ، مَرَرْتُ بِجَوَارٍ اور رَأَيْتُ جَوَارِيَ اور اضافت اور لام تعریف کے وقت آخر میں یاء ساکن ہوتی ہے حالت رفعی وجری میں جیسے جَاءَ تْنِي الْجَوَارِيْ اور مَرَرْتُ بِالْجَوَارِيْ پس اشکال وارد ہوتا ہے کہ یہ وزن صیغہ منتہی الجموع کا ہے جو غیر منصرف کے قوی اسباب میں سے ہے پس چاہئے تھا کہ اس جیسے صیغوں میں تنوین مطلقا نہ آتی (یعنی کسی بھی حالت میں کیونکہ غیر منصرف پر تنوین نہیں آتی) اور یاء بھی حذف نہ ہوتی جیسے کہ اَوْلٰى اور اَعْلٰى وغیرہ اسم تفضیل میں الف اسی لئے کبھی حذف نہیں ہوتا کہ غیر منصرف ہونے کی وجہ سے: جس کا سبب وزن فعل اور وصف ہے: ان میں تنوین نہیں آئی تھی (تاکہ اجتماع ساکنین کی وجہ سے الف حذف ہو جائے) اس اشکال کا جواب اس طرح دیا ہے کہ اسماء میں اصل منصرف ہونا ہے پس ہر اسم کی اصل منصرف نکلے گی لہذا یہاں (جَوَارٍ وغیرہ میں) اصل تنوین کے ساتھ نکلی، حالت نصب میں چونکہ یاء قَاضٍ والا قاعدہ (یعنی قاعدہ (۱۰) کی پہلی صورت) کے مطابق حذف نہیں ہوئی تو وزن منتہی الجموع میں کوئی خلل نہیں آیا لہذا اس حالت میں کلمہ غیر منصرف ہو کر تنوین حذف ہوگئی اور حالت رفع وجر میں چونکہ یاء قاض کے قاعدہ سے (یعنی معتل کے قاعدہ (۱۰) کی پہلی صورت کے مطابق) حذف ہوگئی تو جَوَارٍ وغیرہ سَلَامٌ اور کَلَامٌ جیسے مفردات کے وزن پر ہو گئے تو منتہی الجموع کا وزن باطل ہو گیا اور یہاں غیر منصرف ہونے کا مدار محض اسی وزن پر ہے لہذا کلمہ تنوین کے ساتھ منصرف باقی رہا اور یاء کا حذف قائم رہا، اور اَعْلٰى اور اس کے مانند الفاظ میں بھی اصل تنوین کے ساتھ نکالی تھی لیکن الف تنوین کے ساتھ اجتماع ساکنین کی وجہ سے گر جانے کے بعد بھی غیر منصرف ہونے کا سبب زائل نہیں ہوا کیونکہ یہاں غیر منصرف ہونے کے سبب دو چیزیں ہیں (۱) وصف جس میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوا (۲) وزن فعل کہ اس جگہ (اس میں) معتبر اور ضروری ابتداء کے اندر حروف اتین میں سے کسی حرف کا ہونا اور تاء کو قبول نہ کرنا ہے اور یہ بات الف ساقط ہونے کے باوجود بھی موجود ہے پس غیر منصرف ہونے کی علت کا موجود ہونا کلمہ کے غیر منصرف ہونے کا سبب ہوا اور تنوین کو گرادیا، صاحب فصول اکبری نے اس اشکال سے جان چھڑانے کیلئے ایک دوسرا راستہ اختیار کیا ہے کہ اس جمع کو قاضٍ کی

معیت سے (یعنی قَاضٍ والا قاعدہ سے) نکال کر اس کیلئے ایک اور قاعدہ مقرر کر دیا یعنی یہ کہ ایسی جمع ناقص میں جو فَوَاعِلُ کے وزن صوری پر ہو حالت رفعی جری میں (اس کے آخر سے) یاء کو حذف کر کے تنوین لاتے ہیں چونکہ صاحب اکبری کی تقریر پر سرے سے اشکال ہی وارد نہیں ہوتا اور (اس میں) کافی زیادہ مشقت کی تخفیف بھی ہے لہذا ہم نے اس کتاب میں (معتل کے قواعد میں) قاعدہ کو اسی طرح لکھا ہے۔

تشریح وتحقیق

	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
(۳۳) غَوَاشٍ	جمع مؤنث	اسم فاعل	ناقص یائی	غ، ش، ی	سمع	غَوَاشِیُ

قاعدہ (۲۵) کے تحت یہ تفصیل گزری ہے کہ جوار جیسے معتل منتہی الجموع کے صیغوں میں کل تین صورتیں ہیں۔

(۱) حالت رفعی وجری میں جب کہ مضاف اور معرف باللام نہ ہو تو لام کلمہ کی یاء حذف ہو جاتی ہے اور تنوین عین کلمہ پر آ جاتی ہے۔

(۲) حالت رفعی وجری میں مضاف ہونے یا معرف باللام ہونے کی صورت میں یاء ساکن ہو جاتی ہے۔

(۳) حالت نصبی میں مطلقا ہر حالت میں یاء مفتوح ہوتی ہے خواہ مضاف اور معرف باللام ہو یا نہ ہو۔

اب جس صورت میں یاء حذف ہوتی ہے اور تنوین آ جاتی ہے اس پر اشکال وارد ہوتا ہے کہ یہ منتہی الجموع کا صیغہ ہے جو اسباب منع صرف میں سے ہے اور دو سببوں کا قائم مقام ہے لہذا اس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ تنوین اس میں بالکل کسی بھی حالت میں نہ آئے (کیونکہ غیر منصرف پر تنوین نہیں آتی) اور اسکے آخر سے یاء کبھی بھی حذف نہیں ہونی چاہئے کیونکہ یاء تنوین کے ساتھ اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوتی ہے اور جب تنوین نہیں ہوگی تو اجتماع ساکنین بھی نہیں ہوگا جس کی وجہ سے یاء حذف ہو جائے جیسے کہ اَعْلٰی اور اَوْلٰی وغیرہ اسم تفضیل کے صیغے، کہ یہ غیر منصرف ہیں وزن فعل اور وصف کی وجہ سے تو غیر منصرف ہونے کی وجہ سے ان میں تنوین نہیں آتی اسی لئے ان کے آخر سے الف کبھی حذف نہیں ہوتا کیونکہ الف کے حذف ہونے کا سبب تنوین کے ساتھ اجتماع ساکنین ہے اور تنوین غیر منصرف ہونے کی وجہ سے موجود ہی نہیں، تو اسی طرح جَوَارٍ وغیرہ میں بھی تنوین نہیں آنی چاہئے لیکن اس کے باوجود تنوین آتی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ اسم میں اصل منصرف ہونا ہے لہذا ہر اسم کی اصل منصرف نکلے گی اس کے بعد

اس میں صرفی قواعد سے تعلیل ہوگی تعلیل کے بعد دیکھا جائے گا کہ اس میں غیر منصرف ہونے کی علت موجود ہے یا نہیں، اگر اس میں غیر منصرف ہونے کی علت موجود ہو تو وہ غیر منصرف استعمال ہوگا ورنہ اپنے حال پر منصرف رہے گا لہذا جَوَارٍ وغیرہ کی اصل جَوَارِیٌ جَوَارِیٍ ،اور جَوَارِ یاً ہے تنوین کے ساتھ۔

اب حالت نصبی میں تو تنوین اس لئے موجود نہیں کہ حالت نصبی یعنی جَوَارِیًا میں یاء مفتوح ہوتی ہے اور فتحہ ثقیل نہیں ہے تو بقاعدہ قَاضٍ یعنی قاعدہ (۱۰) کی پہلی صورت کے مطابق یہاں کوئی تعلیل نہیں ہوئی کیونکہ اس قاعدہ کے جاری ہونے کے لئے یاء کا مضموم یا مکسور ہونا شرط ہے جو یہاں موجود نہیں اور غیر منصرف ہونے کی علت موجود ہے یعنی صیغہ منتہی الجموع کا وزن لہذا تنوین غیر منصرف ہونے کی وجہ سے حذف ہوگئی۔

اور حالت رفعی و جری میں تنوین اس لئے موجود ہے کہ ان دونوں حالتوں میں تعلیل ہوتی ہے یعنی قاض والا قاعدہ سے یاء ساکن ہوکر تنوین کیساتھ اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوگئی تو جَوَارٍ وغیرہ سَلَامٌ اور کَلَامٌ مفرد الفاظ کے ہم وزن ہو گئے اب دیکھا کہ اس میں غیر منصرف ہونے کی علت موجود نہیں ہے کیونکہ غیر منصرف ہونے کا سبب یہاں جمعیت ہے اور جمعیت اگرچہ موجود ہے لیکن جمعیت کے لئے صیغہ منتہی الجموع کا وزن شرط ہے اس کے بغیر صرف جمعیت غیر منصرف کا سبب نہیں بن سکتی اور یہ وزن یہاں باقی نہیں رہا ہے لہذا غیر منصرف ہونے کی علت موجود نہیں ہے پس اس بناء پر جَوَارٍ وغیرہ کلمات اپنی اصل کے مطابق منصرف ہی رہے اس لئے تنوین موجود ہے مطلب یہ ہے کہ حالت رفعی و جری میں جوار وغیرہ منصرف ہیں غیر منصرف نہیں ہیں اس وجہ سے تنوین موجود ہے۔

باقی معترض نے جو جَوَارٍ وغیرہ امثلہ کا اَعْلٰی اَوْلٰی کے ساتھ تقابل کیا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اَوْلٰی اَعْلٰی وغیرہ بھی اصل میں تنوین ہی کے ساتھ اَوْلَیٌ اور اَعْلَیٌ تھے بقاعدہ قال باع یاء الف سے تبدیل ہوکر تنوین کے ساتھ اجتماع ساکنین کی وجہ سے یہ الف حذف ہوا اَعْلًی اور اَوْلًی بن گئے تعلیل کے بعد دیکھا کہ غیر منصرف ہونے کی علت اب بھی موجود ہے یعنی وصف اور وزن فعل دو سبب موجود ہیں الف حذف ہونے کی وجہ سے وصفیت اور وزن فعل دونوں میں کوئی فرق نہیں آیا وصف میں کوئی فرق نہ آنا ظاہر ہے اور وزن فعل میں فرق اس لئے نہیں آیا کہ جو وزن فعل غیر منصرف کا سبب بنتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) ایک قسم یہ ہے کہ وہ فعل کے ساتھ خاص ہو اور اسم میں صرف منقول ہونے کے بعد پایا جاتا ہو جیسے شَمَّرَ بروزن

فَعَّلَ یہ وزن اصلاً فعل کے ساتھ خاص ہے بعد میں اسم کی طرف منتقل ہوا اس طریقہ پر کہ شَمَّرَ ایک تیز رفتار گھوڑے کا نام بن گیا۔

(۲) دوسری قسم یہ ہے کہ فعل کے ساتھ وہ وزن خاص نہ ہو بلکہ اسم میں بھی پایا جاتا ہو جیسے اَحْمَدُ، اَنْوَرُ وغیرہ اسمِ علم، یہ وزن اسم میں بھی پایا جاتا ہے جیسے اَنْوَرُ، اَکْرَمُ، اَجْمَلُ، وغیرہ اور فعل میں بھی جیسے اَفْتَحُ، اَسْمَعُ وغیرہ تو یہ فعل کے ساتھ خاص نہ ہوا: وزنِ فعل کی اِس دوسری قسم کا غیر منصرف کے سبب بننے کے لئے شرط یہ ہے کہ اسکے شروع میں حروف اتین میں سے کوئی حرف ہو اور اس کے آخر میں تائے تانیث نہ آتی ہو، تو اَعْلٰی اور اَوْلٰی وزنِ فعل کی دوسری قسم میں داخل ہیں کیونکہ یہ اَفْعَلُ کے وزن پر ہیں اور یہ وزن فعل کے ساتھ خاص نہیں اور الف حذف ہونے کے بعد بھی غیر منصرف کے سبب بننے کی شرط ان میں موجود ہے کیونکہ شروع میں حروف اتین کا ہمزہ ہے اور ان کے آخر میں تائے تانیث نہیں آتی لہذا غیر منصرف ہونے کی وجہ سے اَعْلَی اور اَوْلَی سے تنوین حذف ہوگئی اور جب تنوین حذف ہوگئی تو الف دوبارہ لوٹ کر آیا کیونکہ الف اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا تھا اور تنوین گر جانے کے بعد اجتماع ساکنین باقی نہیں رہا پس اَعْلٰی اور اَوْلٰی بن گئے اور جَوَارٍ وغیرہ کو ان پر قیاس کرنا اس لئے درست نہیں ہے کہ اَعْلٰی وغیرہ میں الف حذف ہونے کے باوجود غیر منصرف ہونے کی علت باقی رہتی ہے اس لئے غیر منصرف ہونے کی وجہ سے ان پر کسی بھی حالت میں تنوین نہیں آتی، اور جَوَارٍ وغیرہ میں یاء حذف ہونے کے بعد غیر منصرف ہونے کی علت باقی نہیں رہتی اس لئے منصرف ہونے کی وجہ سے ان میں تنوین آتی ہے۔

جواب کا خلاصہ یہ ہوا کہ جَوَارٍ جیسی مثالوں کے آخر میں جب تنوین آتی ہے اس وقت یہ غیر منصرف نہیں ہوتی بلکہ منصرف ہوتی ہیں اور جب یہ غیر منصرف ہوتی ہیں تو اس وقت ان میں تنوین نہیں آتی اور اَعْلٰی اَوْلٰی وغیرہ الفاظ ہر حالت میں غیر منصرف ہوتے ہیں اس لئے ان میں تنوین کبھی بھی نہیں آتی۔

صاحب فصول اکبری نے مذکورہ اشکال سے بچنے کے لئے ایک دوسرا طریقہ اختیار کیا وہ یہ کہ انہوں نے جَوَارٍ وغیرہ میں قَاضٍ والا قاعدہ نہیں چلایا بلکہ ان کے لئے ایک الگ قاعدہ مقرر کیا ہے جو معتل کے قواعد میں پچیس (۲۵) نمبر پر گزر چکا ہے۔

وہ قاعدہ یہ ہے کہ ہر وہ جمع جو فَوَاعِلُ کے وزن صوری پر ہو اور اسکے لام کلمہ میں یاء واقع ہو تو حالت رفعی اور جری میں اس کے آخر سے یاء حذف ہوتی ہے اور عین کلمہ پر تنوین آجاتی ہے۔

اب کوئی اشکال وارد نہیں ہوگا اس لئے کہ جب کوئی کہے کہ جوار میں حالت رفعی اور جری کے اندر یاء کیوں حذف ہوتی ہے اور تنوین کیوں عین کلمہ پر آجاتی ہے تو جواب یہ دیا جائیگا کہ اسی صرفی قاعدہ کے مطابق یاء حذف ہوتی ہے اور تنوین آجاتی ہے کیونکہ جَوَارٍ اور غَوَاشٍ کا وزن صوری فَوَاعِلُ ہے اور ان کے لام کلمہ میں یاء ہے یعنی ناقص ہیں۔

مصنف فرماتے ہیں کہ صاحب فصول اکبری نے جو طریقہ اختیار کیا ہے یہ مختصر اور آسان ہونے کی وجہ سے بہت عمدہ اور مناسب ہے اور قَاضٍ والا قاعدہ جاری کرنے کی صورت میں جو لمبی چوڑی تفصیل سمجھنے کی مشقت اور بوجھ ہے وہ اس صورت میں نہیں ہے اس لئے ہم نے اپنی اس کتاب میں بھی جَوَارٍ وغیرہ کیلئے وہی قاعدہ تحریر کیا ہے جو صاحب فصول اکبری نے بیان کیا ہے۔

نوٹ:...... معتل کے قواعد میں (۲۵) نمبر پر جو جَوَارٍ والا قاعدہ مذکور ہے وہ یہی صاحب فصول اکبری کا بیان کردہ قاعدہ ہے جسے مصنف نے مزید تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

سوال:...... وزن صوری سے کیا مراد ہے؟

جواب:...... وزن صوری اس وزن کو کہا جاتا ہے جس میں موزون کلمہ کے حروف اصلی اور زائد کا اعتبار نہ کیا گیا ہو بلکہ صرف حرکات اور سکنات کا اعتبار کیا گیا ہو کہ ساکن کے مقابلہ میں ساکن اور متحرک کے مقابلہ میں متحرک ہو جیسے جَوَارِیُ، مَسَاجِدُ، اَضَارِبُ ان سب کا وزن صوری تو فَوَاعِلُ ہے لیکن اصل وزن (یعنی وزنِ صرفی) جَوَارِیُ کا تو فَوَاعِلُ ہی ہے لیکن مَسَاجِدُ کا وزن صرفی مَفَاعِلُ ہے اور اَضَارِبُ کا اَفَاعِلُ ہے۔

تنبیہ:...... مصنف نے جو یہ فرمایا کہ صاحب فصول اکبری نے جَوَارٍ وغیرہ میں قَاضٍ والا قاعدہ جاری نہیں کیا بلکہ ان کے لئے الگ قاعدہ وضع کیا ہے (یعنی قاعدہ ۲۵) اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قَاضٍ والا قاعدہ سے مراد وہی قاعدہ (۱۰) یعنی یَدْعُوْا یَرْمِیْ والا قاعدہ ہے کیونکہ خود صاحب فصول اکبری نے رَامٍ اسم فاعل میں اسی قاعدہ (۱۰) کو جاری کیا ہے اور قَاضٍ بھی رَامٍ کی طرح ناقص سے اسم فاعل ہے اس سے ایک تو یہ ثابت ہوا کہ قاعدہ (۱۰) اسم فاعل کو بھی شامل ہے کما ذکرنا سابقاً۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ قاعدہ (۲۵) میں واشباہ آں سے مصنف کی مراد فَوَاعِل وغیرہ کا وزن ہے قَاضٍ اسم فاعل وغیرہ مراد نہیں (کما قال بعض الشَّارحین) وہ اس طرح کہ قاعدہ (۲۵) جو مصنف نے ذکر کیا

ہے صاحب فصول اکبری نے یہ قاعدہ فقط جمع منتہی الجموع ناقص کے صیغہ کے لئے وضع کیا ہے اور قاضٍ وغیرہ جمع کے صیغے نہیں ہیں اگر واشباہ آں سے قَاضٍ رَامٍ وغیرہ اسم فاعل کے صیغے مراد ہیں اور یہ قاعدہ قَاضٍ میں بھی جاری ہوتا ہے تو پھر جَوَازٍ جیسی مثالوں کو قاض والا قاعدہ سے نکال کر ان کیلئے الگ قاعدہ وضع کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

اس کے علاوہ صاحب علم الصیغہ کا دَاعٍ اسم فاعل میں قاعدہ (۱۰) کو جاری کرنے سے بھی اس بات کی مزید تائید ہوتی ہے کہ اشباہ آں سے اسم فاعل مراد نہیں ہے بلکہ جمع کے صیغے مراد ہیں اگر اسم فاعل مراد ہوتا تو پھر دَاعٍ میں قاعدہ (۲۵) جاری کرتے قاعدہ (۱۰) جاری نہ کرتے۔

ص ۳۴ فَقَدْ رَأَيْتُمُوْهُ ب صیغہ رَأَيْتُمْ بروزن فَعَلْتُمْ فائے تعقیب وقد تحقیق در ابتدائش آمدہ چون ہائے ضمیر مفعول در آخر آن لاحق شدہ واو بر تُمْ افزودہ وقاعدہ چنین ست کہ بعد كُمْ وُهُمْ وتُمْ ہرگاہ ضمیر لاحق میشود بعد میم واوی فزاید ومیم مضموم میشود چون قَتَلْتُمُوْهُمْ اَكَلْتُمُوْهَا اَكْرَهْتُمُوْنِيْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ بلکہ در تائے مکسورہ واحد مؤنث حاضر حین لحوق ضمیر گاہے یائے ساکنہ زیادہ میشود۔ در صحیح بخاری در قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ وارد شدہ لَوْقَرَأْتِيْهِ لَوَجَدْتِيْهِ۔

ص ۳۵ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا ب صیغہ نُلْزِمُ ست مثل نُكْرِمُ ہمزہ استفہام برسرش آمدہ وكُمْ ضمیر مفعول در آخرش وبعد آن بسبب ہا ضمیر مفعولِ دوم بعد میم واو افزودہ میم مضموم شدہ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا گشتہ۔

ص ۳۶ اَنْ سَيَكُوْنُ ب صیغہ يَكُوْنُ ست مثل يَقُوْلُ اشکال بسبب عدم نصب ست ووجہش اینکہ این اَنْ ناصبہ نیست بلکہ مخففہ است از اَنَّ مشبہ بالفعل بعد عِلْم وظَنّ این اَن می آید ونصب نمی کند۔

ص ۳۷ مِتْنَا ب صیغہ متکلم مع الغیر ست چون خِفْنَا ووجہ اشکال درین صیغہ این ست کہ مضارع آں در قرآن مجید مضموم العین مستعمل شدہ چون يَمُوْتُ ويَمُوْتُوْنَ پس باید کہ صیغہ از نَصَرَ يَنْصُرُ باشد ومُتْنَا آید چون قُلْنَا جوابش اینکہ اہل تفسیر نوشتہ اند کہ این لفظ از سمع آمدہ مَاتَ يَمَاتُ چون خَافَ يَخَافُ واز نَصَرَ ہم آمدہ چون مَاتَ يَمُوْتُ ودر قرآن مجید ماضی از سَمِعَ مستعمل شدہ ومضارع از نَصَرَ۔

ص ۳۸ فَمبَجَسْتْ ب فَانۡبَجَسَتْ صیغہ واحد مؤنث غائب ماضی معروف است مثل اِنۡفَطَرَتْ ہمزہ بسبب درج افتادہ ونون کہ ساکن بود بسبب وقوع بابعد آں میم شدہ بایں جہت در صیغہ اشکالے آمدہ۔

ص ۳۹ اَلدَّاعِ ب صیغہ اسم فاعل است دَاعِیْ یا بموجب قاعدہ کہ یاے آخر اسم معرف باللام راگاہے حذف میکنند ساقط شدہ۔ ص ۴۰ اَلْجَوَارِ ب اَلْجَوَارِیْ بودہ بقاعدہ کہ اینک ذکر کردیم یارا حذف کردند۔

ص ۴۱ اَلتَّنَادِ ب اَلتَّنَادِیْ مصدر باب تفاعل است اَلتَّنَادُیُ بودہ بقاعدہ معلومہ ضمہ دال کسرہ شدہ یا ساکن گشتہ وبقاعدہ مذکورہ حال افتادہ۔

ص ۴۲ دَسّٰهَا ب صیغہ دَسّٰی است کہ دراصل دَسَّسَ بودہ حرف آخر تضعیف را بحرف علت بدل کردند اکثر عرب چنین میکنند۔

ص ۴۳ فَظَلْتُمْ ب صیغہ فَظَلِلْتُمْ بودہ جمع مذکر حاضر ماضی معروف مضاعف از سَمِعَ بقاعدہ عرب کہ از دو حرف تضعیف یکے راگاہے حذف میکنند لام اول را حذف کردند۔ گاہے فَظِلْتُمْ میگویند بکسر ظا بنقل حرکتِ لام اول بظاء۔

ترجمہ: ......صیغہ (۳۴) فقدْ رأیتموہُ صیغہ رَأَیْتُمْ بروزن فَعَلْتُمْ ہے اس کے شروع میں فاء برائے تعقیب اور قَدْ برائے تحقیق آگیا ہے جب اس کے آخر میں ضمیر مفعول کی ھاء لاحق ہوئی تو تمْ پر واو کا اضافہ کردیا گیا اور قاعدہ اسطرح ہے کہ کُمْ، ھُمْ، تُمْ کے بعد جب کوئی ضمیر لاحق ہوتی ہے تو میم کے بعد واو بڑھ جاتا ہے اور میم مضموم ہوجاتا ہے جیسے قتلتموھُمْ (جو اصل میں قتلتُم تھا) اور اَکلتموھا (جو اصل میں اکلتم تھا) اکرھتمونی (جو اصل میں اکرھتم تھا) طلّقتموھنّ (جو اصل میں طلّقتم تھا) بلکہ کبھی واحد مؤنث حاضر کی تائے مکسورہ کے بعد ضمیر لاحق ہونے کے وقت یائے ساکنہ زیادہ ہوجاتی ہے صحیح بخاری میں عبداللہ بن مسعودؓ کے قول میں آیا ہے لوْ قَرَأتِیْهِ لوْ جَدْتِیْهِ۔

صیغہ (۳۵) اَنُلْزِمُکُمُوْھَا صیغہ نُلْزِمُ ہے نُکْرِمُ کی طرح اس کے شروع میں ہمزہ استفہام آیا اور آخر میں کُمْ ضمیر مفعول: اس کے بعد مفعول ثانی کی ھائے ضمیر لاحق ہونے کی وجہ سے میم کے بعد واو زیادہ ہوکر میم مضموم ہوگیا اَنُلْزِمُکُمُوْھا ہوا۔

صیغہ (۳۶) اَنْ سَیَکُوْنُ صیغہ یَکُوْنُ ہے یَقُوْلُ کی طرح (اَنْ کے ذریعہ) نصب نہ ہونے کی وجہ سے اشکال ہوا اور نصب نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اَنْ ناصبہ نہیں ہے بلکہ اَنَّ حروف مشبہ بالفعل کا مخفف ہے یہ اَنْ لفظ عِلْمٌ اور ظن کے بعد آتا ہے اور نصب نہیں دیتا۔

صیغہ (۳۷) مُتْنَا جو متکلم مع الغیر کا صیغہ ہے خِفْنَا کی طرح اس صیغہ میں اشکال کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں اس کا مضارع مضموم العین مستعمل ہوا ہے جیسے یَمُوْتُ اور یَمُوْتُوْنَ پس چاہئے کہ یہ صیغہ نَصَرَ یَنْصُرُ سے ہو اور قُلْنَا کی طرح مُتْنَا آئے (حالانکہ ایسا نہیں

ہے)اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ لفظ سمع یسمع سے بھی آیا ہے(جیسے مَاتَ یمَاتُ خَافَ یخَافُ کی طرح اور نصر سے بھی آیا ہے جیسے مَاتَ یمُوْتُ (قال یقول کی طرح)اور قرآن مجید میں ماضی سمع سے مستعمل ہے اور مضارع نصر سے۔

صیغہ(۳۸)فَمُبَجَسَتْ واحد مؤنث غائب فعل ماضی معلوم کا صیغہ ہے اِنْفَطَرَتْ کی طرح درمیان میں ن نے کی وجہ سے ہمزہ گر گیا اور نون جو کہ ساکن تھا اس کے بعد باء واقع ہونے کے سبب میم سے بدل گیا اسی وجہ سے صیغہ میں اشکال پیدا ہوا۔

صیغہ(۳۹)اَلدَّاعِ،دَاعِیٌ صیغہ اسم فاعل ہے یاء اس قاعدہ کے سبب حذف ہوگئی کہ معرف باللام اسم کے آخر کی یاء کبھی حذف کر دیتے ہیں۔

صیغہ(۴۰)الْجَوَارِ (اصل میں) اَلْجَوَارِیُ تھا اسی قاعدہ سے جو(ابھی)ہم نے ذکر کیا یاء کو حذف کر دیا۔

صیغہ(۴۱)اَلتَّنَادِ،اَلتَّنَادِیُ باب تفاعل کا مصدر ہے اصل میں اَلتَّنَادُیُ تھا معروف قاعدہ سے دال کا ضمہ کسرہ ہوکر یاء ساکن ہوگئی اور ابھی حال ہی میں ذکر کیے ہوئے قاعدہ سے حذف ہوگئی۔

صیغہ(۴۲)دَسّٰهَا صیغہ دَسّٰی ہے جو اصل میں دَسَّسَ تھا متجانسین میں سے آخری حرف (سین) کو حرف علت (یعنی الف) سے بدل دیا اکثر عرب ایسا کر لیتے ہیں۔

صیغہ(۴۳) فَظَلْتُمْ (اصل)صیغہ فَظَلِلْتُمْ تھا جمع مذکر حاضر ماضی معلوم مضاعف سمع یسمع سے عرب کے اس قاعدہ سے کہ ایک جنس کے دو حرفوں میں سے ایک حرف کو کبھی حذف کر دیتے ہیں لام اول کو حذف کر دیا: کبھی لام اول کی حرکت ظاء کو منتقل کر کے فَظِلْتُمْ کہتے ہیں ظاء کے کسرہ کے ساتھ۔

تشریح و تحقیق

	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
(۴۴)فَقَدَرْأَیتمُوْهُ	جمع مذکر حاضر	ماضی معلوم	مہموز العین ناقص یائی	ر ، ء ، ی	فتح یفتح	رَأَیْتُمْ

توضیح :...... یہاں جو قاعدہ بیان کیا گیا ہے یہ وہی قاعدہ ہے جسے ارشاد الصرف وغیرہ میں اَنْتُمْ اور ضَرَبْتُمْ والا قانون کہا جاتا ہے صرف انداز بیان کا فرق ہے کہ وہاں تُمْ ، هُمْ، كُمْ وغیرہ کی اصل واو کے ساتھ نکالی جاتی ہے یعنی تُمُوْ،هُمُوْ،كُمُوْ اور پھر ان کے بعد ضمیر نہ ہونے کی صورت میں واو کو حذف کر کے میم کو ساکن کر دیا جاتا ہے اور ان کے بعد ضمیر واقع ہونے کی صورت میں واو اپنے حال پر برقرار رہتا ہے حذف نہیں ہوتا جب کہ مصنف کے نزدیک

اصل تُمْ، کُمْ، هُمْ ہیں ان کے بعد ضمیر لاحق ہو جائے تو ان کے آخر میں واو کا اضافہ کر کے میم کو ضمہ دیا جاتا ہے حاصل دونوں کا ایک ہے۔

صحیح بخاری میں جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے قول میں لَوْقَرَأْتِیْهِ لَوَجَدْتِیْهِ کے الفاظ آئے ہیں یہ اصل میں لَوْ قَرَأْتِ لَوَجَدْتِ تھے جو واحد مؤنث حاضر کے صیغے ہیں جب ان کے ساتھ ضمیر لاحق ہوئی تو تائے مکسورہ کے بعد یائے ساکنہ زیادہ ہوگئی اس قول کا شان ورود یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ حدیث بیان فرمائی لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ کہ اللہ کی لعنت ہے اس عورت پر جو سر کے بالوں میں دوسرے کے بال لگاتی ہے یا لگواتی ہے اس پر ایک خاتون نے کہا کہ میں نے تو قرآن مجید پڑھا ہے مگر اس قسم کی عورتوں پر لعنت تو مجھے نہیں ملی اسکے جواب میں حضرت ابن مسعودؓ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا لَوْقَرَأْتِیْهِ لَوَجَدْتِیْهِ یعنی اگر تو قرآن غور سے پڑھتی تو اس قسم کی عورتوں پر لعنت ضرور پاتی اور دلیل کے طور پر فرمایا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَھُوْا جب رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت کی ہے تو ان پر قرآن مجید میں لعنت ہونا بھی لازم آیا کیونکہ نبی ﷺ کی طرف سے کسی پر لعنت کرنا در حقیقت خدا کی جانب سے لعنت ہے۔

	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
(۳۵) اَنُلْزِمُکُمُوْھَا	جمع متکلم	مضارع معلوم	صحیح	ل، ز، م	افعال	نُلْزِمُ

توضیح: اس میں صیغہ صرف نُلْزِمُ ہے اس کے بعد کُمْ مفعول اول اور ھَا مفعول ثانی ہے شروع میں ہمزہ استفہام ہے۔

	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
(۳۶) اَنْ سَیَکُوْنُ	واحد مذکر غائب	مضارع معلوم	اجوف واوی	ک، و، ن	نصر ینصر	یَکُوْنُ

توضیح: ...... اس میں ''اَنْ'' ناصبہ نہیں بلکہ '' ان '' مخففہ من المثقلہ ہے یعنی یہ اصل میں اَنَّ حرف مشبہ بالفعل ہے اس میں تخفیف ہوئی تو اَنْ بن گیا یہاں لفظ علم کے بعد آیا ہے جیسے عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَّرْضٰی اور علم وظن کے بعد جو اَنْ ہوتا ہے وہ ناصبہ نہیں ہوتا بلکہ یہی اَنْ مخففہ من المثقلة ہوتا ہے۔

	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
(۳۷) مِتْنَا	جمع متکلم	ماضی معلوم	اجوف واوی	م، و، ت	سمع	مَوِتْنَا

توضیح:......اصل میں مَوِتْنَا تھا سَمِعْنَا کی طرح: بقاعدہ قال باع واوالف سے تبدیل ہوکر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہوا مَتْنَا بن گیا پھر بقاعدہ خِفْنَ بِعْنَ فاءکلمہ یعنی میم کو کسرہ دیا تو مِتْنَا ہوا۔

اس پر اعتراض یہ ہے کہ قرآن مجید میں اس کا مضارع مضموم العین مستعمل ہوا ہے جیسے یَمُوْتُ یَمُوْتُوْنَ وغیرہ جس کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ نصر سے ہو کیونکہ مضارع تو نصر کا مضموم العین ہوتا ہے سمع کا مضارع تو مفتوح العین ہوتا ہے اور جب یہ نصر سے ہو تو پھر مِتْنَا بکسر المیم نہیں بلکہ بضم المیم مُتْنَا ہونا چاہئے قُلْنَا کی طرح کیونکہ قال باع والا قاعدہ کے ذیل میں یہ گزر چکا ہے کہ ثلاثی مجرد اجوف واوی کی ماضی معلوم میں جب واو مفتوح یا مضموم ہو تو جمع مونث غائب کے صیغہ سے لیکر آخر تک تمام صیغوں میں فاءکلمہ کو ضمہ دیا جاتا ہے اور نصر ینصر سے ہونے کی صورت میں عین کلمہ کا واو مفتوح ہوگا کیونکہ نصر کی ماضی مفتوح العین ہوتی ہے تو مِتْنَا کی اصل مَوَتْنَا ہوگی بقاعدہ قال باع واوالف سے تبدیل ہوکر اجتماع ساکنین کی وجہ سے حذف ہونے کے بعد فاءکلمہ یعنی میم کو ضمہ دیکر مُتْنَا ہونا چاہیئے حالانکہ قرآن مجید میں مِتْنَا بکسر المیم مستعمل ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نصر سے نہیں بلکہ سمع سے ہے کیونکہ اجوف واوی ہونیکی صورت میں ماضی کے فاءکلمہ کو کسرہ اس وقت دیا جاتا ہے جب واو مکسور ہو اور واو مکسور تب ہوگا جب یہ سمع سے ہو۔

حاصل کلام یہ ہے کہ مضارع کے مضموم العین ہونے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ نصر ینصر سے ہے جب کہ ماضی میں فاءکلمہ کے مکسور ہونے (یعنی مِتْنَا) سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سمع سے ہے۔

جواب یہ دیا گیا کہ یہ مادہ سمع اور نصر دونوں سے مستعمل ہے قرآن مجید میں اس کا مضارع نصر سے مستعمل ہے اس لئے مضموم العین ہے اور ماضی اکثر سمع سے مستعمل ہے اس لئے فاءکلمہ یعنی میم مکسور ہے۔

اصل	باب	حروف اصلی	ہفت اقسام	بحث	صیغہ	
اِنْبَجَسَتْ	انفعال	ب، ج، س	صحیح	ماضی معلوم	واحد مؤنث غائب	(۳۸) فَمْبَجَسَتْ

توضیح:......اصل صیغہ اِنْبَجَسَتْ ہے نون ساکن کے بعد باء واقع ہے اور قاعدہ ہے کہ جب نون ساکن کے بعد باء واقع ہو جائے تو نون ساکن کو میم سے بدل دیا جاتا ہے جسے اقلاب کہتے ہیں لہذا اسی قاعدہ کے مطابق نون ساکن میم سے بدل گیا تو تلفظ کے اعتبار سے اِمْبَجَسَتْ بن گیا پھر شروع میں فاء آنے کی وجہ سے ہمزہ وصلی حذف ہوا تو

(باعتبار تلفظ) فَمُبَجَسْتَ بن گیا باقی کتابت کے اعتبار سے فَانْبَجَسْتَ ہے۔

اصل	باب	حروف اصلی	ہفت اقسام	بحث	صیغہ	(۳۹) اَلدَّاعِ
اَلدَّاعِوُ	نصر ینصر	د، ع، و	ناقص واوی	اسم فاعل	واحد مذکر	

توضیح: الداع والا قاعدہ: اَلدَّاعِ کی اصل اَلدَّاعِوُ ہے بقاعدہ دُعِیَ واو یاء سے بدل گیا اَلدَّاعِیُ بن گیا پھر بقاعدہ یدعو یرمی یاء ساکن ہوگئی اَلدَّاعِیْ بن گیا اب قاعدہ یہ ہے کہ جو اسم معرف باللام ہو اور اس کے آخر میں یاء واقع ہو تو اس یاء کو حذف کرنا جائز ہے لہٰذا اسی قاعدہ سے یاء حذف ہوگئی اَلدَّاعِ رہ گیا۔

اصل	باب	حروف اصلی	ہفت اقسام	بحث	صیغہ	(۴۰) اَلْجَوَارِ
اَلْجَوَارِیُ	ضرب	ج، ر، ی	ناقص یائی	اسم فاعل	جمع مؤنث	

توضیح: ......اصل میں اَلْجَوَارِیُ تھا بقاعدہ (۲۵) یاء ساکن ہوگئی پھر مذکورہ بالا قاعدہ سے حذف ہوگئی کیونکہ یہاں بھی اسم معرف باللام کے آخر میں یاء واقع ہوئی تھی۔

اصل	باب	حروف اصلی	ہفت اقسام	بحث	صیغہ	(۴۱) اَلتَّنَادِ
اَلتَّنَادُیُ	تفاعل	ن، د، ی	ناقص یائی	مصدر	واحد	

توضیح: ......یہ باب تفاعل کا مصدر ہے جو اصل میں اَلتَّنَادُیُ تھا اَلتَّضَارُبُ کی طرح: معتل کے قاعدہ (۱۶) یعنی اَدْلٍ اور اَظْبٍ والا قاعدہ کی دوسری صورت کے مطابق دال کا ضمہ کسرہ سے بدل گیا اور یاء ساکن ہوگئی تو اَلتَّنَادِیْ بن گیا پھر مذکورہ بالا قاعدہ سے یاء حذف ہوگئی۔

تنبیہ: ......قاعدہ معلومہ سے مصنف کی مراد معتل کا قاعدہ (۱۶) ہے۔

اصل	باب	حروف اصلی	ہفت اقسام	بحث	صیغہ	(۴۲) دَسّٰهَا
دَسَّسَهَا	تفعیل	د، س، س	مضاعف	ماضی معلوم	واحد مذکر غائب	

توضیح: دَسّٰهَا والا قاعدہ: اس میں صیغہ دَسّٰی ہے جو کہ اصل میں دَسَّسَ تھا صَرَّفَ کی طرح: قاعدہ یہ ہے کہ ایک جنس کے دو حرفوں میں سے آخری حرف کو اکثر ماقبل کی حرکت کے مطابق حرف علت سے بدل دیا جاتا ہے (بغرض تخفیف) تو اس قاعدہ کے مطابق آخری سین الف سے بدل گیا دَسّٰهَا بنا۔

اصل	باب	حروف اصلی	ہفت اقسام	بحث	صیغہ	(۴۳) فَظَلْتُمْ
فَظَلِلْتُمْ	سمع	ظ، ل، ل	مضاعف	ماضی معلوم	جمع مذکر حاضر	

توضیح: فَظَلْتُمْ والاقاعدہ : اصل میں فَظَلِلْتُمْ تھا سَمِعْتُمْ کی طرح اہل عرب کا یہ قاعدہ ہے کہ ایک جنس کے دوحرفوں میں سے ایک کو کبھی حذف کر دیتے ہیں تو اس قاعدہ کے مطابق یہاں لام اول حذف ہوا ہے۔
کبھی لام اول کی حرکت ظاء کو دیدی جاتی ہے اس کے بعد لام اول حذف ہوتا ہے اس وقت فَظِلْتُمْ کہا جاتا ہے۔

ص[۴۴] قَرْنَ ب حسب بیان بعض مفسرین دراصل اِقْرَرْنَ بودہ حسب قاعدہ مذکورہ اِنفَارائے اول رابعد نقل حرکتش حذف کردند حاجت ہمزہ وصل نماندہ لہذا ابیفتاد قَرْنَ شدودر بیضاوی یک توجیہ آن قَرْنَ مثل خَفْنَ از قَارَیَقَارُمثل خَافَ یَخَافُ ومعنی آن مقارب بمادہ قَرَار نوشتہ۔ص[۴۵] حُجُرَات ب جمع حُجْرَۃٌ است درواحد عین ساکن است درجمع حسب قاعدہ کہ عین فُعْلٌ بالضم مؤنث وَفُعْلَۃٌ رابوقت جمع بالف وتاضمہ مید ہند جیم راضمہ دادند وفتحہ ہم دریں صورت جائز ست ودر فِعْلٌ بالکسر مؤنث وفِعْلَۃٌ چوں کِسْرَۃٌ عین راکسرہ مید ہند وگاہے فتحہ ودر امثال تَمْرَۃٌ ، تَمَرَاتٌ گویند بفتح عین برائے تعلیم ایں قاعدہ این صیغہ نوشتہ شد۔
الحمدللہ کہ این رسالہ بانجام رسید بفضلہٖ جَلَّتْ آلَاؤُہٗ مُحْتَوِی برقواعدے شدہ کہ نافع مبتدی ومنتہی است بالخصوص باب افادات وخاتمہ مشتمل برفوائدیست کہ اکثر کتب صرف ازاں خالی ست وادراک آن نہایت نافع مقصود بالذات از تحصیل علم صرف علم قرآن مجیدست ودرخاتمہ صیغ قرآن مجید مذکورشدہ کہ ادراک اکثر آں بے مراجعت کتب تفسیر دشوارست ازین انفع چہ خواہد بود وبہمیں جہت وبسبب اختتام این رسالہ در۱۲۷۶ھ نامش علم الصیغہ گزاشتہ آمد وبسبب ظہور ایں قوانین جزیلۃ التحقیق بپاس خاطر شفیق حقیق حافظ وزیر علی صاحب سلمہ رب المواہب ملقب بقوانین جزیلۃ حافظیہ کردہ شد خدائے تعالی قبول فرماید وحقیر گنہگار نامہ سیاہ تباہ روزگار راز مکارہ دنیویہ برآوردہ عافیت تامہ عنایت فرمودہ برآستانہ خود وآستانہ حبیب خود برساند ومحبی محسنی شفیقی حافظ وزیر علی صاحب باعثِ تصنیف ایں کتاب رابہمہ وجوہ مرفہ الحال ومقضی المرام وفائز بمرادات دینی ودنیوی دارد۔

واخردعوانا ان الحمدالله رب العلمين والصلوة والسلام علی حبيبه سيد المر سلين واله واصحابه اجمعين امين۔

ترجمہ:......صیغہ (۴۴) قَرْنَ بعض مفسرین کے بیان کے مطابق یہ اصل میں اِقْرَرْنَ تھا ابھی جو قاعدہ مذکور ہوا (کہ متجانسین

میں سے ایک حرف کو حذف کیا جاتا ہے)اسی کے مطابق رائے اول کی حرکت (ماقبل کو) نقل کرنے کے بعد اسے حذف کیا ہمزہ وصلی کی ضرورت نہیں رہی اس لئے گر گیا قِرْنَ ہوا تفسیر بیضاوی میں اس کی ایک توجیہ یہ کی ہے کہ قِرْنَ خِفْنَ کی طرح ہے قَارَ یَقَارُ سے خَافَ یَخَافُ کے مانند اور اس کے معنی قرار مادہ کے قریب قریب لکھے ہیں۔

صیغہ (۴۵) حُجُرَاتٌ۔ حُجْرَۃٌ کی جمع ہے واحد میں عین کلمہ (یعنی جیم) ساکن ہے اور جمع میں اس قاعدہ کے مطابق جیم کو ضمہ دیا گیا ہے کہ فُعْلٌ (بضم الفاء) اور فُعْلَۃٌ مؤنث کے عین کلمہ کو الف اور تاء کے ساتھ جمع لاتے وقت ضمہ دیدیتے ہیں اور اس صورت میں (عین کلمہ کو) فتح دینا بھی جائز ہے اور فِعْلٌ (بکسر الفاء) اور فِعْلَۃٌ مؤنث جیسے کِسْرَۃٌ میں (الف اور تاء کے ساتھ جمع لاتے وقت) عین کلمہ کو کسرہ دیتے ہیں۔اور کبھی فتحہ بھی دیتے ہیں اور تَمْرَۃٌ جیسے الفاظ میں (الف اور تاء کے ساتھ جمع لاتے وقت) تَمَرَاتٌ کہتے ہیں عین کلمہ (یعنی میم) کے فتحہ کے ساتھ، یہی قاعدہ سمجھانے کی غرض سے یہ (حجرات) صیغہ لکھا گیا ہے (ورنہ اس صیغہ کی پہچان میں کوئی اشکال نہیں)۔

الحمد للہ کہ یہ رسالہ اختتام کو پہنچا اور اس خدائے عزوجل کی مہربانی سے جس کی نعمتیں اور احسانات بہت زیادہ ہیں یہ رسالہ ایسے قواعد پر مشتمل ہوا جو مبتدی اور منتہی (دونوں قسم کے طلبہ) کیلئے نافع ہیں خاص طور پر افادات کا باب اور خاتمہ ایسے فوائد پر مشتمل ہیں کہ جن سے علم صرف کی اکثر کتابیں خالی ہیں اور ان (فوائد) کا جاننا نہایت مفید ہے۔

علم صرف حاصل کرنے سے مقصود بالذات قرآن مجید کا سمجھنا ہے اور خاتمہ میں قرآن مجید کے ایسے صیغے مذکور ہوئے جن میں سے اکثر کا سمجھنا تفسیر کی کتابوں کی طرف رجوع کرنے کے بغیر دشوار ہے اس سے زیادہ نفع کی بات کیا ہوگی؟ پس اسی وجہ سے (یعنی اس کتاب کا خاتمہ مشکل صیغوں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے) اور اس کتاب کا ۱۲۷۶ھ میں اختتام پذیر ہونے کی وجہ سے اس کا نام علم الصیغہ رکھا گیا اور (چونکہ) بڑی تحقیق والے ان قواعد کا ظہور میرے مہربان ولائق حافظ وزیر علی صاحب (بخششوں اور عطایا کا مالک ان کی حفاظت فرمادیں) کی دلجوئی کے خیال سے ہوا اسلئے اس رسالہ کو "قوانین جزیلہ حافظیہ" کا لقب دیدیا گیا اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں اور حقیر، گنہگار، سیاہ کار و تباہ حال کو دنیا کی برائیوں سے نکال کر کامل عافیت عنایت فرما کر اپنے دربار اور اپنے حبیب ﷺ کے دربار میں پہنچادیں اور اس کتاب کی تصنیف کے سبب بننے والے میرے دوست میرے محسن و مہربان حافظ وزیر علی صاحب کو ہر اعتبار سے آسودہ حال، کامران اور دینی و دنیوی مقاصد میں کامیاب رکھیں۔

واخر دعونا ان الحمد للّٰہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ سید المرسلین والہ واصحابہ اجمعین آمین.

تشریح وتحقیق

(۴۴)قَرْنَ	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
	جمع مؤنث حاضر	امر حاضر معلوم	مضاعف	ق،ر،ر	سمع	اِقْرَرْنَ

توضیح:......اس کا مصدر قَرَارٌ ہے یہ اصل میں اِقْرَرْنَ تھا یہ قاعدہ او پر گزرا کہ متجانسین میں سے کسی ایک کو کبھی کبھار حذف کیا جاتا ہے تو اسی قاعدہ کے مطابق رائے اول کی حرکت ماقبل قاف کو دیدی اور راء کو حذف کر دیا تو اِقَرْنَ بن گیا، مابعد کے متحرک ہونے کی وجہ سے ہمزہ وصلی کی ضرورت باقی نہیں رہی اسلئے ہمزہ وصلی بھی حذف ہوا تو قَرْنَ بن گیا۔

تفسیر بیضاوی کے حوالہ سے اس میں دوسرا احتمال یہ بیان کیا گیا ہے کہ قَرْنَ، قَارَ یَقَارُ قَوْرًا سے ہے یعنی مضاعف نہیں بلکہ اجوف واوی ہے خَافَ یَخَافُ کی طرح: یہ جمع مؤنث امر حاضر معلوم کا صیغہ ہے خَفْنَ کی طرح: قار' یقار' قوراً' کا معنی ہے جمع رہنا اور قَرَّ یقرُّ قَرَارٌ کا معنی ہے قرار پکڑنا، اور جمع رہنے اور قرار پکڑنے کے معنی قریب قریب ہیں۔

(۴۵)حُجُرَاتٌ	صیغہ	بحث	ہفت اقسام	حروف اصلی	باب	اصل
	جمع مؤنث	اسم جامد	صحیح	ح،ج،ر	×	×

توضیح:......یہ حُجْرَۃٌ کی جمع ہے واحد میں عین کلمہ یعنی جیم ساکن ہے اور جمع یعنی حُجُرَاتٌ میں عین کلمہ مضموم ہے

الف اور تاء کے ساتھ جمع بنانے کا قاعدہ :

اب سوال:......یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب واحد میں عین کلمہ ساکن ہے تو جمع میں اس پر ضمہ کیسے آیا؟

جواب:......یہ دیا کہ جمع میں عین کلمہ پر ضمہ ایک صرفی قاعدہ کی وجہ سے آیا ہے وہ صرفی قاعدہ یہ ہے کہ:

(۱) ہر وہ اسم جو فُعْلٌ یا فُعْلَۃٌ کے وزن پر ہو اور مونث ہو ایسے اسم کی جمع جب الف اور تاء کے ساتھ آتی ہے تو جمع میں عین کلمہ کو ضمہ دیا جاتا ہے چونکہ حُجْرَۃٌ فُعْلَۃٌ کے وزن پر ہے اور مونث ہے تو الف اور تاء کے ساتھ اس کی جمع (حُجُرَاتٌ)لاتے وقت عین کلمہ یعنی جیم اسی قاعدہ سے مضموم ہوا اسی طرح غُرْفَۃٌ کی جمع غُرُفَاتٌ، فُعْلٌ کی مثال جیسے عُرْسٌ اس کی جمع عُرُسَاتٌ آتی ہے اور مذکورہ دونوں وزنوں کی جمع میں عین کلمہ کو فتح دینا بھی

جائز ہے جیسے حُجْرَۃٌ سے حُجَرَاتٌ اور عُرْسٌ سے عُرُسَاتٌ۔

(۲) اور جو اسم مونث فِعْلٌ یا فِعْلَۃٌ کے وزن پر ہو ایسے اسم کی جمع الف اور تاء کے ساتھ لاتے وقت عین کلمہ کو کسرہ دیا جاتا ہے اور فتحہ دینا بھی جائز ہے جیسے رِجْلٌ سے رِجِلَاتٌ اور کِسْرَۃٌ سے کِسِرَاتٌ ان میں رِجَلَاتٌ اور کِسَرَاتٌ پڑھنا بھی جائز ہے۔

(۳) اور جو اسم مونث فَعْلٌ یا فَعْلَۃٌ کے وزن پر ہو جب ایسے اسم کی جمع الف اور تاء کے ساتھ آتی ہے تو عین کلمہ کو صرف فتحہ دیا جاتا ہے جیسے تَمْرَۃٌ سے تَمَرَاتٌ اور اَرْضٌ سے اَرَضَاتٌ۔

نوٹ:...... یہ تینوں قاعدے صحیح کے ساتھ خاص ہیں جیسے کہ مثالوں سے معلوم ہوتا ہے باقی معتل اور مضاعف وغیرہ میں مزید تفصیل ہے جو دوسری کتب صرف خصوصاً فصول اکبری میں دیکھی جاسکتی ہے۔

حل مشکل الفاظ:

جَلَّتْ: ضرب یضرب سے واحد مونث غائب کا صیغہ ہے جَلَّ یَجِلُّ جَلَالَۃً بمعنی بڑے مرتبہ والا ہونا۔

آلاء: نعمتیں یہ جمع ہے جس کا مفرد اِلیٰ یا اِلْیٌ ہے۔

مُحْتَوِیٌ: باب افتعال سے اسم فاعل ہے بمعنی مشتمل و جامع۔

جَزِیْلَۃ: جَزُلَ جَزَالَۃً، کَرُمَ سے بمعنی بڑا ہونا جَزِیْلَۃ بہت بڑی۔

رَبُّ الْمَوَاهِبِ: المواهب مَوْهِبَۃٌ کی جمع ہے بمعنی عطیہ: ہبہ کی ہوئی چیز رب المواهب بمعنی عطایا اور بخششوں کا مالک۔

نامہ سیاہ: سیاہ اعمال نامہ والا یعنی سیاہ کار، گنہگار تباہ: برباد۔ روزگار: زمانہ۔

مَکَارِہْ: جمع ہے مَکْرُوْهَۃٌ کی بمعنی ناپسندیدہ چیزیں برائیاں: بهمہ وجوہ ہر اعتبار سے۔

مُرَفَّہُ الْحَالْ: آسودہ اور خوشحال اس میں مُرَفَّہٌ باب تفعیل سے اسم مفعول ہے۔

مَقْضِیُّ الْمَرام: کامران جس کا مقصد پورا ہو گیا ہو۔

مُرَادات: مُرَاد کی جمع ہے بمعنی مقاصد و مطالب۔

سوال:...... علم الصیغہ کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

جواب:......دو وجہ سے اس کتاب کا نام علم الصیغہ رکھا گیا:

(۱) ایک تو اس وجہ سے کہ علم صرف حاصل کرنے سے مقصود اصلی قرآن پاک کا سمجھنا ہے اور اس کتاب کا خاتمہ قرآن مجید کے چند مشکل صیغوں پر مشتمل ہے تو اس رسالہ کے پڑھنے سے ان صیغوں کا علم ہو جاتا ہے اس لئے علم الصیغہ نام رکھا گیا۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ کتاب ۱۲۷۶ھ میں مکمل ہوئی اور لفظ علم الصیغہ جن حروف تہجی پر مشتمل ہے حروف ابجد کے حساب سے ان حروف کا مجموعی عدد بھی بارہ سو چھہتر (۱۲۷۶) بنتا ہے لہذا یہ اس رسالہ کا تاریخی نام ہے۔

توضیح:......لفظ علم الصیغہ کے حروف تہجی کا مجموعی عدد ۱۲۷۶ اس طرح بنتا ہے کہ حروف ابجد کے حساب سے ہر حرف تہجی کا ایک خاص عدد مقرر ہے جو کہ مندرجہ ذیل نقشہ سے واضح ہوتا ہے۔

ا	ب	ت	ث	ج	ح	خ
۱	۲	۴۰۰	۵۰۰	۳	۸	۶۰۰
د	ذ	ر	ز	س	ش	ص
۴	۷۰۰	۲۰۰	۷	۶۰	۳۰۰	۹۰
ض	ط	ظ	ع	غ	ف	ق
۸	۹	۹۰۰	۷۰	۱۰۰۰	۸۰	۱۰۰
ک	ل	م	ن	و	ہ	ی
۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶	۵	۱۰

اب لفظ علم الصیغہ کے حروف تہجی اپنے عدد سمیت یہ ہیں۔

ع	ل	م	ا	ل	ص	ی	غ	ہ
۷۰	۳۰	۴۰	۱	۳۰	۹۰	۱۰	۱۰۰۰	۵

تو ان حروف کے اعداد کا مجموعہ ۱۲۷۶ ہے۔

رب ذوالجلال کے فضل وکرم اور لطف واحسان سے علم الصیغہ کے ترجمہ اور تشریح وتحقیق پر مشتمل ارشاد الصیغہ کے نام سے موسوم یہ رسالہ بتاریخ ۵ صفر ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۰، اپریل ۲۰۰۲ء اپنے اختتام کو پہنچا۔
رب کریم! اس حقیر کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر اہل علم کے لئے نافع بنا۔
اسے میرے لئے اور میرے والدین، اساتذہ، اور احباب واصدقاء کے لئے ذریعہ نجات اور ذخیرہ آخرت بنا۔

آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه سیدالانبیاء والمرسلین وعلی آله واصحابه اجمعین آمین .

احقر بندہ

رشید احمد سواتی

غفرله ربه الاحد الصمد الذی یبقی وجهه الی الابد .

خاصیات ابواب

تالیف

استاد الصرف

مولانا رشید احمد سواتی

مدرس جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی نمبر ۱۶

ناشر

مکتبہ: دار القلم لیبر اسکوائر نزد جامعہ بنوریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

خاصیات ابواب

خاصیت کی تعریف:......خاصیت کا لغوی معنی ہے خاص ہونا۔

اصطلاحی تعریف:......صرفیوں کی اصطلاح میں خاصیت ان معانی کو کہتے ہیں جو باب کے لغوی معنی سے زائد ہوں لیکن لغوی معنی کے ساتھ لازم ہوں۔

جیسے اِخْرَاجٌ جو باب افعال سے ہے اس کا لغوی معنی ہے کسی کا کسی کو نکالنا اور اِدْخَالٌ کا لغوی معنی ہے کسی شخص کا کسی کو داخل کرنا اب ان دونوں میں ان لغوی معنی کے ساتھ ساتھ تعدیہ (یعنی متعدی بنانے) کے معنی بھی پائے جاتے ہیں (یعنی تعدیہ کی خاصیت یہاں موجود ہے) اور یہ تعدیہ کے معنی لغوی معنی کے علاوہ ہیں کیونکہ اِخْرَاجٌ اور اِدْخَالٌ کا مفہوم اور ہے اور تعدیہ کا مفہوم اور، اس کے باوجود اخراج اور ادخال جیسے کلمات تعدیہ کے بغیر نہیں پائے جاتے ان کے ساتھ تعدیہ لازم ہے۔

سوال:......خاصہ اور خاصیت میں کوئی فرق ہے یا دونوں ہم معنی ہیں؟

جواب:......بعض صرفی حضرات کہتے ہیں کہ خاصہ اور خاصیت ہم معنی ہیں ان میں کوئی فرق نہیں، جب کہ بعض علماء صرف ان دونوں میں فرق کرتے ہیں کہ خاصیت کی تعریف تو وہ ہے جو اوپر گزر چکی (یعنی وہ زائد معنی جو لغوی معنی کے علاوہ ہوں لیکن لغوی معنی کے ساتھ لازم ہوں)

اور **خاصہ** کی تعریف یہ ہے مَا یَخْتَصُّ بِالشَّیْ ولا یُوْجَدُ فی غیرہ یعنی جو ایک شے کے ساتھ خاص ہو اور اس کے علاوہ کسی اور میں نہ پایا جائے جیسے علم اور کتابت صرف انسان کا خاصہ ہے۔

اعتراض:......جو صرفی حضرات خاصہ اور خاصیت میں فرق نہیں کرتے بلکہ ان دونوں کو ہم معنی سمجھتے ہیں ان پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ آپ کا خاصہ اور خاصیت کو ہم معنی کہنا درست نہیں کیونکہ خاص تو ذی الخاصہ کے علاوہ کسی اور میں نہیں پایا جاتا جیسا کہ اس کی تعریف میں لایوجد فی غیرہ کی قید سے معلوم ہوتا ہے جب کہ ایک باب کی خاصیت دوسرے باب میں بھی پائی جاتی ہے مثلاً تعدیہ باب افعال کی خاصیت ہے لیکن

باب تفعیل میں بھی یہ خاصیت پائی جاتی ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خاصہ اور خاصیت میں فرق ہے دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔

جواب:......ان کی طرف سے یہ دیا جاتا ہے کہ ہم خاصہ کی تعریف **ما یختص بالشئ ولا یو جد فی غیرہ** کے ساتھ نہیں کرتے یہ تو نحاۃ کی اصطلاح ہے جو یہاں مراد نہیں ہے ہمارے نزدیک تو خاصہ کی تعریف وہی ہے جو تعریف خاصیت کی ہے یعنی اصلی معنی کے علاوہ ایسا زائد معنی جو باب کے اصل معنی کے ساتھ لازم اور خاص ہو۔

دوسرا جواب:...... یہ ہے کہ چلو مان لیتے ہیں کہ خاصہ کی تعریف **ما یختص بالشئ ولا یوجد فی غیرہ** ہے لیکن یہ تعریف دو جزء پر مشتمل ہے (۱) جزء ایجابی یعنی **ما یختص بالشئ** (۲) جزء سلبی یعنی **ولا یو جد فی غیرہ** تو یہاں صرف جزء ایجابی مراد ہے یعنی **مایختص بالشئ** جزء سلبی مراد نہیں لہذا کسی ایک باب کی خاصیت کا دوسرے باب میں پایا جانا خاصہ ہونے کے منافی نہیں۔

ابواب ثلاثی مجرد کی خاصیات:

ثلاثی مجرد کے چھ ابواب میں سے **نصر، ضرب، سمع** ان تین ابواب کو **اُمُّ الابواب** اور **اصولِ ابواب** کہتے ہیں یعنی ابواب کی اصل اور بنیاد۔

سوال:......ان تین ابواب کو اُمّ الابواب اور اصولِ ابواب کہنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب:...... اصل یہ ہے کہ جب معنی باہم مختلف ہوں تو ان کے الفاظ بھی مختلف ہونے چاہئے اور ان تینوں میں جیسے فعل ماضی اور مضارع کے معنی مختلف ہوتے ہیں تو ایسے ہی فعل ماضی کے عین کلمہ کی حرکت مضارع کے عین کلمہ کی حرکت سے مختلف ہوتی ہے لہذا یہ تینوں باب مذکورہ اصل کے مطابق ہیں جبکہ ان کے علاوہ باقی تین ابواب میں ماضی اور مضارع دونوں کے عین کلمہ کی حرکت ایک ہوتی ہے مختلف نہیں ہوتی جیسے **فتح یفتح** میں ماضی اور مضارع دونوں مفتوح العین ہوتے ہیں اور **حسب یحسب** میں دونوں مکسور العین ہوتے ہیں اور **کرم یکرم** میں دونوں مضموم العین ہوتے ہیں اس لئے ان کو فروع ابواب کہتے ہیں کہ معنی مختلف ہونے کے باوجود ماضی اور مضارع کے الفاظ مختلف نہیں جو کہ خلاف اصل ہے۔

(۱) باب نَصَرَ کی خاصیت:

اس باب کی مشہور خاصیت مُغَالبہ ہے۔

مغالبہ کالغوی معنی۔۔۔۔۔۔کسی پر غالب آنے کی کوشش کرنا

اصطلاحی تعریف:۔۔۔۔۔۔ باب مفاعلہ کے بعد کسی فعل کو اس غرض سے ذکر کرنا کہ اس کے ذریعہ فریقین میں سے کسی ایک کے غالب آنے کو ظاہر کیا جائے۔

تو اس غلبہ کو ظاہر کرنے کے لئے باب مفاعلہ کے بعد جس فعل کو ذکر کیا جائے گا وہ باب نصر سے ہوگا اگر چہ وہ فعل اصل وضع کے اعتبار سے کسی اور باب سے ہو نصر سے نہ جیسے خَاصَمَنِيْ زَيْدٌ فَخَصَمْتُهٗ (زید نے مجھ سے جھگڑا کیا پس میں جھگڑے میں اس پر غالب آیا) اور يُخَاصِمُنِيْ زَيْدٌ فَأَخْصُمُهٗ (زید مجھ سے جھگڑتا ہے پس میں جھگڑے میں اس پر غالب آتا ہوں) اسی طرح يُضَارِبُنِيْ زَيْدٌ فَأَضْرُبُهٗ (بضم الراء) یعنی میں اور زید ایک دوسرے کو مارتے ہیں پس میں مار پیٹ میں اس پر غالب آجاتا ہوں) تو مذکورہ تینوں مثالوں میں خَاصَمَ، يُخَاصِمُ اور يُضَارِبُ باب مفاعلہ سے ہیں ان کے بعد مثال اول میں خَصَمْتُ مثال ثانی میں أَخْصُمُ اور مثال ثالث میں أَضْرُبُ افعال ذکر کئے گئے ہیں جن سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ زید اور متکلم جو باہم لڑائی جھگڑے اور مار پیٹ میں مشغول تھے ان دونوں میں سے متکلم زید پر غالب ہے یہاں أَخْصُمُ اور أَضْرُبُ اگر چہ اپنی اصل وضع کے اعتبار سے ضَرَبَ يَضْرِبُ کے باب سے ہیں اور مضارع میں عین کلمہ مکسور ہے (یعنی أَخْصِمُ اور أَضْرِبُ) لیکن مغالبہ کے لئے ان کو نصر ینصر سے استعمال کیا گیا (یعنی مضارع میں عین کلمہ کو ضمہ دیا گیا)۔

اعتراض:۔۔۔۔۔۔ آپ نے کہا کہ اظہار غلبہ کے لئے باب مُفَاعَلَه کے بعد جس فعل کو ذکر کیا جائے گا وہ باب نَصَرَ سے ہوگا حالانکہ مندرجہ ذیل مثالوں میں تو یہ فعل نصر سے نہیں بلکہ ضرب سے ہے جیسے يُوَاعِدُنِيْ زَيْدٌ فَأَعِدُهٗ (میں اور زید دونوں باہم وعدہ کرتے ہیں پس میں وعدہ پورا کرنے میں غالب آجاتا ہوں) اور يَاسَرَنِيْ فَأَيْسِرُهٗ (ہم دونوں جوئے بازی کرتے ہیں پس میں اس میں غالب آجاتا ہوں) تو ان دونوں مثالوں میں أَعِدُ اور أَيْسِرُ (بکسر العین) ضَرَبَ سے ہیں اگر نَصَرَ سے ہوتے تو مضارع میں عین کلمہ مضموم ہوتا پھر یہ أَعُدُ اور أَيْسُرُ ہوتے لیکن ایسا نہیں ہے یہ کیوں؟

جواب:۔۔۔۔۔۔ باب مفاعلہ کے بعد اظہار غلبہ کے لئے جس فعل کو ذکر کیا جاتا ہے وہ اکثر تو نَصَرَ ہی سے آتا ہے

لیکن مندرجہ ذیل صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں ان صورتوں میں مغالبہ کے لئے فعل ضرب سے آتا ہے نصر سے نہیں۔

(۱) مثال واوی (۲) مثال یائی (۳) اجوف یائی (۴) ناقص یائی، ان چار صورتوں میں مغالبہ کے لئے فعل ضرب سے لایا جاتا ہے اور آپ نے جو مثالیں ذکر کیں ہیں وہ ان چاروں صورتوں میں سے ہیں کہ اَعِدُ مثال واوی ہے اور اَیْسِرُ مثال یائی ہے، اجوف یائی کی مثال جیسے یُبَایِعُنِیْ فَاَبِیْعُهٗ اور ناقص یائی کی مثال جیسے یُرَامِیْنِیْ فَاَرْمِیْهِ۔

سوال:...... ان چار صورتوں میں مغالبہ کے لئے فعل ضَرَبَ سے کیوں آتا ہے نَصَرَ سے کیوں نہیں آتا؟

جواب:...... ضَرَبَ سے اس لئے آتا ہے کہ معتل کی یہ چاروں قسمیں نَصَرَ سے مستعمل نہیں ہیں اور نَصَرَ کی طرف ان کو منتقل کرنا لغت عرب کے خلاف ہے۔

تنبیہ:...... ان صورتوں میں اجوف اور ناقص کیساتھ یائی کی قید اس لئے لگائی کہ اجوف واوی اور ناقص واوی مغالبہ کے لئے حسب سابق نَصَرَ سے آتے ہیں اجوف واوی کی مثال جیسے یُخَاوِفُنِیْ فَاَخُوْفُهٗ اور ناقص واوی کی مثال جیسے یُرَاضِیْنِیْ فَاَرْضُوْهٗ۔

(۲) باب ضَرَبَ کی خاصیت:

اس باب کی خاصیت بھی مغالبہ ہے لیکن اس میں مغالبہ کے لئے شرط یہ ہے کہ باب مفاعلہ کے بعد جس فعل کو ذکر کرنا ہو وہ هفت اقسام کے اعتبار سے مثال واوی ، مثال یائی ، اجوف یائی یا ناقص یائی ہو جیسے یُبَایِعُنِیْ زَیْدٌ فَاَبِیْعُهٗ (زید مجھ سے خرید وفروخت کرتا ہے مگر میں اس خرید فروخت میں اس سے بڑھ جاتا ہوں) یہ اجوف یائی کی مثال ہے چاروں صورتوں کی مثالیں گزر چکی ہیں ان چار صورتوں کے علاوہ باقی میں مغالبہ کے لئے فعل نَصَرَ سے استعمال ہوگا کَمَا مَرَّ۔

(۳) باب سَمِعَ کی خاصیت:

اس کی خاصیت یہ ہے کہ وہ الفاظ جو بیماری ، غم ،خوشی ، رنگ و عیب کے معنی پر یا جسمانی کیفیت پر دلالت کرتے ہیں وہ اکثر اسی باب سَمِعَ سے آتے ہیں جیسے سَقِمَ سَقَمًا بمعنی بیمار ہونا حَزِنَ حَزَنًا غمگین ہونا: فَرِحَ فَرَحًا خوش ہونا: سَوِدَ سَوَادًا کالا ہونا: عَوِرَ عَوَرًا کانا ہونا، جسمانی کیفیت کی

مثال جیسے بَلِجَ بَلُجًا کشادہ آبرو ہونا: عَیِنَ عِیْنَۃً بڑی آنکھوں والا ہونا، یہ باب زیادہ تر لازم استعمال ہوتا ہے اور متعدی کم۔

(۴) باب فَتَحَ کی خاصیت:

اس کی خاصیت لفظی ہوتی ہے وہ یہ کہ اس باب سے صرف وہ افعال آتے ہیں جن کے عین یا لام کلمہ کی جگہ حرف حلقی ہو جیسے ذَھَبَ یَذْھَبُ اس میں عین کلمہ (یعنی ھاء) حرف حلقی ہے اور وَضَعَ یَضَعُ اس میں لام کلمہ (یعنی عین) حرف حلقی ہے۔

اعتراض: ...... رَکَنَ یَرْکَنُ اور اَبٰی یَأْبٰی تو فَتَحَ سے مستعمل ہیں لیکن ان میں عین یا لام کلمہ کی جگہ تو حرف حلقی نہیں ہے؟

جواب: ...... رَکَنَ یَرْکَنُ تَدَاخُلُ کے قبیل سے ہے وہ اس طرح کہ رکن یرکن نصر سے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے رَکَنَ یَرْکُنُ اور سَمِعَ سے بھی جیسے رَکِنَ یَرْکَنُ اب جو شخص اس میں دونوں لغتوں سے واقف تھا اس نے ماضی نَصَرَ سے اور مضارع سَمِعَ سے لیکر آپس میں ملاکر رَکَنَ یَرْکَنُ پڑھا جس پر ناواقف شخص کو یہ گمان ہوا کہ یہ فتح یفتح سے ہے حالانکہ ایسا نہیں باقی اَبٰی یَأْبٰی شاذ ہے اور صاحب علم الصیغہ فرماتے ہیں کہ باب فَتَحَ کے لئے جو عین یا لام کلمہ کی جگہ حرف حلقی ہونے کی شرط ہے یہ صرف صحیح کے لئے ہے معتل، مہموز وغیرہ کے لئے یہ شرط نہیں ہے اور اَبٰی یَأْبٰی صحیح نہیں ہے بلکہ مہموز اور ناقص ہے۔ (مزید تفصیل کیلئے دیکھیں ارشاد الصیغہ باب فَتَحَ کی بحث)

(۵) باب کَرُمَ کی خاصیت:

اس باب کی خاصیت یہ ہے کہ یہ ہمیشہ لازم استعمال ہوتا ہے متعدی نہیں اور اس سے تین قسم کے افعال مستعمل ہوتے ہیں۔

(۱) وہ افعال جو دلالت کرتے ہوں ایسی صفت پر جس پر حقیقتاً موصوف کی پیدائش اور خلقت ہوئی ہو یعنی وہ موصوف کی فطری اور پیدائشی صفت ہو اِس صفت کے ساتھ متصف ہونے میں کسب کا کوئی دخل نہ ہو جیسے حَسُنَ حَسَنًا حسین ہونا: قَبُحَ قَبَاحَۃً بدصورت ہونا شَجُعَ شَجَاعَۃً بہادر ہونا تو حُسن، بدصورتی، بہادری، یہ فطرتی اور پیدائشی اوصاف ہیں ان کے حصول میں کسب کا دخل نہیں ہوتا۔

(۲) وہ افعال جو ایسی صفت پر دلالت کرتے ہوں کہ وہ صفت خلقی یعنی پیدائشی تو نہ ہو (یعنی موصوف کی پیدائش اور خلقت تو اس صفت پر نہ ہوئی ہو) لیکن بار بار تجربہ اور مشق سے وہ صفت موصوف کے ساتھ پیدائشی صفت کی طرح لازم ہوگئی ہو جیسے فَقُهَ فَقَاهَةً فقیہ ہونا تو فقاہۃ اگرچہ پیدائشی صفت نہیں ہے لیکن تمرین اور تجربہ کے بعد یہ پیدائشی صفت کی طرح لازم اور راسخ ہو جاتی ہے۔

(۳) وہ افعال ایسی صفت پر دلالت کرتے ہوں جو پیدائشی صفت کے مشابہ ہوں جیسے عارضی خوبصورتی جو میک اپ اور بناؤ سنگھار سے حاصل ہوتی ہے یہ مشابہ ہے پیدائشی حسن کے اور عارضی بدصورتی جو صورت اور حلیہ بدلنے جیسے ماسک وغیرہ پہننے سے حاصل ہوتی ہے یہ مشابہ ہے پیدائشی بدصورتی کے ساتھ تو اس عارضی خوبصورتی اور بدصورتی پر دلالت کرنے والے الفاظ بھی باب کَرُمَ سے آتے ہیں۔

(٦) باب حَسِبَ کی خاصیت:

اس باب کی خاصیت یہ ہے کہ گنتی کے صرف چند الفاظ اس باب سے استعمال ہوتے ہیں جن میں سے فقط دو لفظ صحیح کے ہیں۔

(۱) حَسِبَ حِسْبَانًا گمان کرنا (۲) نَعِمَ نَعْمَةً خوشحال ہونا، اور یہ دونوں لفظ بھی زیادہ تر سمع سے استعمال ہوتے ہیں صحیح کے علاوہ جو الفاظ باب حسب سے آتے ہیں وہ یہ ہیں (۱) وَبِقَ وُبُوْقًا ہلاک ہونا (۲) وَمِقَ مِقَةً محبت رکھنا (۳) وَثِقَ وُثُوْقًا اعتماد رکھنا (۴) وَفِقَ وَفْقًا موافق ہونا (۵) وَرِثَ وَرْثًا وارث ہونا۔ (۶) وَرِعَ وَرْعًا پرہیزگار ہونا (۷) وَرِمَ وَرَمًا سوجنا (۸) وَرِيَ وَرْيًا چقماق سے آگ نکلنا (۹) وَلِيَ وَلْيًا قریب ہونا (۱۰) وَغِرَ وَغْرًا کینہ رکھنا (۱۱) وَحِرَ وَحَرًا کینہ رکھنا (۱۲) وَلِهَ وَلْهًا غمگین ہونا (۱۳) وَهِلَ وَهْلًا خلاف مراد چیز کا وہم ہونا (۱۴) وَعِمَ وَعْمًا کسی کے لئے بھلائی کی دعا کرنا (۱۵) وَطِئَ وَطْئًا روندنا (۱٦) يَئِسَ يَأْسًا ناامید ہونا (۱۷) يَبِسَ يُبْسًا خشک ہونا،

ان میں سے بھی بعض الفاظ سَمِعَ وغیرہ سے استعمال ہوتے ہیں۔

خاصیات ابواب ثلاثی مزید فیہ

تنبیہ:...... آگے خاصیات میں جگہ جگہ لفظ مأخذ کا ذکر آئیگا تو پہلے یہ سمجھ لیں کہ مأخذ کیا ہوتا ہے۔

مأخذ کی تعریف: تو مأخذ ہر اس شے کو کہتے ہیں جس سے فعل بنایا جائے خواہ وہ شے مصدر ہو یا اسم جامد جیسے اَعْرَقَ فعل کا مأخذ عراق ہے جو کہ اسم جامد ہے اور اَقْطَعَ فعل کا مأخذ قَطْعٌ ہے جو کہ مصدر ہے تو عراق سے اَعْرَقَ فعل بنا ہے اور قَطْعٌ سے اَقْطَعَ فعل بنا ہے لہذا عراق اور قَطْعٌ دونوں مأخذ ہیں۔

(۱) باب افعال کی خاصیات: اس باب کی پندرہ خاصیات ہیں:

(۱) تعدیه (۲) تصییر (۳) الزام (۴) تعریض (۵) وجدان (۶) سلب مأخذ (۷) اعطاء مأخذ (۸) بلوغ (۹) صیرورت (۱۰) لیاقت (۱۱) حینونت (۱۲) مبالغه (۱۳) ابتداء (۱۴) موافقت مجرد، تفعیل، تفعل، استفعال (۱۵) مطاوعت (مجرد وتفعیل)۔

ان کی تعریفات:

(۱) تعدیه:...... لغوی معنی تجاوز کرنا، اصطلاحاً: فعل لازم کو متعدی بنانا یعنی اگر فعل ثلاثی مجرد میں لازم ہے تو باب افعال میں متعدی بن جاتا ہے جیسے خَرَجَ خُرُوْجًا بمعنی نکلنا اور اَخْرَجَ اِخْرَاجًا بمعنی نکالنا اس میں خَرَجَ فعل ثلاثی مجرد میں لازم تھا باب افعال میں آکر متعدی ہو گیا اور اگر فعل ثلاثی مجرد میں متعدی بیک مفعول ہو تو باب افعال میں آکر متعدی بدو مفعول ہو جاتا ہے جیسے حَفَرْتُ نَهْرًا (میں نے نہر کھودی) اور اَحْفَرْتُ زَيْدًا نَهْرًا (میں نے زید سے نہر کھدوائی) اس میں حَفَرَ فعل ثلاثی مجرد میں متعدی بیک مفعول تھا جو کہ نَهْرًا ہے باب افعال میں آکر متعدی بدو مفعول ہو گیا مفعول اول زَيْدًا ہے اور مفعول ثانی نَهْرًا۔

اور اگر فعل ثلاثی مجرد میں متعدی بدو مفعول ہو تو باب افعال میں متعدی بسہ مفعول ہو جاتا ہے جیسے عَلِمْتُ زَيْدًا فَاضِلًا (میں نے زید کو فاضل جانا) اور اَعْلَمْتُ عَمْرًوا زَيْدًا فَاضِلًا (میں نے عمرو کو بتلایا کہ زید فاضل ہے) اس میں عَلِمَ فعل ثلاثی مجرد میں متعدی بدو مفعول تھا مفعول اول یہاں زَيْدًا ہے اور ثانی فَاضِلًا، باب افعال میں آکر تین مفعول کی طرف متعدی ہوا مفعول اول عَمْرًوا ہے مفعول ثانی زَيْدًا ہے اور مفعول ثالث فَاضِلًا ہے۔

(۲) تَصْيِيْر:...... لغۃً بنانا، اصطلاحی تعریف: کسی چیز کو مأخذ والا بنا دینا جیسے اَشْرَكْتُ النَّعْلَ (میں نے تسمہ دار جوتا بنایا) یہاں اَشْرَكَ فعل کا مأخذ شِرَاكٌ ہے (بمعنی تسمہ) تو جوتے کو شِرَاكٌ (یعنی تسمہ والا) بنا دیا گیا۔

فائدہ:...... تَعْدِیہ اور تَصْیِیْر میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے لہذا یہ دونوں ایک مثال میں جمع ہو سکتے ہیں جیسے اَخْرَجْتُ زَیدًا یہاں تعدیہ بھی ہے اور تصییر بھی، تعدیہ تو ظاہر ہے کہ اس کا مجرد خَرَجَ ہے جو کہ لازم ہے باب افعال میں آ کر متعدی بن گیا اور تصییر اس طرح ہے کہ اَخْرَجْتُ زَیْدًا بمعنی جَعَلْتُهُ ذَا خُرُوْجٍ ہے کہ (میں نے زید کو صاحب خروج یعنی نکلنے والا بنا دیا) یہاں مأخذ خروج ہے تو زید کو صاحب مأخذ بنا دیا گیا ہے۔

(۳) الزام:...... لغوی معنی لازم کرنا، اصطلاحی تعریف: فعل متعدی کو لازم بنانا یعنی باب افعال کبھی فعل متعدی کو لازم بنا دیتا ہے جیسے اَحْمَدَ زَیْدٌ (زید قابل تعریف ہوا) اس کا مجرد سمع سے ہے جو کہ متعدی ہے جیسے حَمِدْتُ زَیْدًا (میں نے زید کی تعریف کی) باب افعال میں آ کر یہ لازم بن گیا۔

تنبیہ:...... جیسا کہ معلوم ہوا کہ اس باب میں تعدیہ کی خاصیت بھی ہے اور الزام کی بھی یعنی کبھی فعل لازم کو متعدی بناتا ہے اور کبھی فعل متعدی کو لازم بنا دیتا ہے تو یہ متضاد خواص کا حامل باب ہے۔

(۴) تعریض:...... لغوی معنی: پیش کرنا، اصطلاحی تعریف: کسی چیز کو مأخذ کی جگہ اور محل میں لے جانا جیسے اَبَعْتُ الْفَرَسَ (میں گھوڑے کو بَیْعٌ (بیچنے) کی جگہ لے گیا (یعنی منڈی میں) اس میں مأخذ بَیْعٌ ہے (یعنی بیچنا) اور مأخذ (یعنی بیچنے) کی جگہ اور محل منڈی ہے یہاں فرس کو مأخذ (بیع) کے محل (منڈی) میں لے جایا گیا۔

(۵) وِجْدَان:...... لغۃً پانا، اصطلاحاً: کسی چیز کو مأخذ کے ساتھ متصف پانا جیسے اَبْخَلْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو بخل کے ساتھ متصف پایا یعنی بخیل پایا) اس میں بُخْلٌ (یعنی بخیل ہونا) مأخذ ہے متکلم نے زید کو بُخل مأخذ کے ساتھ متصف پایا۔

(۶) سلب مأخذ:...... لغۃً مأخذ دور کرنا، اصطلاحاً: کسی چیز سے مأخذ کو دور کرنا جیسے اَشْكَیْتُ زَیْدًا (میں نے زید کی شکایت دور کر دی) اس میں شکایت مأخذ ہے جسے زید سے دور کر دیا گیا۔

(۷) اعطاء مأخذ:...... لغۃً مأخذ دینا، اصطلاحاً: مفعول کو مأخذ دینا یا مأخذ کا محل دینا یا مأخذ کا حق دینا۔

مأ خذ دینے کی مثال جیسے اَعْظَمْتُ الْکَلْبَ (میں نے کتے کو عَظم یعنی ہڈی دی) اس میں کلب مفعول ہے اور عَظْمٌ (بمعنی ہڈی) مأ خذ ہے تو یہاں متکلم نے مفعول کو عین مأ خذ دیا۔

محل مأ خذ دینے کی مثال: جیسے اَشْوَیْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو گوشت بھوننے کیلئے دیا) یہاں مأ خذ شَیٌّ ہے (بمعنی بھوننا) اور محل مأ خذ گوشت ہے کیونکہ بھوننے کا محل گوشت ہی ہوتا ہے تو یہاں متکلم نے مفعول کو مأ خذ کا محل یعنی گوشت دیا۔

مأ خذ کا حق دینے کی مثال جیسے اَقْطَعْتُہٗ قُضْبَانًا (میں نے اسے شاخوں کے کاٹنے کا حق دیا یعنی شاخیں تراشنے کی اجازت دیدی) قُضْبَانٌ قَضِیْب کی جمع ہے بمعنی شاخ، اس میں مأ خذ قَطْعٌ ہے (بمعنی کاٹنا) یہاں فاعل نے مفعول کو مأ خذ (یعنی قطع) کا حق دیا حق سے مراد اجازت ہے یعنی شاخیں کاٹنے کی اجازت دیدی۔

(۸) بلوغ: ......لغۃً پہنچنا، اصطلاحاً: فاعل کا مأ خذ میں پہنچنا یا آنا: خواہ وہ مأ خذ زمان ہو یا مکان ہو یا عدد۔

زمان کی مثال جیسے اَصْبَحَ زَیْدٌ (زید صبح کے وقت آیا) اس میں زَیْدٌ فاعل ہے اور اَصْبَحَ کا مأ خذ صُبْحٌ ہے جو زمانہ اور وقت سے تعلق رکھتا ہے۔

مکان کی مثال جیسے اَعْرَقَ بَکْرٌ (بکر عراق میں پہنچا) اس میں بکر فاعل ہے اور اَعْرَقَ کا مأ خذ عراق ہے جو مکان اور جگہ سے تعلق رکھتا ہے۔

عدد کی مثال جیسے اَعْشَرَتِ الدَّرَاھِمُ (دراہم دس کے عدد کو پہنچے) اس میں اَلدَّرَاھِمُ فاعل ہے اور عَشْرَۃٌ مأ خذ ہے جو عدد یعنی گنتی سے متعلق ہے۔

(۹) صیرورت: ......لغۃً: ہونا، اصطلاحاً: اس کے تین معنی آتے ہیں۔

(۱) فاعل کا صاحب مأ خذ ہونا (یعنی مأ خذ والا ہونا) جیسے اَلْبَنَتِ الشَّاۃُ (بکری دودھ والی ہوگئی) یہاں اَلشَّاۃُ فاعل ہے اور مأخذ لَبَنٌ ہے (بمعنی دودھ) تو یہاں بکری صاحبِ مأ خذ ہوگئی۔

(۲) فاعل کا ایسی چیز کا مالک ہونا کہ وہ چیز مأ خذ کے ساتھ متصف ہو جیسے اَجْرَبَ الرَّجُلُ (آدمی خارشی اونٹوں کا مالک ہوا) اس میں اَلرَّجُلُ فاعل ہے جَرَبٌ مأ خذ ہے (بمعنی خارش) یہاں رجل ایسے اونٹوں کا مالک ہوا جو جرب مأ خذ کے ساتھ متصف ہیں یعنی خارشی ہیں۔

(۳) فاعل کا مأ خذ میں کسی چیز والا ہونا جیسے اَخْرَفَتِ الشَّاۃُ (بکری موسم خریف میں بچہ والی ہوگئی) اس میں اَلشَّاۃُ فاعل ہے اور خریف مأ خذ ہے اور بچہ وہ چیز ہے۔

نوٹ:......خریف ایک موسم کا نام ہے جو گرمی اور سردی کے زمانہ کے درمیان تین مہینوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

(۱۰) لیاقت: ......**لغۃ:** قابل ہونا، **اصطلاحا:** فاعل کا مأخذ کے قابل اور مستحق ہونا جیسے اَلَامَ الرَّجُلُ (آدمی قابل ملامت ہوا) اس میں اَلرَّجُلُ فاعل ہے اور لَوْمٌ مأخذ ہے (بمعنی ملامت) یعنی رجل مستحقِ ملامت ہوا۔

(۱۱) حینونت: ...... **لغۃ:** یہ حین سے مشتق ہے لغوی معنی ہے وقت کا قریب ہونا، **اصطلاحی معنی:** فاعل کا مأخذ کے وقت کو پہنچنا جیسے اَحْصَدَ الزَّرْعُ (کھیتی کٹنے کے وقت کو پہنچی یعنی اس کے کٹنے کا وقت آ گیا) اس میں الزرع فاعل ہے اور حَصَاد (بمعنی کاٹنا) اَحْصَدَ کا مأخذ ہے تو یہاں اَلزَّرع فاعل حَصَاد مأخذ کے وقت کو پہنچا۔

(۱۲) مبالغۃ: ...... **لغۃ:** کسی امر میں زیادتی کو بیان کرنا، **اصطلاحا:** مأخذ میں کثرت اور زیادتی کا ہونا خواہ یہ زیادتی مقدار میں ہو یا کیفیت میں۔

مقدار کی مثال جیسے اَثْمَرَ النَّخْلُ (کھجور کے درخت میں بہت پھل آیا) اس میں اَثْمَرَ کا مأخذ ثَمَرٌ ہے (بمعنی پھل) جس کی مقدار میں یہاں کثرت پائی جاتی ہے۔

کیفیت میں زیادتی کی مثال جیسے اَسْفَرَ الصُّبْحُ (صبح بہت روشن ہوئی) اس میں اَسْفَرَ کا مأخذ سِفْرٌ ہے (بمعنی روشنی) تو اَسْفَرَ روشنی کی کیفیت میں زیادتی پر دلالت کرتا ہے۔

(۱۳) ابتداء: ......**لغۃ:** شروع کرنا، **اصطلاحا:** کسی فعل کا ابتداءً اس باب سے آنا۔

پھر اس کی دو صورتیں ہیں (۱) پہلی صورت یہ ہے کہ وہ فعل ثلاثی مجرد میں کسی بھی باب سے استعمال نہ ہو جیسے اَرْقَلَ بمعنی جلدی کرنا یہ مجرد میں مستعمل ہی نہیں۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ وہ فعل ثلاثی مجرد میں مستعمل تو ہو لیکن کسی اور معنی میں اور مزید فیہ کے اندر دوسرے معنی میں آیا ہو جیسے اَشْفَقَ بمعنی ڈرنا، یہ مجرد میں سمع سے مستعمل ہے لیکن شفقت اور مہربانی کے معنی میں اسی طرح اَقْسَمَ بمعنی حلف اٹھانا یہ مجرد میں ضَرَبَ سے مستعمل ہے لیکن تقسیم کرنے کے معنی میں۔

(۱۴) موافقت: ......**لغۃ:** موافق ہونا، **اصطلاحا:** ایک فعل کا دوسرے فعل کے ہم معنی ہونا۔

باب افعال میں ثلاثی مجرد، باب تفعیل، تفعُّل، استفعال ان چاروں کے ساتھ موافقت پائی جاتی ہے یعنی ثلاثی مجرد، باب تفعیل، تفعُّل اور استفعال جس معنی میں آئے باب افعال بھی اسی معنی میں استعمال ہوتا

ہے۔

(۱) موافقتِ مجرد کی مثال جیسے اَدْجَی اللَّیْلُ (رات تاریک ہوگئی) یہ دَجَی اللَّیْلُ ثلاثی مجرد نصَرَ یَنْصُرُ کے معنی میں ہے یعنی ''رات کا تاریک ہونا'' یہ اصلاً دَجَا یَدْجُوْ ثلاثی مجرد کے معنی ہیں پھر اَدْجٰی یُدْجِیْ باب افعال سے بھی اسی (مجرد کے) معنی میں مستعمل ہوا ہے۔

(۲) موافقت تفعیل کی مثال جیسے اَکْفَرْتُہٗ (میں نے اس کی نسبت کفر کی طرف کی) یہ کَفَّرْتُہٗ باب تفعیل کے معنی میں ہے۔

(۳) موافقت تفعل کی مثال جیسے اَخَمْتُ الثَّوْبَ (میں نے کپڑے کا خیمہ بنالیا) یہ تَخَیَّمْتُ الثَّوْبَ باب تفعل کے ہم معنی ہے۔

(۴) موافقت استفعال کی مثال جیسے اَعْظَمْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو بزرگ اور بڑا سمجھا) یہ اِسْتَعْظَمْتُ زَیْدًا باب استفعال کے معنی میں ہے۔

(۱۵) مطاوعت :...... لغۃ: تابع ہونا، اصطلاحا: ایک فعل کے بعد دوسرے فعل کا اس غرض سے لانا تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ فعلِ اول کے فاعل کے اثر کو مفعول نے قبول کر لیا ہے جیسے بَشَّرَ زَیْدٌ عَمْرًوا: فَاَبْشَرَ (زید نے عمرو کو خوشخبری دی پس عمرو خوش ہوگیا) اس مثال میں بَشَّرَ فعل اول ہے زَیْدٌ اس کا فاعل ہے عَمْرًوا مفعول بہ ہے فاعل کا اثر خوش کرنا ہے تو دوسرے فعل یعنی اَبْشَرَ کے آنے سے یہ معلوم ہوا کہ پہلے فعل کے فاعل کے اثر کو مفعول نے قبول کر لیا ہے (یعنی زید کے خوش کرنے سے عمرو خوش ہوگیا)۔

باب افعال ثلاثی مجرد اور باب تفعیل کا مطاوع ہوتا ہے یعنی باب افعال میں ثلاثی مجرد اور باب تفعیل کی مطاوعت پائی جاتی ہے مطاوعت تفعیل کی مثال تو گزر چکی ہے (یعنی بَشَّرَ زَیْدٌ عَمْرًوا فَاَبْشَرَ) اور مطاوعت مجرد کی مثال جیسے کَبَبْتُ الْاِنَاءَ فَاَکَبَّ (میں نے برتن کو اوندھا کیا پس وہ اوندھا ہوگیا) اس میں اَکَبَّ باب افعال ہے جو کَبَبْتُ ثلاثی مجرد کا مطاوع ہے۔

(۲) باب تفعیل کی خاصیات :۔ اس باب کی تیرہ خاصیات ہیں۔

(۱) تعدیہ (۲) تصییر (۳) سلب مأخذ (۴) صیرورت (۵) بلوغ (۶) مبالغہ (۷) موافقت مجرد، افعال اور تفعیل (۸) ابتداء (۹) تخلیط (۱۰) تحویل (۱۱) قصر (۱۲) نسبت مأخذ (۱۳) اِلْبَاس مأخذ۔

ان تیرہ میں سے **تعدیہ، تصییر، سلب، صیرورت، بلوغ، مبالغہ، موافقت، ابتداء**، ان آٹھ کی تعریفات باب افعال کی خاصیات میں گزر چکی ہیں یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں صرف مثال کافی ہے ان کے علاوہ باقی پانچ کی تعریفات ذکر کی جائینگی۔

(۱) تعدیہ:...... کی مثال جیسے فَرِحَ زَيْدٌ (زید خوش ہوا) اور فَرَّحْتُ زَيْدًا (میں نے زید کو خوش کیا) اس میں فَرِحَ فعل ثلاثی مجرد میں لازم تھا باب تفعیل میں آکر فَرَّحْتُ متعدی بن گیا۔

(۲) تصییر:...... کی مثال جیسے نَزَّلْتُ زَيْدًا أَيْ صَيَّرْتُهُ ذَا نُزُوْلٍ (میں نے زید کو صاحب نزول یعنی اترنے والا بنادیا) مطلب یہ ہے کہ میں نے زید کو اتارا: اس میں نزول 'نزل' کا مأخذ ہے اور زید صاحب مأخذ یعنی مأخذ والا ہے۔

فائدہ:...... یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ تعدیہ اور تصییر میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے لہذا ان دونوں کا ایک مثال میں جمع ہونا ممکن ہے پس نَزَّلْتُ زَيْدًا جس طرح تصییر کی مثال ہے اسی طرح یہ تعدیہ کی مثال بھی بن سکتی ہے کہ نَزَلَ ثلاثی مجرد میں لازم ہے (بمعنی اترنا) باب تفعیل میں آکر متعدی بن گیا۔

(۳) سلب مأخذ:...... جیسے قَذَّيْتُ عَيْنَهُ (میں نے اس کی آنکھ سے تنکا دور کر دیا) اس میں قَذٰی (بمعنی تنکا) مأخذ ہے جسے آنکھ سے دور کر دیا گیا۔

(۴) صیرورت:...... جیسے نَوَّرَ الشَّجَرُ (درخت شگوفہ دار ہو گیا یعنی کلی نکل آئی) اس میں اَلشَّجَرُ فاعل ہے اور نَوْرٌ (بمعنی شگوفہ وکلی) مأخذ ہے تو یہاں درخت صاحب مأخذ ہوا۔

(۵) بلوغ:...... جیسے خَيَّمَ زَيْدٌ (زَیْدٌ خیمہ میں آیا) اس میں زَیْد فاعل ہے اور خیمہ مأخذ ہے اور عَمَّقَ عُمَرُ (عُمر معاملہ کی گہرائی تک پہنچ گیا) اس میں عُمَرُ فاعل ہے اور عُمْقٌ (بمعنی گہرائی) مأخذ ہے۔

(۶) مبالغہ:...... یہ خاصیت باب تفعیل میں دوسرے ابواب سے زیادہ پائی جاتی ہے، پھر مبالغہ کی یہاں تین قسمیں ہیں۔

(۱) مبالغہ فعل میں ہو خواہ کیفیت میں ہو جیسے صَرَّحَ الْأَمْرُ (معاملہ خوب اچھی طرح واضح ہوا) یہاں فعل کی کیفیت میں مبالغہ ہے، یا کمیت اور مقدار میں ہو جیسے جَوَّلْتُ (میں بہت گھوما) یہاں مقدار میں مبالغہ ہے کہ میں نے بہت چکر کاٹے۔

(۲) مبالغہ فاعل میں ہو جیسے مَوَّتَ الْإِبِلُ (بہت اونٹ مرے) یہاں اَلْإِبِلُ فاعل کے اندر مبالغہ پایا

جاتا ہے کہ مرنے والے اونٹوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

(۳) مبالغہ مفعول میں ہو جیسے قَطَّعْتُ الثِّیَابَ (میں نے بہت کپڑے کاٹے) یہاں اَلثِّیَابُ مفعول میں مبالغہ پایا جاتا ہے ان تین قسموں میں پہلی قسم اصل ہے۔

(۷) **موافقتِ مجرد افعال، تفعل**: یعنی اس باب کا ثلاثی مجرد باب افعال اور تفعل کے موافق اور ہم معنی ہونا۔

(۱) موافقت مجرد کی مثال جیسے تَمَّرْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو کھجور دی) یہ تَمَرْتُ زَیْدًا ثلاثی مجرد کے معنی میں ہے۔

(۲) موافقت بابِ افعال کی مثال جیسے تَمَّرَ (تر کھجور خشک ہوگئی) یہ اَتْمَرَ باب افعال کے موافق اور ہم معنی ہے۔

(۳) موافقت تفعّل کی مثال جیسے تَرَّسَ زَیْدٌ (زید نے ڈھال سے اپنی حفاظت کی) یہ تَتَرَّسَ باب تفعل کے معنی میں ہے۔

(۸) **ابتداء**: ...... جیسے لَقَّبْتُهٗ (میں نے اس کا لقب رکھا) اس کا مجرد مستعمل نہیں اور جَرَّبَ یُجَرِّبُ تَجْرِبَةً بمعنی آزمانا، امتحان لینا، اس کا مجرد جَرِبَ یَجْرَبُ جَرَبًا ہے لیکن یہ خارش ہونے کے معنی میں ہے۔

(۹) **تخلیط**: ...... لغۃ: ملانا، اصطلاحا: کسی چیز کو ماخذ سے آراستہ کرنا۔

جیسے ذَهَّبْتُ السَّیْفَ (میں تلوار کو سونے سے آراستہ کیا) ماخذ ذَهَبٌ ہے (بمعنی سونا) جس کے ساتھ یہاں تلوار کو آراستہ کیا گیا ہے۔

(۱۰) **تحویل**: ...... لغۃ: پھرانا، اصطلاحا: کسی چیز کو ماٰخذ بنانا یا ماٰخذ کی طرح بنانا۔

ماٰخذ بنانے کی مثال جیسے نَصَّرْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو نصرانی بنا دیا) اس میں نَصَّرَ کا ماٰخذ نصرانی ہے تو یہاں زید کو ماٰخذ یعنی نصرانی بنا دیا گیا۔

ماٰخذ کی طرح بنانے کی مثال جیسے خَیَّمْتُ الرِّدَاءَ (میں نے چادر کو (اوپر کھینچ کر) خیمہ کی طرح بنایا) اس میں ماٰخذ خیمہ ہے تو چادر کو ماٰخذ (یعنی خیمہ) کی طرح بنا دیا گیا۔

(۱۱) **قصر**: ...... لغۃ: چھوٹا کرنا، اصطلاحا: اختصار کی غرض سے مرکب سے کسی کلمہ کو مشتق کے طور پر بنانا۔

جیسے هَلَّلَ زَیْدٌ (زید نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا) اس میں هَلَّلَ وہ کلمہ ہے جسے اختصار کے واسطے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مرکب سے مشتق کے طور پر بنایا گیا، اسی طرح سَبَّحَ تَسْبِیْحًا (بمعنی سبحان اللہ کہنا) اور رَجَّعَ تَرْجِیْعًا (انا

لله وانا الیه راجعون کہنا)۔

(۱۲) نسبت بمأخذ:...... لغۃ: مأ خذ کی طرف نسبت کرنا، اصطلاحا: کسی چیز کو مأ خذ کی طرف منسوب کرنا جیسے فَسَّقْتُ زَیْدًا(میں نے زید کی فسق کی طرف نسبت کی یعنی میں نے اس کو فاسق کہا) مأ خذ فِسْقٌ ہے جس کی طرف زید کی نسبت کی گئی ہے اسی طرح کَفَّرْتُہٗ (میں نے اس کی نسبت کفر کی طرف کی یعنی اسے کافر کہا) یہاں مأ خذ کُفر ہے۔

(۱۳) الباس ماخذ:...... لغۃ: مأ خذ پہنانا، اصطلاحا: کسی چیز کو مأ خذ پہنانا۔

جیسے جَلَّلْتُ الْفَرَسَ (میں نے گھوڑے کو زین پہنائی) مأ خذ جُلٌّ ہے (بمعنی جھول یعنی زین) یہاں گھوڑے کو مأ خذ (یعنی زین) پہنائی گئی۔

(۳) باب مفاعلہ کی خاصیات: اس باب کی صرف تین خاصیات ہیں۔

(۱) مشارکت (۲) موافقت مجرد، افعال، تفعیل، تفاعل (۳) ابتداء۔

(۱) مشارکت:...... لغۃ: باہم شریک ہونا، اصطلاحا: دو شخصوں کا کسی کام میں شریک ہونا اس طور پر کہ دونوں میں سے ہر ایک معنی کے اعتبار سے فاعل بھی ہو اور مفعول بھی جیسے ضَارَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا (زید اور عمرو دونوں نے ایک دوسرے کو مارا) یہاں زید اور عمرو باہم مارنے میں شریک ہیں چونکہ مارنے میں ہر ایک حصہ دار ہے تو اس اعتبار سے ہر ایک فاعل ہے اور مار پڑنے میں بھی دونوں شریک ہیں تو اِس معنی کے اعتبار سے ہر ایک مفعول بھی ہے۔

تنبیہ: مشارکت کی صورت میں معنی کے اعتبار سے اگرچہ ہر ایک فاعل بھی ہوتا ہے اور مفعول بھی لیکن لفظ کے اعتبار سے ایک فاعل ہوگا اور دوسرا مفعول جیسے کہ مذکورہ مثال میں لفظ کے اعتبار سے زَیْدٌ فاعل ہے اور عَمْرًوا مفعول۔

(۲) موافقتِ مجرد افعال، تفعیل، تفاعل: یعنی اس باب کا ثلاثی مجرد باب افعال، تفعیل اور تفاعل کے موافق اور ہم معنی ہونا۔

(۱) موافقتِ مجرد کی مثال جیسے سَافَرَ زَیْدٌ (زید نے سفر کیا) اس میں سَافَرَ سَفَرَ ثلاثی مجرد کے معنی میں ہے۔

(۲) موافقت باب افعال کی مثال جیسے بَاعَدْتُہٗ (میں نے اس کو دور کیا) یہ اَبْعَدْتُ باب افعال کے معنی میں ہے۔

(۳) موافقت باب تفعیل کی مثال جیسے ضَاعَفْتُ الشَّيْءَ (میں نے شے کو دو چند کر دیا) یہ ضَعَّفْتُ باب تفعیل کے ہم معنی ہے۔

(۴) موافقت تفاعل کی مثال جیسے شَاتَمَ زَيْدٌ وَ عَمْرٌو (زید اور عمرو نے ایک دوسرے کو گالی دی) اس میں شَاتَمَ باب مفاعلہ ہے جو تَشَاتَمَ باب تفاعل کے موافق ہے اور موافقت یہاں اس طرح ہے کہ جس طرح باب تفاعل میں دونوں شریکین لفظ کے اعتبار سے فاعل ہوتے ہیں (جیسے کہ عنقریب خاصیت تشارک میں آ رہا ہے) تو اسی طرح یہاں شَاتَمَ باب مفاعلہ میں بھی دونوں شریکین یعنی زید اور عمرو لفظا فاعل ہیں۔

(۳) ابتداء:...... جیسے اَلْمُتَاخَمَةُ (ایک زمین کی حد کا دوسری زمین سے متصل ہونا) اس کا مجرد مستعمل نہیں اور قَاسٰی يُقَاسِيْ مُقَاسَاةً بمعنی تکلیف برداشت کرنا اس کا مجرد قَسَا يَقْسُوْ قَسْوَةً ہے لیکن اس کے معنی ہیں'' سخت دل ہونا''۔

(۴) باب تفعل کی خاصیات: اس باب کی گیارہ خاصیات ہیں۔

(۱) مطاوعت تفعیل (۲) تکلُّف (۳) تجنُّب (۴) لُبس ماخذ (۵) تعمُّل (۶) اتّخاذ (۷) تدریج (۸) تحوُّل (۹) صیرورت (۱۰) موافقت مجرد، افعال، تفعیل، استفعال (۱۱) ابتداء۔

ان گیارہ میں سے چار کی تعریفات گزر چکی ہیں (یعنی مطاوعت، صیرورت، موافقت، ابتداء) باقی سات کی تعریفات ذکر کی جا رہی ہیں۔

(۱) مطاوعت تفعیل:...... (یعنی باب تفعّل کا باب تفعیل کے بعد اس غرض سے آنا تا کہ وہ اس بات پر دلالت کرے کہ پہلے فعل کے فاعل کے اثر کو مفعول نے قبول کر لیا ہے) جیسے قَطَّعْتُ الشَّيْءَ فَتَقَطَّعَ (میں نے اس شے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا پس وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی) یہ خاصہ اس باب میں بکثرت پایا جاتا ہے۔

(۲) تکلُّف:...... لغۃ: اپنے آپ کو تکلیف اور مشقت میں ڈالنا، اصطلاحا: اپنے آپ کو بناوٹی طور پر مأخذ سے متصف ظاہر کرنا یعنی جس مأخذ کی طرف فاعل حقیقۃ منسوب نہیں ہے ایسے مأخذ کی طرف اپنے آپ کو بناوٹی اور جعلی طور پر منسوب کرنا یا جو مأخذ حقیقۃ اسے حاصل نہیں اسکے حصول میں تکلیف اور مشقت اٹھانا اور بتکلف اس کا اظہار کرنا، مأخذ کی طرف منسوب ہونے کی مثال جیسے تَكَوَّفَ زَيْدٌ (زید بتکلف کوفی بنا) اس میں مأخذ كُوْفَه ہے یہاں زید حقیقۃ کوفی نہیں ہے لیکن بناوٹی طور پر اس نے اپنے آپ کو کوفی ظاہر کیا اور کوفہ کی طرف اپنی نسبت کر دی۔

حصول مأ خذ کی مثال جیسے تَشَجَّعَ زَیْدٌ (زید نے بتکلف اپنے آپکو بہادر ظاہر کیا) اس میں مأ خذ شُجَاعَۃٌ ہے (بمعنی بہادری) تو شُجاعت کے ساتھ زید حقیقۃً متصف نہیں تھا لیکن بتکلف اور زبردستی اس نے اپنے آپ کو شجاع ظاہر کیا۔

(۳) **تجنُّب** :...... **لغۃً** کنارہ کش ہونا، **اصطلاحا** : مأ خذ سے پرہیز اور اجتناب کرنا۔

جیسے تَحَوَّبَ زَیْدٌ (زید نے گناہ سے پرہیز کیا) مأ خذ حُوْبٌ ہے (بمعنی گناہ) تو زید نے مأ خذ سے اجتناب کیا، اور تَاَثَّمْتُ (میں نے گناہ سے پرہیز کیا) ماخذ اِثْمٌ ہے بمعنی گناہ۔

(۴) **لُبْسِ ماخذ**:......... **لغۃ**: مأ خذ پہننا، **اصطلاحا** : فاعل کا مأ خذ کو پہننا: جیسے تَخَتَّمَ زَیْدٌ (زید نے انگوٹھی پہنی) اس میں زید فاعل ہے اور خاتَم (بمعنی انگوٹھی) مأ خذ ہے تو زید فاعل نے خَاتَم مأ خذ پہن لیا۔

(۵) **تعمُّل** :...... **لغۃ**: کام میں لانا، **اصطلاحا** : مأ خذ کو کام میں لانا (یعنی مأ خذ جس کام کے لئے وضع کیا گیا ہے اس کو اسی کام میں استعمال کرنا) پھر اس کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) مأ خذ فاعل کے ساتھ اس طرح ملا ہوا ہو کہ وہ فاعل کے ساتھ بالکل متصل محسوس ہوتا ہو فاعل سے الگ محسوس نہ ہو جیسے تَدَهَّنَ زَیْدٌ (زید نے تیل کو کام میں لایا یعنی جسم پر ملا) اس کا مأ خذ دُهْنٌ (بمعنی تیل) ہے یہاں تیل کا زید کے جسم کے ساتھ اس طرح اتصال ہوا ہے کہ وہ جسم کے جزء کی طرح محسوس ہو رہا ہے گویا کہ یہ کوئی الگ چیز ہی نہ ہو۔

(۲) دوسری قسم یہ ہے کہ مأ خذ فاعل کے ساتھ متصل تو ہو لیکن جداگانہ محسوس ہوتا ہو جیسے تَتَرَّسَ خَالِدٌ (خالد نے ڈھال کو کام میں لایا یعنی ڈھال سے اپنی حفاظت کی) مأ خذ تُرْسٌ (بمعنی ڈھال) اب ڈھال جسم کے ساتھ متصل تو ہوتا ہے لیکن جداگانہ محسوس ہوتا ہے۔

(۳) تیسری قسم یہ ہے کہ مأ خذ فاعل کے ساتھ متصل نہ ہو بلکہ اس کے قریب اور مجاور ہو جیسے تَخَیَّمَ عِمْرَانُ (عمران نے خیمہ کو کام میں لایا یعنی خیمہ کو نصب کیا) اس میں مأ خذ خیمہ ہے۔

(۶) **اِتّخاذ** :...... **لغۃ**: پکڑنا اختیار کرنا، **اصطلاح**: میں اس کے چار معنی آتے ہیں۔

(۱) مأ خذ کو بنانا اور ایجاد کرنا جیسے تَبَوَّبَ (اس نے دروازہ بنایا) اس کا مأ خذ بَابٌ ہے (بمعنی دروازہ) یہاں باب مأ خذ کو بنایا گیا۔

(۲) مأ خذ کو اختیار کرنا جیسے تَجَنَّبَ (اس نے ایک جانب اختیار کی یعنی کنارہ کش ہوا) اس کا مأ خذ

جُنُبٌ ہے (بمعنی جانب و کنارہ) یہاں مأخذ کو اختیار کیا گیا۔

(۳) کسی چیز کو مأخذ بنانا جیسے تَوَسَّدَ الْحَجَرَ (اس نے پتھر کو تکیہ بنایا) اس میں تَوَسَّدَ کا مأخذ وِسَادَةٌ ہے (بمعنی تکیہ) یہاں پتھر کو مأخذ یعنی وِسَادَة بنالیا گیا۔

(۴) کسی چیز کو مأخذ میں لینا جیسے تَأَبَّطَ الْكِتَابَ (اس نے کتاب کو بغل میں لیا) مأخذ اِبْطٌ ہے (بمعنی بغل) یہاں کتاب کو اِبْطٌ مأخذ یعنی بغل میں لیا گیا۔

(۷) **تدریج** :……**لغۃ**: آہستہ آہستہ کرنا، **اصطلاحا** : کسی کام کو بار بار، آہستہ آہستہ کرنا: پھر اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) اس کام کا ایک ہی دفعہ کرنا ممکن ہو جیسے تَجَرَّعَ زَيْدٌ (زید نے پانی کو گھونٹ گھونٹ پیا) تو انسان پانی ایک دفعہ بھی پی سکتا ہے۔

(۲) اُس کام کا ایک ہی دفعہ کرنا ممکن ہی نہ ہو جیسے تَحَفَّظْتُ الْقُرْآنَ (میں نے قرآن مجید کو تھوڑا تھوڑا یاد کیا) تو قرآن مجید کو دفعةً واحدة یاد کرنا عادةً محال ہے۔

(۸) **تحول**:……**لغۃ**: پھر جانا، **اصطلاحا** : کسی چیز کا عین مأخذ ہونا یا مأخذ کی طرح ہونا۔

عینِ مأخذ ہونے کی مثال جیسے تَنَصَّرَا الرَّجُلُ (آدمی نصرانی ہو گیا) مأخذ نصرانی ہے تو یہاں رَجُل عین مأخذ یعنی نصرانی بن گیا۔

اور مثل مأخذ ہونے کی مثال جیسے تَبَحَّرَ زَيْدٌ (زید وسعت علم میں دریا کی طرح ہو گیا) اس کا مأخذ بَحْرٌ ہے (بمعنی دریا) تو یہاں زید علمی وسعت میں بحر مأخذ کی طرح ہو گیا ہے۔

(۹) **صیرورت**:……(تعریف گزر چکی ہے) جیسے تَمَوَّلَ حَامِدٌ (حامد صاحبِ مال ہوا یعنی مال والا ہو گیا) اس میں حامد فاعل ہے اور مَال مأخذ ہے تو حامد صاحب مأخذ ہے۔

(۱۰) **موافقت مجرد افعال ، تفعیل ، استفعال** :(یعنی اس باب کا ثلاثی مجرد باب افعال، باب تفعیل اور باب استفعال کے معنی میں استعمال ہونا)۔

(۱) موافقت مجرد کی مثال جیسے تَقَبَّلَ (بمعنی قبول کرنا) یہ قَبِلَ ثلاثی مجرد کے ہم معنی ہے۔

(۲) موافقت باب افعال کی مثال جیسے تَبَصَّرَ (بمعنی دیکھنا) یہ اَبْصَرَ باب افعال کے معنی میں ہے۔

(۳) موافقت باب تفعیل کی مثال جیسے تَكَذَّبَ (جھوٹ کی طرف منسوب کرنا یعنی کسی کو جھوٹا کہنا) یہ

كَذَّبَ باب تفعیل کے معنی میں ہے۔

(۴) موافقت باب استفعال کی مثال جیسے تَحَوَّجَ (بمعنی حاجت طلب کرنا) یہ اِسْتَحْوَجَ باب استفعال کے معنی میں ہے۔

(۱۱) ابتداء :……جس کا استعمال مجرد سے نہ ہو جیسے تَوَیَّلَ (یَا وَیْلَتَا کہنا) اس کا مجرد مستعمل نہیں ہے اور تَکَلَّمَ (بمعنی بات کرنا) اس کا مجرد کَلَمَ کَلْمًا ضرب سے مستعمل ہے لیکن اس کے معنی ہیں "زخمی کرنا"۔

(۵) باب تفاعل کی خاصیات: باب تفاعل کے پانچ خواص ہیں۔

(۱) تشارُک (۲) تَخْیِیل (۳) مطاوعت مفاعلہ بمعنی افعال (۴) موافقت مجرد و افعال (۵) ابتداء.

(۱) تشارک:……اس کی تعریف وہی ہے جو باب مفاعلہ کی خاصیت مشارکت کی ہے جیسے تَشَاتَمَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو (زید اور عمرو نے ایک دوسرے کو گالی دی)۔

سوال:……مشارکت جو باب مفاعلہ کی خاصیت ہے اور تشارک جو اس باب کی خاصیت ہے ان دونوں میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟

جواب:……ان دونوں میں فرق ہے وہ یہ کہ مشارکت کے اندر دونوں شریکوں میں سے ایک لفظ کے اعتبار سے فاعل ہوتا ہے اور دوسرا مفعول جیسے ضَارَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا اس میں لفظ کے اعتبار سے زید فاعل ہے اور عمرو مفعول ہے جبکہ تشارک میں لفظ کے اعتبار سے دونوں فاعل ہوتے ہیں جیسے تَشَاتَمَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو اس میں لفظا زَیْدٌ اور عَمْرٌو دونوں فاعل ہیں۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ باب مفاعلہ میں دونوں شریک معنی کے اعتبار سے ہمیشہ ایک ساتھ فاعل بھی ہوتے ہیں اور مفعول بھی (صرف فاعل یا صرف مفعول نہیں ہوتے) جبکہ باب تفاعل یعنی تشارک میں جس طرح لفظ کے اعتبار سے دونوں شریک فاعل ہوتے ہیں تو اسی طرح کبھی معنی کے اعتبار سے بھی دونوں صرف فاعل ہوتے ہیں (نہ کہ مفعول بھی) جیسے تَرَافَعَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو حَجَرًا (کہ زید اور عمرو نے ملکر ایک پتھر اٹھایا) اس مثال میں دونوں شریک (یعنی زید اور عمرو) جس طرح لفظ کے اعتبار سے فاعل ہیں تو اسی طرح معنی کے اعتبار سے بھی فقط فاعل ہی ہیں مفعول کی صلاحیت ان میں نہیں ہے کیونکہ یہاں صرف صدورِ فعل ہے یعنی پتھر اٹھانا: وقوعِ فعل یہاں ہے ہی نہیں جبکہ مفعول وہ ہوتا ہے جس پر فعل واقع ہو، لیکن اس معنی میں باب تفاعل کا استعمال کم ہے۔

(۲) **تخییل** :...... لغۃ: وہم میں ڈالنا، اصطلاحا : دوسروں کو دکھانے کیلئے بناوٹی طور پر اپنے آپ کو ماٗ خذ کے ساتھ متصف ظاہر کرنا جیسے تَمَارَضَ زَیْدٌ (زید نے اپنے آپ کو مریض ظاہر کیا) اس میں ماٗ خذ مَرَضٌ ہے (بمعنی بیماری) تو زید حقیقۃ مرض ماٗ خذ کے ساتھ متصف نہیں تھا یعنی حقیقت میں بیمار نہیں تھا لیکن دکھاوے کے لئے اس نے اپنے آپ کو بیمار ظاہر کیا، اسی طرح تَجَاهَلَ (اس نے اپنے آپ کو جاہل ظاہر کیا) یعنی حقیقۃ وہ باخبر تھا اسے علم تھا لیکن جان بوجھ کر اس نے اپنے آپ کو ناواقف ظاہر کیا جسے تجاهلِ عارفانه کہا جاتا ہے یہاں ماخذ جَهَالَتٌ ہے۔

سوال:...... **تکلُّف** جو باب **تفعُّل** کی خاصیت ہے اور **تَخْيِيْل** جو اس باب تفاعل کی خاصیت ہے کیا ان دونوں میں کوئی فرق ہے؟ تعریف کے اعتبار سے تو ان دونوں میں کوئی خاص فرق نظر نہیں آتا؟

جواب:...... **تکلُّف** اور **تَخْيِيْل** میں فرق ہے وہ یہ کہ **تکلُّف** میں فاعل جس ماٗ خذ کے ساتھ اپنے آپ کو متصف ظاہر کرتا ہے وہ اکثر پسندیدہ وصف ہوتا ہے اور فاعل کو مطلوب ہوتا ہے جیسے تَشَجَّعَ زَيْدٌ جو تکلُّف کی مثال ہے اس میں اظہار شجاعت مطلوب ہے اور شجاعت ایک پسندیدہ وصف ہے جبکہ تَخْيِيْل میں جس ماٗ خذ کا اظہار کیا جاتا ہے وہ طبعی طور پر ناپسندیدہ وصف ہوتا ہے اور حقیقۃ اس کا حاصل کرنا مطلوب نہیں ہوتا بلکہ اس میں صرف دوسرے کو دکھانا اور دھوکہ دینا مقصود ہوتا ہے جیسے تَجَاهَلَ زَيْدٌ جو تخییل کی مثال ہے اس میں اظہار جہالت حقیقۃ مطلوب نہیں کیونکہ جہالت طبعی طور پر ایک ناپسندیدہ وصف ہے بعض کسی غرض سے دوسرے کو دکھانے کے لئے اس کا اظہار کیا جاتا ہے۔

(۳) **مطاوعت مفاعله بمعنی افعال** :...... یعنی یہ باب تفاعل اس باب مفاعلہ کا مطاوع ہوتا ہے جو باب مفاعلہ باب افعال کے موافق اور ہم معنی ہو جیسے بَاعَدْتُهُ فَتَبَاعَدَ (میں نے اس کو دور کیا پس وہ دور ہو گیا) اس میں تَبَاعَدَ باب تفاعل ہے جو بَاعَدْتُ باب مفاعلہ کا مطاوع ہے اور بَاعَدْتُ ایسا باب مفاعلہ ہے جو اَبْعَدْتُ باب افعال کے معنی میں ہے (جیسا کہ اوپر گزر چکا)۔

(۴) **موافقت مجرد و افعال** :...... یعنی یہ باب ثلاثی مجرد اور باب افعال کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

موافقت مجرد کی مثال جیسے تَعَالٰی (بمعنی بلند ہونا) یہ عَلَا ثلاثی مجرد کے ہم معنی ہے۔

اور موافقت باب افعال کی مثال جیسے تَيَامَنَ (بمعنی یمن میں داخل ہوا) یہ اَيْمَنَ باب افعال کے معنی میں ہے۔

(۵) **ابتداء** :...... جیسے تَدَاحَكَ (گھل مل جانا) اس کا مجرد مستعمل نہیں اور تَبَارَكَ (بابرکت اور مقدس

ہونا) اس کا مجرد بَرَکَ بُرُوْکًا نَصَرَ سے ''اونٹ بیٹھنے'' کے معنی میں مستعمل ہے۔

(۶) باب افتعال کی خاصیات: اس کی چھ خاصیات ہیں۔

(۱) اتخاذ (۲) تصرُّف (۳) تَخْیِیر (۴) مطاوعت تفعیل (۵) موافقت مجرد، افعال، تفعل، تفاعل، استفعال، (۶) ابتداء۔

ان چھ خاصیات میں صرف دو جدید ہیں (یعنی تصرُّف اور تخییر) باقی چار کی تعریفیں گزر چکی ہیں۔

(۱) اتخاذ: ...... باب تفعل کی خاصیات کے ذیل میں یہ گزر چکا ہے کہ اصطلاح میں اتخاذ کے چار معنی آتے ہیں (۱) مأخذ کو بنانا (۲) مأخذ کو اختیار کرنا (۳) کسی چیز کو مأخذ کرنا (۴) کسی چیز کو مأخذ میں لینا۔

ماخذ کو بنانے کی مثال جیسے اِجْتَحَرَ الْفَارُ (چوہے نے بل (سوراخ) بنایا) مأخذ جُحْرٌ ہے (بمعنی سوراخ)

مأخذ کو اختیار کرنے کی مثال جیسے اِجْتَنَبَ زَیْدٌ (زید نے ایک جانب اختیار کی یعنی الگ ہوا) مأخذ جَنْبٌ ہے بمعنی جانب،

کسی چیز کو مأخذ بنانے کی مثال جیسے اِغْتَذَی الشَّاۃَ (اس نے بکری کو غذا بنایا) اس میں اِغْتَذٰی کا مأخذ غِذاء ہے (بمعنی خوراک) تو یہاں بکری کو مأخذ یعنی غذا بنالیا گیا،

کسی چیز کو ماخذ میں لینے کی مثال جیسے اِحْتَجَرْتُ الطِّفْلَ (میں نے بچہ کو گود میں لیا) مأخذ حِجْرٌ ہے (بمعنی گود)۔

(۲) تصرُّف: ...... لغۃ: عمل دخل، اصطلاحا: فعل کے حصول میں کوشش کرنا جیسے اِکْتَسَبَ زَیْدٌ (زید نے مال حاصل کرنے میں کوشش کی)۔

(۳) تخییر: ...... لغۃ: پسند کرنا، اصطلاحا: کسی فعل کو اپنی ذات کے لئے کرنا جیسے اِکْتَلْتُ (میں نے اپنے لئے کیل کیا یعنی ناپا) تو یہاں ناپنے کا فعل اپنی ذات کے لئے کیا گیا۔

(۴) مطاوعت تفعیل: ...... یعنی باب تفعیل کا مطاوع ہونا جیسے غَمَّمْتُہٗ فَاغْتَمَّ (میں نے اس کو غمگین کیا پس وہ غمگین ہوگیا۔)

(۵) موافقت مجرد، افعال، تفعل، تفاعل، استفعال: ...... (یعنی اس باب کا مذکورہ ابواب کے موافق اور ہم معنی ہونا)

(۱) موافقت مجرد کی مثال جیسے اِبْتَلَجَ الصُّبْحُ (صبح روشن ہوگئی) یہ بَلَجَ الصُّبْحُ ثلاثی مجرد نَصَرَ یَنْصُرُ کے معنی میں ہے۔

(۲) موافقت باب افعال کی مثال جیسے اِحْتَجَزَ (حجاز میں داخل ہوا) یہ اَحْجَزَ باب افعال کے ہم معنی ہے۔
(۳) موافقت باب تفعل کی مثال جیسے اِرْتَدٰی (اس نے چادر اوڑھ لی) یہ تَرَدّٰی باب تفعل کے معنی میں ہے۔
(۴) موافقت تفاعل کی مثال جیسے اِخْتَصَمَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو (زید اور عمرو نے آپس میں لڑائی کی) یہ تَخَاصَمَا باب تفاعل کے ہم معنی ہے۔
(۵) موافقت باب استفعال کی مثال جیسے اِیْتَجَرَ (اس نے اجرت طلب کی) یہ اِسْتَأْجَرَ باب استفعال کے معنی میں ہے۔
(۶) چھٹی خاصیت ابتداء جیسے اِیْتَجَزَ بمعنی (جھک جانا) اس کا مجرد مستعمل نہیں ہے اور اِسْتَلَمَ اِسْتِلَامًا (بمعنی پتھر کو بوسہ دینا) اس کا مجرد سَلِمَ سَلَامَةً سَمِعَ یَسْمَعُ سے ہے (بمعنی سلامت رہنا)۔

(۷) باب استفعال کی خاصیات: اس کے دس خواص ہیں:

(۱) طلب (۲) حسبان (۳) لیاقت (۴) وجدان (۵) تحول (۶) اتخاذ (۷) قصر (۸) مطاوعت افعال (۹) موافقت مجرد، افعال، تفعل افتعال، (۱۰) ابتداء۔
ان میں سے آٹھ کی تعریفات ماقبل میں گزر چکی ہیں صرف دو جدید ہیں ((۱) طلب (۲) حسبان)۔
(۱) طلب: لغۃً: طلب کرنا، اصطلاحاً: ، مأخذ کو طلب کرنا جیسے اِسْتَطْعَمْتُ (میں نے کھانا طلب کیا) مأخذ طَعَامٌ ہے (بمعنی کھانا) اور اَسْتَغْفِرُ اللہَ (میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں) مأخذ مَغْفِرَۃٌ ہے (بمعنی بخشش ومعافی)۔
(۲) حِسْبَان: لغۃً: گمان کرنا، اصطلاحاً: کسی چیز کو مأخذ کے ساتھ متصف سمجھنا (یعنی کسی چیز کے متعلق یہ گمان کرنا کہ وہ مأخذ کے ساتھ متصف ہے) جیسے اِسْتَحْسَنْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو نیک سمجھا یعنی میں نے اس پر نیک اور اچھا ہونے کا گمان کیا) مأخذ حُسْنٌ ہے۔ (بمعنی اچھا اور نیک) تو یہاں زید پر مأخذ (حُسن) کے ساتھ متصف ہونے کا گمان کیا گیا ہے۔
سوال:...... حِسْبان اور وِجْدان میں کیا فرق ہے؟
جواب:...... دونوں میں فرق یہ ہے کہ وِجْدان میں کسی چیز کا مأخذ کے ساتھ متصف ہونے کا یقین ہوتا ہے جبکہ حِسْبان میں مأخذ کے ساتھ متصف ہونے کا شک اور گمان ہوتا ہے یقین نہیں۔
(۳) لیاقت:...... جیسے اِسْتَرْقَعَ الثَّوْبُ (کپڑا پیوند لگانے کے قابل ہوگیا۔ یعنی پھٹ گیا) اس میں اَلثَّوْبُ

فاعل ہے اور رُقْعَةٌ (بمعنی پیوند) مأ خذ ہے تو کپڑا قابلِ پیوند ہوا۔

(۴) وِجْدان :...... جیسے اِسْتَكْرَمْتُ زَيْدًا (میں نے زید کو کریم یعنی سخی پایا) مأ خذ کَرَم ہے (بمعنی سخاوت) متکلم نے زید کو کَرَمٌ مأ خذ کے ساتھ متصف پایا۔

(۵) تحوُّل :...... پہلے گزرا ہے کہ اس کے دو معنی آتے ہیں (۱) کسی چیز کا عین مأ خذ ہونا (۲) مأ خذ کی طرح ہونا۔ عین مأ خذ ہونے کی مثال جیسے اِسْتَحْجَرَ الطِّيْنُ (مٹی پتھر بن گئی) مأ خذ حَجَرٌ ہے (بمعنی پتھر) تو مٹی عین مأ خذ (یعنی پتھر) بن گئی، مأ خذ کی طرح ہونے کی مثال جیسے اِسْتَنْوَقَ الْجَمَلُ (اونٹ (کمزوری وغیرہ صفات میں) اونٹنی کی طرح ہوگیا) اس کا مأ خذ نَاقَة ہے (بمعنی اونٹنی) یہاں اونٹ مأ خذ (یعنی نَاقَة) کی طرح ہوگیا۔

(۶) اتخاذ:...... جیسے اِسْتَوْطَنْتُ الْحِجَازَ (میں نے حجاز کو وطن بنالیا) مأ خذ وَطَنٌ ہے۔ اتخاذ کا ایک معنی ہے کسی چیز کو مأ خذ بنانا تو یہ کسی چیز کو مأ خذ بنانے کی مثال ہے کہ یہاں حجاز کو مأ خذ یعنی وطن بنالیا گیا۔

سوال:...... اتخاذ کے تو چار معنی آتے ہیں یعنی اس کی چار صورتیں ہوتی ہیں (جیسا کہ پہلے گزرا ہے) تو یہاں صرف ایک صورت کی مثال دی (یعنی کسی چیز کو مأ خذ بنانا) باقی کی مثالیں کیوں نہیں دی؟

جواب:...... جس باب میں اتخاذ کی خاصیت ہو وہاں ان چار صورتوں میں سے کسی ایک کا پایا جانا ضروری ہے سب کا پایا جانا ضروری نہیں ہے تو باب استفعال میں اتخاذ کی خاصیت اکثر کسی چیز کو مأ خذ بنانے کی صورت میں پائی جاتی ہے اتخاذ کی باقی صورتیں یہاں زیادہ مستعمل اور رائج نہیں ہیں۔

(۷) قصر :...... جیسے اِسْتَرْجَعَ زَيْدٌ (زید نے انّا للہ و انّا الیہ راجعون کہا) اس میں اِسْتَرْجَعَ ایسا کلمہ ہے جسے اختصار کی غرض سے ''انّا لِلّٰہ و انّا الیہ روجعون'' مرکب کلام سے مشتق کے طرز پر بنایا گیا ہے۔

(۸) مطاوعت باب افعال:...... جیسے اَقَمْتُهُ فَاسْتَقَامَ (میں نے اسکو کھڑا کیا پس وہ کھڑا ہوگیا) اس میں اِسْتَقَامَ باب استفعال ہے جو اَقَمْتُ باب افعال کا مطاوع ہے۔

(۹) موافقت مجرد، افعال تفعل افتعال:...... یعنی اس باب استفعال کا مذکورہ ابواب کے معنی میں مستعمل ہونا۔

(۱) موافقت مجرد کی مثال: جیسے اِسْتَبَانَ اِسْتِبَانَةً (بمعنی واضح ہونا) یہ بَانَ بَيَانًا ثلاثی مجرد کے معنی میں ہے۔

(۲) موافقت باب افعال کی مثال جیسے اِسْتَجَابَ اِسْتِجَابَةً (بمعنی جواب دینا اور قبول کرنا) یہ

اَجَابَ اِجَابَۃً باب افعال کے معنی میں ہے۔

(۳) موافقت تفعل کی مثال جیسے اِسْتَکْبَرَ اِسْتِکْبَارًا (غرور اور تکبر کرنا) یہ تَکَبَّرَ تَکَبُّرًا باب تفعل کے ہم معنی ہے۔

(۴) موافق باب افتعال کی مثال جیسے اِسْتَعْصَمَ (مضبوط پکڑنا) یہ اِعْتَصَمَ باب افتعال کے معنی میں ہے۔

(۱۰) ابتداء:...... جیسے اِسْتَأْجَزَ اِسْتِیْجَازًا (بمعنی جھکنا ٹیڑھا ہونا) اس کا مجرد مستعمل نہیں اور اِسْتَحَدَّ اِسْتِحْدَادًا (زیرناف بال صاف کرنا) اس کا مجرد حَدَّ حَدًّا (تیز کرنے اور حد قائم کرنے) کے معنی میں مستعمل ہے۔

(۸) باب انفعال کی خاصیات: اس باب کی پانچ خاصیات ہیں۔

(۱) لزوم (۲) علاج (۳) مطاوعت مجرد و افعال (۴) موافقت مجرد و افعال (۵) ابتداء۔

(۱) لزوم:...... یعنی لازم استعمال ہونا: باب انفعال ہمیشہ لازم ہوتا ہے متعدی نہیں ہوتا خواہ اس کا مجرد بھی لازم ہو یا مجرد متعدی ہو جیسے اِنْفَرَحَ خوش ہونا، یہ باب انفعال ہے جو کہ لازم ہے اور اس کا مجرد فَرِحَ بھی لازم ہے، جو کہ خوش ہونے کے معنی میں ہے اور اِنْصَرَفَ بمعنی پھرنا، یہ باب انفعال ہے جو کہ لازم ہے اس کا مجرد صَرَفَ یَصْرِفُ ضَرَبَ یَضْرِبُ سے پھیرنے کے معنی میں ہے جو کہ متعدی ہے بعض علماء صرف کے نزدیک اس باب کے ثلاثی مجرد کا متعدی ہونا ضروری ہے۔

(۲) علاج:...... لغۃً مشق کرنا یا بیماری کا علاج کرنا، اصطلاحاً: کسی فعل کا ان افعال میں سے ہونا جو امور محسوسہ پر دلالت کرتے ہوں (یعنی ایسے معنی پر جن کا علم ظاہری حواس سے ہو سکے) جیسے اِنْکَسَرَ یَنْکَسِرُ اِنْکِسَارًا (بمعنی ٹوٹنا) تو کسی چیز کا ٹوٹ جانا ایک حسی امر ہے اسی طرح اِنْفَطَرَ اِنْفِطَارًا (پھٹ جانا) اور کسی چیز کا پھٹ جانا امور محسوسہ میں سے ہے۔

(۳) مطاوعت مجرد و افعال:...... یعنی ثلاثی مجرد اور باب افعال کے مطاوع ہونا لیکن ثلاثی مجرد کا مطاوع زیادہ ہوتا ہے اور باب افعال کا کم۔

مطاوعت مجرد کی مثال جیسے کَسَرْتُ الْاِنَاءَ فَانْکَسَرَ (میں نے برتن کو توڑا تو وہ ٹوٹ گیا)

اور مطاوعت افعال کی مثال جیسے اَغْلَقْتُ الْبَابَ فَانْغَلَقَ (میں نے دوازہ بند کیا پس وہ بند ہوگیا)۔

(۴) موافقت مجرد و افعال:...... یعنی ثلاثی مجرد اور باب افعال کے ہم معنی ہونا، لیکن یہ خاصیت اس میں بہت کم پائی جاتی ہے، موافقت مجرد کی مثال جیسے اِنْطَفَئَتِ النَّارُ (بمعنی آگ بجھ گئی) یہ طَفِئَتِ النَّارُ ثلاثی مجرد

(از سَمِعَ) کے معنیٰ میں ہے۔

موافقت افعال کی مثال جیسے اِنْحَجَزْتُ (میں حجاز پہنچ گیا) یہ اَحْجَزْتُ باب افعال کے ہم معنیٰ ہے۔

(۵) **ابتداء** :...... جیسے اِنْطَلَقَ اِنْطِلَاقًا (بمعنیٰ چلنا) اس کا مجرد طَلَقَ یَطْلُقُ طَلَاقًا نصَرَ سے مستعمل ہے بمعنیٰ چھوڑ دینا اور اپنی بیوی کو طلاق دینا، جس کا مجرد مستعمل نہ ہو اس کی مثال صاحب نوادرؒ نے تاج المصادر کے حوالہ سے اِنْجَحَرَ دی ہے (بمعنیٰ سوراخ میں داخل ہونا) لیکن یہ مثال درست نہیں ہے کیونکہ اس کا مجرد جَحَرَ یَجْحَرُ باب فَتَحَ سے مستعمل ہے۔

فائدہ :...... جس لفظ کے فاء کلمہ کی جگہ حروف یَرْمَلُوْنَ میں سے کوئی حرف ہو تو وہ لفظ باب انفعال سے نہیں آتا کیونکہ ایسے لفظ کا باب انفعال سے آنا باعث ثقل ہے اگر باب انفعال کا معنیٰ ادا کرنا مقصود ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس لفظ کو باب افتعال سے لایا جائے۔

یاء کی مثال جیسے یَسَرَ میں فاء کلمہ کی جگہ یاء ہے تو اس کو باب افتعال کی طرف لے جا کر اِتَّسَرَ پڑھیں گے۔

راء کی مثال جیسے رَفَعَ میں فاء کلمہ کی جگہ تاء ہے تو اس کو باب افتعال کی طرف لے جا کر اِرْتَفَعَ پڑھیں گے۔

میم کی مثال جیسے مَدَّ میں فاء کلمہ کی جگہ میم ہے تو یہ باب افتعال سے اِمْتَدَّ پڑھا جائیگا۔

لام کی مثال جیسے لَوٰی سے اِلْتَوٰی۔

واو کی مثال جیسے وَصَلَ سے اِتَّصَلَ،

نون کی مثال جیسے نَکَسَ سے اِنْتَکَسَ اور نَقَلَ سے اِنْتَقَلَ۔

اعتراض:...... مَحَا یَمْحُوْ مَحْوًا میں فاء کلمہ کی جگہ میم ہے لیکن اس کے باوجود یہ باب انفعال سے آیا ہے جیسے اِنْمَحٰی یَنْمَحِیْ اِنْمِحَاءً ؟

جواب:...... یہ شاذ ہے جس کا اعتبار نہیں اور عند البعض مذکورہ بالا قاعدہ میم کے علاوہ باقی پانچ حروف کے متعلق ہے میم اس میں شامل نہیں لہٰذا اس صورت میں تو کوئی اشکال ہی نہیں۔

(۹) باب افعلال اور (۱۰) باب افعیلال کی خاصیات:

ان دونوں کی چار چار خاصیتیں ہیں (۱) لزوم (۲) مبالغہ (۳) لون (۴) عیب۔

(۱) **لزوم** :...... یہ دونوں ہمیشہ لازم ہوتے ہیں افعلال کی مثال جیسے اِحْمَرَّ اِحْمِرَارًا: اور افعیلال کی مثال جیسے

اِحْمَارَّ اِحْمِيْرَارًا (دونوں کے معنی ہیں سرخ ہونا)۔

(۲) مبالغہ :...... باب افعلال کی مثال جیسے اِسْوَدَّ اِسْوِدَادًا (بہت سیاہ ہونا) اس کا ماٗ خذ سَوَادٌ ہے بمعنی سیاہی) افعیلال کی مثال جیسے اِدْهَامَّ اِدْهِيْمَامًا (بہت سیاہ ہونا) اس کا ماٗ خذ دُهْمَةٌ ہے (بمعنی سیاہی)۔

(۳) لون :...... (۴) عیب :...... یعنی ان دونوں بابوں میں زیادہ تر رنگ اور عیب کے معنی پائے جاتے ہیں لون کی مثال تو اوپر گزر چکی ہے (یعنی اِحْمَرَّ اور اِدْهَامَّ) عیب کی مثال جیسے اِحْوَلَّ اِحْوِلَالًا اور اِحْوَالَّ اِحْوِيْلَالًا (بمعنی بھینگا ہونا) کہ بھینگا ہونا عیب ہے۔

تنبیہ (۱):...... مبالغہ کا خاصہ تو ان دونوں میں مشترک ہے لیکن باب افعیلال میں مبالغہ زیادہ ہوتا ہے بنسبت باب افعلال کے۔

تنبیہ (۲):...... رنگ اور عیب دونوں کے معنی ان میں پائے جاتے ہیں لیکن زیادہ تر ان دونوں بابوں میں رنگ کے معنی پائے جاتے ہیں عیب کے معنی کم پائے جاتے ہیں۔

(۱۱) باب افعیعال کی خاصیات: اس کی چار خاصیات ہیں۔

(۱) لزوم (۲) مبالغہ (۳) مطاوعت مجرد (۴) موافقت استفعال۔

(۱) لزوم :...... یہ باب زیادہ تر لازم مستعمل ہوتا ہے جیسے اَلْاِحْدِيْدَابُ (بمعنی کبڑا ہونا) کبھی کبھی متعدی بھی آجاتا ہے جیسے اِحْلَوْلَيْتُهٗ (میں نے اس کو میٹھا سمجھا)۔

(۲) مبالغہ :...... اس باب میں مبالغہ بکثرت پایا جاتا ہے جیسے اِعْشَوْشَبَتِ الْاَرْضُ (زمین بہت سرسبز وشاداب ہوگئی) اس ماٗ خذ عُشْبٌ ہے (بمعنی سبزہ)۔

(۳) مطاوعت مجرد: ...... یعنی ثلاثی مجرد کا مطاوع ہونا جیسے ثَنَيْتُ الثَّوْبَ فَاثْنَوْنٰی (میں نے کپڑے کو لپیٹا پس وہ لپٹ گیا)

(۴) موافقت استفعال: یعنی باب استفعال کے معنی میں استعمال ہونا جیسے اِحْلَوْلَيْتُهٗ (میں نے اس کو شیریں سمجھا) یہ اِسْتَحْلَيْتُ باب استفعال کے معنی میں ہے۔

یہ آخری دونوں خواص اس میں بہت کم پائے جاتے ہیں۔

(۱۲) باب افعوال کی خاصیات: اس کی تین خاصیات ہیں۔

(۱)اقتضاب(۲)مبالغہ(۳)لزوم۔

(۱) **اقتضاب** : ......لغۃ: کاٹنا اصطلاحاً کسی فعل کا مجرد کے بغیر ابتداءً مزید فیہ سے استعمال ہونا اس کو مُرتَجَلْ بھی کہتے ہیں جیسے اَلْاِجْلِوَّاذُ (خوب تیز چلنا) اس کا مجرد موجود نہیں۔

سوال:......اقتضاب اور ابتداء میں کیا فرق ہے؟

جواب:......ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ مُقْتَضَبْ (یعنی جس باب میں اقتضاب کی خاصیت ہو) کا مادہ مجرد سے بالکل نہیں آتا جبکہ ابتداء کا مادہ تو کبھی کبھی مجرد سے مستعمل ہوتا ہے لیکن مجرد میں جو معنی ہوتے ہیں وہ مزید فیہ میں نہیں ہوتے۔

(۲) **مبالغہ**:...... یہ خاصہ اس باب میں کم پایا جاتا ہے اس کی مثال اَلْاِجْلِوَّاذُ ہے۔

(۳) **لزوم**:...... یہ باب اکثر لازم استعمال ہوتا ہے کبھی کبھی متعدی بھی آتا ہے جیسے اَلْاِعْلِوَّاطُ (اونٹ کی گردن سے لٹک کر سوار ہونا)

ختم شد ثلاثی مزید فیہ

رباعی مجرد

باب فَعْلَلَۃ کی خاصیات:

اس کے خواص کافی زیادہ ہیں جن کا ضبط دشوار ہے چند مشہور خواص یہ ہیں (۱) **قصر** (۲) **الباس ماخذ** (۳) **اتخاذ** (۴) **تعمل** (۵) **مطاوعت خود**۔

(۱) **قصر** :......جیسے بَسْمَلَ (بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا) حَمْدَلَ (اَلْحمدللہ پڑھنا)۔

(۲) **الباس ماخذ**:......جیسے بَرْقَعْتُهَا (میں نے اس کو برقعہ پہنایا) ماخذ بُرْقُعٌ ہے (بمعنی برقعہ)۔

(۳) **اتخاذ** :......جیسے قَنْطَرَ (اس نے پل بنایا) ماخذ قَنْطَرَةٌ ہے بمعنی پل یہ ماخذ کو بنانے اور ایجاد کرنے کی مثال ہے۔

(۴) **تعمل** :......جیسے زَعْفَرْتُ الثَّوْبَ (میں نے زعفران سے کپڑا رنگا) اس کا ماخذ زعفران ہے۔

(۵) **مطاوعت خود**:......یعنی خود اپنے مطاوع ہونا جیسے غَطْرَشَ اللَّيْلُ بَصَرَهُ فَغَطْرَشَ (رات نے اس کی آنکھ کو تاریک بنایا پس وہ تاریک ہوگئی) یہاں دونوں فعل اسی باب سے ہیں پہلا فعل مُطَاوَعٌ اور دوسرا

مُطَاوِعْ ہے۔

فائدہ : باب فعللة اکثر صحیح اور مضاعف آتا ہے مہموز اور معتل کم استعمال ہوتا ہے صحیح کی مثال جیسے بَعْثَرَ دَحْرَجَ، مضاعف کی مثال جیسے وَسْوَسَ زَلْزَلَ، مہموز کی مثال جیسے طَمْأَنَ یہ مہموز اللام ہے کہ لام اول کی جگہ ہمزہ ہے اور وَسْوَسَ یہ مضاعف بھی ہے اور معتل بھی۔

خاصیاتِ ابواب رباعی مزید فیہ

(۱) باب تفعلل کی خاصیات: اس کی تین خاصیات ہیں

(۱) مطاوعت فعلل (۲) اقتضاب (۳) تحوّل۔

(۱) مطاوعت فعلل:...... یعنی باب فَعْلَلَ کا مطاوع ہونا جیسے دَحْرَجْتُهٗ فَتَدَحْرَجَ (میں نے اس کو لڑھکایا پس وہ لڑھک گیا)۔

(۲) اقتضاب :...... جیسے تَهَبْرَسَ (ناز سے چلنا) اس کا مجرد موجود نہیں۔

(۳) تحول:...... جیسے تَزَنْدَقَ (زندیق یعنی بے دین ہونا) مأخذ زَنْدَقَةٌ ہے (بمعنی بے دینی)۔

(۲) باب افعنلال کی خاصیات: اس باب کی بھی تین خاصیات ہیں۔

(۱) لزوم (۲) مطاوعت فعلل (یعنی رباعی مجرد کا مطاوع ہونا) (۳) ارتجال یعنی اقتضاب۔

(۱) لزوم: کی مثال جیسے اِثْعَنْجَرَ اِثْعِنْجَارًا (بہنا)۔

(۲) مطاوعت فعلل: کی مثال جیسے ثَعْجَرْتُهٗ فَاثْعَنْجَرَ (میں نے اس کا خون بہایا پس وہ بہہ گیا)۔

(۳) ارتجال: جیسے اَلْاِعْرِنْفَاطُ (منقبض ہونا) اس کا مجرد مستعمل نہیں۔

باب افعلال کی خاصیات: اس کی بھی افعنلال کی طرح وہی تین خاصیات ہیں۔

(۱) لزوم (۲) مطاوعت فَعْلَلَ (۳) اقتضاب۔

(۱) لزوم :..... جیسے اَلْاِطْمِیْنَانُ (مطمئن ہونا)۔

(۲) مطاوعت فعلل :..... جیسے طَمْأَنْتُهٗ فَاطْمَأَنَّ (میں نے اس کو اطمینان دلایا پس وہ مطمئن ہو گیا)۔

(۳) اقتضاب: جیسے اِكْفَهَرَّ النَّجْمُ (سخت تاریکی میں ستارہ روشن ہوا) اس کا مجرد مستعمل نہیں۔

تنبیہ:..... یہ تو ان ابواب کی خاصیات کا بیان تھا جو غیر ملحق ہیں باقی جہاں تک ملحق ابواب کا تعلق ہے تو ان میں سے

ہرایک باب کی وہی خاصیات ہیں جو اس کے مُلْحَقٌ بِہٖ باب کی ہیں مثلاً رباعی مجرد باب فَعْلَلَ کی خاصیات **قصر ، الباس ماخذ ، اتخاذ ، تعمل** وغیرہ ہیں تو اس کے ساتھ جو سات ابواب ملحق ہیں ان کی بھی یہی خاصیات ہیں ، باب تَفَعْلُلٌ کی تین خاصیات ہیں (**مطاوعت فعلل ، اقتضاب ، تحول**) تو اس کے ساتھ جو آٹھ ابواب ملحق ہیں ان کی بھی یہی تین خاصیات ہیں جیسا کہ علم الصیغہ میں آپ نے پڑھا کہ مُلْحَقٌ باب کے وہی خواص ہوتے ہیں جو اس کے مُلْحَقٌ بِہٖ باب کے ہوتے ہیں یعنی مُلْحَقٌ اور مُلْحَقٌ بِہٖ دونوں خاصیات میں متحد ہوتے ہیں البتہ ملحق ابواب میں اکثر کچھ مبالغہ بھی ہوتا ہے اگر چہ ملحق بہ باب میں مبالغہ نہ ہو جیسے حَوْقَلَ (بہت زیادہ بوڑھا ہونا) جَهْوَرَ (آواز بلند کرنا) یہ دونوں باب فَعْلَلَ کے ساتھ ملحق ہیں جن کے معنی میں مبالغہ موجود ہیں۔

اعتراض :...... اَلْجَوْرَبَةُ (بمعنی جراب پہنانا) اَلْقَلْنَسَةُ (ٹوپی پہنانا) یہ تو ملحق ابواب ہیں لیکن ان میں تو مبالغہ موجود نہیں ہے تو یہ کہنا درست نہ ہوا کہ مُلْحَقٌ ابواب میں مبالغہ ہوتا ہے؟

جواب :...... ملحق ابواب میں مبالغہ تو پایا جاتا ہے لیکن ان کے ساتھ مبالغہ لازم نہیں ہے کہ بغیر مبالغہ کے کوئی ملحق باب ہی موجود نہ ہو بلکہ بہت سے **ملحقات** میں مبالغہ نہیں پایا جاتا اس لئے ہم نے اکثر کی قید لگائی کہ ملحق ابواب میں اکثر کچھ مبالغہ بھی ہوتا ہے **فلا اشکال** ۔

ختم شد

خاصیات ابواب نقشوں کی زبان میں

ابواب ثلاثی مجرد کی خاصیات

باب	خاصیت	معنی وتعریف خاصیت	مثال
نَصَرَ یَنْصُرُ	مُغَالَبَہ	باب مفاعلہ کے بعد کسی فعل کو اس غرض سے ذکر کرنا کہ اس کے ذریعہ فریقین میں سے کسی ایک کے غالب آنے کو ظاہر کیا جائے۔	خَاصَمَنِیْ زَیْدٌ فَخَصَمْتُہٗ (زید نے مجھ سے جھگڑا کیا پس میں جھگڑنے میں اس پر غالب آیا)
ضرب	مغالبہ از مثال واوی و یائی واجوف یائی، ناقص یائی		یُوَاعِدُنِیْ زَیْدٌ فَاَعِدُہٗ (میں اور زید باہم وعدہ کرتے ہیں پس میں اس میں اس پر غالب آتا ہوں۔
سمع	بیاری، غم وخوشی، رنگ وعیب، اور جسمانی کیفیت پر دلالت کرنے والے الفاظ۔	جو الفاظ بیماری، غم وخوشی رنگ وعیب اور جسمانی کیفیت کے معنی پر دلالت کرتے ہیں وہ اکثر اس باب سے آتے ہیں۔	سَقِمَ (بیمار ہونا) فَرِحَ (خوش ہونا) حَزِنَ (غمگین ہونا) سَوِدَ (کالا ہونا) عَوِرَ (کانا ہونا) بَلِجَ (کشادہ آبرو ہونا)۔
فتح یفتح	حلقی العین یا حلقی اللام ہونا	اس باب سے صرف وہ الفاظ آتے ہیں جن میں عین یا لام کلمہ کی جگہ حرف حلقی ہو۔	ذَھَبَ یَذْھَبُ وَضَعَ یَضَعُ
کرم یکرم	فطری اور پیدائشی صفات پر دلالت کرنے والے الفاظ۔	جو الفاظ فطری اور خلقی صفات پر دلالت کرتے ہیں وہ اس باب سے مستعمل ہوتے ہیں۔	قَبُحَ (بدصورت ہونا) حَسُنَ (خوبصورت ہونا) شَجُعَ (بہادر ہونا)
حَسِبَ یَحْسِبُ	چند مخصوص الفاظ کا استعمال	صرف چند گنے چنے الفاظ اس باب سے استعمال ہوتے ہیں جن میں صرف دو لفظ صحیح کے ہیں (حَسِبَ، نَعِمَ) باقی معتل کے ہیں۔	وَمِقَ، وَبِقَ، وَثِقَ، وَفِقَ، وَلِیَ، وَرِکَ، وَرِعَ، وَرِمَ، وَرِیَ، وَغِرَ، وَحِرَ، وَلِہَ، یَبِسَ وغیرہ

ابواب ثلاثی مزید فیہ کی خاصیات: خاصیات باب افعال۔ اس کی پندرہ خاصیات ہیں۔

نمبر شار	خاصیت	تعریف خاصیت	مثال
(۱)	تَعْدِیَه	فعل لازم کو متعدی بنانا	خَرَجَ (نکلنا) سے اَخْرَجَ (بمعنی نکالنا)
(۲)	تَصْیِیْر	کسی چیز کو صاحب ماخذ یعنی ماخذ والا بنا دینا۔	اَشْرَکْتُ النَّعْلَ (میں نے تسمہ والا جوتا بنایا) ماخذ شِرَاک ہے۔ (بمعنی تسمہ)
(۳)	الزام	فعل متعدی کو لازم بنانا	حَمِدَ حَمْدًا: تعریف کرنا۔ متعدی ہے اَحْمَدَ اِحْمَادًا۔ قابل تعریف ہونا۔ لازم بن گیا۔
(۴)	تعریض	کسی شے کو ماخذ کی جگہ اور محل میں لیجانا۔	اَبَعْتُ الْفَرَسَ۔ میں گھوڑے کو بیچنے کی جگہ لے گیا یعنی منڈی میں۔ ماخذ بَیْعٌ ہے اس کی جگہ منڈی ہے فرس شے ہے
(۵)	وجدان	کسی چیز کو ماخذ کے ساتھ متصف پانا۔	اَبْخَلْتُ زَیْدًا۔ میں نے زید کو بخل کے ساتھ متصف پایا۔ یہاں چیز زید ہے اور ماخذ بُخْلٌ ہے۔
(۶)	سلب ماخذ	کسی شے سے ماخذ کو دور کرنا۔	اَشْکَیْتُ زَیْدًا (میں نے زید کی شکایت دور کی) شے زید ہے ماخذ شکایت ہے۔
(۷)	اعطاء ماخذ	کسی شے کو ماخذ دینا	اَعْظَمْتُ الْکَلْبَ (میں نے کتے کو ہڈی دی) اس میں کلب شے ہے عَظْم (ہڈی) ماخذ ہے۔
(۸)	بلوغ	ماخذ میں پہنچنا یا ماخذ میں آنا	اَعْرَقَ بَکْرٌ (بکر عراق میں پہنچا) ماخذ عراق ہے۔
(۹)	صیرورت	صاحب ماخذ ہونا یعنی ماخذ والا ہونا۔	اَلْبَنَتِ الشَّاۃُ (بکری دودھ والی ہوگئی) ماخذ لَبَنٌ ہے۔ (بمعنی دودھ)
(۱۰)	لیاقت	ماخذ کا مستحق ہونا۔	اَلَامَ الرَّجُلُ (آدمی قابلِ ملامت ہوا) ماخذ لَوْمٌ ہے بمعنی ملامت
(۱۱)	حینونت	ماخذ کے وقت کو پہنچنا	اَحْصَدَ الزَّرْعُ (کھیتی کٹنے کے وقت کو پہنچی) ماخذ حَصَاد ہے بمعنی کاٹنا۔
(۱۲)	مبالغه	ماخذ میں کثرت اور زیادتی کا پایا جانا	اَثْمَرَ النَّخْلُ (کھجور کے درخت میں بہت پھل آیا) ماخذ ثَمَر ہے بمعنی پھل۔
(۱۳)	ابتداء	کسی فعل کا مجرد سے استعمال ہونے بغیر ابتداءً اس باب سے آنا	اَرْقَلَ (جلدی کرنا) یہ مجرد میں مستعمل نہیں۔

(۱۴)	موافقت	ایک فعل کا دوسرے فعل کے ہم معنی ہونا۔ یہ باب ثلاثی مجرد، تفعیل، تفعل، استفعال کے موافق ہوتا ہے ۔	أَدْجَى اللَّيْلُ (رات تاریک ہوگئی) یہ دَجَى اللَّيْلُ ثلاثی مجرد کے معنی میں ہے۔
(۱۵)	مطاوعت	ایک فعل کے بعد دوسرے فعل کو اس لئے لانا تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ فعلِ اول کے فاعل کے اثر کو مفعول نے قبول کرلیا ہے۔ باب افعال۔ ثلاثی مجرد اور باب تفعیل کا مطاوع ہوتا ہے۔	كَبَبْتُ الْإِنَاءَ فَأَكَبَّ (میں نے برتن کو اوندھا کیا پس وہ اوندھا ہوگیا۔ اور بَشَّرْتُ زَيْدًا فَابْشَرَ (میں نے زید کو خوشخبری دی پس وہ خوش ہوگیا)

خاصیات باب تفعیل۔اس کی تیرہ ۱۳ خاصیات ہیں

نمبر شمار	خاصیت	تعریف خاصیت	مثال
(۱)	تعدیہ	(تعریف گزر چکی)	فَرِحَ (بمعنی خوش ہونا) لازم ہے فَرَّحَ تَفْرِيْحًا (خوش کرنا) متعدی بن گیا۔
(۲)	تصییر	===	نَزَّلْتُ زَيْدًا (میں نے زید کو صاحب نُزُول یعنی اترنے والا بنادیا) اس میں نُزُوْل (بمعنی اترنا) مأخذ ہے اور زید صاحب مأخذ ہے۔
(۳)	سلب مأخذ	===	قَذَّيْتُ عَيْنَهٗ (میں نے اس کی آنکھ سے تنکا دور کردیا) اسمیں قَذٰی (بمعنی تنکا) مأخذ ہے۔
(۴)	صیرورت	===	نَوَّرَ الشَّجَرُ (درخت شگوفہ دار ہوگیا) نَوْرٌ مأخذ ہے (بمعنی کلی و شگوفہ)
(۵)	بلوغ	===	خَيَّمَ زَيْدٌ (زید خیمہ میں آیا) اس میں خیمہ مأخذ ہے۔
(۶)	مبالغہ	===	قَطَّعْتُ الثِّيَابَ (میں نے بہت کپڑے کاٹے) مأخذ قطع ہے بمعنی کاٹنا۔
(۷)	موافقت مجرد، افعال تفعل	===	تَمَّرْتُ زَيْدًا۔ میں نے زید کو کھجور دی۔ یہ تَمَرْتُ زَيْدًا ثلاثی مجرد کے موافق ہے اور تَمَّرَ۔ تر کھجور خشک ہوگئی یہ اَتْمَرَ باب افعال کے معنی میں ہے۔ اور تَرَّسَ زَيْدٌ (زید نے ڈھال سے اپنی حفاظت کی) یہ تَتَرَّسَ زَيْدٌ باب تفعل کے معنی میں ہے
(۸)	ابتداء	===	لَقَّبْتُهٗ (میں نے اس کا لقب رکھا) اس کا مجرد مستعمل نہیں۔
(۹)	تخلیط	کسی چیز کو مأخذ سے آراستہ کرنا	ذَهَّبْتُ السَّيْفَ (میں نے تلوار کو سونے سے آراستہ کیا) مأخذ ذَهَبٌ بمعنی سونا ہے جسکے ساتھ تلوار کو آراستہ کیا گیا ہے۔
(۱۰)	تحویل	کسی شئے کو مأخذ بنانا یا مأخذ کی طرح بنانا	نَصَّرْتُ زَيْدًا (میں نے زید کو نصرانی بنایا) شئے زید ہے مأخذ نصرانی ہے
(۱۱)	قصر	برائے اختصار مرکب سے کسی کلمہ کو مشتق کے طرز پر بنانا	هَلَّلَ زَيْدٌ۔ زید نے لا الہ الا اللّٰہ کہا۔ اس میں لا الہ الا اللّٰہ مرکب ہے جس سے هَلَّلَ کلمہ کو بطرز مشتق بنایا گیا ہے۔
(۱۲)	نسبت بمأخذ	مأخذ کی طرف نسبت کرنا	كَفَّرْتُ زَيْدًا (میں نے زید کی نسبت کفر کی طرف کی) مأخذ کفر ہے
(۱۳)	الباس مأخذ	مأخذ پہنانا	جَلَّلْتُ الْفَرَسَ (میں نے گھوڑے کو زین پہنائی) مأخذ جُلّ ہے بمعنی زین۔

خاصیات باب مفاعلہ۔اس کی صرف تین خاصیات ہیں

نمبرشمار	خاصیت	تعریف خاصیت	مثال
(۱)	مشارکت	دو شخصوں کا کسی کام میں اس طور پر شریک ہونا کہ دونوں میں سے ہرایک معنی کے اعتبار سے فاعل بھی ہو اور مفعول بھی	ضَارَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا (زید اور عمرو دونوں نے ایک دوسرے کو مارا) یہاں زید اور عمرو مارنے میں باہم شریک ہیں اور ان میں سے باعتبار صدور فعل ہر ایک فاعل ہے اور باعتبار وقوع فعل ہر ایک مفعول ہے۔
(۲)	موافقت مجرد افعال، تفعیل تفاعل	(تشریح گزر چکی ہے)	سَافَرَ زَیْدٌ۔ زید نے سفر کیا۔اس میں سَافَرَ فعل سفر ثلاثی مجرد کے معنی میں ہے۔
(۳)	ابتداء	===	اَلْمُتَاخَمَۃُ (زمین کی حد کا دوسری زمین سے متصل ہونا) اس کا مجرد مستعمل نہیں۔

باب تفعل کی خاصیات۔ اس کی گیارہ[11] خاصیات ہیں

نمبر شمار	خاصیت	تعریف خاصیت	مثال
(۱)	مطاوعت تفعیل	(تعریف گزری ہے)	قَطَّعْتُ الشَّیْئَ فَتَقَطَّعَ (میں نے شے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا پس وہ پارہ پارہ ہو گئی)
(۲)	تکلف	اپنے آپ کو بناوٹی طور پر مأخذ سے متصف ظاہر کرنا۔	تَشَجَّعَ زَیْدٌ (زید نے بتکلف اپنے آپکو بہادر ظاہر کیا) مأخذ شُجَاعَت ہے (بمعنی بہادری)
(۳)	تجنب	مأخذ سے پرہیز اور اجتناب کرنا	تَحَوَّبَ زَیْدٌ (زید نے گناہ سے پرہیز کیا) مأخذ حُوْبٌ ہے (بمعنی گناہ)
(۴)	لبس مأخذ	ماخذ کو پہننا	تَخَتَّمَ زَیْدٌ (زید نے انگوٹھی پہن لی) مأخذ خَاتَم ہے (بمعنی انگوٹھی)
(۵)	تعمل	ماخذ کو کام میں لانا	تَتَرَّسْتُ (میں نے ڈھال کو کام میں لایا یعنی اس سے اپنی حفاظت کی) مأخذ تُرْسٌ ہے (بمعنی ڈھال)
(۶)	اتخاذ	کسی شئے کو مأخذ بنانا	تَوَسَّدَ الْحَجَرَ (اس نے پتھر کو تکیہ بنالیا) اس میں حَجَر شئے ہے اور وِسَادَةٌ مأخذ ہے بمعنی تکیہ
(۷)	تدریج	کسی کام کو آہستہ آہستہ کرنا	تَحَفَّظْتُ الْقُرْآنَ (میں نے قرآن مجید کو تھوڑا تھوڑا یاد کیا)
(۸)	تحول	کسی شئے کا مأخذ ہونا یا مثلِ مأخذ ہونا	تَنَصَّرَ الرَّجُلُ (آدمی نصرانی بن گیا) اس میں رجل شئے اور نصرانی مأخذ ہے
(۹)	صیرورت	(تعریف گزر چکی)	تَمَوَّلَ خَالِدٌ (خالد صاحب مال ہوا) مال مأخذ ہے
(۱۰)	موافقت مجرد افعال، تفعیل، استفعال	====	تَقَبَّلَ (قبول کرنا) یہ قَبِلَ ثلاثی مجرد کے معنی میں ہے تَبَصَّرَ (دیکھنا) یہ اَبْصَرَ باب افعال کے موافق ہے۔ اور تَکَذَّبَ (جھوٹ کی طرف نسبت کرنا) یہ کَذَّبَ باب تفعیل کے معنی میں ہے اور تَحَوَّجَ (حاجت طلب کرنا) یہ اِسْتَحْوَجَ استفعال کے معنی میں ہے۔
(۱۱)	ابتداء	====	تَوَیَّلَ (یا وَیْلَتَا کہنا) اس کا مجرد مستعمل نہیں۔

باب تفاعل ۔ اس کے پانچ خواص ہیں

مثال	تعریف خاصیت	خاصیت	نمبر شمار
تَشَاتَمَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو (زید اور عمرو نے ایک دوسرے کو گالی دی)	اس کی وہی تعریف ہے جو مشارکت کی ہے	تشارک	(۱)
تَمَارَضَ زَیْدٌ (زید نے اپنے آپ کو بیمار ظاہر کیا) ماخذ مَرَض ہے (بمعنی بیماری)	دکھاوے کیلئے بناوٹی طور پر اپنے آپ کو ماخذ کے ساتھ متصف ظاہر کرنا	تخییل	(۲)
بَاعَدْتُهٗ فَتَبَاعَدَ (میں نے اس کو دور کیا پس وہ دور ہو گیا) اس میں تَبَاعَدَ باب تَفَاعُل مطاوع ہے بَاعَدْتُ مفاعلہ کا اور بَاعَدْتُ یہ اَبْعَدْتُ باب افعال کے معنی میں ہے۔	ایسے باب مفاعلہ کا مطاوع ہونا جو باب افعال کے معنی میں ہو	مطاوعتِ مفاعلہ بمعنی افعال	(۳)
تَعَالٰی (بلند ہونا) یہ عَلَا ثلاثی مجرد کے معنی میں ہے تَیَامَنَ (یمن میں داخل ہونا) یہ اَیْمَنَ باب افعال کے موافق ہے۔	(تعریف گزر چکی)	موافقتِ مجرد، و افعال	(۴)
تَدَاحَکَ (گھل مل جانا) اس کا مجرد مستعمل نہیں ہے۔		ابتداء	(۵)

باب افتعال۔اس کی چھ خاصیات ہیں

نمبر شمار	خاصیت	تعریف خاصیت	مثال
۱	اتخاذ	تعریف گزر چکی	اِغْتَذَی الشَّاۃَ (اس نے بکری کو غذا بنایا) اس میں مأ خذ غِذا ہے (بمعنی خوراک)
۲	تصرف	حصول فعل میں کوشش کرنا	اِکْتَسَبْتُ (میں نے مال حاصل کرنے میں کوشش کی)
۳	تخییر	کسی فعل کو اپنے لئے کرنا	اِکْتَالَ (اس نے اپنے لئے کیل کیا یعنی ناپا)
۴	مطاوعت تفعیل	(معنی گزرا ہے)	غَمَّمْتُہٗ فَاغْتَمَّ (میں نے اس کو غمگین کیا پس وہ غمگین ہوگیا)
۵	موافقت مجرد، افعال، تفعل، تفاعل، استفعال	=====	اِبْتَلَجَ الصُّبْحُ (صبح روشن ہوئی) یہ بَلَجَ ثلاثی مجرد کے معنی میں ہے اِحْتَجَزَ (حجاز میں داخل ہوا) یہ اَحْجَزَ باب افعال کے موافق ہے اِرْتَدٰی (اس نے چادر اوڑھ لی) یہ تَرَدّٰی باب تفعل کے موافق ہے۔ اِخْتَصَمَ زَیْدٌ وَعَمْرٌو (زید اور عمر نے باہم لڑائی کی) یہ تَخَاصَمَا باب تفاعل کے معنی میں ہے۔ اِئْتَجَرَ (اس نے اجرت طلب کی) یہ اِسْتَأْجَرَ باب استفعال کے معنی میں ہے۔
۶	ابتداء	=====	اِبْتَجَرَ (بھٹک جانا) اس کا مجرد مستعمل نہیں ہے۔

باب استفعال کی خاصیات۔ اس کی دس خاصیات ہیں

نمبر شمار	خاصیت	تعریف خاصیت	مثال
۱	طلب	ماخذ کو طلب کرنا	اِسْتَطْعَمْتُ (میں نے کھانا طلب کیا) ماخذ طعام ہے (بمعنی کھانا)
۲	حسبان	کسی شئے کو ماخذ کے ساتھ متصف سمجھنا	اِسْتَحْسَنْتُهٗ (میں نے اس کو نیک اور اچھا سمجھا) ماخذ حُسْن ہے (بمعنی اچھا اور نیک)
۳	لیاقت	تعریف گزر چکی	اِسْتَرْقَعَ الثَّوْبُ (کپڑا پیوند لگانے کے قابل ہو گیا) ماخذ رُقْعَة ہے (بمعنی پیوند)
۴	وجدان	====	اِسْتَكْرَمْتُ زَيْدًا (میں نے زید کو کریم یعنی سخی پایا) ماخذ کَرَم ہے بمعنی سخاوت۔ تو زید سخاوت کے ساتھ متصف پایا گیا۔
۵	تحول	====	اِسْتَنْوَقَ الْجَمَلُ (اونٹ اونٹنی کی طرح ہو گیا) ماخذ ناقة (اونٹنی) ہے اور جمل (اونٹ) وہ شے ہے جو ماخذ کی طرح ہو گیا ہے
۶	اتخاذ	====	اِسْتَوْطَنْتُ الْحِجَازَ (میں نے حجاز کو وطن بنالیا) ماخذ وطن ہے۔
۷	قصر	====	اِسْتَرْجَعَ زَيْدٌ (زید نے انا للّٰہ و انا الیہ راجعون کہا) اسمیں انا للّٰہ الخ مرکب لفظ ہے۔ جس سے اختصار کی غرض سے استرجع کلمہ بنایا گیا ہے۔
۸	مطاوعت افعال	====	اَقَمْتُهٗ فَاسْتَقَامَ (میں نے اس کو کھڑا کیا پس وہ کھڑا ہو گیا) اس میں اِسْتَقَامَ باب استفعال ہے جو اَقَمْتُ باب افعال کا مطاوع ہے۔
۹	موافقت مجرد افعال، تفعل، افتعال	====	اِسْتَبَانَ اِسْتِبَانَةً (واضح ہونا) یہ بَانَ بَيَانًا ثلاثی مجرد کے معنی میں ہے۔ اِسْتَجَابَ (قبول کرنا) یہ اَجَابَ باب افعال کے معنی میں ہے۔ اِسْتَكْبَرَ (تکبر کرنا) یہ تَكَبَّرَ تفعل کے معنی میں ہے۔ اِسْتَعْصَمَ (مضبوط پکڑنا) یہ اِعْتَصَمَ باب افتعال کے موافق ہے۔
۱۰	ابتداء	=====	اِسْتَأْجَزَ (بمعنی جھکانا) اس کا مجرد مستعمل نہیں ہے

باب انفعال ۔اس کی پانچ ۵ خاصیات ہیں

نمبر شمار	خاصیت	تعریف خاصیت	مثال
۱	لزوم	لازم استعمال ہونا۔	اِنْصَرَفَ اِنْصِرَافًا (لوٹنا)
۲	علاج	امور محسوسہ پر دلالت کرنا	اِنْکَسَرَ اِنْکِسَارًا (بمعنی ٹوٹ جانا) اور ٹوٹنا امر حسی ہے
۳	مطاوعت مجرّد و افعال	(تعریف گزر چکی ہے)	کَسَرْتُ الْاِنَاءَ فَانْکَسَرَ (میں نے برتن کو توڑا تو وہ ٹوٹ گیا) اور اَغْلَقْتُ الْبَابَ فَانْغَلَقَ (میں نے دروازہ بند کیا پس وہ بند ہوگیا)
۴	موافقت مجرّد و افعال	====	اِنْطَفَئَتِ النَّارُ (آگ بجھ گئی) یہ طَفِئَتْ ثلاثی مجرد کے معنی میں ہے اور اِنْحَجَزْتُ (میں حجاز میں پہنچا) یہ اَحْجَزْتُ باب افعال کے موافق ہے۔
۵	ابتداء	====	اِنْطَلَقَ اِنْطِلَاقًا (بمعنی چلنا) اس کا مجرد طَلَقَ طَلَاقَةً ہے بمعنی چھوڑ دینا، بیوی کو طلاق دینا۔

باب افعلال ۔اس کی چار خاصیات ہیں

نمبر شمار	خاصیت	تعریف خاصیت	مثال
۱	لزوم	لازم استعمال ہونا	اِحْمَرَّ اِحْمِرَارًا (سرخ ہونا)
۲	مبالغہ	تعریف گزر چکی	اِسْوَدَّ اِسْوِدَادًا (بہت سیاہ ہونا) ماخذ سَوَادٌ ہے (بمعنی سیاہی)
۳	لون	رنگ کے معنی پر دلالت کرنا	اِبْيَضَّ اِبْيِضَاضًا (سفید ہونا)
۴	عیب	عیب کے معنی پر دلالت کرنا	اِحْوَلَّ اِحْوِلَالًا (بھینگا ہونا)

باب افعیلال ۔اس کی بھی چار خاصیات ہیں

نمبر شمار	خاصیت	تعریف خاصیت	مثال
۱	لزوم	(مرّ تعریفہ)	اِحْمَارَّ اِحْمِيرَارًا (سرخ ہونا)
۲	مبالغہ	====	اِدْهَامَّ اِدْهِيمَامًا (بہت سیاہ ہونا) ماخذ دُهْمَةٌ ہے (بمعنی سیاہی)
۳	لون	====	اِحْمَارًّا اِحْمِيرَارًا (سرخ ہونا)
۴	عیب	====	اِحْوَالَّ اِحْوِيلَالًا (بھینگا ہونا)

باب افعیعال۔ اس کے بھی چار خواص ہیں

نمبر شمار	خاصیت	تعریف خاصیت	مثال
۱	لزوم	تعریف گزر چکی ہے	اَلْاِحْدِیْدَابُ (کبڑا ہونا)
۲	مبالغہ	====	اِعْشَوْشَبَتِ الْاَرْضُ (زمین خوب سرسبز ہوگئی) ماخذ عُشْبٌ ہے (بمعنی سبز)
۳	مطاوعت مجرد	====	ثَنَیْتُ الثَّوْبَ فَاثْنَوْنٰی (میں نے کپڑے کو لپیٹا پس وہ لپٹ گیا)
۴	موافقت استفعال	====	اِحْلَوْلَیْتُہٗ (میں نے اس کو میٹھا سمجھا) یہ اِسْتَحْلَیْتُ باب استفعال کے معنی میں ہے۔

باب افعوال کی تین خاصیات ہیں

نمبر شمار	خاصیت	تعریف خاصیت	مثال
۱	اقتضاب	کسی فعل کا ابتداء مزید فیہ سے استعمال ہونا مجرد کے بغیر	اَلْاِجْلِوَّاذُ (خوب تیز چلنا) اس کا مجرد موجود نہیں ہے
۲	مبالغہ	تعریف گزر چکی ہے	یہی مثال یعنی اَلْاِجْلِوَّاذُ (خوب تیز چلنا)
۳	لزوم	====	کَالْمِثَالِ الْمَذْکُوْرِ

ابواب رباعی کے خواص

خاصیات فعلل بکثرت ہیں ان میں زیادہ مشہور پانچ ہیں

نمبر شمار	خاصیت	تعریف خاصیت	مثال
۱	قصر	(مر تعریفه)	بَسْمَلَةٌ (بسم اللہ کہنا) حَمْدَلَةٌ (الحمد للہ کہنا)
۲	الباس مأخذ	====	بَرْقَعْتُهَا (میں نے اسے برقعہ پہنایا) ماخذ بُرْقُعٌ ہے (بمعنی برقعہ)
۳	اتخاذ	====	قَنْطَرَ (اس نے پل بنایا) ماخذ قَنْطَرَةٌ ہے (بمعنی پل)
۴	تعمل	====	زَعْفَرْتُ الثَّوْبَ (میں نے کپڑے کو زعفران سے رنگا) ماخذ زعفران ہے
۵	مطاوعت خود	خود اپنے مطاوع ہونا	غَطْرَشَ اللَّيْلُ بَصَرَهُ فَغَطْرَشَ (رات نے اس کی آنکھ کو تاریک بنایا پس وہ تاریک ہو گئی)

باب تفعلل کی تین خاصیات ہیں

نمبر شمار	خاصیت	تعریف خاصیت	مثال
۱	مطاوعتِ فعلل	وضاحت گزری ہے	دَحْرَجْتُهُ فَتَدَحْرَجَ (میں نے اس کو لڑھکایا پس وہ لڑھک گیا)
۲	اقتضاب	====	تَهَبْرَسَ (ناز سے چلنا) اس کا مجرد موجود نہیں
۳	تحول	====	تَزَنْدَقَ (زندیق ہونا) ماخذ زَنْدَقه ہے (بمعنی بے دینی)

باب افعنلال کے تین خواص ہیں

نمبر شمار	خاصیت	تعریف خاصیت	مثال
۱	لزوم	تعریف گزر چکی ہے	اَلْاِثْعِنْجَارُ (بہنا)
۲	مطاوعت فعلل	====	ثَعْجَرْتُهُ فَاثْعَنْجَرَ (میں نے اس کا خون بہایا پس وہ بہہ گیا)
۳	اقتضاب		اَلْاِعْرِنْفَاطُ (منقبض ہونا) اس کا مجرد موجود نہیں ہے۔

باب افعلال کے خواص بھی یہی تین ہیں

نمبر شمار	خاصیت	تعریف خاصیت	مثال
۱	لزوم	مر تعریفه	اَلْاِطْمِیْنَانُ، مطمئن ہونا۔
۲	مطاوعت فعلل	====	طَمْأَنْتُهٗ فَاطْمَأَنَّ میں نے اس کو اطمینان دلایا پس وہ مطمئن ہوگیا۔
۳	اقتضاب	====	اِكْفَهَرَّ النَّجْمُ (سخت تاریکی میں ستارہ چمک اٹھا) اس کا مجرد مستعمل نہیں

تنشیط ذہن کے لئے چند سوالات اوران کے جوابات

سوال:......کیا خاصیاتِ ابواب یہی ہیں جو مذکور ہوئی یا اور بھی ہیں؟

جواب: اور بھی بہت سی خاصیات ہیں جو مطولات میں مذکور ہیں یہ تو وہ خاصیات ہیں جو مشہور اور کثیر الوقوع ہیں۔

سوال: خاصیات میں سے وہ کون کون سے خواص ہیں جو کہ صرف کسی ایک باب کے ساتھ خاص نہیں بلکہ کئی ابواب میں مشترکہ طور پر پائے جاتے ہیں؟

جواب:......مندرجہ ذیل خاصیات ایک سے زائد ابواب میں مشترک ہیں۔

(۱) مغالبہ یہ نصر اور ضرب دونوں کا خاصہ ہے۔

(۲) تعدیہ، تصییر، سلب مأخذ، بلوغ، یہ چاروں خواص باب افعال اور تفعیل دونوں میں پائے جاتے ہیں۔

(۳) وجدان یہ باب افعال اور استفعال دونوں کی خاصیت ہے۔

(۴) صیرورت یہ باب افعال اور تفعیل اور تفعل تینوں کا خاصہ ہے۔

(۵) لیاقت، یہ باب افعال اور استفعال دونوں کا خاصہ ہے۔

(۶) مبالغہ یہ باب افعال و تفعیل و افعلال و افعیلال و افعیعال و افعوال ان چھ ابواب کی خاصیت ہے۔

(۷) ابتداء، یہ باب افعال و تفعیل ومفاعله و تفعل و تفاعل و افتعال واستفعال وانفعال ان آٹھ ابواب کا مشترکہ خاصہ ہے۔

(۸) موافقت، یہ خاصہ مندرجہ ذیل نو ابواب میں مشترک ہے افعال، تفعیل، مفاعلہ، تفعل، تفاعل، افتعال، استفعال، انفعال افعیعال۔

(۹)مطاوعت کا خاصہ مندرجہ ذیل گیارہ ابواب میں پایا جاتا ہے ،افعال ،تفعل ، تفاعل ،افتعال، استفعال ،انفعال،افعیعال ،فعلل ،تفعلل، افعنلال ،افعلال ۔

(۱۰)قصر یہ باب تفعیل ،استفعال،اور باب فعلل تینوں کا خاصہ ہے۔

(۱۱)الباس مأخذ، یہ باب تفعیل اور فعلل دونوں کی خاصیت ہے۔

(۱۲)اتخاذ یہ خاصیت باب تفعل ،افتعال ، استفعال ،فعلل ان چاروں میں مشترک ہے۔

(۱۳)تحول ،باب تفعل اور استفعال اور تفعلل ان تینوں کا خاصہ ہے۔

(۱۴)لزوم ، مندرجہ ذیل سات ابواب کا خاصہ ہے انفعال،افعلال،افعیلال،افعیعال،افعوال، افعنلال ، افعلال۔

سوال:......وہ کون سی خاصیت ہے جو باقی خواص کے مقابلہ میں وہ سب سے زیادہ ابواب میں شریک ہو؟

جواب:......ایسی خاصیت مطاوعت ہے جو گیارہ ابواب میں مشترک ہے اس کے بعد موافقت ہے جو نو ابواب میں مشترک ہے پھر ابتداء جو آٹھ ابواب کا مشترکہ خاصہ ہے پھر لزوم جو سات ابواب کا خاصہ ہے۔

تمت خواص الأبواب ومتعلقاتها بفضل الله تعالىٰ و كرمه جلّت آلائه وعمّت نعمآءه فلله الحمد والثناء كما هو به جدير۔